اردو زبان میں اپنی نوعیت
کی منفرد اور اولین کاوش
الفتح الربانی
فقہی ترتیب
مسند امام احمد بن حنبل
شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ
ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان
تحقیق وتخریج وشرح
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان
تقریظ
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی
دار العلم ممبئی
9
www.minhajusunat.com

اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اوّلین کاوش
سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج
الفتح الربانی
9
فقہی ترتیب
مسند امام احمد بن حنبل
شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الائمۃ
ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تحقیق و تخریج وشرح
تقریظ
نظرثانی
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان ❖ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ ❖ حافظ عبد اللہ رفیق
دار العلم ممبئی

فہرست مضامین

كِتَابُ الْمَحَبَّةِ وَالصُّحْبَةِ
محبت اور صحبت کے مسائل

كِتَابُ الْمَجَالِسِ وَآدَابِهَا
مجالس اور ان کے آداب کا بیان

كِتَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے مسائل

كِتَابٌ جَامِعٌ لِلْاَدَبِ وَالْمَوَاعِظِ وَالْحِكَمِ وَجَوَامِعِ الْكَلِمِ

ترغیبات میں آداب، مواعظ، حکمتوں اور جوامع الکلم کی جامع کتاب

كِتَابُ الْكَبَائِرِ وَاَنْوَاعٍ اُخْرٰى مِنَ الْمَعَاصِيْ

کبیرہ گناہوں اور دوسری نافرمانیوں سے متعلقہ مسائل

كِتَابُ آفَاتِ اللِّسَانِ — زبان کی آفتوں کے مسائل

كِتَابُ التَّوْبَةِ | توبہ کی کتاب

كِتَابُ خَلْقِ الْعَالَمِ

جہاں کی تخلیق کی کتاب

كِتَابُ اَحَادِيْثِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ وَ عَلٰى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات کا بیان

بَابُ ذِكْرِ الْخَضِرِ وَإِلْيَاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا ذکر

كِتَابُ قِصَصِ الْمَاضِیْنَ مِنْ بَنِیْ اِسْرَئِیْلَ وَ غَیْرِهِمْ اِلٰی آخِرِ الْفَتْرَةِ وَ ذِكْرِ اَیَّامِ الْعَرَبِ وَ جَاهِلِیَّتِهِمْ

گزر جانے والے بنی اسرائیل وغیرہ کے فترہ کے آخر تک کے قصوں اور عربوں اور ان کی جاہلیت کے زمانے کا بیان

كِتَابُ سِيْرَةِ أَوَّلِ النَّبِيِّيْنَ وَخَاتَمِ الْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ

اول النبیین اور خاتم المرسلین ہمارے نبی محمد بن عبداللہ ﷺ کی سیرت کی کتاب

أَبْوَابُ أَحْكَامِ الْهِجْرَةِ

ہجرت کے احکام کے ابواب

❁❁❁❁

كِتَابُ الْمَحَبَّةِ وَالصُّحْبَةِ

محبت اور صحبت کے مسائل

بَابُ وُجُوْبِ مَحَبَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ التَّرْغِيْبِ فِيْ ذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے کے وجوب اور اس کی ترغیب دلانے کا بیان

(٩٤٢٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَحَتّٰى يُقْذَفَ فِي النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ نَجَّاهُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَلَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٣١٨٣)

سیدنا انس بن مالک ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ‌ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو باقی سب چیزوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہو جائیں اور وہ کفر سے نجات پانے کے بعد اس کی طرف لوٹنے کی بہ نسبت آگ میں پھینکے جانے کو زیادہ پسند سمجھے اور کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والد اور تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنا عین ایمان ہے، اس لیے اس حکم کو سب سے مقدم رکھنا چاہیے۔

(٩٤٢٥)۔ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا نَفْسِيْ

زہرہ کے دادے سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ‌ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ‌ﷺ نے سیدنا عمر ‌رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ہر چیز کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہیں، ما سوائے اپنی جان

(٩٤٢٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ١٣١٥١)

(٩٤٢٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٩٤، ٦٢٦٤، ٦٦٣٢ (انظر: ١٨٠٤٧)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ عِنْدَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: فَلَأَنْتَ، الْآنَ وَاللّٰهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْآنَ يَا عُمَرُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۲۱۱)

کے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کوئی ایک اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک مجھے اپنے نفس سے زیادہ محبوب نہیں سمجھے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اب آپ ہی مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اب ٹھیک ہے۔''

(۹۴۲٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ أَسْلَمُوا وَكَانَ فِيمَنْ أَسْلَمَ، فَبَعَثُوا وَفْدَهُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِبَيْعَتِهِمْ وَإِسْلَامِهِمْ، فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ مِنْهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَحْنُ مَنْ قَدْ عَرَفْتَ جِئْنَا مِنْ حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ وَأَسْلَمْنَا فَمَنْ وَلِيُّنَا؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔))، قَالُوا: حَسْبُنَا رَضِينَا۔ (مسند احمد: ۱۸۲۰۰)

سیدنا فیروز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اسلام لائے اور وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے، پس انھوں نے اپنی بیعت اور اسلام کے ساتھ اپنے وفد کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، آپ ﷺ نے ان کو قبول فرمایا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں، ہم نے اسلام تو قبول کر لیا، اب ہمارا ولی کون ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول۔'' انھوں نے کہا: ہمیں یہ کافی ہیں اور ہم اس پر راضی ہیں۔

(۹۴۲۷)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَشَدُّ أُمَّتِي لِي حُبًّا قَوْمٌ يَكُونُونَ أَوْ يَخْرُجُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ أَعْطَى أَهْلَهُ وَمَالَهُ وَأَنَّهُ رَآنِي۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۲٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے میری امت کے وہ لوگ ہیں، جو میرے بعد آئیں گے اور یہ پسند کریں گے کہ اپنے اہل اور مال کو خرچ کر کے میرا دیدار کر لیں۔''

فوائد: ...... یہ نیک آرزو ہے، کسی عمل کا نام نہیں ہے، ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر نبی کریم ﷺ کی اتنی محبت پیدا کریں کہ آپ ﷺ کا دیدار کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔

(۹۴۲۸)۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ، وَلَا

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو تلاش کرتا ہے اور اس

(۹۴۲٦) تخريج: هديث صحيح، أخرجه الطبراني: ۱۸/ ۸۵۱، والدارمي: ۲۱۰۸ (انظر: ۱۸۰۳۷)
(۹۴۲۷) تخريج: حسن لغيره (انظر: ۲۱٤۹٤)
(۹۴۲۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۱۲٦۲ (انظر: ۲۲٤۰۱)

يَزَالُ بِذٰلِكَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ: اِنَّ فُلَانًا عَبْدِيْ يَلْتَمِسُ اَنْ يُرْضِيَنِيْ، اَلَا وَاِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى فُلَانٍ، وَيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ، وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ، حَتّٰى يَقُوْلَهَا اَهْلُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ، ثُمَّ تَهْبِطُ لَهُ اِلَى الْاَرْضِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٦٤)

کے لیے لگا رہتا ہے، یہاں تک اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: بیشک میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کے درپے تھا، خبردار! اب اس پر میری رحمت ہو چکی ہے، جبریل علیہ السلام کہتے ہیں: فلاں آدمی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو چکی ہے، پھر حاملین عرش اس جملے کو دوہراتے ہیں، پھر ان کے ارد گرد والے فرشتے کہتے ہیں، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں والے یہی کلمہ کہتے ہیں، پھر اسی بیان کو زمین پر اتار دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... جب آدمی اپنے اعمالِ صالحہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے، تو آسمانوں اور زمینوں میں اس کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عمل میں اخلاص ہونا چاہیے اور عمل کا مقصد ریا کاری اور نمود و نمائش نہیں ہونا چاہیے، اگر دوسرا مقصد ہوا تو ممکن ہے کہ عارضی طور پر مقبولیت مل جائے، وگرنہ انجام میں مذمت کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

(٩٤٢٩)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَّجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!، مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟)) قَالَ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ عَمَلٍ، لَا صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ اِلَّا اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔)) (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا اَحْبَبْتَ) قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَمَا رَاَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بَعْدَ الْاِسْلَامِ بِشَيْءٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ کوئی دیہاتی آدمی آئے اور رسول اللہ ﷺ سے سوال کرے، پس ایک بدّو آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور آپ ﷺ نے نماز شروع کر دی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اور تو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' اس نے کہا: میں نے اس کے لیے زیادہ عمل تو نہیں کیے، نہ زیادہ نماز ہے اور نہ زیادہ روزے ہیں، البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرے گا۔'' ایک روایت میں: ''پس بیشک تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت کرتا ہے

(٩٤٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٧١٥٣، ٦١٧١، ومسلم: ٢٦٣٩ (انظر: ١٢٠١٣)

مَافَرِحُوْا بِهٖ۔ (مسند احمد: ١٢٠٣٦)

اور تیرے لیے وہی کچھ ہے، جو تو پسند کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قبولیتِ اسلام کے بعد اتنے زیادہ خوش ہوئے ہوں، جتنے اس دن ہوئے تھے۔

(٩٤٣٠)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِهِ، وَفِيْهِ قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ، فَرِحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔)) قَالَ: فَاَنَا اُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ لِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ وَاِنْ كُنْتُ لَا اَعْمَلُ بِعَمَلِهِمْ۔ (مسند احمد: ١٣٤٠٤)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں جو خوشی نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے ہوئی کہ ''بیشک تو اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تجھے محبت ہے'' قبولیتِ اسلام کے بعد اتنی خوشی کسی چیز سے نہیں ہوئی تھی، پس میں اللہ کے رسول ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اس محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میرے عمل ان کے اعمال جیسے نہیں ہیں۔

فوائد: ......غور کریں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ان کے عمل، نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے پہلے دو خلفاء کے اعمال کی طرح کے نہیں ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیکیاں کرنے اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے اور اپنے دل میں نیک لوگوں کی محبت رکھے، بالخصوص نبی کریم اور صحابہ کرام۔

بَابُ حُبِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ

نیک بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیان

(٩٤٣١)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ: يَا جِبْرِيْلُ! اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمٰوَاتِ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَيُلْقٰى حُبُّهُ عَلَى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيُحَبُّ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا قَالَ: يَا جِبْرِيْلُ! اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ، فَيُلْقِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: اے جبریل! میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، پس جبریل آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، پاس تم بھی اس سے محبت کرو، پھر اس کی محبت اہل زمین میں ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے: اے جبریل! میں فلاں

(٩٤٣٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٤٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٤٨٥، ومسلم: ٢٦٣٧ (انظر: ١٠٦١٥)

السَّمٰوَاتِ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ، فَيُوْضَعُ لَهُ الْبُغْضُ لِاَهْلِ الْاَرْضِ فَيُبْغَضُ۔)) (مسند احمد: ١٠٦٢٣)

بندے سے بغض رکھتا ہوں، پس تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر جبریل آسمانوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر اہل زمین میں بھی اس کا بغض رکھ دیا جاتا ہے اور وہ بھی اس سے بغض کرنے لگ جاتے ہیں۔''

(٩٤٣٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا قَالَ لِجِبْرِيْلَ: اَنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ، فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ لِاَهْلِ السَّمَاءِ: اَنَّ رَبَّكُمْ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ قَالَ: وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ، قَالَ: وَاِذَا اَبْغَضَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٧٦١٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: بیشک میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر، پھر جبریل علیہ السلام اہل آسمان سے کہتے ہیں: بیشک تمہارا ربّ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہو، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں بھی وہ آدمی مقبول ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس آدمی سے بغض رکھتا ہو، اس کے ساتھ اسی قسم کا معاملہ پیش آتا ہے۔''

فوائد: ......غور کریں کہ کسی مسلمان کی قبولیت اور عدم قبولیت کے فیصلے عرش پر کیے جاتے ہیں اور پھر ان کو نشر کر دیا جاتا ہے، جس آدمی کے عمل میں اخلاص نہیں ہوگا، اس کا عمل اس کے لیے مذمت کا سبب بنے گا، کیونکہ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

(٩٤٣٣)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا رَضِيَ عَنِ الْعَبْدِ اَثْنٰى عَلَيْهِ سَبْعَةَ اَصْنَافٍ مِنَ الْخَيْرِ لَمْ يَعْمَلْهُ، وَاِذَا سَخِطَ عَلَى الْعَبْدِ اَثْنٰى عَلَيْهِ سَبْعَةَ اَصْنَافٍ مِنَ الشَّرِّ لَمْ يَعْمَلْهُ۔)) (مسند احمد: ١١٣٥٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو خیر کی ایسی سات اقسام کی وجہ سے اس کی تعریف کرتا ہے، جن پر ابھی تک اس نے عمل نہیں کیا ہوتا، اسی طرح جب وہ کسی بندے سے ناراض ہو جاتا ہے تو شرّ کی ایسی سات اقسام کی وجہ سے اس کی مذمت کرتا ہے، جن کا ابھی تک اس نے ارتکاب نہیں کیا ہوتا۔''

(٩٤٣٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٤٣٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف دراج فی روايته عن ابی الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٣٣١، وابن حبان: ٣٦٨ (انظر: ١١٣٣٨)

فوائد: ......اللہ تعالیٰ اس کو سات قسم کی نیکیاں کرنے کی توفیق دے گا، لیکن ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کا تذکرۂ خیر لوگوں میں عام کر دے گا، اس کے برعکس معاملہ اس شخص کا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

دقاق کہتے ہیں: بشر حافی لوگوں کے ایک مجمع کے پاس سے گزرا، انھوں نے اس کو دیکھ کر کہا: یہ آدمی ساری رات قیام کرتا ہے اور تین دنوں میں ایک بار افطاری کرتا ہے، بشر حافی نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا اور کہا: مجھے تو ایسی ایک رات بھی یاد نہیں ہے، جس کا میں نے پورا قیام کیا ہو، نیز میں جب بھی روزہ رکھتا ہوں، اسی شام کو افطار بھی کر لیتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں بندے کے عمل سے زیادہ عمل کا خیال ڈال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں کی معائب و نقائص پر پردہ تو ڈالا جا سکتا ہے، لیکن وہ اپنے بندوں کی نیکیوں کو مخفی نہیں رہنے دیتا، اگر چہ ان کو خلوت میں سرانجام دیا گیا ہو، جب کسی بندۂ خدا کے سوانح عمری قلم بند کیے جاتے ہیں تو لکھاری اس کی زندگی کے تمام گوشے منظرِ عام پر لے آتے ہیں۔

(۹٤۳٤)۔ حَدَّثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ نِ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ اَبِيْ طَيْبَةَ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْـمِقَةَ مِنَ اللّٰهِ، قَالَ شَرِيْكٌ: هِيَ الْمَحَبَّةُ وَالصِّيْتُ مِنَ السَّمَاءِ، فَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا، قَالَ لِجِبْرِيْلَ: اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَمِقُ يَعْنِيْ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، اَرٰى شَرِيْكًا قَدْ قَالَ: فَيَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي الْاَرْضِ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا، قَالَ لِجِبْرِيْلَ: اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ، قَالَ: فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ: اِنَّ رَبَّكُمْ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ، قَالَ: اَرٰى شَرِيْكًا قَدْ قَالَ: فَيَجْرِيْ لَهُ الْبُغْضُ فِي الْاَرْضِ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦۲٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک محبت اور شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے آتی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، پس جبریل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، لہٰذا تم سب اس سے محبت کرو، پھر زمین میں بھی اس کی محبت اتر آتی ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے بغض رکھتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: بیشک میں فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہوں، پس تو بھی اس سے بغض رکھ، پھر جبریل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ بیشک تمہارا ربّ فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہو، لہٰذا تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر زمین میں بھی اس کے لیے بغض اتار دیا جاتا ہے۔''

(۹٤۳٤) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۲۲۷۰)

(٩٤٣٥)۔ عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ صَبِيٌّ عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ، فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا رَأَتْ أُمُّ الصَّبِيِّ الْقَوْمَ خَشِيَتْ أَنْ يُوطَأَ ابْنُهَا، فَسَعَتْ وَحَمَلَتْهُ، وَقَالَتْ: ابْنِي ابْنِي، قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُلْقِيَ ابْنَهَا فِي النَّارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَلَا يُلْقِي اللّٰهُ حَبِيبَهُ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٣٥٠١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بچہ راستے پر پڑا تھا، وہاں سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ بھی تھے، جب اس بچے کی ماں نے لوگوں کو دیکھا تو اسے یہ ڈر محسوس ہونے لگا کہ بچہ روند دیا جائے گا، پس وہ یہ کہتے ہوئے دوڑی کہ میرا بیٹا، میرا بیٹا اور پھر اس کو اٹھا لیا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ماں اپنے بچے کو آگ میں تو نہیں ڈالے گی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت اپنے بیٹے کو آگ میں نہیں ڈالے گی اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے کو آگ میں نہیں ڈالے گا۔''

فوائد: ......کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کر کے تو دیکھے، اس کی طرف سے جوابی کاروائی محبت کرنے والے کی سوچ سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي مَحَبَّةِ الصَّالِحِينَ وَصُحْبَتِهِمْ وَالْجُلُوسِ مَعَهُمْ وَزِيَارَتِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ وَعَدَمِ إِيذَائِهِمْ

نیکوکاروں سے محبت کرنے، ان کی صحبت اختیار کرنے، ان کے ساتھ بیٹھنے، ان کی زیارت کرنے اور ان کی عزت کرنے اور ان کو تکلیف نہ دینے کی ترغیب کا بیان

(٩٤٣٦)۔ عَنْ ثَابِتٍ نِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔))، فَقَالَ أَنَسٌ: فَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرِحُوا بِشَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْإِسْلَامَ مَا فَرِحُوا بِهٰذَا مِنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایک شخص کسی آدمی سے محبت تو کرتا ہے، لیکن اس کے عمل جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ محبت کرتا ہوگا۔'' پس میں نے صحابہ کرام کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا کہ وہ کسی چیز کی وجہ سے اتنے خوش ہوئے ہوں، جتنا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے خوش ہوئے، ما سوائے اسلام کے۔ پھر

(٩٤٣٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار: ٣٤٧٦، وابويعلى: ٣٧٤٧، والحاكم: ١/ ٥٨ (انظر: ١٣٤٦٧)

(٩٤٣٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٣٣١٦)

قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنَسٌ: فَنَحْنُ نُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَعْمَلَ كَعَمَلِهِ، فَاِذَا كُنَّا مَعَهُ فَحَسْبُنَا۔(مسند احمد: ۱۳۳۴۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پس ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے عمل جتنے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، پس جب ہمیں آپ ﷺ کا ساتھ مل جائے گا تو وہی کافی ہوگا۔

فوائد: ......اس میں اہل خیر وصلاح لوگوں کے ساتھ محبت رکھنے کی فضیلت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا بھی بیان ہے کہ وہ ان سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے کم مرتبہ لوگوں کو بھی بلندتر درجوں پر فائز کر کے محبوبین کے ساتھ ملا دے گا۔لیکن اس بشارت کے ساتھ ساتھ یہ حدیث ان لوگوں کے لیے وعید بھی ہے جو بدکردار لوگوں کے ساتھ خصوصی تعلق اور محبت رکھتے ہیں اور حقیقی محبت نہ ہونے کی صورت میں خوشامد، چاپلوسی اور دورخی سے کام لیتے ہوئے پرخلوص محبتوں کے دعوے کرتے ہیں، ممکن ہے کہ ان کا حشر بھی ان کے ساتھ ہو۔

(۹۴۳۷)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهِ، فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِطُ۔)) وَقَالَ مُؤَمِّلٌ: مَنْ يُخَالِلُ۔ (مسند احمد: ۸۰۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس ہر ایک کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی اختیار کیے ہوئے ہے۔''

فوائد: ......ضرب المثل ہے: خربوزہ، خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے ہر دوست کو اپنے دوست کا طرزِ حیات، عادات واطوار اور طریقہ وسیرت اختیار کرنا پڑتا ہے، نمازی لوگ بے نمازوں کی مجلسوں میں جانے کی وجہ سے اپنی نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر گانا اور موسیقی سن کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنی پڑتی ہے، اس لیے دوستی لگاتے وقت غور وفکر کرنا چاہیے، اگر کسی کا دین اور اخلاق پسند ہے تو اسے دوست بنا لیا جائے۔ اچھا آدمی اس وجہ سے بدنام ہو جاتا ہے کہ برے لوگ اس کے دوست ہوتے ہیں۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ برے آدمی کو سمجھانے کے لیے اس سے حسنِ اخلاق سے پیش آنا اور بات ہے اور کسی سے دوستی لگانا اور بات ہے۔

(۹۴۳۸)۔ عَنْ اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَصْحَبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۵۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو صرف مؤمن کا ساتھی بن اور تیرا کھانا نہ کھائے، مگر متقی آدمی۔''

(۹۴۳۷) تخریج: اسناده جيّد، أخرجه ابوداود: ۴۸۳۳، والترمذی: ۲۳۷۸ (انظر: ۸۰۲۸)

(۹۴۳۸) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۴۸۳۲، والترمذی: ۲۳۹۵ (انظر: ۱۱۳۳۷)

فوائد: ...... مسلمان کی کوشش ہونی چاہیے کہ صاحب ِایمان لوگ اس کے دوست ہوں اور پرہیزگار لوگ اس کے مہمان بنیں، یہ بات علیحدہ ہے کہ ہر مہمان کی میزبانی کرنی چاہیے۔

(۹٤۳۹)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَعْمَلَ بِاَعْمَالِہِمْ، قَالَ: ((اَنْتَ یَااَبَاذَرٍّ! مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ یُعِیْدُھَا مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ۔ (مسند احمد: ۲۱۷۰۷)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے، لیکن اس جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ذر! تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت رکھے گا۔'' میں نے کہا: تو بیشک میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، انھوں نے ایک یا دو دفعہ یہ بات دوہرائی۔

(۹٤٤۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَرَاَیْتَ رَجُلًا اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا یَلْحَقْ بِہِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔)) (مسند احمد: ۱۹۸۵۹)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے، لیکن ان کو مل نہیں پاتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

فوائد: ...... جو آدمی اخلاص کے ساتھ نیک لوگوں سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کے قرب کو دیکھ کر ان ہی لوگوں میں اس کا شمار کر لیتا ہے، اس میں نیک لوگوں سے محبت دینے کی ترغیب ہے۔ لیکن ان روایات سے یہ مفہوم کشید کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر نیک لوگوں سے محبت ہو تو اعمالِ صالحہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۹٤٤۱)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، رِوَایَۃً، قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہُ بَعْضًا، وَمَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ مَثَلُ الْعَطَّارِ اِنْ لَمْ یُحْذِکَ مِنْ عِطْرِہِ عَلِقَکَ مِنْ رِیْحِہِ، وَمَثَلُ الْجَلِیْسِ السَّوْءِ مَثَلُ الْکِیْرِ اِنْ لَمْ یُحْرِقْکَ نَالَکَ مِنْ شَرَرِہِ، وَالْخَازِنُ

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے، اور نیک ہم نشین کی مثال عطر فروش کی طرح ہے کہ اگر اس نے تجھے کوئی عطر نہ دیا تو تیرے ساتھ اس کی خوشبو لگ جائے گی، اور برے ہم مجلس کی مثال لوہار کی دھونکنی کی سی ہے کہ اگر اس نے تجھے جلا نہ دیا تو

(۹٤۳۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجہ ابوداود: ۵۱۲٦ (انظر: ۲۱۳۷۹)

(۹٤٤۰) تخریج: أخرجہ مسلم: ۲٦٤۱ (انظر: ۱۹٦۲۸)

(۹٤٤۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ بعضہ البخاری: ۲۱۰۱، ومسلم: ۲٦۲۸ (انظر: ۱۹٦۲٤)

الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ مَا اُمِرَ بِهٖ مُؤْتَجِرًا اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٩٨٥٤)

اس کی چنگاریاں تجھ پر ضرور پڑیں گے، اور وہ امانت دار خزانچی بھی صدقہ کرنے والوں میں ایک ہے، جو بنیتِ ثواب وہ کچھ دے دیتا ہے، جس کا اس کو حکم دیا جاتا ہے۔''

(٩٤٤٢)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَامُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ يَقُوْلُ: عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ الْعَطَّارِ۔))، فَذَكَرَ نَحْوَهُ مُخْتَصَرًا۔ (مسند احمد: ١٩٨٩٤)

(دوسری سند) سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا تھا کہ ''نیک ہم نشین کی مثال عطر فروش کی ہے۔'' پھر اختصار کے ساتھ اوپر والی حدیث ذکر کی۔

فوائد: ...... نیک ہم نشین نیکیوں کا سبب بنے گا اور برا ہم مجلس برائیوں کا۔

(٩٤٤٣)۔ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: وَفَدْتُ فِيْ خَلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَاِنَّمَا حَمَلَنِيْ عَلَى الْوِفَادَةِ لُقِيُّ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَقِيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ (رضی اللہ عنہ) فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً۔ (مسند احمد: ١٨٢٥٩)

زر بن حبیش کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کہیں روانہ ہوا، اس روانگی پر آمادہ کرنے والی چیز سیدنا ابی بن کعب اور دوسرے صحابہ کی ملاقات تھی، پس میں سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوے بھی کیے ہیں۔

فوائد: ...... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت نے زِرّ بن حبیش کو آنے پر مجبور کیا۔

(٩٤٤٤)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْنَا لَهُ غِسْلًا فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ اَتَيْنَاهُ بِمِلْحَفَةٍ وَرْسِيَّةٍ، فَاشْتَمَلَ بِهَا، فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى اَثَرِ

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کے غسل کا پانی رکھا، آپ ﷺ نے غسل کیا، پھر ہم زرد سرخی مائل چادر لائے اور آپ ﷺ نے اس کو اپنے جسم پر لپیٹ

(٩٤٤٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٤٤٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٣٦١ (انظر: ١٨٠٩٠)

(٩٤٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابن ابي ليلى ضعيف سيء الحفظ، ومحمد بن شرحبيل مجهول، أخرجه ابن ماجه: ٤٦٦، ٣٦٠٤ (انظر: ٢٣٨٤٤)

الْوَرْسِ عَلٰی عُکَنِہٖ، ثُمَّ اَتَیْنَاہُ بِحِمَارٍ لِیَرْکَبَ فَقَالَ: ((صَاحِبُ الْحِمَارِ اَحَقُّ بِصَدْرِ حِمَارِہٖ)) فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَالْحِمَارُ لَکَ۔ (مسند احمد: ۲٤۳٤٥)

لیا، گویا کہ اب بھی میں آپ ﷺ کے پیٹ کی سلوٹوں پر ورس بوٹی کے نشان دیکھ رہا ہوں، پھر ہم سواری کے لیے آپ ﷺ کے پاس ایک گدھا لائے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''گدھے کا مالک اس کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پس یہ گدھا ہے ہی آپ کے لیے۔

فوائد:......درج ذیل حدیث صحیح ہے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَیْنَمَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَمْشِی جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَہُ حِمَارٌ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اِرْکَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّی إِلَّا أَنْ تَجْعَلَہُ لِی۔)) قَالَ فَإِنِّی قَدْ جَعَلْتُہُ لَكَ فَرَكِبَ۔ ......رسول اللہ ﷺ پیدل چل رہے تھے کہ ایک آدمی آیا، جبکہ اس کے ساتھ گدھا بھی تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سوار ہو جائیں، پھر وہ خود پیچھے ہٹ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تو خود اپنے جانور کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے، الا یہ کہ تو اس کو میرے لیے کر دے۔'' اس نے کہا: جی میں نے اس حصے کو آپ کے لیے کر دیا، پس آپ ﷺ سوار ہو گئے۔

(ابوداود: ۲۲۰۸، ترمذی: ۲۷۷۳)

ایک طرف نبی کریم ﷺ نے تواضع اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا، دوسری طرف آپ ﷺ کے صحابی نے آپ ﷺ کے اکرام کا حق ادا کر دیا۔

(۹٤٤٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ اَذَلَّ لِیْ وَلِیًّا (وَفِیْ رِوَایَةٍ: مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا) فَقَدِ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِیْ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِمِثْلِ اَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَمَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہُ اِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہُ، وَاِنْ دَعَانِیْ اَجَبْتُہُ، مَاتَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہُ تَرَدُّدِیْ عَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس نے میرے دوست کی توہین کی، ایک روایت میں ہے: جس نے میرے دوست کو تکلیف دی، اس نے میرے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھ لیا ہے، اور فرائض کی ادائیگی سے ہی میرا بندہ میرا قرب حاصل کر سکتا ہے، لیکن بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پھر جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں

(۹٤٤٥) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، وللحدیث شاھد أخرجه البخاری: ٦٥٠٢ عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ، أخرجه البزار: ٣٦٢٧، والطبرانی فی "الاوسط": ٩٣٤٨ (انظر: ٢٦١٩٣)

وَفَاتِہِ، لِاَنَّہُ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَکْرَہُ مَسَاءَ تَہُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٧٢٣)

اس کو جواب دیتا ہوں اور مجھے جتنا تردّد مؤمن کی وفات پر ہوتا ہے، اتنا کسی اور کام پر نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے غم کو پسند نہیں کرتا۔''

انسان مرنا نہیں چاہتا، اللہ کی حکمت مصلحت یہ ہے لوگ مرتے ہیں اور نئے آتے رہیں۔ اللہ نے اس کیفیت کو تردد سے تعبیر کیا۔ اس اظہار میں اللہ کا بندے کے ساتھ لطف وکرم ہے۔ پھر اللہ کی مصلحت وحکمت غالب آتی ہے اور اللہ بندے کو بعض عوارض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس سے اس کی موت کے لیے کراہت ختم ہو جاتی ہے تو اللہ اسے فوت کر لیتا ہے۔ یا فرشتوں کا تردد مراد ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت کو بھیجنے والا واقعہ ہے۔ (مزید دیکھیں: فتح الباری جلد:١، ص: ٣٤٥ اور مترجم سلسلہ صحیحہ جلد:١، ص: ١٦٥)

فوائد: ...... ولی اس پرہیز گار مومن کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی کرتا ہے اور اس کے نواہی سے اجتناب کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ﴾ ...... ''خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے اولیاء، نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے، وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کرتے تھے، دنیوی اور اخروی دونوں زندگیوں میں ان کے لیے خوشخبری ہے۔'' (سورۂ یونس: ٦٤)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا اکرام ضروری ہے، ان کی توہین کرنا اللہ تعالیٰ سے لڑنے کے مترادف ہے۔

بَابُ التَّرْغِیْبِ فِی الْحُبِّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضِ فِی اللّٰہِ وَالْحَثِّ عَلٰی ذٰلِکَ

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور بغض رکھنے کی ترغیب اور ایسا کرنے پر برانگیختہ کرنے کا بیان

(٩٤٤٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَیُّ عُرَی الْاِسْلَامِ اَوْسَطُ؟)) قَالُوْا: الصَّلَاۃُ، قَالَ: ((حَسَنَۃٌ وَمَا ھِیَ بِھَا۔))، قَالُوْا: الزَّکَاۃُ، قَالَ: ((حَسَنَۃٌ وَمَا ھِیَ بِھَا۔))، قَالُوْا: صِیَامُ رَمَضَانَ، قَالَ: ((حَسَنٌ وَمَا ھُوَ بِہِ۔))، قَالُوْا: الْحَجُّ، قَالَ: ((حَسَنٌ وَمَا ھُوَ بِہِ۔))، قَالُوْا: الْجِھَادُ، قَالَ:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ ممتاز اور عالی ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی نماز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز بھی اچھا عمل ہے اور اس کے بعد والا کون سا عمل ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی زکوۃ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زکوۃ بھی اچھا ہے اور اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی رمضان کے روزے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمل

(٩٤٤٦) تخریج: حدیث حسن بشواھدہ، أخرجہ ابن ابی شیبۃ: ١١/ ٤١، والبیھقی فی ''الشعب'': ١٣ (انظر: ١٨٥٢٤)

((حَسَنٌ وَمَاهُوَ بِهِ۔)) قَالَ: ((إِنَّ أَوْسَطَ عُرَى الْإِيْمَانِ أَنْ تُحِبَّ فِي اللّٰهِ وَتُبْغِضُ فِي اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۲۳)

بھی اچھا ہے، اور اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی حج ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج بھی اچھا عمل ہے اور اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی جہاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد بھی اچھا عمل ہے، اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''ایمان کا سب سے ممتاز اور اعلی کڑا (یعنی نیک عمل) یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھے۔''

فوائد:...... محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طبعی اور (۲) کسبی

طبعی محبت وہ ہے جو انسان کو طبعی طور پر اپنے قرابتداروں اور محسنوں سے ہوتی ہے، یہ محبت انسان کا کمال اور طرۂ امتیاز نہیں، کیونکہ تقریبا تمام حیوانات بھی اس صفت سے متصف نظر آتے ہیں۔

کسبی محبت سے مراد مومنوں کا آپس میں تعلق اور دوستی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، بالخصوص مہاجرین و انصار کے مابین تھی، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ ایسی محبت کو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ میں سراہا گیا ہے، بلکہ ایمان و ایقان کی علامت قرار دیا گیا ہے، یاد رہے کہ ایسی محبت و الفت صرف نیک اور صالح لوگوں سے ہوتی ہے۔

اس باب کی احادیث میں کسبی محبت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور اس کو عزتیں عطا کرتے ہیں۔

یہ مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، وہ اس معاملے میں رنگ و نسل، سیاست و سیادت، ذات پات اور قبیلہ و برادری کو ترجیح نہیں دیتا ہے، اگر اس نے کسی سے تعلق کو مضبوط کیا ہے تو اس بنا پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور اگر کسی سے بغض رکھا تو وہ بھی اس بنا پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

عصرِ حاضر میں اس قسم کا تعلق انتہائی شاذ و نادر ہے، بلا شبہ ہر کوئی اپنی دوستی کی پینگیں بڑھا رہا ہے، لیکن کسی کی بنیاد حسن و جمال ہے، کوئی برادری ازم کو ترجیح دیتا ہے، کوئی سکول کی کلاس اور علاقہ کو مدنظر رکھتا ہے، کوئی اپنے بڑوں کے تعلق کا لحاظ کر رہا ہے، کوئی اپنے پیشے کے لوگوں کو اپنی محبتوں کا مستحق سمجھ رہا ہے، غرضیکہ محض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسروں لوگوں سے محبت کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔

قارئین کرام! یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی برے آدمی سے بغض یا عدم دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے مکمل طور پر قطع تعلقی کی جائے یا جہاں وہ ملے اس سے اعراض کیا جائے۔ شریعتِ اسلامیہ نے کافروں اور مشرکوں سے بھی حالات کے مطابق حسن سلوک اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، بلکہ آپ ﷺ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کر لیا

کرتے تھے۔ شریعت نے جس دوستی و دشمنی کی تعلیم دی ہے، اس کا تعلق دل سے ہے اور جنگ جیسے مخصوص زمان و مکاں میں ظاہری حالات سے بھی ہوتا ہے۔ اس چیز کو آپ اس مثال سے سمجھیں کہ آپ کے سامنے پانچ پانچ سال عمر کے دو بچے کھڑے ہیں، ایک آپ کا اپنا بچہ ہے اور دوسرا کسی ایسے آدمی کا ہے، جس کے ساتھ آپ کے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ لیکن آپ شریعت کا لحاظ کر کے دونوں بچوں سے ظاہری طور پر برابر کا پیار کرتے ہیں، دونوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھتے ہیں، دونوں کو کھانے کے لیے برابر مقدار کی چیز دیتے ہیں، لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے دل میں جتنا پیار و محبت اپنے بچے کا ہے، اتنا کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا، آپ کو جو لطف اپنے بچے سے پیار کر کے ہو گا، وہ دوسروں کے بچوں کے ساتھ محبت کرنے سے محسوس نہیں ہوتا، بلکہ بعض لوگ اپنے غیر نمازی بچے کو دوسروں کے نمازی بچوں پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کے بارے میں ہے کہ آپ کے دل میں جو مقام مکمل مسلمان کا ہو، وہ ناقص مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کا نہیں ہونا چاہیے۔

اب آپ درج ذیل احادیثِ مبارکہ کا بغور مطالعہ کریں۔

(۹٤٤۷)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: خَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟)) قَالَ قَائِلٌ: الصَّلَاۃُ وَالزَّکَاۃُ وَقَالَ قَائِلٌ: الْجِہَادُ، قَالَ: ((اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔)) (مسند احمد: ۲۱٦۲۸)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: نماز اور زکوۃ، اور کسی نے کہا کہ جہاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی جائے اور اُسی کے لیے بغض رکھا جائے۔''

(۹٤٤۸)۔ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ، عَامِرِ بْنِ وَاثِلَۃَ، اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلٰی قَوْمٍ، فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ، فَرَدُّوْا عَلَیْہِ السَّلَامَ، فَلَمَّا جَاوَزَہُمْ قَالَ رَجُلٌ مِنْہُمْ: وَاللّٰہِ! اِنِّیْ لَاُبْغِضُ ہٰذَا فِی اللّٰہِ، فَقَالَ اَہْلُ الْمَجْلِسِ: فَبِئْسَ وَاللّٰہِ مَا قُلْتَ، اَمَا وَاللّٰہِ

سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، اس نے سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا، جب وہ آگے گزر گیا تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس آدمی سے بغض رکھتا ہوں، اہلِ مجلس نے کہا: اللہ کی قسم! تو نے بری بات کی ہے، اللہ کی قسم! ہم ضرور ضرور اس کو بتلائیں گے، او فلاں! کھڑا ہو

(۹٤٤۷) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجہ ابوداود: ٤٥۹۹ (انظر: ۲۱۳۰۳)

(۹٤٤۸) تخریج: ضعیف لارسالہ، فالصواب انہ من مراسیل ابن شہاب الزہری، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر" (انظر: ۲۳۸۰۳)

لَتُنَبِّئَنَّهُ، قُمْ يَا فُلَانُ! رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَأَخْبِرْهُ، قَالَ: فَأَدْرَكَهُ رَسُولُهُمْ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَرَرْتُ بِمَجْلِسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِيهِمْ فُلَانٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوا السَّلَامَ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُمْ أَدْرَكَنِي رَجُلٌ مِنْهُمْ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فُلَانًا قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُبْغِضُ هٰذَا الرَّجُلَ فِي اللّٰهِ، فَادْعُهُ، فَسَلْهُ عَلَى مَا يُبْغِضُنِي؟ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَمَّا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ، فَاعْتَرَفَ بِذٰلِكَ، وَقَالَ: قَدْ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلِمَ تُبْغِضُهُ؟)) قَالَ: أَنَا جَارُهُ وَأَنَا بِهِ خَابِرٌ، وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ يُصَلِّي صَلَاةً قَطُّ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ الَّتِي يُصَلِّيهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، قَالَ الرَّجُلُ: سَلْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ رَآنِي قَطُّ أَخَّرْتُهَا عَنْ وَقْتِهَا، أَوْ أَسَأْتُ الْوُضُوءَ لَهَا؟ أَوْ أَسَأْتُ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فِيهَا؟ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُهُ يَصُومُ قَطُّ إِلَّا هٰذَا الشَّهْرَ الَّذِي يَصُومُهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، قَالَ: فَسَلْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ رَآنِي قَطُّ أَفْطَرْتُ فِيهِ، أَوِ انْتَقَصْتُ مِنْ حَقِّهِ شَيْئًا؟ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ يُعْطِي سَائِلًا قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُهُ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا فِي شَيْءٍ مِنْ سَبِيلِ اللّٰهِ

اور اس کو بتلا کے آ، پس ان کے قاصد نے اس کوشخص کو پالیا اور ساری بات اس کو بتلا دی، وہ آدمی وہاں سے پھرا اور سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں مسلمانوں کی ایک مجلس سے گزرا، ان میں فلاں آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا، میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا، جب میں ان سے تجاوز کر گیا تو ان میں سے ایک آدمی مجھے پیچھے سے آ کر ملا اور کہا کہ فلاں آدمی کہہ رہا ہے کہ اللہ کی قسم ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے تجھ سے بغض رکھتا ہے، اے اللہ کے رسول! اب آپ اس کو بلائیں اور پوچھیں کہ کس وجہ سے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس آدمی کی بتائی ہوئی بات کے بارے میں پوچھا، اس نے اعتراف کر لیا اور کہا: جی اللہ کے رسول! میں نے یہ بات کہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتا کہ تو اس سے بغض کیوں رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: جی میں اس کا ہمسایہ ہوں اور اس کے بارے میں باخبر ہوں، اللہ کی قسم! میں نے اس کو دیکھا ہے، یہ صرف فرضی نماز ادا کرتا ہے، جو ہر نیک و بد پڑھ رہا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا میں نے ان نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کیا ہے؟ یا میں نے کبھی وضو میں کمی کی ہے؟ یا میں نے رکوع و سجود کو ناقص ادا کیا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے جب اس سے یہ سوالات کیے تو اس نے منفی میں جواب دیا (یعنی واقعی یہ بات تو ہے کہ یہ وقت پر اور مکمل نماز وضو کا اہتمام کرتا ہے)۔ پھر اس اعتراض کرنے والے نے کہا: اللہ کی قسم ہے، میں نے اس کو دیکھا کہ یہ صرف ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے، جس کے روزے ہر نیک و بد رکھتا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا میں

بِخَيْرٍ إِلَّا بِخَيْرٍ إِلَّا هٰذِهِ الصَّدَقَةَ الَّتِيْ يُؤَدِّيْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، قَالَ: فَسَلْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ كَتَمْتُ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئًا قَطُّ أَوْ مَاكَسْتُ فِيْهَا طَالِبَهَا؟ قَالَ: فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْ إِنْ أَدْرِيْ لَعَلَّهُ خَيْرٌ مِنْكَ۔)) (مسند احمد: ۲۴۲۱۳)

نے رمضان میں کبھی کوئی روزہ چھوڑا ہے، یا روزے کے حق میں کوئی کمی کی ہے؟ جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے منفی میں جواب دیا (یعنی یہ بات تو ٹھیک کہ یہ آدمی اچھے انداز میں روزے رکھتا ہے)۔ اعتراض کرنے والے نے پھر کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی سائل کو کبھی کوئی چیز دی ہو، یا اللہ کے راستے میں کوئی مال خرچ کیا ہو، ماسوائے اس زکوۃ کے، جو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا میں نے زکوۃ میں سے کبھی کوئی چیز چھپائی ہے، یا زکوۃ لینے والے سے کمی کروائی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے منفی میں جواب دیا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو جا تو، میں نہیں جانتا ہوسکتا ہے کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔''

فوائد: ......یعنی آپ ﷺ نے اس آدمی نے بہتر ہونے کی امید ظاہر کی جو نماز، روزے اور زکوۃ کا بہترین انداز میں اہتمام کرتا تھا اور اعتراض کرنے والے کی حوصلہ شکنی کی، یہ الگ بات ہے کہ نفلی نماز، نفلی صدقہ اور نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

(۹۴۴۹)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روحیں اکٹھے کیے ہوئے لشکر ہیں، جن کی وہاں واقفیت ہوگئی، وہ ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتی ہیں اور جن میں وہاں اجنبیت اور ناواقفیت ہوگئی، وہ مانوس نہیں ہوتیں۔''

فوائد: ......انسانی مزاجوں میں حیران کن فرق پایا جاتا ہے، ایک آدمی دوسرے پر جان و مال قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے، جبکہ دوسرا اس سے بول کر بھی راضی نہیں ہوتا، کسی کو اپنے بیوی بچے اس قدر پیارے لگتے ہیں کہ وہ سارا وقت ان کے اندر گزارنا چاہتا ہوتا ہے، جبکہ ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا سارا وقت گھر سے باہر دوستوں یاروں میں گزر جاتا ہے، غرضیکہ ہر آدمی کا میلان اور رجحان دوسرے سے مختلف ہے اور تقریباً ہر کوئی دوسرے کے مزاج پر نقد بھی کرتا ہے۔

(۹۴۴۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۳۸ (انظر: ۱۰۸۲۴)

دراصل عالَمِ اراوح میں اتفاق واختلاف اور الفت ونفرت کی صورتیں اور شکلیں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں، دنیوی زندگی تو صرف ان کا مظہر ثابت ہوتی ہے۔

(۹٤٥۰)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ (وَقَالَ هَاشِمٌ: مَنْ سَرَّهُ) اَنْ یَجِدَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ، فَلْیُحِبَّ الْمَرْءَ وَلَا یُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۹٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ایمان کا ذائقہ پسند کرتا ہو یا یہ چیز اس کو خوش کرتی ہو، وہ کسی شخص سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدنظر رکھ کر کسی سے محبت رکھنا، یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات کا پاس ولحاظ ہے، کیونکہ بیچ میں اس کی اطاعت کارفرما ہے۔

(۹٤٥۱)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ: اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ؟ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ۔)) (مسند احمد: ۸٤۳٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں، آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جبکہ آج میرے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہے۔''

فوائد: ......میرے جلال کی وجہ سے، یعنی میری عظمت اور میری تعظیم کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

(۹٤٥۲)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، یَرْفَعُهُ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا، اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی رَاْسِ ذٰلِكَ اَوْ مَلَاكِ ذٰلِكَ؟ اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ:) اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔)) (مسند احمد: ۹۰۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے، جب تک ایمان نہیں لاؤ گے اور اس وقت تک ایمان نہیں لا سکو گے، جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے، کیا میں ایسی چیز کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کر دوں، جو اس محبت کی جڑ اور جوہر ہے؟ آپس میں سلام کو عام کر دو۔'' ایک روایت میں ہے: ''کیا میں ایسی چیز کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کر دوں کہ جب تم اس کو کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(۹٤٥۰) تخریج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ٦۳، والطیالسی: ۲٤۹٥، والحاکم: ۱/ ۳ (انظر: ۷۹٦۷)

(۹٤٥۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٥٦٦ (انظر: ۸٤٥٥)

(۹٤٥۲) تخریج: أخرجه مسلم: ٥٤ (انظر: ۹۰۸٤)

فوائد: ......سلام کے ذریعے باہمی اور شرعی محبت اور دوسروں کے لیے دل میں وسعت پیدا ہوتی ہے، اس لیے بھرپور انداز میں اس نبوی نسخے کا استعمال ہونا چاہیے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سلام کہنے میں بڑی سستی کرتے ہیں۔

(٩٤٥٣)۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْجَمُوْعِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم يَقُوْلُ: ((لَا يَحِقُّ الْعَبْدُ حَقَّ صَرِيْحِ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ لِلّٰهِ وَيُبْغِضَ لِلّٰهِ، فَاِذَا اَحَبَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَقَدِ اسْتَحَقَّ الْوَلَاءَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَاِنَّ اَوْلِيَائِيْ مِنْ عِبَادِيْ وَاَحِبَّائِيْ مِنْ خَلْقِي الَّذِيْنَ يُذْكَرُوْنَ بِذِكْرِيْ، وَاُذْكَرُ بِذِكْرِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٣٤)

سیدنا عمرو بن جموع ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''بندہ اس وقت تک صریح ایمان کا حق ادا نہیں کر سکتا، جب تک اللہ تعالیٰ کے لیے محبت نہیں کرتا اور اُسی کے لیے بغض نہیں رکھتا، پس جب وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے اور اُسی کے لیے بغض رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت اور دوستی کا مستحق قرار پاتا ہے اور بیشک میرے اولیاء میرے بندوں میں سے ہوتے ہیں اور میری مخلوق میں سے وہ لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں، جن کو میرے ذکر کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے اور مجھے ان کے ذکر کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے۔''

بَابُ ثَوَابِ الْمُتَحَابِّيْنَ فِي اللّٰهِ وَمَا اَعَدَّهُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْاَجْرِ الْعَظِيْمِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے ثواب اوران کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تیار کیے گئے اجرِ عظیم اور ہمیشہ کی نعمت کا بیان

(٩٤٥٤)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم : ((اِنَّ الْمُتَحَابِّيْنَ لَتُرٰى غُرَفُهُمْ فِي الْجَنَّةِ كَالْكَوْكَبِ الطَّالِعِ الشَّرْقِيِّ اَوِالْغَرْبِيِّ فَيُقَالُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ فَيُقَالُ: هٰؤُلَاءِ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١١٨٥١)

سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے جنت میں بالا خانے اس طرح نظر آئیں گے، جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ نظر آتا ہے، پس جب کہا جائے گا کہ یہ لوگ کون ہیں، تو جواب دیا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے ہیں۔''

(٩٤٥٥)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ،

سیدنا عرباض بن ساریہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم

(٩٤٥٣) تخریج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد، عبد الله بن الوليد، ولانقطاعه، ابو منصور مولى الانصار لم يلق عمرو بن الجموح (انظر: ١٥٥٤٩)

(٩٤٥٤) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو حازم لم يسمع من ابي سعيد (انظر: ١١٨٢٩)

(٩٤٥٥) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٦٤٤ (انظر: ١٧١٥٨)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ فِيْ ظِلِّ عَرْشِيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۹۰)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے اس دن میرے عرش کے سائے میں ہوں گے، جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔''

(۹۴۵٦)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اَكْرَمَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۸۲)

سیدنا ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بندے سے محبت کرتا ہے، وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا اکرام کرتا ہے۔''

فوائد: ...... بندے کا اللہ تعالیٰ کا اکرام کرنا، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرنا اور اس کی منع کردہ چیز سے رک جانا ہے اور ایک حکم اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرنا اور کسی سے نفرت رکھنا ہے۔

(۹۴۵۷)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفَةٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۲۸)

سیدنا سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن وہ ہے جو مانوس ہوتا ہے اور جس سے مانوس ہوا جاتا ہے اور اس آدمی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ ''اُنس'' کا مومن کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں اور وہ لوگوں سے مانوس ہوتا ہے، اس کی سب سے بہترین مثال یہ ہے کہ اگر مسجد کا امام خوش اخلاق ہو، عالم باعمل ہو، بلا امتیاز نمازیوں کی قدر کرتا ہو، لوگوں کے بچوں کی تعلیم کی فکر رکھتا ہو اور حرص و بخل سے پاک ہو کر اپنی غیرت و حمیت کو سمجھنے والا اور اس کو برقرار رکھنے والا ہو تو ایسے فرد کو لوگوں کی طرف سے جو مودت و محبت اور احترام و اکرام نصیب ہوتا ہے، عام آدمی کا دل و دماغ اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا۔

یہی معاملہ دوسرے اساتذہ اور ڈاکٹر حضرات کا ہے، لیکن سب سے پہلے ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا فرض ہے۔

(۹۴۵۸)۔ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ،

ابو مسلم خولانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں حمص کی مسجد

(۹٤٥٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البيهقي في "الشعب": ٩٠١٦ (انظر: ٢٢٢٢٩)

(٩٤٥٧) تخريج: متن الحديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٥٧٤٤، والبيهقي في "الشعب": ٨٢١٠ (انظر: ٢٢٨٤٠)

(٩٤٥٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٣٩٠ (انظر: ٢٢٠٨٠)

قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حِمْصَ فَإِذَا فِيهِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كَهْلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا فِيهِمْ شَابٌّ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، بَرَّاقُ الثَّنَايَا (وَفِي رِوَايَةٍ: حَسَنُ الْوَجْهِ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَغَرُّ الثَّنَايَا) سَاكِتٌ، فَإِذَا امْتَرَى الْقَوْمُ فِي شَيْءٍ أَقْبَلُوا عَلَيْهِ فَسَأَلُوهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ فَقَالَ: قَوْلًا انْتَهَوْا إِلَى قَوْلِهِ) فَقُلْتُ لِجَلِيسٍ لِي: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَوَقَعَ لَهُ فِي نَفْسِي حُبٌّ، فَكُنْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى تَفَرَّقُوا، ثُمَّ هَجَّرْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَائِمٌ يُصَلِّي إِلٰى سَارِيَةٍ، فَسَكَتَ لَا يُكَلِّمُنِي فَصَلَّيْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ، فَاحْتَبَيْتُ بِرِدَاءٍ لِي، ثُمَّ جَلَسَ فَسَكَتَ لَا يُكَلِّمُنِي، وَسَكَتُّ لَا أُكَلِّمُهُ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ، قَالَ: فِيمَ تُحِبُّنِي؟ قَالَ: قُلْتُ: فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَأَخَذَ بِحَبْوَتِي فَجَرَّنِي إِلَيْهِ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: أَبْشِرْ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَلْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ، يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ) أَحْسِبُ أَنَّهُ قَالَ: ((فِي ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ۔)) (وَفِي أُخْرٰى) ((يُوضَعُ لَهُمْ كَرَاسِيُّ مِنْ نُورٍ، يَغْبِطُهُمْ بِمَجْلِسِهِمْ مِنَ الرَّبِّ النَّبِيُّونَ وَالصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَلَقِيتُ

میں گیا، اس میں تیس بزرگ صحابہ کرام تشریف فرما تھے، ان میں ایسا نوجوان بھی تھا، جس کی آنکھیں سرمگیں اور دانت چمکنے والے تھے، ایک روایت میں ہے: اس کا چہرہ خوبصورت تھا، اس کی آنکھیں سیاہ اور فراخ تھیں اور اس کے دانت چمکنے والے تھے، وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا، جب لوگوں میں کوئی اختلاف پڑتا تو وہ اسی نوجوان سے سوال کرتے، میں نے اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے کہا: یہ نوجوان کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، میرے دل میں اس کے لیے بڑی محبت پیدا ہوئی، پھر میں ان لوگوں کے ساتھ ہی رہا، یہاں تک کہ وہ متفرق ہو گئے، پھر میں جلدی جلدی مسجد کی طرف آیا اور دیکھا کہ سیدنا معاذ بن جبل ایک ستون کے ساتھ کھڑے نماز ادا کر رہے تھے، پھر وہ خاموش رہے اور مجھ سے کوئی بات نہیں کی، میں نے بھی نماز پڑھی اور اپنی چادر سے گوٹھ مار کر بیٹھ گیا، پھر وہ بھی فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کوئی بات نہیں ہے، میں بھی خاموش رہا اور ان سے کوئی بات نہیں کی، پھر میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، انھوں نے کہا: تو مجھ سے کیوں محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا: جی اللہ تعالیٰ کے لیے، پس اس نے میرے گوٹھ کا کپڑا پکڑا اور تھوڑا سا اپنی طرف کھینچ لیا اور پھر کہا: اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو خوش ہو جا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میرے جلال کی وجہ سے محبت کرنے والوں کے نور کے ایسے منبر ہوں گے کہ انبیاء و شہداء کو ان پر رشک آئے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ اس دن اللہ کے سائے میں ہوں گے، جس دن کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''ان کے لیے نور کی کرسیاں رکھی جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے قریب جو بیٹھک بیٹھیں گے، اس پر انبیاء، صدیقین اور شہداء کو

عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقُلْتُ: يَا اَبَا الْوَلِيْدِ اَلا أُحَدِّثُكَ بِمَا حَدَّثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فِي الْمُتَحَابِّيْنَ؟ قَالَ: فَأَنَا أُحَدِّثُكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْفَعُهُ إِلَى الرَّبِّ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: ((حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَوَاصِلِيْنَ فِيَّ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٣٠)

رشک آئے گا۔'' پھر میں وہاں سے نکلا اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: اے ابوالولید! آپس میں محبت کرنے والوں کے بارے میں جو حدیث سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کی، کیا میں وہ آپ کو بیان کروں؟ انھوں نے کہا: میں تجھے نبی کریم ﷺ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں، جو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کی، اللہ تعالیٰ نے کہا: ''میرے وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی ہے، میرے نام پر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی اور میری وجہ سے صلہ رحمی کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی۔''

فوائد: ......انبیا ورسل کا مقام ومرتبہ تمام امتیوں سے زیادہ ہوگا، اس حدیث میں رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اِن لوگوں کے حالات کو اچھا سمجھیں گے اور ان پر خوش ہوں گے، کیونکہ قاموس میں ''غِبْطَة'' کا معنی ''حُسْنُ الْحَالِ وَالْمَسَرَّة'' بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد اُن کی فضیلت و عظمت اور عالی مرتبت ومنزلت بیان کرنا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کا مقام ومرتبہ اس کے ہاں روزِ قیامت اتنا عالی شان ہوگا کہ انبیا کرام، باوجود اس بات کے کہ وہ جلالت وعظمت کے اعلی مقام پر فائز ہوں گے، کو بھی رشک ہوگا کہ کیا بات ہے ان لوگوں کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی شان عطا کی ہے۔

(٩٤٥٩)۔ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَاعْقِلُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِبَادًا لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يُغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ۔)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ مِنْ قَاصِيَةِ النَّاسِ وَأَلْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! نَاسٌ لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! سنو، سمجھو اور جان لو کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، جو انبیا ہیں نہ شہداء، لیکن شہداء و انبیاء اُن پر رشک کریں گے، اس کی وجہ ان کا اللہ تعالیٰ سے قرب اور اس کے ساتھ مجلس ہوگی۔'' دور والے لوگوں سے ایک بدّو آیا اور اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی طرف ڈالا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگ ہیں، جو انبیاء ہیں نہ شہداء، لیکن انبیاء وشہداء ان کی بیٹھکوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے قرب

(٩٤٥٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ٢٢٩٠٦)

شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ! انْعَتْهُمْ لَنَا، يَعْنِيْ صِفْهُمْ لَنَا، فَسُرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسُؤَالِ الْأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ نَاسٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ، لَمْ تَصِلْ بَيْنَهُمْ أَرْحَامٌ مُتَقَارِبَةٌ، تَحَابُّوْا فِي اللّٰهِ وَتَصَافَوْا، يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، فَيُجْلِسُهُمْ عَلَيْهَا، فَيَجْعَلُ وُجُوْهَهُمْ نُوْرًا، وَثِيَابَهُمْ نُوْرًا، يَفْزَعُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَفْزَعُوْنَ، وَهُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.)) (مسند احمد: ٢٣٢٩٤)

پر رشک کریں گے، ہمارے لیے ان کی صفات بیان کرو اور ان کو واضح کرو۔ بدّو کے سوال سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ غیر معروف قبائل کے نامعلوم النسب لوگ ہیں، ان کی آپس میں رشتہ داریاں نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور آپس میں خالص تعلق رکھتے ہیں، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُن کے لیے نور کے منبر بنائے گا، ان پر ان کو بٹھائے گا، ان کے چہروں اور کپڑوں کو نور بنائے گا، لوگ قیامت کے دن گھبرائیں گے، لیکن وہ نہیں گھبرائیں گے، یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں کہ (فرمانِ الٰہی کے مطابق) جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

بَابُ مَنْ أَحَبَّ إِنْسَانًا فَلْيُخْبِرْهُ
آدمی کا اپنے محبوب کو محبت کے بارے میں بتلانے کا بیان

(٩٤٦٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَأُحِبُّ هٰذَا الرَّجُلَ، قَالَ: ((هَلْ أَعْلَمْتَهُ بِذٰلِكَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((قُمْ فَأَعْلِمْهُ.)) قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا هٰذَا! وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ، قَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِيْ أَحْبَبْتَنِيْ لَهُ (وَفِيْ لَفْظٍ) ((قُمْ فَأَخْبِرْهُ تَثْبُتِ الْمَوَدَّةُ بَيْنَكُمَا.)) (مسند احمد: ١٣٥٦٩)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا، قوم میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس آدمی سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے اس کو اس کے بارے میں بتلایا ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو اور اس کو بتلا۔'' پس وہ اس کی طرف کھڑا ہوا اور کہا: اے فلاں! اللہ کی قسم! بیشک میں اللہ تعالیٰ کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں، اس نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے، جس کے لیے تو نے مجھ

(٩٤٦٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥٧١، والنسائی فی "عمل اليوم والليلة": ١٨٢ (انظر: ١٣٥٣٥)

سے محبت کی ہے۔ ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھڑا ہو اور اس کو خبر دے، تاکہ تم دونوں میں محبت ثابت ہو جائے۔“

فوائد: …… جب کسی کو کسی سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی وجہ سے محبت ہو تو وہ اسے اطلاع دے دے تاکہ دوسرا شخص بھی آگاہ ہو جائے اور محبت دوطرفہ ہو جائے، درج ذیل حدیث میں اس حکم کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

علی بن حسین سے مرسلاً روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فِي اللّٰهِ فَلْيُبَيِّنْ لَهُ فَإِنَّهُ خَيْرٌ فِي الْأُلْفَةِ، وَأَبْقٰى فِي الْمَوَدَّةِ۔)) ……”جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت ہو تو وہ اس پر واضح کر دے، کیوں کہ یہ وضاحت الفت میں بہتری اور محبت کو تادیر رکھنے والی ہے۔“ (رواہ وکیع في ”الزهد“ ۲/٦٧/۲، صحیحه: ۱۱۹۹)

(٩٤٦١)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيَأْتِهِ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلّٰهِ۔)) وَقَدْ جِئْتُكَ فِيْ مَنْزِلِكَ۔ (مسند احمد: ٢١٦١٩)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی آدمی کو اپنے کسی ساتھی سے محبت ہو تو وہ اس کے گھر جائے اور اس کو یہ خبر دے کہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے۔)) ابو سالم نے ابو امیہ سے کہا: تحقیق میں تیری پاس تیرے گھر آیا ہوں (تاکہ تجھے اپنی محبت کا بتا سکوں)۔

بَابُ حُقُوْقِ الصُّحْبَةِ وَ الْمُؤَاخَاةِ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى
اللہ تعالیٰ کے لیے صحبت اور بھائی چارے کے حقوق کا بیان

(٩٤٦٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، يَقُوْلُ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَاتَوَادَّ اثْنَانِ فَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا۔)) وَكَانَ يَقُوْلُ: ((لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ عَلٰى أَخِيْهِ سِتٌّ، يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَنْصَحُهُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا ہے نہ اس کو رسوا کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جب آپس میں محبت کرنے والے دو آدمیوں میں جدائی پیدا ہوتی ہے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک مسلمان کے اس کے بھائی پر چھ حقوق ہیں، جب وہ چھینکے تو

(٩٤٦١) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن ابى حبيب، وهو وان كان ثقة، لكنه قد كان يرسل، ولم يبين هنا عما رواه، وابنُ لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ٢١٢٩٤)

(٩٤٦٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٥٣٥٧)

إِذَا غَابَ أَوْ يَشْهَدُهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَتْبَعُهُ إِذَا مَاتَ۔)) وَنَهٰى عَنْ هِجْرَةِ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔ (مسند احمد: ٥٣٥٧)

اسے ''يَرْحَمُكَ اللّٰه'' کہے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے، جب وہ غائب ہو یا موجود ہو، ہرصورت میں اس کی خیر خواہی کرے، جب اس کو ملے تو سلام کہے، جب وہ اس کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ کے لیے اس کے پیچھے چلے۔'' نیز آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ تک چھوڑ دے۔

فوائد: ...... مسلمانوں کو چاہیے کہ ان حقوق کی معرفت حاصل کریں اور صرف اسلام کے رشتے کا لحاظ کر کے ان کی ادائیگی کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

(٩٤٦٣)۔ عَنِ الْحَسَنِ، حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِيْطٍ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِيْ اَزْفَلَةٍ مِنَ النَّاسِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا، (قَالَ حَمَّادٌ: وَقَالَ بِيَدِهِ اِلٰى صَدْرِهِ)، وَمَا تَوَادَّ رَجُلَانِ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِحَدَثٍ يُحْدِثُهُ اَحَدُهُمَا، وَالْمُحْدَثُ شَرٌّ، وَالْمُحْدَثُ شَرٌّ، وَالْمُحْدَثُ شَرٌّ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٦٥)

بنوسلیط کے ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، تقوی یہاں ہے، حماد راوی نے کہا: اور آپ ﷺ نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کیا، جب دو آدمی اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں اور پھر ان میں تفریق پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا سبب گناہ ہوتا ہے، جس کا ان دو میں ایک ارتکاب کرتا ہے اور گناہ شرّ ہے، گناہ شرّ ہے، گناہ شرّ ہے۔''

فوائد: ...... گناہ ایسی نحوست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کی گئی صحبت بھی متأثر ہو جاتی ہے۔

(٩٤٦٤)۔ عَنْ اَبِيْ ظَبْيَةَ، قَالَ: اِنَّ شُرَحْبِيْلَ بْنَ السِّمْطِ دَعَا عَمْرَوبْنَ عَبَسَةَ السُّلَمِيَّ ؓ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَسَةَ، هَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِيَّ حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ اَنْتَ مِنْ

ابو ظبیہ کہتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی ؓ کو بلایا اور کہا: اے ابن عبسہ! کیا تم ایسی حدیث بیان کر سکتے ہو، جو تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس میں کسی زیادتی اور جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو، نیز تم نے وہ

(٩٤٦٣) تخريج: صحيح (انظر: ٢٠٦٨٩)

(٩٤٦٤) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٩٤٣٨)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ فِیْهِ تَزَیُّدٌ وَلَا کَذِبٌ، وَلَا تُحَدِّثُنِیْهِ عَنْ آخَرَ سَمِعَهُ مِنْهُ غَیْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَحَابُّوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَصَافَوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَزَاوَرُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَنَاصَرُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٦٢)

حدیث کسی اور آدمی سے بیان نہیں کرنی، جو اُس نے سنی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی، جو میری وجہ سے آپس میں خالص تعلق رکھتے ہیں، میری محبت کی وجہ سے ایک دوسروں کی زیارت کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی، میری محبت میری وجہ سے خرچ کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی اور میری محبت میری وجہ سے ایک دوسروں کی مدد کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی۔''

بَابُ التَّرْغِیْبِ فِیْ زِیَارَةِ الصَّاحِبِ وَعِیَادَتِهِ اِذَا مَرِضَ

کسی ساتھی کی زیارت اور اس کے مریض ہو جانے کی صورت میں اس کی تیمارداری کی ترغیب دلانے کا بیان

(٩٤٦٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((خَرَجَ رَجُلٌ یَزُوْرُ اَخًا لَهُ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِمَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا مَرَّ بِهِ قَالَ: اَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ: اُرِیْدُ فُلَانًا، قَالَ: لِقَرَابَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلِنِعْمَةٍ لَهُ عِنْدَكَ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلِمَ تَأْتِیْهِ؟ قَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّهُ فِی اللّٰهِ، قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكَ اَنَّهُ یُحِبُّكَ بِحُبِّكَ اِیَّاهُ فِیْهِ۔)) (مسند احمد: ٧٩٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے نکلا، وہ کسی دوسرے گاؤں میں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو مقرر کر دیا، پس جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس فرشتے نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: جی فلاں کو ملنے کا ارادہ ہے، فرشتے نے کہا: کسی رشتہ داری کی وجہ سے؟ اس نے کہا: جی نہیں، فرشتے نے کہا: تو پھر اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے کہ اس کی خاطر تو جا رہا ہے؟ اس نے کہا: جی نہیں، اس نے پوچھا: تو پھر اس کے پاس کیوں جا رہا ہے؟ اس نے کہا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے کہا: دراصل میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں اور یہ پیغام لے کر آیا ہوں اس آدمی سے

(٩٤٦٥) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٧ (انظر: ٧٩١٩)

تیری اس محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔''

(۹۴۶۶)۔ وعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا زَارَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ فِي اللّٰهِ أَوْعَادَهُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: طِبْتَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) بَعْدَ قَوْلِهِ: طِبْتَ(وَطَابَ مَمْشَاكَ)۔ (مسند احمد: ۸۳۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت یا عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: تو پاکیزہ ہوا اور تو نے جنت سے ٹھکانہ تیار کر لیا۔'' ایک روایت میں ہے: ''تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے۔''

(۹۴۶۷)۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَهُوَ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ وَفِي لَفْظٍ فَهُوَ فِي أَخْرَافِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۰۹)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرنے کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس آنے تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے۔''

(۹۴۶۸)۔ (وعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ۔))، قِيْلَ: وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((جَنَاهَا۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۴۸)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مریض کی تیمارداری کی، وہ اتنی دیر جنت کے چنے ہوئے میوے میں رہا۔'' کسی نے کہا: جنت کے ''خُرْفَۃ'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا چنا ہوا میوہ۔''

فوائد: ......لیکن ہمارے ہاں بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم تیمارداری اور عیادت جیسا عظیم حق ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام کو بنیاد نہیں بناتے، بلکہ اپنے ذاتی تعلقات اور شخصی مراسم کو سامنے رکھتے ہیں۔ ہم اس شخص کی تیمارداری کرنے کے لیے جائیں گے، جس کے ساتھ ہمارا کوئی دنیوی تعلق ہے یا جو ہماری عیادت کرنے کے لیے آیا ہو گا یا جو مالدار ہو گا، ایسے تعلق کو مسکراہٹوں اور احسانات کا تبادلہ کہتے ہیں۔ بیچ میں للّٰہیت کا فقدان ہے۔ ایسے لوگ شاذ ونادر ہیں جو اپنے بھائی کی تیمارداری کرنے کے لیے اسلام کو بنیاد بناتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((انْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى الْبَصِيْرِ الَّذِي فِي بَنِي وَاقِفٍ نَعُوْدُهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى۔ ''ہمیں اس صاحبِ بصیرت آدمی کے پاس لے چلو جو بنو واقف قبیلے

(۹۴۶۶) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابن ماجه: ۱۴۴۳، والترمذی: ۲۰۰۸ (انظر: ۸۳۲۵)
(۹۴۶۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۶۸ (انظر: ۲۲۴۴۵)
(۹۴۶۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

کا ہے، تاکہ ہم اس کی تیمارداری کر سکیں۔'' اور وہ نابینا آدمی تھا۔ (أخرجه أبو سعيد بن الأعرابي في "معجمه": ۱/۱۳۳، صحيحه: ۵۲۱)

بیمار آدمی کا حق ہے کہ دوسرے لوگ اس کی تیمارداری کریں۔ نبی کریم ﷺ یہ حق ادا کرنے میں اعلی و ادنی اور امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم انسانیت کا احترام کریں، نہ کہ مال و منال اور اپنے دوستانہ جذبات کا، بیمار پرسی کرنا باعث اجر و ثواب عمل ہے۔

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ مُطْلَقًا وَثَوَابِ ذٰلِكَ

مطلق طور پر مریض کی عیادت کرنے کی ترغیب اور اس عمل کے ثواب کا بیان

(۹٤٦٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى، قَالَ: جَاءَ اَبُوْ مُوْسٰى اِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعُوْدُهُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اَعَائِدًا جِئْتَ اَمْ شَامِتًا؟ قَالَ: لَا، بَلْ عَائِدًا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اِنْ كُنْتَ جِئْتَ عَائِدًا فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا عَادَ الرَّجُلُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، مَشٰى فِي خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَاِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَاِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَاِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ۔)) (مسند احمد: ٦١٢)

عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں: ابو موسی، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کرنے کے لیے آئے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تیمارداری کرنے کے لیے آئے ہو یا مصیبت پر خوش ہونے کے لیے؟ انھوں نے کہا: تیمارداری کرنے کے لیے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ واقعی تیمارداری کرنے کے لیے آئے ہیں تو سنیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کرنے کے لیے جاتا ہے تو وہ جنت کے چنے ہوئے میووں میں چل رہا ہوتا ہے اور جب وہ (مریض کے پاس) بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر یہ صبح کا وقت ہو تو شام تک اور شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

فوائد: ...... ہمیں چاہئے کہ اپنے و پرائے، ادنی و اعلی، آشنا و ناآشنا، محسن و غیر محسن اور امیر و غریب کو مدنظر رکھے بغیر اسلام کے رشتے کو سامنے رکھ کر بیماروں کی تیمارداری کیا کریں، کیونکہ ایسا کرنے میں ہی للّٰہیت پائی جاتی ہے۔

(۹٤٧٠)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ، قَالَ: عَادَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اَعَائِدًا

(دوسری سند) عبداللہ بن نافع کہتے ہیں: سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے کے لیے آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: عیادت کرنے کے

(۹٤٦٩) تخريج: صحيح موقوفا، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ۳۰۹۹، وابن ماجه: ۱٤٤٢ (انظر: ٦١٢)

(۹٤٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

جِئْتَ اَمْ زَائِرًا؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی: بَلْ جِئْتُ عَائِدًا، فَقَالَ عَلِیٌّ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا بُكَرًا شَيَّعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ، كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ حَتّٰی يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاِنْ عَادَهُ مَسَاءً شَيَّعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ حَتّٰی يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٩٧٥)

لیے آئے ہو یا محض زیارت کرنے کے لیے؟ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں عیادت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی صبح کے وقت کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کو رخصت کرنے کے لیے اس کے ساتھ اس کے مکان تک جاتے ہیں اور یہ سارے فرشتے شام تک اس کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ بن جاتا ہے، اور اگر وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو اسی طرح ستر ہزار فرشتے اس کو رخصت کرنے کے لیے جاتے ہیں اور صبح تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ بن جاتا ہے۔“

(٩٤٧١)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ عَادَ اَخَاهُ اِلَّا اِبْتَعَثَ اللّٰهُ لَهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ مِنْ اَيِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ كَانَ حَتّٰی يُمْسِيَ، وَمِنْ اَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ كَانَ حَتّٰی يُصْبِحَ۔)) (مسند احمد: ٩٥٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو مسلمان اپنے بھائی کی تیمار داری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجے گا، یہ اس کے لیے دعائے رحمت کریں گے، اگر وہ دن کی کسی گھڑی میں یہ عمل کرے تو دعا کا یہ سلسلہ شام تک اور اگر رات کو عیادت کرے تو یہ سلسلہ صبح تک جاری رہتا ہے۔“

(٩٤٧٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا مَشٰی فِيْ خِرَافِ الْجَنَّةِ، فَاِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ اسْتَنْقَعَ فِي الرَّحْمَةِ، فَاِذَا خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وُكِّلَ بِهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔)) (مسند احمد: ١١٦٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے، وہ جنت کے چنے ہوئے میووں میں چلتا ہے اور جب وہ اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو وہ رحمت میں ٹھہر جاتا ہے، اور جب اس کے پاس سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتوں کو اس کے ساتھ مقرر کر دیا جاتا ہے، وہ اس دن اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔“

(٩٤٧٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ بیان

(٩٤٧١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٩٤٧٢) تخريج: انظر الحديث رقم (٩٤٦٩)

(٩٤٧٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٩ (انظر: ٩٢٤٢)

عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنَّهُ قَالَ: ((مَرِضْتُ فَلَمْ يَعُدْنِي ابْنُ آدَمَ، وَظَمِئْتُ فَلَمْ يَسْقِنِي ابْنُ آدَمَ فَقُلْتُ: اَتَمْرَضُ يَا رَبِّ؟ قَالَ: يَمْرَضُ الْعَبْدُ مِنْ عِبَادِيْ مِمَّنْ فِي الْاَرْضِ فَلَا يُعَادُ، فَلَوْ عَادَهُ كَانَ مَايَعُوْدُهُ لِيْ، وَيَظْمَأُ فِي الْاَرْضِ فَلَا يُسْقٰى، فَلَوْ سُقِيَ كَانَ مَا سَقَاهُ لِيْ۔)) (مسند احمد: ٩٢٣١)

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں بیمار ہو گیا، لیکن ابن آدم نے میری عیادت نہیں کی اور میں پیاسا ہو گیا، لیکن ابن آدم نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں نے کہا: اے میرے ربّ! کیا تو بھی بیمار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کہا: زمین میں میرے بندوں میں سے ایک بندہ بیمار ہوا، لیکن اس کی تیمارداری نہیں کی گئی، اگر آدم کا بیٹا اس کی عیادت کرتا تو میرے لیے ہوتی، اسی طرح ایک آدمی کو پیاس لگی، لیکن اس کو پانی نہیں پلایا گیا، اگر اس کو پانی پلایا جاتا تو وہ پلائی ہوئی چیز میرے لیے ہوتی۔''

فوائد:......غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تکالیف کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔

(٩٤٧٤)۔ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ اَبِيْ دَاوٗدَ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، قَالَ: اَتَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: يَا اَبَاحَمْزَةَ، اِنَّ الْمَكَانَ بَعِيْدٌ وَنَحْنُ يُعْجِبُنَا اَنْ نَعُوْدَكَ، فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّمَا رَجُلٍ يَعُوْدُ مَرِيْضًا فَاِنَّمَا يَخُوْضُ فِي الرَّحْمَةِ، فَاِذَا قَعَدَ عِنْدَ الْمَرِيْضِ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لِلصَّحِيْحِ الَّذِيْ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ، فَالْمَرِيْضُ مَا لَهُ؟ قَالَ: ((تُحَطُّ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٨١٣)

ابو داود کہتے ہیں: میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: اے ابو حمزہ! گھر تو دور ہے، لیکن ہمیں یہ بات بڑی اچھی لگتی ہے کہ ہم تمہاری عیادت کریں، انھوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو آدمی کسی مریض کی تیمارداری کرنے کے لیے جاتا ہے، وہ رحمت میں داخل ہوتا ہے، اور جب اس مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ثواب تو عیادت کرنے والے صحت مند کے لیے ہے، مریض کے لیے کیا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

(٩٤٧٥)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ، فَاِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ اسْتَنْقَعَ فِيْهَا وَقَدِ اسْتَنْقَعْتُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فِي الرَّحْمَةِ۔)) (مسند احمد: ١٥٨٩٠)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مریض کی تیمارداری کی، وہ رحمت میں داخل ہوا اور جو اس کے پاس بیٹھ گیا، وہ رحمت میں گھس گیا اور تحقیق تم ان شاء اللہ رحمت میں ٹھہر گئے ہو۔''

(٩٤٧٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٨٨٤٦ (انظر: ١٢٧٨٢)

(٩٤٧٥) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٣٥٣ (انظر: ١٥٧٩٧)

(۹٤٧٦)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((عُوْدُوْا الْمَرِیْضَ وَامْشُوْا فِی الْجَنَائِزِ تُذَكِّرْكُمُ الْآخِرَةَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۹۸)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی تیماری داری کیا کرو اور جنازوں کے ساتھ چلا کرو، یہ آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔''

(۹٤٧٧)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَائِدُ الْمَرِیْضِ یَخُوْضُ فِی الرَّحْمَةِ، وَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدَهُ عَلٰی وَرِكِهِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، وَاِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦٦٥)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کرنے والا رحمت میں گھس جاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سرین پر رکھا اور فرمایا: ''آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی، پھر جب وہ اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔''

فوائد: ......ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ادنی اور اعلی کا فرق اور ذاتی معرفت کی پروا کیے بغیر مسلمان بھائی کا حق سمجھ کر اس کی عیادت کریں۔

بَابُ التَّرْغِیْبِ فِیْ كَلِمَاتٍ یُدْعٰی بِهِنَّ لِلْمَرِیْضِ وَكَلِمَاتٍ یَقُوْلُ هُنَّ الْمَرِیْضُ
مریض کے لیے دعائیہ کلمات کہنے کی اور وہ کلمات ادا کرنے کی ترغیب کا بیان، جو مریض خود کہے گا

(۹٤٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مَرِیْضًا لَمْ یَحْضُرْ اَجَلُهُ، فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیَكَ اِلَّا عُوْفِیَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۳۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ ایسے مریض کی تیمارداری کرتا ہے، جس کی موت کا وقت نہیں آچکا ہوتا، اور سات دفعہ یہ دعا پڑھتا ہے: ''اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیْكَ''، تو اس کو شفا مل جاتی ہے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ تیمارداری کرنے والے کو مریض کے پاس یہ دعا پڑھنی چاہیے: ''اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیْكَ۔ ''(میں اللہ سے سوال کرتا ہوں، جو خود بھی عظیم ہے اور عرش عظیم کا ربّ بھی ہے، کہ تجھے شفا دے دے۔)

(۹٤٧٦) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه البزار: ۸۲۱، والطیالسی: ۲۲٤۱، والبیهقی: ۳/ ۳۷۹ (انظر: ۱۱۱۸۰)

(۹٤٧٧) تخریج: اسناده ضعیف جدا، عبید الله بن زحر الافریقی، وعلی بن یزید الالهانی ضعیفان، أخرجه الطبرانی فی "الكبیر": ۷۸٥٤، والبیهقی فی "الشعب": ۹۲۰٥ (انظر: ۲۲۳۰۹)

(۹٤٧٨) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۱۰٦، والترمذی: ۲۰۸۳ (انظر: ۲۱۳۷)

(۹۴۷۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوْدُ مَرِيْضًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، وَيَمْشِي لَكَ اِلَى الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٠٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے تو وہ یہ کلمات کہے: ''اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، وَيَمْشِي لَكَ اِلَى الصَّلَاةِ '' (اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما، یہ تیرے لیے دشمن کو زخمی کر کے مارے گا اور تیرے لیے نماز کی طرف چلے گا۔''

(۹۴۸۰)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ اَوْ يَدِهِ فَيَسْاَلُ كَيْفَ هُوَ، وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٩١)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنا ہاتھ اُس کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھے اور پھر پوچھے کہ اس کا کیا حال ہے اور مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ بھی کیا جائے۔

(۹۴۸۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا عَادَ مَرِيْضًا قَالَ: ((اَذْهِبِ الْبَاْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ اِنَّكَ اَنْتَ الشَّافِيْ، وَلَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) (مسند احمد: ٢٥٢٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مریض کی عیادت کرتے تو یہ دعا کرتے تھے: ''اَذْهِبِ الْبَاْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ اِنَّكَ اَنْتَ الشَّافِيْ، وَلَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا '' (اے لوگوں کے ربّ! بیماری کو دور کر دے اور شفا دے دے، بیشک تو ہی شفا دینے والا ہے، اور نہیں ہے کوئی شفا، ما سوائے تیری شفا کے، ایسی شفا عطا فرما، جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے)۔

(۹۴۸۲)۔ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ، اَوِالْمَرِيْضَ، فَقُوْلُوْا: خَيْرًا، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَاتَقُوْلُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٧٢٧٥)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میت یا مریض کے پاس حاضر ہو تو خیر والی باتیں کیا کرو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو، اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔''

(٩٤٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، حيى بن عبد الله ضعيف اذا انفرد، أخرجه ابو داود: ٣١٠٧ (انظر: ٦٦٠٠)

(٩٤٨٠) تخريج: اسناده ضعيف جدّا، عبيد الله بن زحر الافريقي و على بن يزيد الالهاني ضعيفان، أخرجه الترمذى: ٢٧٣١ (انظر: ٢٢٢٣٦)

(٩٤٨١) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٦٧٥، ومسلم: ٢١٩١ (انظر: ٢٤٧٧٦)

(٩٤٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٩١٩ (انظر: ٢٦٧٣٩)

فوائد: ......یعنی میت کے پاس رحمت و مغفرت کی دعا کی جائے، لواحقین کو صبر کی اور جزع وفزع سے بچنے کی تلقین کی جائے اور مریض کے پاس شفا کی دعا کی جائے اور صحت و عافیت کی خوشخبری سنا کر اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اس حدیث کا باقی ماندہ حصہ یہ ہے: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ((قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً۔)) قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ۔ ......سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میرے خاوند سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ابوسلمہ فوت ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو یہ دعا کر: اے اللہ! مجھے اور اس کو بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدلہ دے۔'' پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے عوض ایسا بدلہ دیا، جو میرے لیے اس کی بہ نسبت بہت اچھا تھا، یعنی محمد ﷺ۔

(٩٤٨٣)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ وَهُوَ مَحْمُوْمٌ، فَقَالَ: ((كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ۔))، فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ: بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ، عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَهُ۔ (مسند احمد: ١٣٦٥١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدّو کو بخار تھا، آپ ﷺ اس کی عیادت کرنے کے لیے اس کے پاس گئے اور فرمایا: ''کفارہ بننے والا ہے اور پاک کرنے والا ہے۔'' لیکن اس بدّو نے کہا: نہیں، بلکہ یہ بخار ہے، جو بوڑھے آدمی پر ابل رہا ہے اور اس کو قبریں دکھا رہا ہے، اس کی یہ بات سن کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔

فوائد: ......نبی کریم ﷺ نے اس بدّو کی بے صبری اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی نہ ہونے کو ناپسند کیا اور چل دیئے۔ معلوم ہوا کہ مریض کے پاس یہ دعا پڑھنی چاہیے: كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ (یہ بیماری گناہوں کا کفارہ بننے والی ہے اور پاک کرنے والی ہے)۔

(٩٤٨٣) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ١٣٦١٦)

كِتَابُ الْمَجَالِسِ وَآدَابِهَا

مجالس اوران کے آداب کا بیان

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ فِي الطُّرُقَاتِ إِلَّا بِحَقِّهَا

ضرورت کے علاوہ راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

(٩٤٨٤)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الطُّرُقَاتِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: ((فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوْا الطَّرِيقَ حَقَّهُ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) (مسند احمد: ١١٣٢٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری مجلسوں کے لیے اس سے کوئی چارۂ کار نہیں ہے، ہم نے راستوں پر باتیں کرنا ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرتم نے انکار ہی کرنا ہے تو پھر راستے کو اس کا حق دیا کرو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نگاہ جھکا کر رکھنا، تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''

(٩٤٨٥)۔ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٤٨٠)

سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٩٤٨٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اگرتم

(٩٤٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٦٥، ومسلم: ٢١٢١ (انظر: ١١٣٠٩)

(٩٤٨٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٦١ (انظر: ١٦٣٦٧)

(٩٤٨٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥٩٧ (انظر: ١٨٥٩٠)

الْاَنْصَارِ فَقَالَ: ((اِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا اَنْ تَجْلِسُوْا فَاهْدُوْا السَّبِيْلَ وَرُدُّوْا السَّلَامَ وَاَعِيْنُوْا الْمَظْلُوْمَ۔)) (مسند احمد: ١٨٧٩١)

نے راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو مسافر کی رہنمائی کیا کرو، سلام کا جواب دیا کرو اور مظلوم کی مدد کیا کرو۔''

(٩٤٨٧)۔ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الصُّعُدَاتِ، فَمَنْ جَلَسَ مِنْكُمْ عَلَى الصَّعِيْدِ فَلْيُعْطِهِ حَقَّهُ۔)) قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ:((غُضُوْضُ الْبَصَرِ، وَرَدُّ التَّحِيَّةِ، وَاَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٠٥)

سیدنا ابو شریح بن عمرو خزاعی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے بچو، اگر کوئی راستے میں بیٹھنا چاہے تو وہ اس کا حق ادا کرے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نظر کو جھکا کر رکھنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''

فوائد: ......ان احادیثِ مبارکہ میں اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ انسانیت کو ہر قسم کی تکلیف سے بچانے کے لیے صرف اسلام نے ٹھوس اقدامات کئے ہیں کہ عام راستوں اور گزرگاہوں کو معاشرے کی اجتماعی ملکیت قرار دیا۔ اس لیے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھنا صحیح نہیں، اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے، بالخصوص پردہ دار عورتوں کو، جو لوگوں کے سامنے آنے یا ان کے سامنے سے گزرنے کو ناپسند کرتی ہیں۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر کسی گزرگاہ پر بیٹھنا ہی پڑ جائے تو ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، مثلاً گزرنے والی عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا، اچھی گفتگو کرنا، زیادہ بوجھ لادے ہوئے آدمی کی مدد کرنا، مظلوم اور مصیبت زدہ کے ساتھ تعاون کرنا، بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کر دینا، سلام کا جواب دینا۔

اگر اسلام میں شاہراہوں اور گزرگاہوں کے حقوق یہ ہیں تو پھر ان پر تجاوزات قائم کر کے یا شادی بیاہ کے موقع پر ان کو بند کر کے یا لڑکوں کا سڑکوں پر کھیلیں شروع کر کے ہزاروں انسانوں کو تکلیف دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ لیکن بدقسمتی سے یہ چیز ہمارے ملک میں عام ہے۔ مزید کہا جا سکتا ہے کہ تنگ سڑکوں، موڑوں اور اترائی و چڑھائی پر (LTV) یعنی چھوٹی گاڑی والوں کو (HTV) یعنی بڑی ٹرانسپورٹ کا خیال رکھنا چاہئے، کیونکہ ٹریلر اور ٹرک وغیرہ کا سڑک سے اترنا مشکل ہوتا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ احادیث چند ایک اہم آدابِ اسلامی پر مشتمل

(٩٤٨٧) تخریج: اسناده ضعیف جدا، عبد الله بن سعید المقبری متروك الحدیث، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٢٢/ ٤٤٨ (انظر: ٢٧١٦٣)

ہیں، جن کا تعلق راستوں اور گھروں کے صحنوں میں بیٹھنے سے ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان آداب کا احترام کریں، بالخصوص ان امور کا، جو فرض ہیں، مثلاً عورتوں سے نگاہوں کو پست کرنا کہ دوسری کئی احادیث میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ ......''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا ذریعہ ہے، لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔'' (سورۂ نور: ۳۰)

غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم امتِ اسلامیہ کی پہلی نسل یعنی صحابہ کرام کو براہِ راست دیا گیا، حالانکہ وہ مطہر اور منور تھے اور ان کے لیے کسی عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ دیکھنا ممکن ہی نہ تھا، جیسا کہ مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے، مثال کے طور پر خثعمی عورت کی حدیث اور بنتِ ہبیرہ وغیرہ کی حدیث ہے، جو میری تصنیفات (حلباب المرأة) اور (آداب الزفاف) میں مذکور ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس زمانے میں صرف عورت کے چہرے اور ہاتھوں پر نگاہ پڑنا ممکن تھی، اس وقت بھی نگاہیں پست رکھنے کا حکم تھا۔ کوئی شک وشبہ نہیں کہ عصرِ حاضر میں اس حکم میں مزید تاکید پیدا ہوگئی ہے، جس میں عورتوں نے لباس بھی زیبِ تن کر رکھا ہوتا ہے اور ننگی بھی ہوتی ہیں۔ ان ہی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''بعض عورتیں ایسی بھی ہوں گی کہ جو ملبوس ہونے کے باوجود برہنہ ہوں گی، وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی ......۔'' (صحیحہ: ۱۳۲٦)

اس لیے بالعموم ہر مسلمان پر اور بالخصوص ہر مسلم نوجوان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھا کرے، خاص طور پر (مختلف چوراہوں پر آویزاں) حیا سوز اور ہیجان انگیز تصاویر کو دیکھنے سے گریز کریں۔ ایسے دور میں نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ ان فتنوں سے بچنے کے لیے پہلی فرصت میں شادی کریں اور استطاعت نہ ہونے کی صورت میں روزے رکھنے کا اہتمام کریں، اس سے بری خواہشات ختم ہو جاتی ہیں۔ سو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے، بیشک وہ سننے والا اور جواب دینے والا ہے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَيْرِ الْمَجَالِسِ وَشَرِّهَا

بہترین اور بدترین مجلسوں کا بیان

(۹٤۸۸)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ، قَالَ: أُخْبِرَ اَبُوْ سَعِيْدٍ بِجَنَازَةٍ

عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کو ایک جنازے کا بتایا گیا، اس سے وہ لوٹے اور پھر مجلس سے

(۹٤۸۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٠ (انظر: ۱۱۱۳۷)

فَعَادَ وَقَدْ تَخَلَّفَ، حَتّٰى إِذَا أَخَذَ النَّاسُ مَجَالِسَهُمْ ثُمَّ جَاءَ، فَلَمَّا رَآهُ الْقَوْمُ تَشَذَّبُوْا عَنْهُ فَقَامَ بَعْضُهُمْ لِيَجْلِسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ: لَا، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ خَيْرَ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا۔)) ثُمَّ تَنَحّٰى وَجَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ وَاسِعٍ۔ (مسند احمد: ١١١٥٤)

اتنے پیچھے رہ گئے کہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، جب لوگوں نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے اور بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو چاہیے کہ اس مجلس میں بیٹھ جائیں، لیکن انھوں نے کہا: جی نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''بیشک بہترین مجلس وہ ہوتی ہے، جو وسیع ہو۔'' پھر وہ علیحدہ ہوئے اور ایک وسیع مجلس میں بیٹھ گئے۔

فوائد: ...... کشادہ مجلس میں جہاں بیٹھنے والے راحت اور سکون محسوس کرتے ہیں، وہاں باہر سے آنے والے افراد کے لیے نہ کوئی دشواری ہوتی ہے اور نہ گفتگو متاثر ہوتی ہے۔ ایسی مجلس میں سامعین کو توجہ اور انہماک کے ساتھ بات سننے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے برعکس تنگ مجلس میں بیٹھنے والوں کو گھٹن اور تنگی محسوس ہوتی ہے، نیز آنے والے افراد زیادہ پریشانی کا سبب بنتے ہیں اور ان کی وجہ سے گفتگو بھی متاثر ہوتی ہے۔

(٩٤٨٩)۔ عَنْ أَبِيْ عَيَّاضٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ وَقَالَ: ((مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٩٩)

صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں اور فرمایا: ''یہ تو شیطان کی بیٹھک ہے۔''

فوائد: ...... شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب انسان کے بعض حصے پر دھوپ اور بعض پر سایہ پڑ رہا ہو تو وہ وہاں سے کھڑا ہو جائے اور مکمل سائے میں یا مکمل دھوپ میں بیٹھ جائے، کیونکہ اگر وہ وہیں بیٹھا رہا تو اس کے مزاج میں فساد آ جائے گا، کیونکہ اس کا جسم دھوپ اور سائے جیسی دو متضاد چیزوں کی لپیٹ میں ہوگا۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بیٹھک سے منع کرنے کے لیے جو علت بیان کی ہے کہ یہ تو شیطان کی بیٹھک ہے، اسی پر اکتفا کیا جائے۔ (عون المعبود)

(٩٤٩٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ جَالِسًا فِي الشَّمْسِ فَقَلَصَتْ عَنْهُ، فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ۔)) (مسند احمد: ٨٩٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی دھوپ میں بیٹھا ہو اور پھر دھوپ اس سے ہٹ جائے تو اس کو چاہیے کہ اس مجلس سے پھر جائے۔''

(٩٤٨٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٧١ (انظر: ١٥٤٢١)

(٩٤٩٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٤٨٢١ (انظر: ٨٩٧٦)

(۹٤۹۱)ـ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَجَالِسَ ثَلَاثَةٌ سَالِمٌ، وَغَانِمٌ، وَشَاجِبٌ)) (مسند احمد: ۱۱۷٤۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجلسیں تین قسم کی ہوتی ہیں، سلامتی والی، غنیمت والی اور بے تکی باتوں اور بک بک والی۔''

(۹٤۹۲)ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ، مَجْلِسٌ يُسْفَكُ فِيْهِ دَمٌ حَرَامٌ، وَمَجْلِسٌ يُسْتَحَلُّ فِيْهِ فَرْجٌ حَرَامٌ، وَمَجْلِسٌ يُسْتَحَلُّ فِيْهِ مَالٌ مِنْ غَيْرِ حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ۱٤۷٤۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجالسیں امانت کے ساتھ ہوتی ہیں، ماسوائے تین مجلسوں کے، (۱) وہ مجلس جس میں حرام خون بہایا جائے، (۲) وہ مجلس جس میں حرام شرمگاہ کو حلال سمجھ لیا جائے اور (۳) وہ مجلس جس میں بغیر کسی حق کے مال کو حلال سمجھا جائے۔''

فوائد: ...... مجلسیں امانت ہی ہوتی ہیں، لیکن جب کسی مسلمان یا مجلس کے شرّ سے دوسرے کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو تو پھر اس قدر راز کو فاش کرنا ضروری ہے کہ لوگوں کو اس نقصان سے بچایا جا سکے۔

(۹٤۹۳)ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّا رَاَوْهُ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۷۰۹۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس مجلس میں لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے، وہ قیامت والے دن اس مجلس کو اپنے لیے باعث حسرت خیال کریں گے۔''

(۹٤۹٤)ـ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِنْ دَخَلُوْا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ۔)) (مسند احمد: ۹۹٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے باعثِ حسرت ہوگی، اگرچہ وہ دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔''

(۹٤۹۱) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف ابن لهيعة، ولضعف رواية دراج عن ابى الهيثم، أخرجه ابويعلى: ۱۳۸٤، وابن حبان: ۵۸۵، والطبرانى فى "الكبير": ۱۷/ ۸۳۷ (انظر: ۱۱۷۱۸)

(۹٤۹۲) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن اخى جابر بن عبدالله، أخرجه ابوداود: ٤۸٦۹ (انظر: ۱٤٦۹۳)

(۹٤۹۳) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۷۰۹۳)

(۹٤۹٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن حبان: ۵۹۱، الطبرانى فى "الاوسط": ٤۸۳۱، والحاكم: ۱/ ٤۹۲ (انظر: ۹۹٦۷)

(۹۴۹۵)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ، كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيفَةِ حِمَارٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۴۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ کہیں جمع ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر منتشر ہو جائیں، تو وہ ایسے ہی ہوں گے جیسے مرے ہوئے گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تہلیلات، تکبیرات اور تحمیدات بیان کر کے اس کا ذکر کرنا جہاں باعثِ اجرِ عظیم ہے، وہاں اس سے غفلت برتنا باعثِ حسرت وندامت ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے جسم کی مختلف حالتوں یعنی چلنے، کھڑا ہونے، بیٹھنے اور لیٹنے کے دوران اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی انداز میں یاد کرتا رہے۔

ہمارے جسم کو لیٹنے، بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی صلاحیت حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، جس پر اس نے اپنے ذکر کا مطالبہ کیا۔

کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنا یا نبی کریم ﷺ کے لیے رحمت و سلامتی کی دعا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس غفلت کو معاف کر دے یا اس کی وجہ سے مؤاخذہ کرے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے، اس دلالت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

اولا: ''پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔'' یہ جملہ اس وقت کہا جا سکتا ہے، جب واجب کو ترک کیا گیا ہو اور اس کا ترک کرنا معصیت ہو۔

ثانیا: ''اگر چہ وہ (دوسرے اعمال کے) اجر وثواب کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔'' سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجے گا، وہ جہنم میں داخل ہونے کا حقدار ہوگا، اگر چہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ایمان کے اجر وثواب کے صلے میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔

(**ثالثا**) ''تو وہ مردار گدھے جیسی چیز سے اٹھتے ہیں'' یہ تشبیہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کا عمل قبیح ہے اور یہ تشبیہ اسی چیز سے متعلقہ ہو سکتی ہے، جو حرام ہو۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ متنبہ رہے اور ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے سے غافل نہ ہو جائے، وگرنہ یہ غفلت اس کے لیے نقصان اور حسرت کا باعث بنے گی۔

مناوی نے (فیض القدیر) میں کہا: اس سے مجلس سے کھڑے ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید پیدا ہوتی ہے، اس ذکر و درود کے لیے کوئی بھی الفاظ کہے جا سکتے ہیں، ذکر کی کامل ترین صورت دعائے کفارۂ مجلس ہوگی:

(۹۴۹۵) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۱۰۴۱۳)

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔))

"اور درود بھیجنے کے لیے تشہد والا درود پڑھا جائے۔" (صحیحہ: ۸۰)

بَابُ آدَابٍ تَخْتَصُّ بِالْقَادِمِ عَلَى الْمَجْلِسِ
مجلس میں آنے والے کے مخصوص آداب کا بیان

(۹٤۹٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: كُنَّا اِذَا جِئْنَا اِلَيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔ (مسند احمد: ۲۱۱٤۵)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم نبی کریم ﷺ کی طرف آتے تھے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہوتی تھی، وہیں بیٹھ جاتے تھے۔

فوائد: …… بعد میں آنے والے وڈیروں یا خیر و بھلائی کی رغبت رکھنے والے صوفی مزاج لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابرکت مجالس میں ایسا نہیں ہوتا تھا، وہاں جس کو جہاں جگہ ملتی تھی، وہ وہیں بیٹھ جاتا تھا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں عہدِ نبوی کے ایک ادبِ مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔عصر حاضر میں اہل علم سمیت اکثر لوگ اس کو ترک کر چکے ہیں۔ وہ ادب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس میں پہنچے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہے، وہیں بیٹھ جائے، اگرچہ اسے دروازے کی دہلیز پر بیٹھنا پڑے، وہ اس چیز کا انتظار نہ کرے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تاکہ وہ آگے جا سکے، جیسا کہ متکبر سرداروں اور بڑائی خور لوگوں کا وطیرہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے صراحت کے ساتھ منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا)) …… "کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی مجلس سے کھڑا مت کرے اور پھر وہاں خود بیٹھ جائے، (البتہ تم کو چاہئے کہ) کھلے ہو جاؤ اور وسعت پیدا کرو۔" (مسلم) اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: جب کوئی آدمی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تو وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا کہ مجلس میں بیٹھا ہوا آدمی کسی کی خاطر کھڑا ہو۔ دیکھیں صحیحہ: ۲۲۸۔ (صحیحہ: ۳۳۰)

(۹٤۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ، فَيَجْلِسَ فِيْهِ ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔)) (مسند احمد: ٤٦۵۹)

سیدنا عبدا للہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی مجلس سے کھڑا نہ کرے، اور پھر وہ خود وہاں بیٹھ جائے، البتہ کھلے اور وسیع ہو جایا کرو۔"

(۹٤۹٦) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٥، والترمذی: ٢٧٢٥ (انظر: ٢٠٨٥٥)

(۹٤۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٢٧٠، ومسلم: ٢١٧٧ (انظر: ٤٦٥٩)

(۹۴۹۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ، وَلٰكِنِ افْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۸۴۴۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی شخص کو اس کی مجلس سے کھڑا نہ کیا کرے، البتہ کھلے ہو جایا کرو، اللہ تعالیٰ بھی وسعت پیدا کر دے گا۔''

فوائد:...... کسی آدمی کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جانا انتہائی سوئے ادبی ہے، آپ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، کسی مجلس میں بیٹھنے کا قانون ''پہلے آیئے پہلے پایئے'' کا ہے۔

(۹۴۹۹)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ، اَنَّهُ دُعِيَ اِلٰى شَهَادَةٍ مَرَّةً، فَجَاءَ اِلَى الْبَيْتِ، فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ اَنْ يَجْلِسَ فِيْهِ، وَعَنْ اَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَا يَمْلِكُ۔ (مسند احمد: ۲۰۷۲۴)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ان کو گواہی کے لیے بلایا گیا، پس وہ گھر آئے اور ایک آدمی ان کی خاطر اپنی مجلس سے کھڑا ہو گیا، لیکن انھوں نے کہا: جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی خاطر اپنی مجلس سے کھڑا ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اس کی جگہ میں بیٹھ جانے سے منع کیا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ صاف کرے، جس کا وہ مالک نہ ہو۔

(۹۵۰۰)۔ عَنْ اَبِي الْخَصِيْبِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا، فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ فِيْهِ، وَقَعَدَ فِيْ مَكَانٍ آخَرَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَاكَانَ عَلَيْكَ لَوْ قَعَدْتَ؟ فَقَالَ: لَمْ اَكُنْ اَقْعُدُ فِيْ مَقْعَدِكَ وَلَا مَقْعَدِ غَيْرِكَ بَعْدَ شَيْءٍ شَهِدْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ، فَذَهَبَ لِيَجْلِسَ فِيْهِ، فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۵۵۶۷)

ابو خصیب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیٹھا ہوا تھا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے، ایک آدمی ان کو جگہ دینے کے لیے اپنی مجلس سے کھڑا ہو گیا، لیکن وہ اس جگہ میں نہیں، بلکہ کسی اور جگہ میں بیٹھ گئے، اس آدمی نے کہا: اگر تم میری جگہ میں بیٹھ جاتے تو تم پر کوئی حرج تو نہیں تھا؟ انھوں نے کہا: نہ میں نے تیری بیٹھک میں بیٹھنا اور نہ کسی اور کی بیٹھک میں، اس چیز کے بعد میں نے خود رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دیکھی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو ایک آدمی اس کی خاطر اپنی مجلس سے کھڑا ہو گیا اور

(۹۴۹۸) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۸۴۶۲)

(۹۴۹۹) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابی عبد الله مولی آل ابی موسی الاشعری، أخرجه ابوداود: ۴۸۲۷ (انظر: ۲۰۴۵۰)

(۹۵۰۰) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال ابی الخصیب، أخرجه ابوداود: ۴۸۲۸ (انظر: ۵۵۶۷)

وہ اس کی جگہ میں بیٹھنے لگا، لیکن آپ ﷺ نے اس وہاں بیٹھنے سے منع فرما دیا۔

فوائد:......لیکن درج ذیل حدیث اور شرح پر غور کریں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَقُوْمُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَلٰكِنِ افْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) ...... ''کوئی آدمی کسی کے لیے اپنی نشست سے کھڑا نہ ہو، بلکہ مجلس میں گنجائش پیدا کرلیا کرو، اللہ تعالیٰ تمھارے لیے وسعت پیدا کردے گا۔'' (مسند احمد: ۲/ ٤٨٣ صحیحہ: ۲۲۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دوسروں کی خاطر کھڑے نہیں ہونا چاہیے، ہاں ان کے بیٹھنے کے لیے گنجائش پیدا کردینی چاہیے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث میں واضح دلالت موجود ہے کہ یہ آدابِ اسلامیہ میں سے نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے احترام کی وجہ سے مجلس سے کھڑا ہو جائے اور وہ اس کی جگہ میں بیٹھ جائے، بلکہ اسے چاہیے کہ آنے والے کے لیے وسعت پیدا کرے۔ جب لوگ زمین پر بیٹھے ہوں تو مجلس میں وسعت پیدا کرنا ممکن ہوگا اور کرسیوں کی صورت میں ناممکن ہے۔ بہرحال کسی کی خاطر کھڑا ہونے سے نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کی مخالفت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی مجلس سے کھڑا ہو اور وہ وہاں بیٹھ جائیں۔ مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ ''لَا يَقُوْمُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ......'' (کوئی آدمی کسی کے لیے کھڑا نہ ہو) کم از کم کراہت پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ یہاں نفی بمعنی نہی ہے، وگرنہ نہی کا اصل تقاضا تو تحریم ہے۔ واللہ اعلم۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ)) ...... ''کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے کھڑا کر کے اس کی جگہ پر مت بیٹھے۔'' (مسلم)

ذہن نشین رہے کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اُس میں دوسرے کو اٹھانے سے اور اِس میں دوسرے کے خود اٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۹۵۰۱)۔ عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ، اَنَّهُ قَالَ لِاَبِیْ قِلَابَةَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْكَ عَلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَحَدَّثَنَا اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَلْقٰى لَهُ وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَلَمْ اَقْعُدْ عَلَيْهَا، بَقِيَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ۔ (مسند احمد: ۵۷۱۰)

ابو ملیح سے مروی ہے، انھوں نے ابو قلابہ سے کہا: میں اور تمہارے ابو، ہم دو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، انھوں نے ہمیں بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے ان کے لے چمڑے کا تکیہ رکھا، اس کا بھراؤ کھجور کے پتے تھے، لیکن وہ اس پر نہ بیٹھے اور وہ تکیہ ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان پڑا رہا۔

(۹۵۰۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۵۷۱۰)

فوائد: ......غور کریں کہ سید الاولین والآخرین ﷺ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے تکیہ پیش کر رہے ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ آپ ﷺ کا احترام کرتے ہوئے اس تکیے پر نہ بیٹھے۔ ایسی احادیثِ مبارکہ کے بعد ہمیں ادنی و اعلی مہمانوں میں اس طرح فرق کرنے سے باز آ جانا چاہیے کہ اعلی کی پرتکلف ضیافت کی جاتی ہے اور ادنی کو پوچھنے کے لیے تیار کوئی نہیں ہوتا ہے۔

(۹۵۰۲)۔ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ اِلَى ابْنِ عُمَرَ ؓ، وَمَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُمَا، فَضَرَبَ بِيَدِهِ صَدْرِيْ، وَقَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا تَنَاجَى اثْنَانِ فَلَا تَجْلِسْ اِلَيْهِمَا حَتّٰى تَسْتَاْذِنَهُمَا۔)) (مسند احمد: ۵۹۴۹)

سعید مقبری کہتے ہیں: میں آیا اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھ گیا، جبکہ ان کے ساتھ ایک اور آدمی گفتگو کر رہا تھا، جب میں ان کے ساتھ داخل ہوا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میری چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی سرگوشی کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھ، یہاں تک کہ تو ان سے اجازت لے لے۔''

فوائد: ......شریعتِ اسلامیہ کا امتیازی وصف اعتدال ہے۔ جہاں بعض مصلحتوں کی بنا پر اکٹھے تین افراد میں سے دو کو علیحدہ ہو کر صلاح و مشورہ کرنے سے منع کیا گیا ہے، وہاں اگر پہلے ہی سے کسی مقام پر دو افراد رازدارانہ انداز میں گفت و شنید کر رہے ہوں تو بعد میں آنے والے افراد کو بغیر اجازت ان کی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

قارئینِ کرام! آپ کا ذاتی تجربہ ہوگا کہ بسا اوقات مختلف وجوہات کی بنا پر آپ بھی نہیں چاہتے ہوں گے کہ کوئی آدمی آپ کی مجلس میں گھس کر آپ کے مخفی سلسلۂ کلام کو منقطع کر دے، اگرچہ آنے والا آپ کا کتنا ہی قریبی اور مخلص دوست کیوں نہ ہو نبی مہربان ﷺ نے پہلے سے ہی آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔

عام دوستوں اور تعلق داروں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ان آداب کا خیال نہیں رکھتے، آگے سے تعلق کی وجہ سے ٹوکا بھی نہیں جاتا، جبکہ اندر سے کڑتے رہتے ہیں۔

بَابُ آدَابٍ تَخْتَصُّ بِمَنْ فِي الْمَجْلِسِ
مجلس میں موجود لوگوں کے ساتھ خاص آداب

(۹۵۰۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ چیز اس کو پریشان کرے گی۔'' ایک

(۹۵۰۲) تخريج: حديث حسن لغيره (انظر: ۵۹۴۹)
(۹۵۰۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۸۴ (انظر: ۳۵۶۰)

(وَفِیْ لَفْظٍ) لَا یَتَسَارَّ اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهُمْ غَیْرُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۳۵۶۰)

روایت میں ہے: دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر راز دارانہ بات نہ کریں، جب ان کے ساتھ کوئی اور نہ ہو۔''

فوائد: ...... جب تین افراد ایک ساتھ ہوں یا ہم سفر ہوں، تو ایسے موقع و مقام پر تیسرے کو چھوڑ کر صرف دو افراد کا باہم رازدارانہ انداز میں گفتگو کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اس سے تیسرے کی دلآزاری ہوتی ہے یا وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہاں جب لوگ زیادہ ہوں تو دو افراد کے آپس میں سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۹۵۰۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَتَنَاجَی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهُمْ غَیْرُهُمْ۔ قَالَ: وَنَهٰی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُخَالِفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ مَجْلِسِهِ۔ وَقَالَ: ((اِذَا رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ۔)) (مسند احمد: ۴۸۷۴)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی کرنے لگ جائیں، جب ان کے ساتھ اور کوئی نہ ہو، نیز آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ اس آدمی کی جگہ میں بیٹھا جائے جو (عارضی طور پر) مجلس سے اٹھ کر جائے، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایسا آدمی لوٹے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔''

فوائد: ......شریعت نے کسی مجلس میں پہلے آنے والوں کا اتنا خیال رکھا ہے کہ اگر وہ بعض وجوہات کی بنا پر عارضی طور پر وہاں سے اٹھ بھی جاتے ہیں، تب بھی کسی کو ان کے مقام پر قبضہ جمانے کی اجازت نہیں۔

(۹۵۰۵)۔ وعَنْهُ اَیْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا یَنْتَجِیْ اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا۔)) قَالَ: قُلْنَا: فَاِنْ کَانُوْا اَرْبَعًا؟ قَالَ: فَلَا یَضُرُّ۔ (مسند احمد: ۴۶۸۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کیا کریں۔'' ابو صالح راوی نے کہا: اگر چار افراد ہوں تو؟ انھوں نے کہا: تو پھر یہ چیز نقصان نہیں دے گی (یعنی پھر کوئی حرج نہیں ہوگا)۔

(۹۵۰۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَدَّثَ فِیْ مَجْلِسٍ بِحَدِیْثٍ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ اَمَانَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۴۵۲۸)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے مجلس میں کوئی بات کی اور پھر وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوا تو وہ بات امانت ہوگی۔''

(۹۵۰۴) تخریج: صحیح (انظر: ۴۸۷۴)

(۹۵۰۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابوداود: ۴۸۵۲ (انظر: ۴۶۸۵)

(۹۵۰۶) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابوداود: ۴۸۶۸، والترمذی: ۱۹۵۹ (انظر: ۱۴۴۷۴)

فوائد: ......امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیثِ مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا: اگر کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کے ساتھ گفتگو کر رہا ہو اور وہ گفتگو کے دوران دائیں بائیں دیکھے، تو اس سے یہ سمجھنا پڑے گا کہ وہ راز کی بات کرنا چاہتا ہے اور اسے دوسرے لوگوں سے مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ ایسی گفتگو امانت ہوگی اور اس کو راز رکھنا واجب ہوگا۔ ابن ارسلان نے کہا: متکلم کے ادھر ادھر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی اس کی بات سن نہ لے، وہ صرف اپنے ہم مجلس تک اپنے راز کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ دراصل وہ ادھر ادھر دیکھ کر اپنے مخاطب کو یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اس کی گفتگو سنے، اس کو راز اور امانت سمجھے۔ (تحفۃ الاحوذی)

(۹۵۰۷)۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی اپنی مجلس سے چلا جائے اور پھر واپس آ جائے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔“

فوائد: ......بعض نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مسواک، وضو اور استنجاء کی صورت میں نماز کی تیاری کرنے سے پہلے مسجد میں آ کر پہلی صف میں کوئی کپڑا وغیرہ رکھ کر چلے جاتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو اس جگہ کا مستحق سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ انداز درست نہیں ہے، کیونکہ جو آدمی مکمل تیاری کر کے آ کر ایک بار بیٹھ جائے گا، وہ جگہ اس کا حق ہوگی، تیاری کر کے آنے کے بغیر علامت وغیرہ رکھنے کا کوئی تک نہیں ہے۔

(۹۵۰۸)۔ عَنْ وَهْبِ بْنِ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ فَرَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ، وَاِنْ کَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَقَامَ اِلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۶۵)

سیدنا وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی اپنی مجلس سے چلا جائے اور پھر واپس لوٹ آئے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا، اگر ایسا آدمی کسی ضرورت کی وجہ سے مجلس سے چلا جاتا ہے اور پھر واپس آ جاتا ہے تو وہی اس مقام پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہوگا۔“

(۹۵۰۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ خَرَجَ عَلٰی اَصْحَابِهِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ) فَقَالَ: ((مَالِیْ اَرَاکُمْ عِزِیْنَ؟)) وَهُمْ قُعُوْدٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۶۶)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے پاس گئے، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور وہ حلقوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ تم مجھے مختلف گروہوں کی صورت میں نظر آ رہے ہو۔“ جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔

(۹۵۰۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۷۹ (انظر: ۱۰۸۲۳)
(۹۵۰۸) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۷۵۱ (انظر: ۱۵۴۸٤)
(۹۵۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ٤۳۰ (انظر: ۲۰۸۷٤)

فوائد: ...... امام نووی نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں گروہ بندی سے منع کیا گیا ہے اور اکٹھا ہونے، پہلی صفوں کو مکمل کرنے اور صفوں میں ملنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (شرح النووی لمسلم: ۴/۱۵۳)

بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو درج ذیل حدیث کے مفہوم پر محمول کیا جائے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: وَنَهٰى ﷺ عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ ...... نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنانے سے منع کیا ہے۔ (ابوداود: ۹۹۱، نسائی: ۷۰۷)

اسی طرح نماز سے پہلے حلقے بنانا بھی منع ہوگا۔

اگر ان دو صورتوں کے علاوہ تعلیم و تربیت کے لیے مختلف حلقوں اور مجلسوں میں بیٹھنا پڑے تو جائز ہوگا۔

(۹۵۱۰)۔ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، فِی الَّذِیْ يَقْعُدُ فِیْ وَسْطِ الْحَلْقَةِ قَالَ: مَلْعُوْنٌ عَلٰی لِسَانِ النَّبِیِّ ﷺ اَوْلِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳٦۵۲)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ حلقے کے وسط میں بیٹھنے والے آدمی کے بارے میں کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی زبان کے مطابق ایسے شخص پر لعنت کی گئی ہے۔

(۹۵۱۱)۔ عَنْ حَرْمَلَةَ الْعَنْبَرِیِّ ﷺ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِیْ؟ قَالَ: ((اِتَّقِ اللّٰهَ، وَاِذَا كُنْتَ فِیْ مَجْلِسٍ فَقُمْتَ مِنْهُ فَسَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا يُعْجِبُكَ فَأْتِهِ، وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَاتَكْرَهُ فَاتْرُكْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۲۷)

سیدنا حرملہ عنبری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وصیت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جب تو کسی مجلس میں بیٹھا ہوا ہو اور پھر اس سے اٹھنے لگے، لیکن جب تو سنے کہ وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں جو تجھے پسند ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھا رہ، اور جب تو ان کو ایسی باتیں کرتے ہوئے سنے، جو تجھے ناپسند ہوں تو اس مجلس کو چھوڑ دے۔''

فوائد: ...... خیر والی مجلس سے بلا عذر نہیں اٹھنا چاہیے تا کہ آدمی اس مجلس میں بیٹھے رہنے کے اجر و ثواب سے محروم نہ ہو، بیان کرنے والے اور شرکت کرنے والوں کی حوصلہ شکنی نہ ہو اور دوسرے لوگوں میں بھی اٹھ جانے کی ترغیب پیدا نہ ہو۔ شرّ والی مجلس میں نہ بیٹھنے کا حکم تو واضح ہے۔

(۹۵۱۲)۔ عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: مَرَّ

سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(۹۵۱۰) تخريج: اسناده ضعيف، ابو مجلز لم يدرك حذيفة، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٦، والترمذي: ٢٧٥٣ (انظر: ٢٣٢٦٣)

(۹۵۱۱) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطيالسي: ١٢٠٦، ١٢٠٧، والطبراني في "الكبير": ٣٤٧٦ (انظر: ١٨٧٢٠)

(۹۵۱۲) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٤٨٤٨ (انظر: ١٩٤٥٤)

بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيْ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَأْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ، فَقَالَ: ((اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٨٣)

رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، جبکہ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کے نرم حصے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو ان لوگوں کی طرح بیٹھک بیٹھتا ہے، جن پر غضب کیا گیا۔''

فوائد:...... کمر کے پیچھے زمین پر ہاتھ کی ٹیک لگا کر بیٹھنا مکروہ ہے۔

جن لوگوں پر غضب ہوا، ان سے مراد عام کافر اور فاجر ہیں، جو اپنی اٹھک بیٹھک اور چلن پھرن میں تکبر اور عجب پسندی کو اختیار کرتے ہیں، سورۂ فاتحہ میں ﴿اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ سے مراد یہودی ہیں۔

(٩٥١٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِهِ، فَرَاَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ۔ (مسند احمد: ٢١٢٨٥)

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے گھر گیا اور آپ ﷺ کو تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

(٩٥١٤)۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَلَسَ (أَوْ اِذَا اسْتَلْقٰى) اَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ رِجْلَيْهِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى۔)) (مسند احمد: ١٤٢٤٧)

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی چت لیٹے تو وہ ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (٩٥١٦)

(٩٥١٥)۔ عَنْ سَمُرَةَ ؓ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَعْتَدِلَ فِي الْجُلُوْسِ، وَاَنْ لَّانَسْتَوْفِزَ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٧٢)

سیدنا سمرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اعتدال سے بیٹھیں اور جلدی نہ کریں۔

فوائد: ...... اس حدیث کا تعلق نماز سے ہے، جیسا کہ دوسری احادیث میں نماز میں اعتدال اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(٩٥١٦)۔ (عَنْ اَبِي النَّضْرِ) اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ

ابو نضر کہتے ہیں: سیدنا ابو سعید ؓ کی ایک ٹانگ میں کوئی

(٩٥١٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤١٤٣، والترمذي: ٢٧٧١ (انظر: ٢٠٩٧٥)

(٩٥١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٩٩ (انظر: ١٤١٩٨)

(٩٥١٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني فى "الكبير": ٦٨٨٤، والحاكم: ١/ ٢٧١ (انظر: ٢٠١١١)

(٩٥١٦) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، أخرجه بنحوه الطبراني فى "الكبير": ١٩/ ١٨ (انظر: ١١٣٧٥)

كَانَ يَشْتَكِي رِجْلَيْهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَخُوْهُ وَقَدْ جَعَلَ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، فَضَرَبَهُ بِيَدِهِ عَلٰى رِجْلِهِ الْوَجِيْعَةِ فَاَوْجَعَهُ، فَقَالَ: اَوْجَعْتَنِيْ، اَوَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ رِجْلِيْ وَجِعَةٌ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْ هٰذِهِ (مسند احمد: ۱۱۳۹۵)

تکلیف تھی، انھوں نے لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ان کا بھائی ان کے پاس آیا اور ان کی تکلیف زدہ ٹانگ پر ان کو مارا، جس سے ان کو تکلیف ہوئی، پس انھوں نے کہا: تو نے مجھے تکلیف دی ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ میری ٹانگ میں تکلیف ہے؟ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: اچھا تو ایسے کیا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھنے سے منع کیا ہے۔

فوائد: ......ٹانگ پر ٹانگ رکھنا اس وقت منع ہے، جب بے پردگی ہو رہی ہو، یا اس کا واضح طور پر خطرہ ہو، ان احادیث میں اسی صورت سے منع کیا گیا ہے۔

جب بے پردگی کا خطرہ نہ ہو تو ٹانگ پر ٹانگ رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، نبی کریم ﷺ خود چت لیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ لیا کرتے تھے۔

بَابُ اَذْكَارٍ تُقَالُ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الْمَجْلِسِ
مجلس کو برخاست کرتے وقت کے اذکار کا بیان

(۹۵۱۷)۔ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ اِنْسَانٍ يَكُوْنُ فِيْ مَجْلِسٍ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَقُوْمَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ۔)) فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ يَزِيْدَ بْنَ خُصَيْفَةَ قَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۲۰)

اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان کسی مجلس میں ہو اور پھر مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ'' (تو پاک ہے، اے اللہ! اور تیری تعریف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) تو اس کے اس مجلس میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' جب میں نے یہ حدیث یزید بن خصیفہ کو بیان کی تو انھوں نے کہا: سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مجھے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(۹۵۱۷) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ٤/ ۲۸۹، والطبرانی فی "الكبير": ٦٦٧٣ (انظر: ۱۵۷۲۹)

(٩٥١٨)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ﷛، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِآخِرَةٍ إِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ فَقَامَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔)) فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: أَنَّ هٰذَا قَوْلٌ مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ مِنْكَ فِيمَا خَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا كَفَّارَةٌ مَا يَكُوْنُ فِي الْمَجْلِسِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٠٧)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی کی بات ہے کہ جب مجلس لمبی ہو جاتی تو آپ ﷺ اس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھتے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ '' (تو پاک ہے، اے اللہ! اور تیری تعریف کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)۔'' ہم میں سے کسی نے کہا: پہلے تو ہم آپ ﷺ سے اس قسم کے دعائیہ کلمات نہیں سنتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات مجلس میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔''

(٩٥١٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ كَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ ثُمَّ أَتُوْبُ إِلَيْكَ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی ایسی مجلس میں بیٹھا، جس میں اس کی لغویات بہت زیادہ ہوں اور پھر وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کلمات ادا کر لے "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ ثُمَّ أَتُوْبُ إِلَيْكَ" (تو پاک ہے، اے ہمارے ربّ! تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور پھر تیری طرف رجوع کرتا ہوں) تو اس سے اس مجلس میں جو کچھ ہوا ہوگا، اس کو بخش دیا جائے گا۔''

(٩٥٢٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ ﷞، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا أَوْ صَلّٰى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ، فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ، فَقَالَ: ((إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز ادا کرتے تو کچھ دعائیہ کلمات کہتے تھے، سیدہ نے آپ ﷺ سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر آدمی خیر والی باتیں کرے گا تو

(٩٥١٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٨٥٩ (انظر: ١٩٧٦٩)

(٩٥١٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذى: ٣٤٣٣، وأخرجه بنحوه ابوداود: ٤٨٥٨ (انظر: ١٠٤١٥)

(٩٥٢٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائى: ٣/ ٧١ (انظر: ٢٤٤٨٦)

كَـانَ طَـابِـعًا عَلَيْهِنَّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَإِنْ تَـكَـلَّـمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً ، سُبْحَانَكَ وَبِـحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.)) (مسند احمد: ٢٤٩٩١)

یہ کلمات روزِ قیامت تک ان پر مہر ہوں گے اور اگر خیر کے علاوہ کوئی اور بات کرے گا تو یہ کلمات اس کے لیے کفارہ بن جائیں گے، کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ'' (تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں)۔''

فوائد: ..... ان احادیثِ مبارکہ میں کفارۂ مجلس والی دعا پڑھنے کی اہمیت اور فوائد بیان کیے گئے ہیں، ہر مجلس کے بعد یہ دعا پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بَابٌ هَلِ الْأَفْضَلُ الْعَزْلَةُ عَنِ النَّاسِ أَوِ الْإِخْتِلَاطُ بِهِمْ؟

اس چیز کا بیان کہ لوگوں سے علیحدگی بہتر ہے یا ان میں گھل مل کر رہنا؟

(٩٥٢١)۔ عَـنْ أَبِـيْ أُمَـامَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَـالَ: خَـرَجْـنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَاهُ، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِأَنْ يُقِيْمَ فِيْ ذٰلِكَ الْـغَارِ فَيَقُوْتُهُ مَا كَانَ فِيْهِ مِنْ مَاءٍ، وَيُصِيْبُ مَـا حَوْلَهُ مِنَ الْبَقَلِ وَيَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا، ثُمَّ قَـالَ: لَـوْ أَنِّـيْ أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَـهُ، فَـإِنْ أَذِنَ لِـيْ فَـعَلْتُ وَإِلَّا لَمْ أَفْـعَـلْ، فَـأَتَـاهُ، فَـقَـالَ: يَـا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّيْ مَـرَرْتُ بِـغَـارٍ فِيْـهِ مَـا يَـقُـوْتُنِيْ مِنَ الْمَاءِ وَالْبَـقَـلِ، فَـحَـدَّثَـتْـنِيْ نَفْسِيْ بِأَنْ أُقِيْمَ فِيْهِ وَأَتَـخَـلّٰى عَنِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّـيْ لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ، وَلٰـكِنْ بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ، وَالَّذِيْ نَـفْـسُ مُـحَـمَّدٍ بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ، أَوْ رَوْحَةٌ فِيْ

سیدنا ابو امامہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے ساتھ نکلے، ایک آدمی کا ایک نشیبی جگہ کے پاس سے گزر ہوا، وہاں پانی کا چشمہ بھی تھا، اسے خیال آیا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں فروکش ہو جائے، یہ پانی اور اس کے اردگرد کی سبزہ زاریاں اسے کفایت کریں گی۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے پاس جاؤں گا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے رکھوں گا، اگر آپ نے اجازت دے دی تو ٹھیک، وگرنہ نہیں۔ وہ آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں فلاں نشیبی جگہ سے گزرا، وہاں کے پانی اور سبزے سے میری گزر بسر ہو سکتی ہے، مجھے خیال آیا کہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں بسیرا کر لوں، (اب آپ کا کیا خیال ہے)؟ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''میں یہودیت اور نصرانیت لے کر نہیں آیا، مجھے نرمی و سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے راستے میں صبح کا یا شام کا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر

(٩٥٢١) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٨٦٨ (انظر: ٢٢٢٩١)

سَبِيلِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَمَقَامُ اَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٤٧)

ہے اور دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہونا ساٹھ سال کی نماز سے افضل ہے۔''

فوائد: ......دوسری صحیح روایات میں رہبانیت کی مذمت کی گئی ہے اور جہاد میں صرف کیے جانے والے وقت کو دوسرے آدمی کی ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ روایات کی تفصیل کے لیے مسند احمد محقق کی زیر مطالعہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

رھبانیت: دنیا اور علائقِ دنیا سے منقطع ہو کر کسی جنگل یا صحرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن ہو جانا۔ نصرانیوں نے یہ رسم نکالی تھی، جسے اسلام نے غلط قرار دیا۔

دین اسلام کی حفاظت وحمایت اور اللہ کے کلمے کی سر بلندی کیلئے باغیوں، سرکشوں، ملحدوں اور بے دین لوگوں سے لڑنے میں پوری جدوجہد کرنا جہاد فی سبیل اللہ کہلاتا ہے، یہ انتہائی باکمال اور باعظمت عمل ہے، حدیثِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خاک آلود ہونے والے پاؤں آتشِ دوزخ سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: ۲۸۱۱) اگر زندگی میں جہاد کرنے کا موقع مل جائے تو اسے سعادت اور خوش قسمتی سمجھا جائے وگرنہ کم از کم جہاد فی سبیل اللہ کی پختہ نیت رکھنا واجب ہے، موقع میسر آنے پر قطعاً گریز نہ کیا جائے، اسلامی زندگی اسی جذبۂ قربانی سے وابستہ ہے۔

(٩٥٢٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ، وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ) خَيْرٌ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٠٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے، وہ اس سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ہی ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔''

فوائد: ......اگر کسی آدمی میں صبر و برداشت کی صفت موجود ہو، تو خلوت میں رہنے کی بجائے، لوگوں میں رہنا اس کے لیے زیادہ مفید ہوتا ہے، کیونکہ کسی کی اذیت کے عوض اس کو دعا دینا یا اس پر صبر کرنا، غصہ دلانے والے کو معاف کرنا، بیماروں کی بیمار پرسی کرنا، کسی مریض کا علاج کروانا، اجنبی کی رہنمائی کرنا، مہمان کی ضیافت کرنا، ایسے سینکڑوں عظیم امور ہیں، جن پر عمل کرنے کا موقع صرف لوگوں میں رہ کر ہی ملتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اگر کسی معاشرے میں سرِ عام برائیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہو اور کوشش کے باوجود ان سے اجتناب کرنا ناممکن ہو، تو حسبِ استطاعت ایسے لوگوں سے کنارہ کشی کی جائے۔ اس کی ایک مثال ہمارے بازار ہیں، جہاں

(٩٥٢٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٥٠٧، وابن ماجه: ٤٠٣٢ (انظر: ٥٠٢٢)

موسیقی اور گانوں کی آواز عام ہوتی ہے، بے پردہ، بلکہ نیم برہنہ عورتوں کی آمد و رفت عام ہوتی ہے، جن پر نظر پڑنا تو کجا، تنگ مقامات پر ان کا مردوں کے ساتھ شدید اختلاط ہو جاتا ہے اور ان کے جسم ایک دوسرے کے ساتھ مس ہونے لگتے ہیں، بالخصوص جب درندہ صفت نوجوان بھی پھر رہے ہوں، ایسے بازاروں میں جانا شرّ میں گھسنے کے مترادف ہے۔

(۹۵۲۳)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷺ، قَـالَ: قَـالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ مُجَاھِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِـیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔))، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ رَجُـلٌ مُـعْتَـزِلٌ فِـیْ شِـعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، یَـعْبُـدُ رَبَّـهُ عَـزَّوَجَـلَّ وَیَـدَعُ النَّـاسَ مِنْ شَرِّہِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۴۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔'' اس نے کہا: پھر کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ آدمی ہے، جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ ہو کر اپنے ربّ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھے۔''

فوائد: ......لوگوں سے الگ تھلگ رہنا اسلام کا کوئی مستقل قانون نہیں ہے، بلکہ جب مسلمان میں معاشرے میں عام ہو جانے والے شرّ کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہ رہے تو تب اس شرّ سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۹۵۲۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۸۸، وعلقه البخاری باثر الروایة: ٦٤٩٤ (انظر: ۱۱۳۲۲)

كِتَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے مسائل

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْهِ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَثَوَابِ فَاعِلِهِ

اس چیز کی ترغیب دینے اور اس کی فضیلت اور ایسا کرنے والے کے ثواب کا بیان

(٩٥٢٤)۔ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَرْمِيْ الْجَمْرَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْجِهَادِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ حَتّٰى اِذَا رَمَى الثَّانِيَةَ عَرَضَ لَهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْجِهَادِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا اعْتَرَضَ فِي الْجَمْرَةِ الثَّالِثَةِ عَرَضَ لَهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْجِهَادِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِاِمَامٍ جَائِرٍ۔)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ حَدِيْثِهِ وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ: لِاِمَامٍ ظَالِمٍ۔ (مسند احمد: ٢٢٥١١)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ جمرے کو کنکریاں مار رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ جواباً آپ ﷺ خاموش رہے، جب آپ ﷺ نے دوسرے جمرے کو کنکریاں ماریں تو پھر وہ آپ ﷺ کے درپے ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ اس بار بھی خاموش رہے اور جب آگے چلے اور تیسرے جمرے کے پاس پہنچے تو وہی آدمی آپ ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''ظالم حکمران کے سامنے حق کلمہ کہنا۔''

(٩٥٢٥)۔ عَنْ طَارِقٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ

سیدنا طارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ

(٩٥٢٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤٠١٢ (انظر: ٢٢١٥٨)

(٩٥٢٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٧/ ١٦١ (انظر: ١٨٨٢٨)

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ إِمَامٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: سُلْطَانٍ) جَائِرٍ۔)) (مسند احمد: ١٩٠٣٤)

کے پاس آیا اور کہا: کون سا جہاد سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ظالم بادشاہ کے سامنے حق کلمہ کہنا۔''

فوائد:......کلمۂ حق سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کوئی بات کہنا ہے۔ اس کو افضل جہاد قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو مجاہد، دشمن سے لڑتا ہے اسے فتح اور غلبے کی امید بھی ہوتی ہے اور شکست اور مغلوب ہو جانے کا خدشہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص، جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق پیش کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں دھکیل رہا ہوتا ہے، اسے جلد ہی بادشاہ کے سامنے مقہور و مجبور کی حیثیت سے حاضر ہونا پڑتا ہے، الا ما شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و محب بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (سورۂ مائدہ: ۵۴) ...... ''وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے دے دیتا ہے۔''

جب تک اہل ایمان اس صفت سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کیلیے بے لوث جذبات کا اظہار نہیں کرتے، اس وقت تک انہیں ایمان کی مٹھاس اور شیریں نصیب نہیں ہو سکتی، معاشرے میں جن برائیوں اور بیہودگیوں کا چلن عام ہو جاتا ہے، جنہیں معاشرہ سرے سے برائی تسلیم کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا، ان کے خلاف نیکی پر استقامت اختیار کرنا اور ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر کار بند رہنا اس صفتِ حمیدہ کے بغیر ممکن نہیں۔ وگرنہ بیسیوں لوگ ایسے ہیں جو برائی اور معاشرتی خرابیوں سے اپنا دامن تو بچانا چاہتے ہیں، لیکن ان میں ملامت گروں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں ہوتی، نتیجتاً وہ ان برائیوں کے دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور حق و باطل کے مکسچر کو اسلام سمجھ کر اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی محبت سے محروم رہتے ہیں۔

فرعون و نمرود جیسے باطل پرستوں، جو لمحہ بھر کیلیے نہ مخالفین کو برداشت کر سکتے ہیں اور نہ انہیں کسی قسم کی ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کر سکتے ہیں، کے سامنے حق و انصاف کا اعلان نہ صرف دل گردے کا کام ہے بلکہ لقمۂ اجل بننے کے مترادف ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا لحاظ کرنا اِن ظالموں کی ایذا رسانی کی بہ نسبت برتر ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے افضل جہاد قرار دے کر ہمیں ہر وقت اس قربانی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

(٩٥٢٦)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ، يُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٦٨)

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جن کو پہلے والے لوگوں کے اجر کی طرح ثواب دیا جائے گا، وہ برائی کا انکار کرتے ہوں گے۔''

(٩٥٢٦) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣١٨١)

فوائد: ...... اگرچہ برائی کا انکار نہ کرنے میں سستی اور اسلامی حمیت کے کم پڑ جانے کا بھی دخل ہوتا ہے، لیکن اس معاملے میں اصل رکاوٹ لوگوں کا ظاہری مقام و مرتبہ ہے، ہم اس سستی کو شرمانے سے تعبیر کرتے ہیں، جو دراصل ایسی بزدلی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اسلام کا پاس ولحاظ نہیں رکھا جاتا۔

بَابُ وُجُوبِهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ و التَّشْدِيْدِ فِيْهِ

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے واجب ہونے، ایسا کرنے پر ابھارنے اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(۹۵۲۷)۔ (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ) قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ (قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ اَحَدُ الرُّوَاةِ: مِنْ اَدَمٍ) فِيْ نَحْوٍ مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: جَمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ اَرْبَعُوْنَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ؓ): فَكُنْتُ مِنْ آخِرِ مَنْ اَتَاهُ، فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ مَفْتُوْحٌ عَلَيْكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ، وَمُصِيْبُوْنَ، فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ، وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعِيْنُ قَوْمَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ، كَمَثَلِ بَعِيْرٍ رُدِّيَ فِيْ بِئْرٍ، فَهُوَ يُنْزَعُ مِنْهَا بِذَنَبِهِ۔)) (مسند احمد: ۳۸۰۱)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، آپ (چمڑے کے) سرخ خیمے میں تھے اور آپ کے پاس تقریبًا چالیس آدمی بیٹھے تھے۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے ہمیں جمع کیا، جبکہ ہم چالیس افراد تھے، سیدنا عبداللہ ؓ کہتے ہیں: سب سے آخر میں آنے والا میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں فتوحات نصیب ہوں گی، تمھاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمتیں حاصل کرو گے۔ جو آدمی ایسا زمانہ پالے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے رک جائے اور صلہ رحمی کرے۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کرے۔ وہ آدمی جو کسی قوم کی غیر حق بات پر مدد کرتا ہے، اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کسی کنویں میں گرا دیا گیا اور پھر دم سے پکڑ کا کھینچا گیا۔''

فوائد: ...... عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ فاتحین کسی علاقہ کو فتح کرنے کے بعد اپنے آپ کو حدود و قیود سے آزاد سمجھ کر من مانیاں کرنے لگتے ہیں، لیکن اسلام نے مسلم فاتحین کو خیر و بھلائی کے امور کا پابند بنا دیا۔ قوم کی غیر حق بات پر مدد کرنے والے کی جو مثال بیان کی گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص گناہ میں پڑا اور اس قدر ہلاک ہو گیا کہ اب اپنے آپ کو چھٹکارا بھی نہیں دلا سکتا۔ موجودہ دور میں اکثر لوگ انانیت وقومیت میں پڑ کر اس مثال کے مصداق بنتے رہتے ہیں۔

(۹۵۲۷) تخريج: اسناده صحيح عند من يصحح سماع عبد الرحمن من ابيه مطلقا، أخرجه ابويعلى: ۵۳۰۴ (انظر: ۳۸۰۱)

(۹۵۲۸)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَقُوْلُ : ((يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُوْرُ بِهَا فِي النَّارِ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِالرَّحٰى۔ قَالَ: فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا فُلَانُ، أَمَا كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ بَلٰى: قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ فَلَا آتِيْهِ، وَأَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۴۳)

سیدنا اسامہ بن زید ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''آدمی کو روزِ قیامت لایا جائے گا، اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ چکی کے گرد گھومنے والے گدھے کی طرح ان کے اردگرد چکر لگانا شروع کر دے گا۔ جہنم والے جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! کیا تو ہمیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا، لیکن خود نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع تو کرتا تھا، لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔''

فوائد: ......اس فرمانِ نبوی میں علمائے اسلام کے لیے بہت بڑی وعید بیان کی گئی ہے، ہر عالم اور مبلّغ کو چاہیے کہ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے، اس پر خود بھی عمل کرے، وگرنہ نہ اس کی زبان میں کوئی تأثیر ہو گی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہو گا۔

(۹۵۲۹)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ، قَالَ: تُرِكَ مَا هُنَاكَ يَا أَبَا فُلَانٍ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: (اَلْخُدْرِيُّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ) أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۸۰)

سیدنا طارق بن شہاب کہتے ہیں: پہلا شخص، جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا، وہ مروان ہے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، اس نے کہا: اے ابو فلاں! وہ والے امور چھوڑ دیئے گئے ہیں، سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: اس آدمی نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، میں نے رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں جو آدمی برائی کو دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے برا سمجھے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

فوائد: ...... برائی کو دل سے برا سمجھنا ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے، گویا برائی کو پسند کرنا یا اس میں پڑ جانا ایمان کے منافی چیز ہے۔

(۹۵۲۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۸۹ (انظر: ۲۱۸۰۰)

(۹۵۲۹) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٩ (انظر: ۱۱٤٦۰)

(۹۵۳۰)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ، ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳٦۹۰)

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور ضرور نیکی کا حکم دو گے اور ضرور ضرور برائی سے منع کرو گے، وگرنہ قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی عذاب تم پر مسلط کر دے اور پھر تم اس کو پکارو گے، لیکن وہ تمہیں جواب نہیں دے گا۔“

فوائد: ......اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، اس وقت امت ِ مسلمہ کی بھاری اکثریت اس وعید کی مستحق بن چکی ہے۔ عوام تو عوام، خواص نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو ترک کر دیا ہے۔

(۹۵۳۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ اَنْ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَتَوَضَّاَ ثُمَّ خَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا، فَدَنَوْتُ مِنَ الْحُجُرَاتِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يَااَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْنِيْ فَلَا اُجِيْبُكُمْ، وَتَسْاَلُوْنِيْ فَلَا اُعْطِيَكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرُكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷٦۹)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں آپ ﷺ کے چہرے سے پہچان گئی کہ کسی چیز نے آپ ﷺ کو کچھ کرنے پر آمادہ کیا ہے، بہرحال آپ ﷺ نے وضو کیا اور کسی سے کلام کیے بغیر باہر چلے گئے، میں حجروں کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو، قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو گے، لیکن میں تم کو جواب نہیں دوں گا، تم مجھ سے سوال کرو گے، لیکن میں تم کو عطا نہیں کروں گا اور تم مجھ سے مدد طلب کرو گے، لیکن میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔“

(۹۵۳۲)۔ عَنْ اَبِي الرُّقَادِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ مَوْلَايَ وَاَنَا غُلَامٌ، فَدُفِعْتُ اِلٰى حُذَيْفَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ: اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَصِيْرُ مُنَافِقًا، وَاِنِّيْ لَاَسْمَعُهَا مِنْ اَحَدِكُمْ فِي الْمَقْعَدِ

ابو رقاد کہتے ہیں: میں اپنے آقا کے ساتھ نکلا، جبکہ میں لڑکا تھا، پھر جب مجھے سیدنا حذیفہ ؓ تک پہنچا دیا گیا تو وہ کہہ رہے تھے: بیشک ایک آدمی عہد نبوی میں ایسی بات کرتا تھا کہ وہ اس کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا، لیکن اب میں نے تمہاری مجلس میں وہی بات چار دفعہ سنی ہے، (سنو کہ) تم ضرور ضرور نیکی کا

(۹۵۳۰) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۲۱٦۹ (انظر: ۲۳۳۰۱)

(۹۵۳۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ٤۰۰٤ (انظر: ۲۵۲۵۵)

(۹۵۳۲) تخریج: اثر حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۵/ ٤٤ (انظر: ۲۳۳۱۲)

الْوَاحِدِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَحَاضُّنَّ عَلَى الْخَيْرِ، اَوْ لَيُسْحِتَنَّكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا بِعَذَابٍ، اَوْ لَيُؤَمِّرَنَّ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ، ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۷۰۱)

حکم کرو گے، برائی سے منع کرو گے اور خیر پر لوگوں کو ابھارو گے، وگرنہ اللہ تعالیٰ تم سب کو عذاب سے برباد کر دے گا یا تمہارے بدترین لوگوں کو تمہارا حکمران بنا دے گے، پھر تمہارے نیکوکار لوگ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے، لیکن ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

فوائد: ......نیکی کا حکم نہ کرنا اور برائی سے منع نہ کرنا، یہ اتنا بڑا شرّ ہے کہ جس عہد میں یہ پایا جائے گا، اس وقت زمانے کے نیک لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔
دراصل جس معاشرے میں نیکی کا حکم نہ دیا جاتا ہو اور برائی سے نہ روکا جاتا ہے، اس معاشرے کے افراد اتنے بے حیا، باغی اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان پر رحم ہی نہیں آتا۔

(۹۵۳۳)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَاهِدُوْا النَّاسَ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ، وَلَا تُبَالُوْا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَاَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۵۷)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے جہاد کرو، وہ قریب ہوں یا دور، اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرو اور حضر وسفر میں اللہ تعالیٰ کی حدود قائم کرو۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کی ذات بہت عظیم ہے، اس سے سچا تعلق قائم ہو جائے تو ان امور پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، بہرحال اسلامی اور بڑے راسخ مزاج کی ضرورت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو۔

(۹۵۳۴)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحْقِرَنَّ اَحَدُكُمْ نَفْسَهُ اَنْ يَرٰى اَمْرًا لِلّٰهِ عَلَيْهِ فِيْهِ مَقَالًا ثُمَّ لَا يَقُوْلُهُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: مَامَنَعَكَ اَنْ تَقُوْلَ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّ خَشِيْتُ النَّاسَ،

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اپنے آپ کو اتنا حقیر نہ سمجھ لے کہ جب وہ ایسا معاملہ دیکھے، جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے بات کرنا اس کی ذمہ داری بنتی ہو، لیکن وہ خاموش ہو جائے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کس چیز نے تجھے اُس

(۹۵۳۳) تخريج: حديث حسن (انظر: ۲۲۷۷۶)
(۹۵۳۴) تخريج: اسناده ضعيف، ابو البختری، لم يسمع من ابی سعيد، بينهما راو، وهو رجل مبهم، أخرجه ابن ماجه: ۴۰۰۸ (انظر: ۱۱۲۵۵)

فَيَقُوْلُ: وَاَنَا اَحَقُّ اَنْ يُّخْشٰى۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۷۵)

موقع پر بات کرنے سے روک دیا تھا، وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں لوگوں سے ڈر گیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اس چیز کا زیادہ حقدار تھا کہ مجھ سے ڈرا جاتا۔''

(۹۵۳۵)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيَسْاَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقُوْلَ: مَامَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ تُنْكِرُهُ؟ فَاِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَبْدًا حُجَّتَهُ قَالَ: يَا رَبِّ وَثِقْتُ بِكَ وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲٦۵)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بندے سے مختلف امور کے بارے میں پوچھے گا، یہاں تک کہ وہ یہ سوال بھی کرے گا کہ جب تو نے برائی دیکھی تھی تو کس چیز نے تجھے اس کو انکار کرنے سے روک دیا تھا؟ پس جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ذہن میں اس کی دلیل بٹھائے گا تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے تجھ پر اعتماد کیا اور لوگوں سے ڈر گیا۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ بعض حالات وظروف کے پیشِ نظر بندے کا عذر قبول ہو جائے۔

(۹۵۳٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا مِنْكُمْ مَخَافَةُ النَّاسِ، اَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ اِذَا رَآهُ وَعَلِمَهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) اِذَا رَآهُ اَوْ عَلِمَهُ اَوْ رَآهُ اَوْ سَمِعَهُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَاِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ اَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ اَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ اَوْ يُذَكِّرُ بِعَظِيْمٍ۔)) (مسند احمد: ۱۱٤۹٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی حق کو دیکھ لے، اس کو جان لے اور اس کو سن لے تو پھر لوگوں کا ڈر اس کو یہ حق بیان کرنے سے روکنے نہ پائے، پس بیشک حق بیان کرنے یا عظیم چیز کی نصیحت کرنے سے نہ اس کی موت قریب ہو گی اور نہ اس کا رزق دور ہو گا۔''

(۹۵۳۷)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَايَعَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا، وَاَوْثَقَنِيْ سَبْعًا، وَاَشْهَدَ عَلَيَّ تِسْعًا، اَنِّيْ لَا اَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۱۸٤۱)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پانچ دفعہ مجھ سے بیعت کی، سات دفعہ عہد و پیمان کیا اور نو چیزوں کو مجھ پر گواہ بنایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔

(۹۵۳۵) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ۱۳٤٤ (انظر: ۱۱۲٤۵)

(۹۵۳٦) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "فَاِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ اَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ اَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ اَوْ يُذَكِّرُ بِعَظِيْمٍ"، أخرجه ابويعلى: ۱٤۱۱ (انظر:)

(۹۵۳۷) تخريج: اسناده ضعيف، ابو اليمان عامر بن عبد الله الهوزني في عداد المجهولين، أخرجه (انظر: ۲۱۵۰۹)

فوائد: ......مضبوط اور راسخ عقیدے کا تقاضا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے کسی ملامت والے کی ملامت کا پاس ولحاظ نہ رکھے۔

یہاں یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فریضے کو سر انجام دینے کے لیے حکمت اور مصلحت انتہائی ضروری ہے، نیکی کا حکم دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی پر بے جا سختی کی جائے، کسی کی توہین کی جائے، کسی کو برسرِ عام ڈانٹ دیا جائے، اپنی بے عزتی کے مترادف انداز اپنایا جائے، ایسا انداز اپنایا جائے کہ اگلا آدمی انتقامی کاروائی پر اتر آئے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ ......''اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی۔ (برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا جیسے وہ دلی دوست ہے۔'' (سورۂ فصلت: ۳۴)

بَابُ هَلَاكِ كُلِّ أُمَّةٍ لَمْ تَقُمْ بِهٰذَا الْوَاجِبِ

اس واجب کو ادا نہ کرنے والی ہر امت کی ہلاکت کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نظام کو زمین پر رائج کرنا اہل اسلام کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کی بنیاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے، جب اس فریضے کو ترک کر دیا جائے گا تو معاشرے میں فساد آ جائے گا اور جس مقصد کے لیے جن وانس کی تخلیق کی گئی، وہ متاثر ہو جائے گا۔

(۹۵۳۸)۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: قَامَ أَبُوبَكْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَءُ وْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهِ۔)) (مسند احمد: ۳۰)

قیس کہتے ہیں: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر کہا: لوگو! بیشک تم یہ آیت پڑھتے ہو: ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔'' (سورۂ مائدہ: ۱۰۵)، لیکن ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک جب لوگ برائی کو دیکھ کر اس کو تبدیل نہیں کریں گے تو قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب مسلط کر دے۔''

فوائد: ......بعض لوگوں کے ذہن میں ظاہری الفاظ سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ اگر اپنی اصلاح کر لی جائے تو کافی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری نہیں ہے، لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے، کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا

(۹۵۳۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابو داود: ۴۳۳۸، وابن ماجه: ۴۰۰۵، والترمذي: ۲۱۶۸، ۳۰۵۷ (انظر: ۳۰)

فریضہ بھی نہایت اہم ہے، اگر ایک مسلمان یہ فریضہ ہی ترک کر دے تو وہ ہدایت پر قائم کیسے رہے گا۔
اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ تمہارے سمجھانے کے باوجود اگر لوگ نیکی کا راستہ اختیار نہ کریں یا برائی سے باز نہ آئیں تو تمہارے لیے یہ نقصان دہ نہیں ہے کہ تم خود نیکی پر قائم اور برائی سے مجتنب ہو۔

(۹۵۳۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ، نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ، قَالَ يَزِيْدُ: أَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَسْوَاقِهِمْ، وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ، وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔)) وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم مُتَّكِئًا، فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! حَتّٰى تَأْطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا۔)) (مسند احمد: ۳۷۱۳)

سیدنا عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جب بنو اسرائیل میں نافرمانیاں شروع ہوئیں تو ان کے علماء نے ان کو منع کیا، لیکن جب وہ باز نہ آئے تو ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں اور بازاروں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا شروع کر دیا، پس اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور داود علیہ السلام اور عیسی بن مریم علیہ السلام کی زبانوں کے ذریعے ان پر لعنت کی، یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کرتے تھے۔'' آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، پھر آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (اس وقت کام بنے گا) جب تم ان کو حق کی طرف موڑو گے۔''

فوائد: ...... بہرحال اہل علم کو چوکنا اور متنبہ رہنا چاہیے، عوام اور معاشرے میں کسی برائی کے عام ہو جانے کا یہ مطلب نہیں کہ اہل علم بھی اس کے بارے میں غیر محتاط ہو جائیں۔
((فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ)) اس ترکیب کے دو معانی ہو سکتے ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور نتیجتاً وہ سب برے دلوں والے ہو گئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کے دلوں کی وجہ سے فرمانبرداروں کے دل بھی کالے کر دیئے، اس طرح سب کے دل حق، خیر اور رحمت کو قبول کرنے کے معاملے میں سخت ہو گئے۔

(۹۵٤۰)۔ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَعْمَلُوْنَ بِالْمَعَاصِيْ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ

سیدنا جریر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جب لوگ نافرمانیاں کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ ان میں سے ایک ایسا آدمی بھی موجود ہوتا ہے جو سب سے زیادہ عزت والا

(۹۵۳۹) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبدا لله بن مسعود، وشريك بن عبد الله سيىء الحفظ، أخرجه الترمذي: ۳۰٤۷، وأخرجه بنحوه ابوداود: ٤۳۳٦، وابن ماجه: ٤۰۰٦ (انظر: ۳۷۱۳)
(۹۵٤۰) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۳۷۹ (انظر: ۱۹۲۱٦)

أَعَزُّ مِنْهُمْ وَأَمْنَعُ لَا يُغَيِّرُوْنَ، إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِعِقَابٍ أَوْ قَالَ: أَصَابَهُمُ الْعِقَابُ۔)) (مسند احمد: ١٩٤٢٩)

ہوتا ہے اور اس کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ ان کو اس برائی سے روک سکے، لیکن وہ روکتا نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر عام سزا نازل کر دیتا ہے۔''

فوائد: ......خاندانوں کے سربراہوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کو خیر کے قریب کریں اور ان کو شرّ سے دور رکھیں، جبکہ یہ ذمہ داری ادا کرنے والے مسئولین عنقا بن چکے ہیں۔

(٩٥٤١)۔ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ هِيَ حَيَّةٌ الْيَوْمَ إِنْ شِئْتَ أَدْخَلْتُكَ عَلَيْهَا، قُلْتُ: لَا، حَدِّثِيْنِي، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّهُ غَضْبَانُ، فَاسْتَتَرْتُ مِنْهُ بِكُمِّ دِرْعِيْ، فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، كَأَنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ وَهُوَ غَضْبَانُ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ أَوَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَتْ: قَالَ: إِنَّ الشَّرَّ إِذَا فَشَا فِي الْأَرْضِ فَلَمْ يُتَنَاهَ عَنْهُ، أَرْسَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَأْسَهُ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ، يُصِيْبُهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ، ثُمَّ يَقْبِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى مَغْفِرَتِهِ وَرِضْوَانِهِ، أَوْ إِلٰى رِضْوَانِهِ وَمَغْفِرَتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٦٢)

حسن بن محمد کہتے ہیں: مجھے ایک انصاری خاتون نے بیان کیا، وہ ابھی تک زندہ ہے، اگر تو چاہتا ہو تو میں تجھے اس کے پاس لے جاتا ہوں، اس نے کہا: نہیں، بس تم مجھے بیان کرو، اس خاتون نے کہا: میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی ان کے پاس تشریف لے آئے، لیکن یوں لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ غصے میں ہیں، میں نے اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ آپ ﷺ سے پردہ کیا، آپ ﷺ نے کچھ کلام کیا، لیکن میں نہ سمجھ پائی، میں نے کہا: اے ام المؤمنین! ایسے لگ رہا ہے کہ آپ ﷺ غصے کی حالت میں تشریف لائے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، کیا تو نے آپ ﷺ کی بات سنی نہیں ہے؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب زمین میں شرّ پھیل جائے گا اور پھر اس سے باز نہیں رہا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کر دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسی حالت میں کہ ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ان میں نیکوکار بھی ہوں گے، لیکن لوگوں پر نازل ہونے والا عذاب ان کو بھی اپنی گرفت میں لے لے گا، پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی بخشش اور رضامندی کی طرف لے جائے گا۔''

(٩٥٤١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي ولاضطراب فيه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٧٤٧ (انظر: ٢٦٥٢٧)

فوائد: ......لیکن یہ ممکن ہے کہ بعض نیک لوگ معذور ہوں، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں آ جانے کے باوجود اس کی بخشش کے مستحق ٹھہریں۔

(۹۵۴۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ أُمَّتِي لَا يَقُوْلُوْنَ لِلظَّالِمِ مِنْهُمْ: أَنْتَ ظَالِمٌ فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ٦٧٧٦)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو میری امت کو اس طرح دیکھے گا کہ وہ ظالم کو یوں نہیں کہے گی کہ تو ظالم ہے تو (سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت) ان سے اٹھا لی گئی ہے۔''

(۹۵۴۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَأْخُذَ اللّٰهُ شَرِيْطَتَهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَبْقٰى فِيْهَا عَجَاجَةٌ، لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا، وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا۔)) (مسند احمد: ٦٩٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین سے خیر اور دین والے لوگوں کو لے جائے اور ایسے گھٹیا لوگ رہ جائیں، جو نہ نیکی کو پہچانتے ہوں گے اور نہ برائی سے روکتے ہوں گے۔''

فوائد: ...... دنیا میں آخر میں گھٹیا اور برے لوگ ہی رہ جائیں گی اور ان ہی پر قیامت قائم ہوگی۔

(۹۵۴۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ، وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ، وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں نہیں ہے، جو بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔''

(۹۵۴۵)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُدْهِنِ فِيْهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالْوَاقِعُ فِيْهَا) كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فِي الْبَحْرِ فَأَصَابَ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے اور ان کو پھلانگنے والے کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جنھوں نے سمندری سفر کرنے کے لیے کشتی کے بارے میں قرعہ اندازی کی، بعض اس کے نچلے حصے میں آ گئے اور بعض اوپر والے حصے میں، نچلے حصے

(۹۵۴۲) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو الزبير محمد بن مسلم لم يسمع من عبد الله بن عمرو، أخرجه الحاكم: ٤/ ٩٦، والبيهقي في "الشعب": ٧٥٤٦ (انظر: ٦٧٧٦)

(۹۵۴۳) تخريج: فيه عنعنة الحسن البصري، وقد روى مرفوعا وموقوفا، الأشبه وقفه، أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٥ (انظر: ٦٩٦٤)

(۹۵۴۴) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٩٢١ (انظر: ٢٣٢٩)

(۹۵۴۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٨٦ (انظر: ١٨٣٦١)

بَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا يَصْعَدُوْنَ فَيَسْتَقُوْنَ الْمَاءَ فَيَصُبُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا، فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا: لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُوْنَ فَتُؤْذُوْنَنَا، فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا: فَإِنَّا نَنْقُبُهَا مِنْ اَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِيْ، قَالَ: فَإِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ فَمَنَعُوْهُمْ نَجَوْا جَمِيْعًا وَاِنْ تَرَكُوْهُمْ غَرِقُوْا جَمِيْعًا۔)) (مسند احمد: ١٨٥٥١)

والے پانی لینے کے لیے اوپر والے حصے کی طرف چڑھتے تھے اور اوپر والوں پر پانی گر جاتا تھا، پس انھوں نے کہا: ہم تم کو اس طرح نہیں چھوڑیں گے کہ تم اوپر چڑھتے رہو اور ہمیں تکلیف دو، یہ سن کر نیچے والوں نے کہا: تو پھر ہم پانی حاصل کرنے کے لیے نیچے سے سوراخ کر لیتے ہیں، پس اگر اوپر والوں نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ کر ان کو ایسا کرنے سے روک لیا تو وہ سارے کے سارے نجات پا جائیں گے اور اگر انھوں نے اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا تو سارغرق ہو جائیں گے۔''

فوائد: ......اہل علم کو ان کی ذمہ داری سمجھانے کے لیے بڑی واضح مثال بیان کی گئی ہے، جبکہ حدیث میں بیان کی گئی مثال کا انجام غرق تھا اور تبلیغ کی ذمہ داری ادا نہ کرنے والوں کا انجام ہمیشہ کی ناکامی ہے۔ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(٩٥٤٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتٰى نَدَعُ الْاِئْتِمَارَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: ((اِذَا ظَهَرَ فِيْكُمْ مَاظَهَرَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، اِذَا كَانَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ كِبَارِكُمْ وَالْمُلْكُ فِيْ صِغَارِكُمْ، وَالْعِلْمُ فِيْ رِذَالِكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٢٩٧٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کب نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کو ترک کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ امور دکھائی دینے لگیں، جو بنو اسرائیل میں نمودار ہوئے تھے اور وہ یہ ہیں کہ جب بے حیائی بڑوں میں، بادشاہت چھوٹوں میں اور علم گھٹیا لوگوں میں آ جائے گا۔''

فوائد: ......یہ تینوں نحوستیں امت مسلمہ میں پائی جا رہی ہیں۔

(٩٥٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ اَنْ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَتَوَضَّاَ ثُمَّ خَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا، فَدَنَوْتُ مِنَ الْحُجُرَاتِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں آپ ﷺ کے چہرے سے پہچان گئی کہ کسی چیز نے آپ ﷺ کو کچھ کرنے پر آمادہ کیا ہے، بہر حال آپ ﷺ نے وضو کیا اور کسی سے کلام کیے بغیر

(٩٥٤٦) تخريج: اسناده قوى، أخرجه ابن ماجه: ٤٠١٥ (انظر: ١٢٩٤٣)

(٩٥٤٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤٠٠٤ (انظر: ٢٥٢٥٥)

فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ، مِنْ قَبْلِ أَنْ تَدْعُوْنِيْ فَلَا أُجِيْبُكُمْ ، وَتَسْأَلُوْنِيْ فَلَا أُعْطِيَكُمْ ، وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا أَنْصُرُكُمْ .)) (مسند احمد: ٢٥٧٦٩)

باہر چلے گئے، میں حجروں کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو، قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو گے، لیکن میں تم کو جواب نہیں دوں گا، تم مجھ سے سوال کرو گے، لیکن میں تم کو عطا نہیں کروں گا اور تم مجھ سے مدد طلب کرو گے، لیکن میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔''

فوائد: ......اس دنیا میں خیر و بھلائی کو عام کرنے کے لیے اور شر و معصیت کو ختم کرنے کے لیے انبیاء و رسل کا مبارک سلسلہ شروع کیا گیا، جو بالآخر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا، آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ تو بند ہو گیا، لیکن انبیائے کرام کی ذمہ داری علمائے اسلام کو سونپ دی گئی، جبکہ اس دنیا میں سعادت مند وہی ہیں، جن کو امورِ خیر کو عام کرنے اور شرّ کا وجود ختم کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

كِتَابٌ جَامِعٌ لِلْأَدَبِ وَالْمَوَاعِظِ وَالْحِكَمِ وَجَوَامِعِ الْكَلِمِ فِي التَّرْغِيبَاتِ مُبْتَدِئًا بِالتَّرْغِيبَاتِ الْمُفْرَدَاتِ فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ وَبِالثُّنَائِيَاتِ فِي الثَّانِيْ وَبِالثُّلَاثِيَاتِ فِي الثَّالِثِ وَهٰكَذَا

ترغیبات میں آداب، مواعظ، حکمتوں اور جوامع الکلم کی جامع کتاب، باب اول میں مفردات سے، بابِ دوم میں ثنائیات سے اور بابِ سوم میں ثلاثیات سے ابتداء کی جائے گی، علی ہذا القیاس

تنبیہ: ...... آنے والے ابواب میں احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ مسائل کی تعداد کا خیال رکھا گیا، نہ فقہی موضوع کا، حقیقت میں ان احادیث کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے، اکثر احادیث آسان ہیں اور متن پڑھنے سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں، اگر کوئی حدیث فقہی موضوع پر مشتمل ہے یا اس کو سمجھنے کے لیے تفصیل درکار ہو تو اس سے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں، اطرافِ احادیث سے مدد لے کر ان احادیث کو دوسرے مقامات پر تلاش کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُفْرَدَاتِ

مفردات کا بیان

(۹۵٤۸)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ النَّضْرِ، ثَنَا الْمُبَارَكُ، ثَنَا الْحَسَنُ، أَنَّ شَيْخًا مِنْ بَنِيْ سَلِيْطٍ، أَخْبَرَهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُكَلِّمُهُ فِيْ سَبْيٍ أُصِيْبَ لَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِذَا هُوَ

حسن بصری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنو سلیط کا ایک بزرگ صحابی کہتا ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک قیدی کی بات کرنے کے لیے گیا، جو دورِ جاہلیت میں پکڑا گیا تھا، پس آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ حلقے کی

(۹۵٤۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه ابويعلى: ٦٢٢٨ (انظر: ٢٣٢١٣)

قَاعِدٌ وَعَلَيْهِ حَلْقَةٌ قَدْ اَطَافَتْ بِهِ، وَهُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، عَلَيْهِ اِزَارُ قُطْنٍ لَهُ غَلِيظٌ، فَاَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَهُوَ يُشِيرُ بِاِصْبَعَيْهِ: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، التَّقْوٰى هَاهُنَا، التَّقْوٰى هٰهُنَا۔)) يَقُوْلُ: اَىْ فِي الْقَلْبِ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۰۰)

صورت میں آپ ﷺ کو گھیر کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اور آپ ﷺ نے کاٹن کی موٹی چادر پہنی ہوئی تھی، پہلی بات جو میں نے آپ ﷺ سے سنی، وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، تقوی یہاں ہے، تقوی یہاں ہے۔'' یعنی دل میں۔

فوائد: ......تقوی کا اصل منبع و محور دل اور سینہ ہے، جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت، خشیت اور مراقبت کی وجہ سے تقوی پیدا ہوتا ہے، پھر ایسے آدمی کے جود پر اس چیز کے واضح آثار نظر آنے لگتے ہیں۔

(۹۵۴۹)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَالْقَ اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۵۲)

سیدنا ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا، پس اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو مسکراتے چہرے کے ساتھ مل لیا کر۔''

فوائد: ......اگر فرض کریں کہ کسی انسان میں کوئی نیکی کرنے کی ہمت باقی نہ رہے تو یہ تو اس کے بس کی بات ہوگی کہ دوسرے لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کر لے، لیکن آپ ﷺ نے جس نیکی کو سب سے آسان قرار دیا تھا، آج ہم نے اس کو سرانجام دینے کے لیے شخصیتوں کو خاص کر لیا ہے اور ہر مسلمان کو اپنی مسکراہٹوں کا حقدار نہیں سمجھا ہے۔
نیکی کا ہر کام مسلمان کا گم شدہ متاع ہے، وہ جہاں سے بھی ملے، وہی اس کا زیادہ مستحق ہوگا، آخرت کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹی اور بڑی نیکی میں فرق نہ کیا جائے۔

(۹۵۵۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔)) (مسند احمد: ۸۱۲۸)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ایسا خیال آیا ہے۔''

فوائد: ......یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکوکار بندوں کے لیے میزبانی کا سامان ہوگا۔

(۹۵۴۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۲۶ (انظر: ۲۱۵۱۹)

(۹۵۵۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۴۴، ۴۷۷۹، ومسلم: ۲۸۲۴ (انظر: ۸۱۴۳)

(۹۵۵۱)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم: ((اِنَّمَا النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا يُوْجَدُ فِيْهَا رَاحِلَةٌ۔)) (مسند احمد: ٤٥١٦)

سیدنا عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''لوگ بھی ان سو اونٹوں کی طرح ہیں، جن میں (بوجھ اٹھانے اور سواری کرنے کے) لائق کوئی اونٹ نہ ہو۔''

فوائد: ...... جیسے اونٹوں کی بڑی تعداد میں ایسا عمدہ اور طاقتور اونٹ نہ پایا جاتا ہے، جو بوجھ اٹھانے اور سواری کرنے کے لائق ہو، اسی طرح لوگوں کی کثیر تعداد میں عمدہ اور منتخب قسم کے افراد کم ہوتے ہیں۔

(۹۵۵۲)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم قَالَ: ((حُرِّمَ عَلَى النَّارِ كُلُّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٣٩٣٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''آگ پر ہر اس شخص کو حرام قرار دیا گیا ہے، جو نرمی کرنے والا، آسانی کرنے والا اور لوگوں کے ہاں ہر دلعزیز ہو۔''

(۹۵۵۳)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم اَنَّهُ قَالَ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔)) (مسند احمد: ١٩٨٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

(۹۵۵٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم: ((اَلنَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ، اِذَا فَقُهُوْا فِي الدِّيْنِ۔)) (مسند احمد: ٩٠٦٨)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''لوگ کانیں ہیں، ان میں سے زمانۂ جاہلیت کے بہتر لوگ، اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ انھیں دین کی سمجھ حاصل ہو جائے۔''

فوائد: ...... جس طرح کانیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، کوئی عمدہ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے تو کوئی رڈی چیزوں پر، اسی طرح لوگ بھی اخلاق و اعمال کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، یعنی کوئی اچھا ہوتا ہے تو کوئی برا۔ علاوہ ازیں شرف و فضل اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں ممتاز ہوں، اگر وہ دین میں فہم و فراست حاصل کر لیں تو مسلم معاشرے میں بھی ان کا سابقہ مقام و مرتبہ بحال رہے گا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں بڑا اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کا شرف اس وقت مکمل ہوتا ہے، جب اسلام میں سمجھ بوجھ حاصل ہو جائے۔

(۹۵۵۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٩٨، ومسلم: ٢٥٤٧ (انظر: ٤٥١٦)
(۹۵۵۲) تخريج: حسن بشواهده، أخرجه الترمذي: ٢٤٨٨ (انظر: ٣٩٣٨)
(۹۵۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٦٨، ومسلم: ٢٦٤٠ (انظر: ١٩٦٢٩)
(۹۵۵٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٩٦، ومسلم: ٢٥٢٦ (انظر: ٩٠٧٩)

اس وقت مسلمانوں میں عظمت، بڑائی اور خود پسندی کے عجیب عجیب معیار قائم ہو چکے ہیں، کہیں مال و دولت کو باعثِ عزت سمجھ لیا گیا، کہیں ذات پات کو ترجیح دی گئی، کہیں دنیوی تعلیم کو کسوٹی بنا لیا گیا، کہیں سیاسی فتح اور سیاسی پارٹی کو حق و باطل کا معیار بنا لیا گیا، کہیں مسکراہٹوں کے تبادلے کو بڑی انسانیت کی علامت سمجھ لیا گیا۔

اگر اس اسلامی معاشرے میں وقعت واہمیت اور عزت وعظمت نہیں ہے تو وہ فقاہت فی الاسلام، دینی تعلیم اور تقوی کی نہیں ہے، اگر کوئی انسان ان اوصاف سے متصف ہے تو ہمارے معاشرے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ شخص کسی مسجد یا مدرسہ کو سنبھال لے اور حکومتی اور معاشرتی مسائل میں دخل نہ دے۔ یہ دراصل ہمارا معیار ہے، رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کی کسوٹی کا تقاضا یہ نہیں ہے، وہ جہانگیر بھی تھے، جہانباں بھی، وہ جہاندار بھی تھے اور جہاندیدہ بھی۔

(۹۵۵۵)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُوْلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی آدمی کو اس طرح کہتے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں، تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہوگا۔''

فوائد: ......امام نووی نے کہا: یہ کہنا کہ لوگ تباہ ہو گئے ہیں، اس شخص کے لیے منع ہے، جو اپنے آپ کو اچھا سمجھے، لوگوں کو حقیر گردانے اور ان پر اپنے آپ کو برتر خیال کرے۔ لیکن جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ لوگوں میں دینداری کم ہو گئی ہے اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے دینی غیرت وحمیت کی وجہ سے یہ الفاظ اس کی زبان پر آ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امام مالک بن انس، امام حمیدی اور امام خطابی جیسے علماء نے اس حدیث کی یہی تفصیل بیان کی ہے۔ (ریاض الصالحین)

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتے ہیں اور دوسروں کو نہ صرف حقیر گردانتے ہیں، بلکہ ان کے عیوب تلاش کرنے اور ان کی نیکیوں کو کوئی دوسرا رخ دینے میں لگے رہتے ہیں۔

ایک دن میں ایک بے دین سے آدمی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اچھے خاصے دین دار شخص کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے اس کی شرعی صفات کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا چاہی، لیکن جناب نے صرف اس بنا پر اس کو انتہائی برا کہا کہ اس نے اسے وعدے کے مطابق قرضہ واپس نہیں کیا تھا، جبکہ وہ بزعم خود اپنے آپ کو دین دار ٹھہرا رہا تھا، حالانکہ پرلے درجے کا بدعمل شخص تھا، آج کل اکثریت کا یہی رویہ ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الثَّنَائِيَّاتِ

ثنائیات کا بیان

تنبیہ: ثنائیات سے مراد وہ احادیث ہیں، جن میں دو دو امورِ اسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔

ان ابواب میں مذکورہ احادیث کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے، اکثر احادیث آسان ہیں اور متن پڑھنے سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں۔

(۹۵۵۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۲۳ (انظر: ۱۰۶۹۷)

(٩٥٥٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَجُلًا شَكٰی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ لَهُ: ((اِنْ اَرَدْتَ تَلْیِیْنَ قَلْبِكَ، فَاَطْعِمِ الْمِسْكِیْنَ، وَامْسَحْ رَاْسَ الْیَتِیْمِ۔)) (مسند احمد: ٧٥٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل کی سختی کا شکوہ کیا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اگر تو اپنے دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلایا کر اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر۔''

فوائد: ......اس حدیث کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم دوسروں کے حق میں نرم دل، رحمدل اور خیر خواہ بن جائیں، لیکن ممکن ہے کہ ایک آدمی طبعی طور پر ہی سخت دل ہو۔ اس حدیثِ مبارکہ میں سنگ دلی کو دور کرنے کا ایک نسخہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیوی وسائل سے محروم لوگوں کے لیے خورد ونوش کا اہتمام کیا جائے اور دنیوی سہاروں سے محروم افراد کی دلجوئی کی جائے۔

(٩٥٥٧)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَكْثَرَ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ اَلْاَجْوَفَانِ۔))، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْاَجْوَفَانِ؟ قَالَ: ((الْفَرْجِ وَ الْفَمُ۔)) قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ اَكْثَرَ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَی اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔)) (مسند احمد: ٩٦٩٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرنے والی چیز اَجْوَفَانِ ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اَجْوَفَانِ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرمگاہ اور منہ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی چیز کون سی ہو گی؟ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور حسن اخلاق۔''

(٩٥٥٨)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ فَقَالَ: ((مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ یَتَّقِی اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ۔)) (مسند احمد: ١١١٤٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔'' اس نے کہا: پھر کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ آدمی ہے، جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ ہو کر اپنے ربّ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھے۔''

(٩٥٥٦) تخريج: صحيح، قاله الالبانی (انظر: ٧٥٧٦)

(٩٥٥٧) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٦، والترمذی: ٢٠٠٩ (انظر: ٩٦٩٦)

(٩٥٥٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٨٨ (انظر: ١١١٢٥)

(۹۵۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الصِّحَةَ وَالْفَرَاغَ نِـعْمَتَانِ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۲۳٤۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک صحت اور فراغت اللہ تعالیٰ کی ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ ان کی وجہ سے گھاٹے میں مبتلا ہیں۔''

فوائد: ...... بہت سے لوگ صحت اور فراغت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے، بلکہ جب وہ ان دو نعمتوں کو ان کے غیر محل میں صرف کرتے ہیں، تو یہی دو بڑی نعمتیں ان کے حق میں وبال جان بن جاتی ہیں، جبکہ اگر وہ ان کا صحیح استعمال کرتے تو یہ ان کے لیے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا سبب بنتیں، گویا کہ انھوں نے خیر کے عوض وبال حاصل کیا ہے۔

(۹۵٦۰)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِيْ، فَـقَـالَ: ((اُعْبُـدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، وَكُنْ فِيْ الـدُّنْيَـا كَـاَنَّكَ غَـرِيْـبٌ اَوْ عَـابِرُ سَبِيْلٍ۔)) (مسند احمد: ٦١٥٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور دنیا میں اس طرح ہو جاؤ کہ گویا کہ تم اجنبی یا مسافر ہو۔''

فوائد: ......جیسے آدمی سفر کے دوران یا اجنبی لوگوں کے درمیان نہ دل لگاتا ہے اور نہ اپنے وجود کا خاص خیال رکھتا ہے، اسی طرح کا معاملہ دنیا کا ہے، یہ دل لگانے کی جگہ نہیں ہے اور یہاں کسی کی پروا نہیں ہونی چاہیے، سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے۔

''اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو'' حدیثِ جبریل میں عابد کی اس کیفیت کو ''احسان'' کہا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: عبادت کے اس انداز یا احسان کا معنی و مفہوم یہ ہوتا ہے کہ عبادت کو پر خلوص بنایا جائے، اس میں خشوع و خضوع کا خوب اہتمام کیا جائے، عبادت کے دوران اسی کی طرف مکمل توجہ کی جائے اور دل میں معبودِ برحق کا خوف رکھا جائے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دو کیفیتوں کو بیان کیا گیا ہے، سب سے اعلی کیفیت اور حالت یہ ہے کہ عبادت کرنے والے پر یہ تصور غالب آ جائے کہ وہ دل سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا تھا اور یہ تصور اتنا مضبوط ہو کہ بالآخر اسے یوں محسوس ہو کہ وہ اپنی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے ''کَاَنَّکَ تَرَاہُ'' کا یہی معنی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کم از کم وہ یہ حقیقت تو ذہن نشین کر لے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل سے آگاہ ہے، ''فَاِنَّہُ یَرَاکَ'' کا یہ مفہوم ہے۔ ان دونوں حالتوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ سے معرفت ہوگی اور دل میں اس کی خشیت پیدا ہوگی۔

(۹۵۵۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤١٢ (انظر: ٢٣٤٠)
(۹۵٦۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٦١٥٦)

امام نووی نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہو گے تو تم تمام آداب کا لحاظ کرو گے، بہر حال تم نہیں دیکھ رہے ہوتے، جبکہ وہ ہر وقت تم کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اس لیے تم کو چاہیے کہ عبادت میں حسن پیدا کرو۔ اس حدیث کا تقدیری معنی یہ ہوگا: اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے تو پھر بھی اچھے انداز میں عبادت کو جاری رکھو، کیونکہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے، حدیثِ جبریل کا یہ حصہ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اصولِ دین میں سے ایک عظیم اصل اور قواعد المسلمین میں سے ایک اہم قاعدہ ہے۔ یہ صدیقوں کا سہارا ہے، سالکین کا مقصد ہے، عارفین کا خزانہ ہے اور صالحین کی عادت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جو جوامع الکلم عطا کیے گئے، یہ جملہ ان میں سے ایک ہے۔ غور فرمایئے کہ اہل تحقیق نے صالح لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کو مستحب قرار دیا ہے، تا کہ ان کے احترام میں اور ان سے شرم محسوس کرتے ہوئے معائب و نقائص سے بچا جا سکے، تو پھر اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ظاہری و مخفی حالات سے آگاہ رہتا ہے۔ (فتح الباری: ١/ ١٦٠)

(٩٥٦١)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ؟)) فَسَکَتَ الْقَوْمُ، فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَیْرُکُمْ مَنْ یُرْجٰی خَیْرُهُ، وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُهُ، وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّهُ۔)) (مسند احمد: ٨٧٩٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور کہا: ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ تمہارے بدترین لوگوں میں سے بہترین لوگ کون سے ہیں؟'' لوگ خاموش رہے، آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی جملہ دوہرایا، بالآخر ایک بندے نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے، جس کی خیر کی امید رکھی جاتی ہو اور تم میں بدترین وہ ہے، جس کی خیر کی امید نہ رکھی جاتی ہو اور جس کے شرّ سے امن بھی نہ ہو۔''

فوائد: ...... مسلمان کے وجود میں خیر بھی ہو اور وہ ایسا خیر رساں بھی ہو کہ کسی کو اس سے کوئی خطرہ نہ ہو، ہر کوئی اس اپنی جان و مال اور عزت و عظمت کا محافظ سمجھے۔

(٩٥٦٢)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ، وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ۔)) (مسند احمد: ١١٦٨٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بردبار کوئی نہیں ہوتا، مگر لغزشوں والا اور دانا کوئی نہیں ہوتا، مگر تجربے والا۔''

(٩٥٦١) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ٢٢٦٣ (انظر: ٨٨١٢)

(٩٥٦٢) تخریج: اسناده ضعیف لضعف دراج فی روایته عن ابی الهیثم، أخرجه الترمذی: ٢٠٣٣ (انظر: ١١٦٦١)

فوائد: ...... بہر حال لغزشوں اور تجربوں کے بعد ہی بردباری اور دانائی نصیب ہوتی ہے، اسی لیے اچھے معاشرے میں بزرگوں کے پند و نصائح کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(٩٥٦٣)۔ عَنْ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَبُ: اَلْمَالُ، وَالْكَرَمُ: التَّقْوٰى۔)) (مسند احمد: ٢٠٣٦٢)

سیدنا سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسب مال ہے اور کرم تقوی ہے۔''

فوائد: ......لوگوں کے ہاں جس چیز کی وجہ سے آدمی کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے، وہ مال ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں جس چیز کی وجہ سے عظمت ملتی ہے، وہ تقوی ہے۔

(٩٥٦٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يُخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْ لَا حَوَاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا۔)) (مسند احمد: ٨٠١٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کو خزانہ نہ کیا جاتا اور اگر سیدہ حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو کوئی بیوی اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی۔''

فوائد: ...... بنو اسرائیل پر من و سلوی نازل ہوتا تھا، امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: بنو اسرائیل نے سلوی کا گوشت ذخیرہ کیا، جبکہ ان کو ایسا کرنے سے روکا گیا تھا، سو ان کو اس چیز کا بدلہ دیا گیا۔

جب ابلیس نے آدم علیہ السلام کے لیے بات کو مزین کیا تو سیدہ حواء علیہا السلام نے اس کو قبول کیا اور وہ اچھی شکل میں پیش کی گئی اس بدی کی طرف مائل ہو گئیں، یہاں تک کہ آدم علیہ السلام اور سیدہ حواء علیہا السلام دونوں نے جنت کے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا، جس کی وجہ سے ان کو جنت سے زمین کی طرف نکال دیا گیا۔

بَابُ الثُّنَائِيَاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ

عدد سے شروع ہونے والی ثنائیات کا بیان

(٩٥٦٥)۔ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيْرَتَانِ اِحْدَاهُمَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْاُخْرٰى يُبْغِضُهَا اللّٰهُ، وَمَخِيْلَتَانِ اِحْدَاهُمَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْاُخْرٰى يُبْغِضُهَا اللّٰهُ،

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو غیرتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ایک کو پسند کرتا ہے اور دوسری کو ناپسند، اسی طرح دو بڑائیاں ہیں، اللہ تعالیٰ ایک بڑائی کو پسند کرتا ہے اور دوسری کو ناپسند، شک اور تہمت کی بنا پر کی جانے والی غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، اس کے

(٩٥٦٣) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤٢١٩، والترمذي: ٣٢٧١ (انظر: ٢٠١٠٢)

(٩٥٦٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٧٠ (انظر: ٨٠٣٢)

(٩٥٦٥) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٧٣٩٨)

الْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِهِ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ، وَالْمَخِيلَةُ إِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ يُحِبُّهَا اللّٰهُ، وَالْمَخِيلَةُ فِي الْكِبْرِ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۳)

علاوہ غیرت کی دوسری صورتیں اس کو ناپسند ہیں، صدقہ کرتے وقت کی بڑائی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور تکبر والی بڑائی اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے۔''

فوائد: ...... دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۷۳)

بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ

ثلاثیات کا بیان

تنبیہ: ثلاثیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں تین تین امورِ اسلام کا ذکر ہے۔

(۹۵٦٦)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، ثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: ثَنَا قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ زُهَيْرٌ: لَاشَكَّ فِيهِ قَالَ: ((إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٩٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نیک سیرت اور مناسب وقار و تمکنت اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔''

فوائد: ...... نہ نبوت کے اجزاء بنائے جا سکتے ہیں اور نہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ان صفات سے متصف آدمی پچیسویں درجے کا نبی ہوتا ہے یا اس کے اندر کا پچیسواں حصہ پایا جاتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کی درج ذیل توجیہات کی جا سکتی ہیں:

۱۔ یہ صفات انبیائے کرام کے فضائل کا پچیسواں حصہ ہیں۔

۲۔ انبیائے کرام جو شریعت لائے اور جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی، یہ صفات اس کا پچیسواں حصہ ہیں۔

۳۔ ان صفات سے متصف آدمی اس چیز کا حقدار ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس مقدار کے مطابق تقوی کا لباس پہنا دے۔

بہرحال یہ صفات اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہیں کہ اس نے انبیائے کرام کو ان سے متصف کیے رکھا، اس لیے ہمیں بھی خصالِ حمیدہ سے متصف ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۹۵٦٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني: ١٢٦٠٨، والبيهقي في "الشعب": ٦٥٥٥ (انظر: ٢٦٩٨)

(۹۵۶۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَجْتَمِعَانِ فِی النَّارِ اِجْتِمَاعًا یَضُرُّ اَحَدَهُمَا، مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ الْمُسْلِمُ اَوْ قَارَبَ، وَلَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ جَوْفِ عَبْدٍ، غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ، وَلَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ، اَلْاِیْمَانُ وَالشُّحُّ۔)) (مسند احمد: ۸٤٦۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی آگ میں اس طرح جمع نہیں ہو سکتے کہ ان میں سے کسی ایک کو نقصان ہو، وہ مسلمان جو کافر کو قتل کرے اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہے اور میانہ روی اختیار کرے، دو چیزیں بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتیں، اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں، کسی آدمی کے دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں، ایمان اور لالچ۔''

(۹۵٦۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَجِیْبُوْا الدَّاعِیَ، وَلَا تَرُدُّوْا الْهَدِیَّةَ، وَلَا تَضْرِبُوْا الْمُسْلِمِیْنَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۳۸)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دعوت دینے والی کی دعوت قبول کیا کرو، تحفہ واپس نہ کیا کرو اور مسلمانوں کو نہ مارا کرو۔''

(۹۵٦۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَاَدّٰی زَكَاةَ مَالِهٖ طَیِّبًا بِهَا نَفْسُهُ مُحْتَسِبًا، وَسَمِعَ وَاَطَاعَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۸۷۲۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا، ثواب کی نیت سے اور دل کی خوشی کے ساتھ زکوۃ ادا کی ہوگی اور حکمران کی بات سن کر اس کی اطاعت کی ہوگی، پس اس کے لیے جنت ہوگی یا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(۹۵۷۰)۔ وعَنْهُ اَیْضًا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۸۹۹٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی، لوگوں کو معاف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں ہی اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے۔''

(۹۵٦۷) تخریج: صحیح، أخرجه النسائی: ٦/ ۱۲ (انظر: ۸٤۷۹)

(۹۵٦۸) تخریج: اسناده جیّد، أخرجه البزار: ۱۲٤۳، وابن ابی شیبة: ٦/ ۵۵۵، وابویعلی: ۵٤۱۲ (انظر: ۳۸۳۸)

(۹۵٦۹) تخریج: اسناده ضعیف، المتوکل او أبو المتوکل مجهول، وبقیة عنعن، وهو یدلس تدلیس التسویة (انظر: ۸۷۳۷)

(۹۵۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۸۸ (انظر: ۹۰۰۸)

(۹۵۷۱)۔ عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((أَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِنًا شَرْبَةً عَلٰی ظَمَإٍ، سَقَاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ، وَأَیُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ، أَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَیُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا ثَوْبًا عَلٰی عُرْیٍ، كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۱۷)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مؤمن کسی پیاسے مؤمن کو مشروب پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو (جنت کی) مہر زدہ صاف و خالص شراب پلائے گا، جو مؤمن کسی بھوکے مؤمن کو کھانا کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مؤمن کسی ننگے مؤمن کو کپڑے پہنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سبز رنگ کا لباس پہنائے گا۔''

(۹۵۷۲)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِیْءُ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۴۴۶)

سیدنا نافع بن عبد الحارث ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیک ہمسایہ، پرسکون اور نرم سواری اور کھلا گھر آدمی کی سعادت میں سے ہیں۔''

(۹۵۷۳)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِیْهِ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْفَضَائِلِ أَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِیَ مَنْ مَنَعَكَ، وَتَصْفَحَ عَمَّنْ شَتَمَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۰۳)

سیدنا معاذ بن انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فضیلت والے اعمال میں سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تو اس سے تعلق جوڑے، جو تجھ سے توڑتا ہے، تو اس کو دے جو تجھے محروم کرے اور تو اس سے درگزر کرے، جو تجھے برا بھلا کہے۔''

(۹۵۷۴)۔ وَعَنْهُ أَیْضًا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ كَانَ صَائِمًا وَعَادَ

سیدنا معاذ بن انس ؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو روزے دار ہو اور پھر مریض کی

(۹۵۷۱) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عطیة بن سعد العوفی، أخرجه ابوداود: ۱۶۸۲، والترمذی: ۲۴۴۹ (انظر: ۱۱۱۰۱)

(۹۵۷۲) تخریج: حدیث صحیح لغیره أخرجه الحاكم: ٤/ ١٦٦، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۲۷۷۳ (انظر: ۱۵۳۷۲)

(۹۵۷۳) تخریج: اسناده ضعیف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فی روایة زبان عنه أخرجه الطبرانی فی "الكبیر": ۲۰/ ۴۱۳ (انظر: ۱۵۶۱۸)

(۹۵۷۴) تخریج: اسناده ضعیف لضعف زبان بن فائد، وابن لهیعة، وسهل بن معاذ فی روایة زبان عنه (انظر: ۱۵۶۴۲)

مَرِيْضًا وَشَهِدَ جَنَازَةً غُفِرَلَهُ مِنْ بَأْسٍ اِلَّا اَنْ يُحْدِثَ مِنْ بَعْدُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۲۷)

عیادت بھی کرے اور کسی جنازے میں شرکت بھی کرے تو اس کے حرج والے امور (یعنی گناہ) بخش دیے جاتے ہیں، الا یہ کہ وہ بعد میں از سرِ نو کوئی گناہ کرے۔''

(۹۵۷۵)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَعَانَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ غَارِمًا فِيْ عُسْرَتِهِ اَوْ مُكَاتَبًا فِيْ رَقَبَةٍ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ۔)) (مسند احمد: ۱۶۰۸۲)

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے، تنگی میں مبتلا قرض کے ضامن اور مکاتَب کی گردن چھڑانے کے حوالہ سے مدد کی، اللہ تعالیٰ اس کو اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔''

(۹۵۷٦)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ، وَفُكُّوْا الْعَانِيَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: الْمَرْضٰى۔ (مسند احمد: ۱۹۷٤٦)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، غلام کو آزاد کراؤ اور مریض کی عیادت کرو۔''

(۹۵۷۷)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِيْ ابْنَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ): وَسَمِعْتُهُ اَنَا مِنْ هٰرُوْنَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۳۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میری امت میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور صاحبِ علم کو نہیں پہچانتا۔''

(۹۵۷۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ،

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رحمٰن کی عبادت کرو، سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ،

(۹۵۷۵) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن سهل فى عداد المجهولين، أخرجه الحاكم: ۲/ ۲۱۷، والبيهقى: ۱۰/ ۳۲۰، والطبرانى فى "الكبير": ۵۵۹۱ (انظر: ۱۵۹۸٦)

(۹۵۷٦) تخريج: أخرجه البخارى: ۵۳۷۳ (انظر: ۱۹۵۱۷)

(۹۵۷۷) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "ويعرف لعالمنا"، وهذا اسناد منقطع، ابو قبيل لم يسمع من عبادة، أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۲۲، والبزار: ۲۷۱۸(انظر: ۲۲۷۵۵)

(۹۵۷۸) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۳٦۹٤ (انظر: ٦۵۸۷)

وَاَفْشُوْا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ تَدْخُلُوْنَ الْجِنَانَ۔)) قَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: ((تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ٦٥٨٧)

جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(٩٥٧٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((كَرْمُ الرَّجُلِ دِیْنُهُ، وَمُرُوْءَتُهُ عَقْلُهُ، وَحَسَبُهُ خُلُقُهُ۔)) (مسند احمد: ٨٧٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی سخاوت اس کا دین ہے، اس کے نفسیاتی آداب اس کی عقل ہے اور اس کا حسب اس کے اخلاق ہیں۔''

فوائد: ......مسلمان کا شرف اس کے آباء واجداد نہیں ہوتا، بلکہ اس کا حسن اخلاق ہوتا ہے، اسی کو اپنا کر وہ بلند مقام حاصل کر سکتا ہے اور اسی کو ترک کر کے وہ تمام دوسری صلاحیتیں ہونے کے باوجود لوگوں کی نگاہوں میں گر سکتا ہے۔

(٩٥٨٠)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَفْضَلُ وَاَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ، وَفِیْ كُلٍّ خَیْرٌ، احْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ وَلَا تَعْجِزْ، فَإِنْ غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ صَنَعَ، وَإِیَّاكَ وَاللَّوْفَإِنَّ اللَّوْ یَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔)) (مسند احمد: ٨٧٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضعیف مؤمن کی بہ نسبت قوی مؤمن زیادہ بہتر، زیادہ فضیلت والا اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، بہر حال ہر ایک میں خیر و بھلائی پائی جاتی ہے، نفع بخش چیزوں کی حرص رکھ اور عاجز نہ آ جا، اگر کوئی معاملہ تجھ پر غالب آ جائے تو یہ کہا کر کہ اللہ تعالیٰ کا یہی اندازہ تھا اور جو وہ چاہتا ہے، کر دیتا ہے، اور ''لَوْ'' سے بچ، کیونکہ ''لَوْ'' شیطان کا کام کھولتا ہے۔''

فوائد: ......قوی مؤمن اسلام کے تمام ارکان واحکام کو کما حقہ پورا کر سکتا ہے، جیسے جہاد، حج، کمائی وغیرہ، جبکہ کمزور مومن کو رخصتوں پر عمل کرنا پڑتا ہے، بہر حال دونوں میں خیر ہے، کیونکہ دونوں اپنی صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ صحت وقوت مسلمان کے لیے تب مفید ہے، جب وہ اس سے استفادہ کر رہا ہو۔

دین و دنیا کے لیے جو چیز مفید ہو اور اس کا حصول بندے کے لیے ممکن ہو تو اس کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہیے اور معاملے کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ کر گھر بیٹھ نہیں جانا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ وہ کچھ ہو گا جو اللہ کو منظور ہو گا، لیکن اسی پاک ذات نے مفید چیزوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کا حکم دیا ہے۔

''لَوْ'' (اگر) کا استعمال اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر عدم رضامندی کی نشاندہی کرتا ہے، اگر اسباب استعمال کرنے کے بعد نقصان ہو جائے تو اس پر صبر کرنا چاہیے اور اس سے متعلقہ صبر کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔

(٩٥٧٩) تخریج: اسناده ضعیف، مسلم بن خالد سییء الحفظ کثیر الاوهام، أخرجه البزار: ٣٦٠٧، والطبرانی فی "الاوسط": ٦٦٨٢، وابن حبان: ٤٨٣ (انظر: ٨٧٧٤)

(٩٥٨٠) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٦٦٤ (انظر: ٨٧٩١)

(۹۵۸۱)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَقِيْمُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهُ، وَلَا يَدْخُلُ رَجُلٌ الْجَنَّةَ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۷۹)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا، جب تک اُس کا دل درست نہیں ہوتا اور کسی کا دل اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی زبان راہِ راست پر نہیں آ جاتی اور ایسا شخص تو جنت میں داخل نہیں ہوگا کہ جس کے شرور سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... دل، زبان اور اعضاء، ہر ایک کے ساتھ ایمان کا تعلق ہے۔

اگر کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے تنگ ہے تو اس میں مرکزی کردار ظالم کی زبان کا ہوگا، اس حدیث میں پڑوسی کی خیر و بھلائی کو کامیابی و کامرانی کا معیار قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ ایمان کی بنیاد دل کی راستی پر ہے، دل کی درستی کا دارمدار زبان کی اصلاح پر ہے اور زبان کی خیر و شرّ کا تعلق پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے ہے۔

(۹۵۸۲)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ، قَالَ: لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَابْتَدَأْتُهُ فَاَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا نَجَاةُ الْمُؤْمِنِ؟ قَالَ: ((يَاعُقْبَةُ! اَمْلِكْ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَابْتَدَأَنِيْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ، فَقَالَ: ((يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ! اَلَا اُعَلِّمُكَ خَيْرَ ثَلَاثِ سُوَرٍ اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ: فَاَقْرَأَنِيْ قَالَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ؓ سے میری ملاقات ہوئی، میں نے آپ ﷺ سے ابتدا کی اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مؤمن کی نجات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! اپنی زبان کو قابو میں رکھ، تیرا گھر تجھے اپنے اندر سما لے (یعنی ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکل) اور اپنی غلطیوں پر رو۔'' سیدنا عقبہ ؓ کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور آپ ﷺ نے مجھ سے ابتدا کی اور میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی بہترین سورتوں کی تعلیم دوں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئیں، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، پھر آپ ﷺ نے مجھے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ

(۹۵۸۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن مسعدة الباهلى، أخرجه البيهقى فى "الشعب": ۵۰۰۵، والطبرانى فى "الاوسط": ۶۵۵۹ (انظر: ۱۳۰۴۸)

(۹۵۸۲) تخريج: حديث حسن (انظر: ۱۷۳۳۴)

النَّاسِ﴾ ثُمَّ قَالَ: ((یَا عُقْبَةُ: لَا تَنْسَاهُنَّ، وَلَا تَبِیْتَنَّ لَیْلَةً حَتّٰی تَقْرَأَهُنَّ۔)) قَالَ: فَمَا نَسِیْتُهُنَّ مِنْ مُنْذُ قَالَ: لَا تَنْسَاهُنَّ وَمَا بِتُّ لَیْلَةً قَطُّ حَتّٰی اَقْرَأَهُنَّ، قَالَ عُقْبَةُ رضی اللہ عنہ: ثُمَّ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَابْتَدَأْتُهُ فَاَخَذْتُ بِیَدِهِ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ! اَخْبِرْنِیْ بِفَوَاضِلِ الْاَعْمَالِ؟ فَقَالَ: ((یَا عُقْبَةُ رضی اللہ عنہ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۷٤٦۷)

اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں اور پھر فرمایا: ''اے عقبہ! ان کو نہیں بھولنا اور ان کی تلاوت کیے بغیر کوئی رات نہیں گزارنی۔'' پس جب سے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ ''تو نے ان سورتوں کو نہیں بھولنا'' اس وقت سے میں نہ ان کو بھولا اور نہ میں نے ایسی رات گزاری، جن میں ان کی تلاوت نہ کی ہو۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: پھر میں آپ ﷺ سے ملا اور میں نے آپ ﷺ سے ابتدا کی اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فضیلت والے اعمال کے بارے میں مجھے بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! جو تجھ سے قطع رحمی کرے، اس سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے، تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے، تو اسے معاف کر۔''

(۹۵۸۳)۔ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِیْ، قَالَ: ((اِتَّقِ اللّٰهَ حَیْثُمَا كُنْتَ اَوْ اَیْنَمَا كُنْتَ۔)) قَالَ: زِدْنِیْ، قَالَ: ((اَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا۔)) قَالَ: زِدْنِیْ، قَالَ: ((خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔)) (مسند احمد: ۲۲٤۰۹)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نصیحت کرو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔'' انھوں نے کہا: مزید نصیحت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''برائی کے بعد نیکی کرو، تاکہ وہ برائی کو مٹا دے۔'' انھوں نے کہا: اور زیادہ نصیحت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آ۔''

(۹۵۸٤)۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ، فَقَالَ: ((اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا، وَاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸۹٤)

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی بلیغ و مختصر نصیحت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز ادا کرے تو (اپنی زندگی کی) آخری نماز سمجھ کر ادا کر اور ایسا کلام مت کر کہ جس سے کل تجھے معذرت کرنا پڑے، نیز جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مکمل ناامید (اور غنی) ہو جا۔''

(۹۵۸۳) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ۲۹٦ (انظر: ۲۲۰۵۹)
(۹۵۸٤) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابن ماجه: ٤۱۷۱ (انظر: ۲۳٤۹۸)

فوائد: ......محمد رسول اللہ ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے۔کوئی بشر اپنی موت سے آگاہ نہیں ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے، تا کہ اگر اس نماز کے بعد اس کو موت آ جاتی ہے تو وہی نماز اس کی نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع علیہ السلام نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے، تا کہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے، اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہوگی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی مذموم صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے، جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔آدمی کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے، لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا، وہ جلد ہو یا بہ دیر۔'' (ابوداود، ترمذی)

بَابُ الثُّلَاثِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ

عدد سے شروع ہونے والی ثلاثیات کا بیان

تَنْبِیْه: ......مسائل و فضائل کی تعداد کا اعتبار کر کے یہ ابواب قائم کیے گئے ہیں، اس لیے مختلف موضوعات سے متعلقہ احادیث موجود ہیں، فقہی احادیث کی ان کے متعلقہ ابواب میں وضاحت ہو چکی ہے، اس لیے اگر کوئی حدیث مشکل لگے تو اس کو اس کے متعلقہ کتاب اور باب میں تلاش کریں، کتاب کے آخر میں مذکورہ احادیث کے اطراف سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

(۹۵۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ عَلٰی كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُوْنَ، وَرَجُلٌ يُؤَذِّنُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحَقَّ مَوَالِيهِ۔)) (مسند احمد: ۴۷۹۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ قیامت کے روز کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے: (۱) وہ آدمی، جو لوگوں کی امامت کروائے اور وہ اس سے راضی ہوں، (۲) وہ آدمی جو ہر روز پانچ نمازوں کے لیے اذان دیتا ہو اور (۳) وہ غلام، جو اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرتا ہو۔''

(۹۵۸۵) تخریج: اسناده ضعیف، ابو الیقظان ضعّفه غیر واحد من الأئمة، لکن یکتب حدیثه فی المتابعات والشواهد، أخرجه الترمذی: ۱۹۸۶، ۲۵۶۶ (انظر: ۴۷۹۹)

(۹۵۸٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ‌رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ‌ﷺ: ((ثَلَاثٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ، اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالنَّاكِحُ الْمُسْتَعْفِفُ، وَالْمُكَاتَبُ يُرِيدُ الْأَدَاءَ۔)) (مسند احمد: ۷٤۱۰)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی مدد اللہ تعالیٰ پر حق ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، پاکدامنی کی خاطر نکاح کرنے والا اور ادائیگی کا ارادہ رکھنے والا مکاتَب۔''

(۹۵۸۷)۔ وعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: ثَلَاثٌ أَوْصَانِيْ بِهِنَّ خَلِيلِي ‌ﷺ لَا أَدَعُهُنَّ أَبَدًا (وَفِي رِوَايَةٍ: لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوتَ) اَلْوِتْرُ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ، وَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَالْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔)) (مسند احمد: ۷٤۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ یہ بھی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے خلیل نے مجھے تین امور کی نصیحت کی، میں ان کو موت تک نہیں چھوڑوں گا، سونے سے پہلے وتر ادا کرنا، ہر ماہ میں تین دنوں کے روزے رکھنا اور جمعہ کے دن غسل کرنا۔''

(۹۵۸۸)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ‌ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا، وَرَضِيَ لَكُمْ ثَلَاثًا، رَضِيَ لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا، وَأَنْ تَنْصَحُوا لِوُلَاةِ الْأَمْرِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۱٦)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزیں ناپسند کی ہیں اور تین پسند، اس نے تمہارے لیے اِن چیزوں کو پسند کیا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لو اور یہ کہ تم اپنے امیروں کی خیرخواہی کرو اور تمہارے لیے یہ چیزیں ناپسند کی ہیں: قیل وقال، مال کو ضائع کرنا اور زیادہ سوال کرنا۔''

فوائد:...... امراء کے لیے خیرخواہی یہ ہے کہ امورِ حق میں ان کی اطاعت کی جائے اور ان کی بغاوت نہ کی جائے۔

قیل وقال سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کی حکایات، واقعات اور اخبارات میں دلچسپی لی جائے اور ان کے بارے میں بغیر تحقیق کے باتیں کی جائیں، جبکہ بیچ میں کوئی منفعت والی بات نہ ہو، سب لایعنی اور بے مقصد باتیں ہوں۔ اس وقت اکثر لوگ ایسی فضول مجلسوں میں اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

مال کا ضائع کرنے کی صورت یہ ہے کہ غیر شرعی صورتوں میں اور نافرمانیوں میں مال صرف کیا جائے، جائز صورتوں میں غلو اور تکلّف کے ساتھ خرچ کرنا بھی اس صورت میں داخل ہے۔

(۹۵۸٦) تخریج: اسناده قوی، أخرجه ابن ماجه: ۲۵۱۸، والترمذی: ۱٦۵۵ (انظر: ۷٤۱٦)

(۹۵۸۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۱٤۳۲، والترمذی: ۷٦۰ (انظر: ۷٤۵۹)

(۹۵۸۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۱۵ (انظر: ۸۳۳٤)

سوال کرنے سے مراد یہ ہے کہ حاجت وضرورت کے بغیر، بلکہ تکلف کرتے ہوئے شرعی مسائل کے بارے میں سوال کرنا، آپ ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں ایسے سوالات سے منع کر رکھا تھا۔ لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرنا بھی اس میں شامل ہے۔

(۹۵۸۹)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ، عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ۔)) (مسند احمد: ٨٦٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ہے، ہر مسلمان پر حق ہیں، مریض کی عیادت، جنازوں میں شرکت کرنا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہنے والے چھینکنے والے کو "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا۔''

(۹۵۹۰)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ، ثَلَاثٌ، اَهْلُهُ، وَمَالُهُ، وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ، اَهْلُهُ وَمَالُهُ يَبْقٰى عَمَلُهُ۔)) (مسند احمد: ١٢١٠٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں میت کے پیچھے چلتی ہیں، اس کے اہل و عیال، اس کا مال اور اس کا عمل، دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے، اہل وعیال اور مال لوٹ آئیں گے اور اس کا عمل باقی رہ جائے گا۔''

(۹۵۹۱)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُرِضَ عَلَيَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَاَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ، فَاَمَّا اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَالشَّهِيْدُ، وَعَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ، وَاَمَّا اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ فَاَمِيْرٌ مُسَلَّطٌ وَذُوْ ثَرْوَةٍ مِنْ مَالٍ لَا يُعْطِي حَقَّ مَالِهِ، وَفَقِيْرٌ فَخُوْرٌ۔)) (مسند احمد: ٩٤٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین افراد اور سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد مجھ پر پیش کیے گئے، پہلے پہل جنت میں داخل ہونے والے افراد یہ ہیں: (۱) شہید، (۲) وہ غلام جو اچھے انداز میں اپنے ربّ کی عبادت کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ ہو، اور (۳) بچوں کے باوجود پاکدامن بننے والے اور پہلے پہل جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد یہ ہیں: (۱) مسلط ہو جانے والا امیر، (۲) مال کا حق ادا نہ کرنے والا مالدار اور (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔''

(۹۵۸۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطيالسي: ٢٣٤٢، وابويعلى: ٥٩٠٤، وابن حبان: ٢٣٩ (انظر: ٨٦٧٥)

(۹۵۹۰) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥١٤، ومسلم: ٢٩٦٠ (انظر: ١٢٠٨٠)

(۹۵۹۱) تخريج: اسناده ضعيف، عامر بن عقبة العقيلي لايُعرف، وكذا ابوه لايُعرف، أخرجه الطيالسي: ٢٥٦٧، وابن ابی شيبة: ١٤/ ١٢٤، والحاكم: ١/ ٣٨٧ (انظر: ٩٤٩٢)

(۹۵۹۲)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ، مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، وَالْمَسْکَنُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْکَبُ الصَّالِحُ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ الْمَرْأَةُ السُّوْءُ، الْمَسْکَنُ السُّوْءُ، وَالْمَرْکَبُ السُّوْءُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۴۵)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ابن آدم کی سعادت میں سے اور تین چیزیں ابن آدم کی شقاوت میں سے ہیں، ابن آدم کی سعادت والی تین چیزیں یہ ہیں: نیک بیوی، مناسب گھر اور اچھی سواری اور ابن آدم کی بدبختی والی تین چیزیں یہ ہیں: بری بیوی، برا گھر اور بری سواری۔''

(۹۵۹۳)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهُ قَالَ: ((اَنْتَ رَسُوْلِیْ اِلٰی اَهْلِ مَکَّةَ قُلْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرْسَلَنِیْ یَقْرَأُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ، وَیَأْمُرُکُمْ بِثَلَاثٍ لَا تَحْلِفُوْا بِغَیْرِ اللّٰہِ، وَاِذَا تَخَلَّیْتُمْ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَلَا تَسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِبَعَرَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۰۸۰)

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: ''تو اہل مکہ کی طرف میرا قاصد ہے، ان کو کہنا: اللہ کے رسول نے مجھے بھیجا ہے، آپ ﷺ نے تم لوگوں کو سلام کہا اور تین چیزوں کا حکم دیا: (۱) غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھانی، (۲) قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے نہ پیٹھ اور (۳) ہڈی اور مینگنی سے استنجاء نہیں کرنا۔''

(۹۵۹۴)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مُسْتَجَابٌ لَهُمْ دَعْوَتُهُمُ الْمُسَافِرُ، وَالْوَالِدُ، وَالْمَظْلُوْمُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۴)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، مسافر، والدین اور مظلوم۔''

(۹۵۹۵)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۹۵۹۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطیالسی: ۲۱۰، والبزار: ۱۴۱۲، وابن حبان: ۴۰۳۲ (انظر: ۱۴۴۵)

(۹۵۹۳) تخریج: ما ورد فیه من نهی صحیح، وهذا اسناد ضعیف، لضعف عبد الکریم بن ابی المخارق، ولجهالة الولید بن مالك ومحمد بن قیس، أخرجه مختصرا الدارمی: ۱/ ۱۷۰، ورواه الحاکم: ۳/ ۴۱۲ (انظر: ۱۵۹۸۴)

(۹۵۹۴) تخریج: حسن لغیره (انظر: ۱۷۳۹۹)

(۹۵۹۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۹۴، وابویعلی: ۷۱۶۸ (انظر: ۱۶۳۹۶)

ثَوْبَانَ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ، اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَیَمَسُّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ وَجَدَ۔)) (مسند احمد: ١٦٥١١)

فرمایا: ''تین امور ہر مسلمان پر حق ہیں، جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور اگر گنجائش ہو تو خوشبو لگائے۔''

فوائد: ...... یہ تینوں امور مستحب ہیں، لیکن ان کا اجر بہت زیادہ ہے۔

(٩٥٩٦)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِیْهِ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ لَا یَغِلُّ عَلَیْهِنَّ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ، اِخْلَاصُ الْعَمَلِ، وَالنَّصِیْحَةُ لِوَلِیِّ الْاَمْرِ، وَلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ، فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُوْنُ مِنْ وَّرَائِهِ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٧٥)

سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خصائل پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا، ارباب حل وعقد کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا سب کو شامل ہوتی ہے۔''

فوائد: ...... مومن کو ان تین امور کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہیے، اگر عمل میں اخلاص نہ ہو تو وجود خیر سے محروم ہو جاتا ہے اور اگر امراء کی خیر خواہی اور جماعت کے ساتھ نہ رہا جائے تو معاشرے میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

(٩٥٩٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَجَا مِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ نَجَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مَوْتِیْ، وَالدَّجَّالِ، وَقَتْلِ خَلِیْفَةٍ مُصْطَبِرٍ بِالْحَقِّ یُعْطِیْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٨٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن حوالہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے نجات پانے والا نجات پا جائے گا، آپ ﷺ نے یہ جملہ تین دفعہ ارشاد فرمایا، (۱) میری وفات، (۲) دجال اور (۳) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے خلافت کے حق پر ڈٹ جانے والے خلیفے کا قتل۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی وفات سے نجات پانے سے مراد یہ ہے کہ جو مسلمان اس وقت زندہ ہو، وہ اپنے دین پر استقامت اختیار کرے اور راہِ صواب پر چلتا رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو جا ملے، نجات نہ پانے والا وہ شخص ہوگا، جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد فتنے میں مبتلا ہو جائے گا یا مرتدّ ہو جائے گا۔

ظاہر یہی ہے کہ اس حدیث میں مذکورہ خلیفہ سے مراد سیدنا عثمان ؓ ہیں، کیونکہ وہ خلیفۂ برحق تھے اور مظلوماً شہید ہو گئے۔

(٩٥٩٦) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه الحاکم: ١/ ٨٧، وابویعلی: ٧٤١٣ (انظر: ١٦٧٥٤)

(٩٥٩٧) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابی شیبة: ١٥/ ١٣٤، والحاکم: ٣/ ١٠١ (انظر: ٢٢٤٨٨)

(٩٥٩٨)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَوْصَانِیْ حِبِّیْ بِثَلَاثٍ لَا اَدَعُهُنَّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَبَدًا، اَوْصَانِیْ بِصَلَاةِ الضُّحٰی وَبِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ۔ (مسند احمد: ٢١٨٥١)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے محبوب ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی نصیحت کی، میں ان شاء اللہ کبھی بھی ان کو نہیں چھوڑوں گا، آپ ﷺ نے مجھے نمازِ چاشت پڑھنے کی، سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کی نصیحت کی۔

فوائد: ......سونے سے پہلے نمازِ وتر ادا کر لینے سے اس نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے، بہر حال رات کے آخری حصے میں یہ نماز ادا کرنا افضل عمل ہے۔

(٩٥٩٩)۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ وَفِيْهِ: وَسُبْحَةُ الضُّحٰی فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٢٨١٠٢)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی مروی ہے، البتہ اس میں ہے: حضر و سفر میں نمازِ چاشت پڑھنے کی وصیت کی۔

(٩٦٠٠)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثٍ، وَنَهَانِیْ عَنْ ثَلَاثٍ، اَمَرَنِیْ ((بِرَكْعَتَیِ الضُّحٰی كُلَّ يَوْمٍ، وَالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَنَهَانِیْ عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيْكِ، وَاِقْعَاءٍ كَاِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ۔)) (مسند احمد: ٨٠٩١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع کیا، آپ ﷺ نے مجھے ہر روز نمازِ چاشت پڑھنے، سونے سے پہلے نمازِ وتر ادا کرنے اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کا حکم دیا اور مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے، (جلسہ میں) کتے کی طرح بیٹھنے اور (نماز میں) لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے منع فرمایا۔

فوائد: ......مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے سے مراد جلدی جلدی سجدے کرنا ہے۔
کتے کی طرح بیٹھنے سے یہ کیفیت مراد ہے: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔ اس کو ''اِقْعَاء'' کہتے ہیں۔

اس حدیث میں جن چھ امور کا ذکر ہے، وہ دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔

(٩٦٠١)۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

مطرف بن عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب مجھے

(٩٥٩٨) تخريج: صحيح بالشواهد، أخرجه النسائي: ٤/ ٢١٧ (انظر: ٢١٥١٨)

(٩٥٩٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٤٣٣ (انظر: ٢٧٥٥١)

(٩٦٠٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، ويزيد بن ابي زياد القرشي (انظر: ٨١٠٦)

(٩٦٠١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطيالسي: ٤٦٨، والبزار: ٣٩٠٨، والحاكم: ٢/ ٨٨ (انظر: ٢١٥٣٠)

الشِّخِّيرِ، قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ فَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاهُ، فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ فَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاكَ فَأَسْأَلَكَ عَنْهُ، فَقَالَ: قَدْ لَقِيتَ فَسَلْ! قَالَ: قُلْتُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((: ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ: نَعَمْ، فَمَا أَخَالُنِي أَكْذِبُ عَلٰى خَلِيلِي مُحَمَّدٍ ﷺ، ثَلَاثًا يَقُولُهَا، قَالَ: قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ مُجَاهِدًا مُحْتَسِبًا فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ)) وَأَنْتُمْ تَجِدُونَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا﴾ ((وَرَجُلٌ لَهُ جَارٌ يُؤْذِيهِ فَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُ وَيَحْتَسِبُهُ حَتّٰى يَكْفِيَهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ بِمَوْتٍ أَوْ حَيَاةٍ، ((وَرَجُلٌ يَكُونُ مَعَ قَوْمٍ فَيَسِيرُونَ حَتّٰى يَشُقَّ عَلَيْهِمُ الْكَرٰى أَوِ النُّعَاسُ فَيَنْزِلُونَ فِي آخِرِ اللَّيْلِ، فَيَقُومُ إِلٰى وُضُوئِهِ وَصَلَاتِهِ (وَفِي لَفْظٍ: فَيُصَلِّي حَتّٰى يُوقِظَهُمْ لِرَحِيلِهِمْ)۔)) قَالَ: قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ؟ قَالَ: ((اَلْفَخُورُ الْمُخْتَالُ۔)) وَأَنْتُمْ تَجِدُونَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ وَالْبَخِيلُ الْمَنَّانُ، وَالتَّاجِرُ، وَالْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ۔)) قَالَ:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث موصول ہوئی تو میں ان سے ملاقات کرنے کو پسند کرنے لگا، پھر میں ان کو ملا اور کہا: اے ابو ذر! مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث موصول ہوئی اور میں نے چاہا کہ آپ کو ملوں اور اس کے بارے میں سوال کروں، انھوں نے کہا: اب ملاقات تو ہو گئی ہے، اس لیے پوچھ لو، میں نے کہا: جی مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تین افراد سے محبت کرتا ہے اور تین افراد سے بغض رکھتا ہے۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں اور میں اپنے بارے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ میں اپنے خلیل محمد ﷺ پر جھوٹ بولوں گا، یہ بات انھوں نے تین بار دوہرائی، میں نے کہا: اچھا وہ تین افراد کون ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے؟ انھوں نے کہا: ''وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، پس دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے حصول ثواب کے لیے قتال کیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔'' اور تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ آیت تلاوت کرتے ہو: ''بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے، جو صف باندھ کر اس کے راستے میں قتال کرتے ہیں۔'' ''اور ایک وہ آدمی کہ اس کا ہمسایہ اس کو تکلیف دیتا ہے، لیکن وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت یا حیات کے ساتھ کفایت کرتا ہے، اور ایک وہ آدمی ہے جو ایک قوم کے ساتھ چلتا رہتا، یہاں تک کہ نیند یا اونگھ ان پر غالب آ گئی اور انھوں نے رات کے آخری حصے میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، لیکن وہ آدمی وضو اور نماز کے لیے اٹھ پڑا اور نماز پڑھتا رہا، یہاں تک کہ ان کو وہاں سے کوچ کرنے کے لیے جگایا۔'' میں نے کہا: وہ تین افراد کون ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے؟ انھوں نے کہا: ''فخر کرنے

قُلْتُ: يَا اَبَا ذَرٍّ! مَا الْمَالُ؟ قَالَ: فِرْقٌ لَنَا وَذَوْدٌ، يَعْنِيْ بِالْفِرْقِ غَنَمًا يَسِيْرَةً، قَالَ: قُلْتُ: لَسْتُ عَنْ هٰذَا اَسْاَلُ، اِنَّمَا اَسْاَلُكَ عَنْ صَامِتِ الْمَالِ، قَالَ: مَا اَصْبَحَ لَا اَمْسٰى، وَمَا اَمْسٰى لَا اَصْبَحَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا اَبَا ذَرٍّ! مَالَكَ وَلِاِخْوَتِكَ قُرَيْشٍ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا اَسْاَلُهُمْ دُنْيَا، وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۸٦۳)

والا تکبر کرنے والا۔'' تم قرآن مجید میں پڑھتے ہی ہو کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔'' ''اور احسان جتلانے والا بخیل اور وہ تاجر جو زیادہ قسم اٹھا کر سودا بیچنے والا ہو۔'' میں نے کہا: اے ابو ذر! مال سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: ہماری بکریاں اور اونٹ، میں نے کہا: میں اس کے بارے میں سوال نہیں کررہا، میں آپ سے مال میں سے سونے اور چاندی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں، انھوں نے کہا: اس نے صبح کی نہ شام اور اس نے شام کی نہ صبح۔ میں نے کہا: اے ابوذر! آپ کو اور آپ کے قریشی بھائیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہ ان سے دنیا کا سوال کرتا ہوں اور نہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں ان سے کوئی بات پوچھتا ہوں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو جا ملوں گا، یہ بات انھوں نے تین دفعہ کہی۔

مطلب یہ ہے کہ جو صبح میرے پاس ہوتا ہے وہ شام نہیں کرتا، اس سے پہلے ہی میں اسے خرچ کر دیتا ہوں اور جو شام کو میرے پاس ہوتا ہے وہ صبح نہیں کرتا، صبح سے پہلے میں اسے اللہ کے راستہ میں دے دیتا ہوں۔ (عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الرُّبَاعِيَّاتِ

رباعیات کا بیان

تَنْبِيْه:...... مسائل وفضائل کی تعداد کا اعتبار کر کے یہ ابواب قائم کیے گئے ہیں، اس لیے مختلف موضوعات سے متعلقہ احادیث موجود ہیں، فقہی احادیث کی ان کے متعلقہ ابواب میں وضاحت ہو چکی ہے، اس لیے اگر کوئی حدیث مشکل لگے تو اس کو اس کے متعلقہ کتاب اور باب میں تلاش کریں، کتاب کے آخر میں مذکورہ احادیث کے اطراف سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

رباعیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں چار چار امور کا ذکر ہے۔

(۹٦۰۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْبِئْنِیْ عَنْ اَمْرٍ اِذَا اَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((اَفْشِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسے حکم کے بارے میں بتلائیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں، تو جنت میں داخل ہو جاؤں،

(۹٦۰۲) تخريج: اسناده صحيح أخرجه الحاكم: ٤/ ۱۲۹، وابن حبان: ٥۰۸ (انظر: ۷۹۳۲)

السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصَلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (مسند احمد: ۷۹۱۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو عام کر، کھانا کھلا، صلہ رحمی کر اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو قیام کر اور پھر جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔''

فوائد:...... سلام کو عام کرنا، صلہ رحمی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لوگوں کو کھانا کھلانا، یہ تو انتہائی آسان امور ہیں، اگرچہ امتِ مسلمہ کی اکثریت آسان امور میں غفلت برت رہی ہے، رات کا قیام شروع شروع میں کچھ مشقت طلب عمل لگتا ہے، بعد میں تو وہ بھی آسان ہو جاتا ہے، بہرحال اجر بہت بڑا ہے۔

(۹۶۰۳)۔ وعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ، وَإِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَلَا يَمْنَعْ فَضْلَ مَاءٍ لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءَ، وَمِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ يَوْمَ وِرْدِهَا۔)) (مسند احمد: ۸۷۱۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی پتھروں سے استنجا کرے تو طاق پتھر استعمال کرے، جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال جائے تو وہ اس کو سات دفعہ دھوئے، کوئی آدمی گھاس کو بچانے کے لیے زائد پانی سے نہ روکے اور اونٹوں کا حق یہ ہے کہ اس دن ان کو دوہا جائے، جس دن وہ پانی کے گھاٹ پر آئیں۔''

(۹۶۰٤)۔ وعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ، وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَنْ لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيْبًا فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سرمہ ڈالے، وہ طاق سلائیاں ڈالے، جو ایسے کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہو گا، جو پتھروں سے استنجاء کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے، جو ایسے کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہو گا، اسی طرح جو آدمی کھانا کھانے کے بعد دانتوں سے کھانے کے اجزاء نکالے، وہ ان کو پھینک دے اور زبان کو منہ میں پھیر کر کھانے کے جو اجزاء اکٹھے کر لے، ان کو نگل جائے، جو ایسے کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں

(۹۶۰۳) تخریج: اسناده حسن، أخرج القسم الرابع منه وهو حق الابل البخاری: ۲۳۷۸، ومسلم: ۹۸۷ (انظر: ۸۷۲۵)

(۹۶۰٤) تخریج: اسناده ضعيف لضعف حصين الحميری، ولجهالة ابی سعد الخير، أخرجه ابوداود: ۳۵، وابن ماجه: ۳۳۷، ۳۳۸، ۳٤۹۸ (انظر: ۸۸۳۸)

اَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔)) (مسند احمد: ۸۸۲۵)

ہوگا، جو آدمی پائخانہ کرنے کے لیے آئے، وہ پردہ کرے، اگر پردہ کے لیے اس کو کوئی چیز نہ ملے، تو وہ ڈھیر سا بنا کر اس کی طرف پیٹھ کر لے، کیونکہ شیطان بنی آدم کی دبروں کے ساتھ کھیلتا ہے، جو ایسا کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا۔''

(۹٦۰۵)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ، وَلَا حِلْفَ فِيْ الْاِسْلَامِ، وَلَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ۔)) (مسند احمد: ۱۲٦۸۷)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں شغار نہیں ہے، اسلام میں معاہدہ نہیں ہے اور جَلَب ہے نہ جَنَب۔''

(۹٦۰٦)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَغْلِقُوْا اَبْوَابَكُمْ، وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ، وَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ، وَاَوْكُوْا اَسْقِيَتَكُمْ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءً، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلٰى اَهْلِهِ۔)) يَعْنِي الْفَارَةَ۔ (مسند احمد: ۱٤۲۷۷)

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دروازوں کو بند کر دیا کرو، برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، چراغوں کو بجھا دیا کرو اور مشکیزوں کو بند کر دیا کرو، کیونکہ شیطان نہ بند دروازہ کھولتا ہے، نہ برتن سے ڈھکن اٹھاتا ہے اور نہ مشکیزے کی ڈوری کھولتا ہے اور چوہیا گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتی ہے۔''

(۹٦۰۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((اِنَّهُ مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ، وَيَزِيْدَانِ فِي الْاَعْمَارِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۷۳)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن کو فرمایا: ''جس کو نرمی عطا کی گئی، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسنِ اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے (جیسے امورِ خیر) گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔''

فوائد: ...... عمر میں اضافہ ہونے کے دو مفاہیم ہیں: (۱) حقیقی طور پر عمر بڑھ جاتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کی معلّق

(۹٦۰۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ٦/ ۱۱۱ (انظر: ۱۲٦۵۸)
(۹٦۰٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۱۲ (انظر: ۱٤۲۲۸)
(۹٦۰۷) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۲۵۲۵۹)

تقدیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(۲) عمر کی مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا، لیکن اس میں اتنی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور صلہ رحمی کرنے والے کی زندگی کا ہر پہلو فوائد سے یوں لبریز ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگ جو کام لمبی لمبی عمروں میں سرانجام نہیں دے سکتے، یہ لوگ اپنی مختصر عمروں میں ان سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

(۹۶۰۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَا جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ، وَمَنْ اَتٰی اَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ، مَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا۔)) (مسند احمد: ۸۸۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنگل میں اقامت اختیار کی، وہ سخت دل ہو گیا، جو شکار کے پیچھے چل پڑا وہ غافل ہو گیا، جو بادشاہ کے دروازے پر آیا وہ فتنے میں پڑ گیا اور جو آدمی بادشاہ کے جتنا قریب ہوتا جائے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہوتا جائے گا۔''

فوائد: ......بدو، دیہاتی اور جنگلی لوگوں میں اکھڑ پن اور اجڈ پن جیسی صفات پائی جاتی ہیں، حق قبول کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے، جبکہ شہری لوگوں میں شائستگی اور نرمی زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے دل و دماغ کی زمین زرخیز ہوتی ہے۔ جو آدمی شکار کی تلاش میں نکل پڑتا ہے، اس کا دل نہیں بھرتا، حرص، لالچ اور شغل میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دور دور تک نکل جاتا ہے، نماز اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے۔

جو آدمی سلطانوں اور بادشاہوں کی بارگاہوں میں جا پھنسا، وہ حق سے دور اور باطل کے قریب ہو گیا، اب اسے اربابِ حکومت کی آنکھوں کے اشارے پر نقل و حرکت کرنا ہوگی، ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہوگی، ان کی نعمتوں کو دیکھ کر اپنے اوپر کیے گئے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو حقیر سمجھے گا، بڑوں کے درباروں میں ہونے والی معصیات پر خاموش رہے گا، رفتہ رفتہ اسلامی غیرت ختم ہوتی جائے گی اور بالآخر ایسا شخص ''اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم'' کا مصداق بن کر دنیا و آخرت میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ سلف صالحین نے بادشاہوں سے دور رہنے اور سادہ لوح عوام کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے میں عافیت سمجھی، اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بہترین نتائج سے سرفراز فرمایا اور آج بھی دنیا ان کے گیت گا رہی ہے۔

جو آدمی تبلیغ کے لیے حکمرانوں کے پاس جاتا ہے اور کسی معصیت کا ارتکاب کیے بغیر تبلیغ کے تقاضے پورے کر لیتا ہے، اس کا معاملہ اور ہے۔

(۹۶۰۹)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ بَعْضِ بَنِیْ رَافِعِ بْنِ مَکِیْثٍ، وَکَانَ مِمَّنْ شَهِدَ

رافع بن مکیث کا ایک بیٹا، جو حدیبیہ میں بھی حاضر ہوا تھا، سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حسن اخلاق اضافہ

(۹۶۰۸) تخریج: صحیح، قاله الالبانی فی الصحیحة (انظر: ۸۸۳۶)

(۹۶۰۹) تخریج: اسناده ضعیف، لابهام راویه عن رافع بن مکیث، ولجهالة عثمان بن زفر الجهنی، أخرجه ابوداود: ۵۱۶۲ (انظر: ۱۶۰۷۹)

الْحُدَيْبِيَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((حُسْنُ الْخُلُقِ نَمَاءٌ، وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ، وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِی الْعُمُرِ، وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيتَةَ السَّوْءِ۔)) (مسند احمد: ١٦١٧٧)

اور بڑھوتری ہے، بداخلاقی نحوست ہے، نیکی سے عمر بڑھتی ہے اور صدقہ بری موت سے بچاتا ہے۔''

(٩٦١٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيبُوْهُ، وَمَنْ اَتٰی عَلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَاتُكَافِئُوْهُ، فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰی تَعْلَمُوْا اَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ۔)) (مسند احمد: ٥٣٦٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کا واسطہ دے کر پناہ مانگے، اس کو پناہ دے دو، جو اللہ کے نام پر تم سے سوال کرو، اس کو دے دو، جو تمہیں دعوت دے، اس کی دعوت قبول کرو اور جو تم سے کوئی نیکی کرے، اس کو اس کا بدلہ دو، اگر بدلہ دینے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے لیے اتنی دعا کرو کہ تمہیں اندازہ ہو جائے کہ تم نے گویا بدلہ دے دیا ہے۔''

فوائد:...... آخری جملے کے مفہوم کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٢۴٥)۔

بَابُ فِی الرُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ

عدد کے ساتھ شروع ہونے والی رباعیات کا بیان

(٩٦١١)۔ عَنْ اَبِی اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنِ، اَلتَّعَطُّرُ، وَالنِّكَاحُ، وَالسِّوَاكُ، وَالْحَيَاءُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٧٨)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار امور رسولوں کی سنتیں ہیں، خوشبو لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور حیا کرنا۔''

فوائد:...... چاروں چیزیں ہماری شریعت میں مطلوب ہیں۔

(٩٦١٢)۔ عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِیُّ ﷺ صِيَامَ عَاشُوْرَاءَ،

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے، عاشوراء کا روزہ، دس دنوں کے روزے

(٩٦١١) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة ليس بذاك القوى، وهو مدلس وقد عنعن، ومكحول عن ابى ايوب مرسل، بينهما فى هذا الحديث ابو الشمال بن ضباب، وهو مجهول، أخرجه الترمذى: ١٠٨٠ (انظر: ٢٣٥٨١)

(٩٦١٢) تخريج: حديث ضعيف، دون قوله: "والركعتين قبل الغداة" فصحيح، ابو اسحق الاشجعى مجهول، أخرجه النسائى: ٤/ ٢٢٠ (انظر:)

وَالْعَشْرِ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَالرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٩١)

اور ہر ماہ سے تین دنوں کے روزے اور فجر سے پہلی والی دو سنتیں۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی فعلی اور قولی صحیح احادیث سے یہ چاروں اعمال ثابت ہیں۔

دس دنوں سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے ہیں، جن میں زیادہ عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لیکن اس عشرے میں وہ ایام شامل نہیں ہیں، جن کا روزہ رکھنا منع ہے، مثلا دس ذوالحجہ کا روزہ، کیونکہ یہ عید کا دن ہوتا ہے۔

(٩٦١٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا، حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيْثٍ، وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ۔)) (مسند احمد: ٦٦٥٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار نیکیاں ہیں، اگر تجھ میں پائی جائیں، تو دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے کا تجھے کوئی غم نہیں ہونا چاہیے، امانت کی حفاظت، سچی بات، حسن اخلاق اور کھانے میں پاکدامنی (یعنی گزارے کے لائق حلال روزی ملتی رہے)۔''

(٩٦١٤)۔ عَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ، عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ، يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ حَقَّهُ، قَالَ: فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا۔)) قَالَ: فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِيْ مَالٌ عَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، قَالَ: ((فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَلَا يَصِلُ فِيْهِ

سیدنا ابو کبشہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا صرف چار افراد کے لیے ہے، (۱) وہ آدمی جس اللہ تعالیٰ نے مال بھی عطا کیا اور علم بھی اور وہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے اور اس سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے افضل مرتبے والا ہے، (۲) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، مال نہیں دیا، پس وہ نیک خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی کی طرح نیک کام کرتا، ان دونوں کا اجر برابر ہے، (۳) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا، علم نہیں دیا، پس وہ اپنے مال کو بے تکا اور بغیر سوچے سمجھے خرچ کرتا ہے اور اس کے بارے میں نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس سے متعلقہ

(٩٦١٣) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحارث بن يزيد الحضرمي لايعرف له سماع من عبد الله بن عمرو، انما يروى عنه بواسطة، وقد روى هذا الحديث عن عبد الرحمن بن حُجيرة عنه، لكن في الاسناد ابن لهيعة، وهو سيىء الحفظ، وروى الحديث موقوفا وهو اصح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٣١٤ (انظر: ٦٦٥٢)

(٩٦١٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ٢٣٢٥ (انظر: ١٨٠٣٢)

رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ فِيهِ لِلّٰهِ حَقَّهُ، فَهٰذَا أَخْبَثُ الْمَنَازِلِ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِيْ مَالٌ لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، قَالَ: هِيَ نِيَّتُهُ۔)) (مسند احمد: ١٨١٩٤)

اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے گھٹیا مرتبے والا ہے، اور (۴) وہ آدمی جس کو نہ اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور نہ علم، لیکن اس گھٹیا آدمی کے کردار کو سامنے رکھ کر کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح کے کام کرتا، یہ اس کی نیت ہے۔''

فوائد:...... ہر آدمی آسانی کے ساتھ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کا مقام کیا ہے۔

(٩٦١٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنَ الْكَلَامِ أَرْبَعًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، فَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عِشْرِيْنَ حَسَنَةً، أَوْ حَطَّ عَنْهُ عِشْرِيْنَ سَيِّئَةً، وَمَنْ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ كُتِبَ لَهُ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً، وَحُطَّ أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ سَيِّئَةً۔)) (مسند احمد: ٧٩٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے یہ چار کلمات پسند کیے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ، پس جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا، اللہ اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے یا بیس برائیاں مٹا دیتا ہے، جس نے کہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اس کے لیے بھی اتنا ثواب ہوگا، جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا، اس کے لیے بھی اتنا ثواب ہوگا اور جس نے اپنی طرف سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا، اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیس برائیاں مٹا دی جائیں گی۔''

(٩٦١٦)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ، قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ: ((يَا أَبَا سَعِيْدِ! ثَلَاثَةٌ مَنْ قَالَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) قُلْتُ: مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا سَعِيْدِ!

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے ابو سعید! تین کلمات ہیں، جس نے ان کو ادا کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی

(٩٦١٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٤٢٨، والبيهقي في "الشعب": ٥٧٦ (انظر: ٨٠١٢)

(٩٦١٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٥٢٩ (انظر: ١١١٠٢)

وَالرَّابِعَةُ لَهَا مِنَ الْفَضْلِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَهِيَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔)) (مسند احمد: ١١١١٨)

ہوا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو سعید! ایک چوتھی چیز بھی ہے، اس کی اتنی فضیلت ہے، جیسے آسمان سے زمین تک اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

(٩٦١٧)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، وَلَسْنَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَأْمُرُ بِهِ أَوْ نَدْعُوْ مَنْ وَرَائَنَا، فَقَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أُعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا فَهٰذَا لَيْسَ مِنَ الْأَرْبَعِ، وَأَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ، وَآتُوا الزَّكَاةَ، وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ، وَأَعْطُوْا مِنَ الْغَنَائِمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ۔)) قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيْرِ؟ قَالَ: ((جِذْعٌ يُنْقَرُ ثُمَّ يُلْقُوْنَ فِيْهِ الْقُطَيْعَاءَ أَوِ التَّمْرَ وَالْمَاءَ، حَتّٰى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوْهُ، حَتّٰى أَنَّ أَحَدَكُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ۔)) وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ مِنْ ذٰلِكَ، فَجَعَلْتُ أُخَبِّؤُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَشْرَبَ؟ قَالَ: ((فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا۔)) قَالَ: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ كَثِيْرَةُ الْجُرْذَانِ لَا تَبْقٰى فِيْهَا أَسْقِيَةٌ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عبد القیس کا وفد، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہا: ربیعہ قبیلے سے ہمارا تعلق ہے، آپ کے اور ہمارے مابین مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں، ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں آ سکتے ہیں، لہٰذا آپ ہمیں کوئی (ایسا جامع) حکم دیں کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہو جائیں اور ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، یہ چار امور میں سے نہیں ہے، اور نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمتوں کا پانچواں حصہ ادا کرو اور میں تمھیں کدو کے برتن، لکڑی سے بنائے ہوئے برتن، تارکول ملے ہوئے برتن اور ہرے رنگ کے گھڑے سے منع کرتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: ''نَقِیْر'' کے بارے آپ کیا جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تنے کو کھود کر یہ برتن بنایا جاتا ہے، پھر لوگ اس میں شہریز کھجوریں یا عام کھجوریں اور پانی ڈالتے ہیں، جب اس کے جوش میں ٹھیراؤ پیدا ہوتا ہے تو پھر تم پیتے ہو (اور نشہ چڑھتا ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے چچا زاد بھائی کو تلوار کے ساتھ قتل کر دیتا ہے۔'' ان لوگوں میں ایک آدمی ایسا تھا، جو اسی وجہ سے زخمی ہوا تھا، میں رسول اللہ ﷺ سے شرماتے ہوئے اس کو چھپانے لگ گیا۔ ان لوگوں نے کہا: تو پھر آپ ہمیں کن برتنوں میں پینے کا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے

(٩٦١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨، ١٩٩٦ (انظر: ١١١٧٥)

الْاَدَمِ، قَالَ: ((وَاِنْ اَكَلَتْهُ الْجُرْذَانُ۔)) مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، وَقَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: ((اِنَّ فِيْكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۹۳)

فرمایا: ''ان مشکیزوں میں، جن کے منہوں کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔'' انھوں نے کہا: ہمارے علاقے میں چوہے بہت زیادہ ہیں، اس وجہ سے چمڑے کا تو کوئی مشکیزہ بچتا ہی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس کو چوہے کھا جائیں۔'' آپ ﷺ نے یہ بات دو تین بار ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ نے عبد القیس کے ایک فرد سیدنا اشج (منذر بن عائذ) رضی اللہ عنہ آدمی سے کہا: ''تجھ میں دو خصلتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا ہے، ایک عقل اور بردباری اور دوسری وقار و تمکنت اور جلدی نہ کرنا۔''

فوائد:...... شہریز کھجور کی ایک قسم ہے، اس کے دانے کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے حصول کی خاطر آنے والے عبد القیس کے وفد کو آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اپنی رسالت کی گواہی دینے کی تعلیم دی۔

جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے عارضی طور پر ان چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ .))...... یعنی: ''بلاشبہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں اور میں نے تم کو (کچھ) برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کو مشروبات کے لئے استعمال کیا کرو اور نشہ دینے والی ہر چیز سے اجتناب کرو......'' (صحیحہ: ۸۸٦)

(۹٦۱۸)۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ اَرْبَعُ خِلَالٍ، اَنْ يُجِيْبَهُ اِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتَهُ اِذَا عَطَسَ، وَاِذَا مَرِضَ اَنْ يَعُوْدَهُ، وَاِذَا مَاتَ اَنْ يَشْهَدَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦۹۸)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق ہیں، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب وہ چھینکے تو اس کو ''يَرْحَمُكَ اللّٰه'' کہے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرے۔''

(۹٦۱۸) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۱٤۳٤ (انظر: ۲۲۳٤۲)

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ

خماسیات کا بیان

تَنْبِيه:......خماسیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں پانچ پانچ امور کا ذکر ہے۔

(٩٦١٩)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَعْطٰى لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَمَنَعَ لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَأَحَبَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَأَنْكَحَ لِلّٰهِ تَعَالٰى، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ إِيْمَانَهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٢٣)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دیا، اللہ تعالیٰ کے لیے روکا، اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی، اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھا اور اللہ تعالیٰ کے لیے نکاح کیا، پس تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔''

(٩٦٢٠)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سِتَّةُ أَيَّامٍ ثُمَّ اعْقِلْ يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أَقُوْلُ لَكَ بَعْدُ۔)) فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ السَّابِعُ، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِي سِرِّ أَمْرِكَ وَعَلَانِيَتِهِ، وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، وَلَا تَسْأَلَنَّ أَحَدًا شَيْئًا وَإِنْ سَقَطَ سَوْطُكَ، وَلَا تَقْبِضْ أَمَانَةً (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا تُؤْوِيَنَّ أَمَانَةً) وَلَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٠٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھ دن ہیں، پھر اے ابو ذر! اس چیز کو سمجھنا جو میں تجھے بیان کرنے والا ہوں۔'' جب ساتواں دن آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے تیرے مخفی اور اعلانیہ امور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، جب تو برائی کرے تو اس کے بعد نیکی کر، کسی سے کسی چیز کا ہرگز سوال نہ کر، اگرچہ تیرا کوڑا گر جائے، کوئی امانت اپنے پاس نہ رکھ اور دو افراد کے مابین فیصلہ نہ کر۔''

فوائد:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اس میں کی گئی پانچ نصیحتوں کا مضمون دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ دوسری نصوص میں امانتیں وصول کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہاں جو آدمی سمجھتا ہو کہ وہ ان امور کا حق ادا نہیں کر سکے گا تو وہ بیچ میں دخل ہی نہ دے۔

(٩٦٢١)۔ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، أَنَّهُ سَمِعَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٩٦١٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذى: ٢٥٢١ (انظر: ١٥٦٣٨)

(٩٦٢٠) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، ودراج بن سمعان ضعيف صاحب مناكير (انظر: ٢١٥٧٣)

(٩٦٢١) تخريج: صحيح، قاله الالبانى، أخرجه الترمذى: ٣٩٣٦ دون لفظة: "الشرعة فى اليمن" (انظر: ٨٧٦١)

اَبَاهُرَیْرَۃَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((اَلْمُلْکُ فِیْ قُرَیْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِی الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِی الْحَبْشَۃِ، وَالشُّرْعَۃُ فِی الْیَمَنِ۔)) وَقَالَ زَیْدٌ مَرَّۃً یَحْفَظُہُ: ((وَ الْاَمَانَۃُ فِی الْاَزْدِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۴۶)

فرمایا: ''بادشاہت قریشیوں میں، قضا انصاریوں میں، اذان حبشیوں میں، راہِ مستقیم یمنیوں میں اور امانت ازدیوں میں ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ میں مذکورہ قبائل کی اعلی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی الْخُمَاسِیَاتِ الْمَبْدُوْءَ ۃِ بِعَدَدٍ

عدد سے شروع ہونے والی خماسیات کا بیان

تنبیہ: ......خماسیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں پانچ پانچ امور کا بیان ہے۔

(۹۶۲۲)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((مَنْ یَاْخُذُ مِنْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ، اَوْ یُعَلِّمُھُنَّ مَنْ یَفْعَلُ بِھِنَّ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّھُنَّ فِیْھَا، ثُمَّ قَالَ: ((اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ، وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا، وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُکْثِرِ الضَّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔)) (مسند احمد: ۸۰۸۱)

سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ‌ سے روایت ہے، رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے ان کلمات کی تعلیم حاصل کرے اور خود ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو سکھا دے؟'' سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ‌ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں۔ پس آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌ نے میرا ہاتھ پکڑا اور شمار کرتے ہوئے پانچ چیزیں بتلائیں، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو، لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار بن جاؤ گے، اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ، سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آؤ، مومن بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو، مسلمان بن جاؤ گے اور کثرت سے ہنسنا ترک کر دو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

فوائد: ......محارم سے اجتناب کرنا صبر کی مشقت طلب صورت ہے، یہی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے، کیونکہ جب بندے کا نفس کسی برائی کی طرف مائل ہوتا ہے، لیکن دوسری طرف جب وہ اللہ تعالیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے نفسِ اَمّارہ کو شکست دیتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا، اپنے پڑوسیوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنا اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی

(۹۶۲۲) تخریج: حدیث جیّد، أخرجه الترمذی: ۲۳۰۵، وابن ماجه: ۴۲۱۷ (انظر: ۸۰۹۵)

کرتے ہوئے پسند، ناپسند میں ان کو اپنے وجود کے قائم مقام سمجھنا، یہ ایسی نیکیاں ہیں جن سے دلی فرحت و انبساط نصیب ہوتا ہے۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے ہنسی اور مسکراہٹ ثابت ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس جنتی آدمی کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ اس آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے: اس سے اس کے صغیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہی نہ کرو۔ سو اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیا تھا۔''

پھر اسے کہا جائے گا کہ تیری ہر برائی کے بدلے تجھے نیکی دی جاتی ہے۔ یہ سن کر وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے تو بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے، وہ تو مجھے نظر نہیں آ رہے۔

میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ (ترمذی)

لیکن یہ واقعات انتہائی شاذ و نادر ہیں۔ آپ ﷺ نے کثرت سے ہنسنے سے منع کیا، کیونکہ اس سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور خیر و بھلائی کے کاموں سے بے رغبت ہو جاتا ہے۔

(۹۶۲۳)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ، رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۸۳۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازے میں شرکت کرنا، مریض کی عیادت کرنا، ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہنے والے چھینکنے والے کو ''یَرْحَمُكَ اللّٰه'' کہنا۔''

(۹۶۲۴)۔ عَنْ اَبِیْ سَلَامٍ، عَنْ مَوْلٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَا اَثْقَلَهُنَّ فِی الْمِیْزَانِ: (وَفِیْ رِوَایَةٍ: قَالَ رَجُلٌ: مَا هُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالْوَلَدُ

ابو سلام، ایک مولائے رسول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واہ، واہ، کیا بات ہے پانچ چیزوں کی، وہ کتنی بھاری ہیں ترازو میں۔'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور نیک بیٹا، جو فوت ہو جائے اور اس کے والدین ثواب کی نیت سے

(۹۶۲۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۱٤۳۵ (انظر: ۸۳۹۷)

(۹۶۲٤) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۸۰۷٦)

الصَّالِحُ، يُتَوَفّٰى فَيَحْتَسِبُهُ وَالِدُهُ۔)) وَقَالَ: ((بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ، مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَيْقِنًا بِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْحِسَابِ۔))

صبر کریں۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''واہ، کیابات ہے پانچ چیزوں کی، جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ ان پر یقین رکھتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، وہ اللہ تعالیٰ، آخرت کے دن، جنت، جہنم، موت کے بعد جی اٹھنے اور حساب کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔'' (مسند احمد:١٨٠٧٦)

فوائد:............''بَخٍ بَخٍ '' (واہ، واہ) یہ تعظیم کا صیغہ ہے، کسی کی تعریف کرنے اور رضامندی کا اظہار کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، مبالغہ کے لیے ایک سے زائد مرتبہ کہا جاتا ہے۔

(٩٦٢٥)۔ عَنْ مُعَاذٍ ؓ، قَالَ: عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ خَمْسٍ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، اَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ، أَوْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ دَخَلَ عَلٰى اِمَامٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ تَعْزِيْزَهُ وَتَوْقِيْرَهُ، اَوْ قَعَدَ فِيْ بَيْتِهِ فَيَسْلَمُ النَّاسُ مِنْهُ وَيَسْلَمُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٤٤)

سیدنا معاذ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ چیزوں کی نصیحت کی کہ جو آدمی ان میں سے ایک کام کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ پر ضامن ہوگا، ''جو مریض کی تیمار داری کرے، یا جنازے کے ساتھ نکلے، یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلے، یا حکمران کی تائید اور توقیر کے لیے اس کے پاس جائے، یا پھر اپنے گھر میں بیٹھا رہے، تاکہ لوگ اس سے سالم رہیں اور وہ لوگوں سے سالم رہے۔''

فوائد:......حکمران کی تائید وتوقیر سے مراد یہ ہے کہ حق پر اس کا ساتھ دیا جائے۔
اگر کسی آدمی میں شرّ کا مقابلہ کرنے اور اس کو ہاتھ یا زبان سے روکنے کی صلاحیت نہیں ہے تو پھر وہ شرّ اور شرّ والوں سے دور ہو جائے، لیکن یہ فیصلہ کرنے والے کے ضروری ہے کہ وہ خود علم وفہم وبصیرت والا ہو یا اہل علم سے مشورہ کرے۔

(٩٦٢٦)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَوْصَانِيْ حِبِّيْ بِخَمْسٍ: اَرْحَمُ الْمَسَاكِيْنَ وَأُجَالِسُهُمْ، وَاَنْظُرُ اِلٰى مَنْ هُوَ تَحْتِيْ وَلَا اَنْظُرُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ، وَاَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ، وَاَنْ اَقُوْلَ

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے محبوب نے مجھے پانچ امور کی نصیحت کی، یہ کہ میں مسکینوں پر رحم کروں اور ان کے ساتھ بیٹھوں، (دنیا کے معاملے میں) اپنے سے کم تر افراد کی طرف دیکھوں، اپنے سے اوپر والے کی طرف نہ دیکھوں، صلہ رحمی کروں، اگرچہ وہ پیٹھ پھیر رہی ہو، حق کہوں،

(٩٦٢٥) تخريج: حديث حسن، أخرجه البزار: ١٦٤٩، وابن خزيمة: ١٤٩٥، وابن حبان: ٣٧٢، والطبراني في "الكبير":٢٠/ ٥٥ (انظر: ٢٢٠٩٣)

(٩٦٢٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢١٥١٧)

بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَنْ أَقُوْلَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ يَقُوْلُ مَوْلٰى غُفْرَةَ: لَا أَعْلَمُ بَقِيَ فِيْنَا مِنَ الْخَمْسِ إِلَّا هٰذِهِ، قَوْلُنَا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔" قَالَ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ الْحَكَمِ بْنِ مُوْسٰى وَقَالَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ۔

(مسند احمد: ٢١٨٤٩)

اگر چہ وہ کڑوا ہو اور یہ کہ میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کہوں۔ غفرہ کا غلام کہتا ہے: میرے علم کے مطابق ہم میں ان پانچ امور میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی، ما سوائے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے۔

فوائد: ......لیکن لوگوں نے مسکینوں کے قریب نہ بیٹھنے دیا، دنیا کے معاملات میں اپنے سے اوپر والے افراد کو دیکھا، صلہ رحمی کو ترک کر دیا اور مصلحت و مداہنت میں پڑ کر حق کا پاس و لحاظ نہ رکھا، سچ کہا غفرہ کے غلام نے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے ذکر کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

(٩٦٢٧)۔ عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ ؓ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَ يَحْيَي بْنَ ذَكَرِيَّا، بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ يَعْمَلُ بِهِنَّ وَأَنْ يَأْمُرَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ، فَكَادَ أَنْ يُبْطِيءَ، فَقَالَ لَهُ عِيْسٰى: إِنَّكَ قَدْ أُمِرْتَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ تَعْمَلَ بِهِنَّ وَأَنْ تَأْمُرَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ، فَإِمَّا أَنْ تُبَلِّغَهُنَّ وَإِمَّا أُبَلِّغُهُنَّ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَخِيْ! إِنِّيْ أَخْشٰى إِنْ سَبَقْتَنِيْ أَنْ أُعَذَّبَ، أَوْ يُخْسَفَ بِيْ، قَالَ: فَجَمَعَ يَحْيَي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ حَتّٰى اِمْتَلَأَ الْمَسْجِدُ، وَقُعِدَ عَلَى الشُّرَفِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ، أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوْا

سیدنا حارث اشعری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، انھوں نے لوگوں کو بتانے میں دیر کی، عیسی علیہ السلام نے ان سے کہا: آپ کو پانچ کلمات کے بارے میں حکم دیا گیا تھا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنو اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، اب آپ ان کو بتلائیں یا میں بتلا دیتا ہوں، انھوں نے کہا: اے میرے بھائی! اگر آپ مجھ سے پہلے بتلا دیں تو مجھے یہ ڈر ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے عذاب دیا جائے یا مجھے دھنسا دیا جائے۔ پس یحییٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا، یہاں تک کہ مسجد بھر گئی، پھر ان کو اونچی جگہ پر بٹھا دیا گیا، پس انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کلمات کا حکم دیا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں، پہلا حکم یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے

(٩٦٢٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٨٦٣، ٢٨٦٤ (انظر: ١٧١٧٠)

اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ اشْتَرٰى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهٖ بِوَرِقٍ، اَوْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّيْ عَمَلَهُ اِلٰى غَيْرِ سَيِّدِهٖ، فَاَيُّكُمْ يَسُرُّهُ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدُهُ كَذٰلِكَ، وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَكُمْ وَرَزَقَكُمْ فَاعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَآمُرُكُم بِالصَّلَاةِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِوَجْهِ عَبْدِهٖ مَالَمْ يَلْتَفِتْ، فَاِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا، وَآمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ مَعَهُ صُرَّةٌ مِنْ مِسْكٍ فِيْ عِصَابَةٍ كُلُّهُمْ يَجِدُ رِيْحَ الْمِسْكِ، وَاِنَّ خَلُوْفَ فَمِ الصَّائِمِ عِنْدَ اللّٰهِ اَطْيَبُ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَآمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَشَدُّوْا يَدَيْهِ اِلٰى عُنُقِهٖ وَقَرَّبُوْهُ لِيَضْرِبُوْا عُنُقَهُ فَقَالَ: هَلْ لَكُمْ اَنْ اَفْتَدِيَ نَفْسِيْ مِنْكُمْ؟ فَجَعَلَ يَفْتَدِيْ نَفْسَهُ مِنْهُمْ بِالْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ حَتّٰى فَكَّ نَفْسَهُ ـ وَآمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَثِيْرًا، وَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِيْ اَثَرِهٖ فَاَتٰى حِصْنًا حَصِيْنًا فَتَحَصَّنَ فِيْهِ وَاِنَّ الْعَبْدَ اَحْصَنُ مَايَكُوْنُ مِنَ الشَّيْطَانِ اِذَا كَانَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ، اَللّٰهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ بِالْجَمَاعَةِ، وَبِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالْهِجْرَةِ، وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَاِنَّهُ

ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، پس بیشک مشرک کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے اپنے خالص مال چاندی یا سونے کے عوض غلام خریدا، لیکن ہوا یوں کہ وہ غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے لیے کام کرنے لگا، اب تم میں سے کس کو یہ بات خوش کرے گی کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تم کو رزق دیا ہے، پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور میں تم کو نماز کا حکم دیتا ہوں، پس بیشک اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کے چہرے کی خاطر اس وقت تک متوجہ کیے رکھتے ہیں، جب تک وہ اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو، اس لیے جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہوا کرو، اور میں تمہیں روزوں کا حکم دیتا ہوں، ان کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو اور سارے لوگ کستوری کی خوشبو محسوس کر رہے ہوں، روزے دار کے منہ کی بدلی ہوئی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے، اور میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس کو اس کے دشمن نے قید کر کے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیتے ہوں اور اس کی گردن کاٹنے کے لیے اس کو قریب کر لیا ہو اور وہ آگے سے کہا: اگر میں اپنے نفس کے عوض اتنا فدیہ دے دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟ پھر اس نے کم مقدار اور زیادہ مقدار فدیہ دینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو بچا لیا، اور میں تم کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جس کا دشمن جلدی کرتے ہوئے اس کا تعاقب کر رہا ہو، لیکن وہ مضبوط قلعے میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا، اور بیشک بندہ شیطان سے سب سے زیادہ حفاظت میں اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے۔'' پھر رسول

مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، إِلَى أَنْ يَرْجِعَ، وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى؟ قَالَ: ((وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ، فَادْعُوْا الْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَمَّاهُمُ اللّٰهُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۰۲)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے، (وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:) جماعت، امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا، ہجرت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، پس جو آدمی ایک بالشت کے بقدر جماعت سے نکل گیا، اس نے واپس پلٹنے تک اپنی گردن سے اسلام کا معاہدہ اتار پھینکا اور جس نے جاہلیت کی پکار پکاری، وہ جہنم کی جماعت میں سے ہوگا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور یہ گمان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہے، پس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام سے پکارو، یعنی مسلمان، مؤمن، اللہ تعالیٰ کے بندے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ السُّدَاسِيَّاتِ

سداسیات کا بیان

تَنْبِيه: ......سداسیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں چھ چھ امور کا ذکر ہے۔

(۹۶۲۸)۔ عَنْ عَيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ نَعُوْدُهُ مِنْ شَكْوًى أَصَابَهُ، وَامْرَأَتُهُ تُحَيْفَةُ قَاعِدَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ، قُلْتُ: كَيْفَ بَاتَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ؟ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ بَاتَ بِأَجْرٍ، فَقَالَ أَبُوْعُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ: مَا بِتُّ بِأَجْرٍ، وَكَانَ مُقْبِلًا بِوَجْهِهِ عَلَى الْحَائِطِ، فَأَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: أَلَا تَسْأَلُوْنَنِي عَمَّا قُلْتُ؟ قَالُوْا: مَا أَعْجَبَنَا مَا قُلْتَ، فَنَسْأَلُكَ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ

عیاض بن غطیف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لیے گئے، وہ بیمار تھے اور ان کی بیوی تُحیفہ ان کے سر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، میں نے پوچھا: سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی رات کیسے گزری ہے؟ اس خاتون نے کہا: اللہ کی قسم! انھوں نے اجر وثواب کے ساتھ رات گزاری ہے، لیکن اُدھر سے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خود کہا: میں نے اجر کے ساتھ نہیں گزاری، جبکہ وہ دیوار کی طرف رخ کیے ہوئے تھے، پھر وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: جو بات میں نے کہی ہے، تم لوگ اس کے بارے میں سوال کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: تم نے کوئی قابل تعجب بات ہی

(۹۶۲۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه النسائي: ٤/ ١٦٧ (انظر: ١٦٩٠)

اَنْفَقَ نَفَقَةً فَاضِلَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَبْعُمَائِةٍ، وَمَنْ اَنْفَقَ عَلَى نَفْسِهِ، وَاَهْلِهِ، اَوْ عَادَ مَرِیْضًا اَوْ مَازَ اَذًى، فَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، مَالَمْ یَخْرِقْهَا، وَمَنِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِبَلَاءٍ فِیْ جَسَدِهِ فَهُوَ لَهُ حِطَّةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۶۹۰)

نہیں کی کہ ہم اس کے بارے میں سوال کریں، پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے زائد چیز اللہ کی پناہ میں خرچ کی، اس کو سات سو گنا ثواب ملے گا، اور جس نے اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا، یا کسی مریض کی تیمار داری کی، کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دی تو اس کو اس نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور روزہ ڈھال ہے، لیکن جب تک وہ روزے دار اسے پھاڑ نہ لے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کی آزمائش کے ذریعے آزمایا تو اس تکلیف سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فوائد: ...... روزے کو پھاڑنے سے مراد یہ ہے کہ غیبت اور دوسرے گناہوں کے ذریعے اس کو زخمی اور متاثر کر دیا جائے، جیسے ڈھال میں سوراخ ہو جائے۔

بَابُ السَّدَاسِیَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ
عدد سے ابتداء ہونے والی سداسیات کا بیان

(۹۶۲۹)۔ عَنْ عَلِیٍّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ مِنَ الْمَعْرُوْفِ سِتٌّ، یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهُ، وَیُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ، وَیَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ، وَیُجِیْبُهُ اِذَا دَعَاهُ، وَیَشْهَدُهُ اِذَا تُوُفِّیَ، وَیُحِبُّ لَهُ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ، وَیَنْصَحُ لَهُ بِالْغَیْبِ۔)) (مسند احمد: ۶۷۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر نیکی کی صورت میں چھ حقوق ہیں، جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے، جب وہ چھینکے تو ''یَرْحَمُكَ اللّٰه'' کہے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب وہ اس کو دعوت دے تو قبول کرے، جب وہ فوت ہو جائے تو نماز جنازہ میں شرکت کرے، جو کچھ اپنے لیے پسند کرے، وہ اس کے لیے بھی پسند کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔''

(۹۶۳۰)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اُصْدُقُوْا اِذَا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ بولو

(۹۶۲۹) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۱۴۳۳، والترمذی: ۲۷۳۶ (انظر: ۶۷۳)
(۹۶۳۰) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن حبان: ۲۷۱، والحاکم: ۴/ ۳۵۸، والبیهقی: ۶/ ۲۸۸ (انظر: ۲۲۷۵۷)

حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُمْ وَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٣١٣٧)

(۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔''

(٩٦٣١)۔ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاَعْمَالُ سِتَّةٌ وَالنَّاسُ اَرْبَعَةٌ، فَمُوْجِبَتَانِ، وَمِثْلٌ بِمِثْلٍ، وَحَسَنَةٌ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَحَسَنَةٌ بِسَبْعِمَائِةٍ، فَاَمَّا الْمُوْجِبَتَانِ فَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً دَخَلَ النَّارَ، وَاَمَّا مِثْلٌ بِمِثْلٍ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ حَتّٰى يَشْعُرَهَا قَلْبُهُ وَيَعْلَمَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً كُتِبَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةً، وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَبِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَمَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَحَسَنَةٌ بِسَبْعِمِائَةٍ، وَاَمَّا النَّاسُ فَمُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ، وَمَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا، مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ، وَمَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩١٠٧)

سیدنا خریم بن فاتک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال چھ ہیں اور لوگ چار ہیں، دو واجب کرنے والے ہیں، دو ہم مثل ہیں، ایک نیکی دس گناہ ہے اور ایک نیکی سات سو گنا ہے، دو واجب کرنے والے یہ ہیں: جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو، جنت میں داخل ہو گیا اور جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ دو ہم مثل یہ ہیں: جس نے نیکی کرنے کا اتنا ارادہ کیا کہ اس کے دل کو سمجھ آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جان لیا تو اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو ایک برائی کرے گا، اس کی ایک برائی ہی لکھی جائے گی، جو ایک نیکی کرے گا، اس کو ثواب دس گنا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر کے ایک نیکی کرے گا، اس کا اجر سات سو گنا ہوگا، رہا مسئلہ لوگوں کا، تو جس پر دنیا میں وسعت کی جائے گی، آخرت میں اس پر تنگی کی جائے گی، جس پر دنیا میں تنگی کی جائے گی، آخرت میں اس پر وسعت پیدا کی جائے گی اور بعض ایسے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان پر وسعت اختیار کی جائے گی۔''

فوائد: ......آخری جملے میں مذکورہ وسعت سے مراد وہ مال و دولت وغیرہ ہے، جس کے ساتھ شریعت کا حق ادا نہ کیا گیا ہو، اسی طرح جو آدمی دنیا میں تنگی میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس آزمائش میں شریعت کے تقاضے پورے کرے۔

آخری جملے میں (اما الناس......) لوگوں کی چار قسمیں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ مال دار ہیں لیکن اس کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہے تو آخرت میں ان پر تنگی ہوگی۔

(٩٦٣١) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤١٥١، والحاكم: ٢/ ٨٧، وأخرجه مختصرا الترمذي: ١٦٢٥ (انظر: ١٨٩٠٠)

۲۔ دنیا میں مالی لحاظ سے تنگی والے لیکن آخرت میں ان کے لیے فراخی ہوگی کیونکہ وہ مالی لحاظ سے تنگ دست ہونے کے باوصف اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔

۳۔ دنیا میں فقیر ومحتاج اور اللہ کے نافرمان، اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے آخرت میں تنگی والے۔

۴۔ دنیا میں مالدار اور اللہ کے مطیع اور صحیح مسلم، ان کے لیے آخرت میں فراخی ہی فراخی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ السُّبَاعِیَّاتِ

سباعیات کا بیان

تنبیه:......سباعیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں سات سات امور کا ذکر ہے۔

(۹۶۳۲)۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ، اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِیْ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اَخْفَاهَا لَا تَعْلَمُ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ اِلٰی نَفْسِهَا، فَقَالَ: اَنَا اَخَافُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۹۶۶۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس دن سات قسم کے افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن صرف اسی کا سایہ ہو گا، (۱) منصف حکمران، (۲) وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا، (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہو، (۴) وہ دو آدمی جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کی، اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، (۵) وہ آدمی نے جس نے صدقہ کیا اور اس کو اس طرح چھپایا کہ جو کچھ اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا، اس کے بائیں ہاتھ کو اس کا علم نہ ہوا، (۶) وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھیں بہہ پڑھیں اور (۷) وہ آدمی جس کو منصب اور حسن والی عورت نے اپنے وجود یعنی برائی کی دعوت دی، لیکن اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔''

فوائد:......اگر آدمی غور کرے تو اس حدیثِ مبارکہ میں بیشتر اعمال بہت آسان ہیں۔

(۹۶۳۳)۔ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع کیا، آپ ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا، وہ یہ تھیں:

(۹۶۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۶۰، ۱۴۲۳، ومسلم: ۱۰۳۱ (انظر: ۹۶۶۵)

(۹۶۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۶۵۰، ۵۸۶۳، ومسلم: ۲۰۶۶ (انظر: ۱۸۵۰۴)

سَبْعٍ، قَالَ فَذَكَرَ: ((مَا أَمَرَهُمْ بِهِ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، أَوْ قَالَ: حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالْمِيثَرَةِ، وَالْقَسِّيِّ۔)) (مسند احمد: ۱۸٦۹۸)

بیمار کی تیمارداری کرنا، جنازوں میں شرکت کرنا، چھینکنے والے کو "يَرْحَمُكَ اللّٰه" کہنا، سلام کا جواب دینا، قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔ اور آپ ﷺ نے جن چیزوں سے منع فرمایا، وہ یہ تھیں: چاندی کے برتن، سونے کا کڑا، استبرق، ریشم، دیباج، ریشم و دیباج سے آراستہ سواری یا کشتی، قسی۔

فوائد:...... دیباج: ریشمی قیمتی کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہوتا ہے۔ استبرق سے مراد موٹا ریشم ہے۔
قسّی: یمن کی ایک بستی کا نام قَس ہے، اس میں ایک کپڑا تیار کیا جاتا ہے، اس پر ریشمی پٹیاں لگائی جاتی ہیں یا اس کا تانا یا اس کا بانا ریشم کا ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ کپڑا ریشم کی ملاوٹ کی وجہ سے حرام ہے۔

(۹٦۳٤)۔ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ثَلَاثٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ، وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ۔)) قَالَ: ((فَأَمَّا الثَّلَاثُ الَّذِيْ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ: فَإِنَّهُ مَا نَقَّصَ مَالَ عَبْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ بِمَظْلِمَةٍ فَيَصْبِرُ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا عِزًّا، وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ لَهُ بَابَ فَقْرٍ۔)) (وَأَمَّا الَّذِيْ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ) فَإِنَّهُ قَالَ: ((إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ، عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ حَقَّهُ، قَالَ: فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، قَالَ: فَهُوَ

سیدنا ابو کبشہ انماری ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں، پس اس کو یاد کرو۔'' وہ تین چیزیں، جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں، یہ ہیں: (۱) صدقہ بندے کے مال میں کمی نہیں کرتا، (۲) جس آدمی پر ظلم کیا جاتا ہے اور پھر وہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے اور (۳) جب بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اب میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اس کو یاد کر لو: دنیا صرف چار افراد کے لیے ہے، (۱) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی عطا کیا اور علم بھی اور وہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے اور اس سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے افضل مرتبے والا ہے، (۲) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، مال نہیں دیا، پس وہ نیک خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی

(۹٦۳٤) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الترمذی: ۲۳۲٥ (انظر: ۱۸۰۳۲)

يَقُوْلُ: لَوْكَانَ لِيْ مَالٌ عَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَان، قَالَ: فَأَجْرُهُمَا سِوَاءٌ.)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقَّهُ، فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ.)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِيْ مَالٌ لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ قَالَ: هِيَ نِيَّتُهُ فَوِزْرُهُمَا فِيْهِ سَوَاءٌ.)) (مسند احمد: ١٨١٩٤)

کی طرح نیک کام کرتا، ان دونوں کا اجر برابر ہے، (۳) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا، علم نہیں دیا، پس وہ اپنے مال کو بے تکا اور بغیر سوچے سمجھے خرچ کرتا ہے اور اس کے بارے میں نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے گھٹیا مرتبے والا ہے، اور (۴) وہ آدمی جس کو نہ اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور نہ علم، لیکن اس گھٹیا آدمی کے کردار کو سامنے رکھ کر کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح کے کام کرتا، یہ اس کی نیت ہے اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔''

(٩٦٣٥)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: اَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِسَبْعٍ: اَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا اَنْظُرَ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ، وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ، وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَا اَسْاَلَ اَحَدًا شَيْئًا، وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا، وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَا اَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ (مسند احمد: ٢١٧٤٥)

سیدنا ابوذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے خلیل نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے قریب ہوا کروں، آپ ﷺ مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم تر افراد کی طرف دیکھوں اور اپنے سے اوپر والے کی طرف نہ دیکھوں، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں صلہ رحمی کروں، اگرچہ وہ پیٹھ پھیر رہی ہو، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ حق کہوں، اگرچہ وہ کڑوا ہو، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں کثرت سے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کا ذکر کروں، کیونکہ یہ عرش کے نیچے موجود ایک خزانے میں سے ہیں۔

(٩٦٣٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البيهقى: ١٠/ ٩١، وابن حبان: ٤٤٩، ووالطبرانى فى "الكبير": ١٦٤٨ (انظر: ٢١٤١٥)

بَابُ مَاجَاءَ فِيُ الثُّمَانِيَّاتِ
ثمانیات کا بیان

تَنْبِيه:......ثمانیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں آٹھ آٹھ امور کا ذکر ہے۔

(٩٦٣٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقٌ وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔)) قَالَ الرَّجُلُ: اَكْثَرْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلِيْنُ الْكَلَامِ، وَبَذْلُ الطَّعَامِ، وَسَمَاحٌ وَحُسْنُ خُلُقٍ۔)) قَالَ الرَّجُلُ: اُرِيْدُ كَلِمَةً وَاحِدَةً، قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ، فَلَا تَتَّهِمُ اللّٰهَ نَفْسَكَ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٦٧)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج مبرور۔'' اس بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو زیادہ چیزوں کا ذکر کردیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر نرم کلام کرنا، کھانا کھلانا، درگزر کرنا اور حسن اخلاق۔'' اس بندے نے کہا: میں تو صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلا جا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی سے بچانا۔''

فوائد: ......''اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی سے بچانا'' یعنی اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور پھر اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کرے، اس پر راضی ہو جا۔

ہم نے ترجمہ میں ''سَمَاح'' کا صرف ایک معنی ذکر کیا ہے، اس کے مزید معانی یہ ہیں: معاف کرنا، نرمی، چشم پوشی، فراخ دلی، سخاوت۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيُ الْعُشَارِيَّاتِ وَمَازَادَ عَنْهَا
عشاریات اور اس سے بھی زائد امور کا بیان

تَنْبِيه:......عشاریات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ میں ہیں، جن میں اسلام کے دس دس احکام کا ذکر ہے۔

(٩٦٣٧)۔ عَنْ اَبِيْ ظَبْيَةَ، قَالَ: اِنَّ شُرَحْبِيْلَ بْنَ السِّمْطِ دَعَا عَمْرَوبْنَ عَبَسَةَ السُّلَمِيَّ فَقَالَ: يَاابْنَ عَبَسَةَ هَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِيْ حَدِيْثًا

ابو ظبیہ کہتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: اے ابن عبسہ! کیا تم ایسی حدیث بیان کرسکتے ہو، جو تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے

(٩٦٣٦) تخريج: حديث محتمل للتحسين لشواهده (انظر: ١٧٨١٤)

(٩٦٣٧) تخريج: هذا الحديث يشتمل على الحديثين، الحديث الأول الى قوله: "يتناصرون من اجلي"، وهما صحيحان، دون قوله في الحديث الثاني "من ولد اسماعيل" (انظر: ١٩٤٣٨، ١٩٤٣٩)

سَمِعْتَهُ أَنْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْهِ تَزَيُّدٌ وَلَا كَذِبٌ، وَلَا تُحَدِّثُنِيْهِ عَنْ آخَرَ سَمِعَهُ مِنْهُ غَيْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَحَابُّوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَصَافَوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَزَاوَرُوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَنَاصَرُوْنَ مِنْ أَجْلِيْ۔)) وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَبَلَغَ مُخْطِئًا أَوْ مُصِيْبًا فَلَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَرَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهِيَ لَهُ نُوْرٌ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَكُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْمُعْتَقِ بِعُضْوٍ مِنَ الْمُعْتِقِ فِدَاءٌ لَهُ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ اِمْرَأَةً مُسْلِمَةً فَكُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْمُعْتَقَةِ بِعُضْوٍ مِنَ الْمُعْتِقَةِ فِدَاءٌ لَهَا مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَدَّمَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ صُلْبِهِ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوْا الْحِنْثَ أَوِ امْرَأَةٌ فَهُمْ لَهُ سُتْرَةٌ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ إِلٰى وَضُوْءٍ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ فَأَحْصَى الْوُضُوْءَ إِلٰى أَمَاكِنِهِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَوْ خَطِيْئَةٍ لَهُ، فَإِنْ قَامَ إِلَى

اور اس میں کسی زیادتی اور جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو، نیز تم نے وہ حدیث کسی اور آدمی سے بیان نہیں کرنی، جو اُس نے سنی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی، جو میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ خالص تعلق رکھتے ہیں، میری محبت میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی، میری محبت میری وجہ سے خرچ کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی اور میری محبت میری وجہ سے ایک دوسروں کی مدد کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی۔“ پھر سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے اللہ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ نشانے پر لگا یا نہ لگا، اسے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، جو آدمی اللہ کے راستے میں بوڑھا ہوگیا تو یہ عمل اس کے لیے نور ہوگا، جس مسلمان نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو آزاد شدہ کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو آگ سے آزاد ہو جائے گا، جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو آزاد شدہ عورت کے ہر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو جہنم سے آزاد ہو جائے گا، جس مسلمان مرد یا عورت نے اپنی اولاد میں سے تین نابالغ بچے آگے بھیج دیے (یعنی فوت ہو گئے) تو وہ اس کے لیے آگ کے سامنے آڑ بن جائیں گے (یعنی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا)، جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کرنے کے لیے اٹھا اور اس نے وضو کے پانی کو اس کی جگہ تک پہنچایا تو وہ ہر گناہ یا خطا سے پاک ہو جائے گا۔ اب اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو

الصَّلَاةِ رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا۔)) فَقَالَ شُرَحْبِيلُ بْنُ السِّمْطِ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا ابْنَ عَبَسَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَوْ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ أَوْ سِتٍّ أَوْ سَبْعٍ فَانْتَهٰى عِنْدَ سَبْعٍ مَا حَلَفْتُ، يَعْنِي مَا بَالَيْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي عَدَدَ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٦٦٢)

اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرے گا اور اگر ویسے ہی بیٹھ جاتا ہے تو (گناہوں سے) پاک ہو کر بیٹھے گا۔'' شرحبیل نے تصدیق کرنے کے لیے کہا: اے ابن عبسہ! کیا تم نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات یا آٹھ یا نو دفعہ سنی ہوتی تو میں قسم نہ اٹھاتا، یعنی کسی آدمی کو یہ بیان نہ کرنے میں کوئی پرواہ نہ کرتا، اللہ کی قسم! بات یہ ہے کہ مجھے وہ تعداد ہی یاد نہیں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کتنی دفعہ یہ حدیث سنی تھی۔

فوائد: ......اس قسم کی احادیث مبارکہ اس لائق ہیں کہ ان کو بار بار پڑھا جائے، ان میں مذکورہ امور پر غور کیا جائے اور ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

(٩٦٣٨)۔ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَعْرُوفِ فَقَالَ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُعْطِيَ صِلَةَ الْحَبْلِ، وَلَوْ أَنْ تُعْطِيَ شِسْعَ النَّعْلِ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَلَوْ أَنْ تُنَحِّيَ الشَّيْءَ مِنْ طَرِيقِ النَّاسِ يُؤْذِيهِمْ، وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ وَوَجْهُكَ إِلَيْهِ مُنْطَلِقٌ، وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ، وَلَوْ أَنْ تُؤْنِسَ الْوَحْشَانَ فِي الْأَرْضِ، وَإِنْ سَبَّكَ رَجُلٌ بِشَيْءٍ يَعْلَمُهُ فِيكَ وَأَنْتَ تَعْلَمُ

ابو تمیمہ ہجیمی اپنی قوم کے آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ کے کسی راستے میں رسول اللہ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نیکی سر انجام دینے کو معمولی خیال نہ کرنا، اگرچہ (وہ نیکی یہ ہو کہ تو کسی کو) رسی کا عطیہ دے دے، کسی کو جوتے کا تسمہ ہبہ کر دے، اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈال دے، لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دے، اپنے بھائی کو خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، اپنے بھائی سے ملاقات کرتے وقت سلام کہہ دے، خوف و گھبراہٹ میں مبتلا آدمی کا دل بہلا دے، اگر کوئی آدمی تیری کسی ایسی خامی کی بنا پر تجھے برا بھلا کہے، جس کو وہ جانتا ہے تو تو اس کو اس کے عیب کی بنا پر برا بھلا مت کہے، اس کاروائی کا اجر تیرے لیے

(٩٦٣٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٠٨٤، والترمذي: ٢٧٢٢ (انظر: ١٥٩٥٥)

فِيهِ نَحْوَهُ فَلاتَسُبَّهُ فَيَكُوْنَ اَجْرُهُ لَكَ وَوِزْرُهُ عَلَيْهِ، وَمَاسَرَّ اُذُنَكَ اَنْ تَسْمَعَهُ فَاعْمَلْ بِهِ، وَمَا سَاءَ اُذُنَكَ اَنْ تَسْمَعَهُ فَاجْتَنِبْهُ۔))

ہوگا اور گناہ اس پر ہوگا، تیرا کان جس چیز کو سننا پسند کریں، اس پر عمل کر اور تیرے کان کو جس چیز کو سننا برا لگے، اس سے اجتناب کر۔''

(مسند احمد: ١٦٠٥١)

فوائد: ......نیکی نیکی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سب سے قیمتی چیز ہے، اس کا تعلق بظاہر معمولی امور سے ہو یا غیر معمولی امور سے، اس لیے کسی نیکی کو کم اہمیت سمجھ کر نہ چھوڑا جائے۔

(٩٦٣٩)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: اتَّزِرُوْا، وَارْتَدُوْا، وَانْتَعِلُوْا، وَاَلْقُوْا الْخِفَافَ وَالسَّرَاوِيْلَاتِ، وَالْقُوْا الرُّكُبَ، وَانْزُوْا نَزْوًا، وَعَلَيْكُمْ بِالْمَعَدِّيَّةِ، وَارْمُوْا الْاَغْرَاضَ، وَذَرُوْا التَّنَعُّمَ وَزِيَّ الْعَجَمِ، وَاِيَّاكُمْ وَالْحَرِيْرَ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، وَقَالَ: ((لَا تَلْبَسُوْا مِنَ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا۔)) وَاَشَارَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاِصْبَعَيْهِ۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: تہبند باندھا کرو، چادر اوڑھا کرو اور جوتے پہنا کرو اور موزوں اور شلواروں کو ترک کر دو، اسی طرح (سواریوں سے) رکاب بھی پھینک دو اور کود کر چڑھا کرو، معد بن عدنان کی طرح کی زندگی گزارو، نشانوں پر تیر پھینکا کرو، عیش پرستی اور عجموں کے فیشن اپنانے سے بچو اور ریشم سے بھی دور رہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم نہ پہنا کرو، مگر اتنا۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

(مسند احمد: ٣٠١)

فوائد: ......موزے اور شلوار پہننا جائز ہیں، درج ذیل حدیث پر غور کریں:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَشْيَخَةٍ مِنْ الْأَنْصَارِ بِيضٌ لِحَاهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! حَمِّرُوا وَصَفِّرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَسَرْوَلُونَ وَلَا يَأْتَزِرُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَرْوَلُوا وَائْتَزِرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَخَفَّفُونَ وَلَا يَنْتَعِلُونَ، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَتَخَفَّفُوا وَانْتَعِلُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّونَ عَثَانِينَهُمْ وَيُوَفِّرُونَ سِبَالَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُصُّوا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوا عَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) ...... نبی کریم ﷺ انصار کے عمر رسیدہ لوگوں پر داخل

(٩٦٣٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه من قوله واياكم والتنعّم الى آخره: البخارى: ٥٨٢٩، ومسلم: ٢٠٦٩ (انظر: ٣٠١)

ہوئے، ان کی داڑھیاں سفید ہو چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار کے گروہ! اپنی داڑھیوں کو سرخ اور زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب شلواریں پہنتے ہیں، تہبند نہیں پہنتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم شلواریں بھی پہنو اور تہبند بھی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب موزے پہنتے ہیں اور جوتے نہیں پہنتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم موزے بھی پہنو اور جوتے بھی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب اپنی داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ''تم اپنی مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' (مسند احمد: ۲۲۶۳۹)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قوت اور نشاط برقرار رکھنے کے لیے رکاب کے استعمال سے منع کیا۔

معد بن عدنان، عربوں کا دادا تھا، یہ تنگ دستی اور سختی والی زندگی گزارنے والا تھا، اس جملے میں دراصل خوش عیشی سے منع کیا جا رہا ہے، جس کی مفسدت ظاہر ہیں۔

مختلف شارحین نے عجموں کی مختلف قبیح عادتیں بیان کی ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

عورتوں کا سینے اور سر کو ننگا رکھنا، سرخ رنگ کی گدیاں اور لباس اور گدیوں کے لیے ریشم استعمال کرنا، عمدہ اور باریک لباسوں کا اظہار کرنا، تنگ لباس پہننا، خوشحالی اور عیش پرستی پر بہت توجہ دینا۔

اصل قانون یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی شریعت میں تمام عبادات اور جائز و ناجائز معاملات کا تعین کر دیا ہے، بس ان ہی کا پابند رہا جائے، نیز آپ ﷺ کے زمانے میں عربوں اور عجمیوں کی تہذیبوں میں واضح فروق تھے، اب تو عربوں کی عیش پرستی اور معصیتوں کا سلسلہ بھی بہت آگے بڑھ گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النِّسَاءِ وَمَا يُدْخِلُهُنَّ الْجَنَّةَ

عورتوں اور ان کو جنت میں داخل کرنے والے اعمال کا بیان

(۹٦٤٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيْلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ۔)) (مسند احمد: ١٦٦١)

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت پانچ نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو اس سے کہا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے چاہتی ہے، داخل ہو جا۔''

فوائد: ......خواتین کی ذمہ داریاں مردوں کی بہ نسبت بہت کم ہیں، پس ہونا یہ چاہیے تھا کہ مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ کامیاب ہونے والی ہوتیں، لیکن یہ ان کی نااہلی ہے کہ معاملہ اس کے الٹ ثابت ہوا اور آپ ﷺ نے خواتین کی

(٩٦٤٠) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٦٦١)

اکثریت کو جہنم میں دیکھا۔ مسلم عورتوں کو چاہیے کہ وہ آخرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں اور حقوق ادا کریں۔

(۹۶٤۱)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ اِمْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ وَمَعَهَا صَبِيَّانِ لَهَا، فَأَعْطَاهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ أَحَدَ الصَّبِيَّيْنِ بَكَى، قَالَ: فَشَقَّتْهَا فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدٍ نِصْفًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ رَحِيْمَاتٌ بِأَوْلَادِهِنَّ، لَوْلَا مَا يَصْنَعْنَ بِأَزْوَاجِهِنَّ لَدَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۲٦)

سیدنا ابو امامہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ‌سے مروی ہے کہ ایک خاتون، نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌کے پاس آئی اور آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌سے سوال کیا، جبکہ اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌نے اس کو تین کھجوریں دیں، اس نے ہر بچے کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جب ایک بچہ رونے لگا تو اس نے تیسری کھجور بھی دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر ایک آدھی آدھی دے دی، رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌نے فرمایا: ''بچوں کو پیٹ میں اٹھانے والی، پھر جنم دینے والی اور پھر ان سے شفقت کرنے والی، یہ خواتین جو کچھ اپنے خاوندوں کے ساتھ کر جاتی ہیں، اگر یہ چیز نہ ہوتی تو نمازی عورتوں نے جنت میں داخل ہو جانا تھا۔''

(۹۶٤۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ اِمْرَأَةٌ، وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا تَحْمِلُهُ وَبِيَدِهَا آخَرُ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَسْأَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا يَوْمَئِذٍ إِلَّا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: ((حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ۔)) اَلْحَدِيْثَ (مسند احمد: ۲۲۵۷۲)

(دوسری سند) ایک خاتون، نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌کے پاس آئی، ایک بچہ اس نے اٹھایا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں دوسرا بچہ تھا، میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ بھی کہا کہ وہ عورت حاملہ بھی تھی اس نے رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌سے جو چیز مانگی، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌نے اس کو دے دی، پھر آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ‌نے فرمایا: ''بچوں کو پیٹ میں اٹھانے والیاں، پھر ان کو جنم دینے والیاں، ......۔''

فوائد: ...... بہرحال دیکھا یہ گیا ہے کہ خواتین کی اکثریت اپنے خاوندوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتیں۔ اگرچہ یہ جملہ عورتوں کو اچھا نہیں لگے گا اور وہ فوراً مردوں پر اعتراض کرنا شروع کر دیں گی، لیکن یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اس وقت ہمارا موضوع خواتین کی ذمہ داریاں ہیں اور ہم ان کے منفی اور مثبت پہلو کو بیان کر رہے ہیں، ویسے تو میاں بیوی میں سے ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ وہی درست ہے، غلطی دوسرے کی ہے، لیکن ہر ایک کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں اور دوسروں کے حقوق کو سمجھنا چاہیے، دیکھیں حدیث نمبر (۹۶۴۴) میں خواتین کی اکثریت کے جہنمی ہونے کا ایک سبب خاوندوں کی ناشکری کو قرار دیا گیا ہے۔

(۹٦٤۱) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، فهو منقطع بين سالم بن ابى الجعد وابى امامة، أخرجه الحاكم: ٤/ ۱۷٤، وأخرجه بنحوه ابن ماجه: ۲۰۱۳ (انظر: ۲۲۱۷۳)

(۹٦٤۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹٦٤٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ يَوْمًا فَأَتَى النِّسَاءَ فِي الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! مَارَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عُقُوْلٍ وَدِيْنٍ أَذْهَبَ لِقُلُوْبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ، فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَقَرَّبْنَ إِلَى اللّٰهِ مَااسْتَطَعْتُنَّ۔)) وَكَانَ فِي النِّسَاءِ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَأَخْبَرَتْهُ بِمَا سَمِعَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَخَذَتْ حُلِيًّا لَهَا، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ: فَأَيْنَ تَذْهَبِيْنَ بِهٰذَا الْحُلِيِّ؟ فَقَالَتْ: أَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهِ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَقَالَ: وَيْلَكِ هَلُمِّيْ فَتَصَدَّقِي بِهِ عَلَيَّ وَعَلَى وَلَدِيْ فَإِنَّا لَهُ مَوْضِعٌ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ حَتّٰى أَذْهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَتْ تَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ: هٰذِهِ زَيْنَبُ تَسْتَأْذِنُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَيُّ الزَّيَانِبِ هِيَ؟)) فَقَالُوْا: امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ: ((ائْذَنُوْا لَهَا۔)) فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ مَقَالَةً، فَرَجَعْتُ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَحَدَّثْتُهُ وَأَخَذْتُ حُلِيًّا أَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكَ رَجَاءَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَقَالَ لِي ابْنُ مَسْعُوْدٍ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوئے، مسجد میں موجود عورتوں کے پاس آئے، ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''عورتوں کی جماعت! میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی، لہٰذا حسبِ استطاعت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔'' عورتوں میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی موجود تھی، اس نے اپنے خاوند کو آپ ﷺ سے سنی ہوئی باتوں کی اطلاع دی اور اپنا زیور لے کر نکل پڑی، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زیور لے کر کہاں جا رہی ہے؟ اس نے کہا: اس کے ذریعے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرنا چاہتی ہوں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم والوں میں نہ بنائے، انھوں نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، اِدھر آ اور مجھ پر اور میرے بچوں پر صدقہ کر، ہم اس کا بہترین مصرف ہیں، اس نے کہا: اللہ کی قسم! اس وقت تک نہیں، جب تک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جاؤں، پس وہ چلی گئی اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، لوگوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ زینب آئی ہے اور آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگ رہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون سی زینب ہے؟'' لوگوں نے کہا؛ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اجازت دے دو۔'' پس وہ آپ ﷺ کے پاس گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میں نے آپ سے بات سنی، پھر میں اپنے خاوند سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف گئی، ان کو یہ حدیث بیان کی اور اس نیت سے اپنا زیور لے کر چل پڑی کہ اس کے

(۹٦٤٣) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۰ (انظر: ۸۸٦۲)

تَصَدَّقِي بِهِ عَلَيَّ وَعَلَى وَلَدِي فَإِنَّا لَهُ مَوْضِعٌ، فَقُلْتُ: حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَصَدَّقِي بِهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى بَنِيهِ فَإِنَّهُمْ لَهُ مَوْضِعٌ۔)) ثُمَّ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَاسَمِعْتُ مِنْكَ حِينَ وَقَفْتَ عَلَيْنَا، ((مَارَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عُقُولٍ قَطُّ وَلَا دِينٍ أَذْهَبَ بِقُلُوبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ۔)) قَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعُقُولِنَا؟ فَقَالَ: ((أَمَّا مَاذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ دِينِكُنَّ، فَالْحَيْضَةُ الَّتِي تُصِيبُكُنَّ، تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَمْكُثَ، لَاتُصَلِّي وَلَا تَصُومُ، فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِكُنَّ، وَأَمَّا مَاذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ عُقُولِكُنَّ، فَشَهَادَتُكُنَّ، إِنَّمَا شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ شَهَادَةٍ۔)) (مسند احمد: ٨٨٤٩)

ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرتی ہوں، اس امید میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم والوں میں سے نہ بنائے، لیکن ابن مسعود نے مجھے کہا: مجھ پر اور میرے بچوں پر صدقہ کر، ہم اس کے مستحق ہیں، میں نے کہا: جی میں پہلے نبی کریم ﷺ سے اجازت لے لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسی پر اور اس کے بیٹوں پر صدقہ کر دے، وہی اس کے مستحق ہیں۔'' پھر اس خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ صبح ہمارے پاس آئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔'' اے اللہ کے رسول! گزارش یہ ہے کہ ہمارے دین اور عقل کی کمی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جو نقصانِ دین کی بات کی، وہ یہ ہے کہ تم میں سے جب کسی کو حیض آتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نماز پڑھنے سے اور روزے رکھنے سے رکی رہتی ہے، اس سے دین میں کمی آجاتی ہے اور میں نے جو عقل کی کمی کی بات کی ہے تو وہ تمہاری گواہی کا مسئلہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی کو مرد کی نصف شہادت کے برابر قرار دیا گیا ہے۔''

فوائد: ...... نقص میں عورتوں کا کوئی قصور نہیں، لیکن ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (سورۂ مائدہ: ٥٤) ...... ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کر دیتا ہے۔'' اس قانونِ ربانی کے تحت مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور ان میں ایسی صفات ودیعت کر دی گئیں جن سے عورتیں محروم ہیں۔ بہرحال عورت ہو یا مرد ہر ایک اپنے قول وکردار کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بنتا ہے۔ میدان کھلا ہے، جو چاہے، جیسے چاہے، زندگی گزار لے۔ اگر حشر کے میدان میں جوابدہی کا احساس پیدا کر لے تو کامیاب ہو جائے گا۔

(٩٦٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو اور کثرت سے

(٩٦٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٩ (انظر: ٥٣٤٣)

وَاَكْثِرْنَ، فَاِنِّی رَاَیْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ لِكَثْرَةِ اللَّعْنِ وَكُفْرِ الْعَشِیْرِ، مَارَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لَبٍّ مِنْكُنَّ۔)) قَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَانُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ؟ قَالَ: ((اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَ الدِّیْنِ، فَشَهَادَةُ امْرَاَتَیْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ، وَتَمْكُثُ اللَّیَالِیَ لَاتُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ۔)) (مسند احمد: ٥٣٤٣)

کرو، کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جہنم کی اکثریت تم ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ تم لعن طعن اور خاوند کی ناشکری بہت زیادہ کرتی ہو، میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا۔'' ایک خاتون نے کہا: ہمارے عقل اور دین کی کمی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقل اور دین کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے، یہ عقل کا نقص ہے اور عورت حیض کے دنوں میں نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں روزے نہیں رکھتی، یہ دین کا نقص ہے۔''

فوائد: ......خواتین کا کثرت سے لعن طعن کرنا، اس کا سبب یہ ہے کہ وہ کسی سے راضی یا ناراض ہونے یا کسی کو اچھا یا برا سمجھنے میں معیار اپنی سمجھ اور ذات کو قرار دیتی ہیں اور اس معاملے میں انتہائی قریبی رشتہ دار کو ٹھکرا دیتی ہیں اور دور کے رشتہ داروں، بلکہ اجنبی لوگوں کی تعریف کرنے لگتی ہیں، جس نے خوشی کے موقع پر کسی کے بچے کو پانچ سو روپیہ دے دیا، وہ جنتی بن جائے گا اور جس نے کسی خاتون کے بچے یا والدین وغیرہ کے بارے میں قابل اعتراض بات کر دی، بس وہ اپنی خیر منائے، جبکہ شرعی تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کے مثبت اور منفی پہلو، دونوں پر غور کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ مثبت پہلو ہی غالب رہے۔

(٩٦٤٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَقُوْلُ: ((یَانِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلم عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔''

فوائد: ......ان گھروں والے افراد میں بڑی محبت پائی جاتی ہے، جو اس حدیثِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی قیمتی چیز پکائی جائے تو گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمسائیوں کی دینے کی گنجائش ہی نہیں ہے، جب کوئی عام چیز پکائی جاتی ہے تو اس کو ہمسائے کے مناسب سمجھا جاتا ہے، آہستہ آہستہ تعلق کم ہوتا رہتا ہے اور بالآخر کسی کو اس کے ہمسائے کی خوشی اور دکھ کا کوئی احساس ہی نہیں رہتا، جبکہ ہمسائیوں کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔

(٩٦٤٦)۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ مُعَاذِنِ الْاَشْهَلِیِّ،

عمرو بن معاذ اشہلی اپنی جدہ سے اسی طرح کی حدیث نبوی

(٩٦٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٦٦ (انظر: ١٠٤٠٢)

(٩٦٤٦) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه مالك في "الموطا": ٢/ ٩٩٦، والدارمي: ١/ ٣٩٥ (انظر: ١٦٦١١)

عَنْ جَدَّتِهِ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ، اِلَّا اَنَّ فِیْهِ: ((وَلَوْ كُرَاعُ شَاةٍ مُحْرَقٌ۔)) (مسند احمد: ١٦٧٢٨)

بیان کرتے ہیں، البتہ اس میں ہے: ''اگر چہ وہ بکری کا جلا ہوا کم گوشت پنڈلی کا پتلا حصہ ہی کیوں نہ ہو۔''

(٩٦٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا خَيْرَ فِيْ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ، اَوْ فِيْ جَنَازَةِ قَتِيْلٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٨٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں ہے، ماسوائے مسجد کے یا شہید کے جنازے کے۔''

فوائد: ......مختلف اجتماعات میں خواتین کا آنا کیسا ہے؟ ہر اجتماع کی نوعیت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، مثلا: حج، عمرہ، نمازِ عیدین، مسجد میں نماز با جماعت، وغیرہ وغیرہ، ہر مسئلہ کی اس کے محل میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

(٩٦٤٨)۔ وَعَنْهَا اَيْضًا، قَالَتْ: اِسْتَاْذَنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الْجِهَادِ فَقَالَ: ((جِهَادُكُنَّ، اَوْ حَسْبُكُنَّ الْحَجُّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کے لیے جانے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا جہاد حج ہے یا تمہیں حج کافی ہے۔''

(٩٦٤٩)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((عَلَيْكُنَّ بِالْبَيْتِ فَاِنَّهُ جِهَادُكُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٩٧)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم بیت اللہ کو لازم پکڑو، یہی تمہارا جہاد ہے۔''

فوائد: ......خواتین، جہاد بالسیف کے حکم سے مستثنی ہیں، اتفاقا اور ضرورت کے پیش نظر کسی مسلم خاتون کا کسی کافر کو قتل کر دینا اور بات ہے، مزید اگلی حدیث دیکھیں۔

حج مشقت کے اعتبار سے جہاد سے ملتا جلتا عمل ہے، اس لیے یہ خواتین کے لیے حج کا حکم رکھتا ہے۔

(٩٦٥٠)۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، اَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ، قَالَتْ: كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ، فَقَدِمَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ

حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں: ہم اپنی نوجوان عورتوں کو نکلنے سے منع کرتی تھیں، ایک خاتون آئی، بنوخلف کے محل میں اتری اور یہ بیان کیا کہ اس کی بہن، ایک صحابی کی بیوی تھے، اس صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوے کیے تھے، میری

(٩٦٤٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه الطبراني فی "الاوسط": ٩٣٥٥(انظر: ٢٤٣٧٦)
(٩٦٤٨) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٨٧٥، ٢٨٧٦(انظر: ٢٤٣٨٣)
(٩٦٤٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(٩٦٥٠) تخريج: أخرجه البخاری: ١٦٥٢، ومسلم: ٨٩٠ (انظر: ٢٠٧٨٩)

تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَتْ أُخْتِيْ: غَزَوْتُ مَعَهُ سِتَّ غَزَوَاتٍ، قَالَتْ: كُنَّا نُدَاوِيْ الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى، فَسَأَلَتْ أُخْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هَلْ عَلٰى إِحْدَانَا بَأْسٌ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَّا تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ فَسَأَلَتْهَا، أَوْ سَأَلْنَاهَا هَلْ سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كَذَا وَكَذَا؟ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبَدًا، إِلَّا قَالَتْ: بِيَبَا، فَقَالَتْ: نَعَمْ بِيَبَا، قَالَ: ((لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ، أَوْ قَالَتْ: اَلْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ، وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَيَعْتَزِلْنَ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى)) فَقُلْتُ لِأُمِّ عَطِيَّةَ: اَلْحَائِضُ، فَقَالَتْ: أَوَ لَيْسَ يَشْهَدْنَ عَرَفَةَ، وَتَشْهَدُ كَذَا، وَتَشْهَدُ كَذَا۔ (مسند احمد: ۲۱۰۷۰)

بہن نے کہا: میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ چھ غزوے کیے، ہم زخمیوں کا علاج اور بیماروں کی نگہداشت کرتی تھیں، میری بہن نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: جس عورت کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو عید کے لیے نہ جانے کی صورت میں اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی سہیلی اس کو چادر دے دے اور وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شرکت کرے۔'' پھر جب سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو ہم نے ان سے سوال کیا کہ کیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے فرماتے ہوئے سنا تھا، انھوں نے کہا: جی ہاں، وہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو بِيَبَا کہتی تھیں، اس لیے انھوں نے کہا: بِيَبَا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نوجوان اور پردہ نشین، بلکہ حائضہ عورتیں بھی نکلیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، البتہ حائضہ خواتین جائے نماز سے دور رہیں۔'' میں نے سیدہ ام عطیہ سے کہا: حائضہ بھی؟ انھوں نے کہا: کیا حائضہ عورت حج کے موقع پر عرفہ اور فلاں فلاں مقام میں نہیں جاتی۔

فوائد:...... مجاہدین اور ان میں سے زخمی اور بیمار ہو جانے والے افراد کی خدمت کے لیے بعض خواتین جا سکتی ہے۔
''بِيَبَا'' کے معانی ہیں: میں ان پر اپنا باپ قربان کرتا ہوں یا میرا باپ ان پر قربان ہو۔

خَاتِمَةٌ فِيْ أَحَادِيْثَ جَرَتْ مَجْرَى الْمِثَالِ

خاتمہ: مثال کے طور پر بیان کی جانے والی باتیں

(۹٦٥۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: حَدَّثَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ

(۹٦٥۱) تخریج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد وللاختلاف عليه في وصله وارساله، والمرسل اشبه بالصواب، أخرجه الترمذي في "الشمائل": ۲٥۰، والبزار: ۲٤۷٥، وابويعلى: ٤٤٤۲ (انظر: ۲٥۲٤٤)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَائَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَدِيْثًا، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَ الْحَدِيْثَ حَدِيْثُ خُرَافَةَ، فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَاخُرَافَةُ؟ إِنَّ خُرَافَةَ كَانَ رَجُلًا مِنْ عُذْرَةَ اَسَرَتْهُ الْجِنُّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَكَثَ فِيْهِنَّ طَوِيْلًا، ثُمَّ رَدُّوْهُ إِلَى الْإِنْسِ، فَكَانَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا رَاٰى فِيْهِمْ مِنْ اَعَاجِيْبَ، فَقَالَ النَّاسُ: حَدِيْثُ خُرَافَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٥٨)

نے ایک رات اپنی بیویوں کو ایک بات بیان کی، ایک ام المؤمنین نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگ رہا ہے کہ یہ بات تو حدیثِ خرافہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کیا ہے؟ خرافہ عذرہ قبیلے کا آدمی تھا، جنوں نے اس کو جاہلیت میں قید کرلیا تھا، وہ کافی عرصہ تک جنوں میں رہا، پھر وہ اس کو انسانوں میں چھوڑ گئے تھے، تب وہ لوگوں کو جنوں کی عجیب عجیب باتیں بیان کرتا تھا، اس کو لوگ حدیثِ خرافہ کہتے تھے۔''

(٩٦٥٢)۔ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى، إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٠٢)

سیدنا ابو مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے جو کلام پہلے والی جاہلیت میں پایا، اس میں یہ بات بھی تھی: جب تو شرمائے نہیں تو جو چاہے کر گزر۔''

فوائد: ...... دیکھیں حدیث نمبر (۹۲۲۲) والا باب اور اس میں مذکورہ احادیث و فوائد۔

(٩٦٥٣)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ آخِرَ مَا تَعَلَّقَ بِهِ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٣٤)

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیکی صدقہ ہے، اور آخری چیز جو اہلِ جاہلیت نے نبوت کے کلام سے حاصل کی ہے، وہ یہ ہے: جب تو شرم و حیا کو چھوڑ دے تو جو چاہے کر گزر۔''

(٩٦٥٤)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُصُ إِلَّا الشَّرَّ، فَإِنَّهُ يُزَادُ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٣١)

سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کم ہو رہی ہے، ماسوائے شرّ کے، اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔''

(٩٦٥٢) تخريج: اسناده صحيح أخرجه ابوداود: ٤٧٩٧ (انظر: ٢٢٣٤٥م)

(٩٦٥٣) تخريج: اسناده صحيح على خلاف في صحابيه (انظر: ٢٣٤٤١)

(٩٦٥٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن مصعب، وابى بكر ابن ابى مريم، ولابهام الراوى عن ابى الدرداء (انظر: ٢٧٤٨٣)

فوائد: ...... مشاہدہ یہی ہے کہ شرّ بڑھ رہا ہے اور خیر کم ہوتی جا رہی ہے۔

(۹٦٥٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَرَاثَ الْخَبَرَ تَمَثَّلَ فِيْهِ بِبَيْتِ طَرَفَةَ ((وَيَأْتِيْكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ))۔ (مسند احمد: ٢٤٥٢٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ جب خبر آنے میں دیر ہوتی تو آپ طرفہ (بن عبد بکری) شاعر کا یہ مصرعہ پڑھتے: ''جس پر تو نے کچھ نہیں خرچا، وہ خبر لائے گا۔''

فوائد: ...... پورا شعر یوں ہے:

سَتُبْدِيْ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا
وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ

امام مبارکپوری نے اس شعر کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: سَتُظْهِرُ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ غَافِلًا عَنْهُ وَيَنْقُلُ لَكَ الْاَخْبَارَ مَنْ لَمْ تُعْطِهِ الزَّادَ...... (ایام ان چیزوں کو تیرے لیے ظاہر کر دیں گے، جن سے تو غافل ہے وہ لوگ تیرے پاس خبریں لائیں گے، جن کو تو نے زادِ راہ نہیں دیا)۔

(۹٦٥٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ٨٩١٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا نہیں جاتا۔''

فوائد: ...... یہ خبر بمعنی نہی ہے، یعنی مؤمن کو محتاط اور دور رس ہونا چاہیے، نہ کہ جذباتی،، غافل اور ناعاقبت اندیش، دینی معاملہ ہو یا دنیوی، ہر ایک اقدام کرتے وقت اس کے مثبت اور منفی پہلو پر غور کرنا چاہیے۔

(۹٦٥٧)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٣٦)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔''

فوائد: ...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب آدمی کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو نہ اس کو اس کے معائب نظر آتے ہیں اور نہ اس کو اس کی قباحتیں سنائی دیتی ہیں، بس وہ ہر وقت اس کے گن گاتے ہوئے نظر آتا ہے، مسلمان کو کبھی بھی اعتدال اور میانہ روی کی راہ سے دور نہیں ہونا چاہیے۔

(٩٦٥٥) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٧١٢، والنسائى فى "الكبرى": ١٠٨٣٤ (انظر: ٢٤٠٢٣)

(٩٦٥٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٦١٣٣، ومسلم: ٢٩٩٨ (انظر: ٨٩٢٨)

(٩٦٥٧) تخريج: صحيح موقوفا، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابى بكر بن ابى مريم، أخرجه ابو داود: ٥١٣٠ (انظر: ٢١٦٩٤)

(۹۶۵۸)۔ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ ، قَالَ: قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لِاَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَوْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ: لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ یَعْنِیْ حُذَیْفَةَ مَاسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ زَعَمُوْا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: ((بِئْسَ مَطِیَّةُ الرَّجُلِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۰۳)

ابو قلابہ کہتے ہیں: سیدنا ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے یا سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو عبد اللہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تو نے رسول اللہ ﷺ کو ''زَعَمُوْا'' کے متعلق کیا فرماتے سنا؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زَعَمُوْا'' آدمی کی بری سواری ہے، (یعنی برا تکیہ کلام ہے)۔''

فوائد: ...... ''زَعَمُوْا'' کے لفظی معانی یہ ہیں: انھوں نے گمان کیا، ان کا خیال ہے، انھوں نے جھوٹ بولا، انھوں نے کہا، انھوں نے بے حقیقت دعوی کیا، انھوں نے یقین رکھا۔

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کو وہی بات یا حدیث بیان کرنی چاہیے جس کے سچا ہونے کا یقین ہو، ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ۔)) ...... ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ جو سنے، اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔'' (مسلم)

چونکہ عصر حاضر میں لوگوں میں گپ شپ لگانے، باتوں کے بتنگڑ بنانے اور دنیا کے مختلف خطوں اور ان کے باسیوں کے تذکرے کرنے کی جنون کی حد تک رغبت پائی جاتی ہے، اس لیے وہ اپنی بات کو سہارا دینے کے لیے یوں کہتے ہیں: آج بازار میں یہ بات ہو رہی تھی، لوگوں کو یہ بات کہتے ہوئے سنا گیا ہے، فلاں اخبار میں اس قسم کی بات شائع ہوئی ہے۔ یہ انداز ''زَعَمُوْا'' کا مصداق ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں ''زَعَمُوْا'' کے کلمے کے استعمال کی مذمت کی گئی ہے، اگرچہ یہ ''قَالَ'' کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں جہاں مذموم اقوام کے مذمت والے امور کا تذکرہ کیا گیا، وہاں اس لفظ کا استعمال ہوا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا﴾ (سورۂ تغابن: ۷) اس کے بعد کہا گیا: ﴿بَلٰی وَ رَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ (سورۂ تغابن: ۷) اس قسم کی کئی آیات ہیں۔

امام طحاوی نے بعض آیات ذکر کرنے کے بعد کہا: ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے مذموم قوموں کے مذموم حالات اور ان کی جھوٹی باتوں کا ذکر کیا۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے اس چیز کو ناپسند کیا گیا ہے کہ وہ اخلاق و ادیان اور اقوال و افعال میں قابل مذمت لوگوں کی عادات کو اپنائیں۔ اہل ایمان کو تو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے اخلاق، ان کے قابل تعریف منہج اور سچے اقوال کو اسوہ بنائیں جو ایمان کی حالت میں سبقت لے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

امام بغوی نے ''شرح السنة: ۱۲/ ۳۶۲'' میں کہا: آپ ﷺ نے لفظ ''زَعَمُوْا'' کی مذمت اس لیے کی ہے،

(۹۶۵۸) تخریج: صحیح، قاله الالبانی (انظر: ۱۷۰۷۵)

کہ زیادہ تر اس لفظ کا استعمال ایسی باتوں کے لیے ہوتا ہے، جو زبانوں پر مشہور ہوتی ہیں، لیکن ان کی کوئی سند یا ثبوت نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے لفظ ''زَعَمُوا'' کو سواری سے تشبیہ دی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اس لفظ کے ذریعے اپنی مقصود بات تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حدیث میں بیانات و روایات میں تحقیق کرنے کا حکم دے رہے ہیں، یعنی اگر کوئی شخص حدیث بیان کرنا چاہتا ہے تو صرف ثقہ راویوں کی بیان کردہ احادیث روایت کرنی چاہئیں، وگرنہ وہ اس ارشادِ نبوی کا مصداق بن جائے گا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال ہو کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہوگا۔'' (صحیحہ: ٨٦٦)

(٩٦٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يَلْقَ الْأَلْوَاحَ، فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اطلاع دینا، مشاہدے کی طرح نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ اس کی قوم نے بچھڑے کے ساتھ یہ کچھ کر دیا ہے، تو انھوں نے تختیوں کو نہیں پھینکا، لیکن جب انھوں نے اپنی قوم کے کیے کو دیکھا تو پھر تختیاں ڈال دیں اور وہ ٹوٹ گئیں۔''

فوائد: ...... کوئی مانے یا نہ مانے، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان دیکھنے اور سننے میں فرق محسوس کرتا ہے، ابراہیم علیہ السلام کتنے جلیل القدر پیغمبر تھے، ہم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ ان کی ایمانی اور اعتقادی کیفیت و کمیت کیا ہوگی، لیکن انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔﴾ ...... ''اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ فرمایا اور کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں اور لیکن اس لیے کہ میرا دل پوری تسلی حاصل کر لے۔ فرمایا پھر چار پرندے پکڑ اور انھیں اپنے ساتھ مانوس کر لے، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دے، پھر انھیں بلا، دوڑتے ہوئے تیرے پاس آ جائیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ (سورۂ بقرہ: ٢٦٠)

مزید دیکھیں حدیث نمبر (١٠٣٨٠)

❁❁❁❁

(٩٦٥٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٢١، وابن حبان: ٦٢١٣ (انظر: ٢٤٤٧)

اَلْقِسْمُ الْخَامِسُ مِنَ الْكِتَابِ قِسْمُ التَّرْهِيْبِ

قسم پنجم: ترہیب

كِتَابُ الْكَبَائِرِ وَاَنْوَاعٍ اُخْرٰى مِنَ الْمَعَاصِيْ

کبیرہ گناہوں اور دوسری نافرمانیوں سے متعلقہ مسائل

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْمَعَاصِيْ مُطْلَقًا وَغَيْرَةِ اللّٰهِ عَلَى مُرْتَكِبِهَا

مطلق طور پر نافرمانیوں سے ڈرانے اور ان کا ارتکاب کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان

(٩٦٦٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَمَا تَغَارُ؟ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَغَارُ، وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ، وَمِنْ غَيْرَتِهِ نَهٰى عَنِ الْفَوَاحِشِ۔)) (مسند احمد: ٨٣٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا آپ غیرت نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بیشک میں غیرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور یہ اس کی غیرت کا ہی تقاضا ہے کہ اس نے گندے کاموں اور بدکاریوں سے منع کر دیا ہے۔''

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے حرام کردہ امور سے اجتناب کریں اور فرائض و مستحبات پر عمل کریں۔

(٩٦٦١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ يَغَارُ، وَاللّٰهُ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن بھی غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی غیرت کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی

(٩٦٦٠) تخريج: حديث صحيح أخرجه بنحوه مسلم: ١٤٩٨ (انظر: ٨٣٢١)

(٩٦٦١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٢٣، ومسلم: ٢٧٦١ (انظر: ٨٥١٩)

يَغَارُ، وَمِنْ غَيْرَةِ اللّٰهِ اَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ شَيْئًا حَرَّمَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٨٥٠٠)

غیرت کا تقاضا ہے کہ مؤمن وہ کام نہ کرے، جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔''

(٩٦٦٢)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنُ، مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، يَغَارُ يَغَارُ، وَاللّٰهُ اَشَدُّ غَيْرًا۔)) (مسند احمد: ٧٩٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن، مؤمن، غیرت کرتا ہے، غیرت کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت کرتا ہے۔''

(٩٦٦٣)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، وَاللّٰهِ! لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ، وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ، وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ، وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِدْحَةٌ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٨٣٥١)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی دیکھ لیا تو میں اس پر سیدھی تلوار چلاؤں گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں سعد کی غیرت سے تعجب ہو رہا ہے، اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے ظاہری اور باطنی گندے کاموں اور بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت کوئی ایسا نہیں ہے، جس کو عذر زیادہ پسند ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت کوئی ایسا نہیں ہے، جس کو تعریف زیادہ پسند ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔''

(٩٦٦٤)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيْرِيُّ، لَيْسَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلُهُ سَوَاءٌ، قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيْرِيُّ: لَيْسَ حَدِيْثٌ

(دوسری سند) عبید اللہ قواریری کہتے ہیں: یہ حدیث جہمیہ پر سب سے زیادہ سخت ہے: ''اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت کوئی ایسا نہیں ہے، جس کو تعریف زیادہ پسند ہو۔''

(٩٦٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٢٣، ومسلم: ٢٧٦١ (انظر: ٧٩٩٤)

(٩٦٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٤٦، ٧٤١٦، ومسلم: ١٤٩٩ (انظر: ١٨١٦٨)

(٩٦٦٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

اَشَدَّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَوْلُهُ:
((لَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِدْحَةً مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۸۳۵۳)

فوائد: ...... جہمیہ سے مراد جہنم بن صفوان کے پیروکار ہیں، ان کا ایک نظریہ یہ تھا کہ انسان نہ کسی چیز پر قدرت رکھتا ہے اور نہ وہ استطاعت سے متصف ہے، بلکہ وہ اپنے اقوال و افعال میں تقدیر کے سامنے مجبور ہے، اس معاملے میں اس کا ذاتی اختیار کوئی نہیں ہے۔

جہمیہ انسان کو مجبور محض سمجھتے ہیں۔ اگر آدمی مجبور محض ہو تو نہ اس کی تعریف ہو سکتی ہے اور نہ اسے جنت کی خوشخبری دینے کا کوئی فائدہ ہے۔ جبکہ حدیث میں اللہ کی طرف سے جنت کے وعدہ کا تذکرہ ہے۔ اس لیے یہ حدیث ان کے جبریہ نظریہ کے سخت خلاف ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۹۶۶۵)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا شَيْءَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲۷۴۸۲)

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں ہے۔''

(۹۶۶۶)۔ عَنْ زَيْنَبَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَوْمٍ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ۔)) وَحَلَّقَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ ﷺ: ((نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۹۵۸)

سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، جبکہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' عربوں کے لیے اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہے، جو قریب آ گئی ہے، آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، جب کہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں جب برائی عام ہو جائے گی۔''

فوائد: ...... یاجوج و ماجوج کا ظہور اس وقت ہوگا، جب عیسی علیہ السلام دوبارہ زمین میں اتریں گے، سوراخ کھلنے سے مراد یہ ہے کا یاجوج ماجوج کا زمانہ قریب آ چکا ہے۔

(۹۶۶۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، تَبْلُغُ بِهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۹۶۶۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۲۲۲، ومسلم: ۲۷۶۲ (انظر:)
(۹۶۶۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۰۵۹، ومسلم: ۲۸۸۰ (انظر: ۲۷۴۱۳)
(۹۶۶۷) تخريج: اسناده ضعيف لابهام المرأة التي روى عنها الحسن بن محمد، ولاضطرابه أخرجه الحاكم: ۴/ ۵۲۳، والطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۸۹۱ (انظر: ۲۴۱۳۳)

النَّبِيَّ ﷺ ((إِذَا ظَهَرَ السُّوْءُ فِي الْأَرْضِ، أَنْزَلَ اللّٰهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ بَأْسَهُ۔)) قَالَتْ: وَفِيهِمْ أَهْلُ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، ثُمَّ يَصِيرُوْنَ إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٣٤)

''جب زمین میں برائی ظاہر ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اپنا عذاب زمین والوں پر نازل کر دے گا۔'' سیدہ نے کہا: اور ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، لیکن پھر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔''

فوائد: ...... جب کسی معاشرے میں شرّ کی مقدار بڑھ جائے تو چند افراد کی نیکیوں کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ پوری قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے، ہاں نیکوں کو یہ سہولت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پا لیں گے۔

(٩٦٦٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ۔ (مسند احمد: ٨٤٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اس کے دونوں گواہوں پر، اس کو لکھنے والے پر، تل بھرنے والی پر، تل بھروانے والی پر، حلالہ کرنے والے پر، جس کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر اور صدقہ یا زکوۃ روکنے والے پر لعنت کی ہے اور آپ ﷺ نوحہ سے بھی منع کیا کرتے تھے۔

فوائد: ...... تل بھرنے سے مراد خواتین کا اپنے جسم میں تل بھرنا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق تبدیل ہو جاتی ہے۔ تین طلاق والی عورت کو اس کے خاوند کے لیے حلال کرنے کی نیت سے جو نکاح کیا جاتا ہے، اس کو حلالہ کہتے ہیں، جو کہ لعنتی عمل ہے۔

(٩٦٦٩)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِمَّا يَقُوْلُ لِأَصْحَابِهِ: ((هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟)) قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: ((إِنَّهُ آتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي، وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ، وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، إِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ

سیدنا سمرہ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے جو باتیں ارشاد فرماتے تھے، ان میں ایک بات یہ ہوتی تھی: ''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' جواباً اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق بیان کرنے والے بیان کرتے، ایک صبح کو آپ ﷺ نے ہم سے کہا: ''گزشتہ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے، انھوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: چلو، میں ان کے ساتھ چل پڑا، ہم ایک ایسے آدمی کے پاس گئے، جو لیٹا ہوا تھا، ایک دوسرا آدمی بڑا پتھر لے کر

(٩٦٦٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٢٠٧٧، ابن ماجه: ١٩٣٥، والترمذي: ١١١٩ (انظر: ٨٤٤)
(٩٦٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٤٣، ٣٣٥٤، ٤٦٧٤، ومسلم: ٢٢٧٥ (انظر: ٢٠٠٩٤)

بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ بِهَا رَأْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ يَأْخُذُهُ، فَمَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَافَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى، قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَالِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ فَإِذَا هُوَ يَأْتِيْ أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ، فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَاهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَاهُ إِلٰى قَفَاهُ، قَالَ: ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَافَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، حَتّٰى يَصِحَّ الْأَوَّلُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُهُ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَافَعَلَ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى، قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَاَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ قَالَ عَوْفٌ: وَأَحْسَبُ أَنَّهُ قَالَ: وَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ، قَالَ: فَاطَّلَعْتُ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهِيْبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا، قَالَ: قُلْتُ: مَاهٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَالِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِيْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الَّذِيْ

اس کے پاس کھڑا تھا، وہ اس کو یہ بڑا پتھر مارتا تھا اور اس کا سر کچل دیتا تھا، پتھر لڑھک جاتا تھا، جب وہ اس کو اٹھانے کے لیے جاتا اور واپس آتا تو اس آدمی کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو چکا ہوتا تھا، پھر وہ اس کے ساتھ وہی کچھ کرتا، جو پہلی دفعہ کیا، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ انھوں نے مجھے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس میں ان کے ساتھ چل پڑا، پھر ہم ایک ایسے آدمی کے پاس گئے، جو اپنی گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا، ایک دوسرا شخص لوہے کا کنڈا لے کر کھڑا تھا، وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا اور اس کی باچھ، نتھنوں اور آنکھوں کو گدی تک چیر دیتا، پھر وہ چہرے کی دوسری جانب جاتا اور یہی کاروائی کرتا، اتنے میں پہلی جانب صحیح ہو جاتی، پھر وہ اس کی طرف لوٹ آتا اور پہلی بار کی طرح ان کو پھر پھاڑ دیتا، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس میں چل پڑا، پھر ایک تنور جیسی چیز کے پاس پہنچے، اس میں شور و غل اور آوازیں تھیں، پس میں نے اس میں جھانکا اور دیکھا کہ اس میں مرد اور عورتیں ننگے تھے، ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ اٹھتا تھا، تو وہ چیخ و پکار کرتے تھے، میں نے ان سے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم چل پڑے اور ایک نہر کے پاس پہنچے، خون کی طرح اس کا رنگ سرخ تھا، اس میں ایک آدمی تیر رہا تھا، وہ تیرتا تیرتا ایسے آدمی کے پاس آتا، جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے، جب وہ اس کے پاس پہنچتا تو اپنا منہ کھولتا اور وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا، پھر وہ تیرنا شروع کر دیتا اور پھر لوٹ آتا اور جب بھی وہ لوٹ کر آتا تو اپنا منہ کھولتا اور وہ اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیتا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے مجھے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم چل پڑے

قَدْ جَمَعَ الْحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا حَجَرًا، قَالَ: فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ مَايَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ وَأَلْقَمَهُ حَجَرًا، قَالَ: قُلْتُ: مَاهٰذَا؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا: فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَاأَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً، فَإِذَا هُوَ عِنْدَ نَارٍ لَهُ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا، قَالَ: قُلْتُ: لَهُمَا مَاهٰذَا؟ قَالَ: قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْشِبَةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ، قَالَ: وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ قَائِمٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَنْ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ وَأَحْسَنِهِ، قَالَ: قُلْتُ: لَهُمَا مَاهٰذَا وَمَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: فَقَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا، فَانْتَهَيْنَا إِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ دَوْحَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ، فَقَالَا لِيْ: اِرْقَ فِيْهَا، فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا، فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ، فَاسْتَفْتَحْنَا، فَفُتِحَ لَنَا، فَدَخَلْنَا، فَلَقِيَنَا فِيْهَا رِجَالًا شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَاأَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَاأَنْتَ رَاءٍ، قَالَ: فَقَالَا لَهُمْ: اِذْهَبُوا فَقَعُوا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ، فَإِذَا نَهْرٌ صَغِيْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي

اور ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو بدترین شکل کا تھا، یوں سمجھیں کہ اگر تو دیکھتا تو اس کو سب سے مکروہ شکل والا پاتا، اس کے پاس آگ تھی، وہ آگ کو سلگا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا، میں نے ان سے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے مجھے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم آگے چلے اور سبز گھاس والے ایک خوبصورت باغ میں پہنچے، اس میں موسم بہار کا ہر رنگ کا پھول تھا، اس باغ کے درمیان میں ایک اتنا دراز قد آدمی کھڑا تھا کہ قریب تھا کہ اس کے لمبے قد کی وجہ سے میں اس کا سر نہ دیکھ سکوں، اس کے ارد گرد بہت خوبصورت اور حسین بچے تھے، میں نے ان سے کہا: یہ کون ہے اور یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم چل پڑے اور ایک بڑے اور پھیلے ہوئے درخت کے پاس پہنچے، وہ بہت بڑا اور خوبصورت درخت تھا، انھوں نے مجھے کہا: اس پر چڑھو، پس ہم اس میں چڑھے اور ایک ایسے شہر کے پاس پہنچے، جس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک چاندی کی، ہم شہر کے دروازے پر گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پس ہمارے لیے وہ دروازہ کھولا گیا، ہم اس میں داخل ہوئے، اس میں جو لوگ تھے، ان کا کچھ حصہ بڑا خوبصورت تھا اور کچھ حصہ بدصورت، پھر ان دونوں نے ان سے کہا: چلو اور اس نہر میں گر پڑو، ایک چھوٹی سی رواں انتہائی سفید نہر تھی، پس وہ گئے، اس نہر میں داخل ہوئے اور جب لوٹے تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی اور وہ مکمل طور پر بہت خوبصورت بن چکے تھے، پھر ان دونوں نے مجھ سے کہا: یہ عدن جنت ہے اور یہ آپ کا مقام ہے، پھر میری نگاہ اوپر کو اٹھی، وہ سفید بادل کی طرح کا محل تھا، انھوں نے مجھے کہا: یہ آپ کا مقام ہے، میں نے ان سے کہا: اللہ تمہیں برکت دے، مجھے چھوڑ دو، تاکہ میں اس میں داخل ہو سکوں، لیکن

كَأَنَّمَا هُوَ الْمَحْضُ فِيْ الْبَيَاضِ، قَالَ: فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ، ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا وَقَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ وَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، قَالَ: فَقَالَا لِيْ: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَ: فَبَيْنَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ، قَالَا لِيْ: هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا، ذَرَانِيْ فَلَأَدْخُلُهُ، قَالَ: قَالَا لِيْ: أَمَّا الْآنَ فَلَا، وَأَنْتَ دَاخِلُهُ، قَالَ: فَإِنِّيْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا، فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَأَيْتُ؟ قَالَ: قَالَا لِيْ: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ، (أَمَّا) الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَةِ، (وَأَمَّا) الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَاهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخَرَاهُ إِلٰى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذِبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ، (وَأَمَّا) الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِيْ بَنَاءٍ مِثْلِ بَنَاءِ التَّنُّوْرِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ، (وَأَمَّا) الرَّجُلُ الَّذِيْ يَسْبَحُ فِيْ النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا (وَأَمَّا) الرَّجُلُ كَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، (وَأَمَّا) الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ فِيْ الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، (وَأَمَّا) الْوِلْدَانُ

انھوں نے کہا: اب نہیں، بہرحال آپ نے ہی اس میں داخل ہونا ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا: آج رات سے تو میں نے بڑی عجیب چیزیں دیکھیں، اب یہ تو بتلاؤ کہ یہ چیزیں کیا تھیں؟ انھوں نے کہا: اب ہم آپ کو بتلانے لگے ہیں، جس آدمی کا سر کچلا جا رہا تھا، وہ ایسا شخص تھا، جس نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرضی نمازوں سے بھی سویا رہا، جس آدمی کی باچھ، آنکھوں اور نتھنوں کو گدی تک چیرا جا رہا تھا، وہ اپنے گھر میں جھوٹ بولتا اور وہ دنیا کے اطراف و اکناف تک پہنچ جاتا، جو ننگے مرد و زن کنویں جیسی چیز میں نظر آ رہے تھے، وہ زنا کار تھے، جو آدمی نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ٹھونسا جا رہا تھا، وہ سود خور تھا، آگ کے پاس جو مکروہ شکل والا آگ کو سلگا رہا تھا، وہ جہنم کا منتظم داروغہ تھا، اس کا نام مالک ہے، باغ میں دراز قد آدمی ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد جو بچے نظر آ رہے تھے، وہ وہ تھے، جو فطرت پر فوت ہوئے تھے۔'' اس وقت بعض مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان میں مشرکوں کے بچے بھی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی، مشرکوں کے بچے بھی تھے، وہ لوگ جن کا کچھ حصہ خوبصورت تھا اور کچھ حصہ بدصورت، وہ وہ لوگ تھے، جنھوں نے نیک عمل بھی کیے تھے اور برے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا۔''

الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ؟ قَالَ: فَقَالَ: بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ۔)) (وَاَمَّا) الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانَ شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ: قَالَ: اَبِيْ سَمِعْتُ مِنْ عَبَّادٍ يُخْبِرُ بِهٖ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا۔)) قَالَ اَبِيْ: فَجَعَلْتُ اَتَعَجَّبُ مِنْ فَصَاحَةِ عَبَّادٍ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٥٤)

(٩٦٧٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: ((هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيًا؟ فَاِنْ كَانَ اَحَدٌ رَاٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيًا قَصَّهَا عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ: فِيْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ۔)) فَسَاَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ: ((هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيًا؟)) فَقُلْنَا: لَا، قَالَ: ((لٰكِنْ اَنَا رَاَيْتُ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ، فَاَخَذَا بِيَدِيْ، فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ فَضَاءٍ اَوْ اَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّا بِيْ عَلٰى رَجُلٍ)) فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيْهِ: ((فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَاِذَا بَيْتٌ مَبْنِيٌّ عَلٰى

(دوسری سند) جب رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا کرتے اور اپنے چہرے کے ساتھ ہمارے طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے: ''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا تھا، اس دن ہم نے کہا: جی ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے، دو آدمی میرے پاس آئے، انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک کھلی اور ہموار زمین کی طرف لے گئے، پھر مجھے ایک آدمی کے پاس سے گزارا، ......۔'' راوی نے سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ اس میں ہے: ''پس میں ان کے ساتھ چلا اور دیکھا کہ تنور کے ڈیزائن پر بنا ہوا ایک گھر تھا، اس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا حصہ کھلا تھا، اس کے نیچے آگ جلائی جا رہی تھی، اس

(٩٦٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

بِنَاءِ التَّنُّورِ، اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يُوْقَدُ تَحْتَهُ نَارٌ، فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَاِذَا اُوْقِدَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى يَكَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا، فَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا)) وَفِيْهِ: ((فَانْطَلَقْتُ، فَاِذَا نَهَرٌ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ، وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ، فَاِذَا دَنَا لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ حَجَرًا، فَرَجَعَ اِلٰى مَكَانِهِ)) وَفِيْهِ: ((فَانْطَلَقْتُ، فَاِذَا رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ فَاِذَا فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَاِذَا شَيْخٌ فِيْ اَصْلِهَا حَوْلَهُ صِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ، فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ اَرَ دَارًا اَحْسَنَ مِنْهَا، فَاِذَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ وَفِيْهَا نِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، فَاَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ، فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا، فِيْهَا شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ)) وَفِيْهِ: ((وَاَمَّا الدَّارُ الَّتِيْ دَخَلْتَ اَوَّلًا فَدَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَاَمَّا الدَّارُ الْاُخْرٰى فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ، ثُمَّ قَالَا لِيْ: اِرْفَعْ رَاْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ، فَاِذَا هِيَ كَهَيْئَةِ السَّحَابِ، فَقَالَا لِيْ: وَتِلْكَ دَارُكَ، فَقُلْتُ لَهُمَا: دَعَانِيْ اَدْخُلْ دَارِيْ فَقَالَا: اِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَكَ عَمَلٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ دَخَلْتَ دَارَكَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۴۲۷)

میں ننگے مرد اور عورتیں تھے، جب ان کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی تو وہ اتنے بلند ہوتے تھے کہ قریب ہوتا کہ وہ باہر نکل آئیں گے، لیکن جب وہ آگ بجھتی تو وہ نیچے پہنچ جاتے۔'' مزید اس روایت میں ہے: ''پس میں چلا، خون کی ایک نہر تھی، اس میں ایک آدمی تھی اور نہر کے کنارے پر ایک شخص تھا اور اس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے، پس نہر والا آدمی جب متوجہ ہوتا اور نکلنے کے قریب ہو جاتا تو وہ آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا، جس کی وجہ سے وہ واپس اپنی جگہ پر لوٹ جاتا۔'' مزید اس میں ہے: ''پس میں آگے چلا اور دیکھا کہ سرسبز باغ تھا، اس میں ایک بڑا درخت تھا، اس کے تنے کے پاس ایک بزرگ اور اس کے ارد گرد بچے تھے اور ان کے قریب ایک آدمی تھا، اس کے سامنے آگ تھی، وہ اس کو سلگا رہا تھا، وہ دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھ گئے اور مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا، وہ بہت خوبصورت گھر تھا، اس میں بزرگ، نوجوان، خواتین اور بچے تھے، پھر انھوں نے مجھے وہاں سے نکالا اور درخت پر چڑھا کر آگے لے گئے اور ایک ایسے گھر میں داخل کر دیا، جو پہلے گھر کی بہ نسبت زیادہ خوبصورت اور بہتر تھا، اس میں بھی بزرگ اور بچے تھے۔ پھر مجھے کہا: جس گھر میں آپ پہلے داخل ہوئے، وہ عام مؤمنوں کا گھر تھا اور دوسرا شہداء کا گھر تھا اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے، پھر انھوں نے مجھ سے کہا: اپنے سر کو بلند کرو، پس میں نے اپنا سر بلند کیا، بادلوں کی طرح کی چیز نظر آئی، پھر انھوں نے مجھے کہا: اور وہ آپ کا گھر ہے، میں نے ان سے کہا: تو پھر مجھے چھوڑو، تاکہ میں اپنے گھر میں داخل ہو سکوں، لیکن انھوں نے کہا: جی ابھی تک آپ کے ذمے کچھ عمل باقی ہیں، آپ نے ان کو پورا نہیں کیا، اگر آپ ان کو پورا کر چکے ہوتے تو اپنے گھر میں داخل ہو جاتے۔''

فوائد: ......ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محرمات سے بچے اور کثرت سے استغفار کرے۔

(۹۶۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ یَعْمَلُ فِیْ صَخْرَۃٍ صَمَّاءَ لَیْسَ لَھَا بَابٌ وَلَا کُوَّۃٌ، لَخَرَجَ عَمَلُہُ لِلنَّاسِ کَائِنًا مَا کَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۴۸)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی ایسی سخت چٹان میں عمل کرے، جس کا دروازہ ہو نہ روشندان، تو پھر بھی اس کا عمل لوگوں کے لیے نکل آئے، وہ جس قسم کا بھی ہو۔''

فوائد: ......مشاہدہ یہی ہے کہ کسی بندے کا نیک عمل مخفی نہیں رہتا، وہ عامل کی زندگی میں لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے، یا اس کی وفات کے بعد، جب نیک شخصیات کے سوانح عمری قلم بند کیے جاتے ہیں تو لکھاری اس کی زندگی کے تمام گوشے منظرِ عام پر لے آتے ہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کو اس کی برائیوں کا علم نہ ہو سکے۔

دقاق کہتے ہیں: بشر حافی لوگوں کے ایک مجمع کے پاس سے گزرا، انھوں نے اس کو دیکھ کر کہا: یہ آدمی ساری رات قیام کرتا ہے اور تین دنوں میں ایک بار افطاری کرتا ہے، بشر حافی نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا اور کہا: مجھے تو ایسی ایک رات بھی یاد نہیں ہے، جس کا میں نے پورا قیام کیا ہو، نیز میں جب بھی روزہ رکھتا ہوں، اسی شام کو افطار بھی کر لیتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں بندے کے عمل سے زیادہ عمل کا خیال ڈال دیتا ہے۔

(۹۶۷۲)۔ (عَنْ عَلِیِّ بْنِ خَالِدٍ) اَنَّ اَبَا اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیَّ مَرَّ عَلٰی خَالِدِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ، فَسَاَلَہُ عَنْ اَلْیَنِ کَلِمَۃٍ سَمِعَھَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اَلَا کُلُّکُمْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَی اللّٰہِ شِرَادَ الْبَعِیْرِ عَلٰی اَھْلِہِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۷۹)

علی بن خالد کہتے ہیں کہ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ، خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے، اس نے ان سے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے انتہائی نرم کلمے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے ہر کوئی جنت میں داخل ہو گا، ما سوائے اس کے جس نے اللہ تعالیٰ پر اس طرح بغاوت کی، جس طرح اونٹ اپنے مالک پر بدک جاتا ہے۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات کو ترک کرنا اور محرمات و ممنوعات کا ارتکاب کرنا بغاوت اور سرکشی

(۹۶۷۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، دراج بن سمعان ضعیف فی روایتہ عن ابی الھیثم، أخرجہ ابویعلی: ۱۳۷۸، وابن حبان: ۵۶۷۸ (انظر: ۱۱۲۳۰/ ۱)

(۹۶۷۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الطبرانی فی "الاوسط": ۳۱۷۳، والحاکم: ۱/ ۵۵، والحاکم: ۴/ ۲۴۷ (انظر: ۲۲۲۲۶)

کہلاتا ہے۔ جو اونٹ جس مالک کا کھاتا ہے اگر اسی کے سامنے بدکنا شروع کر دے تو اس کا کیا علاج کیا جاتا ہے، ہر کوئی جانتا ہے۔ جو بچہ اپنے غیرت مند اور خیر خواہ باپ کے منصوبوں پر کراس لگاتا ہے، اسے کون سا انجام بھگتنا پڑتا ہے، ہر ایک کے لیے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو بھی اس کے قوانین سے پہلو تہی اختیار کرے گا، اسے اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی، لیکن جب سزا کا وقت آئے گا تو اس وقت کا پچھتاوا، اس وقت کا افسوس اور اس وقت کی حسرت کچھ کام نہ آئے گی۔

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((...... فانما المؤمن کالجمل الانف، حیثما قید انقاد۔)) (ابن ماجه) ......''مومن کی مثال تو نکیل شدہ اونٹ کی طرح ہے، کہ جب اس کی نکیل یا لگام کو پکڑ کر اس کے آگے آگے چلا جاتا ہے تو وہ مطیع ہو کر پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔''

(۹۶۷۳)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِیٌّ)) قِیْلَ: وَمَنِ الشَّقِیُّ؟ قَالَ: ((الَّذِیْ لَا یَعْمَلُ بِطَاعَةٍ وَلَا یَتْرُكُ لِلّٰهِ مَعْصِیَةً۔)) (مسند احمد: ۸۵۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدبخت جنت میں داخل نہیں ہو گا۔'' کسی نے کہا: بدبخت کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نہ کوئی اطاعت کا کام کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی نافرمانی کو ترک کرتا ہے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِیْبِ مِنْ خِصَالٍ مِنْ کِبْرِیَاتِ الْمَعَاصِیْ مُجْتَمِعَةٍ وَوَعِیْدِ فَاعِلِهَا

ایسے امور کی ترہیب کا بیان جن کا تعلق بڑی نافرمانیوں سے ہے اور ان کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے، نیز ان کے فاعل کی وعید کا بیان

(۹۶۷۴)۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ وَعَفَّانُ، قَالَا: ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَطَاءٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَسْرِقُ حَیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَزْنِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَغُلُّ حِیْنَ یَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَنْتَهِبُ حِیْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، خیانت کرنے والا جب خیانت کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور لوٹ مار کرنے والا جب لوٹ مار کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' عطاء راوی کے الفاظ یہ ہیں: ''جو لوگوں کے سامنے

(۹۶۷۳) تخریج: اسناده ضعیف من اجل ابن لهیعة، أخرجه ابن ماجه: ۴۲۹۸ (انظر: ۸۵۹۴)

(۹۶۷۴) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه مختصرا البخاری: ۲۴۷۵، ۶۷۷۲، ومسلم: ۵۷ (انظر: ۹۰۰۷)

يَـنْتَهِـبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) وَقَالَ عَطَاءٌ: ((وَلَا يَـنْتَهِـبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَـرَفٍ وَهُـوَ مُؤْمِنٌ۔)) قَـالَ بَهْـزٌ: فَـقِيْـلَ لَـهُ: قَـالَ: اِنَّـهُ يُنْتَزَعُ مِنْهُ الْاِيْـمَـانُ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔ (مسند احمد: ۸۹۹۵)

لوٹ مار کرتا ہے، وہ مؤمن نہیں ہوتا۔'' جب بہز راوی سے اس حدیث کا مفہوم پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ایمان ایسے شخص سے چھین لیا جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

فوائد: ...... یہ حدیث زانی، شرابی، چور اور ڈاکو کے حق میں سخت وعید پر مشتمل ہے، مسلمانوں کو ایسے جرائم سے گریز کرنا چاہیے، جن کی بنا پر ایمان کی نفی کر دی جاتی ہو۔

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مجرم کامل ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کے ایمان میں نقص آ جاتا ہے، جیسا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا زَنٰـى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ وَكَانَ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا انْقَلَعَ مِنْهَا رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيْمَانُ .)) (ابوداود: ٤٦٩٠، صحیحه: ٥٠٩)...... ''جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان (کا نور) نکل جاتا اور اس کے اوپر سائبان کی طرح (منتظر) رہتا ہے، جب وہ باز آ جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اہل السنۃ نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ ایسا آدمی مکمل ایمان والا نہیں رہتا، اس کے ایمان میں نقص آ جاتا ہے، یعنی زانی، شرابی، چور اور ڈاکو مکمل ایمان سے محروم رہتے ہیں۔ یہ حدیث احناف کے مخالف حجت ہے، جو سلف صالحین کی مخالفت کرتے ہوئے اس بات پر مصرّ ہیں کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے نہ کمی۔ ان کے نزدیک ایمان کا ایک مرتبہ ہے، وہ ناقص ایمان کا تصور نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب الزاہد الکوثری حنفی نے اس حدیث کو ردّ کرنے کے لیے کوشش کی ہے۔

ابن بطال نے کہا: اہل السنہ نے اس حدیث میں ایمان کی نفی کو کامل ایمان کی نفی پر محمول کیا ہے، کیونکہ نافرمان مومن کے ایمان کی حالت نافرمانیاں نہ کرنے والے مومن سے کم تر ہوتی ہے۔

امام نووی نے کہا: محقق علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ جو آدمی ان برائیوں کا ارتکاب کرے گا، وہ کامل الایمان نہیں رہے گا۔ اس حدیث میں نفی کے سیاق میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، ان سے مراد سرے سے ایمان کی نفی نہیں، بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہے۔ یہی رائے راجح ہے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ ملا علی قاری حنفی نے (المرقاۃ: ١/ ١٠٥) میں اس حدیث کی وہی تفسیر بیان کی، جو ابن بطال اور امام نووی نے کی ہے، انھوں نے کہا: ہمارے اصحاب نے بھی اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے کہا کہ اس سے کامل مومن مراد لیا ہے۔

پھر یہ بھی کہہ دیا: لیکن ایمان کا اطلاق تصدیق پر ہوتا ہے اور اعمال اس سے خارج ہیں۔ ملا علی قاری کا یہ آخری

فیصلہ، سابقہ تاویلوں کے مخالف ہے۔ آپ خود سوچ لیں۔ (صحیحہ: ۳۰۰۰)

(۹۶۷۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔))، وَقَالَ: ((اَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَالَ: ((قَوْلُ الزُّوْرِ۔))، أَوْ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔))، قَالَ شُعْبَةُ: أَكْبَرُ ظَنِّيْ أَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۶۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا ان کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟'' پھر فرمایا: ''وہ جھوٹی بات ہے۔'' یا فرمایا: ''وہ جھوٹی گواہی ہے۔'' امام شعبہ کہتے ہیں: زیادہ گمان یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ''جھوٹی گواہی'' کا ذکر کیا۔

فوائد: ...... کبیرہ گناہ: ہر وہ گناہ جس کو شریعت میں کبیرہ قرار دیا گیا ہو، یا جس پر اللہ تعالیٰ نے آخرت میں عذاب، غضب اور لعنت کی دھمکی دی ہو، یا جس پر دنیا میں حد لاگو ہوتی ہو، یا جس سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہو یا جس کے مرتکب کو فاسق قرار دیا گیا ہو۔

اصل بات یہی ہے کہ کتاب و سنت میں جس جس گناہ کو کبیرہ کہا گیا ہے وہ کبیرہ ہے باقی گناہوں کے بارے فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کبیرہ ہے یا صغیرہ۔ کیونکہ یہ خالصۃً دینی معاملہ ہے جس کے بارے قیاس و رائے سے بات کرنی مناسب نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۹۶۷۶)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ ﷺ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا، اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ: وَذُكِرَ الْكَبَائِرُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ وَقَالَ: ((وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ۔))

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتلاؤں، آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات ارشاد فرمائی، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔'' راوی کہتا ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر بیٹھ گئے اور یہ فرمانے لگ گئے: ''اور جھوٹی گواہی، جھوٹی گواہی، جھوٹی

(۹۶۷۵) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۹۷۷، ومسلم: ۸۸ (انظر: ۱۲۳۳۶)

(۹۶۷۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۶۹۱۹، ومسلم: ۸۷ (انظر: ۲۰۳۸۵)

فَمَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُکَرِّرُهَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَهُ سَکَتَ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۵۶)

گواہی، یا فرمایا: جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔'' آپ ﷺ نے اتنی بار یہ جملہ دوہرایا کہ ہم نے کہا: کاش اب آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

فوائد: ...... جھوٹی گواہی کی مذمت، قباحت اور حرمت میں تاکید پیدا کرنے کے لیے اس کا بار بار ذکر کیا گیا، جھوٹی گواہی خود بھی ایک جرم ہے اور کئی جرائم کا سبب بنتی ہے۔

(۹۶۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُنَیْسٍ اَلْجُهَنِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ الشِّرْکُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ، وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ یَمِیْنًا صَبْرًا فَاَدْخَلَ فِیْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ، اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ نُکْتَةً فِیْ قَلْبِهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۶۱۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم سب سے بڑے گناہوں میں سے ہیں، جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے نام پر جھوٹی قسم اٹھائی اور مچھر کے پر کے برابر اس میں (جھوٹ) داخل کیا، مگر اللہ تعالیٰ اس برائی کو قیامت کے دن تک اس کے دل پر نکتہ بنا دے گا۔''

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ کا عظیم نام لے کر جھوٹی قسم اٹھانے والا اپنے مذموم مقاصد تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بھی خیال نہیں رکھتا۔

(۹۶۷۸)۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَاءَ یَعْبُدُ اللّٰهَ لَایُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، وَیُقِیْمُ الصَّلَاةَ، وَیُؤْتِی الزَّکَاةَ، وَیَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَیَجْتَنِبُ الْکَبَائِرَ، فَاِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ۔)) وَسَاَلُوْهُ مَا الْکَبَائِرُ؟ قَالَ: ((اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ، وَفِرَارٌ یَوْمَ الزَّحْفِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸۹۸)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں آئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، نماز قائم کی، زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو اس کے لیے جنت ہوگی۔'' پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، مسلمان جان کو قتل کرنا اور لڑائی والے دن فرار اختیار کرنا۔''

(۹۶۷۷) تخریج: صحیح دون قوله: "وما حلف حالف بالله یمینا ......" وهذا اسناد ضعیف، هشام بن سعد ضعّفه یحییٰ القطان و احمد وابن معین والنسائی و ابن سعد وابن حبان وغیرهم أخرجه الترمذی: ۳۰۲۰ (انظر: ۱۶۰۴۳)

(۹۶۷۸) تخریج: حدیث حسن بمجموع طرقه، أخرجه النسائی: ۷/ ۸۸ (انظر: ۲۳۵۰۲)

(٩٦٧٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا، وَهُوَ خَلَقَكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ۔)) قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِي كِتَابِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ..... إِلٰى قَوْلِهِ ..... وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ [الفرقان: ٦٨] (مسند احمد: ٤١٠٢)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے، جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔'' اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تو اپنے بچے کو اس وجہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔'' اس نے کہا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی اہلیہ سے زنا کرے۔'' پس اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی تصدیق اپنی کتاب میں ان الفاظ میں نازل فرما دی: ''اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔'' (سورۂ فرقان: ٦٨)

فوائد: ...... زنا کبیرہ گناہ اور بے غیرتی تو ہے ہی سہی، لیکن جب یہی فعل زیادہ حرمت والی سے کیا جائے گا تو اس کی قباحت و شناعت میں اضافہ ہو جائے گا، جیسے ہمسائے کی بیوی۔ ایک ہمسائے کو دوسرے ہمسائے پر حسن ظن ہوتا ہے، اس بنا پر وہ اس کو اپنی عزتوں کا محافظ سمجھتا ہے اور ہمسائیوں کے حقوق بھی زیادہ ہیں، لیکن یہ برا فعل کرنے والے بدبخت نے کسی چیز کا لحاظ نہیں رکھا۔

(٩٦٨٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْكَبَائِرُ، اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، أَوْ قَتْلُ النَّفْسِ۔))، شُعْبَةُ الشَّاكُ: ((اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ۔)) (مسند احمد: ٦٨٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا یا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم۔'' امام شعبہ کو شک ہوا ہے۔

(٩٦٨١)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ

سیدنا سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٦٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٦١، ٦٨١١ (انظر: ٤١٠٢)
(٩٦٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٧٠ (انظر: ٦٨٨٤)
(٩٦٨١) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٨٩٩٠)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ: ((اَلَا اِنَّمَا هُنَّ اَرْبَعٌ، اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَسْرِقُوْا۔)) قَالَ: فَمَا اَنَا بِاَشَحَّ عَلَيْهِنَّ مِنِّیْ اِذَا سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔(مسند احمد: ۱۹۱۹۹)

نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''خبر دار! صرف چار چیزیں ہیں: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ جان کو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ، زنا نہ کرو اور چوری نہ کرو۔'' پھر سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہی ان کا سب سے بڑا حریص ہوں، کیونکہ میں نے خود ان کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

فوائد:......کبیرہ گناہوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں، مثلا سات، تین، چار۔ ان میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کو اس تعداد کے ساتھ منحصر نہیں کیا گیا، بلکہ حالات و حاضرین کے تقاضوں کے مطابق ان گناہوں کی مثالیں بیان کی گئیں، کسی مقام پر سات قسمیں بیان کرنا زیادہ مناسب تھا اور کسی مقام پر تین یا چار، وگرنہ کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(۹۶۸۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ وَالْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِيَّاكُمْ الْفُحْشَ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا التَّفَحُّشَ، وَاِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، اَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا، وَاَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا، وَاَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا۔)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰه! اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِكَ وَيَدِكَ۔)) اَلْحَدِيْثَ۔
(مسند احمد: ٦٤٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن (کئی) ظلمتوں کا باعث بنے گا، بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا اور مال کی شدید محبت سے بچو! اس لیے کہ اس چیز نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کیا، اس نے ان کو قطع رحمی کا حکم دیا، پس انھوں نے قطع رحمی کی، اس نے ان کو بخل پر آمادہ کیا، پس انھوں نے بخل کیا اور اس نے ان کو برائیوں کا حکم دیا، پس انھوں نے برائیاں کیں۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ دوسرے مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔''

فوائد:......بخل اور حرص جیسے اوصاف انسان کے کمینہ ہونے کے لیے کافی ہیں، بخیل آدمی سنگ دل بن جاتا ہے، دوسروں کی خوشی وغمی سے مستغنی ہو جاتا ہے، اپنے روپے پیسے کو بچانے یا اس کو بڑھانے کے لیے وہ قتل و غارت گری جیسے اقدامات کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شریعت میں گنجائشیں تلاش کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنا شروع کر دیتا ہے۔

(۹۶۸۲) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥١٧٦، والحاكم: ١/ ١١ (انظر: ٦٤٨٧)

مال کی شدید محبت کو "شُحّ" کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج کل ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں ہے، یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دو چار ہو کر ہی رہے گا۔

دنیا میں کیا گیا ایک ظلم، روزِ قیامت کئی ظلمتوں کا سبب بنے گا، جیسے اگر کوئی آدمی گائے کی خیانت کرتا ہے تو وہ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر میدانِ حشر میں آئے گا، جبکہ وہ گائے بلبلا رہی ہو گی، یہی معاملہ ہر جانور اور دوسری خیانتوں کا ہے۔ کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا ظلم کہلاتا ہے، اس اعتبار سے برائیوں کا ارتکاب کرنا اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں غفلت برتنا ظلم ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنْ عُقُوْقِ الْوَالِدَيْنِ
والدین کی نافرمانی سے ترہیب کا بیان

(۹۶۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، رَفَعَهُ سُفْيَانُ، وَوَقَفَهُ مِسْعَرٌ، قَالَ: ((مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ يَشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ۔)) قَالُوْا: وَكَيْفَ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ۔)) (مسند احمد: ٦٥٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' لوگوں نے کہا: بھلا آدمی اپنے والدین کو کیسے گالیاں دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کسی کے باپ کو برا بھلا کہتا ہے، وہ جواباً اس کے باپ کو برا بھلا کہتا ہے، یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔'' سفیان راوی نے اس حدیث کو مرفوعاً اور مسعر نے موقوفاً بیان کیا ہے۔

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد والدین کا حق سب سے مقدم ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاں اللہ تعالیٰ کی الوہیت و عبودیت کا حکم دیا گیا، وہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تلقین بھی کی گئی۔ مسلمان والدین کے احترام و اکرام کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر والدین مشرک اور کافر بھی ہوں، تب بھی ان کی خدمت اور ان سے حسنِ سلوک کرنا ضروری ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (سورۂ لقمان: ۱۵) ......
''اور اگر وہ (والدین) تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔''

جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو، اس وقت تک والدین کی اطاعت کرنا، ان کی خدمت کرنا اور ان کی رضا مندی

(۹۶۸۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۹۰ (انظر: ٦٥٢٩)

چاہنا مطلوبِ شریعت ہے۔ جب تک شریعت کے کسی حکم کی مخالفت نہ ہو، اس وقت تک والدین کا ہر مطالبہ پورا کر کے ان کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کتنی غور طلب بات ہے کہ مشرک اور شرک پر مجبور کرنے والے والدین کے ساتھ بھی ہمیں حسنِ سلوک کرنے کا درس دیا گیا ہے، مسلمان والدین کے مقام و مرتبہ کا خود اندازہ لگا لیں۔

والدین کی رفعت و منزلت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جو بچہ اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ دونوں یا کسی ایک کو پا لیتا ہے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل ہونے کے اسباب پیدا نہیں کرتا تو نبی مہربان ﷺ اس کے لیے ذلالت، ہلاکت اور رحمتِ الٰہی سے دوری کی بد دعا کرتے ہیں۔

اگر اس سلسلے میں شریعت خاموش ہی رہتی تب بھی عقل و شعور کا فیصلہ یہی ہوتا کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا مروّت نہیں اور ذوقِ سلیم اور وجدان بھی یہی کہتا اور انسانیت کا بھی یہی تقاضا ہوتا کہ جن پاک نفوس نے بچپن میں اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک کیا، اولاد کو بھی چاہیے کہ وہ ﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ کے تحت ان کے سامنے عاجزی و فرمانبرداری کے بازو بچھا دے۔

امام مبارکپوریؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا، جس میں والدین کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی قرار دیا گیا ہے: چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود والدین کی اطاعت کرنے اور ان کی تکریم کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے جو اپنے والدین کو ناراض کرے گا، وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے گا، یہ سخت وعید ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

لیکن افسوس کہ آجکل لوگوں نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے پیش آنے کے لیے اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو معیار قرار دیا ہے، اپنی بیوی کے ہر قسم کے ناز نخرے پورے کئے جاتے ہیں، لیکن والدین پر ہونے والے اخراجات کو بوجھ سمجھا جاتا ہے، اگرچہ ان کی مقدار بھی کم ہوتی ہے۔

(٩٦٨٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَكْبَرَ الْكَبَائِرِ، عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔)) قَالَ: قِيْلَ مَاعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ۔)) (مسند احمد: ٧٠٠٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک والدین کی نافرمانی کرنا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔'' کسی نے کہا: والدین کی نافرمانی سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو برا بھلا کہے اور وہ جوابی کاروائی کرتے ہوئے اس کے باپ کو برا بھلا کہے، اور یہ اُس کی ماں کو گالی دے اور وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔''

فوائد: ...... والدین کو براہِ راست برا بھلا کہنے والا تو لعنتی ہے ہی سہی، جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، کسی طرح سے والدین کی اذیت کا سبب بننے والا بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

(٩٦٨٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٦٨٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ اَبَاہُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّہُ۔)) (مسند احمد: ١٨٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے باپ کو گالی دی، وہ ملعون ہے، جس نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا، اس پر لعنت کی گئی ہے۔''

(٩٦٨٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَلِجُ حَائِطَ الْقُدُسِ مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا الْمَنَّانُ عَطَاءَہُ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٩٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب پینے پر ہمیشگی کرنے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا پاکیزہ باغ یعنی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(٩٦٨٧)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٣٢)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کی نافرمانی کرنے والی، شراب پر ہمیشگی اختیار کرنے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(٩٦٨٨)۔ عَنْ مُعَاذِ ابْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّہُ قَالَ: ((اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ۔)) قِيْلَ لَہُ: مَنْ اُولٰئِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مُتَبَرٍّ مِنْ وَالِدَيْهِ، رَاغِبٌ عَنْهُمَا، وَمُتَبَرٍّ مِنْ وَلَدِهِ، وَرَجُلٌ اَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ وَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٢١)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نہ ان سے کلام کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین سے براءت کا اظہار کرنے والا، ان سے بے رغبتی کرنے والا، اپنی اولاد سے اظہارِ براءت کرنے والا اور وہ آدمی جس پر کسی قوم نے انعام کیا، لیکن وہ ان کے انعام کی ناشکری کرے اور ان سے براءت کا اظہار کر دے۔''

(٩٦٨٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني: ١١٥٤٦، والحاكم: ٤/ ٣٥٦، والبيهقي: ٨/ ٢٣١ (انظر: ١٨٧٥)

(٩٦٨٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٢٩٣١، والطبراني في "الاوسط": ٨٥٨٧ (انظر: ١٣٣٦٠)

(٩٦٨٧) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "ولا مكذب بقدر" فقد تفرد بها سليمان بن عتبة الدمشقي، وهو ممن لايحتمل تفرده، أخرجه البزار: ٢١٨٢ (انظر: ٢٧٤٨٤)

(٩٦٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد و سهل بن معاذ في رواية زبان عنه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٢٠/ ٤٣٧ (انظر: ١٥٦٣٦)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنْ قَطْعِ صِلَةِ الرَّحِمِ
قطع رحمی سے ترہیب کا بیان

قطع رحمی، صلہ رحمی کی ضد ہے اور صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ تمام رشتہ داروں کو خیر پہنچانے کے لیے اور ان سے شرّ کو رفع کرنے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی جائے، یہ عمل جتنا اہم اور ضروری تھا، عصر حاضر میں اس سے اتنی ہی غفلت برتی گئی، حدیث نمبر (۹۰۴۹) والے باب میں صلہ رحمی کی فضیلت پر مشتمل احادیثِ مبارکہ گزر چکی ہیں۔

(۹٦۸۹)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مِنْ اَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةُ فِيْ عِرْضِ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَاِنَّ هٰذِهِ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ، فَمَنْ قَطَعَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۱٦۵۱)

سیدنا سعید بن زید ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ آدمی کسی حق کے بغیر اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے، اور بے شک یہ صلہ رحمی رحمٰن کی شاخ ہے، جو اس کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔“

فوائد: ......زندگی کا گراں مایہ متاع عزت ہے، یہ سرمایۂ حیات چھن جائے تو اس کا ازالہ نہیں کیا جا سکتا، الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی عزت، جان اور مال کو معزز قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((...... كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ ...... بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔)) (ترمذی) ......”ایک مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے...... کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔“

(۹٦۹۰)۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ، اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ، وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَصَلَتْكَ رَحِمٌ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِيْ، فَمَنْ يَصِلْهَا اَصِلْهُ، وَمَنْ يَقْطَعْهَا اَقْطَعْهُ فَاَبُتَّهُ اَوْ قَالَ: مَنْ يَبُتَّهَا اَبُتَّهُ۔)) (مسند احمد: ۱٦۵۹)

عبداللہ بن قارظ، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف ؓ کے پاس گئے، جبکہ وہ مریض تھے، انھوں نے آگے سے اس کو کہا: صلہ رحمی تجھ تک پہنچ گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم (یعنی قرابتداری) کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اُس کا اشتقاق کیا، جس نے اُس کو ملایا میں اُس کو ملاؤں گا اور جس نے اُس کو کاٹا میں اُس کو کاٹ دوں گا۔“

(۹٦۸۹) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٨٧٦ (انظر: ١٦٥١)

(۹٦۹۰) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٨٤١، والحاكم: ٤/ ١٥٧ (انظر: ١٦٥٩)

فوائد: ...... اللہ کے نام ''رحمٰن'' کا مادہ بھی ''ر ح م'' اور رشتہ داری کے لیے عربی میں استعمال ہونے والے لفظ ''رَحِم'' کا مادہ بھی ''ر ح م'' ہے۔

(۹۶۹۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُوْضَعُ الرَّحِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا حُجْنَةٌ كَحُجْنَةِ الْمِغْزَلِ، تَتَكَلَّمُ بِلِسَانٍ طَلْقٍ ذَلْقٍ، فَتَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا، وَتَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا۔)) وَقَالَ عَفَّانُ: الْمِغْزَلُ وَقَالَ: بِأَلْسِنَةٍ لَهَا۔ (مسند احمد: ٦٧٧٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صلہ رحمی کو روزِ قیامت اس طرح رکھا جائے گا کہ کاتنے کی مشین کے تکلے کے سر پر لگی ہوئی ٹیڑھی کی طرح اس کی ایک چیز ہوگی، وہ جلدی اور فصاحت کے ساتھ باتیں کرے گی اور اس چیز کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والے کو ملا لے گی اور اس کو نہ ملانے والے کو کاٹ دے گی۔''

(۹۶۹۲)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرٰى أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ بِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ مَعَ مَايُؤَخِّرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: مَعَ مَايُدَّخَرُ) لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ بَغْيٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦٤٥)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بغاوت (وظلم) اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں کہ جس کے بارے میں زیادہ مناسب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا دینے میں جلدی کرے اور آخرت میں بھی (عذاب دینے کے لیے) اس (گناہ) کو ذخیرہ کر لے۔''

فوائد: ...... ہمارے معاشرے میں انسانیت دو طبقوں میں منقسم ہے: (۱) ابتدائے حیات سے الجھنوں میں الجھی ہوئی اور (۲) ابتدائے زندگی سے عیش وعشرت میں پلی ہوئی۔

پہلی قسم کو راحت و استراحت کا، جبکہ دوسری قسم کو کلفت ومشقت کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا ہے۔

ایک دوسرے لحاظ سے بھی دو قسمیں ہیں: (۱) مجبور و مقہور و مظلوم اور (۲) ظالم و جابر و بد معاش

پہلے طبقے کو آزادی وخودمختاری کا اور دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور بندوں کی غلامی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا حدیث کی حقانیت ان چار طبقوں کے لیے غیر واضح ہے، یہ اور اس قسم کی دوسری احادیث اس بندے کے لیے سبق آموز ہو سکتی ہیں، جس کو نیکی کی وجہ سے ذہنی تسکین نصیب ہوتی ہو اور برائی کی وجہ سے قلق واضطراب ہوتا ہے اور وہ اپنے نقصانات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والا اور ان کے اسباب پر غور کرنے والا ہو، جبکہ وہ نیکیوں اور برائیوں کی تمام صورتوں کو سمجھنے والا ہو۔

(٩٦٩١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى ثمامة الثقفى، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٥٣٨، والحاكم: ٤/ ١٦٢ (انظر: ٦٧٧٤)

(٩٦٩٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩٠٢، والترمذى: ٢٥١١، وابن ماجه: ٤٢١١ (انظر: ٢٠٣٧٤)

صلہ رحمی اور تمام رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھنا بہت بڑی نیکی اور عظیم خصلت ہے، لیکن اِس وصف سے عاری ہونے کا اور پھر اس کے انجام بد کا احساس صرف اُس فرد کو ہوگا جو شریعت کی روشنی میں کچھ زمانے تک صلہ رحمی کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔ یہی معاملہ ظلم اور بغاوت کا ہے کہ "لِكُلِّ عُرُوْجٍ زَوَالٌ" کے تحت ظالموں کو اپنی زندگی میں ہی بے بسی، لاچارگی، ذہنی اذیت اور حقارت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ابو جہل و فرعون جیسے جابروں کی مثالیں کافی ہیں۔ ہر ملک کے ظالم حکمران کی آخری زندگی پر غور کریں، شاید وہ اس بات کے متمنّی ہوں کہ کاش ان کے نصیبے میں مسندِ حکومت سرے سے نہ آتا۔

(٩٦٩٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَنْبَانِ مُعَجَّلَانِ لَا يُؤَخَّرَانِ: اَلْبَغْيُ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ)) (مسند احمد: ٢٠٦٥١)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گناہوں کی سزا جلدی دی جاتی ہے، اس میں تاخیر نہیں کی جاتی: بغاوت (وظلم) اور قطع رحمی۔''

فوائد:...... یہ دو ایسے گناہ ہے کہ دنیا میں بھی ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی ان کی سزا سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(٩٦٩٤)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: اَمَا تَرْضٰى اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ، اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ، ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (مسند احمد: ٨٣٤٩)

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو صلہ رحمی اللہ کی کمر پکڑ کر کھڑی ہوگئی اور کہا: قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے والے کا یہ مقام ہے، اللہ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو (اس منقبت پر) راضی نہیں ہوگی کہ جس نے تجھے ملایا میں بھی اُس کو ملاؤں گا اور جس نے تجھے کاٹا میں بھی اُسے کاٹ دوں گا؟ اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو: اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت اللہ تعالیٰ نے چھین لی ہے۔ کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔''

(٩٦٩٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٦٩٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٨٣٠، ٤٨٣١، ٤٨٣٢، ومسلم: ٢٥٥٤ (انظر: ٨٣٦٧)

فوائد: ......رحم (رشتہ داری) کا اس طرح بولنا اور اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل بات نہیں ہے، وہ ہر ایک میں قوتِ گویائی اور ادراک وشعور پیدا کرنے پر قادر ہے، جیسے نبی کریم ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے، اس نے رونا شروع کر دیا۔

(٩٦٩٥)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيْسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ۔)) (مسند احمد: ١٠٢٧٧)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جمعرات یعنی جمعہ والی رات کو بنو آدم کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں ہوتا۔''

فوائد: ......اللہ اکبر، کتنی سخت وعید ہے، قطع رحمی خود جرم بھی ہے اور دوسرے اعمال صالحہ کے قبولیت کے لیے رکاوٹ بھی۔

(٩٦٩٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَقُوْلُ: يَا رَبِّ قُطِعْتُ يَارَبِّ ظُلِمْتُ يَارَبِّ أُسِيْءَ اِلَيَّ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ:) فَيُجِيْبُهَا الرَّبُّ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ۔)) (مسند احمد: ٩٨٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشتہ داری، رحمٰن کی ایک شاخ ہے، یہ قیامت کے دن آ کر کہے گی: اے میرے ربّ! مجھے کاٹ دیا گیا، اے میرے ربّ! مجھ پر ظلم کیا گیا، اے میرے ربّ! میرے ساتھ برا سلوک کیا گیا، پس اللہ تعالیٰ اس کو جواب دے گا: کیا تو اس بات پر راضی ہو جائے گی کہ جس نے تجھے ملایا، میں بھی اس کو ملالوں اور جس نے تجھے کاٹا، میں بھی اس کو کاٹ دوں۔''

(٩٦٩٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّحِمُ مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٤٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رشتہ داری کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ملا لے گا اور جو رشتہ داری کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اس کو کاٹ دے گا۔''

بَابُ التَّرْهِيْبِ مِنْ اِيْذَاءِ الْجَارِ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْهِ

ہمسائے کو تکلیف دینے سے ترہیب اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(٩٦٩٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٩٦٩٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البيهقي: ٧٩٦٥ (انظر: ١٠٢٧٢)
(٩٦٩٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطيالسي: ٢٥٤٣، وابن حبان: ٤٤٢، والحاكم: ٤/ ١٦٢ (انظر: ٩٨٧١)
(٩٦٩٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٨٩، ومسلم: ٢٥٥٥ (انظر: ٢٤٣٣٦)
(٩٦٩٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٣٨، ومسلم: ٤٧ (انظر: ٩٥٩٥)

النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ (وَفِي رِوَايَةٍ) أَوْ لِيَصْمُتْ۔)) (مسند احمد: ۹۵۹۳)

فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ ہر گز اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ خیر و بھلائی والی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔''

فوائد: ......آج کے مفاد پرستانہ اور ابن الوقتی دور میں ہمسائیوں کے حقوق کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، ان کے حقوق کی ادائیگی تو کجا، سرے سے ان کی شناخت ہی نہیں کی جاتی۔ گلی کے ایک کونے میں صفِ ماتم بچھی ہوتی ہے تو دوسرے کونے پہ شادی کی رسومات رقص کناں ہوتی ہیں۔ حالانکہ ان کے حقوق کا تو یہ عالم ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل محمد ﷺ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ((إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهَا ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ۔)) (مسلم) ......''جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کرلیا کرو، پھر اپنے پڑوسیوں کا کوئی گھر دیکھو اور ان کو بھلائی کے ساتھ اس میں سے کچھ حصہ پہنچاؤ۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ......''کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔'' یعنی اگر کوئی ہمسایہ چھپر وغیرہ کا شہتیر اپنے ہمسائے کے مکان کی دیوار پر رکھنا چاہتا ہے تو اس کو نہیں روکا جا سکتا۔

درج ذیل حدیثِ مبارکہ بھی انتہائی قابل غور ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهِ يَقُولُ: يَارَبِّ! سَلْ هٰذَا لِمَ أَغْلَقَ عَنِّي بَابَهُ وَمَنَعَنِي فَضْلَهُ۔)) ......''کتنے ہی پڑوسی (ایسے ہوں گے جو) اپنے پڑوسی (کے حقوق کے سلسلے میں) لٹکے ہوئے ہوں گے۔ پڑوسی کہے گا: اے میرے رب! اس سے سوال کرو کہ اس نے اپنا دروازہ مجھ سے کیوں بند کر دیا تھا اور بچا ہوا مال مجھ سے کیوں روک لیا تھا۔'' (الادب المفرد للبخاری: ۱۱۱، صحیحہ: ۲٦٤٦)

(۹٦۹۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: ((هِيَ فِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کی نماز، روزے اور صدقے کی تو بڑی مشہوری ہے، لیکن وہ زبان سے اپنے ہمسائیوں کو تکلیف دیتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' اس نے پھر

(۹٦۹۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ٥٧٦٤، والبزار: ١٩٠٢، والحاكم: ٤/ ١٦٦ (انظر: ٩٦٧٥)

النَّارِ۔)) قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاِنَّ فُلَانَۃَ یُذْکَرُ مِنْ قِلَّۃِ صِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا وَصَلَاتِھَا، وَاَنَّھَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ، وَلَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا قَالَ: ((ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔)) (مسند احمد: ۹٦۷۳)

کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کے بارے یہ بات تو کہی جاتی ہے کہ اس کے روزوں، صدقے اور نماز کی مقدار کم ہے، وہ صرف پنیر کے ٹکڑوں کا صدقہ کرتی ہے، البتہ وہ ہمسائیوں کو تکلیف نہیں دیتی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔''

(۹۷۰۰)۔ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جَارَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۰۷)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سب سے پہلے دو جھگڑا کرنے والے دو ہمسائے ہوں گے۔''

فوائد: ...... ہمسائیوں کے حقوق بہت زیادہ ہیں، جبکہ ان کی ادائیگی کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ نیک پڑوسی جنت ہے، لیکن برا پڑوسی قیامت سے پہلے ایک قیامت ہے، لیکن نیک بنے کون؟

(۹۷۰۱)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ جَارِ الْمَقَامِ، فَاِنَّ جَارَ الْمُسَافِرِ اِذَا شَاءَ اَنْ یُزَالَ زَالَ۔)) (مسند احمد: ۸۵۳٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنی مستقل) قیام گاہ کے پڑوسی کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ اگر آدمی مسافر ہو تو وہ (برے پڑوسی) سے جب چاہے جدا ہو سکتا ہے۔''

فوائد: ...... نیک پڑوسی اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمی ہے، اس سے نہ صرف آدمی کو ذہنی سکون ملتا ہے، بلکہ اس کی عزتیں محفوظ رہتی ہے، کیونکہ نیک پڑوسی دوسرے پڑوسیوں کا بھی رکھوالا ہوتا ہے، اس کے برعکس برے پڑوسی کے نقصانات اور نحوستیں عیاں ہیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا چاہئے۔

شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کے مصداق کے مطابق سیدنا عقبہ بن عامر ؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ، وَمِنْ لَیْلَۃِ السُّوْءِ، وَمِنْ سَاعَۃِ السُّوْءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامِ۔ ...... اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن سے، بری رات سے، بری گھڑی سے، برے ساتھی سے اور مستقل قیام گاہ کے برے پڑوسی سے۔ (صحیحہ: ۱٤٤۳ کے تحت۔ بحوالہ طبرانی)

(۹۷۰۲)۔ وَعَنْہُ اَیْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۹۷۰۰) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/ ۸۵۲ (انظر: ۱۷۳۷۲)

(۹۷۰۱) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الحاکم: ۱/ ۵۳۲، وابویعلی: ٦۵۳٦، وابن حبان: ۱۰۳۳ (انظر: ۸۵۵۳)

(۹۷۰۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الحاکم: ۱/ ۱۰ (انظر: ۷۸۷۸)

قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ۔)) قَالُوْا: وَمَاذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْجَارُ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا بَوَائِقُهُ؟ قَالَ: ((شَرُّهُ۔)) (مسند احمد: ٧٨٦٥)

نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ آدمی مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ آدمی صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان دار نہیں ہوسکتا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہمسایہ کہ جس کے شرور سے اس کے ہمسائے امن میں نہ ہوں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''بَـــوَائِــق'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا شر۔''

فوائد: ......انسان کی عزت وحرمت، مال ودولت اور جان وجیون کو دوسرے انسان کے شرّ سے بچانے کے لیے اسلام نے بہت سخت قوانین وضع کیے ہیں۔ انسانیت کے احترام کا اس سے بڑا لحاظ کیا ہوسکتا ہے کہ صرف پڑوس کی بنا پر اسے حسنِ سلوک کا اوّلین مستحق ٹھہرا دیا جائے اور تحائف و ہدایا کا پہلا حقدار قرار دیا جائے۔ اس سے بڑی بشارت کیا ہوسکتی ہے کہ پڑوسیوں کے حق میں بہتری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آدمی کے مقام ومرتبہ میں اضافہ ہو جائے۔

(٩٧٠٣)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ، لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٥٨٩)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ بندہ جنت میں نہیں جائے گا، جس کے ہمسائے اس کے شرّ سے محفوظ نہ ہوں۔''

فوائد: ......اگر کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے تنگ ہے تو اس میں مرکزی کردار ظالم کی زبان کا ہوگا، اس حدیث میں پڑوسی کی خیر و بھلائی کو کامیابی و کامرانی کا معیار قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ ایمان کی بنیاد دل کی راستی پر ہے، دل کی درستی کا دارمدار زبان کی اصلاح پر ہے اور زبان کے خیر و شرّ کا تعلق پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے ہے۔

(٩٧٠٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ لِيْ؟ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ، وَاِذَا اَسَاْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ:

حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں اور جب میں برائی کروں تو مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ میں نے نیکی یا برائی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے پڑوسیوں کو یوں کہتا سنے

(٩٧٠٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ١/ ١١، والبزار: ٢١، وابويعلى: ٤١٨٧، وابن حبان: ٥١٠ (انظر: ١٢٥٦١)

(٩٧٠٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٢٣ (انظر: ٣٨٠٨)

قَدْ اَحْسَنْتَ، فَقَدْ اَحْسَنْتَ، وَاِذَا سَمِعْتُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَسَاْتَ، فَقَدْ اَسَاْتَ۔)) (مسند احمد: ٣٨٠٨)

کہ تو نے نیکی ہے، تو تو نے نیکی کی ہو گی اور جب ان کو یوں کہتا سنے کہ تو نے برائی کی ہے تو تو نے برائی کی ہو گی۔"

فوائد: ......اس آدمی کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ کوئی ایسا کام کرے، جس کا شرعی حسن یا قباحت مخفی ہو، تو اسے ایسے کام کے بارے میں کیسے علم ہو گا کہ وہ اچھا ہے یا برا ہے، کیونکہ شریعت میں واضح طور پر جن امور کو نیکی اور جن امور کو برا قرار دیا گیا ہے، اس کے بارے میں لوگوں کی رائے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نیز ایسے کام کو اچھا یا برا کہنے والے لوگ سلیم الفطرت اور نیکو کار ہونے چاہئیں، جو نیکی و بدی میں شریعت کا مزاج سمجھتے ہوں۔

(٩٧٠٥)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سَدُوْسٍ، يُقَالُ لَهُ: دَيْسَمٌ، قَالَ: قُلْنَا: لِبَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ، قَالَ: وَمَاكَانَ اِسْمُهُ بَشِيْرًا، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشِيْرًا، اِنَّ لَنَا جِيْرَةً مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَاتَشُذُّ لَنَا قَاصِيَةٌ اِلَّا ذَهَبُوْا بِهَا، وَاِنَّهَا تُخَالِفُنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ اَشْيَاءُ اَفَنَاْخُذُ؟ قَالَ: لَا۔ (مسند احمد: ٢١٠٦٦)

بنوسدوس کے دیسم نام ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: ہم نے سیدنا بشیر بن خصاصیہ سے کہا، یہ ان کا نام نہیں تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھا تھا، بہرحال ہم نے کہا: بنوتمیم کے کچھ لوگ ہمارے ہمسائے ہیں، ہماری جو بکری ریوڑ سے دور ہو جائے، وہ اس کو لے جاتے ہیں، پھر جب ہمارے پاس ان کے مالوں میں بعض چیزیں آتی ہیں تو ہم ان پر قبضہ کر لیں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الرِّيَاءِ وَهُوَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ
ریاکاری سے ترہیب کا بیان، یہی شرکِ خفی ہے، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں

(٩٧٠٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ بَكٰى، فَقِيْلَ لَهُ: مَايُبْكِيْكَ؟ قَالَ: شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ فَذَكَرْتُهُ فَاَبْكَانِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَ الشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ

عبادہ بن نُسی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رونے لگے، کسی نے ان سے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، وہ یاد آ گئی تھی، اس لیے رونے لگ گیا، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: "میں اپنی امت پر شرک اور مخفی شہوت کے بارے میں ڈرتا ہوں۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک

(٩٧٠٥) تخريج: اسناده ضعيف، ديسم في عداد المجهولين (انظر: ٢٠٧٨٥)

(٩٧٠٦) تخريج: اسناده ضعيف جدًا، عبد الواحد بن زيد البصري متروك الحديث، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٠٥ (انظر: ١٧١٢٠)

بَعْدِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، اَمَا اِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا، وَلَا قَمَرًا، وَلَا حَجَرًا، وَلَا وَثَنًا، وَلٰكِنْ يُرَائُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ، وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهِ فَيَتْرُكُ صَوْمَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۵۰)

کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، خبردار! وہ سورج، چاند، پتھر اور بت کی عبادت نہیں کرے گی، وہ اپنے اعمال کے ذریعے ریاکاری کریں گے اور مخفی شہوت یہ ہے کہ بندہ صبح کو روزہ رکھے، پھر اس کی کوئی شہوت اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ روزہ توڑ دیتا ہے۔''

فوائد: ......دکھاوے، تصنع، عدم خلوص، نفاق، نمود و نمائش اور شہرت طلبی جیسے امورِ خبیثہ کو سامنے رکھ کر کوئی ایسا کام کرنا، جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے سرانجام دیا جاتا ہے، اسے ریاکاری کہتے ہیں۔

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ.)) قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الأَصْغَرُ؟ قال: ((اَلرِّيَاءُ، يقولُ اللّٰهُ عزَّ وجلَّ لِأَصْحَابِ ذَالِكَ يومَ القِيامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) ......''مجھے تمھارے حق میں سب سے زیادہ ڈر شرکِ اصغر کا ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: شرکِ اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریاکاری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا: ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ، جن کے سامنے دنیا میں ریاکاری کرتے تھے اور دیکھ آؤ کہ آیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے؟'' (أحمد: ٥/٤٢٨ و ٤٢٩، صحيحه: ٩٥١)

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: لوگوں کو دکھانے کی خاطر عبادت کا اظہار کرنا، تاکہ لوگ اس عبادت گزار کی تعریف کریں۔ جبکہ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: ریاکاری کا اصل معنی لوگوں کو محمود اور قابل تعریف خصائل دکھا کر ان کے دلوں میں مقام حاصل کرنا ہے، تو ریاکاری کی تعریف یہ ہوئی کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے امور سر انجام دینا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۲۷۹)

ریاکار عارضی طور پر لوگوں کی نظروں میں تو متقی اور پارسا بن جاتا ہے، لیکن اپنے عمل کو برباد اور اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے، یہ ریاکاری کی شناعت و قباحت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی عبادات میں اخلاص پیدا کریں اور ریاکاری، خوشامد اور چاپلوسی جیسے غیر اخلاقی امور سے مکمل اجتناب کریں۔

شرک اکبر اور شرک صریح کا مرتکب دائمی جہنمی ہے۔ ریاکاری جیسا شرک اصغر قابل معافی جرم ہے، اگر معاف نہ ہوا تو اس کی سزا بھگتنے کے لیے عارضی طور پر جہنم میں جانا پڑے گا۔

آج کل مقابلہ بازی کا دور ہے اور ہمارے ہاں کئی اعمال کی بنیاد دوسرے کو دکھانے اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے پر ہے، مثلاً نمازِ جنازہ میں شرکت، کسی کی دعوت کرنا یا کسی کی دعوت قبول کرنا، کسی سے حسن اخلاق سے پیش آنا، یہ امور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے نہیں، بلکہ ذاتی دوستی و دشمنی کی بنا پر سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔

(۹۷۰۷)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ فَضَالَةَ الْاَنْصَارِیِّ، وَکَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ لِیَوْمٍ لَارَیْبَ فِیْهِ، یُنَادِیْ مُنَادٍ: مَنْ کَانَ اَشْرَكَ فِیْ عَمَلٍ عَمَلَهُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۰٤۷)

صحابیٔ رسول سیدنا ابی سعید بن ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو اس دن جمع کرے گا، جس میں کوئی شک نہیں ہے، تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس بندے نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کیا، لیکن اس نے اس میں کسی اور کو بھی شریک کر دیا تھا تو وہ اُسی غیر اللہ کے پاس اس کا ثواب تلاش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میں شریکوں میں شرک سے سب سے بڑھ کر غنی ہوں۔''

(۹۷۰۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنَا خَیْرُ الشُّرَكَاءِ مَنْ عَمِلَ لِیْ عَمَلًا فَاَشْرَكَ غَیْرِیْ، فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ وَهُوَ لِلَّذِیْ اَشْرَكَ۔)) (مسند احمد: ۷۹۸۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں شرکاء میں بہترین شریک ہوں، جو میرے لیے عمل کرتا ہے اور پھر اس میں میرے غیر کو بھی شریک کر لیتا ہے تو میں اس سے بری ہو جاتا ہوں اور وہ اسی کے لیے ہو جاتا ہے، جس کو وہ شریک کرتا ہے۔''

(۹۷۰۹)۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ النَّضْرِ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ، یَعْنِی ابْنَ بَهْرَامَ، قَالَ: قَالَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: قَالَ ابْنُ غَنْمٍ: لَمَّا دَخَلْنَا مَسْجِدَ الْجَابِیَةِ اَنَا وَاَبُوْ الدَّرْدَاءِ لَقِیْنَا عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَاَخَذَ یَمِیْنِیْ بِشِمَالِهِ وَشِمَالَ اَبِی الدَّرْدَاءِ بِیَمِیْنِهِ فَخَرَجَ یَمْشِیْ بَیْنَنَا وَنَحْنُ نَنْتَجِیْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فِیْمَا نَتَنَاجٰی وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: لَئِنْ طَالَ بِكُمَا عُمُرُ اَحَدِ کُمَا اَوْ

ابن غنم کہتے ہیں: جب میں اور سیدنا ابو درداء جابیہ کی مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملے، انھوں نے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ اور دائیں ہاتھ سے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بایاں ہاتھ پکڑ لیا اور ہمارے درمیان چلنے لگے، ہم سرگوشی کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کس چیز میں سرگوشی کر رہے تھے، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میں سے ایک کی یا دونوں کی عمر لمبی ہو گئی تو ممکن ہے کہ تم یہ دیکھو کہ درمیانے قسم کے مسلمانوں سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی ہو گا، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان کے مطابق

(۹۷۰۷) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۳۱۵٤، وابن ماجه: ٤۲۰۳ (انظر: ۱۷۸۸۸)
(۹۷۰۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۸۵ (انظر: ۸۰۰۰)
(۹۷۰۹) تخریج: اسناده ضعیف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۷۱۳۹، والحاکم: ٤/ ۳۲۹، والطیالسی: ۱۱۲۰ (انظر: ۱۷۱٤۰)

كِلا كُمَا لَتُوْشِكَانِ اَنْ تَرَيَا الرَّجُلَ مِنْ ثَبَجِ الْمُسْلِمِيْنَ، يَعْنِيْ مِنْ وَسْطٍ، قَرَءَ الْقُرْآنَ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَلٰى لِسَانِ اَخِيْهِ قِرَائَةً عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ) فَاَعَادَهُ وَاَبْدَاهُ وَاَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ وَنَزَلَ عِنْدَ مَنَازِلِهِ لَايَحُوْرُ فِيْكُمْ اِلَّا كَمَا يَحُوْرُ رَأْسُ الْحِمَارِ الْمَيِّتِ، قَالَ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ، اِذْ طَلَعَ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ وَعَوْفُ بْنُ مَالِكٍ فَجَلَسَا اِلَيْنَا، فَقَالَ شَدَّادٌ: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ لَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مِنَ الشَّهْوَةِ الْخَفِيَّةِ وَالشِّرْكِ۔)) فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَاَبُوْ الدَّرْدَاءِ: اَللّٰهُمَّ غَفْرًا، اَوَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حَدَّثَنَا اَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يُعْبَدَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ؟ فَاَمَّا الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ فَقَدْ عَرَفْنَاهَا هِيَ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا مِنْ نِسَائِهَا وَشَهَوَاتِهَا، فَمَا هٰذَا الشِّرْكُ الَّذِيْ تُخَوِّفُنَا بِهِ يَا شَدَّادُ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ: اَرَاَيْتُكُمْ لَوْ رَاَيْتُمْ رَجُلًا يُصَلِّيْ لِرَجُلٍ، اَوْ يَصُوْمُ لَهُ، اَوْ يَتَصَدَّقُ لَهُ، اَتَرَوْنَ اَنَّهُ قَدْ اَشْرَكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ! وَاللّٰهِ اِنَّ مَنْ صَلّٰى لِرَجُلٍ اَوْ صَامَ لَهُ، اَوْ تَصَدَّقَ لَهُ، فَقَدْ اَشْرَكَ، فَقَالَ شَدَّادٌ: فَاِنِّيْ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ، وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ

قرآن مجید پڑھے گا، پھر وہ اس کو بار بار پڑھے گا اور اس کو ظاہر کرے گا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے گا اور اس کے احکام کا پابند رہے گا، لیکن پھر بھی وہ تمہارے پاس اتنی خیر لائے گا، جتنی کہ مردار گدھے کا سر لاتا ہے، (یعنی وہ آدمی ذرا برابر خیر و بھلائی لے کر نہیں آئے گا)۔ ہم اسی اثنا میں تھے کہ سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے، سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر اس چیز کا ہے، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مخفی شہوت اور شرک ہے۔'' سیدنا عبادہ بن صامت اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ! بخشا، کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ شیطان اس چیز سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کی جائے؟ البتہ مخفی شہوت کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ دنیا کی شہوات ہوتی ہیں، ان کا تعلق عورتوں سے اور ان کی شہوات سے ہوتا ہے، لیکن شداد! یہ شرک کیا چیز ہے، جس کے بارے میں تم ہمیں ڈرا رہے ہو؟ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا اس کے بارے میں تم مجھے بتلاؤ کہ اگر کوئی آدمی کسی آدمی کی خاطر نماز پڑھ رہا ہو، یا روزہ رکھ رہا ہو، یا صدقہ کر رہا ہو، کیا اس کے بارے میں تمہاری رائے یہی ہے کہ اس نے شرک کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! جس آدمی نے کسی آدمی کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی، یا روزہ رکھا، یا صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ کیا، اس نے شرک

اَشْرَكَ، فَقَالَ عَوْفُ بْنِ مَالِكٍ عِنْدَ ذٰلِكَ: اَفَلَا يَعْمِدُ اِلٰى مَاابْتُغِيَ فِيْهِ وَجْهُهُ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ كُلِّهِ فَيَقْبَلَ مَاخَلَصَ لَهُ وَيَدَعَ مَايُشْرِكُ بِهِ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَنَا خَيْرُ قَسِيْمٍ لِمَنْ اَشْرَكَ بِيْ، مَنْ اَشْرَكَ بِيْ شَيْئًا فَاِنَّ حَشْدَهُ عَمَلَهُ قَلِيْلَهُ وَكَثِيْرَهُ لِشَرِيْكِهِ الَّذِيْ اَشْرَكَ بِهِ، وَاَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ۔)) (مسند احمد: ١٧٢٧٠)

کیا۔'' سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس طرح نہیں ہو گا کہ اس کے وہ اعمال دیکھے جائیں جو اس نے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوں اور ان کو قبول کر لیا جائے اور شرکیہ اعمال کو چھوڑ دیا جائے؟ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے میرے ساتھ شرک کیا، میں اس کا سب سے بہترین قسیم اور حصہ دار ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرایا تو اس آدمی کے اعمال کی ساری جمع پونجی، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، اس کے اس ساجھی کے لیے ہو جائے گی، جس کے ساتھ وہ شرک کرے گا اور میں (اللہ) اس سے غنی ہوں گا۔''

(٩٧١٠)۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمَّعَ، سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ رَاآ رَاآ اللّٰهُ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٧٣٠)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مشہور ہونا چاہا، اللہ تعالیٰ اس کو مشہور کر دے گا اور جس نے (خلافِ حقیقت) نیکی کا اظہار کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ اس کا اظہار کروا دے گا۔''

فوائد: ......شہرت طلبی، ریا کاری، نمود ونمائش اور دکھلاوے جیسی چیزوں کا طلبگار ہونا انتہائی کمینگی اور گھٹیا پن ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا میں ان کی خواہش کے مطابق مشہور کر دیتے ہیں، پھر ان کی باتیں بھی سنی جاتی ہیں اور عزت تو عزت، ان کی چاپلوسی اور خوشامد تک کی جاتی ہے، لیکن میدانِ حشر میں ذلیل ہو جائیں گے، شہرت سے مراد روزِ قیامت کی ذلت بھی ہو سکتی ہے، یعنی قیامت کے روز ان کو لوگوں کے سامنے ذلیل کیا جائے گا، اس طرح سے ان کی ''شہرت'' ہو جائے گی اور ہر ایک پر ان کا معاملہ واضح ہو جائے گا۔

مومن کو چاہیے کہ اپنے عمل میں خلوص پیدا کرے اور اس معاملے میں اچھی خاصی فکر پیدا کرے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: مَا عَالَجْتُ شَيْئًا اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ نِيَّتِيْ، لِاَنَّهَا تَتَقَلَّبُ عَلَيَّ۔ ...... میں نے کسی چیز کا علاج نہیں کیا، جو میرے لیے سب سے زیادہ مشکل ہو، ماسوائے نیت کے، یہ نیت تو مجھ پر الٹ پلٹ ہو جاتی ہے۔

یہ اتنے بڑے امام کی فکر اور رائے ہے، ہم کیسے فرق کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو، آمین۔ مزید ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٨٨٨٤)

(٩٧١٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٣٦٩١ (انظر: ٢٠٤٥٦)

(۹۷۱۱)۔ عَنْ أَبِیْ هِنْدٍ الدَّارِیِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ مَقَامَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ رَاآ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَمَّعَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۷۸)

سیدنا ابو ہند داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ریاکاری اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا اظہار کروا دے گا اور اس کو مشہور کر دے گا۔''

(۹۷۱۲)۔ عَنْ عبد اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ الْكِنَانِیِّ، وَكَانَ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَلَى الرَّمْلَةِ أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَالَ لِبَشِيْرِ بْنِ عَقْرَبَةَ الْجُهَنِیِّ يَوْمَ قُتِلَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: يَا أَبَا الْيَمَانِ! قَدِ احْتَجْتُ الْيَوْمَ إِلَى كَلَامِكَ، فَقُمْ فَتَكَلَّمْ قَالَ: إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ بِخُطْبَةٍ لَا يَلْتَمِسُ بِهَا إِلَّا رِيَاءً وَسُمْعَةً، أَوْقَفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْقِفَ رِيَاءٍ، وَسُمْعَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۱۷۰)

عبد اللہ بن عوف کنانی، جو کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی طرف سے رملہ پر عامل تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عبد الملک بن مروان کے پاس موجود تھا، اس نے عمرو بن سعید بن عاص کے قتل والے دن بشیر بن عقربہ جہنی سے کہا: اے ابو الیمان! آج مجھے تیرے کلام کی ضرورت پڑ گئی ہے، لہٰذا اٹھو اور کوئی بات کرو، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جو خطاب کرنے کے لیے کھڑا ہوا، جبکہ اس کا مقصد صرف ریاکاری اور شہرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری اور شہرت والے مقام پر کھڑا کرے گا۔''

فوائد: ...... ریاکاری اور شہرت والے مقام سے مراد وہ مقام ہے، جہاں اس کو ریاکاری کا بدلہ دیا جائے گا اور اس میں اس کی اس برائی کو ظاہر کر دیا جائے گا۔

(۹۷۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ، سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ سَامِعَ خَلْقِهِ وَصَغَّرَهُ وَحَقَّرَهُ۔)) قَالَ: فَذَرَفَتْ عَيْنَا عَبْدِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۶۵۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے عمل کے ذریعے لوگوں کے سامنے مشہور ہونا چاہا، اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کے سامنے مشہور کر دے گا، لیکن پھر اس کو گھٹیا اور حقیر کر دے گا۔'' پھر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

فوائد: ...... ریاکار آدمی دنیا میں بھی سلیم الفطرت اور متقی مومنوں کے نزدیک گھٹیا سمجھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی مومنوں کے دلوں میں اس کی حقیقی محبت پیدا نہیں ہونے دیتے۔

(۹۷۱۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الدارمی: ۲۷۴۸، والبزار: ۲۰۲۶، والطبرانی فی "الكبير": ۲۲/ ۸۰۳ (انظر: ۲۲۳۲۲)

(۹۷۱۲) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۲۲۷ (انظر: ۱۶۰۷۳)

(۹۷۱۳) تخريج: اسناده صحيح علی شرط الشيخين (انظر: ۶۵۰۹)

(٩٧١٤)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّجَ النَّاسُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلٌ الشَّامِيُّ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ، رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: وَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى قُتِلْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ عَلٰى وَجْهِهِ، حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُعَرِّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ مِنْكَ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، فَقَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: هُوَ عَالِمٌ. فَقَدْ قِيلَ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ، لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ، فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ

سلیمان بن یسار کہتے ہیں: جب لوگ سیدنا ابو ہریرہ ؓ کے ارد گرد سے بکھر گئے تو اہل شام کے ایک ناتل نامی آدمی نے کہا: محترم! ہمیں کوئی حدیث بیان کرو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے ان (تین قسم کے) افراد کا فیصلہ کیا جائے گا: (۱) جس آدمی کو شہید کیا گیا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کیا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا، حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے تو اس لئے جہاد کیا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور ایسے (دنیا میں) کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) علم سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے والا آدمی، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا سکھایا اور تیرے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، حصولِ علم سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ قاری کہا جائے، سو ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے خوشحال و مالدار بنایا اور اسے مال کی تمام اقسام عطا کیں، اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ

(٩٧١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٠٥ (انظر: ٨٢٧٧)

عَلٰی وَجْهِهِ، حَتّٰی اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٨٢٦٠)

فرمائے گا: کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: جن مصارف میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا، میں نے ان تمام مصارف میں تیرے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تیرا خرچ کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ تو کہہ دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا، جس کے مطابق اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ ریاکاروں کا سخت محاسبہ ہوگا۔ شریعتِ اسلامیہ کا تقاضا ہے کہ اخلاص کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا، چاہے بظاہر وہ عمل کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ریاکاری کی وجہ سے اس پر ثواب ملنے کی بجائے، عذاب ہوگا اور ایسا ''نیکوکار'' جنت کے بجائے جہنم میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ہر نیک عمل کرنے اور ہر برائی سے بچنے سے پہلے اس چیز کا تعین کر لیا جائے کہ اس عمل کا مقصود کیا ہے، اگر مقصود اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو راضی کرنا ہو تو سرے سے وہ لوگوں کے سامنے نہ کیا جائے، نیز اللہ تعالیٰ سے خلوصِ نیت کی بکثرت دعا کی جائے۔

(٩٧١٥)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: كُنَّا نَتَنَاوَبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَبِيْتُ عِنْدَهُ، تَكُوْنُ لَهُ الْحَاجَةُ، وَيَطْرُقُهُ اَمْرٌ مِنَ اللَّيْلِ فَيَبْعَثُنَا فَيَكْثُرُ الْمُحْتَسِبُوْنَ وَاَهْلُ النُّوْبِ، فَكُنَّا نَتَحَدَّثُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: ((مَاهٰذِهِ النَّجْوٰى؟ اَلَمْ اَنْهَكُمْ عَنِ النَّجْوٰى؟)) قَالَ: قُلْنَا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اِنَّمَا كَانَ فِيْ ذِكْرِ الْمَسِيْحِ فَرَقًا مِنْهُ، فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمَسِيْحِ عِنْدِيْ؟)) قَالَ: قُلْنَا بَلٰى! قَالَ: ((الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی باریاں مقرر کرتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس رات گزارتے تھے، جب آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پڑتی تھی اور رات کو کوئی معاملہ پیش آتا تھا تو ہمیں اٹھا دیتے تھے، اس طرح ثواب کی خاطر آنے والوں اور باری والوں کی تعداد بڑھ جاتی تھی، ایک رات ہم گفتگو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ''یہ سرگوشی ہو رہی ہے؟ میں نے تم کو سرگوشی سے منع نہیں کیا تھا؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور دجال سے ڈرتے ہوئے اس کی بات کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دے دوں، جو میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ

(٩٧١٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف كثير بن زيد الاسلمي وربيح بن عبد الرحمن، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٠٤ (انظر: ١١٢٥٢)

لِمَكَانِ رَجُلٍ۔)) (مسند احمد: ١١٢٧٢)

خوف والی ہے؟" ہم نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "شرکِ خفی، یعنی کسی آدمی کے مرتبے کی خاطر عمل کرنا۔"

فــوائــد: ...... مسیح دجال کی آزمائش جسمانی ہوگی، ابدی اور سرمدی سعادت کے لیے صبر کے ذریعے اس کو برداشت کرنا ممکن ہوگا، لیکن شرکِ خفی اور ریاکاری جیسی آزمائش کا نتیجہ دنیا میں بے چینی اور آخرت میں خسارہ ہے۔

(٩٧١٦)۔ عَنِ ابْنِ الْاَدْرَعِ، قَالَ: كُنْتُ اَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَخَرَجَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، قَالَ: فَرَآنِيْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقْنَا فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّيْ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مُرَائِيًا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يُصَلِّيْ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ قَالَ: فَرَفَضَ يَدِيْ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّكُمْ لَنْ تَنَالُوْا هٰذَا الْاَمْرَ بِالْمُغَالَبَةِ۔)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ اَنَا اَحْرُسُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّيْ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مُرَائِيًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَلَّا اِنَّهُ اَوَّابٌ۔)) قَالَ: فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُوْالْبِجَادَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٩١٨٠)

سیدنا ابن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک رات نبی کریم ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا، آپ ﷺ کسی کام کے لیے نکلے، جب مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا، پس ہم چل پڑے اور ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں بآوازِ بلند تلاوت کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: "قریب ہے کہ یہ ریاکاری کرنے والا بن جائے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ قرآن کی بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے، (بھلا اس میں کیا حرج ہے)؟ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا: "تم اس دین کو غلبے کے ساتھ نہیں پا سکتے۔" وہ کہتے ہیں: پھر ایک رات کو ایسے ہوا کہ آپ ﷺ کسی ضرورت کے لیے نکلے، جبکہ میں ہی پہرہ دے رہا تھا، (اسی طرح) آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا (اور ہم چل پڑے) اور ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں بآوازِ بلند قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ اب کی بار میں نے کہا: قریب ہے کہ یہ شخص ریاکاری کرنے والا بن جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے (میرا ردّ کرتے ہوئے) فرمایا: "ہرگز نہیں، یہ تو بہت توبہ کرنے والا ہے۔" جب میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عبداللہ ذوالبجادین تھے۔

فوائد: ...... بلاشک وشبہ از روئے شریعت نماز میں بآوازِ بلند قرآن مجید کی تلاوت کرنا درست ہے، جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے حصے سے بھی ثابت ہو رہا ہے۔ اس حدیث کے پہلے حصے میں آپ ﷺ نے جس شخص میں ریاکاری کا امکان ظاہر کیا ہے، یقیناً یہ قرائن یا بصیرت یا وحی کی بنا پر تھا، کیونکہ جب آپ کے ساتھی سیدنا ابن ادرع نے

(٩٧١٦) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به هشام بن سعد، وهو ضعيف (انظر: ١٨٩٧١)

آپ ﷺ کی سابقہ حدیث کو نمونہ بناتے ہوئے یہی بات سیدنا عبداللہ ذوالبجادین کے بارے میں کہی تو آپ ﷺ نے رد کر دیا، حالانکہ دونوں بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔

ہاں پہلے شخص کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ ''تم اس دین کو غلبے کے ساتھ اس دین کو نہیں پا سکتے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو ایسے مقام پر کھڑا تھا کہ اس کے عمل کا بہت زیادہ اظہار ہو رہا تھا اور یہ چیز ریاکاری کا سبب بن سکتی ہے یا بہت طویل قیام کر رہا تھا یا اس کی آواز بہت زیادہ بلند تھی، اس طرح وہ اعتدال اور میانہ روی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم کسی شخص پر ریاکاری کا الزام نہیں لگا سکتے، دونوں آدمی بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے، لیکن آپ ﷺ نے ایک کے بارے میں ریاکاری کے شبہ کا اظہار کر دیا، جبکہ دوسرے کے بارے میں کلمۂ خیر کہا۔ ہاں لوگوں کو غلو اور افراط سے بچنے کی اور اعتدال کے ساتھ عبادت کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

اگرچہ آج کل تبصرے کا دور ہے، بری تو بری، دوسروں کی اچھی خصلتوں پر بھی ناقدانہ تبصرہ کیا جاتا ہے یا اچھے شخص کی کمی کوتاہیوں کو ہوا دے کر تبصرہ نگار بزعم خود اپنے آپ کو انسانِ کامل خیال کرتا ہے۔ ایک مسجد کی انتظامیہ کا ایک فرد مسجد کے خادم پر اس بنا پر تبصرہ کر رہا تھا کہ وہ فجر کی اذان بغیر وضو کے دے دیتا ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ آپ خود نمازِ فجر ادا کرتے ہیں؟ جناب نے منفی میں جواب دیا۔ ہائے خرابی! نماز سے محروم شخص اس بندۂ خدا پر نقد کر رہا ہے، جو فجر کی اذان دیتا ہے اور لوگوں کو باجماعت نمازِ فجر پڑھاتا ہے۔ جرم ہے بغیر وضو کے اذان دینا، جو شریعت میں سرے سے غلطی ہی نہیں ہے، اگرچہ افضل عمل یہی ہے کہ طہارت کا اہتمام کیا جائے۔

قارئین کرام! التماس یہ ہے کہ اگر کسی شخص میں نیکی کے آثار پائے جاتے ہیں تو ان کو قبول کرنا چاہیے اور اس بنا پر اس کی قدر کرنی چاہیے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الْكِبْرِ وَالْخُيَلَاءِ
تکبر اور بڑائی سے ترہیب کا بیان

(٩٧١٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ كِبْرٍ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں دانے کے برابر ایمان ہوگا اور وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں دانے کے برابر تکبر ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے

(٩٧١٧) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٠٥٣٣، والحاكم: ١/ ٢٦ (انظر: ٣٧٨٩)

اِنِّیْ لَیُعْجِبُنِیْ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبِیْ غَسِیْلًا، وَرَاْسِیْ دَهِیْنًا، وَشِرَاكُ نَعْلِیْ جَدِیْدًا، وَذَكَرَ اَشْیَاءَ، حَتّٰی ذَكَرَ عِلَاقَةَ سَوْطِهِ، اَفَمِنَ الْكِبْرِ ذَاكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((لَا، ذَاكَ الْجَمَالُ، اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ، مَنْ سَفِهَ الْحَقَّ، وَازْدَرَی النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ۳۷۸۹)

کپڑے دھلے ہوئے ہوں، سر پر تیل لگا ہوا ہو، میرے جوتے کا تسمہ نیا ہو، پھر اس نے مزید کچھ اشیا کا ذکر بھی کیا، یہاں تک کہ کوڑا لٹکانے کے حلقے کی بات کی، تو کیا یہ چیزیں تکبر سے ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ تو جمال ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو بنظرِ حقارت دیکھا جائے۔''

(۹۷۱۸)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ یَمُوْتُ حِیْنَ یَمُوْتُ وَفِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ تَحِلُّ لَهُ الْجَنَّةُ، اَنْ یَرِیْحَ رِیْحَهَا وَلَا یَرَاهَا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَهُ اَبُوْ رَیْحَانَةَ: وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ لَاُحِبُّ الْجَمَالَ، وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۵۰۴)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرا ہو کہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو تو جنت اس کے لیے اس قدر بھی حلال نہیں ہوگی کہ وہ اس کی خوشبو پا سکے یا اس کو دیکھ سکے۔'' قریش کے ابو ریحانہ نامی آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں تو حسن و جمال کو پسند کرتا ہوں، ......۔ پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح کی روایت بیان کی۔

(۹۷۱۹)۔ عَنْ اَبِیْ رَیْحَانَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یَدْخُلُ شَیْءٌ مِنَ الْكِبْرِ الْجَنَّةَ۔)) فَقَالَ قَائِلٌ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَتَجَمَّلَ بِحَبْلَانِ سَوْطِیْ وَشِسْعِ نَعْلِیْ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِنَّ ذٰلِكَ لَیْسَ بِالْكِبْرِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، اِنَّمَا الْكِبْرُ مَنْ سَفِهَ

سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر میں سے کوئی چیز جنت میں داخل نہیں ہوگی۔'' ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں تو پسند کرتا ہوں کہ اپنے کوڑے کے دھاگے یا چمڑے اور اپنے جوتے کے تسمے کے ساتھ جمال حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکبر نہیں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو بنظرِ حقارت دیکھا

(۹۷۱۸) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۷۳٦۹)

(۹۷۱۹) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: "بعینیہ"، وھذا اسناد ضعیف، لجھالۃ عبد الرحمن بن حوشب، وجھالۃ ثوبان ابن شھر (انظر: ۱۷۲۰۷)

الْحَقَّ، وَغَمَصَ النَّاسَ بِعَيْنَيْهِ۔)) يَعْنِي بِالْحَبْلَانِ سَيْرَ السَّوْطِ وَشِسْعَ النَّعْلِ۔ (مسند احمد: ١٧٣٣٩)

جائے۔'' ''حَبْلَان'' سے مراد کوڑے کا چمڑا یا دھاگہ ہے اور جوتے کا تسمہ ہے۔

(٩٧٢٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نُوْحًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِابْنِهِ: اِنِّيْ قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ، آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَاَنْهَاكَ عَنِ اثْنَيْنِ، آمُرُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (فَذَكَرَ فَضْلَهَا) وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (فَذَكَرَ فَضْلَهَا) ثُمَّ قَالَ: وَاَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ۔)) قَالَ: قُلْتُ اَوْ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: هُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا حُلَّةٌ يَلْبَسُهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ:الْكِبْرُ هُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا دَابَّةٌ يَرْكَبُهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: اَفَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا اَصْحَابٌ يَجْلِسُوْنَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: ((سَفَهُ الْحَقِّ، وَغَمْصُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٦٥٨٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: بیشک میں تجھے ایک وصیت کرنے لگا ہوں، میں تجھے دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو سے منع کرتا ہوں، میں تجھے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا حکم دیتا ہوں، پھر اس کلمہ کی فضیلت بیان کی اور میں تجھے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' کی وصیت کرتا ہوں، پھر اس کی فضیلت کا ذکر کیا اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! شرک کو تو ہم پہچانتے ہیں، یہ تکبر کیا ہے؟ کیا یہ ہے کہ بندے کے اچھے جوتے ہوں اور ان کے اچھے تسمے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: کیا یہ ہے کہ بندے کی پوشاک ہو، جس کو وہ زیب تن کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' اس نے کہا: تو پھر کیا تکبر یہ ہے کہ بندے کے پاس چوپایہ ہو، جس پر سوار ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' اس نے کہا: کیا پھر تکبر یہ ہے کہ بندے کے ساتھی ہوں، جو اس کے ساتھ بیٹھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔''

(٩٧٢١)۔ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اِلْتَقَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو (يَعْنِي ابْنَ الْعَاصِ)

ابو حیان کے باپ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمرو اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی، پھر

(٩٧٢٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٢٩٩٨ (انظر: ٦٥٨٣)

(٩٧٢١) تخريج: صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٩/ ٨٩ (انظر: ٦٥٢٦)

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَبْكِيْ ، فَقَالَ الْقَوْمُ: مَايُبْكِيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ هٰذَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِنْسَانٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ۔)) (مسند احمد: ٦٥٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متوجہ ہوئے اور رونے لگ گئے، لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! تم کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا: اس چیز کی وجہ سے، جو انھوں نے مجھے بیان کی ہے، یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا۔''

(٩٧٢٢)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: اِلْتَقٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَلَى الْمَرْوَةِ، فَتَحَدَّثَا، ثُمَّ مَضٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، وَبَقِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَبْكِيْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا يُبْكِيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: هٰذَا، يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، زَعَمَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ، اَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٧٠١٥)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: مروہ پر سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی، ان دونوں نے باتیں کیں، پھر سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ چلے گئے اور پیچھے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، ایک بندے نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! تم کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ یہ کہہ گئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو چہرے کے بل جہنم میں گرائے گا۔''

(٩٧٢٣)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: كُنْتُ لَا اُحْجَبُ عَنِ النَّجْوٰى، وَلَا عَنْ كَذَا، وَلَا عَنْ كَذَا قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَنَسِيَ وَاحِدَةً، وَنَسِيْتُ اَنَا وَاحِدَةً، قَالَ: فَاَتَيْتُهُ وَعِنْدَهُ مَالِكُ بْنُ مُرَارَةَ الرَّهَاوِيُّ، فَاَدْرَكْتُ مِنْ آخِرِ حَدِيْثِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ قُسِمَ لِيْ مِنَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے نہ سرگوشی سے منع کیا جاتا تھا اور نہ فلاں فلاں چیز سے، ابن عون کہتے ہیں: ایک چیز وہ بھول گئے اور ایک مجھے یاد نہ رہی، پھر میں ان کے پاس آیا، جبکہ ان کے پاس مالک بن مرارہ رہاوی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ کوئی حدیث بیان کر رہے تھے، اس حدیث کا آخری حصہ، جو میں نے پایا، وہ یہ تھا: انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے حسن و جمال میں سے خاصا حصہ دیا گیا

(٩٧٢٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٧٢٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ١٨٢ (انظر: ٣٦٤٤)

الْجَمَالِ مَاتَرٰی، فَمَا أُحِبُّ أَنَّ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ فَضَلَنِیْ بِشِرَاكَیْنِ فَمَا فَوْقَهَا، أَفَلَیْسَ ذٰلِكَ هُوَ الْبَغِیُ؟ قَالَ: ((لَا، لَیْسَ ذٰلِكَ الْبَغْیَ، لٰكِنَّ الْبَغْیَ مَنْ بَطَرَ (قَالَ: أَوْ قَالَ: سَفِهَ) الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ۳٦٤٤)

ہے، آپ کو معلوم ہی ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ کوئی آدمی دو تسموں کے معاملے میں بھی مجھ سے برتری نہ لے جائے، کیا یہ سرکشی تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے کہا: ''نہیں، یہ سرکشی نہیں ہے، سرکشی تو یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔''

(۹۷۲٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ تَعَظَّمَ فِیْ نَفْسِهِ، أَوِ اخْتَالَ فِیْ مِشْیَتِهِ، لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ۔)) (مسند احمد: ۵۹۹۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بڑا بنایا اکڑ کر چلا، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔''

فوائد: ...... یہ احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ خوش پوشا کی، حسن و جمال، طاقت و توانائی، قد و قامت یا دوسری صلاحیتوں کی بنا پر خود پسندی، عجب پسندی، اعجابِ نفس، اکڑنا، اترا کر چلنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور تکبر میں مبتلا ہونے سے اجتناب کرنا از حد ضروری ہے، بلکہ ان احسانات سے محروم انسانیت کو مدّنظر رکھ کر ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری دنیوی ضروریات باندازِ احسن پوری کرنے کے لیے ہم پر اپنے انعامات کی بارش کر دے، لیکن ہمارے دل و دماغ کی کج روی کی وجہ وہ ہمارے لیے حفاظتِ نفس کی بجائے وبالِ جان اور رحمت کی بجائے زحمت بن جائیں۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ہماری شریعت میں اچھا لباس پہننے اور بالوں میں کنگھی کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لیکن اس آدمی کے لیے یہ امور غضب الٰہی کا موجب بن گئے، کیونکہ اس کے دماغ میں ٹیڑھ پن تھا۔

(۹۷۲۵)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ، وَالْجَعْظَرِیُّ، وَالْعُتُلُّ، وَالزَّنِیْمُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱۵٦)

سیدنا عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں یہ افراد داخل نہیں ہوں گے: اکڑ کر چلنے والا، بدمزاج و بدخلق، روکھا اکھڑ مزاج آدمی، کمینہ جو دناءت و بدی میں مشہور ہو۔''

(۹۷۲٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ أَبِیْهِ،

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

(۹۷۲٤) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ البخاری فی "الادب المفرد": ۵٤۹ (انظر: ۵۹۹۵)

(۹۷۲۵) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۷۹۹۳)

(۹۷۲٦) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الترمذی: ۲٤۹۲ (انظر: ٦٦۷۷)

عَنْ جَدِّهِ ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ النَّاسِ، يَعْلُوْهُمْ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الصَّغَارِ، حَتّٰى يَدْخُلُوْا سِجْنًا فِي جَهَنَّمَ، يُقَالُ لَهُ: بُوْلَسُ، فَتَعْلُوَهُمْ نَارُالْاَنْيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ، عِصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٧٧)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والوں کو لوگوں کی صورت میں چھوٹی چیونٹیوں کی طرح جمع کیا جائے گا، ذلت و حقارت ان پر ہر طرف سے چھا رہی ہوگی، یہاں تک کہ وہ جہنم کے بولس نامی قیدخانے میں داخل ہو جائیں گے، وہاں ان پر آگوں کی آگ چڑھ آئے گی اور ان کو ''طینۃ الخبال'' یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔''

(٩٧٢٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ حُلَّةٍ، اِذْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ الْاَرْضَ فَاَخَذَتْهُ، وَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا، اَوْ يَتَجَرْجَرُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٠٧٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی ایک پوشاک میں اترا کر چل رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں زمین کو حکم دیا، زمین نے اس کو پکڑ لیا، وہ قیامت کے دن تک اسی میں دھنستا جائے گا۔''

(٩٧٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ شَابٌّ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ يَتَبَخْتَرُ فِيْهَا مُسْبِلًا اِزَارَهُ اِذْ بَلَعَتْهُ الْاَرْضُ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٠٣٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک نوجوان ایک پوشاک پہنے ہوئے اترا کر چل رہا تھا اور اس نے اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک لٹکا رکھا تھا، اتنے میں زمین اس کو نگل گئی اور وہ روزِ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔''

فوائد:...... تکبر اور بڑائی، ان کے مفہوم کا ادراک کرنا خواص اور عوام دونوں کے لیے پیچیدہ ہو گیا ہے، ہم ذیل میں مختلف احادیث کی روشنی میں کچھ اقتباسات پیش کریں گے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس حقیقت کا ادراک کرنے کی کوشش کریں کہ وہ تکبر کون سا ہے، جس کی مذمت کی گئی ہے اور وہ حسن و جمال کون سا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے:

بحث کے شروع میں قارئین سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل امور پر غور کریں اور اپنا جائزہ لیں اور سید الاولین والآخرین ﷺ کی سنتوں کو بھی مدنظر رکھیں۔

۱۔ اکثر مرد حضرات اپنی شلوار اور پینٹ کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے میں عار سمجھتے ہیں، کیوں؟ جبکہ مرد کے لیے ٹخنوں کو شلوار اور تہبند میں چھپانا حرام ہے۔

(٩٧٢٧) تخريج: صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٤٩١ (انظر: ٧٠٧٤)

(٩٧٢٨) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٣٨٣)

۲۔ کئی لوگ داڑھی بڑھانے کو.......... سمجھتے ہیں اور شیو کو حسن کی علامت سمجھتے ہیں، جبکہ اس بات پر امت متفق ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے۔

۳۔ بعض لوگ کم مرتبہ افراد اور فقراء و مساکین کو ملنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے میں عار سمجھتے ہیں، یا کم از کم یہ بات تو یقینی ہے کہ کم مرتبہ لوگوں کو اچھے انداز میں نہیں ملا جاتا۔

۴۔ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی بعض سنتوں پر عمل کرنے میں عار سمجھتے ہیں، مثلا کھانے کے آداب میں برتن کو صاف کرنا، گری ہوئی چیز کو اٹھا کر کھالینا، جبکہ سنتِ مطہرہ پر عمل کرنا سب سے بڑا ناز ہے۔

۵۔ بعض لوگ دوسرے افراد کے سامنے کوئی ادنی قسم کا کام کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، مثلا پانی بھرنا، آٹا اٹھانا، صفائی کرنا، وغیرہ۔

۶۔ اگر عام افراد کے سامنے بعض لوگوں کی واضح نافرمانی کی وجہ سے ان کو تبلیغ کر دی جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی شان متاثر ہوئی ہے اور ان کے سٹیٹس کا خیال نہیں رکھا گیا۔

۷۔ بعض سرمایہ دار سادہ لباس پہننے میں عار محسوس کرتے ہیں۔

ان گزارشات پر غور کرنے کے بعد درج ذیل اقتباس کا مطالعہ کریں۔

حدیث نمبر (۱۰۳۸۵) اور اس کے فوائد کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ قارون عذابِ الٰہی میں گرفتار کیوں ہوا۔

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایندھن کے کام آنے والی لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے، کسی نے (ان پر اعتراض کرتے ہوئے ان کو) کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بے پرواہ نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میرا ارادہ ہے کہ اس کے ذریعے (اپنے نفس) سے تکبر کو دور کروں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِی قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ .)) ...... ''ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔'' (حاکم: ۳/۴۱۶، صحیحه: ۳۲۵۷)

کسی شخص کا مال و دولت، دولت و ثروت، حسن و جمال، جاہ و منصب، حکومت و سلطنت، غلبہ و اقتدار، علم و فضل، حسب و نسب، سرداری و سربراہی یا احترام و اکرام کی بنا پر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنا اور حق بات ماننے سے ہٹ دھری کا ارتکاب کرنا اور ان دنیوی صفات کی بنا پر بعض سنتوں پر عمل نہ کرنا تکبر کہلاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعِزَّةُ إِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْهُمَا أُلْقِیْهِ فِی النَّارِ .)) ...... ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تکبر (اور بڑائی) میری چادر ہے اور عزت (اور غلبہ) میرا ازار ہے، جس نے ان دونوں (اوصاف) میں سے کوئی ایک مجھ سے کھینچنا چاہا، میں اُس کو آگ میں پھینک دوں گا۔'' (صحیح مسلم)

غلبہ و اقتدار، تکبر و بڑائی اور عظمت و کبریائی جیسی صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ جس فرد کو جو قوت یا عظمت یا مقام ومرتبہ حاصل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس لئے ایسے آدمی کو چاہئے کہ بطورِ شکر الٰہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اپنی عظمت و کبریائی کے ڈنکے بجانا چھوڑ دے اور شریعت سے اعراض کرنا ترک کر دے۔ ورنہ اس کا انجام آتش دوزخ ہوگا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت تنبیہ ہے جو اپنی قوت و طاقت، حسب ونسب، عہدہ ومنصب اور مال ومنال پر نازاں رہتے ہیں اور لوگوں کے سامنے متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ .)) ...... ''(اچھے کپڑے زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا تو قابل تعریف چیز ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور حسن و جمال کو پسند بھی کرتا ہے، تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔'' (مسلم)

اس حدیث میں بیان کئے گئے تکبر کے مفہوم کو سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے سمجھنا قدرے آسان ہو جاتا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ .)) یعنی: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: اس کی میرے اندر طاقت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تجھے طاقت نہیں تو) تجھے اس کی استطاعت نہ ہونے پائے۔'' دراصل اس کو صرف تکبر نے آپ کی بات ماننے سے روکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم) یہ ہے تکبر اور اس کا وبال کہ پوری زندگی کے لئے دائیں ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور ان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور عاجزی وفروتنی کے جذبات سے سرشار ہو کر اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کا احترام کریں۔

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے غرور، گھمنڈ اور شیخی کے جذبات کو مسخ کرنے کے لئے بہترین کلیہ استعمال کیا ہے، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا .)) ...... ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگ کو رسی باندھ کر اس کا دودھ دوہا۔'' (الصحيحة: ٢٢١٨، أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٥٠، والديلمي: ٤/ ٣٣)

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جو آدمی ایسے کام کرنے سے عار محسوس کرتا ہے، اسے اپنے ضمیر میں تکبر کا خطرہ محسوس کرنا چاہئے۔

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ اَنْ يَلْبَسَ صَالِحَ

الثِّيَابِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، دَعَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي حُلَلِ الْإِيْمَانِ أَيَّتَهُنَّ شَاءَ۔)) ...... ''جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتے ہوئے اچھا لباس نہیں پہنا، حالانکہ وہ اس کی قدرت رکھتا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ساری مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے یہ اختیار دے گا کہ وہ ایمان کی جو پوشاک پسند کرتا ہے، وہ پہن لے۔'' (مسند احمد: ١٥٧٠٤)

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی اور گہرے تعلق کی ضرورت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خود کنگھی کی بھی ہے اور بالوں کو اچھی طرح سنوارنے کا حکم بھی دیا ہے، لیکن یہ بھی حکم دے دیا کہ کوئی آدمی ہر روز کنگھی نہ کرے، یہی معاملہ لباس کا ہے۔

مقصودِ شریعت یہ ہے کہ مسلمان نہ تو ایسا ہو کہ ہفتوں تک نہانے اور بالوں کو سنوارنے کا اہتمام نہ کرے اور بالآخر اپنی حیثیت کو نہ سمجھنے والا قابل نفرت شخص بن جائے اور نہ ایسا ہو کہ ہر روز اور ہر وقت اپنی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر توجہ مرکوز رکھے، کیونکہ ہر وقت کی خوشحالی، آسودگی اور خوش عیشی بھی انسان کے مزاج میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور وہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کم صفائی رکھنے والے یا سادہ زندگی گزارنے والوں سے نفرت کرنے لگتا ہے یا کم از کم یہ ہوتا ہے کہ سادگی کی اہمیت اور فوائد کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) ...... جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ذلت کا لباس پہنائیں گے۔ (ابوداود: ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ابن ماجہ: ۳۶۰۷)

شہرت والے لباس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کی یہ خواہش ہو کہ اس کا لباس رنگ، ڈیزائن اور کڑھائی وغیرہ کے اعتبار سے امتیازی ہو تا کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں، پھر وہ عجب اور خود پسندی میں مبتلا ہو جائے۔ ایسے شخص کا انجام دیکھیں کہ وہ اس لباس کے ذریعے شہرت چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کو ایسا لباس پہنائے گا جس سے اس کی ذلت لازم آئے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز وہ ہے، جو زیادہ تقوی اور پرہیز گاری والا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔﴾ ...... ''اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا دیا، تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۱۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ التَّفَاخُرِ بِالْآبَاءِ فِی النَّسَبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

نسب وغیرہ کے معاملے میں آباء پر مفاخرت کرنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۲۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَفْتَخِرُوْا بِآبَائِكُمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا فِی الْجَاهِلِيَّةِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ، لَمَا يُدَهْدِهُ الْجُعَلُ بِمَنْخِرَيْهِ، خَيْرٌ مِنْ آبَائِكُمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا فِی الْجَاهِلِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت میں مر جانے والے آباء واجداد پر فخر مت کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بھونرا (کالا کیڑا) اپنے نتھنوں سے جس چیز کو لڑھکاتا ہے، وہ تمہارے ان آباء سے بہتر ہے، جو جاہلیت میں مر گئے ہیں۔''

فوائد:...... اپنی قوم، نسل اور آباء واجداد کی بنا پر ناز کرنا، فخر کرنا، فوقیت جتانا، نفیس وفائق سمجھنا، برتری ثابت کرنا اور ذریعۂ امتیاز واعزاز سمجھنا، اسلام میں اس چیز کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اگر نسب کو آگے بڑھایا جائے تو تمام قومیں، قبیلے اور خاندان آدم علیہ السلام پر اکٹھے ہو جاتے ہیں، تعارف کے لیے نسل کا نام لیا جا سکتا ہے، بعض لوگوں کو اپنی برادریوں سے اچھے مزاج ملتے ہیں، ان کی وجہ سے عزت وحمیت والی اور با مقصد زندگی نصیب ہوتی ہے، ایسے مزاج پر پابند رہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس ضمن میں نبی کریم ﷺ نے بھی بعض قبائل اور اشخاص کی تعریف کی ہے۔

مسلمان کے لیے باعثِ ناز چیز تقوی، پرہیزگاری اور عمل صالح ہے، جیسا کہ سابق باب کے آخر میں مذکورہ آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

نسب کا سب سے اعلی سلسلہ نبی کریم ﷺ کے خاندان بنو ہاشم کا ہے، لیکن اخروی نجات کے سلسلے میں اس کا بھی کوئی دخل نہیں ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۹۸۵۵) والا باب۔

بھونرا: ایک کالا کیڑا ہوتا ہے، عام طور پر یہ گوبر سے چھوٹی سی گیند نما چیز بنا کر اور اس پر اگلی ٹانگیں رکھ کر اس کو لڑھکاتا رہتا ہے۔

(۹۷۳۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيَدَعُنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِاَقْوَامٍ اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، اَوْ لَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِیْ تَدْفَعُ بِاَنْفِهَا النَّتِنَ، وَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور ضرور یا تو لوگ قوموں کی بنا پر فخر کرنے کو ترک کر دیں گے، یہ قومیں تو جہنم کا کوئلہ تھیں، یا پھر یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بھونرے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے، جو اپنی ناک سے بدبودار چیزوں کو دھکیلتا ہے، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے

(۹۷۲۹) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الطیالسی: ۲٦۸۲، وابن حبان: ۵۷۷۵، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۱۸٦۲ (انظر: ۲۷۳۹)

(۹۷۳۰) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الترمذی: ۳۹۵۵ (انظر: ۱۰۷۸۱)

اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۹۱)

جاہلیت کے غرور ونخوت اور آباء و اجداد کی بنا پر فخر کرنے کو ختم کر دیا ہے، اب دو ہی قسمیں رہ گئی ہیں: متقی مؤمن اور بد کردار، بد بخت سارے لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں۔''

(۹۷۳۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَدَعَنَّ النَّاسُ فَخْرَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أَوْ لَيَكُوْنُنَّ أَبْغَضَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْخَنَافِسِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۷۸)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جاہلیت کے فخر کو چھوڑ دیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں بھونرے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔''

(۹۷۳۲)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوٰى، أَبَلَّغْتُ؟)) قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۸۵)

ابو نضرہ سے مروی ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سننے والے صحابی نے اس کو بیان کیا کہ نبی کریم نے فرمایا: ''اے لوگو! خبردار! بیشک تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو سرخ پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، مگر تقوی کی بنیاد پر، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول نے پیغام پہنچا دیا ہے۔

فوائد: ...... کاش ہم بھی اپنے تعلقات کی بنیاد تقوی اور اللہ کے خوف کو قرار دیتے، ہمارے معاشرے میں سرمائے کی بھی اہمیت ہے، رنگت کی بھی قدر ہے، برادری ازم بھی معیار ہے، رشتہ داری بھی قابل توجہ ہے، اگر نہیں ہے تو تقوی اور پرہیز گاری کی اہمیت نہیں ہے، یعنی جو چیز اسلام میں سب سے اہم ہے، وہ ہمارے نزدیک اہم نہیں ہے۔

(۹۷۳۳)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ موسی علیہ السلام کے زمانے

(۹۷۳۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۷۳۲) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۲۳۴۸۹)

(۹۷۳۳) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين الا انه منقطع، عبد الرحمن بن ابی ليلى لم يسمع من معاذ، وانظر الحديث الآتی، أخرجه الطبرانی: ۲۰/ ۲۸۴ (انظر: ۲۲۰۸۹)

اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی عَهْدِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَحَدُهُمَا مُسْلِمٌ، وَالْآخَرُ مُشْرِكٌ، فَانْتَسَبَ الْمُشْرِكُ، قَالَ: اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، حَتّٰی بَلَغَ تِسْعَةَ آبَاءٍ، ثُمَّ قَالَ لِصَاحِبِهِ: انْتَسِبْ لَا اُمَّ لَكَ، قَالَ: اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَاَنَا بَرِيْءٌ مِمَّا وَرَاءَ ذٰلِكَ، فَنَادٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ النَّاسَ، فَجَمَعَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ قُضِيَ بَيْنَكُمَا، اَمَّا الَّذِيْ انْتَسَبَ اِلٰی تِسْعَةِ آبَاءٍ فَاَنْتَ فَوْقَهُمُ الْعَاشِرُ فِي النَّارِ، وَاَمَّا الَّذِی انْتَسَبَ اِلٰی اَبَوَيْهِ فَاَنْتَ امْرُؤٌ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ٢٢٤٣٩)

میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا، ان میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا مشرک، مشرک نے نسب بیان کرتے ہوئے کہا: میں تو فلاں بن فلاں ہوں، (نو پشتیں ذکر کر دیں)، پھر اس نے اپنے مقابل سے کہا: تیری ماں نہ رہے، تو اپنا نسب بیان کر؟ میں فلاں بن فلاں ہوں اور اس کے بعد والے آباء سے بری ہوں، اُدھر موسی علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا: تم دو کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہے، جس نے نو آباء تک نسب ذکر کیا ہے، تو ان کا دسواں ہے اور تم سب کے سب آگ میں ہو اور جس آدمی نے اپنے والدین تک نسب ذکر کیا، تو اسلام والوں میں ایک ہے۔

فوائد: ...... اگلی حدیث اور اس کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(٩٧٣٤)۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: انْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَحَدُهُمَا اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَمَنْ اَنْتَ لَا اُمَّ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰی عَهْدِ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ٢١٤٩٧)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا، ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں، تو کون ہے، تیری ماں نہ رہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا تھا۔'' پھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح ذکر کیا۔

فوائد: ...... اس حدیثِ مبارکہ کا پورا متن یوں ہے:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: اَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ، فَمَنْ اَنْتَ لَا اُمَّ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰی عَهْدِ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ حَتّٰی عَدَّ تِسْعَةً، فَمَنْ اَنْتَ لَا اُمَّ لَكَ؟ قَالَ: اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ الْاِسْلَامِ۔ قَالَ: فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ قُلْ لِهٰذَيْنِ الْمُنْتَسِبَيْنِ: اَمَّا اَنْتَ اَيُّهَا الْمُنْتَمِيْ اَوِ الْمُنْتَسِبُ اِلٰی تِسْعَةٍ فِي النَّارِ، فَاَنْتَ عَاشِرُهُمْ، وَاَمَّا اَنْتَ يَا هٰذَا الْمُنْتَسِبُ اِلَی اثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، فَاَنْتَ ثَالِثُهُمَا فِي الْجَنَّةِ۔)) ......رسول اللہ ﷺ کے زمانے

(٩٧٣٤) تخريج: صحيح، قاله الالبانی (انظر: ٢١١٧٨)

میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا۔ ایک نے کہا: میں تو فلاں بن فلاں ہوں، تیری ماں نہ رہے، تو کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں نے موسی علیہ السلام کے زمانے میں اپنا اپنا نسب بیان کیا، ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں ...... ہوں (نو پشتیں ذکر کر دیں)، تیری ماں نہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں بن اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ نسب بیان کرنے والے ان دو آدمیوں سے کہو: تو، جس نے نو پشتوں تک اپنا نسب بیان کیا ہے، تیری نو پشتیں بھی جہنم میں ہیں اور تو ان کا دسواں ہے۔ اور تو، جس نے دو پشتیں بیان کی ہیں، تیری دونوں پشتیں جنت میں ہیں اور تو ان کا تیسرا ہے، جو جنت میں جائے گا۔'' (مسند احمد: ۵/ ۱۲۸)

اگر ضرورت ہو تو تعارف کے لیے باپ یا دادے کا نام پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسلام میں نسب سے برتری ثابت نہیں ہوتی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔)) (صحيح مسلم: ٤٨٦٧) ......''جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کا نسب اس کو آگے نہیں لے جا سکے گا۔''

(۹۷۳۵)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: افْتَخَرَ اَهْلُ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَلْفَخْرُ، وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْاِبِلِ، وَالسَّکِیْنَةُ وَالْوَقَارُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَرْعٰی غَنَمًا عَلٰی اَهْلِهِ، وَبُعِثْتُ اَنَا وَاَنَا اَرْعٰی غَنَمًا لِاَهْلِیْ بِجِیَادٍ۔)) (مسند احمد: ١١٩٤٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس اونٹوں اور بکریوں کے ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کے مالکوں میں فخر اور تکبر ہے اور بکریوں کے مالکوں میں سکینت اور وقار ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا جبکہ وہ بکریاں چرانے والے تھے اور جب مجھے بعثت عطا کی گئی تو میں بھی مقامِ جیاد میں بکریاں چرانے والا تھا۔''

فوائد: ...... حدیث میں انبیائے کرام کی سادگی و بے ریائی کا بیان ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''ائمۂ دین کا خیال ہے کہ انبیائے کرام کے بکریاں چرانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عاجزی و انکساری پیدا ہو جائے اور ان کے دل خلوت کے عادی بن جائیں اور ان کے لیے بکریوں کی تدبیر و انتظام سے لوگوں کی باگ ڈور سنبھالنا آسان ہو جائے، جبکہ امام کرمانی، امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام بخاری یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیے دنیا کے پجاریوں اور عیش و عشرت میں مست لوگوں کا انتخاب نہیں کیا، بلکہ ایسے لوگوں کو اس نعمت سے نوازا جو تواضع کرنے والے ہوں، جیسے بکریوں کے چرواہے اور پیشہ ور لوگ۔ (فتح الباری)

(٩٧٣٥) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٢٣٧٠ (انظر: ١١٩١٨)

(۹۷۳٦)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اُنْظُرْ فَاِنَّكَ لَيْسَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهُ بِتَقْوٰی۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۳٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غور کر، تو کسی سرخ یا سیاہ فام سے بہتر نہیں ہے، الا یہ کہ تو اس پر تقوی کی برتری رکھتا ہو۔''

(۹۷۳۷)۔ عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ، اَنَّ رَجُلًا اِعْتَزٰی بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعَضَّهُ وَلَمْ يَكْنِهِ، فَنَظَرَ الْقَوْمُ اِلَيْهِ فَقَالَ لِلْقَوْمِ: اِنِّیْ قَدْ اَرٰی الَّذِیْ فِیْ اَنْفُسِكُمْ، اِنِّیْ لَمْ اَسْتَطِعْ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ هٰذَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا: ((اِذَا سَمِعْتُمْ مَنْ يَعْتَزِیْ بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَاَعِضُّوْهُ وَلَا تَكْنُوْا۔)) (مسند احمد: ۲۱۵۵۳)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جاہلیت کی نسبت کے ساتھ منسوب ہوا، سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ وہ اپنے باپ کی شرمگاہ کو چبائے اور انھوں نے بات کنایۃً نہیں کی، لوگوں نے (اس گالی کی وجہ سے) تعجب کے ساتھ ان کی طرف دیکھا، لیکن انھوں نے کہا: جو چیز تم اپنے نفس میں محسوس کر رہے ہو، میں اس کو جانتا ہوں، جبکہ میں صرف یہی کچھ کہنے کی طاقت رکھتا ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''جب تم کسی شخص کو جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہوتے ہوئے دیکھو تو اشارہ کنایہ کیے بغیر اس کو کہو: تو اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔''

فوائد: ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر عمل کیا اور کہا: جو بندہ اپنے قبائل پر فخر کرے، تو اسے کہہ دیا کرو کہ وہ اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (صحیحہ: ۲٦۹)
شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک کسی فرد کے اعزاز و اکرام کی بنیاد اس کے تقوی پر ہے۔ جو جتنا متقی ہو گا وہ اتنا ہی معزز و مکرم ہو گا۔

(۹۷۳۸)۔ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَجُلًا اعْتَزٰی فَاَعَضَّهُ اُبَیٌّ بِهَنِ اَبِيْهِ، فَقَالُوْا: مَاكُنْتَ فَحَّاشًا؟ قَالَ: اِنَّا اُمِرْنَا بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۵۳۷)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی (جاہلیت کی نسبت کے ساتھ) منسوب ہوا، انھوں نے اس کے باپ کی شرمگاہ کی گالی دے کر اس کی بات کو کاٹا، لوگوں نے کہا: اے ابی! تم تو بدگو نہیں تھے؟ انھوں نے کہا: بیشک ہمیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔

(۹۷۳٦) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۱٤۰۷)
(۹۷۳۷) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن حبان: ۳۱۵۳، والنسائی فی "الکبری": ۸۸٦٤ (انظر: ۲۱۲۳۳)
(۹۷۳۸) تخریج: اسنادہ حسن، وھو حدیث سابق

(۹۷۳۹)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَنْسَابَكُمْ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِسِبَابٍ عَلٰى اَحَدٍ، وَاِنَّمَا اَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ، طَفُّ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَأُوْهُ، لَيْسَ لِاَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِالدِّيْنِ، اَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسْبُ الرَّجُلِ اَنْ يَكُوْنَ فَاحِشًا بَذِيًّا بَخِيْلًا جَبَانًا۔)) (مسند احمد: ١٧٤٤٦)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تمہارے یہ نسب کسی کے لیے کوئی عار و شنار والے نہیں ہیں، کیونکہ تم سارے آدم کی اولاد ہو، اور بھرے ماپ سے کم ہو (یعنی کوئی بھی تم میں پورا اور کامل نہیں، ہر ایک میں کچھ نہ کچھ نقص ہے) اور کسی کو کسی پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر دین اور عملِ صالح کی بنا پر۔ آدمی کے (برا ہونے کے لیے) یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو، بدکلام، بداخلاق، بخیل اور بزدل ہو۔“

فوائد: ......ابن جریر کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَلنَّاسُ لِآدَمَ وَحَوَّاءَ، كَطَفِّ الصَّاعِ لَمْ يَمْلَؤُهُ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْأَلُكُمْ عَنْ اَحْسَابِكُمْ، وَلَا عَنْ اَنْسَابِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔)) ......”آدم عَلَيْهِ السَّلَام اور حوا عَلَيْهَا السَّلَام سے تمام لوگ پیدا ہوئے۔ لوگ اس صاع کی طرح ہیں، جس کو بھرا نہیں گیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے حسب و نسب کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہوگا، جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔“

کسی شخص کے سیّد، اعوان، راجپوت، آرائیں، جنجوعہ، وڑائچ، گادھی، لودھی وغیرہ ہونے میں کوئی کمال نہیں، کیونکہ جب تمام اقوام اپنا سلسلۂ نسب آگے بڑھائیں گی تو سب کے نسبوں کا اختتام آدم عَلَيْهِ السَّلَام پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں صحت و عافیت، طاقت و قدرت، رعب و دبدبہ، غربت و امارت، حسن و جمال، مال و منال، خاندانی عظمت و کمال اور حسب و نسب کا کوئی دخل نہیں۔ ربّ جلیل کی نگاہِ انتخاب کی بنیاد بندوں کے تقوی و پارسائی اور نیکی و بھلائی پر ہے، جو اس سلسلے میں جتنا ممتاز ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی معزز ہوگا۔

آخر میں صفاتِ ذمیمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ اگر کوئی آدمی فحش گوئی، بدکلامی، بداخلاقی، بخیلی اور بزدلی سے متصف ہے تو اس کے بد ہونے کے لیے یہی صفات کافی ہیں۔

(۹۷۴۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ، وَالْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ، فَذَكَرُوا الْجُدُوْدَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

سیدنا بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس اور علقمہ بن علاثہ، نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آباء و اجداد کا تذکرہ کیا (کہ فلاں کا دادا قوی تھا)، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں تم کو بتلا دیتا ہوں،

(۹۷۳۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ البیھقی فی "الشعب": ٦٦٧٧ (انظر: ١٧٣١٣)

(۹۷۴۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری (انظر: ٢٢٩٣٥)

((اِنْ شِئْتُمْ اَخْبَرْتُکُمْ، جَدُّ بَنِیْ عَامِرٍ جَمَلٌ اَحْمَرُ، اَوْ آدَمُ یَأْکُلُ مِنْ اَطْرَافِ الشَّجَرِ، قَالَ: وَاَحْسِبُهُ قَالَ: فِیْ رَوْضَةٍ، وَغَطَفَانُ اَکَمَةٌ خَشَّاءُ تَنْفِی النَّاسَ عَنْهَا۔)) قَالَ: فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: فَاَیْنَ جَدُّ بَنِیْ تَمِیْمٍ؟ قَالَ: ((لَوْ سَکَتَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۲۳)

بنی عامر کا دادا تو سرخ یا گندمی رنگ کا اونٹ تھا، جو ایک باغیچے میں درخت کے پتے کھاتا تھا، غطفان کا دادا تو ایک خوفناک ٹیلہ تھا، جو لوگوں کو وہاں سے دھتکارتا تھا۔'' اقرع بن حابس نے کہا: اور بنو تمیم کا دادا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ خاموش رہتا تو اچھی بات تھی۔''

فوائد: ......علقمہ بن علاثہ نے بنو عامر کی طرف، عیینہ بن بدر نے غطفان کی طرف اور اقرع بن حابس نے بنو تمیم کی طرف نسبت کی تھی۔

ایک دن ایک لومڑ اور گیدڑ کا بحث مباحثہ ہو گیا، چونکہ لومڑ شیر کے ساتھ رہتا تھا، اس لیے اس نے شیر کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ہم نے فلاں کام بھی کیا، ہم نے فلاں کمال بھی دکھایا، ہم نے ....۔ گیدڑ نے ساری باتیں سننے کے بعد کہا: اچھا لومڑ یہ بتاؤ کہ تم خود کون ہو، تم خود کون ہو؟ جوابًا لومڑ کو کہنا پڑے گا کہ وہ تو لومڑ ہی ہے۔

بات یہ ہے کہ اگر کسی کے دادے، پڑدادے اور لکڑ دادے میں کوئی کمال تھا تو اس کا پوتے اور پڑپوتے کے امتیاز سے کیا تعلق ہے، ایک دن ایک آدمی نے اپنی برادری پر ناز کرتے ہوئے اور فاخرانہ انداز میں اپنی حیثیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: ہم وہ لوگ ہیں کہ نواب آف کالا باغ نے جس کے ماموں کو اس مسند پر بٹھایا تھا، جو اس نے آصف علی زرداری کے لیے رکھی ہوئی تھی۔

اسلام کا ان امور سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام شکل و صورت، حسن و جمال اور ذات و برادری کو نہیں دیکھتا، صرف دل اور عمل کو مدنظر رکھتا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِیْبِ مِنَ النِّفَاقِ وَذِکْرِ الْمُنَافِقِیْنَ وَخِصالِهِمْ وَذِی الْوَجْهَیْنِ

نفاق سے ترہیب اور منافقوں اور ان کی خصلتوں اور دو رخے آدمی کا بیان

(۹۷٤۱)۔ عَنْ یَزِیْدَ یَعْنِی ابْنَ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَقِیَ نَاسًا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: مِنْ اَیْنَ جَاءَ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالُوْا: خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الْاَمِیْرِ مَرْوَانَ، قَالَ: وَکُلُّ حَقٍّ رَاَیْتُمُوْهُ تَکَلَّمْتُمْ بِهٖ وَاَعَنْتُمْ عَلَیْهِ؟ وَکُلُّ

محمد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کو ملے، وہ مروان کو مل کر باہر آ رہے تھے، انھوں نے کہا: یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم مروان امیر کے پاس سے آئے ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اور تم نے وہاں جو حق دیکھا، اس کے بارے میں بات کی اور مروان کی مدد کی اور تم نے وہاں جو برائی دیکھی، اس کا انکار کیا

(۹۷٤۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه مختصرا البخاری: ۷۱۷۸ (انظر: ۵۳۷۳)

مُنْكَرٍ رَأَيْتُمُوهُ أَنْكَرْتُمُوهُ، وَرَدَدْتُمُوهُ عَلَيْهِ؟ قَالُوْا: لَا وَاللّٰهِ! بَلْ يَقُوْلُ مَا يُنْكَرُ، فَنَقُوْلُ: قَدْ أَصَبْتَ، أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ قُلْنَا: قَاتَلَهُ اللّٰهُ، مَا أَظْلَمَهُ وَأَفْجَرَهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا بِعَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا لِمَنْ كَانَ هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ۵۳۷۳)

اور مروان پر اس کا ردّ کیا؟ انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! بلکہ مروان کی قابل انکار باتوں کے بارے میں بھی ہم نے کہا: تو نے درست کیا ہے، اللہ تیری اصلاح کرے، پس جب ہم اس کے پاس سے نکلے تو آپس میں کہا: اللہ اس مروان کو ہلاک کرے، یہ کتنا ظالم اور برا آدمی ہے، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس قسم کی کاروائی کو نفاق شمار کرتے تھے۔

(۹۷۴۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ، تَعِيرُ إِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً، وَإِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً، لَا تَدْرِيْ أَهٰذِهِ تَتْبَعُ، أَمْ هٰذِهِ۔)) (مسند احمد: ۵۰۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق بیچارے کی مثال اس بکری کی طرح ہے، جو دو ریوڑوں کے درمیان کسی ایک کے ساتھ شامل ہونے میں متردد ہو، شش و پنج کے ساتھ کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے اور کبھی اُس ریوڑ کے ساتھ، وہ یہ نہیں جانتی کہ اس کے پیچھے چلے گی یا اُس کے پیچھے۔''

فوائد: ......منافقین کے لیے اس سے زیادہ مناسب مثال ممکن نہیں اور اس میں ان کی انتہائی توہین ہے کہ ان کو مؤنث سے تشبیہ دی گئی ہے، گویا وہ مردانہ صفات سے عاری ہیں اور کمینوں کی طرح مال کی طلب میں کبھی مسلمانوں کی خوشامد کرتے ہیں اور کبھی کافروں کی، کبھی مسلمانوں کا ہم نوا بننے کا دعوی کرتے ہیں اور کبھی کافروں کے ساتھ دوستی دعوے کر رہے ہوتے ہیں، لیکن تسلی پھر بھی نہیں ہوتی، حیران و پریشان ہی رہتے ہیں، نہ مسلمان ان کو اپنا سمجھتے ہیں اور نہ کافر۔

(۹۷۴۳)۔ عَنِ ابْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ بِمَكَّةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَعَهُ، فَقَالَ أَبِيْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ الْمُنَافِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالشَّاةِ بَيْنَ الرَّبِيْضَيْنِ مِنَ الْغَنَمِ، إِنْ أَتَتْ هٰؤُلَاءِ نَطَحَتْهَا، وَإِنْ أَتَتْ هٰؤُلَاءِ نَطَحَتْهَا، فَقَالَ لَهُ: ابْنُ عُمَرَ كَذَبْتَ فَأَثْنَى الْقَوْمُ عَلٰى

عبید کہتے ہیں: میں ایک دن مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ تھے، میرے باپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہو گی، جو بکریوں کے دو باڑوں کے درمیان ہو، اگر اس باڑے میں جائے تو وہ بکریاں اس کو مارتی ہیں اور اگر اُس میں جائے تو اس والی مارتی ہیں۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو غلط کہہ رہا ہے، لیکن لوگوں نے میرے باپ کی

(۹۷۴۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۸٤ (انظر: ۵۰۷۹)

(۹۷۴۳) تخريج: رجال ثقات، غير مصعب بن سلام، ففيه ضعف، وقد توبع، أخرجه ابن حبان: ۲٦٤، والدارمی: ۱/ ۹۳ (انظر: ۵۵٤٦)

اَبِـيْ خَيْـرًا اَوْ مَـعْـرُوْفًا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا اَظُـنُّ صَـاحِـبَـكُـمْ اِلَّا كَمَا تَقُوْلُوْنَ وَلٰكِنِّىْ شَـاهِدٌ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اِذْ قَـالَ: ((كَالشَّاةِ بَيْنَ الْـغَـنَمَيْنِ)) فَقَالَ: هُوَ سَوَاءٌ، فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُهُ۔ (مسند احمد: ٥٥٤٦)

تعریف کی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی تمہارے ساتھی کو خیر والا سمجھتا ہوں، جیسے تم سمجھ رہے ہو، لیکن میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، جب آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی تھی، آپ ﷺ نے ''كَالشَّاةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ'' کے الفاظ فرمائے تھے۔ انھوں نے کہا: معنی تو ایک ہی ہے، لیکن سیدنا ابن عمر نے کہا: میں نے تو یہی الفاظ سنے تھے۔

(٩٧٤٤)۔ عَـنْ حُـذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَان رضی اللہ عنہ، قَـالَ: اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ عَلٰى عَهْـدِ النَّبِيِّ ﷺ فَـيَـصِيْـرُ بِهَـا مُنَافِقًا۔ وَاِنِّىْ لَاَسْـمَـعُهَا مِنْ اَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فِى الْمَجْلِسِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٦٧)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عہد نبوی میں اگر کوئی آدمی اس قسم کی بات کرتا تو وہ اس کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا، اور اب میں تم سے اس قسم کی باتیں ایک ایک مجلس میں دس دس دفعہ سنتا ہوں۔

فوائد: ...... غیر محتاط گفتگو سے بچنا چاہیے، بعض لوگ عام گفتگو میں انتہائی فحش گالیاں نکالتے ہیں، بعض شریعت کے ساتھ مذاق تک کر جاتے ہیں، بعض ایک دوسرے کو لعنتی اور کافر کہہ دیتے ہیں۔

(٩٧٤٥)۔ عَـنْ اَبِـيْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَـطَـبَـنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُـطْبَةً فَـحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْـنٰـى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ فِيْكُمْ مُنَافِقِيْنَ، فَـمَـنْ سَـمَّيْـتُ فَـلْيَـقُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((قُمْ يَا فُلَانُ، قُـمْ يَـا فُلَانُ)) حَتّٰـى سَـمّٰـى سِتَّةً وَّثَلَاثِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمْ فَـاتَّقُوْا اللّٰهَ)) قَالَ: فَمَرَّ عُمَرُ عَلٰى رَجُلٍ مِمَّنْ سَمّٰى مُقَنَّعٍ قَدْ كَانَ يَعْرِفُهُ، قَالَ: مَالَكَ؟ قَالَ: فَـحَدَّثَهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: بُعْدًا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ۔ (مسند احمد: ٢٢٧٠٥)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا، آپ ﷺ نے حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''بیشک تم میں منافق موجود ہیں، میں جس جس کا نام لیتا جاؤں، وہ کھڑا ہوتا جائے، او فلاں! تو کھڑا ہو جا، او فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ چھتیس مردوں کے نام لیے اور پھر فرمایا: ''تم میں منافق ہیں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔'' سیدنا عمر ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام لیا گیا تھا، اس نے کپڑا اوڑھا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو پہچانتے تھے، آپ نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: دوری ہو تیرے لیے باقی دن۔

(٩٧٤٤) تخريج: اثر حسن (انظر: ٢٣٢٧٨)

(٩٧٤٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عياض الراوى عن ابى مسعود، ومتنه منكر (انظر: ٢٢٣٤٨)

(۹۷۴۶)۔ عَنْ بُرَیْدَۃَ الْاَسْلَمِیِّ ؓ ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدَنَا، فَإِنَّہُ إِنْ یَكُ سَیِّدَكُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۲۷)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''منافق کو اپنا سردار نہ کہو، کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو تم اپنے ربّ کو ناراض کر دو گے۔''

فوائد: ...... عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر تم منافق کو سید کہو گے تو اس سے اس کی تعظیم لازم آئے گی، حالانکہ وہ عزت و عظمت کا مستحق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ کسی طرح بھی تمہارا سید نہیں ہو سکتا، اس لیے اس کے لیے یہ لقب استعمال کرنا محض جھوٹ اور نفاق ہو گا۔ نیز اس حدیثِ مبارکہ کا یہ مفہوم بھی درست ہو گا کہ اگر تم کسی منافق کو اپنا سید تسلیم کرو گے، تو تم پر ضروری ہو گا کہ اس کی اطاعت بھی کرو اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو اپنے رب کو ناراض کر دو گے۔ ابن اثیر نے کہا: منافق کو سید نہ کہا کرو، کیونکہ اگر تم نے اس کو اپنا سید قرار دیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم خود اس سے کمتر ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے اس مرتبے کو پسند نہیں کرے گا۔ (عون المعبود)

(۹۷۴۷)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمُنَافِقِیْنَ عَلَامَاتٍ یُعْرَفُوْنَ بِھَا، تَحِیَّتُھُمْ لَعْنَۃٌ، وَطَعَامُھُمْ نُھْبَۃٌ، وَغَنِیْمَتُھُمْ غُلُوْلٌ، وَلَا یَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ إِلَّا ھَجْرًا، وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلَاۃَ إِلَّا دُبْرًا، مُسْتَكْبِرِیْنَ، لَا یَأْلَفُوْنَ، وَلَا یُؤْلَفُوْنَ، خُشُبٌ بِاللَّیْلِ صُخُبٌ بِالنَّھَارِ، (وَفِیْ رِوَایَۃٍ) سُخُبٌ بِالنَّھَارِ۔)) (مسند احمد: ۷۹۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک منافقوں کی کچھ علامتیں ہیں، ان کے ذریعے ان کو پہچانا جاتا ہے، ان کا سلام لعنت ہوتا ہے، ان کا کھانا غصب شدہ ہوتا ہے، ان کی غنیمت چوری کی ہوئی ہوتی ہے، وہ مسجدوں کے قریب نہیں آتے، مگر ان کو چھوڑنے کے لیے، نماز کا وقت فوت ہو جانے کے بعد نماز کے لیے آتے ہیں، وہ تکبر کرنے والے ہوتے ہیں، وہ اُنس کرتے ہیں نہ ان سے مانوس ہوا جاتا ہے، وہ رات کو لکڑیوں کی طرح پڑے رہتے ہیں اور دن کو شور و غل کرنے والے اور جھگڑا کرنے والے ہوتے ہیں۔''

(۹۷۴۸)۔ وَعَنْہُ اَیْضًا، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((آیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔)) (مسند احمد: ۸۶۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی علامتیں تین ہیں: جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کو امین بنایا جاتا ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔''

(۹۷۴۶) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، أخرجہ ابوداود: ۴۹۷۷، والترمذی: ۹۸۲ (انظر: ۲۲۹۳۹)

(۹۷۴۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الملك بن قدامۃ، وجھالۃ اسحاق بن بكر، أخرجہ البزار: ۸۵ (انظر: ۷۹۲۶)

(۹۷۴۸) تخریج: أخرجہ البخاری: ۳۳، ۲۶۸۲، ۲۷۴۹، ومسلم: ۵۹ (انظر: ۸۶۸۵)

فوائد:...... یہ عملی نفاق کی علامتیں ہیں۔

(۹۷۴۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ۔)) (مسند احمد: ۷۳۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو لوگوں میں دو رخے شخص کو سب سے برا پائے گا، جو ایک رخ کے ساتھ اِن کے پاس آتا ہے اور ایک رخ کے ساتھ اُن کے پاس جاتا ہے۔''

فوائد:...... دو رخے شخص سے مراد ایسا آدمی ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے تو اسے باور کرائے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور اس کے حق میں مخلص ہے اور دوسرے کا مخالف، لیکن جب دوسرے گروہ کے پاس جائے تو وہاں ان کے لیے باوفا ہونے کا تاثر دے۔ یہ بدترین شخص ہے، ایسا شخص جھوٹا ہوتا ہے اور اپنی زندگی میں ہی اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔
اِن کے سامنے اِن کا دوست اور اُن کا دشمن اور اُن کے پاس اُن کا دوست اور اِن کا دشمن۔ سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے ایسا شخص امانتدار نہیں ہو سکتا ہے، امانتدار بننے کے لیے تو اپنوں کے لحاظ اور غیروں کے عدم لحاظ کو بھی بالائے طاق رکھنا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے امین ہونے کی وجہ سے ایسا شخص آپ کے پاس امانت رکھ دے، جس کو آپ کے بڑے، دشمن سمجھتے ہوں۔ لیکن دو رخا آدمی ایسی ذمہ داری ادا کرنے سے کوسوں دور ہوتا ہے۔
مومن کو متنبہ رہنا چاہئے کہ وہ مستقل مزاج ہوتا ہے، اس کا معیار شریعت ہے، وہ اپنوں اور بیگانوں کے فرق سے بالاتر ہوتا ہے، جو آدمی شریعت کی روشنی میں اچھا ہے، وہ اس کے نزدیک اچھا ہونا چاہئے اور جو شخص شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک برا ہے، وہ اس کے نزدیک بھی برا ہونا چاہئے۔ مومن کو چاہئے کہ برے لوگوں کی اصلاح کرے، نہ کہ دوسرے لوگوں کے سامنے ان سے دشمنی کا اظہار کر کے اس کے عیوب کو اچھالتا پھرے۔

(۹۷۵۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجِدُ شَرَّ النَّاسِ (وَقَالَ يَعْلٰى: تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ) عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ۔)) قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۰۴۳۲)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو قیامت کے دن لوگوں میں دو رخے شخص کو سب سے برا پائے گا۔'' ابن نمیر نے کہا: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اِن کے پاس اُن کی بات کرتا ہے اور اُن کے پاس اِن کی بات کرتا ہے۔

(۹۷۵۱)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۹۷۴۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۹۴، ومسلم: ۲۵۲۶ (انظر: ۷۳۴۱)
(۹۷۵۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول
(۹۷۵۱) تخریج: حدیث قوی، أخرجه البیهقی: ۱۰/ ۲۴۶ (انظر: ۷۸۹۰)

قَالَ: ((مَا يَنْبَغِيْ لِذِي الْوَجْهَيْنِ اَنْ يَكُوْنَ اَمِيْنًا۔)) (مسند احمد: ٧٨٧٧)

نے فرمایا: ''دو رخے بندے کو زیب نہیں دیتا کہ وہ امین بھی ہو۔''

(٩٧٥٢)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ لَيْسَ لَنَا اَجْرٌ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: ((لَتَاْتِيَنَّكُمْ اُجُوْرُكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ جُحْرِ ثَعْلَبٍ۔)) قَالَ: فَاَصْغٰى اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَاْسِهِ فَقَالَ: ((اِنَّ فِيْ اَصْحَابِيْ مُنَافِقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٨٦)

سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں یہ خیال بھی کرتے ہیں کہ ہمارے لیے مکہ میں اجر نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اجر ضرور ضرور تمہارے پاس پہنچے گا، اگرچہ تم لومڑ کے بل میں ہوئے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک میری طرف جھکایا اور فرمایا: ''میرے ساتھیوں میں منافق بھی ہیں۔''

(٩٧٥٣)۔ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: اِنِّيْ لَجَالِسٌ تَحْتَ مِنْبَرِ عُمَرَ، وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ (وَفِيْ لَفْظٍ: عَلٰى اُمَّتِيْ) كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ۔)) (مسند احمد: ٣١٠)

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: میں عمر ؓ کے منبر کے پاس تھا، وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے، انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر اس منافق کا ہے، جو زبان آور ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... کوئی شک نہیں کہ خطاب میں جادو کی سی تاثیر پائی جاتی ہے اور بعض لوگ اپنے اندازِ خطابت کے زور پر لوگوں میں اتنی مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کی ہر بات کو حجت سمجھا جانے لگتا ہے۔ ایسے میں مومن کو دلائل کا سہارا لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی خصلتِ بد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔﴾ (سورۂ بقرہ: ١٤) ...... ''اور جب (یہ منافق) ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان (مسلمانوں) سے صرف مذاق کرتے ہیں۔''

اب جو منافق جتنا زبان آور، چرب لسان، زبان دراز، خوشامدی، زبان کے داؤ پیچ جاننے والا اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے والا ہوگا، وہ اتنا ہی مسلمانوں کے سامنے ان کا وفادار بن کر ان کو نقصان پہنچائے گا اور ان کے رازدارانہ امور ان کے دشمنوں تک پہنچا دے گا۔

(٩٧٥٢) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن جبير بن مطعم (انظر: ١٦٧٦٤)

(٩٧٥٣) تخريج: اسناده قوى، أخرجه البزار: ٣٠٥ (انظر: ٣١٠)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْغَدْرِ وَنَقْضِ الْعَهْدِ وَعَدْمِ الْوَفَاءِ بِهٖ

دھوکے، عہد توڑنے اور اس کو پورا نہ کرنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۵٤)۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: يُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ۔ (مسند احمد: ٤٢٠١)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت ہر دھوکے باز کے لیے ایک جھنڈا ہو گا۔'' ابن جعفر کی روایت میں ہے: ''اور یہ کہا جائے گا کہ یہ فلاں کا دھوکہ ہے۔''

(۹۷۵۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْغَادِرُ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔)) (مسند احمد: ٤٦٤٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن دھوکے باز کا جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکہ ہے۔''

(۹۷۵٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ؓ، يَقُوْلُ: ((يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا غَدْرَةَ أَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ إِمَامٍ عَامَّةٍ۔)) (مسند احمد: ٥٣٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ ؓ کے حجرے کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن ہر دھوکے باز کے لیے جھنڈا گاڑھا جائے گا، بڑے امام کے ساتھ کیے گئے دھوکے سے بڑھ کر کوئی دھوکہ نہیں ہے۔''

فوائد: ...... بہت بڑی رسوائی ہے کہ حشر کے میدان میں اللہ کی مخلوق کے سامنے دبر کے ساتھ ایک جھنڈا اگڑھا ہوا ہو، جو اس کی خیانت، دھوکے اور عہد شکنی پر دلالت کرے۔ مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا شعور ہونا چاہیے۔

(۹۷۵۷)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا، وَلَا صَرْفًا۔)) (مسند احمد: ٩١٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمانوں کی ضمانت (کا حکم) ایک ہے، ادنی مسلمان بھی یہ ضمانت دے سکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا، اس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی۔''

(۹۷۵٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٣٦ (انظر: ٤٢٠١)
(۹۷۵۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٧٧، ومسلم: ١٧٣٥ (انظر: ٤٦٤٨)
(۹۷۵٦) تخريج: صحيح (انظر: ٥٣٧٨)
(۹۷۵۷) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٧١ (انظر: ٩١٧٣)

فوائد:...... اسلام میں عہد و پیمان کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے، اگرچہ وہ غیر مسلموں سے کیا گیا ہو۔

(۹۷۵۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا خَطَبَنَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا قَالَ: ((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۴۱۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم جب بھی ہم سے خطاب کرتے تھے تو اس میں یہ فرماتے تھے: ''اس آدمی کا ایمان نہیں، جس کی امانت نہیں اور اس آدمی کا دین نہیں، جس کا عہد و پیمان کوئی نہیں۔''

فوائد:...... خیانت کرنا بہت بڑا جرم ہے، یہ قبیح عمل منافق کی صفت ہے، ایمان کے ساتھ خیانت کا کوئی سمجھوتہ نہیں، آدمی جس چیز کی خیانت کرے گا وہ قیامت والے دن اپنے کندھے پر اٹھا کر لائے گا۔ وہ کیسا منظر ہوگا کہ آدمی کی پیٹھ پر اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ لدے ہوئے ہوں گے اور وہ اپنی طبعی آواز نکال رہے ہوں گے۔

آجکل حکومتی عہدیدار بالعموم اور سیاسی لیڈر بالخصوص قومی خزانوں کو لوٹنا اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں اور وہ سرے سے حلت و حرمت میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں، زکوۃ کمیٹیوں کی رقم حقداروں میں نہیں، بلکہ قرابتداروں یا یاروں میں بانٹی جاتی ہیں اور عوام الناس کی اکثریت کو جہاں اور جس انداز میں موقع ملتا ہے، وہ شکار ضائع نہیں جانے دیتے، وہ سرکاری اداروں کا مال چوری کرنے کی صورت میں ہو یا سرکاری جگہ پر قبضہ جمانے کی صورت میں۔ یہ سب خیانتیں ہیں۔ جن کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

(۹۷۵۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً، وَلَا يَحُلُّ حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۵۶)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلم قوم اور کسی دوسری قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو نہ وہ اس کو مزید لمبا کر کے مضبوط کرے اور نہ اس کو توڑے، یہاں تک کہ اس کی مدت ختم ہو جائے یا دونوں برابر برابر کا توڑ دیں۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۳۸)

(۹۷۶۰)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ شَرَطَ لِأَخِيْهِ شَرْطًا لَا يُرِيْدُ أَنْ يَفِيَ لَهُ بِهِ،

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی سے کوئی شرط لگائی، جبکہ اس کا اس کو پورا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنے بھائی

(۹۷۵۸) تخریج: حديث حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۱/ ۱۱، وابويعلى: ۲۸۶۳، والبزار: ۱۰۰، والبيهقی: ۶/ ۲۸۸ (انظر: ۱۲۳۸۳)

(۹۷۵۹) تخريج: حديث صحيح بشاهده، أخرجه ابوداود: ۲۷۵۹، والترمذی: ۱۵۸۰ (انظر: ۱۹۴۳۶)

(۹۷۶۰) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وقد تفرد بهذا الحديث، وليس بذالك القوى، أخرجه ابن ابی شيبة: ۷/ ۹۶ (انظر: ۲۳۴۳۸)

فَهُوَ كَالْمُدْلِي جَارَهُ اِلَى غَيْرِ مَنَعَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸۳۱)

کو ایسی ہمسایہ (قوم) کے سپرد کر رہا ہے، جن کے پاس (دشمن سے بچنے کی) کوئی قوت نہیں ہے۔''

(۹۷٦۱)۔ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: اَقْتُلُ لَكَ عَلِيًّا؟ قَالَ: وَكَيْفَ تَقْتُلُهُ وَمَعَهُ الْجُنُوْدُ؟ قَالَ: اَلْحَقُ بِهِ فَاَفْتِكُ بِهِ قَالَ: لَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْاِيْمَانَ قَيْدُ الْفَتْكِ، لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند احمد: ۱٤۲٦)

حسن سے مروی ہے کہ ایک آدمی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: کیا میں تیرے لیے علی (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دوں؟ انھوں نے کہا: تو اس کو کیسے قتل کرے گا، جبکہ اس کے ساتھ تو لشکر ہیں؟ اس نے کہا: میں بظاہر اس کے ساتھ مل جاؤں گا اور پھر اس کو غافل پا کر قتل کر دوں گا، انھوں نے کہا: نہیں، ایسے نہیں کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان امان دینے کے بعد قتل کرنے سے روکتا ہے، مؤمن امان دینے کے بعد قتل نہیں کرتا۔''

(۹۷٦۲)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْاِيْمَانُ قَيَّدَ الْفَتْكَ۔)) (مسند احمد: ۱٦۹۵۷)

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان امان دینے کے بعد قتل کرنے سے روکتا ہے۔''

(۹۷٦۳)۔ عَنْ اَبِي رِفَاعَةَ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ بْنِ اَبِي عُبَيْدٍ قَصْرَهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَا قَامَ جِبْرِيْلُ اِلَّا مِنْ عِنْدِي قَبْلُ، قَالَ: فَهَمَمْتُ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اِذَا اَمَّنَكَ الرَّجُلُ عَلَى دَمِهِ، فَلَا تَقْتُلْهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ قَدْ اَمَّنَنِي عَلَى دَمِهِ فَكَرِهْتُ دَمَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۷٤۹)

ابو رفاعہ بجلی کہتے ہیں: میں مختار بن ابی عبید کے پاس اس کے محل میں گیا، میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا: اس سے پہلے جبریل کھڑا نہیں ہوا، مگر میرے پاس سے، یہ بات سن کر میں نے اس کی گردن اڑا دینے کا ارادہ کیا، لیکن مجھے ایک حدیث یاد آ گئی، سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تجھے اپنے خون پر امین بنائے تو تو نے اس کو قتل نہیں کرنا۔'' مختار نے مجھے بھی اپنے خون پر امین بنایا تھا، اس میں نے اس کے قتل مکروہ سمجھا۔

(۹۷٦٤)۔ عَنْ رِفَاعَةَ الْقِتْبَانِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ

رفاعہ قتبانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مختار کے پاس گیا،

(۹۷٦۱) تخریج: صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۵/ ۱۲۳، وعبد الرزاق: ۹٦۷٦ (انظر: ۱٤۲٦)
(۹۷٦۲) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۷۲۳ (انظر: ۱٦۸۳۲)
(۹۷٦۳) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن میسرة ولجهالة ابی عکاشة الهمدانی (انظر: ۲۷۲۰۷)
(۹۷٦٤) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الطیالسی: ۱۲۸۵، والبزار: ۲۳۰۹، وابن حبان: ۵۹۸۲ (انظر: ۲۳۷۰۲)

عَلَى الْمُخْتَارِ، فَأَلْقَى لِيْ وِسَادَةً، وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ أَخِيْ جِبْرِيْلَ قَامَ عَنْ هٰذِهِ لَأَلْقَيْتُهَا لَكَ، قَالَ: فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ أَخِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَمَّنَ مُؤْمِنًا عَلٰى دَمِهِ فَقَتَلَهُ فَأَنَا مِنَ الْقَاتِلِ بَرِيْءٌ۔)) (مسند احمد: ٢٤١٠٢)

اس نے میرے لیے تکیہ رکھا اور کہا: اگر میرا بھائی جبریل اس سے کھڑا نہ ہوا ہوتا تو میں نے اس کو تیرے لیے رکھنا تھا، یہ بات سن کر میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن پھر مجھے ایک حدیث یاد آ گئی، میرے بھائی سیدنا عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مؤمن کسی مؤمن کو اپنے خون پر امین بنائے اور پھر وہ اس کو قتل کر دے تو میں قاتل سے بری ہوں۔''

(٩٧٦٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنْتُ أَقُوْمُ عَلٰى رَأْسِ الْمُخْتَارِ، فَلَمَّا عَرَفْتُ كَذِبَهُ هَمَمْتُ أَنْ أَسُلَّ سَيْفِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَمَّنَ رَجُلًا عَلٰى نَفْسِهِ، فَقَتَلَهُ أُعْطِيَ لِوَاءَ الْغَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٢٩٤)

(دوسری سند) میں مختار کا پہرہ دیتا تھا، جب میں نے پہچان لیا کہ یہ جھوٹا ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنی تلوار سونتوں اور اس کی گردن اڑا دوں، لیکن پھر مجھے ایک حدیث یاد آ گئی، سیدنا عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی آدمی کو اپنی جان پر امن والا بنایا، لیکن اس نے اس کو قتل کر دیا تو قیامت والے دن اس کو دھوکے کا جھنڈا دیا جائے گا۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الظُّلْمِ وَالْبَاطِلِ وَالْإِعَانَةِ عَلَيْهِمَا
ظلم، باطل اور ان دونوں پر مدد کرنے سے ترہیب کا بیان

(٩٧٦٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، وَإِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّهُ دَعَا مَنْ قَبْلَكُمْ فَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ، وَسَفَكُوْا دِمَائَهُمْ، وَقَطَعُوْا أَرْحَامَهُمْ)) (مسند احمد: ٩٥٦٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن (کئی) ظلمتوں کا باعث بنے گا، بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا اور مال کی شدید محبت سے بچو! اس لیے کہ اس چیز نے تم سے پہلے والے لوگوں اس طرح برانگیختہ کیا کہ انھوں محرمات کو حلال سمجھ لیا، خون بہائے اور قطع رحمی کی۔''

(٩٧٦٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٧٦٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن حبان: ٥١٧٧، والحاكم: ١/ ١٢ (انظر: ٩٥٦٩)

فوائد: ...... دنیا میں کیا گیا ایک ظلم، روزِ قیامت کئی ظلمتوں کا سبب بنے گا، جیسے اگر کوئی آدمی گائے کی خیانت کرتا ہے تو وہ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر میدانِ حشر میں آئے گا، جبکہ وہ گائے بلبلا رہی ہوگی، یہی معاملہ ہر جانور اور دوسری خیانتوں کا ہے۔ کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا ظلم کہلاتا ہے، اس اعتبار سے برائیوں کا ارتکاب کرنا اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں غفلت برتنا ظلم ہے۔

کنجوسی، بخل اور حرص جیسے اوصاف انسان کے کمینہ ہونے کے لیے کافی ہیں، بخیل آدمی سنگ دل بن جاتا ہے، دوسروں کی خوشی و غمی سے مستغنی ہو جاتا ہے، اپنے روپے پیسے کو بچانے یا اس کو بڑھانے کے لیے وہ قتل و غارت گری جیسے اقدامات کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شریعت میں گنجائشیں تلاش کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنا شروع کر دیتا ہے۔

مال کی شدید محبت کو ''شُحّ'' کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو ہر انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج کل ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں ہے، یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دو چار ہو کر ہی رہے گا۔

(٩٧٦٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ۔ (مسند احمد: ١٤٥١٥)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ......پھر اسی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ ''اَلْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ'' کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

(٩٧٦٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا الظُّلْمَ، فَاِنَّهُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٥٦٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن (کئی) ظلمتوں کا باعث بنے گا۔''

(٩٧٦٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا يَبِعْ اَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بیع نجش نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو، کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ

(٩٧٦٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٧٨ (انظر: ١٤٤٦١)

(٩٧٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٤٧، ومسلم: ٢٥٧٩ (انظر: ٥٦٦٢)

(٩٧٦٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٤ (انظر: ٧٧٢٧)

لَا یَظْلِمُهُ، وَلَا یَخْذُلُهُ، وَلَا یَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا، وَاَشَارَ بِیَدِهِ اِلٰی صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، حَسْبُ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: مِنَ الشِّرْكِ) اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ۔)) (مسند احمد: ۷۷۱۳)

اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر سمجھتا ہے، تقوی یہاں ہے، پھر آپ ﷺ اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کیا اور تین دفعہ یہ عمل دوہرایا، آدمی کو یہی شرّ (یا شرک) کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے ہر مسلمان پر حرام ہے۔''

فوائد: ...... بیع نجش: وہ بیع ہوتی ہے، جس میں لوگ بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہیں اور اشیاء کی قدر و قیمت بتانے میں مبالغہ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔

(۹۷۷۰)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ مِنْ قَوْلِهِ: ((الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ...... الخ الحدیث)) (مسند احمد: ۱۶۱۱۵)

سیدنا واثلہ بن اسقع ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ...... پھر مذکورہ حدیث کے الفاظ ''اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ'' سے لے کر آخر تک بیان کیے۔

(۹۷۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ یَعْنِیْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ فِیْ مَالِهِ، اَوْ عِرْضِهِ، فَلْیَأْتِهِ فَلْیَسْتَحِلَّهَا مِنْهُ، قَبْلَ اَنْ یُؤْخَذَ اَوْ تُؤْخَذَ، لَیْسَ عِنْدَهُ دِیْنَارٌ، وَلَا دِرْهَمٌ، فَاِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَاُعْطِیَهَا هٰذَا، وَاِلَّا اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ هٰذَا فَاُلْقِیَ عَلَیْهِ۔)) (مسند احمد: ۹۶۱۳)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کے مال یا عزت پر ظلم کر رکھا ہو تو وہ اس کے پاس جا کر تصفیہ کر لے، قبل اس کے کہ (وہ دن آجائے جس میں) اس کا مؤاخذہ کیا جائے اور جہاں دینار ہو گا نہ درہم۔ (وہاں تو معاملہ یوں حل کیا جائے گا کہ) اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوئیں تو اُس سے نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو (مظلوم) لوگوں کی برائیاں اُس پر ڈال دی جائیں گی۔''

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئیں دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحیثیت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسنِ سلوک یا بد سلوکی کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

(۹۷۷۰) تخریج: حدیث صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۱۸۳ (انظر: ۱۶۰۱۹)
(۹۷۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٥٣٤ (انظر: ۹٦۱٥)

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پیسنے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس اِن ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

(۹۷۷۲)۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ كَثِيْرٍ الشَّامِيِّ، مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: فَسِيْلَةُ، اَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ اَبِي (وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ) يَقُوْلُ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۱٤)

عباد بن کثیر شامی، جو کہ فلسطین کا ایک باشندہ تھا، اپنے خاندان کی فسیلہ نامی ایک خاتون سے روایت کرتا ہے، اس نے اپنے باپ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت میں سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، عصبیت تو یہ ہے کہ بندہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔''

فوائد: ...... اسلام نے حکم دیا ہے کہ رشتہ داروں سے محبت کی جائے اور ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور عصبیت سے بچے۔

(۹۷۷۳)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، رَفَعَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يُعِيْنُ عَشِيْرَتَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ، مَثَلُ الْبَعِيْرِ رُدِّيَ فِيْ بِئْرٍ فَهُوَ يُمَدُّ بِذَنَبِهِ۔)) (مسند احمد: ۳۷۲٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے رشتہ داروں کا ناحق چیز پر تعاون کرتا ہے، اس کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے، جس کو کنویں میں گرا دیا جائے اور پھر اس کو اس کی دم سے کھینچا جائے۔''

فوائد: ...... مراد یہ ہے کہ وہ آدمی ایسے اونٹ کی طرح ہلاک ہو جائے گا۔

(۹۷۷٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ابْنَ آدَمَ! اعْمَلْ كَاَنَّكَ تَرٰى، وَعُدَّ نَفْسَكَ مَعَ الْمَوْتٰى، وَاِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ۔)) (مسند احمد: ۸۵۰۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! تو عمل کر، گویا کہ تو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں کے ساتھ شمار کر اور مظلوم کی بد دعا سے بچ۔''

فوائد: ...... اگر اس حدیث پر عمل کیا جائے تو آخرت کی تیاری فکر مندی سے ہو سکتی ہے۔

(۹۷۷۲) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۵۱۱۹، وابن ماجه: ۳۹٤۹ (انظر: ۱٦۹۸۹)

(۹۷۷۳) تخریج: اسناده حسن عند من يصحح سماع عبد الرحمن من ابيه، وضعيف عند من يقول: انه لم يسمع منه الا اليسير، فقد مات ابوه وعمره ست سنوات (انظر: ۳۷۲٦)

(۹۷۷٤) تخریج: حديث قابل للتحسين (انظر: ۸۵۲۲)

(٩٧٧٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ، وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا، فَفُجُوْرُهُ عَلٰى نَفْسِهِ۔)) (مسند احمد: ٨٧٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے، اگر چہ وہ برا ہی کیوں نہ ہو، اس کی برائی اس کے نفس پر ہے۔''

فوائد:...... آپ ﷺ مظلوم کی بددعا سے بچنے کے لیے عام اور مطلق حکم دیئے ہیں۔

(٩٧٧٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ، اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَالصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَتُفْتَحُ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: وَعِزَّتِيْ، لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔)) (مسند احمد: ٩٧٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان تین افراد کی دعا ردّ نہیں جاتی: عادل حکمران، روزے دار جب افطاری کرے اور مظلوم کی دعا تو بادلوں پر اٹھا لی جاتی ہے اور اس کے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! میں ضرور ضرور تیری مدد کروں گا، اگر چہ کچھ وقت کے بعد ہی ہو۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْحَسَدِ وَالْبُغْضَاءِ وَالْغِشِّ

حسد، بغض اور دھوکے سے ترہیب کا بیان

(٩٧٧٧)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ، اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ حَالِقَةُ الدِّيْنِ، لَا حَالِقَةُ الشَّعَرِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشَيْءٍ، إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، أَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤١٢)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے والی امتوں کی بیماری تمہارے اندر بھی سرایت کر گئی ہے، یعنی حسد اور بغض، یہ بیماری مونڈ دینے والی ہے، دین کو، سر کو نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو گے، جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے، کیا میں تمہیں ایسی چیز بتا دوں کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے، آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(٩٧٧٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابي معشر، أخرجه الطيالسي: ٢٣٣٠، وابن ابي شيبة: ١٠/ ٢٧٥ (انظر: ٨٧٩٥)

(٩٧٧٦) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده دون قوله: "يوم القيمة"، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابي مدلة، أخرجه ابن ماجه: ١٧٥٢، والترمذي: ٣٥٩٨ (انظر: ٩٧٤٣)

(٩٧٧٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، يعيش بن الوليد لم يدرك الزبير، ولقصة افشاء السلام شاهد من حديث ابي هريرة عند مسلم، أخرجه الترمذي: ٢٥١٠ (انظر: ١٤١٢)

فوائد: ...... کسی شخص کا دوسرے کی خوش حالی پر جلنا اور یہ تمنا کرنا کہ اس کی نعمت وخوشحالی ختم ہو جائے اور وہ اسے مل جائے حسد کہلاتا ہے۔آپ ﷺ نے سختی سے حسد سے منع فرمایا ہے، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔)) ...... ''حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''

(ابو داود، وفیه راوٍ مجهول، لكن له شاهد عن انس عند ابن ماجه وفیه عیسی بن ابی عیسی ضعیف)

حسد ایک قبیح وصف ہے جس سے بغض، کینہ، کدورت، باہمی دشمنی اور قطع تعلقی جیسی صفاتِ بد جنم لیتی ہیں۔خود حسد کرنے والا ذہنی اذیت اور قلبی بے سکونی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔نتیجتاً مسلم معاشرہ میں شرّ وفساد جنم لیتا ہے اور لوگ خیر وبھلائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

دراصل حسد، اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہونے کی ایک صورت ہے، کیونکہ ہم کسی آدمی سے اس کی جن خوبیوں اور اہلیتوں کی بنا پر حسد کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کی ہوتی ہیں، لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو کر کسی کے بارے میں یہ تمنائے بد نہیں کرنی چاہیے کہ وہ اپنی خوبیوں سے محروم ہو جائے۔

(۹۷۷۸)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا۔)) (مسند احمد: ۷۷۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بھاؤ چڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو۔''

(۹۷۷۹)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وُضُوْئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلٰى مِثْلِ الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ قَالَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تمہارے پاس جنتی آدمی آنے والا ہے۔'' پس ایک انصاری آدمی آیا، وضو کی وجہ سے اس کی داڑھی سے پانی ٹپک رہا تھا اور اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں اپنے جوتے لٹکائے ہوئے تھے، اگلے دن آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور وہی آدمی اسی پہلے والی کیفیت کے ساتھ آیا، جب تیسرا دن تھا تو آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمادی کہ ''تمہارے پاس

(۹۷۷۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵۶۳ (انظر: ۷۷۲۷)

(۹۷۷۹) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ۲۰۵۵۹، والبزار: ۱۹۸۱، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة": ۸۶۳ (انظر: ۱۲۶۹۷)

النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ اَيْضًا، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلٰى مِثْلِ حَالِهِ الْاُوْلٰى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبِعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: اِنِّيْ لَاحَيْتُ اَبِيْ فَاَقْسَمْتُ اَنْ لَا اَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تُؤْوِيَنِيْ اِلَيْكَ حَتّٰى تَمْضِيَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ اَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُ اَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهُ اِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلٰى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَكَبَّرَ حَتّٰى يَقُوْمَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: غَيْرَ اَنِّيْ لَمْ اَسْمَعْهُ يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ، وَكِدْتُ اَنْ اَحْتَقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَطَلَعْتَ اَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ، فَاَرَدْتُ اَنْ آوِيَ اِلَيْكَ لِاَنْظُرَ مَاعَمَلُكَ فَاَقْتَدِيَ بِهٖ، فَلَمْ اَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيْرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِيْ بَلَغَ بِكَ، مَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَاهُوَ اِلَّا مَارَاَيْتَ، قَالَ: فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِيْ، فَقَالَ: مَاهُوَ اِلَّا مَارَاَيْتَ غَيْرَ اَنِّيْ لَا اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا وَلَا اَحْسُدُ عَلٰى خَيْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: هٰذِهِ الَّتِيْ

جنتی آدمی آنے والا ہے۔'' اور (اللہ کا کرنا کہ) وہی بندہ اپنی سابقہ حالت کے ساتھ آ گیا، جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پیچھے چل پڑے اور اس سے کہا: میرا ابو جان سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے ان کے پاس تین دن نہ جانے کی قسم اٹھا لی ہے، اگر تم مجھے اپنے پاس جگہ دے دو، یہاں کہ یہ مدت پوری ہو جائے، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہو گا؟ اس نے کہا: جی ہاں، تشریف لایئے۔ پھر سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس نے اس آدمی کے ساتھ تین راتیں گزاریں، وہ رات کو بالکل قیام نہیں کرتا تھا، البتہ جب بھی وہ جاگتا اور اپنے بستر پر پہلو بدلتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا اور تکبیرات پڑھتا، یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لیے اٹھتا، علاوہ ازیں اس کا یہ وصف بھی تھا کہ وہ صرف خیر و بھلائی والی بات کرتا تھا، جب تین راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر سمجھوں، تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے ابو جان کے مابین نہ کوئی غصے والی بات ہوئی اور نہ قطع تعلقی، تیرے پاس میرے ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو تین بار یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آنے والا ہے۔'' اور تین بار تو ہی آیا، پس میں نے ارادہ کیا کہ تیرا عمل دیکھنے کے لیے تیرے گھر میں رہوں اور پھر میں بھی تیرے عمل کی اقتدا کروں، لیکن میں نے تجھے دیکھا کہ تو تو زیادہ عمل ہی نہیں کرتا، اب یہ بتلا کہ تیرے اندر وہ کون سی صفت ہے کہ جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی (اور اس کا مصداق بنا)؟ اس نے کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو تو نے دیکھ لیا ہے، پھر جب میں جانے لگا تو اس نے مجھے دوبارہ بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے،

بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ۔ (مسند احمد: ١٢٧٢٧)

جو تو نے دیکھ لیا ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ میرے نفس میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی دھوکہ نہیں ہے اور جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے جو خیر عطا کی ہے، میں اس پر اس سے حسد نہیں کرتا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہی چیز ہے، جس نے تجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے اور یہ وہ عمل ہے کہ جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ هَجْرِ الْمُسْلِمِ وَتَرْوِيعِهِ وَالْإِضْرَارِ بِهِ
مسلمان سے قطع تعلقی کرنے، اس کو گھبرانے اور نقصان پہنچانے سے ترہیب کا بیان

تَنْبِيه:...... درج ذیل احادیث سے مسلمان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کریں، کاش ہم اس عظمت کو پہچان لیتے۔

(٩٧٨٠)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔)) (مسند احمد: ١٥٨٩)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زیادہ دنوں تک چھوڑ دے۔''

(٩٧٨١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔)) (مسند احمد: ٩٠٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین سے زائد دنوں تک کی قطع تعلقی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جس نے اپنے بھائی سے تین سے زائد دنوں تک قطع تعلقی کیے رکھی، پھر وہ مر گیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

فوائد: ...... جذبات کا خیال رکھتے ہوئے وعید کو تین دن سے مقید کیا گیا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی غصے کی تیزی کی وجہ سے جلدی صلح کرنے کے لیے تیار نہ ہو، بہر حال تین ایام سے زیادہ ناراضگی کی کوئی گنجائش نہیں۔

(٩٧٨٢)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ۔)) قَالَ مَعْمَرٌ: وَقَالَ غَيْرُ سُهَيْلٍ: ((وَتُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' سہیل کے علاوہ باقی راویوں کے الفاظ یہ ہیں: ''ہر سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک

(٩٧٨٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي: ٧/ ١٢١ (انظر: ١٥٨٩)
(٩٧٨١) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٤٩١٤ (انظر: ٩٠٩٢)
(٩٧٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٥ (انظر: ٧٦٣٩)

يُشْـرِكُ بِـهٖ شَيْـئًا، اِلَّا الْمُتَشَاحِنَيْنِ، يَقُوْلُ اللّٰـهُ عَـزَّوَجَـلَّ لِـلْمَلَائِكَةِ: ذَرُوْهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔)) (مسند احمد: ٧٦٢٧)

نہیں کرتا، ما سوائے باہم بغض و عداوت رکھنے والے، دو افراد کے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے: ان دو کو رہنے دو، جب تک یہ صلح نہ کر لیں۔''

فوائد: ...... باہمی بغض و عداوت اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خصوصی سلسلہ رک جاتا ہے۔

(٩٧٨٣)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ ؓ، قَالَ: سَـمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لِيَالٍ، فَـاِنْ كَانَ تَصَادُرًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَـنِ الْـحَـقِّ، مَـادَامَـا عَـلٰـى صُرَامِهِمَا، وَاَوَّلُـهُـمَا فَيْئًا، فَسَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَتُهُ، فَاِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ، رَدَّتْ عَـلَيْـهِ الْـمَلَائِـكَةُ وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْـطَـانُ، فَـاِنْ مَـاتَـا عَلٰى صِرَامِهِمَا لَمْ يَـجْـتَـمِـعَـا فِـى الْـجَنَّةِ اَبَدًا (وَلَهُ فِىْ رِوَايَةٍ اُخْـرٰى) لَـمْ يَـدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيْعًا اَبَدًا۔)) (مسند احمد: ١٦٣٦٥)

سیدنا ہشام بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زائد راتوں تک چھوڑے رکھے، اگر وہ تین سے تجاوز کر جائیں تو جب تک قطع تعلقی پر اڑے رہیں گے، وہ حق سے منحرف رہیں گے، اور ان میں سے جو پہلے لوٹے گا تو اس کا لوٹنا اس کے گناہوں کا کفارہ بنے گا، پس اگر وہ سلام کہتا، لیکن وہ جواب نہیں دیتا اور اس کے سلام کو رد کر دیتا ہے، تو فرشتے اس کو جواب دیں گے اور دوسرے کا جواب شیطان دے گا۔ اگر ایسے دو افراد اپنی قطع تعلقی پر ہی مر جائیں تو وہ ہمیشہ کے لیے جنت میں جمع نہیں ہوں گے، ایک روایت میں ہے: وہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

(٩٧٨٤)۔ عَـنْ اَبِـىْ خِرَاشٍ السُّلَمِىِّ ؓ، اَنَّـهُ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ يَـقُوْلُ: ((مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ۔)) (مسند احمد: ١٨١٠٠)

سیدنا ابو خراش سلمی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا، وہ اس کا خون بہا دینے کی طرح ہوگا۔''

(٩٧٨٥)۔ عَـنْ اَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ الـنَّـبِـىَّ ﷺ قَـالَ: ((لَا تَبَـاغَـضُوْا، وَلَا

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے بغض اور حسد نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی

(٩٧٨٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطيالسى: ١٢٢٣، وابويعلى: ١٥٥٧، وابن حبان: ٥٦٦٤ (انظر: ١٦٢٥٧)

(٩٧٨٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩١٥ (انظر: ١٧٩٣٥)

(٩٧٨٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٠٦٥ (انظر: ١٣٣٥٤)

تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۸۷)

اور دشمنی سے بچو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زائد دنوں تک چھوڑے رکھے، جب وہ دونوں ملتے ہیں تو یہ بھی رکتا ہے اور وہ بھی رکتا ہے، جبکہ ان میں بہتر وہ ہے، جو سلام میں پہل کرتا ہے۔''

(۹۷۸۶)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ يَذْكُرُ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا، وَيَصُدُّ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۲۵)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زیادہ دنوں کے لیے چھوڑے رکھے، جب دونوں ملتے ہیں، تو یہ بھی رکتا ہے اور وہ بھی رکتا ہے، جبکہ ان میں بہتر وہ ہے، جو سلام میں پہل کرے۔''

(۹۷۸۷)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ عَائِشَةَ لِأُمِّهَا رضی اللہ عنہا، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيْ بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ: وَاللّٰهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ كَلِمَةً أَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ، وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِ عَائِشَةَ إِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُوْلَانِ لَهَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهَجْرِ، أَنْ لَا يَحِلَّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ

عوف بن حارث، جو کہ سیدہ عائشہ کا اخیافی بھتیجا تھا، سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی سودے یا عطیے کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا: اللہ کی قسم! یا تو عائشہ رضی اللہ عنہا باز آ جائے گی، یا میں اس پر پابندی لگا دوں گا، سیدہ نے پوچھا: کیا واقعی اس نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، سیدہ نے کہا: میں اللہ کے لیے نذر مانتی ہوں کہ میں ابن زبیر سے کبھی بھی کلام نہیں کروں گی، پھر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے حق میں سیدہ سے سفارش کریں، یہ دونوں آدمی بنو زہرہ قبیلے کے تھے، ....، پھر مسور اور عبد الرحمن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو واسطے دینا شروع کیے، کہ وہ لازمی طور پر اس کے ساتھ کلام کرے اور اس سے معذرت قبول کرے اور انھوں نے سیدہ کو یہ بات بھی کہی تھی کہ تم جانتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قطع تعلقی سے روکا

(۹۷۸۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۶۰ (انظر: ۲۳۵۲۸)

(۹۷۸۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵ (انظر: ۱۸۹۲۱)

فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۲۹) ہے، اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ عرصے تک قطع تعلقی کرے۔''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر پوری نہ کرنے پر چالیس گردنیں آزاد کی تھیں۔

(۹۷۸۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَبْغَضُ الرِّجَالِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۷۸۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے، جو سخت جھگڑالو ہو۔''

فوائد:...... مجادلہ اور مخاصمہ اس قدر قبیح صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے موصوف سے بغض رکھتے ہیں، جھگڑا جیسا بھی ہو، بالآخر جھگڑالو کو قابل مذمت بنا کے ہی چھوڑتا ہے۔

جھگڑالو آدمی اپنی تمام تر صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے، فسق و فجور بکتا ہے، دوسروں کی حرمتیں پامال کرتا ہے، ضد اور ہٹ دھرمی پر تل جاتا ہے، اس میں تکبر اور نخوت جیسے شیاطین ابھر آتے ہیں، الغرض وہ آپے سے باہر ہو کر ''لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی'' کا مصداق بن جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حتی الوسع اپنے حق کی خاطر بھی جھگڑا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا۔'' (ابوداود)...... ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا۔''

جھگڑالو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بڑی قباحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا:

۱۔ جھگڑالو شخص اپنی اصلیت و اوقات پر نظر نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پانی کی بوند سے اسے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی، تعصب اور باہم دست و گریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر و نخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی بھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔

۲۔ لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ شامل ہو جاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان و اسلام کی تمام اقدار کھو دیتا ہے، اور فسق و فجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی رتی ہو وہ شخص ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔

(۹۷۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۱۸۸، ومسلم: ۲۶۶۸ (انظر: ۲۴۲۷۷)

(۹۷۸۹)۔ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ بَشِیْرٍ، مَوْلٰی بَنِیْ مُغَالَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِیَّیْنِ یَقُوْلَانِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ امْرِیءٍ یَخْذُلُ امْرَاً مُسْلِمًا عِنْدَ مَوْطِنٍ تُنْتَهَكُ فِیْهِ حُرْمَتُهُ، وَیُنْتَقَصُ فِیْهِ مِنْ عِرْضِهِ، اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیْهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنْ امْرِیءٍ یَنْصُرُ امْرَاً مُسْلِمًا فِیْ مَوْطِنٍ یُنْتَقَصُ فِیْهِ مِنْ عِرْضِهِ، وَیُنْتَهَكُ فِیْهِ مِنْ حُرْمَتِهِ، اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِیْ مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیْهِ نُصْرَتَهُ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤٨۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو طلحہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کو اس مقام پر ذلیل کرتا ہے، جہاں اس کی حرمت پامال ہو جاتی ہے اور اس کی عزت میں کمی آ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس مقام پر ذلیل کرتا ہے، جہاں وہ اپنی مدد کو پسند کرتا ہے، جو آدمی ایسے مقام پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے، جہاں اس کی عزت کم ہو رہی ہوتی ہے اور اس کی حرمت کو پامال کیا جا رہا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی اس مقام پر مدد کرے گا، جہاں وہ اپنی مدد کو پسند کرے گا۔''

(۹۷۹۰)۔ عَنْ وَقَّاصِ بْنِ رَبِیْعَةَ، اَنَّ الْمُسْتَوْرِدِ حَدَّثَهُمْ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اَكْلَةً۔ وَقَالَ مَرَّةً: اُكْلَةً، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اكْتَسٰی بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ثَوْبًا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْمُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۸۱۷٤)

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان (کی غیبت یا اس کی توہین یا اس کو اذیت پہنچا کر) کوئی لقمہ کھایا، اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی طرح کا لقمہ جہنم سے کھلائے گا، جس نے کسی مسلمان (کی اہانت کرنے کا) لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی مثل کا لباس جہنم سے پہنائے گا اور جو آدمی کسی آدمی کی وجہ سے شہرت والے مقام پر کھڑا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت والے دن شہرت کے مقام پر کھڑا کریں گے۔''

فوائد: ......ابن اثیر نے ''النہایۃ'' میں پہلے دو جملوں کا مفہوم یہ بیان کیا: ایک آدمی کسی کا دوست بنتا ہے، پھر وہ اس کے دشمن کے پاس جا کر اسی دوست پر عیب جوئی کرتا ہے، تاکہ وہ اس بنا پر اس کو کوئی انعام وغیرہ دے کر دنیوی فائدہ پہنچائے۔

(۹۷۸۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ یحیی بن سلیم بن زید، أخرجہ ابوداود: ٤٨٨٤ (انظر: ١٦٣٦٨)
(۹۷۹۰) تخریج: حدیث حسن، أخرجہ ابوداود: ٤٨٨١ (انظر: ١٨١٧٤)

جو آدمی کسی کی وجہ سے شہرت والے مقام پر کھڑا ہو، اس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی مال و منال اور جاہ و حشمت والے لوگوں میں کوئی مقام بنا کر تقوی وصلاحیت کا اظہار کرے، تا کہ اسے بھی مال مل جائے اور اس کا مرتبہ بھی بلند ہو۔

(۹۷۹۱)۔ عَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸٤۷)

سیدنا ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو نقصان پہنچایا، اللہ تعالیٰ اس کو نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی پر مشقت ڈالی، اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈالے گا۔''

فوائد:...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۷۱۰)

(۹۷۹۲)۔ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی قَوْمٍ يَتَعَاطَوْنَ سَيْفًا مَسْلُوْلًا، فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، اَوَ لَيْسَ قَدْ نَهَيْتُ عَنْ هٰذَا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((اِذَا سَلَّ اَحَدُكُمْ سَيْفَهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِ، فَاَرَادَ اَنْ يُنَاوِلَهُ اَخَاهُ فَلْيُغْمِدْهُ ثُمَّ يُنَاوِلَهُ اِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۰۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسی قوم کے پاس آئے جو ننگی تلوار لے دے رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو اس طرح کرتا ہے، کیا میں نے تم کو ایسا کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تلوار ننگی کر کے اس کو دیکھے اور پھر وہ دوسرے کو پکڑانا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو کسی چیز میں ڈھانک کر دے۔''

فوائد:...... مسلمان کی حفاظت کے لیے یہ حکم دیا جا رہا ہے، تا کہ نادانستہ طور پر بھی تلوار کسی کو لگ نہ جائے۔

(۹۷۹۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْرُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَسِيْرٍ، فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ اِلٰی نَبْلٍ مَعَهُ فَاَخَذَهَا، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَزِعَ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ((مَا يُضْحِكُكُمْ؟)) فَقَالُوْا: لَا، اِلَّا اَنَّا اَخَذْنَا نَبْلَ هٰذَا فَفَزِعَ، فَقَالَ

عبد الرحمٰن بن لیلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم کو بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، ایک آدمی سو گیا، کچھ ساتھی اس کی طرف گئے اور اس کے تیر پکڑ لیے، جب وہ بیدار ہوا تو گھبرا گیا، لوگ ہنس پڑے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیوں ہنس رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی کوئی بات نہیں ہے، بس ہم نے اس کے تیر پکڑ لیے تو وہ گھبرا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ مسلمان کو گھبرا دے۔''

(۹۷۹۱) تخريج: حديث حسن بشواهده، أخرجه ابوداود: ٣٦٣٥، وابن ماجه: ٢٣٤٢ (انظر: ١٥٧٥٥)
(۹۷۹۲) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٠ (انظر: ٢٠٤٢٩)
(۹۷۹۳) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٥٠٠٤ (انظر: ٢٣٠٦٤)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۵۲)

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا وَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا۔)) ......''کوئی آدمی ہرگز اپنے بھائی کا سامان نہ اٹھائے، نہ ہنسی مذاق میں اور نہ حقیقت میں سچے طور پر، جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی بھی لی ہے، تو وہ اسے واپس کر دے۔'' (ابوداود: ۵۰۰۳، ترمذی: ۲۱۶۰)

مسلمان کی جان و مال اور عزت وآبرو انتہائی محترام ومحفوظ چیزیں ہیں، ہنسی مذاق میں بھی کسی کی ہتک کر دینا یا مال ہڑپ کر لینا حرام ہے۔

آج کل تو لوگ جان بوجھ پہلے کسی کی چیز چرا لیتے ہیں، اور پھر ملنے کی خوشی میں اس پر کچھ کھلانے پلانے کا جرمانہ ڈال دیتے ہیں، ایسا کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ التَّجَسُّسِ وَسُوْءِ الظَّنِّ

جاسوسی کرنے اور سوئے ظن رکھنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۹٤)۔ عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُؤْذُوْا عِبَادَ اللّٰهِ، وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ، وَلَا تَطْلُبُوْا عَوْرَاتِهِمْ، فَاِنَّهُ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، طَلَبَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، حَتّٰى يَفْضَحَهُ فِيْ بَيْتِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷٦۵)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندوں کو نہ تکلیف دو، نہ ان کو عار دلاؤ اور نہ ان کے عیوب تلاش کرو، کیونکہ جس نے اپنے بھائی کا عیب تلاش کیا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑ جائے گا حتی کہ وہ اس کو اس کے گھر کے اندر ذلیل کر دے گا۔''

فوائد: ......اللہ اکبر، کتنی حرمت ہے صاحبِ اسلام کی، کاش ہمارا مزاج یہ بن جاتا کہ ہم اپنی اصلاح کرتے اور دوسروں کے مثبت پہلو دیکھ کر ان کی قدر کرتے۔

(۹۷۹۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ رَجُلًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِمْرَاً) اِطَّلَعَ بِغَيْرِ اِذْنِكَ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، مَاكَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ۔)) (مسند احمد: ۷۳۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی تیری اجازت کے بغیر تجھ پر جھانکتا ہے اور تو اس کو کنکری مار کر اس کی آنکھ کو پھوڑ دیتا ہے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

(۹۷۹٤) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۲۲٤۰۲)

(۹۷۹۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٦۹۰۲، ومسلم: ۲۱۵۸ (انظر: ۷۳۱۳)

(٩٧٩٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ، فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ۔)) (مسند احمد: ٨٩٨٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کے لیے دیت ہوگی نہ قصاص۔''

(٩٧٩٧)۔ عَنْ اَنَسٍ ؓ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِ رَجُلٌ، فَاَهْوٰى اِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ مَعَهُ، فَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ۔ (مسند احمد: ١٢٠٧٨)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی آپ ﷺ کی طرف جھانکنے لگا، آپ ﷺ پھلکا لے کر اس کی طرف جھکے، لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا۔

(٩٧٩٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔)) (مسند احمد: ١٠٠٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو، پس بیشک بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، جاسوسی نہ کرو، ٹوہ میں نہ لگ جاؤ، آپس میں بغض نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو، مقابلہ بازی میں نہ پڑو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

فوائد: ...... مسلمانوں اور مومنوں کا اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رشتہ بیان کیا ہے کہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا یہ بھائی چارہ قائم رہنا چاہیے اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان کا خیر خواہ بنے اور اس کے لیے دل میں وسعت پیدا کرے۔

(٩٧٩٩)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٩٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اچھا گمان رکھنا حسنِ عبادت میں سے ہے۔''

فوائد: ...... مسلمان بھائیوں کے متعلق خواہ مخواہ برے گمان رکھنا اور اس پر اپنے معاملات کی بنیاد رکھنا گناہ کی بات ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمان از خود تہمت اور شبہے کے مواقع سے دور رہے اور کسی کو برا گمان کا موقع نہ دے۔

(٩٧٩٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٧٩٧) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٨٨٩ (انظر: ١٢٠٥٥)

(٩٧٩٨) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٠٧٨)

(٩٧٩٩) تخريج: اسناده حسن، قاله زبير على زئى، أخرجه ابوداود: ٤٩٩٣ (انظر: ٧٩٥٦)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيبِ مِنَ الْغِنٰى مَعَ الْحِرْصِ
اس غنٰی سے ڈرانے کا بیان، جس کے ساتھ حرص ہو

(۹۸۰۰)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ، حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَاهُمْ مُبْلِسُوْنَ۔﴾ (مسند احمد: ۱۷٤٤٤)

سیدنا عقبہ بن عامر ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آپ دیکھیں کہ ایک آدمی کو اس کی برائیوں کے باوجود دنیا میں رزق دیا جا رہا ہے تو (سمجھ لیں کہ) اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل دی جا رہی ہے، جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ''پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیے، یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں، وہ خوب اترا گئے، ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔'' (سورۂ انعام: ۴۴)۔''

فوائد: ...... ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر نعمتیں اس کے لیے وبال کے اسباب پیدا کر دیں۔ صرف مال و دولت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پتہ نہیں چلتا، بلکہ اعمالِ صالحہ سے اس چیز کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۹۸۰۱)۔ عَنِ ابْنِ حَصْبَةَ أَوْ أَبِي حَصْبَةَ، عَنْ رَجُلٍ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا الصُّعْلُوْكُ؟)) قَالُوْا: الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ مَالٌ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الصُّعْلُوْكُ كُلُّ الصُّعْلُوْكِ، الصُّعْلُوْكُ الَّذِيْ لَهُ مَالٌ فَمَاتَ، وَلَمْ يُقَدِّمْ مِنْهُ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۰۳)

ابن حصبہ یا ابو حصبہ ایک ایسے صحابی سے بیان کرتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے خطاب کے وقت موجود تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ جانتے ہو کہ ''صُعْلُوْك'' (غریب و نادار) کون ہوتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جس کے پاس مال نہیں ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مکمل طور پر ''صُعْلُوْك'' ہے، وہ سارے کا سارا ''صُعْلُوْك'' ہے، بس وہی ''صُعْلُوْك'' ہے، جو مالدار ہونے کے باوجود اس حال میں مر جاتا ہے کہ اس نے کوئی مال آگے نہیں بھیجا ہوتا۔''

(۹۸۰۰) تخريج: حديث حسن (انظر: ۱۷۳۱۱)۔

(۹۸۰۱) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابی حصبة او ابن حصبة، أخرجه البيهقی فی ''الشعب'': ۳۳٤۱ (انظر: ۲۳۱۱۵)

(۹۸۰۲)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم: ((يَتَّخِذُ أَحَدُكُمُ السَّائِمَةَ، فَيَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ، فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ، فَيَقُوْلُ: لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِيْ مَكَانًا هُوَ أَكْلَأُ مِنْ هٰذَا، فَيَتَحَوَّلُ وَلَا يَشْهَدُ إِلَّا الْجُمُعَةَ، فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ فَيَقُوْلُ: لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِيْ مَكَانًا هُوَ أَكْلَأُ مِنْ هٰذَا فَيَتَحَوَّلُ فَلَا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَلَا الْجَمَاعَةَ، فَيُطْبَعُ عَلٰى قَلْبِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۰۷۸)

سیدنا حارثہ بن نعمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی چرنے والے مویشی پالتا ہے اور نماز باجماعت میں حاضر ہوتا ہے، پھر اس کے مویشی اس کے لیے مشکل پیدا کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے: اگر میں اپنے مویشیوں کے لیے زیادہ گھاس والی جگہ تلاش کر لوں، پس وہ وہاں سے چلا جاتا ہے اور دور ہو جانے کی وجہ سے صرف نمازِ جمعہ میں حاضر ہوتا ہے، لیکن اس مقام پر بھی اس کے مویشی اس کے لیے مشقت پیدا کر دیتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے: اگر میں اس مقام کی بہ نسبت زیادہ گھاس والی جگہ تلاش کر لوں، پس وہ وہاں سے بھی منتقل ہو جاتا اور اتنا دور ہو جاتا ہے کہ نمازِ جمعہ کے لیے نہیں آتا اور نہ جماعت میں حاضر ہوتا ہے، ایسی صورتحال میں اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔''

فوائد: ......لیکن یہ بات درست ہے کہ جوں جوں مال بڑھتا ہے، آدمی توں توں خیر سے دور ہوتا رہتا ہے، اکثریت کا حال یہی ہے، الا ماشاء اللہ۔

(۹۸۰۳)۔ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم قَالَ: يُوْشِكُ أَنْ يَغْلِبَ عَلَى الدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ، وَأَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ بَيْنَ كَرِيْمَتَيْنِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۵۱)

ایک صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ دنیا پر کوئی انتہائی کمینہ بن کمینہ آدمی غالب آ جائے، اور اس وقت لوگوں میں افضل وہ مومن ہو گا، جو دو کریموں کے درمیان ہو گا۔''

فوائد: ......''لکع بن لکع'' (کمینہ بن کمینہ) سے مراد وہ شخص ہے، جو ردی اور گھٹیا نسب والا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہو جس کا نسب غیر معروف ہو اور لوگ اس کی تعریف نہ کرتے ہوں۔

''دو کریموں'' سے کیا مراد ہے؟ (۱) اس مومن کے ماں باپ کا مسلمان ہونا، یا (۲) اس کے باپ اور بیٹے کا

(۹۸۰۲) تخریج: اسناده ضعيف لضعف عمر مولى غفرة، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۳۲۲۹، ۳۲۳۰ (انظر: ۲۳۶۷۸)

(۹۸۰۳) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ۲۰۵۱ (انظر: ۲۳۶۵۱)

مسلمان ہونا ہے، یا (۳) دو کریموں سے مراد دو عمدہ قسم کے گھوڑے ہیں، جن پر وہ مومن سوار ہو کر جہاد کرے گا۔ پہلے دونوں معنوں میں کریم سے مراد گناہ کی پلیدی سے یا کفر وشرک کی نجاست سے پاک رہنے والا ہے۔

(٩٨٠٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ((اَنَّ مُوْسٰی قَالَ: اَیْ رَبِّ! عَبْدُكَ الْكَافِرُ تُوَسِّعُ عَلَيْهِ فِی الدُّنْيَا ، قَالَ: فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ النَّارِ ، فَيُقَالُ: يَا مُوْسٰی هٰذَا مَا اَعْدَدْتُ لَهُ ، فَقَالَ مُوْسٰی: اَیْ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ! لَوْ كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا مُنْذُ خَلَقْتَهُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكَانَ هٰذَا مَصِيْرَهُ كَاَنْ لَمْ يَرَ خَيْرًا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ١١٧٨٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ کافر ہے، لیکن تو دنیا میں اس کو وسعت عطا کر رہا ہے، اتنے میں جہنم سے ایک دروازہ کھولا گیا اور کہا گیا: اے موسیٰ! یہ ٹھکانہ ہے، جو میں نے اس کے لیے تیار کر رکھا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! تیری عزت کی قسم اور تیرے جلال کی قسم! جب سے تو نے اس بندے کو پیدا کیا، اگر اس وقت سے قیامت کے دن تک ساری دنیا اس بندے کو مل جائے اور پھر اس کا ٹھکانہ یہ ہو تو گویا کہ اس بندے نے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

(٩٨٠٥)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلَكَ الْمُثْرُوْنَ۔)) ، قَالُوْا: اِلَّا مَنْ؟ قَالَ: ((هَلَكَ الْمُثْرُوْنَ۔)) قَالُوْا: اِلَّا مَنْ؟ قَالَ: ((هَلَكَ الْمُثْرُوْنَ۔)) قَالُوْا: اِلَّا مَنْ؟ قَالَ: حَتّٰی خِفْنَا اَنْ يَكُوْنَ قَدْ وَجَبَتْ ، فَقَالَ: اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ۔)) (مسند احمد: ١١٥١١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار ہلاک ہو گئے۔'' لوگوں نے کہا: مگر کون؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مالدار ہلاک ہو گئے۔'' لوگوں نے کہا: مگر کون؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مال دار ہلاک ہو گئے۔'' لوگوں نے کہا: مگر کون؟ بالآخر ہم ڈر گئے کہ ایسے لگتا ہے کہ یہ چیز تو واجب ہو چکی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر وہ جس نے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کیا، جبکہ ایسا کرنے والے کم ہیں۔''

فوائد:...... مال داروں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ کثیر مقدار میں صدقہ کریں، اس ضمن میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سوانح عمری لائق مطالعہ ہے۔

(٩٨٠٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمُكَثِّرِيْنَ هُمُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے سب سے زیادہ ذلیل ہوں گے

(٩٨٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة ، ولضعف دراج فی روايته عن ابی الهيثم (انظر: ١١٧٦٧)
(٩٨٠٥) تخريج: حديث صحيح لغيره ، أخرجه ابن ماجه مختصرا: ٤١٢٩ (انظر: ١١٤٩١)
(٩٨٠٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٨٣٢٣)

الْاَرْزَلُوْنَ (وَفِیْ لَفْظٍ: هُمُ الْاَقَلُّوْنَ) اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا (زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ: وَقِيْلَ مَاهُمْ) قَالَ: كَامِلٌ بِيَدِهِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ۸۳۰۶)

(یا ایک روایت کے مطابق) کم عمل والے ہوں گے، مگر وہ جو اس طرح، اس طرح اور اس طرح کرتا ہے۔'' کسی نے کہا: وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کامل راوی نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا کہ وہ مال دائیں طرف، بائیں طرف اور اپنے سامنے ڈالتا ہے۔''

(۹۸۰۷)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَااَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْفَقْرَ، وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ التَّكَاثُرَ، وَمَا اَخْشٰى الْخَطَاَ، وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْعَمَدَ۔)) (مسند احمد: ۸۰۶۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم پر فقیری کا ڈر نہیں ہے، بلکہ کثرت کی طلب کا ڈر ہے، اور مجھے بغیر ارادے کے غلطی کر جانے کا ڈر نہیں ہے، بلکہ تمہارے بارے میں جان بوجھ کر نافرمانی کرنے کا ڈر ہے۔''

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ فقر کی مضرت، غنٰی کی مضرت سے کم ہے، کیونکہ فقر کی تکلیف کا تعلق دنیا سے ہے اور غنٰی اکثر و بیشتر دین کو نقصان پہنچاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى۔ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾ ...... ''ہرگز نہیں، بے شک انسان یقیناً حد سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ غنی ہو گیا ہے۔'' (سورۂ علق: ٦، ٧)

(۹۸۰۸)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْاَخْرَمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْيَا۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَبِرَاذَانَ مَابِرَاذَانَ! وَبِالْمَدِيْنَةِ مَابِالْمَدِيْنَةِ! (مسند احمد: ٤٠٤٨)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جاگیر بنانے کا اہتمام نہ کرو، وگرنہ دنیا کی رغبت میں پڑ جاؤ گے۔'' پھر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: براذان، کیا ہے براذان؟ مدینہ، کیا ہے مدینہ؟

فوائد: ...... اس حدیث کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ کوئی مسلمان مال و دولت کی کثرت کی خاطر اس قدر مصروف نہ ہو جائے کہ امورِ دین سے ہی غافل ہو جائے، جیسا کہ اکثر مال داروں کو دیکھا گیا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث کے آخر میں یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ انھوں نے خود تو دو جائدادیں بنا لی ہیں، ایک مدینہ میں ہے اور ایک براذان ہے۔

(۹۸۰۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ۲/ ۵۳٤، وابن حبان: ۳۲۲۲ (انظر: ۸۰۷٤)

(۹۸۰۸) تخريج: صحيح، قاله الالبانى، أخرجه ابويعلى: ۵۲۰۰، وابن حبان: ۷۱۰، وابن ابى شيبة: ۱۳/ ۲٤۱ (انظر: ٤٠٤٨)

(۹۸۰۹)۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ طَيْءٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّبَقُّرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ، فَقَالَ أَبُوْحَمْزَةَ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَهُ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَخْرَمُ الطَّائِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَكَيْفَ بِأَهْلٍ بِرَاذَانَ، وَأَهْلٍ بِالْمَدِينَةِ، وَأَهْلٍ بِكَذَا قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِأَبِي التَّيَّاحِ، مَاالتَّبَقُّرُ؟ قَالَ: الْكَثْرَةُ۔ (مسند احمد: ٤١٨١)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اہل و مال میں کثرت سے منع فرمایا۔ ابو حمزہ، جو کہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، نے کہا: جی ہاں اوراخرم طائی اپنے باپ سے،انھوں نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا، پھر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خود کہا: کیا بنے گا اہل براذان کا اور اہل مدینہ کا! امام شعبہ نے کہا: میں نے ابو تیاح سے کہا: تَبَقُّر سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: کثرت۔

(۹۸۱۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَمْرَوبْنَ عَوْفٍ، وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهِ، فَوَافَتْ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوْا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ

بنو عامر بن لوی کے حلیف اور غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین کی طرف جزیہ لینے کے لیے بھیجا، آپ ﷺ نے اہل بحرین سے مصالحت کر لی تھی اور سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا تھا، جب سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مال لے کر بحرین سے واپس آئے اور انصار کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو وہ نمازِ فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، جب آپ ﷺ اس نماز سے فارغ ہوئے تو انصار آپ ﷺ کے درپے ہوئے، آپ ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم کو پتہ چل گیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر واپس آ گئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جائے اور اس چیز کی امید رکھو جو تم کو خوش

(۹۸۰۹) تخريج: هذا الحديث له اسنادان، وكلاهما ضعيف، علتهما الاضطراب والجهالة، أخرجه الطيالسي: ۳۸۰ (انظر: ٤١٨١)

(۹۸۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۶۱ (انظر: ١٧٢٣٤)

رَآهُمْ، فَقَالَ: ((أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ، وَجَاءَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوْا: أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: ((فَأَبْشِرُوْا، وَأَمِّلُوْا مَايَسُرُّكُمْ، فَوَاللهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٦٦)

کرنے والے والی ہے، اللہ قسم کی ہے، مجھے تمہارے بارے میں فقیری کا کوئی ڈر نہیں ہے، بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کو تم پر فراخ کر دیا جائے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی اور پھر تم اس میں اس طرح پڑ جاؤ، جیسے وہ لوگ پڑ گئے تھے اور پھر وہ تم کو اس طرح غافل کر دے، جیسے ان لوگوں کو غافل کر دیا تھا۔''

فوائد: ......کوئی شک نہیں ہے کہ دنیوی مال و دولت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لیکن اکثر لوگوں کو اس نعمت نے دھوکہ دیا ہے، لیکن سرمایہ دار اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہوں احادیث نمبر (۹۲۶۳، ۹۲۷۵)۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْمَالِ
مال کی حرص کرنے سے ڈرانے کا بیان

(٩٨١١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَسْأَلُهُ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى رَأْسِهِ مَرَّةً وَإِلٰى رِجْلَيْهِ أُخْرٰى، هَلْ يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ الْبُؤْسِ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: كَمْ مَالُكَ؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، لَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَى الثَّالِثَ، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَاهٰذَا؟ فَقُلْتُ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ: فَمُرْ بِنَا إِلَيْهِ قَالَ: فَجَاءَ إِلٰى أُبَيٍّ، فَقَالَ: مَايَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ أُبَيٌّ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَفَأُثْبِتُهَا؟

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی سوال کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ کبھی اس کے سر کی طرف دیکھتے اور کبھی پاؤں کی طرف، آپ اس پر غربت کی کوئی علامت دیکھنا چاہتے تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا: تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: جی چالیس اونٹ ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا کہ ''اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا اور مٹی ہی ہے، جو ابن آدم کے پیٹ کو بھر دیتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تم کیا بیان کر رہے ہو؟ میں نے کہا: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسے ہی پڑھایا ہے، انھوں نے کہا: اس کو ہمارے پاس آنے کا حکم دو، پس سیدنا ابی رضی اللہ عنہ آ گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

(٩٨١١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٢١١١١)

قَالَ: فَأَثْبِتْهَا۔ (مسند احمد: ٢١٤٢٨)

تمہارے حوالے سے یہ کیا کہتے ہیں؟ سیدنا ابی نے کہا: جی رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے ہی پڑھایا تھا، انھوں نے کہا: تو کیا میں ان الفاظ کو ثابت کر دوں؟ انھوں نے کہا: جی کر دو۔

(٩٨١٢)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، يَقُوْلُ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مَالًا، لَاَحَبَّ اَنَّ لَهُ اِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَا اَدْرِیْ اَمِنَ الْقُرْآنِ هُوَ اَمْ لَا؟ (مسند احمد: ٣٥٠١)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کو اس طرح کی ایک اور وادی مل جائے اور مٹی ہی ہے جو ابن آدم کے نفس کو بھر سکتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ آیا یہ قرآن مجید کا حصہ ہے یا نہیں۔

(٩٨١٣)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ شَيْئًا اِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ؟ قَالَتْ: كَانَ اِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ، تَمَثَّلَ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ فَمَهُ اِلَّا التُّرَابُ، وَمَا جَعَلْنَا الْمَالَ اِلَّا لِاِقَامِ الصَّلَاةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَيَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٨٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو یہ بات بیان فرماتے: ''اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا، مٹی ہی ہے، جو اس کے منہ کو بھر سکتی ہے، اور ہم نے مال تو اس لیے بنایا ہے کہ نماز قائم کی جائے اور زکوۃ ادا کی جائے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے کی توبہ کرتا ہے۔''

(٩٨١٤)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَلَا اَدْرِیْ اَشَیْءٌ نَزَلَ عَلَيْهِ اَمْ شَیْءٌ يَقُوْلُهُ؟ وَهُوَ يَقُوْلُ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنتا تھا، لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آیا یہ چیز آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے یا آپ ﷺ

(٩٨١٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٤٣٦، ٦٤٣٧، ومسلم: ١٠٤٩ (انظر: ٣٥٠١)

(٩٨١٣) تخريج: ضعيف الا قوله ﷺ: "لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ فَمَهُ اِلَّا التُّرَابُ" فانه صحيح بالشواهد، مجالد ضعيف، أخرجه البيهقی فی "شعب الايمان": ١٠٢٨٠، والبزار فی "مسنده": ٣٦٤٠ (انظر: ٢٤٢٧٦)

(٩٨١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٤٨ (انظر: ١٢٢٢٨)

((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغَى لَهُمَا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٥٣)

اپنی طرف کہہ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا، اور مٹی ہی ہے جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والی کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

(٩٨١٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ نَخْلٍ تَمَنّٰى مِثْلَهُ، ثُمَّ تَمَنّٰى مِثْلَهُ حَتّٰى يَتَمَنّٰى أَوْدِيَةً، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٢٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس کھجور کے درختوں کی ایک وادی ہو تو وہ اس طرح کی ایک اور وادی کی تمنا کرے گا، پھر ایک اور وادی کی خواہش کرنے لگے گا، یہاں تک کہ اس میں کئی وادیوں کی خواہش پیدا ہو جائے گی، بس مٹی ہی ہے، جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے۔''

(٩٨١٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ؓ، قَالَ: لَقَدْ كُنَّا نَقْرَأُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِمَا آخَرَ، وَلَا يَمْلَأُ بَطْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ١٩٤٩٥)

سیدنا زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اس چیز کی بھی تلاوت کرتے تھے: ''اگر ابن آدم کے پاس سونے اور چاندی کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تلاش شروع کر دے گا، بس مٹی ہی ہے جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

فوائد:...... انسان ہمیشہ مزید کی تلاش میں رہتا ہے اور قناعت نہیں کرتا، اگر دنیوی وسیع رزق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف اور پرہیزگاری ملی ہوئی ہو اور مال و دولت کے شرعی تقاضوں کو پورا کیا جا رہا ہو تو پھر غنٰی میں کوئی حرج نہیں ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۹۳۳۱)۔

(٩٨١٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشَّيْخُ يَكْبَرُ، وَيَضْعُفُ جِسْمُهُ، وَقَلْبُهُ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَيْنِ، طُوْلِ الْعُمُرِ وَالْمَالِ۔)) (مسند احمد: ٨٤٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بزرگ عمر رسیدہ ہو رہا ہوتا ہے اور اس کا جسم کمزور ہو رہا ہوتا ہے، لیکن ابھی تک اس کا دل دو چیزوں کی محبت کے سلسلے میں جوان ہوتا ہے، لمبی عمر اور مال۔''

(٩٨١٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ٣٦٣٦، وابويعلى: ١٨٩٩، وابن حبان: ٣٢٣٢ (انظر: ١٤٦٦٥)

(٩٨١٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٥٠٣٢ (انظر: ١٩٢٨٠)

(٩٨١٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه و مختصرا منه البخاري: ٦٤٢٠، ومسلم: ١٠٤٦ (انظر: ٨٤٢٢)

(۹۸۱۸)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((یَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَبْقَى مِنْهُ اثْنَتَانِ، اَلْحِرْصُ، وَالْاَمَلُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۶۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم ادھیڑ عمری میں پہنچ جاتا ہے اور ابھی تک اس کی دو چیزیں باقی ہوتی ہیں، حرص اور امید۔''

فوائد: ...... ادھیڑ عمری میں بھی یہ شعور نہیں آتا کہ دنیائے فانی سے روانگی کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے، لہٰذا ذکر واذکار اور استغفار میں مشغول ہو جانا چاہیے، بس دنیا کی طرف سے ملنے والا پروٹوکول اتنا لذیذ ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں بھی اس کا چسکا نہیں بھول پاتا۔

(۹۸۱۹)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَاذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ اَفْسَدَ لَهَا، مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۷۶)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ ان کا اتنا نقصان نہیں کرتے، جتنا بندے کے مال اور شرف پر حریص ہونے سے اس کے دین کا نقصان ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ...... مال اور شرف کی حرص بندے کے دین میں فساد برپا کر دیتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ جائز طریقے سے دنیوی مال و دولت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اپنے اندر اتنی عاجزی و انکساری پیدا کر لے کہ وہ اس چیز کا طلبگار نہ رہے کہ لوگ اس کی تعظیم کریں۔

(۹۸۲۰)۔ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ اَصْرَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ ، یَقُوْلُ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، فَقِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَرَكَ دِیْنَارًا اَوْ دِرْهَمًا، فَقَالَ: ((كَیَّتَانِ، صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی کہ اے اللہ کے رسول! وہ تو ایک دینار یا ایک درہم چھوڑ کر فوت ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو داغ ہیں، تم خود اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔''

فوائد: ...... جہاں میراث کے قوانین مقرر ہیں، وہاں قریب الموت آدمی کے لیے یہ حد بندی بھی کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے مال کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا ہے، اگر وہ اس مقدار سے زیادہ وصیت کرتا ہے تو اسے ردّ کر دیا جائے گا اور مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، نیز شریعت کی روشنی میں کسی کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کے حق میں وصیت کرے۔

تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ جواباً شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: آپ ﷺ نے جس آدمی کے بارے میں

(۹۸۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٢١، ومسلم: ١٠٤٧ (انظر: ١٢١٤٢)

(۹۸۱۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ٢٣٧٦ (انظر: ١٥٧٨٤)

(۹۸۲۰) تخریج: حدیث حسن لغیره (انظر: ١١٥٥)

دو تین دیناروں کی وجہ سے اتنی سخت وعید بیان فرمائی ہے، معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس وعید کا بیچ میں کوئی اور سبب ہوگا، اس کا اظہار صرف دیناروں کی بنا پر نہیں کیا گیا، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ میت مال کی اتنی مقدار چھوڑ جانے کی وجہ سے آگ کا حقدار نہیں ٹھہرتا ہے۔ آپ خود غور کریں کہ ایک طرف تو آپ ﷺ نے ترکہ چھوڑ جانے کی رغبت دلاتے ہوئے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اگر تو (اپنے ترکہ کے ذریعے) اپنے وارثوں کو غنی کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑ جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال پھیلاتے پھریں۔'' (بخاری، مسلم)

اسی طرح جب نجدی نے زکوۃ کا مسئلہ سنا تو آپ ﷺ سے سوال کیا: کیا زکوۃ کے علاوہ بھی میرے مال میں کوئی حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ہاں اگر تم نفلی طور پر صدقہ کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو)۔'' (بخاری، مسلم) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مالدار زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اسی حالت میں اس کو موت بھی آسکتی ہے۔

اس قسم کی بہت ساری احادیث ہیں جو زندگی میں مال و دولت جمع کرنے اور صاحبِ مال کے فوت ہونے کے بعد اس کو اس کے وارثوں میں تقسیم کر دینے پر دلالت کرتی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یہ قائم کیا ہے: ''بَابُ مَنْ اَدَّیٰ زَکَاتَهٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ؛ لِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ: ((لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ ......)) ...... زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال وہ خزانہ نہیں رہتا (جس کی مذمت کی گئی ہے) کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم غلہ پر زکوۃ لاگو نہیں ہوتی......''

اس بحث کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اِس آدمی نے مال سے متعلقہ حقوق کی ادائیگی صحیح طور پر نہ کی ہو، مثلا اہل و عیال پر خرچ کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو لباس پہنانا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی مال کے باوجود فقر و فاقے کا اظہار کرتا ہو، جیسا کہ علقمہ مزنی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: اہل صفہ، مسجد میں رات گزارتے تھے، ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا، جب اس کا ازار کھولا گیا تو اس میں سے دو دینار نکلے، جن کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو داغ ہیں۔'' (مصنف عبد الرزاق: ۱/ ۴۲۱/ ۱۶۴۹)

اور اس احتمال کا بھی امکان ہے کہ یہ شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (صحیحہ: ۳۴۸۳)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ مال سے متعلقہ تمام حقوق ادا کرے اور حلال ذرائع سے مال جمع کرے، وگرنہ وہ اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں بیان کی گئی وعید کا مطلب یہ ہو کہ ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک دینار میں ساڑھے چار ماشے سونا ہوتا ہے۔

(۹۸۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِيْ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى۔)) (مسند احمد: ٤٧٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے ایک حصے کو پکڑا اور فرمایا: ''اے عبد اللہ! دنیا میں ایسے ہو جا، جیسے تو اجنبی یا مسافر ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔''

فوائد: ......ذہن نشین رہے کہ یہ مثال اس دور میں پیش کی گئی جب سفر کرنے کا سب سے بڑا سبب اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے تھے، یہ سواریاں دستیاب نہ ہونے کی صورت میں مہینوں کی مسافتیں پیدل طے کرنا پڑتی تھیں۔ بحری سفر کرنے والے کشتیاں یا پانی میں نہ ڈوبنے والی کوئی چیز استعمال کیا کرتے تھے۔ دور دور کے سفروں میں سرائے اور ہوٹلوں کی سہولتیں دستیاب نہ تھیں یا بہت کم تھیں۔ مسافروں کو بعض سفروں میں پینے کا پانی بھی اپنے ہمراہ اٹھانا پڑتا تھا۔ پڑاؤ کے دوران چٹانوں، ریت اور مٹی پر سونا پڑتا تھا۔ پگڈنڈیوں، صحراؤں اور کچی سڑکوں پر مشتمل راستے ہوتے تھے، بلکہ بسا اوقات مسافروں کو راستہ بھی خود ایجاد کرنا پڑتا تھا۔ یہ انداز سفر اور طرزِ حیات عہدِ قدیم سے اس سائنسی دور، جس کی ابتدا تقریباً دو صدیاں پہلے ہوئی، تک جاری رہا۔ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مستقبل میں جس دور کی پیشین گوئی کی گئی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ بالآخر یہ جدید دور ختم ہو جائے اور از سرِ نو پرانے والا دیسی زمانہ شروع ہو جائے گا۔

ممکن ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں ہوائی جہازوں اور بجلی کا پٹروں اور عمدہ لائنوں اور شاہراہوں پر ریل گاڑیوں، بسوں اور موٹر کاروں کے ذریعے سفر کرنے والے اور دورانِ سفر جگہ جگہ پر عمدہ ریسٹورینٹ، سرائے اور ہوٹلیں پانے والے اس مثال کی دقت اور مقصود کو نہ سمجھ پائیں۔ اگرچہ آج بھی مسافر تھوڑا سا ساز و سامان اور معمولی نقدی کے ہمراہ سفر کرنے کا قائل ہے، ہر کوئی اپنے شہر تک پہنچنے کے لیے جلدی کرتا ہے، ایک سیٹ پر بیٹھنے والے مسافر ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہوتے، ہر مسافر دوسرے ہر فرد سے خوف اور وحشت محسوس کرتا ہے، ہر کسی کو ڈاکوؤں، چوروں اور حادثات کا خطرہ ستائے رکھتا ہے اور انہی وجوہات کی بنا پر دورانِ سفر اچھے اور صاف ستھرے لباس، وضع قطع اور میک اپ وغیرہ کرنے پر وہ توجہ نہیں دی جاتی، جس کا اہتمام حضر میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض خواتین و حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سفر کے دوران حال و بے حال اور اپنے آپ سے تنگ ہوتے ہیں، لیکن جونہی ان کی منزل قریب آ رہی ہوتی ہے، وہ اپنے لباس اور جسم کو سنوارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس حدیثِ مبارکہ میں یہی نقطہ سمجھایا گیا کہ کسی مسافر کا دل سفر میں، وہ جیسا بھی ہو، نہیں لگتا، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی پوری زندگی کو ایک دنیا کا ایک سفر سمجھیں اور اس سفر میں دل نہ لگائیں اور اس کو قرآن و حدیث کی ہدایات کے مطابق عبور کر کے اپنے اصلی وطن جنت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

(۹۸۲۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ٢٣٣٣، وابن ماجه: ٤١١٤، وقوله "كن في الدنيا كأنك غريب او عابر سبيل" أخرجه البخاري: ٦٤١٦ (انظر: ٤٧٦٤)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: "أَوْ" بمعنی "بَلْ" ہے، یعنی: "دنیا میں اس طرح ہو جاؤ کہ گویا کہ تم اجنبی ہو، بلکہ مسافر ہو۔" یعنی آپ ﷺ نے عابد و زاہد کو پہلے اس اجنبی اور پردیسی سے تشبیہ دی، جس کی کوئی جائے پناہ اور گھر نہیں ہوتا، پھر بات کو آگے بڑھایا اور مسافر سے تشبیہ دی، کیونکہ بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ اجنبی آدمی کو پردیس میں رہائش کے لیے کوئی نہ کوئی گھر مل ہی جاتا ہے، لیکن جس مسافر نے دور دراز علاقوں کا سفر طے کرنا ہو، جبکہ اس کے راستے میں ہلاکت گاہ وادیاں، بے آب و گیاہ مہلک صحرا اور ڈاکو اور چور بھی ہوں، تو اس کی صورتحال یہ ہوگی کہ وہ دورانِ سفر کہیں بھی لحہ بھر کے لیے قیام نہیں کرے گا، اسی لیے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا کرتے تھے: اگر شام ہو جائے تو صبح کی انتظار نہ کیا کر اور اگر صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کیا کر اور بیماری کے لیے اپنی صحت میں سے اور موت کے لیے اپنی زندگی میں سے کچھ لے لے۔ نیز وہ یہ بھی کہا کرتے تھے: اپنے آپ کو قبرستان والے مردوں میں شمار کر۔

معنی یہ ہوا: اے مسافر! چلتا رہ اور سست نہ پڑ، اگر تو نے سستی کی تو راستے میں ہی رہ جائے گا، مہلک وادیوں میں ہلاک ہو جائے گا (اور اپنی منزل مقصود تک نہ پہنچ پائے گا)۔

ابن بطال نے کہا: اجنبی اور پردیسی آدمی دوسرے لوگوں سے بے تکلفی اختیار نہیں کرتا، بلکہ وہ ان سے وحشت زدہ ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو کم تر اور خوفزدہ محسوس کرتا ہے۔ مشکل ہی ہے کہ دورانِ سفر اسے کوئی ایسا آدمی مل جائے، جس سے وہ مانوس ہو جائے۔ یہی معاملہ مسافر کا ہے کہ وہ اپنی قوت و طاقت کے مطابق سفر پر روانہ ہوتا ہے، اپنے ساتھ کم سے کم وزن والا سامان لے کر جاتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس اتنا زادِ راہ اور سواری ہونی چاہیے کہ وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ (یہی معاملہ مومن کا ہے کہ وہ دنیا میں زیادہ بے تکلفی اختیار نہ کرے، اس سے زیادہ مانوس نہ ہو، اس کے پاس اتنا زادِ راہ اور سامانِ دنیا ہونا چاہیے کہ کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلائے بغیر دنیا کے ایام بیت جائیں)۔

اس مثال سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنی چاہیے اور گزر بھر، ضرورت بھر اور بقدر کفاف چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جس طرح مسافر کو صرف اتنے ساز و سامان اور زادِ راہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس سے اس کا سفر طے ہو جائے اور وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے، اسی طرح مومن کو اتنے دنیوی ساز و سامان کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کی دنیا کا سفر طے ہو جائے۔

دوسرے شارحین نے کہا: یہ حدیث دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے، اس کو حقیر سمجھنے اور اس میں ضرورت بھر اسبابِ زندگی پر قناعت کرنے کی بنیاد ہے۔ امام نووی نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دنیا کی طرف جھکاؤ اختیار نہ کرو، اس کو اپنا (مستقل) وطن نہ سمجھو، اس میں اپنی بقا کے بارے میں مت سوچو اور اس سے اتنا تعلق رکھو، جتنا کہ کسی دوسرے وطن میں پردیسی آدمی کا ہوتا ہے۔

بعض نے کہا: مسافر اپنے وطن تک پہنچنے کے لیے راستے پر چل رہا ہوتا ہے۔ دنیا میں بندہ بھی اس آدمی کی طرح ہے، جس کو اس کے آقا نے کسی حاجت کے لیے دوسرے وطن میں بھیجا ہو، اس کی صورتحال یہ ہوتی ہے کہ وہ حاجت پوری کر

کے اپنے وطن کی طرف لوٹنے میں جلدی کرتا ہے اور کسی دوسری غیر متعلقہ چیز میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا، (یہی معاملہ مومن کا ہے کہ اس کے آقا یعنی ربّ تعالیٰ نے اسے دنیا میں توشۂ آخرت کی تیاری کے لیے بھیجا، اسے چاہیے کہ اپنی زندگی کے دورانیے میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال ذخیرہ کرے اور پھر یہاں سے روانہ ہو کر اپنے آقا کے پاس پہنچ جائے)۔

کسی نے کہا: اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہے کہ جس طرح پردیسی آدمی غیر وطن میں عارضی سکونت اختیار کرتا ہے، اپنے مقصد کی تکمیل کی کوشش میں رہتا ہے اور اس کا دل اپنے وطن کے ساتھ معلّق رہتا ہے اور واپس جانے کی سوچتا رہتا ہے۔ یہی معاملہ مومن کا ہے کہ وہ دنیا میں آخرت کی ضروریات پوری کرنے اور اپنے اصلِ وطن (جنت) کی طرف لوٹ جانے کی سوچ میں رہے۔ یا جس طرح مسافر کسی سرائے میں مستقل سکونت اختیار نہیں کرتا، بلکہ اپنے شہر پہنچنے کے لیے سفر جاری رکھتا ہے، اسی طرح مومن دنیا میں اپنے وطن جنت تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اعمال صالحہ کا سفر جاری رکھتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۸۱) اللہ تعالیٰ شارحین احادیثِ نبویہ کی مساعیٔ جمیلہ قبول فرمائے اور ان پر رحمت نازل فرمائے۔ (آمین)

(۹۸۲۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ اَعْرَابِيًّا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ فَاَصَابَهُ مِنْ سَهْمِهِ دِيْنَارَانِ، فَاَخَذَهُمَا الْاَعْرَابِيُّ فَجَعَلَهُمَا فِيْ عَبَاءَ تِهِ وَخَيَّطَ عَلَيْهِمَا وَلَفَّ عَلَيْهِمَا، فَمَاتَ الْاَعْرَابِيُّ، فَوَجَدُوْا الدِّيْنَارَيْنِ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((كَيَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ۸٦٦۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدّو نے غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی معیت میں جہاد کیا، جب اس کو اپنے حصے کے دو دینار ملے تو اس نے ان کو اپنی چادر میں رکھا اور سلائی کر کے لپیٹ دیا اور پھر وہ بدّو فوت ہو گیا، جب لوگوں کو اس کے دینار ملے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو داغ ہیں۔''

(۹۸۲۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: لَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ عَبْدٌ اَسْوَدُ فَمَاتَ فَاُوْذِنَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟)) فَقَالُوْا: تَرَكَ دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَيَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ۳۸٤۳)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام غلام، نبی کریم ﷺ سے ملا اور پھر فوت ہو گیا، جب آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو، کیا وہ کوئی چیز چھوڑ کر فوت ہوا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی اس نے دو دینار چھوڑے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو داغ ہیں۔''

فوائد: ...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۸۲۰)

(۹۸۲۲) تخریج: اسناده ضعيف، والاحاديث في هذا المعنى ثابتة، منها الحديث الآتي (انظر: ۸٦۷۸)
(۹۸۲۳) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابي شيبة: ۳/ ۳۷۲، وابويعلى: ٤۹۹۷ (انظر: ۳۸٤۳)

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْأَجَلِ وَالْأَمَلِ

موت اور امید کا بیان

(٩٨٢٤)ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَّ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا وَسْطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، وَخُطُوْطًا إِلٰى جَنْبِ الْخَطِّ الَّذِيْ وَسْطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، وَخَطٌّ خَارِجٌ مِنَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((هٰذَا الْإِنْسَانُ، الْخَطُّ الْأَوْسَطُ، وَهٰذِهِ الْخُطُوْطُ الَّتِيْ جَنْبَهُ الْأَعْرَاضُ تَنْهَشُهُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، إِنْ أَخْطَأَ هٰذَا، أَصَابَهُ هٰذَا، وَالْخَطُّ الْمُرَبَّعُ، اَلْأَجَلُ الْمُحِيْطُ بِهِ، وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ۔)) (مسند احمد: ٣٦٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ لکیریں لگا کر ایک مربع شکل بنائی، اس شکل کے درمیان میں ایک خط لگایا اور پھر اس کے ساتھ اور شکل کے اندر ہی کئی لکیریں لگائی اور ایک لکیر اس مربع کے باہر لگائی اور پھر فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''درمیان میں لگی ہوئی یہ لکیر انسان ہے، اس کے ساتھ لگی ہوئی یہ لکیریں بیماریاں ہیں، جو اس کو ہر مقام پر نوچنے کی کوشش کرتی ہیں، اگر ایک اپنے نشانے سے کھس جاتی ہے تو دوسری لگ جاتی ہے، یہ مربع شکل میں لگے ہوئے خطوط انسان کی موت ہے، جو اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس شکل سے باہر لگی ہوئی لکیر انسان کی امید ہے۔''

فوائد: ......آدمی کو قناعت پسند ہونا چاہیے، محنت مزدوری کے بعد جو مل جائے اس پر صابر اور شاکر رہے اور بیشک مزید کی کوشش کرے، دنیوی تعلیم حاصل کرے، اچھی نوکری کے لیے تگ و دو کرے، لیکن دینی تعلیمات اور اسلامی حدود کا پابند بن کر۔ ایسی حرص اور لالچ غالب نہ آجائے کہ بس دنیا کی بہتری ہی کی فکر کا ہو کر رہ جائے۔

دو تین مثالوں پر غور کریں: آج کل بچوں کی دنیوی تعلیم پر انتہائی توجہ دی جا رہی ہے اور اس سے متعلقہ تمام تقاضے پورے کیے جا رہے ہیں، لیکن دین کے معاملے میں انتہائی غفلت برتی جا رہی ہے اور اس کا ایک تقاضا بھی پورا نہیں کیا جا رہا، مسلمان بچے کا والدین پر عائد ہونے والا سب سے بڑا فرض نماز کی تعلیم دینا ہے، لیکن افسوس کہ تمام والدین نہ صرف اس فرض کی ادائیگی سے غافل ہیں، بلکہ سرے سے ان کو کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کاروبار میں عملی طور پر اضافہ کرتے ہیں، کوٹھیاں بنا رہے ہیں، گاڑیاں خرید رہے ہیں، لیکن جب ان سے حج اور عمرے جیسی ذمہ داری کی بات کی جاتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں جی ہم پر بڑی ذمہ داریاں ہیں، بچوں کی شادیاں کرنی ہیں، فلاں بھتیجا، فلاں بھانجی کا خرچ بھی ہمارے ذمے ہے۔ ایسے والدین اور کاروباری، یہ سب شریعت کے چور ہیں۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ دین اور دنیا دونوں کے بارے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے، وہ کمائی کرے، لیکن

(٩٨٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤١٧ (انظر: ٣٦٥٢)

آمدنی کے تقاضوں کو بھی ذہن نشین رکھے، اپنی اولاد کے لیے دنیوی تعلیم کی کوشش کرے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اولاد کے بارے میں دین کی فکر نہ کی جائے۔

(۹۸۲۵)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ غَرَزَ بَیْنَ یَدَیْهِ غَرْزًا، ثُمَّ غَرَزَ اِلٰی جَنْبِهٖ آخَرَ، ثُمَّ غَرَزَ الثَّالِثَ فَاَبْعَدَهٗ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: ((هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهٗ، وَهٰذَا اَمَلُهٗ، یَتَعَاطَی الْاَمَلَ، یَخْتَلِجُهُ الْاَجَلُ دَوْنَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۴۹)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے ایک چیز گاڑھی، پھر اس کے پہلو میں ایک دوسری چیز گاڑھ دی اور اس سے ذرا دور کر کے تیسری چیز گاڑھ دی اور فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ انسان ہے، اس کے ساتھ گڑھی ہوئی یہ چیز اس کی موت ہے اور وہ دور گڑھی ہوئی اس کی امید ہے، ابھی تک وہ اپنی امید کے درپے ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ہی موت اس کو اچک لیتی ہے۔“

(۹۸۲۶)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ اَصَابِعَهٗ فَوَضَعَهَا عَلَی الْاَرْضِ فَقَالَ: ((هٰذَا ابْنُ آدَمَ۔)) ثُمَّ رَفَعَهَا خَلْفَ ذٰلِكَ قَلِیْلًا، وَقَالَ: ((هٰذَا اَجَلُهٗ۔)) ثُمَّ رَمٰی بِیَدِهٖ اَمَامَهٗ قَالَ: ((وَثَمَّ اَمَلُهٗ)) (مسند احمد: ۱۲۲۶۳)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں جمع کیں اور ان کو زمین پر رکھا اور فرمایا: ”یہ ابن آدم ہے۔“ پھر اپنی انگلیوں کو تھوڑا سا اٹھایا اور فرمایا: ”یہ اس کی موت ہے۔“ اور پھر اپنے ہاتھ کو اپنے سامنے پھینک کر فرمایا: ”اور یہاں اس کی امیدیں ہیں۔“

(۹۸۲۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَامِلَهٗ فَنَكَتَهُنَّ فِی الْاَرْضِ فَقَالَ: ((هٰذَا ابْنُ آدَمَ۔)) وَقَالَ: بِیَدِهٖ خَلْفَ ذٰلِكَ وَقَالَ: ((هٰذَا اَجَلُهٗ۔)) قَالَ: وَاَوْمَا بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ: ((وَثَمَّ اَمَلُهٗ۔)) ثَلَاثَ مِرَارٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۱۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے اپنے پوروں کو جمع کیا اور ان سے زمین میں کریدا اور فرمایا: ”یہ ابن آدم ہے۔“ پھر اس سے ذرا پیچھے ہاتھ رکھا اور فرمایا: ”یہ اس کی موت ہے۔“ پھر اپنے سامنے اشارہ کیا اور فرمایا: ”اور وہاں تک اس کی امیدیں ہیں۔“ تین دفعہ آپ ﷺ نے ایسے کیا۔

(۹۸۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ ثَلَاثَ حَصَیَاتٍ

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے تین کنکریاں لیں، ان میں ایک کو نیچے رکھا، دوسری کو اپنے سامنے رکھا اور تیسری کو

(۹۸۲۵) تخریج: اسناده جیّد (انظر: ۱۱۱۳۲)

(۹۸۲۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۱۸ (انظر: ۱۲۲۳۸)

(۹۸۲۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۸۲۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

فَوَضَعَ وَاحِدَةً، ثُمَّ وَضَعَ أُخْرٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَرَمٰى بِالثَّالِثَةِ، فَقَالَ: ((هٰذَا ابْنُ آدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهُ، وَذٰلِكَ اَمَلُهُ الَّتِيْ رَمٰى بِهَا۔)) (مسند احمد: ١٣٨٣١)

پھینک دیا اور پھر فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ اس کی موت پڑی ہوئی ہے اور جس کنکری کو پھینک دیا گیا ہے، وہ اس کی امیدیں ہیں۔''

فوائد: ......خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آدمی جس وقت سے گزر رہا ہے، اس کے جائز تقاضوں کے مطابق کوشش کرے اور محنت جاری رکھے اور اسلامی تعلیمات کے تقاضے متاثر نہ ہونے دے، وگرنہ برکت اٹھ جائے گی۔

ذہن نشین کر لیں کہ مسلمان کا اصل سرمایہ دین ہے، مال و دولت اور حکومت و مملکت تو کافروں کو بھی مل جاتے ہیں، ہاں ہاں مسلم مملکت بلکہ خلافت کا قیام ضروری ہے، فوج، پولیس، سائنسدان، انجینیئر، ڈاکٹر، فیکٹریاں، صنعتیں، تعلیمی ادارے، وغیرہ وغیرہ......عصر حاضر کے مطابق ان سب چیزوں کا اہتمام ضروری ہے، لیکن یہ سب امور وقت کی ضرورت کے مطابق ہیں، اصل سرمایہ دین ہے، باقی سب فروعات ہیں، مجبوری میں فروعات کے بغیر گزارہ ممکن ہے، اصل کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا ہے، وگرنہ دائمی زندگی کا خسارہ لازم آئے گا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اَعْمَارِ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

محمد ﷺ کی امت کی عمروں کا بیان

(٩٨٢٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ۔)) (مسند احمد: ٥٩١١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم سے پہلے والے لوگوں کی عمروں کو دیکھا جائے تو تمہاری عمر نمازِ عصر سے غروب آفتاب تک ہے۔''

(٩٨٣٠)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَيْضًا، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَالشَّمْسُ عَلٰى قُعَيْقِعَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَ: ((مَااَعْمَارُكُمْ فِيْ اَعْمَارِ مَنْ مَضٰى، اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٥٩٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، جبکہ سورج عصر کے بعد قعیقعان پہاڑ پر تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے گزر جانے والے لوگوں کی عمروں کی بہ نسبت تمہاری عمر اتنی ہے، جتنا دن کا حصہ باقی ہے، گزر جانے والے حصے کی بہ نسبت۔''

(٩٨٢٩) تخريج: أخرجه البخاري مطولا: ٥٠٢١ (انظر: ٥٩١١)

(٩٨٣٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فوائد: ......پہلی امتوں کے افراد طویل طویل عمریں پاتے تھے، نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا عرصہ (۹۵۰) برس ہے۔ ان کی بہ نسبت آپ ﷺ کی امت کے لوگوں کی عمریں کم ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ۔)) ......فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں، کم ہی لوگ ایسے ہیں جو اس حد سے تجاوز کرتے ہیں۔''
(ترمذی: ۲/۲۷۲، ابن ماجہ: ۴۲۳۶)

آپ ﷺ کی امت کے زیادہ تر افراد کی عمریں یہی رہی ہیں، نبی کریم ﷺ خود (۶۳) برس کی عمر میں دنیائے فانی سے روانہ ہو گئے تھے، بہت کم شخصیات نے ان عمروں سے تجاوز کیا ہے، مثلا صحابۂ کرام میں سیدہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے (۱۰۰) سال، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (۱۰۳) سال، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (۱۲۰) سال اور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے (۲۵۰) سال عمر پائی۔

اب بھی اس طرح کی لمبی عمر پانے والے افراد بہت کم ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی امت کو کم عمری کا یہ صلہ دیا ہے کہ ان کو ایسی عبادات عطا کر دی ہیں، جن کے ذریعے مختصر مدت میں بلند درجات حاصل کیے جا سکتے ہیں، درج ذیل دو مثالوں پر غور کریں:

(۱) سیدنا اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔)) ......''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور (سر کو) اچھی طرح دھویا اور مسجد میں جلدی گیا، امام کا ابتدائی خطبہ پایا اور امام کے نزدیک ہو کر خطبہ سنا اور اس دوران خاموش رہا تو اس کو ہر ہر قدم پر ایک ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ملے گا۔'' (ترمذی: ۴۵۶)

(۲) اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں شبِ قدر کے قیام کو ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا، حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس سورت کے نزول کے بارے میں درج ذیل روایات پیش کی ہیں، ان روایات کو تحقیق کے بغیر پیش کیا گیا ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے: امام مجاہد کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ہتھیار بند رہا، مسلمانوں کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتار دی کہ ایک شبِ قدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے، ابن جریر میں ہے: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو قیام کرتا تھا صبح تک اور دن میں شام تک دشمنانِ دین سے جہاد کرتا تھا، ایک ہزار مہینے تک یہی عمل کرتا رہا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اس امت کے کسی شخص کا صرف لیلۃ القدر کا قیام اس عابد کی ایک ہزار مہینے کی اس عبادت سے افضل ہے، ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر کیا، جنہوں

نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی، ایک نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی تھی: ایوب، زکریا، حزقیل بن عجوز اور یوشع بن نون علیہم السلام، اس سے صحابۂ کرام کو بڑا تعجب ہوا، اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ کی امت نے اس جماعت کی اس عبادت پر تعجب کیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز آپ پر نازل فرمائی اور کہا کہ یہ چیز اس سے افضل ہے جس پر آپ اور آپ کی امت نے تعجب ظاہر کیا تھا، پس محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ بیحد خوش ہوئے، (یہ چیز شب قدر تھی)، امام مجاہد کہتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اس رات کا نیک عمل اس کا روزہ اس کی نماز ایک ہزار مہینوں کے روزے اور نماز سے افضل ہے، جن میں لیلۃ القدر نہ ہو اور مفسرین کا بھی یہ قول ہے امام ابن جریر نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے کہ وہ ایک ہزار مہینے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو، یہی ٹھیک ہے، اس کے سوا اور کوئی قول ٹھیک نہیں۔

(۹۸۳۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی عَبْدٍ اَحْیَاهُ حَتّٰی بَلَغَ سِتِّیْنَ، اَوْ سَبْعِیْنَ سَنَةً، لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْهِ۔)) (مسند احمد: ۷۶۹۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کا عذر ختم کر دیا، جس کو اتنی دیر تک زندہ رکھا کہ وہ ساٹھ یا ستر سال کی عمر کو پہنچ گیا، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر ختم کر دیا ہے، بس اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر ختم کر دیا ہے۔''

(۹۸۳۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَمَّرَ سِتِّیْنَ اَوْ سَبْعِیْنَ سَنَةً، فَقَدْ اَعْذَرَ اِلَیْهِ فِی الْعُمُرِ۔)) (مسند احمد: ۹۲۴۰)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ یا ستر سال تک زندہ رہا، پس اللہ تعالیٰ نے عمر کے سلسلے میں اس کا عذر ختم کر دیا۔''

فوائد: ...... اس حدیث میں ساٹھ ستر سال عمر پانے والے آدمی کو وعید سنائی گئی ہے کہ اسے اتنی لمبی عمر دی گئی کہ اس میں اخروی کامیابی کے اسباب جمع کیے جا سکتے تھے۔ لیکن اس حدیث سے ساٹھ سال سے کم عمر والے اپنے حق میں کسی قسم کی گنجائش کا استدلال نہیں کر سکتے۔

(۹۸۳۳)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَامِنْ مُعَمَّرٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً، اِلَّا صَرَفَ اللّٰهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو اسلام کی چالیس سال عمر دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے تین قسم کی بیماریاں دور کر دیتا ہے، جنون، کوڑھ اور

(۹۸۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۱۹ (انظر: ۷۷۱۳)

(۹۸۳۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۸۳۳) تخریج: اسناده ضعیف جدا، فرج بن فضالة ضعیف، محمد بن عامر لم نعرف من هو، محمد بن عبد الله ضعیف، أخرجه البزار: ۳۵۸۷، وابویعلی: ۴۲۴۶ (انظر: ۵۶۲۶)

عَنْهُ ثَلَاثَةَ أَنْوَاعٍ مِنَ الْبَلَاءِ، اَلْجُنُوْنُ، وَالْجُذَامُ، وَالْبَرَصُ، فَإِذَا بَلَغَ خَمْسِيْنَ سَنَةً لَيَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِسَابَ، فَإِذَا بَلَغَ سِتِّيْنَ رَزَقَهُ اللّٰهُ الْإِنَابَةَ إِلَيْهِ بِمَا يُحِبُّ، فَإِذَا بَلَغَ سَبْعِيْنَ سَنَةً أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَأَحَبَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، فَإِذَا بَلَغَ الثَّمَانِيْنَ قَبِلَ اللّٰهُ حَسَنَاتِهِ، وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، فَإِذَا بَلَغَ تِسْعِيْنَ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، وَسُمِّيَ أَسِيْرَ اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهِ وَشُفِّعَ لِأَهْلِ بَيْتِهِ.)) (مسند احمد: ٥٦٢٦)

پھلبہری، جب آدمی پچاس سال تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر حساب کو آسان کر دیتا ہے، جب اس کی عمر ساٹھ برس ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پسند کے مطابق اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق دیتا ہے، پھر جب وہ ستر سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، جب اس کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول کر لیتا ہے اور اس کی برائیوں سے تجاوز کر دیتا ہے، پھر جب اس کی عمر نوے برس ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا یہ نام رکھ دیا ہے کہ فلاں آدمی زمین میں اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے اور اس کے گھر والوں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔"

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الشُّحِّ وَالْبُخْلِ

لالچ اور بخل سے خوف دلانے کا بیان

(٩٨٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا.)) (مسند احمد: ٦٤٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لالچ سے بچو، بیشک اس لالچ نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا، اس نے ان کو قطع رحمی کا حکم دیا، پس انھوں نے قطع رحمی کی، اس نے ان کو بخیلی کا حکم دیا، پس انھوں نے بخیلی کی اور اس نے ان کو برائیوں پر اکسایا، پس انھوں نے برائیاں کیں۔"

فوائد: ...... کنجوسی، بخل اور حرص جیسے اوصاف انسان کے کمینہ ہونے کے لیے کافی ہیں، بخیل آدمی سنگ دل بن جاتا ہے، دوسروں کی خوشی و غمی سے مستغنی ہو جاتا ہے، اپنے روپے پیسے کو بچانے یا اس کو بڑھانے کے لیے وہ قتل و غارت گری جیسے اقدامات کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شریعت میں گنجائشیں تلاش کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنا شروع کر دیتا ہے۔

(٩٨٣٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥١٧٦، والطيالسي: ٢٢٧٢، والبيهقي: ١٠/ ٢٤٣ (انظر: ٦٤٨٧)

مال کی شدید محبت کو "شُــحّ" کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو ایسا انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج کل ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں ہے، یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دو چار ہو کر ہی رہے گا۔

(٩٨٣٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَجْتَمِعُ شُحٌّ وَاِیْمَانٌ فِیْ قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔)) (مسند احمد: ٧٤٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لالچ اور ایمان، دونوں مسلمان آدمی کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ مومن کو ہر صورت میں بخل اور کنجوسی سے دور رہنا چاہیے۔

(٩٨٣٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، اَنَّهُ کَانَ مَعَ اَبِیْ ذَرٍّ، فَخَرَجَ عَطَاؤُهُ وَمَعَهُ جَارِیَةٌ لَهُ فَجَعَلَتْ تَقْضِیْ حَوَائِجَهُ، قَالَ: فَفَضَلَ مَعَهَا سَبْعَةٌ، قَالَ: فَاَمَرَهَا اَنْ تَشْتَرِیَ بِهَا فُلُوْسًا، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: لَوِ ادَّخَرْتَهُ لِلْحَاجَةِ تَنُوْبُكَ، اَوْ لِلضَّیْفِ یَنْزِلُ بِكَ؟ قَالَ: اِنَّ خَلِیْلِیْ عَهِدَ اِلَیَّ اَنْ اَیُّمَا ذَهَبٍ اَوْفِضَّةٍ اُوْکِیَ عَلَیْهِ فَهُوَ جَمْرٌ عَلٰی صَاحِبِهٖ حَتّٰی یُفْرِغَهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢١٧١٢)

عبداللہ بن صامت سے مروی ہے کہ وہ سیدنا ابو ذر ؓ کے ساتھ تھے، ان کا کوئی مال نکل آیا، ان کے ساتھ ان کی ایک لونڈی بھی تھی، اس نے ان کی ضروریات پوری کرنا شروع کیں، جب اس مال سے سات بچ گئے تو انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ وہ ان کے عوض قدیم سکے خرید لے، میں (عبد اللہ بن صامت) نے کہا: اگر تم ان کو پیش آنے والی ضرورت یا اپنے پاس آنے والے مہمان کے لیے ذخیرہ کر لو تو بہتر ہو گا۔ انھوں نے کہا: میرے خلیل ﷺ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ جس سونے اور چاندی کو بند کر کے رکھ دیا جائے تو وہ اس مالک کے لیے انگارے ہوں گے، یہاں تک کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔

(٩٨٣٧)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ،

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخل کرنے والے اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے کہ جن پر ان کے سینے والی جگہ سے لے

(٩٨٣٥) تخریج: صحیح بطرقه وشواهده، أخرجه النسائی: ٦/ ١٤ (انظر: ٧٤٨٠)

(٩٨٣٦) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه البزار فی "مسنده": ٣٩٢٦، والطبرانی: ١٦٣٤ (انظر: ٢١٣٨٤)

(٩٨٣٧) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ٧٤٨٣)

مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا اِلَى تَرَاقِيهِمَا، (فَاَمَّا الْمُنْفِقُ) فَلَا يُنْفِقُ مِنْهَا اِلَّا اتَّسَعَتْ حَلْقَةٌ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا عَلَيْهِ، (وَاَمَّا الْبَخِيلُ) فَاِنَّهَا لَا تَزْدَادُ عَلَيْهِ اِلَّا اسْتِحْكَامًا۔)) (مسند احمد: ٧٤٧٧)

کر ہنسلی کی ہڈی تک دو زرہیں ہوں، پس خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کا حلقہ اپنی جگہ پر کھل جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ساری کھلی ہو جاتی ہے اور رہا مسئلہ بخیل کا تو اس کی زرہ کی مضبوطی میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ......مفہوم یہ ہے کہ جب سخی آدمی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینے میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے ہاتھ اس کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں، لیکن جب بخیل کو خرچ کرنے کا خیال آتا ہے تو اس کا سینہ اور تنگ ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ بند ہو جاتے ہیں اور وہ حیلے بہانے کر کے بزعم خود اپنا مال محفوظ کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔

(٩٨٣٨)۔ عَنْ جَابِرٍ ﷺ، اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ لِفُلَان فِي حَائِطِي عَذْقًا، وَاَنَّهُ قَدْ اٰذَانِي وَشَقَّ عَلَيَّ مَكَانُ عَذْقِهِ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((بِعْنِي عَذْقَكَ الَّذِي فِي حَائِطِ فُلَان۔)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَبْهُ لِي۔)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَبِعْنِيهِ بِعَذْقٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: لَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا رَاَيْتُ الَّذِي هُوَ اَبْخَلُ مِنْكَ، اِلَّا الَّذِي يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٧١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرے باغ میں فلاں آدمی کا کھجور کا درخت ہے، پس تحقیق اس نے مجھے تکلیف دی ہے اور اس کے درخت کی جگہ میرے لیے باعث مشقت ثابت ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی طرف پیغام بھیجا کہ ''فلاں آدمی کے باغ میں موجود اپنا کھجور کا درخت مجھے فروخت کر دے۔'' لیکن اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر مجھے ہبہ کر دے۔'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر جنت کے کھجور کے درخت کے عوض مجھے بیچ دے۔'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا، جو تجھ سے زیادہ بخیل ہو، سوائے اس کے جو سلام کہنے میں بخل کرتا ہے۔''

فوائد: ......رغبت کا تقاضا تو یہی تھا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ پیش کش قبول کر لی جاتی، بہر حال مزاج مختلف ہوتے ہیں اور مالک کو اختیار بھی ہوتا ہے۔

(٩٨٣٩)۔ عَنْ اَبِي بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ، جو بنو غبر میں سے تھے، سے مروی

(٩٨٣٨) تخريج: حسن لغيره، دون قوله: "ما رايت الذي .... بالسلام۔" فقد تفرد به عبد الله بن محمد بن عقيل وهو ضعيف يعتبر به، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٠ (انظر: ١٤٥١٧)

(٩٨٣٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٦٢١، وابن ماجه: ٢٢٩٨، والنسائي: ٨/ ٢٤٠ (انظر: ١٧٥٢١)

عَبَّادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ ، وَكَانَ مِنَّا مِنْ بَنِيْ غُبَرَ قَالَ: اَصَابَتْنَا سَنَةٌ ، فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِهَا ، فَاَخَذْتُ سُنْبُلًا فَفَرَكْتُهُ وَاَكَلْتُ مِنْهُ وَحَمَلْتُ فِيْ ثَوْبِيْ ، فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَضَرَبَنِيْ وَاَخَذَ ثَوْبِيْ ، فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَاعَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا ، وَلَا اَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ سَاغِبًا ، اَوْ جَائِعًا۔)) فَرَدَّ عَلَيَّ الثَّوْبَ ، وَاَمَرَ لِيْ بِنِصْفِ وَسْقٍ ، اَوْ وَسْقٍ۔ (مسند احمد: ١٧٦٦٢)

ہے، وہ کہتے ہیں: ہم قحط سالی میں مبتلا ہو گئے، میں مدینہ میں آیا اور اس کے باغوں میں سے کسی ایک باغ میں داخل ہوا، ایک سٹے کو ملا اور اس سے دانے نکالے۔ کچھ دانے کھا لیے اور کچھ کپڑے میں اٹھا لیے، اتنے میں باغ کا مالک آگیا، اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں (شکایت لے کر) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور ساری بات بتائی) آپ ﷺ نے (باغ کے اس مالک) سے فرمایا: ''وہ جاہل تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی اور وہ بھوکا تھا تو نے اسے کھلایا نہیں۔'' تو اس نے میرا کپڑا مجھے لوٹا دیا اور مجھے ایک یا نصف وسق کھانے کا بھی دیا۔

فوائد: ......شرعی قانون کے مطابق اس آدمی کا باغ سے دانے اٹھا کر لے جانا غلطی تھی، اس کے احکام مقرر ہیں، چونکہ یہ آدمی جاہل تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اسے معذور قرار دیا اور مالک کو معمولی سی سرزنش کر دی۔

''صاع'' ایک پیمانے کا نام ہے، جو دوکلوسوگرام کے برابر ہوتا ہے اور ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔

(٩٨٤٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ الْعَبْدُ: مَالِيْ وَ مَالِيْ ، وَ اِنَّ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ ، مَااَكَلَ فَاَفْنٰى ، اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى ، اَوْاَعْطٰى فَاَقْنٰى ، مَاسِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٩٣٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، جبکہ اس کے مال میں سے اس کے صرف تین حصے ہیں، (۱) جو اس نے کھا کر فنا کر دیا، (۲) جو اس نے پہن کر بوسیدہ کر دیا اور (۳) جو اس نے کسی کو مال دے کر خوش کر دیا، اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ اس کو لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔''

فوائد: ......انسان کا حقیقی سرمایہ وہی ہے جو وہ اپنی زندگی میں خرچ کر دیتا ہے، باقی اس کے ورثاء اور لواحقین کا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنْ اِحْتِقَارِ الذُّنُوْبِ الصَّغِيْرَةِ
صغیرہ گناہوں کو حقیر سمجھنے سے ترہیب کا بیان

(٩٨٤١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں سے گریز کرو، کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ

(٩٨٤٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٩٣٣٩)
(٩٨٤١) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه الطيالسي: ٤٠٠ ، والطبراني في "الكبير": ١٠٥٠٠ (انظر: ٣٨١٨)

الذُّنُوبِ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ، حَتَّى يُهْلِكْنَهُ، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا أَرْضَ فَلَاةٍ، فَحَضَرَ صَنِيْعُ الْقَوْمِ، (أَيْ طَعَامُهُمْ) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ، فَيَجِيْءُ بِالْعُوْدِ وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ، حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا، فَأَجَّجُوْا نَارًا، وَأَنْضَجُوْا مَاقَذَفُوْا فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ۳۸۱۸)

وہ آدمی پر اس قدر جمع ہو جائیں کہ اس کو ہلاک کر دیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ان گناہوں کی ایک مثال بیان کی کہ ان کی مثال اس قوم کی طرح ہے جو کسی صحراء میں اترے اور جب ان کے کھانے کا وقت ہوا تو ایک آدمی گیا اور ایک لکڑی لے آیا، دوسرا ایک لکڑی لے آیا، یہاں تک کہ گزارے کے لائق لکڑیاں جمع ہو گئیں، پھر انھوں نے آگ جلائی اور وہ کچھ پکا لیا، جو انھوں نے پکانا تھا۔''

فوائد: ......آپ ﷺ نے مثال کے ذریعے اپنا مقصود واضح کر دیا ہے کہ پوری زندگی کے معمولی معمولی گناہ جمع ہو کر انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مومن و مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے گریز کرے، قطع نظر اس سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ۔

(۹۸٤۲)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، كَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ حَتّٰى أَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يَأْخُذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۹٤)

سیدنا سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں سے گریز کرو۔ (اور ان کو حقیر مت سمجھو، غور فرماؤ کہ) کچھ لوگ ایک وادی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں، ایک آدمی ایک لکڑی لاتا ہے اور دوسرا ایک لاتا ہے...... (ایک ایک کر کے اتنی لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ) وہ آگ جلا کر روٹیاں وغیرہ پکا لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر صغیرہ گناہوں کی بنا پر مؤاخذہ ہوا تو وہ بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔''

(۹۸٤۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ طَالِبًا۔)) (مسند احمد: ۲٤۹۱۹)

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بچتے رہنا، کیونکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال کرنے والا (فرشتہ) ہوگا۔''

فوائد: ......مومنانہ تہذیب یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا جائے اور کسی برائی کو معمولی تصور کر کے اس کا ارتکاب نہ کیا جائے، کیونکہ پوری زندگی کی معمولی معمولی غفلتیں اور سستیاں انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہیں۔

(۹۸٤۲) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۸۷۲، وفی "الاوسط": ۷۳۱۹، و"الصغیر": ۹۰٤ (انظر: ۲۲۸۰۸)

(۹۸٤۳) تخریج: اسناده قوی، أخرجه ابن ماجه: ٤۲٤۳ (انظر:)

(۹۸٤٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالاً ھِیَ اَدَقُّ فِیْ عَیْنِکُمْ مِنَ الشَّعْرِ، کُنَّا نَعُدُّھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۰۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بلاشبہ تم ایسے اعمال بھی سرانجام دے رہے ہو جو تمہارے نزدیک بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (یعنی تم ان کو نہایت معمولی سمجھتے ہو) حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں ہم ان کو ہلاک کردینے والے امور میں شمار کرتے تھے۔

فوائد:...... موجودہ دور میں لوگوں کی تربیت میں آڑے آنے والی سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ان کو نیکی اور برائی کی صورتوں کا علم ہی نہیں تاکہ وہ نیکیاں کرسکیں اور برائیوں سے بچ سکیں۔ مثلا بے پردگی، تنگ لباس، موسیقی، تہمت بازی، دورُخاپن، چغلی وغیبت، مکروفریب، جھوٹ، تمباکو نوشی، شیو کرنا، مردوں کا شلوار اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، داڑھی تراشنا، خط کروانا، چہرے سے بال اکھاڑنا، لمبی لمبی مونچھیں رکھنا، ہمسائیوں کو تنگ کرنا، اپنے آپ کو نیک و برتر سمجھنا اور دوسروں کو گھٹیا و کم تر سمجھنا، بے صبری، قطع رحمی، ناراضگی، حد سے زیادہ گپ شپ، حلال وحرام کی تمیز نہ کرنا، تلاوت سے دوری، عورتوں کا تھریڈنگ کرنا، مصنوعی ناخن لگانا، جوڑے باندھنا، وگ لگانا، سلام کا اہتمام نہ کرنا، تصویریں بنوانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ماحصل یہ ہے کہ ہر مسلمان آخرت کی فکر کرے اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کر کے اپنا مقام سمجھے اور اپنی منزل مقرر کرے۔

(۹۸٤٥)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا، فَذَکَرَ مِثْلَ الْاَثَرِ الْمُتَقَدِّمِ بِلَفْظِہِ۔ (مسند احمد: ۱۲٦۳۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک تم لوگ ایسے ایسے کام کرتے ہو، ......۔ پھر سابقہ قول کی طرح کے الفاظ نقل کیے۔

(۹۸٤٦)۔ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ قُرْطٍ ؓ، قَالَ: اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ الْیَوْمَ اَعْمَالًا، فَذَکَرَ مِثْلَہُ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۳۲)

سیدنا عبادہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک تم لوگ آج ایسے ایسے افعال کر جاتے ہو کہ............۔ پھر سابقہ قول کی طرح بیان کیا۔

فوائد: ...... فسق کی دو صورتیں ہیں: کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا، اس لیے جہاں کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے گا، وہاں صغیرہ گناہوں سے بچنے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

(۹۸٤٤) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۰۹۹۵)

(۹۸٤٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٩٢ (انظر: ۱۲٦۰٤)

(۹۸٤٦) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الطیالسی: ۱۳۵۳ (انظر: ۲۰۷۵۲)

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِیبِ مِنَ التَّفْرِیقِ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَالْخَادِمِ وَسَیِّدِهِ

خاوند اور اس کی بیوی اور خادم اور اس کے آقا کے درمیان جدائی ڈالنے سے ترہیب کا بیان

(۹۸٤۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا۔)) (مسند احمد: ٦٩٩٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ دو افراد میں ان کی اجازت کے بغیر جدائی ڈالے۔“

فوائد: ......امام ابوداود اور امام ترمذی نے اس حدیث کو آدابِ مجلس میں ذکر کیا ہے، یعنی جب دو آدمی اکٹھے بیٹھے ہوں تو کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان گھس کر بیٹھ جائے، الا یہ کہ وہ اس کو اجازت دے دیں۔

اس حدیث کے الفاظ تو عام ہی ہیں، البتہ میاں بیوی کے حوالہ سے طلاق اور خلع کے مسائل الگ ہیں۔

(۹۸٤۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلٰی اَهْلِهَا فَلَیْسَ مِنَّا، وَمَنْ اَفْسَدَ امْرَاَةً عَلٰی زَوْجِهَا فَلَیْسَ هُوَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ٩١٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی خادم کو اس کے مالکوں کے خلاف بھڑکایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے کسی خاوند کے حق میں اس کی بیوی کو بگاڑا، وہ بھی ہم سے نہیں ہے۔“

فوائد: ......حدیث میں جن دو گناہوں کی نشاندہی کی گئی ہے، وہ کسی گھرانے میں فساد ڈالنے کے لیے کافی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ کسی شادی شدہ عورت کے سامنے اس کے خاوند پر ناقدانہ بحث نہ کریں، بلکہ مختلف مثالیں دے کر اسے اپنے گھر پر مطمئن کرنے کی کوشش کریں، تاکہ اس کے دل میں خاوند کا احترام برقرار رہے اور وہ اس کی بغاوت کرنے سے باز رہے۔ یہی معاملہ خادم کا ہے کہ دوسرا آدمی اس کو زیادہ اجرت کی لالچ دے کر اپنی خدمت پر آمادہ کرے اور اس کے مالک کی بدخوئی کرے، یہاں تک کہ وہ اپنے مالک کے حق میں نافرمان اور بداخلاق ہو جائے۔

(۹۸٤۹)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا، لِتَکْتَفِیءَ مَافِیْ اِنَائِهَا فَاِنَّ رِزْقَهَا عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٩١٠٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے، تاکہ اس چیز کو انڈیل دے جو کچھ اس کے برتن میں ہے، پس بیشک اس کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“

(٩٨٤٧) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٨٤٤، والترمذي: ٢٧٥٢ (انظر: ٦٩٩٩)

(٩٨٤٨) تخریج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢١٧٥ (انظر: ٩١٥٧)

(٩٨٤٩) تخریج: حديث صحيح، أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٥ (انظر: ٩١٢٠)

فوائد: ......اگر کوئی مرد دوسری یا تیسری یا چوتھی شادی کرنا چاہے یا شادی کرلے تو کوئی بیوی کسی دوسری بیوی کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔

(۹۸۵۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِءٍ زَوْجَتَهُ، أَوْ مَمْلُوْكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۶۸)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے امانت کی قسم اٹھائی، وہ ہم میں سے نہیں ہے، اسی طرح جس نے کسی عورت کو اس کے خاوند کے خلاف اور کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فوائد: ......امانت کے مختلف معانی ہیں، جیسے اطاعت، عبادت، امان، اعتماد وغیرہ۔ بندے کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی قسم اٹھائے، امانت تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ مَوَاقِعِ الشُّبُهِ وَمَوَاطِنِ الرِّيْبَةِ
شبہے والے مواقع اور شک والے مقامات سے ترہیب کا بیان

(۹۸۵۱)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكُنْتُ إِذَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَصْغَيْتُ وَتَقَرَّبْتُ وَخَشِيْتُ أَنْ لَا أَسْمَعَ أَحَدًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حَلَالٌ بَيِّنٌ وَحَرَامٌ بَيِّنٌ، وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذٰلِكَ، مَنْ تَرَكَ مَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَهُ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا شَكَّ فِيهِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ مَعَاصِيهِ، أَوْ قَالَ: مَحَارِمُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۷٤)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، امام شعبی کہتے ہیں: جب میں ان کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تو میں اپنا کان لگاتا اور قریب ہو جاتا اور ڈرتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی اور سے یہ الفاظ نہ سن سکوں کہ وہ کہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، البتہ ان کے بیچ میں مشتبہ امور ضرور ہیں، جس نے گناہ سے بچنے کے لیے مشتبہ چیز کو چھوڑ دیا، تو وہ واضح ہونے والے گناہ کو زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جس نے مشکوک چیز پر جرأت کر دی تو قریب ہے کہ وہ حرام میں پڑ جائے، بیشک ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ جگہ ہوتی ہے اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ جگہ اس کی نافرمانیاں یا حرام کردہ امور ہیں۔''

(۹۸۵۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۲۵۳ (انظر: ۲۲۹۸۰)

(۹۸۵۱) تخريج: أخرجه البخارى: ۲۰۵۱، ومسلم: ۱۵۹۹ (انظر: ۱۸۳۸٤)

فوائد: ……قرآن وحدیث کی روشنی میں حلال اور حرام امور بالکل واضح ہیں، البتہ بیچ میں کچھ ایسے امور ہیں کہ واضح طور پر جن کی حلت یا حرمت کا فیصلہ نہیں کیا سکتا ہے، ان ہی کو مشتبہ امور کہتے ہیں، اس حدیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی اجتناب کیا جائے، تاکہ آدمی حرام کاموں سے مکمل طور پر محفوظ رہے، جو آدمی ان شبہات سے بچے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا اور جو ان کو جائز سمجھ لے گا، وہ نادم ہوگا اور فضائل سے محروم رہے گا۔

دیکھیں حدیث نمبر (٦٢٠٤)، درج ذیل حدیث میں ایک مشتبہ چیز کا بیان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں پڑی ہوئی کھجور کے بارے میں فرمایا: ''اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔'' (صحیح بخاری: ٢٠٥٥)

حدیثِ مبارکہ کے آخری حصے سے (جو صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ البتہ اس جگہ وہ حصہ درج نہیں ہوا) معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی اصلاح کا دارومدار دل پر ہے، لہٰذا دل کو پرخلوص رکھا جائے اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔

(٩٨٥٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ ، فَقَالَ: يَا فُلَانَةُ يُعْلِمُهُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَظُنُّ بِيْ؟ فَقَالَ: ((إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكَ الشَّيْطَانُ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٨٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ کی بیوی آپ کے پاس کھڑی تھی، آپ ﷺ نے اس آدمی کو آواز دی: اے فلاں، دراصل آپ ﷺ اس کو یہ بتلانا چاہتے تھے کہ یہ عورت آپ ﷺ کی بیوی ہے، اس نے آگے سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میرے بارے میں کوئی بدگمانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تیرے اندر گھس جائے (اور کوئی وسوسہ پیدا کر دے)۔''

(٩٨٥٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اِمْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! هٰذِهِ امْرَأَتِيْ)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ ، فَإِنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ ، قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ۔))(مسند احمد: ١٢٦٢٠)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ اپنی ایک بیوی کے ساتھ کھڑے تھے کہ وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! یہ میری بیوی ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی کے بارے میں تو گمان ہو سکتا ہے، لیکن آپ کے بارے میں تو میں کسی بدگمانی میں مبتلا نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان، ابن آدم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''

(٩٨٥٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مسلم: ٢١٧٤ (انظر: ١٢٢٦٢)

(٩٨٥٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ انسان کے اندر خون کے چلنے کے مقامات میں گردش کر سکتا ہے، یا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان بہت تیزی سے انسان کو وسوسہ میں ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، بہرحال شیطان انسان کے اندر گھس کر اس کو وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے اور نافرمانی پر آمادہ کرتا ہے۔

(۹۸۵٤)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ حُیَیٍّ (زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ و رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُعْتَکِفًا، فَاَتَیْتُہُ اَزُوْرُہُ لَیْلًا، فَحَدَّثْتُہُ ثُمَّ قُمْتُ، فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِی یَقْلِبُنِیْ، وَکَانَ مَسْکَنُہَا فِیْ دَارِ أُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَیَا النَّبِیَّ ﷺ اَسْرَعَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَلٰی رِسْلِکُمَا، اِنَّہَا صَفِیَّۃُ بِنْتُ حُیَیٍّ۔)) فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰہِ! یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ، وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَرًّا، اَوْ قَالَ: شَیْئًا۔)) (مسند احمد: ۲۷٤۰۰)

زوجۂ رسول سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، میں رات کو آپ ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آئی، پس میں نے آپ ﷺ سے باتیں کیں اور جب اٹھ کر جانے لگی تو رسول اللہ ﷺ بھی مجھے واپس چھوڑ کر آنے کے لیے کھڑے ہو گئے، میرا گھر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس تھا، ہمارے پاس سے دو انصاریوں کا گزر ہوا، جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انھوں نے جلدی سے آگے سے گزرنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ، یہ صفیہ بنت حیی ہے (جو کہ میری اپنی بیوی ہے)۔'' انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! بڑا تعجب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان، ابن آدم کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے اور میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل میں کوئی شرّ والی بات ڈال دے۔''

فوائد: ...... ان احادیث مبارکہ میں بہت بڑا سبق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اپنی ذات کے بارے میں سوئے ظن کرنے سے محفوظ رکھا ہے، یہ دراصل آپ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ شفقت ہے اور آپ ﷺ نے ان کی مصلحتوں اور ان کے قلوب و جوارح کی سلامتی کا لحاظ رکھا ہے، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گزرنے والے یہ دو آدمی آپ ﷺ کے بارے میں کوئی نازیبا بات کر دیں اور پھر ہلاکت ان کا مقدر بن جائے۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام کے بارے میں سوئے ظن رکھنا کفر ہے۔

ان احادیث سے سبق یہ ملتا ہے کہ مسلمان کو تہمت گاہ اور شک و شبہ والے مقام سے دور رہنا چاہیے، تاکہ کسی کو اس کے بارے میں سوئے ظن رکھنے کا موقع نہ ملے۔

(۹۸۵٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۸۱، ومسلم: ۲۱۷۵ (انظر: ۲٦۸٦۳)

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِیْبِ مِنْ تَرْكِ الْعَمَلِ اِتِّكَالًا عَلَی النَّسَبِ

نسب پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل چھوڑ دینے سے ترہیب کا بیان

(۹۸۵۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((یَافَاطِمَةُ! یَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ، یَا صَفِیَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَااَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا، سَلُوْنِیْ مِنْ مَالِیْ مَاشِئْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۵۵۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔'' تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے فاطمہ! اے بنت محمد! اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے بنو عبد المطلب! میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، ہاں میرے مال سے جو چاہتے ہو سوال کرلو۔''

(۹۸۵۶)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، یَا بَنِیْ هَاشِمٍ، اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا، یَا اُمَّ الزُّبَیْرِ عَمَّةَ النَّبِیِّ ﷺ، یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا، سَلَانِیْ مِنْ مَّالِیْ۔)) (مسند احمد: ۹۱۶۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد المطلب! اے بنی ہاشم! اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ سے خریدلو، میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں گا، اے نبی کی پھوپھی ام زبیر! اے فاطمہ بنت محمد! اپنے نفسوں کو خریدلو، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا، البتہ میرے مال سے سوال کر سکتی ہو۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات پانے کے معاملے میں کسی کو اس کے نسب سے فائدہ نہیں ہوگا۔

(۹۸۵۷)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ عَلٰی هٰذَا الْمِنْبَرِ: ((مَابَالُ رِجَالٍ، یَقُوْلُوْنَ: اِنَّ رَحِمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَاتَنْفَعُ قَوْمَهُ، بَلٰی! وَاللّٰهِ، اِنَّ رَحِمِیْ مَوْصُوْلَةٌ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری آپ کی قوم کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ کیوں نہیں، اللہ کی قسم ہے، میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں ملی ہوئی ہوگی، لوگو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں

(۹۸۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۵ (انظر: ۲۵۰۴۴)

(۹۸۵۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵۲۷، ومسلم: ۲۰۶ (انظر: ۹۱۷۷)

(۹۸۵۷) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه ابویعلی: ۱۲۳۸، والطیالسی: ۲۲۲۱ (انظر: ۱۱۱۳۸)

وَاِنِّی اَیُّهَا النَّاسُ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَاِذَا جِئْتُمْ)) قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا فُلَانٌ، وَقَالَ اَخُوْهُ: اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَان، قَالَ لَهُمْ: ((اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُهُ، وَلٰكِنَّكُمْ اَحْدَثْتُمْ بَعْدِیْ وَارْتَدَدْتُمُ الْقَهْقَرٰی۔))

گا، پس جب تم وہاں آؤ گے۔'' اتنے میں ایک آدمی کہے گا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں ہوں، اور اس کا بھائی کہے گا: میں فلاں بن فلاں ہوں، آپ ﷺ فرمائیں: ''نسب کو تو میں نے پہچان لیا ہے، لیکن تم نے میرے بعد نئے امور ایجاد کر لیے اور پچھلے پاؤں پلٹ گئے۔''

(مسند احمد: ١١١٥٥)

فوائد: ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ۔)) ''قیامت کے روز ہر رشتہ (اور تعلق وقرابت) منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے ازدواجی اور نسبی رشتے کے۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (معجم کبیر للطبرانی: ٣/ ١٢٩/ امن حدیث ابن عباس، تفصیل کے لیے دیکھئے: صحیحہ: ٢٠٣٦)

شرح: ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ((كُلُّ نَسَبٍ وَ صِهْرٍ مُنْقَطِعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا نَسَبِی و صِهْرِی۔)) (ابن عساکر: ١٩/ ٦٠/ ٢، وھذا اسناد ضعیف جدا) ...... ''ہر نسبی اور ازدواجی رشتہ منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے نسبی اور ازدواجی رشتے کے۔''

درج ذیل تفصیل سے اس حدیث کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے:

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف ان کی بیٹی سے، جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی، سے شادی کرنے کا بار بار پیغام بھیجا۔ ایک دن انھوں نے خود کہا: اے ابو الحسن! آپ کی طرف کثرت سے پیغام بھیجنے کی وجہ وہ حدیث ہے، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ۔)) ......''قیامت کے روز ہر رشتہ (اور تعلق وقرابت) منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے ازدواجی اور نسبی رشتے کے۔''

میں چاہتا ہوں کہ آپ اہل بیت لوگوں کے ساتھ میری ازدواجی قرابت ہونی چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ چلے گئے اور اپنی اس بیٹی کو میک اپ کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ جب انھوں نے اس کو دیکھا تو اس کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کی پنڈلی کو پکڑا اور کہا: اپنے باپ سے کہہ دینا کہ میں راضی ہوں، میں راضی ہوں، میں راضی ہوں۔ جب وہ بچی اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو انھوں نے پوچھا: امیر المومنین نے تجھے کیا کہا؟ اس نے کہا: انھوں نے مجھے بلایا اور قبول کیا، جب میں کھڑی ہوئی تو انھوں نے میری پنڈلی کو پکڑا اور کہا: اپنے ابو سے کہہ دینا کہ میں راضی ہوں۔ پھر انھوں نے ان سے اس کا نکاح کر دیا، اس کے بطن سے زید بن عمر پیدا ہوا، وہ نوجوانی تک زندہ رہے، پھر فوت ہو گئے۔ (اخرجه ابوبكر الشافعی فی "الفوائد": ٧٣/ ٢٥٧/ ١، وابن عدی: ٦/ ٢،

والخطیب فی "التاریخ": ٦/ ١٨٢)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں آل رسول کی یہ عزت تھی، آگے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی تمنا پوری کرتے ہوئے ان کا احترام بجالانے کی حد کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں کے لیے ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کے لقب کا کیا خوب انتخاب کیا۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے نسب کا اعزاز روزِ قیامت بھی باقی رہے گا، باقی کسی کی قومیت اور برادری کو کوئی شرف حاصل نہیں ہوگا، بہر حال نجات کا انحصار اعمالِ صالحہ پر ہوگا۔

اس فرق کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنا آسان ہو جائے گا، نبی کریم ﷺ خود اپنے عہد میں بعض قبیلوں کو دوسری بعض برادریوں پر فضیلت والا قرار دیتے تھے اور اس بنا پر ان کے ساتھ معاملات طے کرنے میں فرق بھی کرتے تھے، یہ دراصل ان بعض قبیلوں کا اعزاز تھا، لیکن کسی قبیلے والے کے جرم اور نیکی کے سلسلے میں اس قانون کی رعایت نہیں کی گئی، یہاں تک کہ بنو مخزوم کی خاتون کا چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

كِتَابُ آفَاتِ اللِّسَانِ

زبان کی آفتوں کے مسائل

بَابُ مَاجَاءَ فِيُ التَّرُهِيُبِ مِنُ كَثُرَةِ الْكَلَامِ وَمَاجَاءَ فِيُ الصَّمَتِ

کثرتِ کلام سے ترہیب اور خاموشی کا بیان

(۹۸۵۸)۔ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ يَزِيْدَ، مَوْلٰى بَنِيْ زَمْعَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ، ثِنْتَانِ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تُخْبِرْنَا مَاهُمَا؟ ثُمَّ قَالَ: ((اِثْنَانِ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، اَجْلَسَهُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: تَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ يُبَشِّرُنَا فَتَمْنَعُهُ، فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ، فَقَالَ: ((ثِنْتَانِ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَابَيْنَ رِجْلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۵۳)

ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے خطاب کیا اور پھر فرمایا: ''لوگو! دو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کو ان کے شرّ سے محفوظ کر لیا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' یہ سن کر ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں یہ نہ بتلایئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''دو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کو ان کے شرّ سے بچا لیا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' پھر اسی آدمی نے وہی بات کہی، جب آپ ﷺ نے تیسر بار ارشاد فرمایا تو صحابہ نے اس آدمی کو بٹھایا اور اس سے کہا: تجھے نظر نہیں آ رہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خوشخبری دینا چاہتے ہیں، لیکن تو آپ ﷺ کو روک رہا ہے، اس نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ لوگ توکل کر کے مزید عمل ترک کر دیں گے۔ بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو ان کے شرّ سے بچا لیا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، ایک دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور دوسری دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز۔''

(۹۸۵۸) تخریج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد فيه تميم بن يزيد، وهو مجهول (انظر: ۲۳۰۶۵)

فوائد: ......زبان نہ صرف انسان کے احترام واکرام اور ذلالت ورسوائی کا معیار قرار پا چکی ہے، بلکہ اخروی کامیابی وکامرانی اور ناکامی ونامرادی کا دارو مدار بھی اسی پر ہے، اس حدیثِ مبارکہ میں زبان کے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر حفاظتِ زبان کا اہتمام نہ کیا گیا تو یہ سارے اعمال کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے اور انسان کو جنت میں داخل کرنے کی بجائے آتشِ دوزخ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نجات کی بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے حصولِ نجات کے لیے ان تین امور کا ذکر کیا: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔)) (ترمذی)......''اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تم کو اپنے اندر سموئے رکھے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔''

معلوم ہوا کہ لوگوں سے بلاضرورت زیادہ میل جول اور ان سے بے مقصد گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت سے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اس لیے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں رہا جائے اور اپنا وقت ذکرو اذکار، غور وفکر اور اہل وعیال کی خدمت میں صرف کیا جائے۔

دیکھیں حدیث نمبر (۹۸۷۷)۔

(۹۸۵۹)۔ عَنْ اَبِی الصَّبْهَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ، عَنْ اَبِی سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا رَفَعَهُ قَالَ: ((اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ اَعْضَائَهُ تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ: اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا، فَاِنَّكَ اِنِ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا، وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اِعْوَجَجْنَا۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۳۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء، زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں: تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جا، پس اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

فوائد: ...... جہاں زبان کا درست استعمال باعثِ نجات ہے، وہاں اس کی ذرا سی بے اعتدالی کی سزا پورے جسم کو بھگتنا پڑتی ہے، گوشت کا یہ چھوٹا سا ٹکڑا باعثِ سعادت بھی اور باعثِ شقاوت بھی، یہ باعثِ عزت بھی ہے اور باعثِ ذلت بھی۔ زبان بعضوں کو معاشرے کا معزز ترین افراد بنا دیتی ہے اور بعضوں کو ذلیل ترین۔ ''لمحوں نے خطا کی، صدیوں نے سزا پائی'' کا مصداقِ اول زبان ہے۔

قارئین کرام! جسم کے تمام اعضاء پر نظر دوڑائیں، ہر عضو کوئی برا یا اچھا اقدام کرنے سے پہلے منصوبہ بناتا ہے، مثلا نماز ادا کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، تیمارداری کرنا۔ لیکن یہ زبان ہے جو کروٹ بدلتے بدلتے کئی نیکیوں یا کئی برائیوں کا سبب بن جاتی ہے۔ مثلا اچانک اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تکبیرات، تحمیدات وغیرہ کہنا شروع کر دے یا جاتے جاتے

(۹۸۵۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذی: ۲٤۰۷ (انظر: ۱۱۹۰۸)

کسی کو گالی دے دے، برا بھلا کہہ دیے، کلمۂ کفر بول دیے، فحش مذاق کر دے، چغلی وغیبت کر دے، جھوٹ بول دیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سچ فرمایا نبی معظم ﷺ نے کہ زبان بڑی تیز طرار ہے اور ہر عضو کو اس کی پھرتی کا شکوہ ہے۔

(۹۸۶۰)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، عَنْ اَبِیْهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا یَعْنِیْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۷)

سیدنا حسین ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔''

فوائد: ......اسلام کا یہ سنہری قانون ہے کہ جس چیز میں مسلمان کا دنیوی اور اخروی فائدہ نہ ہو، وہ اس میں دخل نہ دے، سب سے زیادہ عافیت، سکون اور سلامتی اسی میں ہے۔

(۹۸۶۱)۔ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِیِّ ؓ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِیْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ (وَفِیْ لَفْظٍ: مُرْنِیْ فِی الْاِسْلَامِ بِاَمْرٍ لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ) قَالَ: ((قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ (وَفِیْ لَفْظٍ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ) ثُمَّ اسْتَقِمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَخْوَفُ (وَفِیْ لَفْظٍ: مَا اَكْبَرُ) مَا تَخَافُ عَلَیَّ (وَفِیْ لَفْظٍ: فَاَیُّ شَیْءٍ اَتَّقِیْ) قَالَ: فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۴۹۷)

سیدنا سفیان بن عبد اللہ ثقفی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام سے متعلقہ ایسے عمل کے بارے میں بتلائیں کہ میں اس کو تھام لوں اور اس کے بارے میں آپ کے بعد کسی سے سوال نہ کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کہہ کہ میرا ربّ اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ جا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ ڈر کس چیز پر ہے، ایک روایت میں ہے: پس میں کس چیز سے بچ کر رہوں؟ آپ ﷺ نے جواباً اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: ''یہ ہے۔''

فوائد: ......اگر پرکھنے کا مزاج شرعی ہو تو یہ حقیقت مشاہدہ شدہ ہوگی کہ اس وقت ہر آدمی کو اس کی زبان کی وجہ سے بڑا نقصان ہوا ہے، رہی سہی کمی موبائلز کے پیکجز نے پوری کر دی ہے۔ ہر ایک نے گلے شکوے کرنے پر توجہ دھری ہوئی ہے، کوئی اپنا محاسبہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

(۹۸۶۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْاِسْلَامِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ

(۹۸۶۰) تخریج: حسن بشواهده، أخرجه الترمذی: ۲۳۱۸ (انظر: ۱۷۳۷)

(۹۸۶۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۴۱۰ (انظر: ۱۵۴۱۹)

(۹۸۶۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۰ (انظر: ۶۷۵۳)

اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِن لِّسَانِهِ وَيَدِهِ۔)) (مسند احمد: ٦٧٥٣)

نے فرمایا: ''وہ شخص کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(٩٨٦٣)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ اَعْرَابِيًّا بِخِصَالٍ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ (فِيْهَا) ((وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنَ الْخَيْرِ۔)) (مسند احمد: ١٨٨٥٠)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بدّو کو نیکی کی مختلف انواع کے بارے میں بتلایا، ان میں یہ چیزیں بھی تھیں: ''اور تو نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر، پس اگر تجھ کو ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو بند کر لے، ماسوائے خیر والی باتوں کے۔''

فوائد: ......اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے آسان اور کم از کم نیکی کی صورت یہ ہے کہ زبان کو شرّ سے محفوظ رکھا جائے۔

(٩٨٦٤)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُوْدِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَأْسُ الْأَمْرِ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكَ، بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: ((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا۔)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ فِي النَّارِ۔)) أَوْ قَالَ: ((عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٢٣٦٦)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا میں تجھے بتلاؤں کہ دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین کی اصل اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی نماز ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اس چیز کے بارے میں بھی بتلا دوں جو ان سب کو کنٹرول کرنے والی ہے؟'' میں نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے جواباً اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: ''اس کو اپنے اوپر روک کر رکھنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہماری باتوں کی وجہ سے بھی ہمارا مؤاخذہ کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو آگ میں ان کے نتھنوں کے بل گرانے والی ان کی زبانوں کی کٹی ہوئی باتیں ہی ہوں گی۔''

(٩٨٦٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطيالسي: ٧٣٩، والبيهقي: ١٠/ ٢٧٢، وابن حبان: ٣٧٤، والحاكم: ٢/ ٢١٧ (انظر: ١٨٦٤٧)

(٩٨٦٤) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابن ماجه: ٣٩٧٣، والترمذي: ٢٦١٦ (انظر: ٢٢٠١٦)

فوائد: ...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، مختلف احکام ومسائل کا بیان ہے، جن کا نتیجہ زبان کی حفاظت کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ زبان ایک ایسی چیز ہے کہ اگر آدمی اس کو احتیاط سے استعمال نہ کرے تو یہ آدمی کو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی اکثر عورتیں جہنم میں صرف اسی زبان کو غلط استعمال کرنے کی وجہ سے جائیں گی، اور اسی طرح آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ جو آدمی دو چیزوں (یعنی ایک زبان اور دوسری شرم گاہ) کی ضمانت دے دے میں محمد ﷺ اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(٩٨٦٥)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يَسْلَمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ۔)) (مسند احمد: ٣٦٧٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میرے جان ہے! بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا، جب تک اس کا دل اور زبان سلامتی والے نہیں بن جاتے۔''

(٩٨٦٦)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَكَّلَ لِيْ مَابَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢١١)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھے دو جبڑوں کے درمیان والی اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں کی ضمانت دے گا، میں اس کو جنت کی ضمانت دوں گا۔''

فوائد: ...... قارئین کرام! کسی مجلس میں بیٹھ کر نوٹ کرنا کہ اس میں کیے گئے کلام کا زیادہ حصہ لہو ولغو، بیہودہ گوئی وفحش گوئی، چغلی وغیبت اور بے مقصد موضوعات پر مشتمل ہوگا، سیاست وسیادت پر گفت وشنید ہوگی، دنیا کے مختلف ممالک کے حالات اور مستقبل پر تبصرے ہوں گے، جن سے نہ ماضی کو سہارا ملتا ہے اور نہ مستقبل کو کوئی امید۔ ہر کوئی اپنے مسائل ومصائب بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر تلا ہوا نظر آئے گا، زبان کا کثرت سے بے جا استعمال ہوگا، حاضرینِ مجلس اپنے مخالفوں کا تذکرہ کر کے ان پر خوب برستے ہیں۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ فارغ اوقات کو ایسے اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ذکر وفکر اور تلاوت اور بیوی بچوں کے مسائل حل کرنے میں اور ان کی خدمت کے تقاضے پورے کرنے میں صرف کیا جائے۔ اس طرح تنہائیوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے، جس کا موقع صرف خلوت میں ملتا ہے۔

(٩٨٦٧)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيِّ، قَالَ: خَرَجَ اَبُوْ الْغَادِيَةِ، وَحَبِيْبُ

سیدنا محمد بن عبد الرحمن طفاوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا ابو غادیہ، سیدنا حبیب بن حارث، سیدہ ام ابی العالیہ رضی اللہ عنہم نے

(٩٨٦٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الصباح بن محمد، أخرجه البزار: ٣٥٦٢، والحاكم: ٢/ ٤٤٧ (انظر: ٣٦٧٢)

(٩٨٦٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٤٧٤، ٦٨٠٧ (انظر: ٢٢٨٢٣)

(٩٨٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال العاص بن عمرو الطفاوى (انظر: ١٦٧٠١)

بْنُ الْحَارِثِ، وَأُمُّ أَبِي الْعَالِيَةِ مُهَاجِرِيْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمُوْا، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: أَوْصِنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِيَّاكِ وَمَا يَسُوْءُ الْأُذُنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٢١)

رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی اور اسلام قبول کرلیا، اس خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی وصیت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز سے بچ، جو کانوں کو بری لگتی ہے۔''

(٩٨٦٨)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ أُمِّهِ ابْنَةِ أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَدْنُوْ مِنَ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَايَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا قِيْدُ ذِرَاعٍ، فَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فَيَتَبَاعَدُ مِنْهَا أَبْعَدَ مِنْ صَنْعَاءَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٨٦)

سیدہ بنتِ ابی حکم غفاری رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی جنت کے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن پھر وہ ایسی (بدترین) بات کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے صنعاء تک جنت سے دور ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ......زبان کی حفاظت مومن کا عظیم وصف ہے، کسی انسان کی شخصیت کا پتہ دینے کے لیے اس کی زبان ہی کافی ہے۔

(٩٨٦٩)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فُقْمَيْهِ وَفَرْجَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٨٨)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

فوائد: ......کفر وشرک، کذب بیانی ودروغ گوئی، لہو ولغویات، گالی گلوچ، سب وشتم، چغلی وغیبت، دوسروں کی توہین، بڑوں کی گستاخی، چھوٹوں سے کرختگی وسختی، والدین کا دل دکھانا، بے راہ روی و بدکاری کی راہ ہموار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری، اس قسم کے سینکڑوں جرائم کا تعلق زبان سے ہے، یہ زبان ہی ہے جس کی وجہ سے صاحبِ زبان کو کئی مجالس میں ندامت وپشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ زبان ہی ہے جو باوقار اور سنجیدہ انسانوں کی عظمت و وقار کو مجروح کر دیتی ہے، بہر حال جو بندہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا، وہ کئی برائیوں سے اجتناب کرنے اور کئی نیکیوں کو سرانجام دینے سے محروم رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ خطرے والی چیز، جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو، کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے زبان کا تعین کیا۔ (ترمذی)

(٩٨٦٨) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقدعنعن (انظر: ٢٣١٩٩)
(٩٨٦٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٧٢٧٥، والحاكم: ٤/ ٣٥٨(انظر: ١٩٥٥٩)

(۹۸۷۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَلْقَمَةَ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: فَكَانَ عَلْقَمَةُ يَقُوْلُ: كَمْ مِنْ كَلَامٍ قَدْ مَنَعَنِيْهِ حَدِيْثُ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ۔ (مسند احمد: ١٥٩٤٦)

سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے متعلقہ ایسی بات کرتا ہے، جبکہ خود اس کو بھی یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ کس بڑے مرتبے تک پہنچ جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس آدمی کے لیے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے، اور بیشک ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی ایسی بات کرتا ہے، جبکہ خود اس کو بھی اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ بات کہاں تک پہنچ جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس آدمی کے لیے قیامت کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔'' علقمہ نے کہا: کتنی ہی باتیں ہیں کہ سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث نے مجھے ان سے روک دیا ہے۔

فوائد: ...... یہ ایک مشاہدہ شدہ حقیقت ہے کہ بعض دفعہ آدمی زبان سے ایسا کلمۂ خیر ادا کرتا ہے کہ جس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے یا کسی کی ڈھارس بن جاتا ہے یا کسی کی اصلاح ہو جاتی ہے یا کوئی ظلم و معصیت کے ارادے سے باز آ جاتا ہے، یقیناً ایسا کلمہ کہنے والے کے لیے باعثِ اجر و ثواب ہے۔ لیکن بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ بندہ کوئی کلمۂ شرّ ادا کر دیتا ہے کہ جس سے کسی کی دلآزاری ہو جاتی ہے یا کوئی اس کی وجہ سے ظلم و معصیت پر تل جاتا ہے یا وہ ایسے تنازعے کو ہوا دیتا ہے کہ طویل جھگڑا اور قتل و غارت گری شروع ہو جاتی ہے یا وہ کسی کی ضلالت و گمراہی کا داعی بن جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی بات کہنے والے کے لیے باعثِ وبال و عقاب ہوگی اور اس کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبانوں کے سلسلے میں محتاط رہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الصَّمْتِ
خاموشی کا بیان

(۹۸۷۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَمَتَ نَجَا۔)) (مسند احمد: ٦٦٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو خاموش رہا، وہ نجات پا گیا۔''

(۹۸۷۰) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٩٦٩ (انظر: ١٥٨٥٢)
(۹۸۷۱) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ٢٥٠١ (انظر: ٦٦٥٤)

فوائد: ......پچھلے باب کی احادیث اور بالخصوص حدیث نمبر(۹۸۶۶) کے فوائد سے زبان کی آفتوں کا اندازہ ہو رہا ہے، ان آفات سے بچنے کا حل یہ ہے کہ زبان کو خیر والے امور کے لیے استعمال کیا جائے، نہیں تو کم از کم خاموش رہا جائے۔

(۹۸۷۲)۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ۔)) (مسند احمد: ۹۹۷۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنی مہمان کی قدر کرے، جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو، پس اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ خیر و بھلائی والی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔''

(۹۸۷۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ (وَفِيْهِ) ((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۰۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر درج بالا حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ اس میں ''لِيَصْمُتْ'' کے الفاظ ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالْبُهْتِ

غیبت اور بہتان سے ترہیب کا بیان

(۹۸۷۴)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاالْغِيَابَةُ۔)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا لَيْسَ فِيْهِ۔))، قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ لَهُ؟ قَالَ: ((اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ: فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔)) (مسند احمد: ۷۱۴۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کے وہ عیوب بیان کرنا، جو اس میں ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: میں اپنے بھائی کے بارے میں جو کچھ کہوں، اگر وہ عیوب اس کے اندر پائے جاتے ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ تو کہہ رہا ہے، اگر وہ چیزیں اس میں پائی جاتی ہیں تو تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ نقائص اس میں نہیں ہیں تو تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔''

(۹۸۷۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الطبرانی فی ''الاوسط'': ۸۸۴۱ (انظر: ۹۹۷۰)

(۹۸۷۳) تخریج: حدیث صحیح لغیره، أخرجه البزار: ۳۵۷۵ (انظر: ۲۴۴۰۴)

(۹۸۷۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۸۹ (انظر: ۷۱۴۶)

فوائد: ...... مطلب بن عبدالملک بن حنطب سے مرسلاً روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَاالْغِیْبَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَنْ تَذْکُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَایَکْرَہُ أَنْ یَسْمَعَ۔)) قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَإِنْ کَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ بَاطِلاً فَذٰلِکَ الْبُهْتَانُ۔)) ...... ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کی ایسی بات بیان کرنا، جس کو وہ سننا ناپسند کرے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ بات حق (اور درست) ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے (کسی کے بارے میں) غیرحق بات کی تو وہ تو بہتان ہوگا (نہ کہ غیبت)۔'' (موطا امام مالک: ۳/۱۵۰، صحیحہ: ۱۹۹۲)

اس میں غیبت اور بہتان دونوں کے معنی و مفہوم اور شناعت و قباحت کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہماری کامیابی اور کامرانی کے لیے ہمارے سامنے ایک معیار رکھ دیا ہے کہ ہم کسی پر تبصرہ کرنے لگیں تو پہلے غور کریں کہ آیا اُس آدمی کی موجودگی میں یہ گفتگو کی جا سکتی ہے، اگر نہیں کی جا سکتی ہے تو فوراً رک جانا چاہیے۔

اگر اس روایت کے طرق اور سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ''لَیْسَ'' کے الفاظ اس حدیث کا حصہ نہیں ہیں، یہ کسی راوی سے کوئی سہو ہو گیا ہے، ترجمہ میں اس ''لَیْسَ'' کے لفظ کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔

(۹۸۷۵)۔ عَنْ أَبِیْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: (وَفِیْ رِوَایَةٍ: نَادٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی أَسْمَعَ الْعَوَاتِقَ فَقَالَ:) ((یَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ یَدْخُلِ الْإِیْمَانُ قَلْبَهُ، لَا تَغْتَابُوْا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ یَتَّبِعْ عَوْرَاتِهِمْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَهُ یَفْضَحْهُ فِیْ بَیْتِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۱۴)

سیدنا ابو برزہ اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قدر بلند آواز دی کہ جوان عورتوں نے بھی سن لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ان افراد کی جماعت جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی تک ایمان دل میں داخل نہیں ہوا، تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے پردے والے امور کی ٹوہ میں نہ لگو، جو ان کے معائب کو تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی تلاش میں پڑ جائے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کی جستجو میں پڑ جاتا ہے، اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دیتا ہے۔''

(۹۸۷۶)۔ عَنْ أَبِیْ حُذَیْفَةَ ؓ، أَنَّ عَائِشَةَ ؓ، حَکَتْ اِمْرَأَةً عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ ذَکَرَتْ قِصَرَهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((قَدِ اغْتَبْتِهَا، مَا أُحِبُّ أَنِّیْ حَکَیْتُ أَحَدًا وَأَنَّ

سیدنا ابو حذیفہ ؓ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ ؓ نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت کی نقل اتاری اور اس کے کوتاہ قد کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کی غیبت کی ہے، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کی نقل اتاروں

(۹۸۷۵) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۴۸۸۰ (انظر: ۱۹۷۷۶)

(۹۸۷۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ۴۸۷۵، والترمذی: ۲۵۰۲، ۲۵۰۳ (انظر: ۲۵۷۰۸)

لِیْ کَذَا وَکَذَا۔)) (مسند احمد: ۲۶۲۲۷)

اور اس کے عوض میں مجھے اتنا کچھ عطا کر دیا جائے۔''

(۹۸۷۷)۔ (وَمِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِیْ حُذَیْفَةَ أَیْضًا، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: حَکَیْتُ لِلنَّبِیِّ رَجُلًا، فَقَالَ: ((مَا یَسُرُّنِیْ أَنِّیْ حَکَیْتُ رَجُلًا وَأَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا)) قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّ صَفِیَّةَ امْرَأَةٌ وَقَالَ: بِیَدِہِ (یَعْنِیْ الرَّاوِیَ) کَأَنَّہُ یَعْنِیْ قَصِیْرَةً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَقَدْ مَزَجْتِ (وَفِیْ لَفْظٍ: تَکَلَّمْتِ) بِکَلِمَةٍ لَوْ مُزِجَ بِہَا مَاءُ الْبَحْرِ مَزَجَتْ۔)) (مسند احمد: ۲۶۰۷۵)

(دوسری سند) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرد کی نقل اتارنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقالی کروں، اگرچہ اس کے عوض میں مجھے بہت کچھ دیا جائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک صفیہ تو چھوٹے قد والی خاتون ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''تم نے ایسی بات کی ہے کہ اگر اس کو سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ مل جائے گی (یعنی بات کی گندگی سمندر کے پانی پر غالب آ کر اسے خراب کر دے گی)۔''

فوائد: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حقارت آمیز انداز میں ایک عورت کی نقل اتارنا چاہی، آپ ﷺ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس سے کوئی خوشی نہیں ہوتی کہ آپ کسی کے عیب کا تذکرہ کریں یا از راہِ تنقیص کسی کے فعل یا قول کی نقالی کریں۔

امام نووی نے کہا: اس حدیث میں غیبت سے سب سے زیادہ ڈانٹا گیا ہے، میرے علم میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے، جس میں آپ ﷺ نے اس قدر مذمت کی ہے۔

(۹۸۷۸)۔ عَنْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، أَنَّ امْرَأَتَیْنِ صَامَتَا، وَإِنَّ رَجُلًا، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّ هَاهُنَا امْرَأَتَیْنِ قَدْ صَامَتَا، وَأَنَّهُمَا قَدْ کَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا مِنَ الْعَطَشِ، فَأَعْرَضَ عَنْہُ، أَوْ سَکَتَ، ثُمَّ عَادَ، (قَالَ الرَّاوِیُّ) وَأُرَاہُ قَالَ: بِالْهَاجِرَةِ، قَالَ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، إِنَّهُمَا وَاللّٰہِ قَدْ مَاتَتَا، أَوْ کَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا، قَالَ: ((ادْعُهُمَا۔)) قَالَ: فَجَاءَتَا،

مولائے رسول سیدنا عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا ہوا تھا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہاں دو عورتیں ہیں، انھوں نے روزہ رکھا ہوا ہے اور ایسے لگتا ہے کہ وہ پیاس کی وجہ سے مرنے لگی ہیں، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا یا خاموش رہے، اس نے پھر اپنی بات کو دوہرایا اور دوپہر کے وقت کا ذکر بھی کیا اور کہا: اللہ کی قسم! وہ تو مرنے لگی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو بلاؤ۔'' پس جب وہ دونوں آئیں تو ایک بڑا پیالہ بھی لایا گیا، آپ ﷺ نے ان

(۹۸۷۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۸۷۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالة الراوی عن عبید، أخرجه ابویعلی فی "مسندہ": ۱۵۷۶، والبیھقی فی "الدلائل": ٦/ ۱۸٦ (انظر: ۲۳٦۵۳)

قَالَ: فَجِيْءَ بِقَدَحٍ، أَوْ عُسٍّ، فَقَالَ: لِإِحْدَاهُمَا: ((قِيئِي۔)) فَقَائَتْ قَيْحًا أَوْ دَمًا وَصَدِيدًا وَلَحْمًا، حَتّٰى قَائَتْ نِصْفَ الْقَدَحِ۔ ثُمَّ قَالَ لِلْأُخْرٰى: ((قِيئِي۔)) فَقَائَتْ مِنْ قَيْحٍ، وَدَمٍ، وَصَدِيدٍ، وَلَحْمٍ عَبِيطٍ، وَغَيْرِهِ، حَتّٰى مَلَأَتِ الْقَدَحَ۔ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَاتَيْنِ صَامَتَا عَمَّا أَحَلَّ اللّٰهُ، وَأَفْطَرَتَا عَلٰى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمَا، جَلَسَتْ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرٰى، فَجَعَلَتَا يَأْكُلَانِ لُحُوْمَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٥٣)

میں سے ایک خاتون سے فرمایا: ''تو قے کر۔'' پس اس نے پیپ یا خون، خون ملی پیپ اور گوشت پر مشتمل نصف پیالے کے بقدر قے کی، پھر آپ ﷺ نے دوسری خاتون سے فرمایا: ''اب تو قے کر۔'' اس نے پیپ، خون، خون ملی پیپ اور کچے تازہ گوشت پر مشتمل اتنی قے کی کہ پیالہ بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دوعورتوں نے اس کھانے پینے سے تو روزہ رکھا ہوا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور اس چیز پر روزہ افطار کر رہی ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، یہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھا رہی تھیں۔''

(٩٨٧٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَارْتَفَعَتْ رِيحُ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ؟ هٰذِهِ رِيحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٤٤)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ بد بو دار مرداروں کی بو اٹھنے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ بد بو کیسی ہے؟ یہ ان لوگوں کی بد بو ہے، جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں۔''

(٩٨٨٠)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيْهِ فِي الْغِيْبَةِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٦٢)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا دفاع کیا، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہو گا کہ وہ اس کو آگ سے آزاد کر دے۔''

(٩٨٨١)۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا عَشَرَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش، اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے لیے رکاوٹ بن گئی، اس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، جو آدمی

(٩٨٧٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٧٣٢ (انظر: ١٤٧٨٤)

(٩٨٨٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبيد الله بن زياد، أخرجه الطيالسي: ١٦٣٢، والطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٤٤٣ (انظر: ٢٧٦١٠)

(٩٨٨١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم ٢/ ٢٧، والبيهقي: ٦/ ٨٢، وأخرجه ابوداود: ٣٥٩٧ دون قوله: "ومن مات وعليه دين......" (انظر: ٥٣٨٥)

مِنْ أَهْلِ الشَّامِ حَتّٰى أَتَيْنَا مَكَّةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَتَيْنَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِي أَمْرِهِ وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَلَيْسَ بِالدِّينَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔)) (مسند احمد: ٥٣٨٥)

مقروض ہو کر مرا، تو (وہ یاد رکھے کہ) روزِ قیامت درہم و دینار کی ریل پیل نہیں ہوگی، وہاں تو نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہو گا۔ جس نے دیدۂ دانستہ باطل کے حق میں جھگڑا کیا وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب میں رہے گا جب تک باز نہیں آتا۔ جس نے مومن پر ایسے جرم کا الزام لگایا جو اس میں نہیں پایا جاتا اسے ''رَدْغَۃُ الْخَبَال'' (جہنمیوں کے پیپ) میں روک لیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس بات سے نکل آئے، جو اس نے کہی ہوگی۔''

فوائد:...... اگر غیبت کا معنی و مفہوم سمجھنا مقصود ہو تو درج ذیل مثالوں پر غور کریں:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً فَقَالُوا: لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتّٰى يُرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوهُ۔)) فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيهِ۔ قَالَ: ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيهِ۔)) ...... وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: وہ اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک اسے کھلایا نہ جائے اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار بھی نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے وہی (عیب) بیان کیا ہے جو اس میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(کسی کی غیبت کے لیے) تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کے اس (عیب) کا ذکر کرے جو اس میں ہے۔'' (شعب الایمان: ۲/۳۰۴)

غور فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کی طبعی سستی اور کاہلی کا ذکر کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی غیبت قرار دیا، معلوم ہوا کہ ہمیں کسی کی عدم موجودگی میں اس کی کسی قسم کی عیب جوئی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَتِ الْعَرَبُ تَخْدِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ، وَكَانَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَجُلٌ يَخْدِمُهُمَا، فَنَامَا، فَاسْتَيْقَظَا، وَلَمْ يُهَيِّءْ لَهُمَا طَعَامًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنَّ هٰذَا لَيُوَائِمُ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيُوَائِمُ نَوْمَ بَيْتِكُمْ) فَأَيْقَظَاهُ فَقَالَا: ائْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقْرِئَانِكَ السَّلَامُ، وَهُمَا يَسْتَأْدِمَانِكَ، فَقَالَ: ((أَقْرِئْهُمَا السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمَا أَنَّهُمَا قَدِ ائْتَدَمَا)) فَفَزِعَا، فَجَاءَا إِلَى

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْدِمُكَ، فَقُلْتَ: قَدِ ائْتَدَمَا۔ فَبِأَيِّ شَيْءٍ ائْتَدَمْنَا؟ قَالَ: ((بِلَحْمِ أَخِيْكُمَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّيْ لَأَرٰى لَحْمَهُ بَيْنَ أَنْيَابِكُمَا۔)) قَالَا: فَاسْتَغْفِرْلَنَا، قَالَ: ((هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمَا۔)) ......عرب کے لوگ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (ایک دن) وہ دونوں سو کر بیدار ہوئے تو خادم نے اُن کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ خادم تمہارے نبی کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: تمہارے گھر کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ دونوں نے اُسے جگایا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور آپ کو کہہ کہ ابوبکر اور عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ آپ سے سالن طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے اُن دونوں کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ تم دونوں نے سالن کھا لیا ہے۔ پس ابوبکر وعمر یہ سن کر گھبرا گئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے (فلاں آدمی کو) آپ کی طرف سالن لینے کے لیے بھیجا تھا اور آپ نے فرمایا کہ تم دونوں سالن کھا چکے ہو، (بھلا) ہم نے کس چیز کا سالن کھا لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کے گوشت کا، قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اُس کا گوشت تمہاری کچلیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔'' سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس خادم کو ہی تمہارے لیے بخشش طلب کرنا چاہئے۔''

(مساوىء الأخلاق للخرائطي: ١٨٦، صحيحه: ٢٦٠٨)

اس حدیث میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کے بارے میں، جبکہ وہ سویا ہوا تھا، یہ کہا کہ یہ تو سفر میں بھی گھر والی نیند ہی سوتا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ پہلے بیدار ہوتا اور ہمارے لیے کھانا تیار کر کے رکھتا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس تبصرے کو بھی غیبت شمار کیا۔ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ''مجھے تمھارے دانتوں میں تمھارے بھائی کا گوشت نظر آ رہا ہے۔'' یہ درج ذیل آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ کیا: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (سورۂ حجرات: ١٢) ......''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، (بلکہ) تم کو تو اس سے گھن ہو گی۔'' اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص کی غیبت کی گئی، وہی غیبت کرنے والوں کے لیے بخشش طلب کرے، تاکہ ان کا جرم بے اثر ہو جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ النَّمِيْمَةِ
چغلخوری سے ترہیب کا بیان

(٩٨٨٢)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٩٨٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٥ (انظر: ٢٣٢٤٧)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔)) (مسند احمد: ۲۳۶۳۶)

"چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے چغلی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ((نَقْلُ الْحَدِیْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰی بَعْضٍ، لِیُفْسِدُوْا بَیْنَھُمْ۔)) ......"لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے بعض کی باتیں بعض کو بیان کرنا۔" (بیہقی: ۱۰/۲۴۶)

ایک روایت میں ہے: ((اَلنَّمِیْمَۃُ الَّتِیْ تُفْسِدُ بَیْنَ النَّاسِ۔)) ......"وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان فساد برپا کردے۔"

عصرِ حاضر میں ہرکوئی اپنے آپ کو بریٔ الذمہ اور معصوم قرار دے کر دوسرے پر شکوہ کناں نظر آتا ہے، شرعی تقاضا یہ ہے کہ جب بھی ہم کسی شخص کو موضوعِ گفتگو بنانے لگیں تو سوچ لینا چاہئے کہ آخر اس کلام کا مقصد کیا ہے۔ کیا کسی بھائی پر جارحانہ کلام کرنے سے اس کے بارے میں سامعین کے دلوں میں نفرت و کدورت تو پیدا نہیں ہوگی اور اس سے بڑا معاشرتی فساد اور بگاڑ کوئی نہیں ہے کہ ایک آدمی کے بارے میں سوئے ظن پیدا کردیا جائے۔

چغلی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۹۸۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُنَبِّئُکُمْ مَا الْعَضْہُ؟ قَالَ: ھِیَ النَّمِیْمَۃُ الْقَالَۃُ بَیْنَ النَّاسِ۔)) وَاَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ یَصْدُقُ، حَتّٰی یُکْتَبَ صِدِّیْقًا، وَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ کَذَّابًا۔)) (مسند احمد: ۴۱۶۰)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم کو یہ بتلا نہ دو کہ "عَضْہ" کیا ہے؟ یہ لوگوں کی آپس میں چغلخوری والی باتیں ہیں۔" نیز محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو سچا لکھ لیا جاتا ہے اور اس طرح بھی ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

(۹۸۸۴)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیَّۃِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخِیَارِکُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: ((اَلَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِشِرَارِکُمْ؟ اَلْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ، اَلْمُفْسِدُوْنَ بَیْنَ

سیدہ اسماء بنت یزید انصاری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تمہارے پسندیدہ لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟" انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں، جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تمہارے شریر لوگوں کے بارے میں بتلا دوں؟ یہ وہ

(۹۸۸۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرج مسلم حدیث العضہ: ۲۶۰۶ (انظر: ۴۱۶۰)
(۹۸۸۴) تخریج: حسن بشواھدہ، أخرجہ ابن ماجہ: ۴۱۱۹ (انظر: ۲۷۵۹۹)

الْاَحِبَّةِ، الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۵۱)

لوگ ہیں جو چغلخور ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے درمیان فساد برپا کرتے ہیں اور (عیوب سے) بری لوگوں کے لیے غلطیاں تلاش کرتے ہیں۔''

(۹۸۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقَبْرَیْنِ، فَقَالَ: ((اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ فِیْ كَبِيْرٍ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ۔)) قَالَ وَكِيْعٌ: مِنْ بَوْلِهِ، ((وَاَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِیْ بِالنَّمِيْمَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''بیشک ان کو بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے، ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔''

(۹۸۸۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهِ: ((لَا يُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِیْ شَيْئًا، فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ، وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ۔))، قَالَ: وَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالٌ، فَقَسَمَهُ، قَالَ: فَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ، وَاَحَدُهُمَا يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: وَاللّٰهِ! مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، وَلَا الدَّارَ الْآخِرَةَ، فَتَثَبَّتُّ، حَتّٰی سَمِعْتُ مَا قَالَا، ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ قُلْتَ لَنَا: ((لَا يُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِیْ شَيْئًا۔)) وَاِنِّیْ مَرَرْتُ بِفُلَانٍ وَفُلَانٍ، وَهُمَا يَقُوْلَانِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَاحْمَرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَقَّ

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''کوئی آدمی میرے کسی صحابی کی قابل اعتراض بات مجھ تک نہ پہنچائے، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کو تقسیم کیا، میں دو آدمیوں کے پاس سے گزرا، ان میں سے ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! اس تقسیم سے محمد (ﷺ) کا ارادہ نہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور نہ آخرت کا گھر، پھر میں نے مزید توجہ کی اور ان کی باتیں سن لیں، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ہمیں یہ فرمایا تھا کہ ''کوئی آدمی میرے کسی صحابی کی قابل اعتراض بات مجھ تک نہ پہنچائے۔'' لیکن اب بات یہ ہے کہ میں فلاں فلاں کے پاس سے گزرا اور وہ اس طرح کی باتیں کر رہے تھے، یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ

(۹۸۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۸، ومسلم: ۲۹۲ (انظر: ۱۹۸۰)

(۹۸۸۶) تخریج: اسناده ضعیف بهذه السیاقة، ولبعضه شواهد، أخرجه الترمذی: ۳۸۹۶، وأخرجه الی قوله "سلیم الصدر" ابوداود: ۴۸۶۰ (انظر: ۳۷۵۹)

عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((دَعْنَا مِنْكَ فَقَدْ أُوْذِيَ مُوْسٰى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ صَبَرَ۔)) (مسند احمد: ۳۷۵۹)

سرخ ہو گیا اور یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ دو ہم کو، پس موسی علیہ السلام کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی، لیکن انھوں نے پھر بھی صبر کیا۔''

(۹۸۸۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: تَكَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَلِمَةً فِيهَا مَوْجِدَةٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تُقِرَّنِي نَفْسِي أَنْ أَخْبَرْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَلَوَدِدْتُ أَنِّي افْتَدَيْتُ مِنْهَا بِكُلِّ أَهْلٍ وَمَالٍ، فَقَالَ: ((قَدْ آذَوْا مُوْسٰى عَلَيْهِ الصلاة والسلام أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ، ثُمَّ أَخْبَرَ أَنَّ نَبِيًّا كَذَّبَهُ قَوْمُهُ، وَشَجُّوْهُ حِيْنَ جَاءَهُمْ بِأَمْرِ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۴۳۳۱)

(دوسری سند) ایک انصاری آدمی نے ایسی بات کی کہ جس سے پتہ چل رہا تھا کہ اس نے آپ ﷺ کی کوئی بات محسوس کی ہوئی ہے، (بات اتنی سخت تھی کہ) میرا نفس مجھ پر قابو نہ پا سکا اور میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیا، میں نے تو چاہا کہ اس بات کے فدیے میں اپنا سارا اہل و مال قربان کر دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے موسی علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذا دی، لیکن انھوں نے صبر کیا، پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ ایک نبی کو اس کی قوم نے جھٹلایا اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر ان کے پاس آیا تو انھوں نے اس کو زخمی کر دیا، اب وہ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ یہ دعا کر رہا تھا: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے، کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الْكَذِبِ
جھوٹ سے ترہیب کا بیان

(۹۸۸۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَذَّابًا۔)) (مسند احمد: ۳۶۳۸)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، پس بیشک جھوٹ برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور برائیاں جہنم کی طرف لے جاتی ہیں اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کو تلاش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ...... جھوٹ منافقانہ روش ہے، اس کا انجام جھوٹے آدمی سے نفرت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جہاں صدق و صفا جیسے خصائل جنت کا سبب بنتے ہیں، وہاں جھوٹ اور دروغ گوئی جیسی قبیح عادتیں متعلقہ بندے کو اللہ تعالیٰ

(۹۸۸۷) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۴۳۳۱)

(۹۸۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۰۹۴، ومسلم: ۲۶۰۷ (انظر: ۳۶۳۸)

کے ہاں بحیثیت کذّاب پیش کرتی ہیں۔

جھوٹ اس لحاظ سے ایک ممتاز گناہ ہے کہ یہ جھوٹے آدمی کو کئی معصیتوں اور نافرمانیوں پر آمادہ کرتا ہے، جھوٹا آدمی وعدہ خلافیاں کر کے متعلقہ بندے کو اپنی مجبوریوں کی جھوٹی کہانیاں سنا کر مطمئن کر دے گا اور ایسے شخص کو بندوں سے متعلقہ کوئی گناہ کرتے وقت ندامت یا فکر نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اپنے آپ کو معصوم ظاہر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

جھوٹ جیسے گناہ کی سنگینی کا اندازہ اس کی وجہ سے ہونے والے عذاب سے ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک طویل خواب سنایا، اس میں آپ ﷺ کو رحمت ونعمت اور عذاب وعقاب کے مختلف مناظر دکھائے گئے، اس خواب کا ایک اقتباس یہ ہے: ((وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَیْتَ عَلَیْهِ یُشَرْشَرُ شِدْقُهُ اِلٰی قَفَاهُ وَمَنْخَرُهُ اِلٰی قَفَاهُ وَعَیْنُهُ اِلٰی قَفَاهُ، فَاِنَّهُ الرَّجُلُ یَغْدُوْ مِنْ بَیْتِهِ فَیَکْذِبُ الْکَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ۔)) ...... ''اور وہ آدمی جس کے پاس سے آپ گزرے، جس کے جبڑے نتھنے اور اس کی آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے، جو دنیا کے کناروں تک پھیل جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری) عَافَانَا اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(۹۸۸۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَاكَانَ خُلُقٌ اَبْغَضَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَكْذِبُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْكَذِبَةَ فَمَا يَزَالُ فِيْ نَفْسِهِ عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً۔ (مسند احمد: ۲۵۶۹۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں سب سے ناپسندیدہ وصف جھوٹ بولنا تھا، جب کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھوٹ بول دیتا، تو آپ ﷺ کے دل میں اس وقت تک اس چیز کا احساس رہتا، جب تک آپ ﷺ کو یہ علم نہ ہو جاتا کہ اس شخص نے اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔

(۹۸۹۰)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيْثٍ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبَيْنِ۔)) وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: ((فَهُوَ اَحَدُ الْكَذَّابَيْنِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۲۹)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی بات بیان کی، جبکہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک ہوگا۔''

فوائد:...... کوئی بھی بات بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ سچی ہو اور خیر پر مشتمل ہو۔

(۹۸۸۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابن حبان: ۵۷۳۶ (انظر: ۲۵۱۸۳)
(۹۸۹۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۶۶۲ (انظر: ۱۸۲۴۰)

(۹۸۹۱)۔ عَنْ اَبِی اُمَامَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا، إِلَّا الْخِيَانَةَ، وَالْكَذِبَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۲۳)

سیدنا ابو امامہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن ہر قسم کے فعل کا عادی بن سکتا ہے، ما سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔''

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمن کے اندر ہر قسم کے شرّ اور خیر کا معاملہ ہو سکتا، ماسوائے خیانت اور جھوٹ کے، یعنی یہ دو گناہ مومن کے شایان شان نہیں ہیں، سو ہر صورت میں اس کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۹۸۹۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا ، اَنَّ اِمْرَاَةً جَاءَ تِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَّ لِیْ زَوْجًا وَلِیْ ضَرَّةٌ، وَاِنِّیْ اَتَشَبَّعُ مِنْ زَوْجِی اَقُوْلُ: اَعْطَانِیْ كَذَا، وَكَسَانِیْ كَذَا، وَهُوَ كَذِبٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔)) (مسند احمد: ۲۵۸۵٤)

سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا سے مروی ہے کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند ہے اور میری ایک سوکن بھی ہے، میں اپنے خاوند کے بارے میں یوں اظہار کرتی ہوں کہ اس نے مجھے فلاں چیز دی ہے، اس نے مجھے اس طرح کا کپڑا لا کر دیا ہے، تو کیا یہ جھوٹ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو جو چیز نہ دی گئی ہو، لیکن پھر بھی وہ اس کے دیئے جانے کا اظہار کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا، جس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہوں۔''

فوائد: ......جھوٹ کے دو کپڑے پہننے سے مراد یہ ہے کہ گویا جھوٹ نے اس بندے کے سارے بدن کو ڈھانپ لیا ہے، وہ اپنے حق میں ایسی چیز کا اظہار کر رہا ہے، جو اس کی نہیں ہے۔

(۹۸۹۳)۔ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَبُرَتْ خِيَانَةً تُحَدِّثُ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهِ كَاذِبٌ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۸۵)

سیدنا نواس بن سمعان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایک بات کرے اور وہ تیری تصدیق کرنے والا ہو، جبکہ تو اس کے ساتھ جھوٹ بولنے والا ہو۔''

فوائد: ......کسی آدمی کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانی چاہیے۔

(۹۸۹۱) تخریج: اسناده ضعيف لابهام الواسطة بين الاعمش وابی امامة، أخرجه ابن ابی شيبة: ۸/ ۵۹۳ (انظر: ۲۲۱۷۰)

(۹۸۹۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۲۹ (انظر: ۲۵۳٤۰)

(۹۸۹۳) تخريج: اسناده ضعيف جدًا من اجل عمر بن هارون، وقد تابعه عليه الوليد بن مسلم، وهو وان كان ثقة، الا انه يدلس تدليس التسوية، وقد عنعنه، أخرجه ابوداود: ٤۹۷۱ (انظر: ۱۷٦۳۵)

(٩٨٩٤)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضي الله عنها، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ قَالَتْ اِحْدَانَا لِشَيْءٍ تَشْتَهِيْهِ: لَا اَشْتَهِيْهِ، يُعَدُّ ذٰلِكَ كَذِبًا؟ قَالَ: ((اِنَّ الْكَذِبَ يُكْتَبُ كَذِبًا حَتّٰى تُكْتَبَ الْكُذَيْبَةُ كُذَيْبَةً۔)) (مسند احمد: ٢٨٠١٩)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی کسی چیز کو چاہتی تو ہو، لیکن وہ اس کے بارے میں کہے کہ وہ نہیں چاہتی، تو کیا اس کو بھی جھوٹ لکھا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے، یہاں تک کہ چھوٹے جھوٹ کو چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔''

ذِكْرُ أُنَاسٍ اتُّصِفُوا بِالْكَذِبِ
ان لوگوں کا بیان، جن کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے

(٩٨٩٥)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَكْذَبُ النَّاسِ، اَوْ مِنْ اَكْذَبِ النَّاسِ الصَّوَّاغُوْنَ وَالصَّبَّاغُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٧٩٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بڑے جھوٹے سنار اور رنگ ساز ہیں۔''

(٩٨٩٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَكْذَبُ النَّاسِ الصُّنَّاعُ)) (مسند احمد: ٩٢٨٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹا کاریگر اور ہنر مند ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... پچھنے لگانے والے، قصاب، سنار، کاریگر، رنگ ساز اور دوسرے ہنر مند لوگوں کے پیشے جائز اور درست ہیں، ان کو ناپسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سینگی لگانے والے اور قصاب کو گندے امور میں ملوث رہنا پڑتا ہے اور دوسرے پیشوں اور صنعتوں والوں کی اکثریت دھوکہ اور ملاوٹ کرتی ہے اور ان کا معاملہ ''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور'' کا مصداق ہوتا ہے۔

فَصْلٌ فِيْمَا يُبَاحُ مِنَ الْكَذِبِ
ان امور کا بیان، جن میں جھوٹ بولنا جائز ہوتا ہے

(٩٨٩٧)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٨٩٤) تخریج: اسناده ضعيف، ابو شداد فى عداد المجهولين (انظر: ٢٧٤٧١)

(٩٨٩٥) تخريج: اسناده ضعيف، فرقد السبخى ضعيف، واحاديثه مناكير، أخرجه ابن ماجه: ٢١٥٢ (انظر: ٧٩٢٠)

(٩٨٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن ابى هريرة (انظر: ٩٢٩٦)

(٩٨٩٧) تخريج: صحيح دون الشطر الاول اى قوله "يا ايها الذين آمنوا ...... فى النار" ودون قوله "ليرضيها"، أخرجه الترمذى: ١٩٣٩ (انظر: ٢٧٥٧٠)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَخْطُبُ یَقُوْلُ: ((یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا، مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی اَنْ تَتَابَعُوْا فِی الْکَذِبِ کَمَا یَتَتَابَعُ الْفَرَاشُ فِی النَّارِ، کُلُّ الْکَذِبِ یُکْتَبُ عَلَی ابْنِ آدَمَ اِلَّا ثَلَاثَ خِصَالٍ، رَجُلٌ کَذَبَ عَلَی امْرَاَتِہِ لِیُرْضِیَہَا، اَوْ رَجُلٌ کَذَبَ فِیْ خَدِیْعَۃِ حَرْبٍ، اَوْ رَجُلٌ کَذَبَ بَیْنَ امْرَاَیْنِ مُسْلِمَیْنِ لِیُصْلِحَ بَیْنَہُمَا۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۲۲)

نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم لوگوں کو کون سی چیز اس طرح لگا تار جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتی ہے، جیسے پتنگے لگا تار آگ میں گرنا شروع ہو جاتے ہیں، ابن آدم پر اس کے ہر جھوٹ کو لکھ لیا جاتا ہے، ماسوائے تین امور کے، (۱) وہ خاوند جو اپنی بیوی سے جھوٹ بولتا ہے، تا کہ اس کو راضی رکھے، (۲) وہ آدمی جو جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اور (۳) وہ آدمی جو دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔''

فوائد: ......امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: جھوٹ یقیناً ایک جرم ہے، تاہم بعض صورتوں میں جائز ہے، لیکن اس کی چند شرطیں ہیں، خلاصۂ تفصیل یہ ہے: مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ کلام ہے، ہر وہ مقصد جو پسندیدہ ہو اور اسے جھوٹ کے بغیر حاصل کرنا ممکن ہو، اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس کا حصول ناممکن ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اگر مقصود کا حاصل کرنا مباح اور جائز ہو تو جھوٹ بولنا بھی مباح ہوگا اور اگر مقصود واجب ہو گا، تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہوگا، جیسے ایک ظالم کسی مسلمان کو قتل کرنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہے اور وہ اپنا جان و مال بچانے کے لیے چھپ جاتا ہے۔ اگر اسے تلاش کرنے کے لیے اس کے بارے میں علم رکھنے والے فرد سے پوچھا جائے تو اس کا جھوٹ بولنا واجب ہے، تا کہ مظلوم مسلمان کے جان و مال کو بچایا جا سکے، یہی معاملہ امانت کا ہے۔ بہر حال اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ توریہ کرنا ہے، توریے کا مطلب یہ ہے کہ جواب دیتے وقت ایسی ذومعنی گفتگو کی جائے، جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی اور کلام کرنے والا اپنی گفتگو سے صحیح مقصود کی نیت کرے۔ (ریاض الصالحین: باب بیان ما یجوز من الکذب) مثلا: مذکورہ بالا صورت میں جب مظلوم مسلمان کی بابت دریافت کیا جائے تو وہ جواب دے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ یہ توریہ ہے جس کے ظاہری مفہوم سے پوچھنے والے کو دھوکہ ہو رہا ہے اور اس کا باطنی مفہوم درست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حدیثِ مبارکہ میں تین مقامات پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے، بسا اوقات اگر ان تین مقامات پر خلافِ واقعہ بات نہ کی جائے تو بہت زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

معاشرے کو باہمی بغض وعناد اور جنگ و جدل سے بچانے کے لیے صلح کروانا ضروری ہے، لیکن صلح کروانے والے افراد جانتے ہیں کہ دوریوں کو قربتوں میں بدلنے کے لیے اور بغض وعناد کا زنگ اتارنے کے لیے جھوٹ بولنا پڑتا ہے، ہر فریق کے سامنے اس کی طرفداری کرنا پڑتی ہے، ہر فریق کے سامنے دوسرے فریق کے حوالے سے خلافِ حقیقت باتیں کرنا پڑتی ہیں۔ لیکن شریعت نے عظیم مقصد کو پانے کے لیے چھوٹے گناہ کو جائز قرار دیا ہے۔

یہی معاملہ جنگ کا ہے کہ کہاں جانا ہے؟ کیوں جانا ہے؟ کب جانا ہے؟ کتنا ساز وسامان لے کر جانا ہے؟ کون سا راستہ اختیار کرنا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر سب حقائق واضح کر دیے جائیں تو دشمنانِ اسلام جاسوسی کے ذریعے اسلام اور اہل اسلام دونوں کو زبردست مالی اور جانی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور دوسری بات یہ بھی کہ اگر ساری حقیقت کھول دی جائے تو بعض مجاہدین بزدلی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

رہا مسئلہ میاں بیوی کا، تو ان کے گھر کے معاملات کی اہمیت کسی مملکت کے امور سے کم نہیں ہے، معاشرتی زندگی میں ایسے موڑ بھی آ جاتے ہیں، جہاں ازدواجی تعلق برقرار رکھنے یا خوشگوار رکھنے یا اولاد کی خاطر خلاف واقعہ بات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ تاہم ان رخصتوں کا مطلب یہ نہیں کہ علی الاطلاق جھوٹ بولنے کی رخصت نکال لی جائے۔

جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور کبیرہ گناہ ہے، جواز کی صورتیں پیدا کرنے والوں کو محتاط رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم

گھروں کے سربراہوں کو متوجہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے، اس رخصت سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ میاں بیوی کے آپس کے تعلقات کا اچھا ہونا انتہائی ضروری ہے، وگرنہ گھر کے ماحول میں فساد رہے گا اور بچے صحیح تربیت سے محروم رہیں گے۔

(۹۸۹۸)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا، اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا۔)) وَقَالَتْ: لَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ، فِيْ الْحَرْبِ، وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيْثِ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهُ، وَحَدِيْثِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا، وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۱۵)

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جھوٹا نہیں ہے، جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور خیر کو آگے پہنچاتا ہے یا اچھی بات کرتا ہے۔'' سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو گفتگو میں جھوٹ بولنے کی رخصت دی ہو، ما سوائے تین امور کے، جنگ میں، لوگوں کے ما بین اصلاح کرتے وقت اور خاوند کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے خاوند سے گفتگو کرتے وقت۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان مہاجر خواتین میں سے تھیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

(۹۸۹۸) تخريج: حديث صحيح دون قوله: قالت: ولم اسمعه يرخص فى شىء ...... فالصواب انها زيادة مدرجة من كلام الزهرى، بُيِّن ذالك فى رواية مسلم، أخرج المرفوع منه البخارى: ۲٦۹۲، ورواه مسلم: ۲٦۰۵ و بين أن العبارة المدرجة هى من كلام الزهرى (انظر: ۲۷۲۷۲)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْ ذٰلِكَ

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے سے ترہیب اور اس بارے میں سختی کا بیان

(٩٨٩٩)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِيْ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٣٢٦)

سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، پس وہ آگ میں ہو گا۔“

فوائد: …… نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنا عام جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا شریعت سے متعلقہ کلام وحی ہوتا ہے، جو دراصل اللہ تعالیٰ کی منشا ہوتی ہے، کیونکہ شریعت سازی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لیکن جب جھوٹی بات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی جائے گی تو یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑنے کے مترادف جرم ہو گی اور اس سے شریعت سازی لازم آئے گی، جو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ بہر حال نبی کریم پر جھوٹ بولنے سے کئی مفاسد لازم آتے ہیں۔

(٩٩٠٠)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ، قَالَ: مَا يَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا اَكُوْنَ اَوْعَى اَصْحَابِهِ عَنْهُ، وَلٰكِنِّيْ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) وَقَالَ حُسَيْنٌ: اَوْعَى صَحَابَتِهِ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٤٦٩)

سیدنا عثمان بن عفان ؓ نے کہا: مجھے رسول اللہ کی احادیث بیان کرنے سے روکنے والی چیز یہ نہیں ہے کہ میں احادیث کو بہت زیادہ یاد رکھنے والے صحابہ میں سے نہیں ہوں، اصل بات یہ ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جس نے مجھ پر وہ بات کہی، جو میں نے نہ فرمائی ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کر لے۔“

(٩٩٠١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِيْ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٥٠٧)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا گھر جہنم میں تیار کر لے۔“

(٩٩٠٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ۔)) (مسند احمد: ٦٣٠)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر جھوٹ نہ بولا کرو، پس بیشک جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا، وہ آگ میں داخل ہو گا۔“

(٩٨٩٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٢٥٩، ومتن الحديث متواتر (انظر: ٣٢٦)

(٩٩٠٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ٣٨٣، والطيالسى: ٨٠ (انظر: ٤٦٩)

(٩٩٠١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٩٠٢) تخريج: أخرجه البخارى: ١٠٦ (انظر: ٦٣٠)

(۹۹۰۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيْثًا يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَكْذَبُ الْكَاذِبِيْنَ۔)) (مسند احمد: ۹۰۳)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سب سے بڑا جھوٹا ہوگا۔''

(۹۹۰۴)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَالِيْ لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَمَا أَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَفُلَانًا وَفُلَانًا؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ عَنْهُ كَلِمَةً: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۱۳)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرتے نہیں سنتا، جیسا کہ ابن مسعود اور فلاں فلاں لوگ بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: خبردار! میں اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوا، اصل بات یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے ایک یہ حدیث سنی تھی: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔''

(۹۹۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِيْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۶۳۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے آگ میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔''

(۹۹۰۶)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۵۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر وہ بات کہی، جو میں نے نہ فرمائی ہو، وہ آگ میں اپنا ٹھکانہ تیار کر لے۔''

(۹۹۰۷)۔ عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ، وَحَمَّادُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ سَمِعُوْا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۰۰۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کر لے۔''

(۹۹۰۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۹۰۴) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۰۷ (انظر: ۱۴۱۳)

(۹۹۰۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار: ۲۱۰ (انظر: ۶۳۰۹)

(۹۹۰۶) تخريج: حديث متواتر، وهذا اسناد حسن، أخرجه ابن ماجه: ۳۴ (انظر: ۱۰۵۱۳)

(۹۹۰۷) تخريج: حديث صحيح متواتر، أخرجه ابويعلى: ۲۹۰۹، والدارمی: ۲۳۶ (انظر: ۱۳۹۶۱)

(۹۹۰۸)۔ عَنْ مُسْلِمٍ مَوْلٰی خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، اَنَّ خَالِدَ بْنَ عُرْفُطَةَ، قَالَ: الْمُخْتَارُ هٰذَا رَجُلٌ كَذَّابٌ وَلَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۶۸)

سیدنا خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: یہ مختار جھوٹا آدمی ہے اور تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔''

(۹۹۰۹)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ كِذْبَةً مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَضْجَعًا مِنَ النَّارِ، اَوْ بَيْتًا فِيْ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۶۱)

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر ایک دفعہ جھوٹ بولا، پس وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے یا گھر جہنم میں تیار کر لے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمِزَاحِ وَالتَّرْهِيْبِ مِنَ الْكَذِبِ فِيْهِ
مذاق کا بیان، نیز اس میں جھوٹ بولنے سے ترہیب کا بیان

(۹۹۱۰)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْاِيْمَانَ كُلَّهُ حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ مِنَ الْمُزَاحَةِ، وَيَتْرُكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا۔)) (مسند احمد: ۸۶۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک کامل ایمان تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک مذاق میں جھوٹ بولنے کو اور جھگڑنے کو ترک نہ کر دے، اگر چہ وہ اس جھگڑے میں سچا ہی کیوں نہ ہو۔''

فوائد: ...... مذاق میں جھوٹ بولنا بھی جرم ہے، درج ذیل حدیث میں اس جرم کو چھوڑنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَا زَعِيْمٌ بَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ۔)) ...... ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اور اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں

(۹۹۰۸) تخریج: متن هذا الحديث متواتر، واسناده ضعيف لجهالة مسلم مولى خالد، أخرجه ابن ابی شيبة: ۸/ ۷۶۰، وابويعلى: ۶۸۶۸، والحاكم: ۳/ ۲۸۰ (انظر: ۲۲۵۰۱)

(۹۹۰۹) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۱۴۳۶ (انظر: ۱۵۴۸۲/ ۱)

(۹۹۱۰) تخريج: اسناده ضعيف، مكحول لم يسمع من ابی هريرة، ومنصور بن آذين مجهول (انظر: ۸۶۳۰)

ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔'' (ابوداود: ۴۸۰۰)

(۹۹۱۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لِصَبِيٍّ: تَعَالَ هَاكَ، ثُمَّ لَمْ يُعْطِهِ فَهِيَ كَذْبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۹۸۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے بچے سے کہا: اِدھر آ اور یہ چیز لے لے، پھر اس کو وہ چیز نہیں دی تو یہ جھوٹ ہوگا۔''

(۹۹۱۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِنَا، وَأَنَا صَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ فَقَالَتْ أُمِّيْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! تَعَالَ أُعْطِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟)) قَالَتْ: أُعْطِيْهِ تَمْرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تَفْعَلِي كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۹۳)

سیدنا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہمارے گھر میں تشریف لائے، میں اس وقت بچہ تھا، جب میں کھیلنے کے لیے جانے لگا تو میری ماں نے کہا: اے عبد اللہ! ادھر آ، میں تجھے کچھ دینا چاہتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کو کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں اس کو کھجور دوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے اس کو کچھ نہ دینا ہوتا تو یہ تیرا ایک جھوٹ لکھ لیا جاتا۔''

فوائد:...... ماں کی گود بچے کی پہلی تعلیم گاہ اور تربیت گاہ ہے، اسی ادارے میں فطرتیں سنورتی یا بگڑتی ہیں، اگرچہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس فطرت کے تحفظ کے لیے اتنے سخت اقدامات کئے کہ جھوٹ کی حقیقت سے ناواقف بچے کے ساتھ جھوٹ بولنے کو بھی جرم قرار دیا، اسی فطرت کو سالم رکھنے کے لیے بچے کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، غور فرمائیں کہ ہمارے ہاں دس سال کی عمر کے بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی، کیونکہ وہ نابالغ ہوتا ہے، لیکن یہ اس کی فطرت کے حفاظتی اقدامات کے تقاضے ہیں کہ نبی مہربان ﷺ نے دس برس کی عمر کے بعد بچے کو نماز کی عدمِ ادائیگی پر زدوکوب کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ان نبوی سنہری اصولوں کی روشنی میں اپنے بچوں کے قلوب واذہان کی تعمیر کریں۔

(۹۹۱۳)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَيْلٌ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے لیے ہلاکت ہے، جو لوگوں سے بات

(۹۹۱۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۹۸۳۶)
(۹۹۱۲) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجہ ابوداود: ٤٩٩١ (انظر: ۱۵۷۰۲)
(۹۹۱۳) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابوداود: ٤٩٩٠ (انظر: ۲۰۰۲۱)

لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ ثُمَّ يَكْذِبُ لِيُضْحِكَهُمْ، وَيْلٌ لَهُ وَوَيْلٌ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢٧٠)

کرتا ہے اور ان کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

فوائد: ......عوام تو کجا، خواص بھی مذاق میں جھوٹ بولنے اور جھوٹے واقعات بیان کرنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ بڑی وعید بیان کی گئی ہے۔

(٩٩١٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ يُضْحِكُ بِهَا جُلَسَائَهُ يَهْوِيْ بِهَا أَبْعَدَ مِنَ الثُّرَيَّا۔)) (مسند احمد: ٩٢٠٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی اپنے ہم مجلسوں کو ہنسانے کے لیے ایسی بات کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے ثریا ستارے سے بھی دور تک جا گرتا ہے۔''

(٩٩١٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الرَّجُلَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا، يَهْوِيْ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيفًا فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٧٢١٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی ایسی بات کرتا ہے، جبکہ وہ اس میں حرج بھی محسوس نہیں کرتا، لیکن اس کی وجہ سے آگ میں ستر سال کی مسافت تک گر جاتا ہے۔''

(٩٩١٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) يَرْفَعُهَا ((اِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ، أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔)) (مسند احمد: ٨٩٠٩)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی ایسی بات کر جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے پھسل کر آگ میں اتنی دوری تک چلا جاتا ہے، جتنی مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔''

فوائد: ......لوگ مذاق میں ایک دوسرے کو غلیظ گالیاں نکالتے ہیں، ایک دوسرے کو عیسائی، یہودی اور کراڑ تک کہہ دیتے ہیں اور سنتوں کا مذاق کرتے ہیں۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ سنجیدگی اختیار کرے اور شریعت نے تفریح کے اسباب کی جتنی اجازت دی ہے، ان ہی پر اکتفا کرے۔

(٩٩١٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ،

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٩١٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن حبان: ٥٧١٦ (انظر: ٩٢٢٠)

(٩٩١٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٣١٤ (انظر: ٧٢١٥)

(٩٩١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٨٨ (٨٩٢٣)

(٩٩١٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابي اسرائيل (انظر: ١١٣٣١)

يَرْفَعُهُ، قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يُرِيْدُ بِهَا بَأْسًا، اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهَا الْقَوْمَ فَإِنَّهُ لَيَقَعُ مِنْهَا اَبْعَدَ مِنَ السَّمَاءِ۔)) (مسند احمد: ١١٣٥١)

نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی ایک بات کرتا ہے، وہ اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا، اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ہنسائے، پس وہ اس کی وجہ سے آسمان تک کی مسافت سے بھی دور تک جا گرتا ہے۔''

(٩٩١٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ ؓ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ: ((عَلَامَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَايَفْعَلُ۔)) (مسند احمد: ١٦٣٢٤)

سیدنا عبداللہ بن زمعہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور پھر لوگوں کو گوز مار کر ہنسنے کے بارے میں وعظ کیا اور فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی اس چیز پر کیوں ہنستا ہے، جو وہ خود بھی کرتا ہے۔''

فوائد: ......خاص طور پر جب کسی کی نادانستہ طور پر ہوا خارج ہو جائے، تو ہم مجلس ایسی سنجیدگی اختیار کریں کہ یوں لگے کہ ان کو اس حرکت کا علم ہی نہیں ہوا، تا کہ متعلقہ بندے کو شرمندگی نہ ہو۔

(٩٩١٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔))، قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهِ: فَإِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔)) (مسند احمد: ٨٤٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔'' بعض صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک آپ بھی ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔''

فوائد: ......اگر بسا اوقات اور مخصوص مواقع پر میانہ روی کے ساتھ ہنسی مذاق کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، لیکن اگر اس میں افراط اختیار کیا اور حد سے بڑھا جائے تو ایسا کرنے والوں کا رعب اور جمال ختم ہو جاتا ہے، دل پر مردہ پن غالب آ جاتا ہے، بیوقوفوں کو جرأت ملتی ہے اور نتیجہ شرّ کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، کہنے والے نے کیا خوب کہا:

أُهَازِلُ حَيْثُ الْهَزْلُ يَحْسُنُ بِالْفَتٰى وَاِنِّي اِذَ اَجِدُ الرِّجَالَ لَذُوْ جِدٍّ

''میں اس وقت مذاق کر لیتا ہوں، جب نوجوان کو مذاق اچھا لگتا ہے۔ لیکن جب میں مردوں کو پاتا ہوں تو سنجیدگی والا ہوتا ہوں۔''

بسا اوقات نبی کریم ﷺ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہنسی مذاق کر رہے ہیں، لیکن اس وقت بھی آپ ﷺ سچ کے دائرے سے نہیں نکلتے تھے، جیسا کہ اگلی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(٩٩١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٥٥ (انظر: ١٦٢٢٣)

(٩٩١٩) تخريج: اسناده قوى، أخرجه البيهقى: ١٠/ ٢٤٨ (انظر: ٨٤٨١)

(۹۹۲۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَحْمَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا حَامِلُوْكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ۔)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ نَاقَةٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوْقُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۵۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سواری طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''او ہو، اونٹوں کو اونٹنیاں ہی جنم دیتی ہیں۔''

(۹۹۲۱)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ تَاجِرًا إِلٰى بُصْرٰى، وَمَعَهُ نُعَيْمَانُ وَسُوَيْبِطُ بْنُ حَرْمَلَةَ، وَكِلَاهُمَا بَدْرِيٌّ، وَكَانَ سُوَيْبِطُ عَلَى الزَّادِ، فَجَاءَهُ نُعَيْمَانُ فَقَالَ: أَطْعِمْنِيْ، فَقَالَ: لَا، حَتّٰى يَأْتِيَ أَبُوْبَكْرٍ، وَكَانَ نُعَيْمَانُ رَجُلًا مِضْحَاكًا مَزَّاحًا، فَقَالَ: لَأُغِيْظَنَّكَ، فَجَاءَ إِلٰى أُنَاسٍ جَلَبُوْا ظَهْرًا، فَقَالَ: اِبْتَاعُوْا مِنِّيْ غُلَامًا عَرَبِيًّا فَارِهًا، وَهُوَ ذُوْ لِسَانٍ، وَلَعَلَّهُ يَقُوْلُ: أَنَا حُرٌّ، فَإِنْ كُنْتُمْ تَارِكِيْهِ لِذٰلِكَ فَدَعُوْنِيْ، لَا تُفْسِدُوْا عَلَيَّ غُلَامِيْ، فَقَالُوْا: بَلْ نَبْتَاعُهُ مِنْكَ بِعَشْرِ قَلَائِصَ، فَأَقْبَلَ بِهَا يَسُوْقُهَا، وَأَقْبَلَ بِالْقَوْمِ حَتّٰى عَقَلَهَا، ثُمَّ قَالَ لِلْقَوْمِ: دُوْنَكُمْ هُوَ هٰذَا، فَجَاءَ الْقَوْمُ، فَقَالُوْا: قَدِ اشْتَرَيْنَاكَ، قَالَ سُوَيْبِطُ: هُوَ كَاذِبٌ أَنَا رَجُلٌ حُرٌّ، فَقَالُوْا: قَدْ أَخْبَرَنَا خَبَرَكَ وَطَرَحُوْا الْحَبْلَ فِيْ رَقَبَتِهِ، فَذَهَبُوْا بِهِ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأُخْبِرَ،

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے بصری کی طرف نکلے، سیدنا نعیمان اور سیدنا سویبط رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ تھے، یہ دونوں بدری صحابی تھے، زادِ سفر سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا: مجھے کھانا کھلاؤ، انھوں نے کہا: جی نہیں، یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ جائیں۔ سیدنا نعیمان بہت زیادہ ہنسانے والے اور مذاق کرنے والے آدمی تھے، پس انھوں نے کہا: میں تجھے ضرور ضرور غصہ دلاؤں گا، پس وہ ایسے لوگوں کے پاس گئے جو سواریاں لے کر جا رہے تھے اور ان سے کہا: تم لوگ مجھ سے ایک پھرتیلا اور چست عربی غلام خرید لو، البتہ وہ زبان دراز ہے، ممکن ہے کہ وہ یہ کہے کہ وہ تو آزاد شخص ہے، اگر اس کی اس بات کی وجہ سے تم نے اس کو چھوڑ دینا ہے تو پھر سودا ہی رہنے دو اور مجھ پر میرے غلام کو خراب نہ کرو، انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ ہم تجھ سے دس اونٹنیوں کے عوض خریدیں گے، پس سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ اس ساتھی کو کھینچ کر لے آئے اور اس کو لوگوں کے سامنے لا کر باندھ دیا اور ان کو کہا: یہ لو، وہ غلام یہ ہے، پس لوگ آئے اور انھوں نے اس سے کہا: ہم نے تجھے خرید لیا ہے، سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جھوٹا ہے،

(۹۹۲۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩٩٨، والترمذي: ١٩٩١ (انظر: ١٣٨١٧)

(۹۹۲۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زمعة بن صالح، أخرجه ابن ماجه: ٣٧١٩ (انظر: ٢٦٦٨٧)

فَذَهَبَ هُوَ وَاَصْحَابٌ لَهُ، فَرَدُّوْا الْقَلَائِصَ وَاَخَذُوْهُ، فَضَحِكَ مِنْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ حَوْلًا۔ (مسند احمد: ٢٧٢٢٢)

میں تو آزاد آدمی ہوں، انھوں نے کہا: اس نے ہمیں تیری ساری بات بتلا دی ہے، پھر انھوں نے اس کی گردن میں رسی ڈالی اور اس کو لے گئے، اتنے میں اُدھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے ان کو واقعہ کی خبر دی، پس وہ اور ان کے ساتھی گئے اور ان کی اونٹنیاں واپس کر کے اس کو واپس لے آئے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ ایک سال تک اس واقعہ سے ہنستے رہے۔

(٩٩٢٢)۔ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اِنَّ صُهَيْبًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ تَمْرٌ وَخُبْزٌ، فَقَالَ: ((اُدْنُ فَكُلْ)) فَاَخَذَ يَاْكُلُ مِنَ التَّمْرِ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ بِعَيْنِكَ رَمَدًا۔)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا آكُلُ مِنَ النَّاحِيَةِ الْاُخْرٰى، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٦٧)

عبد الحمید بن صیفی اپنے باپ اور وہ ان کے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے سامنے خشک کھجور اور روٹی پڑی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جا اور کھا۔'' پس اس نے کھانا شروع کر دیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''بیشک تیری آنکھ بیمار ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دوسرے کنارے سے کھا لیتا ہوں، آپ ﷺ یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔

فوائد: ......ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ((تَاْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ۔))......''تو کھجور کھاتا ہے، جبکہ تیری آنکھ خراب ہے۔''

خشک کھجور کو ذرا زور سے چبانا پڑتا ہے، جبکہ اس سے آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے۔

دوسرے کنارے سے مراد دوسری طرف سے چبانا ہے، دراصل اس صحابی نے بے تکلفی سے بات کی، اس لیے آپ ﷺ مسکرا پڑے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْجِدَالِ وَالْمِرَاءِ
جھگڑا کرنے سے ترہیب کا بیان

(٩٩٢٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جِدَالٌ فِيْ الْقُرْآنِ كُفْرٌ۔)) (مسند احمد: ١٠٤١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

(٩٩٢٢) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه ابن ماجه: ٣٤٤٣ (انظر: ٢٣١٨٠)
(٩٩٢٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٠/ ٥٢٩ (انظر: ١٠٤١٤)

فوائد: ......مجتہدین میں اختلافِ رائے تو یقینی ہے، اس حدیث میں مذکورہ اختلاف سے مراد اس کی ناجائز صورت ہے یا ایسا اختلاف مراد ہے، جو ناجائز صورت تک پہنچا دیتا ہے، جیسے نفس قرآن کے بارے میں اختلاف کرنا یا ایسے معنی میں اختلاف کرنا جس میں سرے سے اجتہاد ہی جائز نہ ہو یا ایسا اختلاف جو شک وشبہ اور فتنہ وفساد کا باعث بنے۔

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے میں شک کرنا، یا اس موضوع پر غور و خوض کرنا کہ یہ کتاب محدَث ہے یا قدیم، یا متشابہ آیات میں مجادلانہ انداز میں بحث مباحثہ کرنا۔ ان سب امور کا نتیجہ انکار اور کفر کی صورت میں نکلتا ہے۔ یا قرآن مجید کی سات قراءت پر مناظرہ کرنا اور کسی ایک قراءت کو حق تسلیم کر لینا اور دوسری کو باطل یا تقدیر والی آیات پر غیر ضروری بحث کرنا یا ان آیات کو موضوعِ بحث بنا کر مضامینِ قرآن میں ٹکراؤ پیدا کرنا، جن کے معانی میں ظاہری طور پر تضاد پایا جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۴۶۰۳ کے تحت، مفہوم پیش کیا گیا)

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن عبد البر نے سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ دو افراد ایک آیت کے بارے میں مجادلانہ گفتگو کریں، نتیجتاً ایک اس کا انکار کر دے، یا اس کو ردّ کرے یا اس کے بارے میں شک میں پڑ جائے۔ ایسا جھگڑا کرنا کفر ہے۔ (صحیحہ: ٣٤٤٧)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: جھگڑنے سے مراد ایک دوسرے کا ردّ کرنا ہے، مثلا ایک آدمی ایک آیت سے ایک استدلال کرتا ہے، جبکہ دوسرا آدمی کسی دوسری آیت سے اس کے الٹ استدلال کر کے اس پر ٹوٹ پڑتا ہے، حالانکہ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو چاہیے کہ ایسی آیات میں جمع وتطبیق کی کوئی صورت پیدا کرے، تاکہ یہ نقطہ واضح ہو جائے کہ قرآن کا بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے، اگر وہ مختلف آیات میں موافقت پیدا نہ کر سکے تو اس کو اپنے علم وفہم کی کوتاہی سمجھے اور ان آیات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾.... (سورۃ النساء: ٥٩)!

پھر انھوں نے ایک مثال دی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ......(سورۃ النساء: ٧٨) ''کہہ دیجئے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

جبکہ دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ ......(سورۃ النساء: ٧٩) ''تجھے جو بھلائی ملتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے تو تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔''

تناقض: پہلی آیت میں ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا اور دوسری آیت میں برائی کو بندے کی طرف منسوب کیا گیا۔

(اگر دوسری آیات، احادیث اور اجماعِ امت کو دیکھا جائے تو سب سے بہترین جمع وتطبیق یہ ہے کہ برائی بھی اللہ

تعالیٰ کی مشیت سے ہوتی ہے، لیکن یہ برائی نفس کے گناہ کی عقوبت یا اس کا بدلہ ہوتی ہے، اس لیے اس کو نفس کی طرف منسوب کیا گیا، یعنی یہ نفس کی غلطیوں کا نتیجہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (سورة الشوری: ۳۰) ...... ''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے عملوں کا نتیجہ ہے، اور بہت سے گناہ تو (اللہ) معاف ہی فرما دیتا ہے۔'')

لیکن اگر تقدیر کا منکر اس بات پر ڈٹ جائے کہ برائی کا خالق انسان خود ہے اور انکارِ تقدیر پر بطورِ دلیل پیش کرے، تو یہی مجادلہ ہوگا، جس سے منع کیا گیا۔ (مرقاة المفاتيح: ۱/ ۴۹۳، مفہوم لکھا گیا ہے، بریکٹ والا پیراگراف راقم الحروف کی طرف سے بیان کیا گیا)۔

اگر کوئی مسلمان بعض آیات کو نہ سمجھ پا رہا ہو تو وہ درج ذیل حدیث کو مدنظر رکھے۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سنا، وہ قرآن میں اختلاف کر رہے تھے اور ایک دوسرے کا ردّ کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا: ضَرَبُوا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهِ۔)) ...... ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ وہ کتاب اللہ کے بعض حصے کو اس کے دوسرے حصے سے ٹکراتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے، پس تم اس کے ایک حصے کی وجہ سے اس کے دوسرے حصے کو نہ جھٹلاؤ۔ جتنا تم جان لو وہ بیان کرو، اور جو نہ جان سکو اس کو اس کے عالم کے سپرد کر دو۔'' (احمد، ابن ماجہ)

(۹۹۲۴)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوْا الْجَدَلَ۔)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾۔ (مسند احمد: ۲۲۵۵۷)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوتی، مگر اس طرح کہ وہ جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔'' (سورۂ زخرف: ۵۸)

(۹۹۲۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْاِيْمَانَ كُلَّهُ حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ مِنَ الْمُزَاحَةِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک کامل ایمان تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک مذاق میں جھوٹ بولنے کو اور جھگڑنے کو ترک نہ کر دے،

(۹۹۲۴) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده، أخرجه الطبرانی: ۸۰۶۷ (انظر: ۲۲۲۰۴)

(۹۹۲۵) تخريج: اسناده ضعيف، مكحول لم يسمع من ابی هريرة، ومنصور بن آذين مجهول (انظر: ۸۶۳۰)

وَیَتْرُكُ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا۔)) (مسند احمد: ٨٦١٥) اگر چہ وہ اس جھگڑے میں سچا ہی کیوں نہ ہو۔''

(٩٩٢٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٢٣) سیدہ عائشہ ‌رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔''

فوائد: ......مجادلہ اور مخاصمہ اس قدر قبیح صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے موصوف سے بغض رکھتے ہیں، جھگڑا جیسا بھی ہو، بالآخر جھگڑالو کو قابل مذمت بنا کے ہی چھوڑتا ہے۔

جھگڑالو آدمی اپنی تمام تر صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے، فسق و فجور بکتا ہے، دوسروں کی حرمتیں پامال کرتا ہے، ضد اور ہٹ دھرمی پر تل جاتا ہے، اس میں تکبر اور نخوت جیسے شیاطین ابھر آتے ہیں، الغرض وہ آپے سے باہر ہو کر ''لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی'' کا مصداق بن جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حتی الوسع اپنے حق کی خاطر بھی جھگڑا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو امامہ باہلی ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَأَنْ كَانَ مُحِقًّا۔)) (ابوداود)...... ''میں اس شخص کے لیے جنت کی اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا۔''

جھگڑالو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بڑی قباحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا:

۱۔ جھگڑالو شخص اپنی اصلیت و اوقات پر نظر نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پانی کی بوند سے اسے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی، تعصب اور باہم دست و گریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر و نخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی بھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔

۲۔ لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ شامل ہو جاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان و اسلام کی تمام اقدار کھو دیتا ہے، اور فسق و فجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی رتی ہو وہ شخص ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔

(٩٩٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٦٨ (انظر: ٢٥٧٠٤)

بَابُ مَاجَاءَ فِيُ التَّرُهِيُبِ مِنُ تَشُقِيقِ الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيهِ وَمَا جَاءَ فِيُ الْبَيَانِ فِيُ الْقَوُلِ

باچھیں ہلا کر تکلّف وتصنّع سے گفتگو کرنے سے ترہیب اور واضح باتوں کا بیان

(۹۹۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا۔)) (مسند احمد: ٦٥٤٣)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ آدمیوں میں سے اس بلاغت جھاڑنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو (منہ پھاڑ پھاڑ کر تکلف و تصنّع سے گفتگو کرتے ہوئے) اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے کی طرح بار بار پھیرتا ہے۔''

فوائد: ...... تصنع کے ساتھ منہ بھر کر، رگیں پھلا کر، باچھیں کھول کر اور بڑھکیں مار مار کر بات کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، ایسے لوگ بال کی کھال اتارتے ہیں، لایعنی بحثیں کرتے ہیں، ماورائے عقل باتوں میں دخل دیتے ہیں، مبالغہ کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت چھانٹتے ہیں اور سامعین و حاضرین سے داد وصول کرنے کے چکر میں گھومتے رہتے ہیں۔ جبکہ شریعتِ اسلامیہ سادگی، تواضع اور قدرتی انداز کو پسند کرتی ہے، شریعت کا تقاضا ہے کہ قول وفعل میں غلو نہ کیا جائے اور تمام معاملات سادگی کے ساتھ نبٹائے جائیں۔

قارئین کرام! شاید آپ اس بات میں ہمارے ساتھ موافقت کریں کہ تکلف وتصنع اور فصاحت و بلاغت نے دیرپا اثرات نہیں چھوڑے، فی الوقت سامعین سے ''بلّے بلّے'' وصول کر لینا اور لوگوں کو حیطۂ حیرت میں ڈال دینا تو ممکن ہے، لیکن خطابات کے ایسے انداز سے لوگوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ہمارے وطن کی زمین گواہ ہے کہ جو لوگ بظاہر متقی ہیں، سادہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں، لیکن اپنی تقریر کے عملی تقاضے پورے کرنے والے ہوتے ہیں، تو عوام الناس کو ان کی تقاریر سے استفادہ کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹۹۲۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ: هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ، الْمُتَشَدِّقُوْنَ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا۔)) (مسند احمد: ۸۸۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے بدترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ وہ ہیں جو فضول بولنے والے اور گفتگو کے لیے باچھوں کو موڑنے والے ہوں۔ نیز کیا تمہیں تمہارے بہترین افراد کے بارے میں بتاؤں؟ وہ ہیں جو تم میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھے ہوں۔''

فوائد: ...... اس حدیث میں حسنِ اخلاق کی ترغیب اور غیر ضروری، غیر محتاط اور تصنع و بناوٹ سے گفتگو کرنے

(۹۹۲۷) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ٥٠٠٥، والترمذی: ٢٨٥٣ (انظر: ٦٥٤٣)

(۹۹۲۸) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ابی شيبة: ١٣/ ٢٥٤، والبزار: ١٩٧١ (انظر: ٨٨٢٢)

اوراس کے ذریعے سے دوسروں پر رعب و برتری جتانے سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا کم بولنا اور سادگی سے گفتگو کرنا پسندیدہ ہے اور اس کے برعکس زیادہ بولنا اور وہ بھی دوسروں پر ہیکڑ جمانے کے لیے گفتگو میں تیزی وطراری اور تصنع اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔

(۹۹۲۹)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ يُشَقِّقُوْنَ الْكَلَامَ تَشْقِيْقَ الشِّعْرِ۔ (مسند احمد: ١٧٠٢٤)

سیدہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے، جو شعروں کی طرح کلام کی شقیں نکالتے ہیں۔

(۹۹۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَا فَتَكَلَّمَا، ثُمَّ قَعَدَا، وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ، ثُمَّ قَعَدَ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، فَإِنَّمَا تَشْقِيْقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔)) (مسند احمد: ٥٦٨٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں مشرق کی طرف سے دو خطیب آدمی آئے، انھوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور پھر بیٹھ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے خطیب سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور گفتگو کرنے کے بعد وہ بھی بیٹھ گئے، پس لوگوں کو ان کی گفتگو سے بڑا تعجب ہوا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! (طبعی انداز میں اور بغیر کسی تکلف اور تصنع کے) اپنا مدّعا بیان کر دیا کرو، پس بیشک کلام کی شقیں نکالنا شیطان کی طرف سے ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

(۹۹۳۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْمَشْرِقِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ بَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ۔)) (مسند احمد: ٤٦٥١)

(دوسری سند) اہل مشرق سے دو آدمی، نبی کریم ﷺ کی طرف آئے اور انھوں نے ایسے انداز میں خطاب کیا کہ لوگ تعجب میں پڑ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں، بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

فوائد: ...... بیان کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ بیان جس سے گفتگو کرنے والے کی مراد واضح ہو جائے، زبان کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ (۲) وہ بیان جس کے الفاظ کو اہتمام کے ساتھ خوبصورت بنایا جائے اور تکلف کے ساتھ بولا جائے،

(۹۹۲۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۸٤۸ (انظر: ۱٦۹۰۰)

(۹۹۳۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مختصرا البخارى: ٥٧٦٧ (انظر: ٥٦٨٧)

(۹۹۳۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

تاکہ سامعین کے دل خطیب کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اس کے فن پر حیران و ششدر ہو کر رہ جائیں، ایسا بیان قابل تعریف بھی ہو سکتا ہے اور قابل مذمت بھی، اگر اس کے ذریعے حق کی تائید کی جائے اور لوگوں کو سچائی کی طرف لے جائے تو وہ قابل تعریف ہوگا، اور اگر اس کے ذریعے باطل کو رواج دیا جائے اور قبیح کو خوبصورت کر کے پیش کیا جائے تو وہ قابل مذمت ہوگا، بیچ میں خطیب کو یہ فکر بھی کرنا پڑے گی کہ آیا اس کے خطاب میں ریاکاری اور نمود و نمائش کی بدبو تو نہیں آ رہی۔

(۹۹۳۲)۔ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ ذِرَاعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ أَوْ أَبَا مَعْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْتَمِعُوْا فِيْ مَسَاجِدِكُمْ فَإِذَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فَلْيُؤْذِنُوْنِيْ۔)) قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا أَوَّلَ النَّاسِ فَأَتَيْنَاهُ فَجَاءَ يَمْشِيْ مَعَنَا حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا، فَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمٌ مِنَّا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَيْسَ لِلْحَمْدِ دُوْنَهُ مُقْتَصَرٌ، لَيْسَ وَرَاءَهُ مَنْفَذٌ، وَنَحْوًا مِنْ هٰذَا، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ، فَتَلَاوَمْنَا وَلَامَ بَعْضُنَا بَعْضًا، فَقُلْنَا: خَصَّنَا اللّٰهُ بِهِ أَنْ أَتَانَا أَوَّلَ النَّاسِ وَأَنْ فَعَلَ وَفَعَلَ، قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ فُلَانٍ، فَكَلَّمْنَاهُ فَأَقْبَلَ يَمْشِيْ مَعَنَا حَتّٰى جَلَسَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ كَانَ فِيْهِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْهُ ثُمَّ، قَالَ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ جَعَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمَاشَاءَ جَعَلَ خَلْفَهُ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔)) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَأَمَرَنَا وَكَلَّمَنَا وَعَلَّمَنَا۔ (مسند احمد: ۱۵۹۵۵)

سیدنا معن بن یزید یا سیدنا ابو معن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجدوں میں جمع ہو جاؤ، جب لوگ جمع ہو جائیں تو مجھے بتلانا۔'' پس ہم سب سے پہلے جمع ہو گئے، پھر ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی، پس آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلتے ہوئے تشریف لائے، یہاں تک کہ ہمارے پاس بیٹھ گئے، پھر ہم میں سے ایک مقرر نے کلام کیا اور کہا: ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جس سے پہلے کسی کی تعریف پر اقتصار نہیں ہے اور جس کی تعریف سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا، یا اس قسم کی بات کی، لیکن ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ غصے ہو کر چلے گئے، ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کیا اور کہا: اللہ تعالیٰ نے اس اعتبار سے ہم کو خاص کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے ہمارے پاس تشریف لائے اور اب یہ کچھ ہو گیا۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو بنو فلاں کی مسجد میں پایا، ہم نے آپ ﷺ سے بات کی اور آپ ﷺ ہمارے ساتھ چل پڑے، یہاں تک کہ اسی مقام میں یا اس کے قریب بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیشک ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اب یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس تعریف کو موجودہ وقت سے پہلے بنائے یا اس کے بعد، اور بیشک بعض بیان تو جادو ہوتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں حکم دیئے، ہم سے کلام کیا اور ہمیں بعض امور کی تعلیم دی۔

(۹۹۳۲) تخریج: بعضه صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۱۰۷۴ (انظر: ۱۵۸۶۱)

فوائد:...... ''جس سے پہلے کسی کی تعریف پر اقتصار نہیں ہے اور جس کی تعریف سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔'' اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے پہلے کسی کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کی تعریف پر اقتصار نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ موضوع آگے بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گے، کیونکہ وہ تعریف کا حقیقی مستحق ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے گی، تو اس سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے غصے کی وجہ یہ تھی کہ اس متکلم نے کلام میں مبالغہ کیا اور حمد کو اس طرح بند کر دیا کہ اس کے نکلنے کی جگہ ہی نہیں رہی، اس لیے آپ ﷺ نے خود اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے اس کا طریقہ بتلایا۔

(۹۹۳۳)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ قَوْمٌ یَاْکُلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ، کَمَا تَاْکُلُ الْبَقَرُ بِاَلْسِنَتِہَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۹۷)

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک بپا نہیں ہوگی، جب تک ایسے لوگ نہ نکل آئیں، جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گے، جیسے گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ زبان کے ذریعے کمائی کرنے کو پیشہ بنا لیں گے اور تکلف کے ساتھ بڑھکیں مارتے ہوئے زبان کو ایسے چلائیں گے، جیسے چرتے وقت گائے کی زبان نظر آتی ہے۔

(۹۹۳۴)۔ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ، اَنَّ عَائِشَۃَ ؓ، اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوْا لَہُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِیْرَۃِ اَوْ بِئْسَ اَخُوْ الْعَشِیْرَۃِ۔)) وَقَالَ مَرَّۃً: رَجُلٌ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ اَلَانَ لَہُ الْقَوْلَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَۃُ: قُلْتَ لَہُ الَّذِیْ قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَہُ الْقَوْلَ! فَقَالَ: ((اَیْ عَائِشَۃُ! شَرُّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ وَدَعَہُ النَّاسُ اَوْ تَرَکَہُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِہِ (وَفِیْ لَفْظٍ) اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ اَوْ شَرِّ النَّاسِ الَّذِیْنَ یُکْرَمُوْنَ اتِّقَاءَ شَرِّہِمْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۶۰۷)

عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ (اسے دیکھ کر) فرمانے لگے: ''اس آدمی کو اجازت دے دو، یہ اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔'' پھر جب وہ اندر آیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نرم برتاؤ کیا، جب وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نے جو کچھ کہا وہ کہا، پھر اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا، (ان دو قسم کے رویوں کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت والے دن مرتبہ کے اعتبار سے بدترین لوگ وہ ہوں گے کہ جن کے شرّ سے بچنے کے لیے لوگ ان سے لاتعلق ہو جائیں۔ ایک روایت میں ہے: بدترین لوگ وہ ہیں کہ جن کے شرّ سے بچنے کے لیے ان کی عزت کی جاتی ہو۔''

(۹۹۳۳) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۱۵۹۷)

(۹۹۳۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۰۵۴، ۶۱۳۱، ومسلم: ۲۵۹۱ (انظر: ۲۴۱۰۶)

(۹۹۳۵)۔ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: إِسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ۔)) فَلَمَّا دَخَلَ هَشَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نِعْمَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ لَمْ يَنْبَسِطْ إِلَيْهِ كَمَا انْبَسَطَ إِلَى الْآخَرِ، وَلَمْ يَهَشَّ لَهُ كَمَا هَشَّ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَأْذَنَ فُلَانٌ فَقُلْتَ لَهُ مَاقُلْتَ، ثُمَّ هَشَشْتَ لَهُ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ وَقُلْتَ لِفُلَانٍ مَاقُلْتَ، وَلَمْ أَرَكَ صَنَعْتَ بِهِ مَاصَنَعْتَ لِلْآخَرِ، فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنِ اتُّقِيَ لِفُحْشِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷٦۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔'' پھر جب وہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ خوشی اور بے تکلفی سے پیش آئے، پھر وہ آدمی چلا گیا، اتنے میں ایک دوسرا آدمی آ گیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اپنے خاندان کا بہترین آدمی ہے۔'' پھر جب وہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ نہ اس طرح بے تکلفی سے پیش نہ آئے، جیسے پہلے سے آئے تھے اور نہ اس کے ساتھ خوش ہوئے، جب وہ یہ آدمی بھی چلا گیا تو میں (عائشہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب فلاں آدمی نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو خاندان کا برا آدمی قرار دیا، لیکن پھر اس کے ساتھ خوش اور بے تکلفی سے پیش آئے اور فلاں آدمی کے بارے میں تبصرہ تو اچھا کیا، لیکن اس کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا، جو پہلے سے کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں کہ جن کے شر سے بچا جاتا ہے۔''

فوائد: ...... بالاتفاق غیبت حرام ہے۔ امام نووی نے کہا: کسی صحیح شرعی مقصد کے لیے غیبت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس مقصد تک اس کے بغیر پہنچنا ناممکن ہو۔ جواز کی چھ صورتیں ہیں، (تلخیص کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں):

۱۔ دست درازی کا ہونا: مظلوم کے لیے جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے سامنے اپنے ظالم کی زیادتی کا تفصیلی بیان کرے۔

۲۔ خلافِ شرع امور کو روکنا اور برائیوں کے مرتکب کو راہِ راست پر لانے کے لیے مدد حاصل کرنا: مثلا برے آدمی کی برائی کا کسی ایسے آدمی کے سامنے تذکرہ کرنا، جس کو غالب گمان کے مطابق اسے اس برائی سے روکنے پر قدرت حاصل ہو۔

۳۔ فتوی طلب کرنا: جیسے کوئی مظلوم کسی مفتی کے پاس جا کر کہے کہ میرے باپ یا بھائی وغیرہ نے مجھ پر یوں ظلم کیا ہے، کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے اور میرے حق میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

(۹۹۳۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۲۵۲۵٤)

۴۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا: جیسے سند کے راویوں پر جرح کرنا، کسی مسئلہ میں گواہی دینے والے فاسق گواہوں کے فسق و فجور کی وضاحت کر دینا۔

۵۔ جو آدمی کھلم کھلا فسق و فجور اور بدعت کا ارتکاب کر رہا ہو، جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کر رہا ہو یا ظلماً ٹیکس وصول کر رہا ہو یا باطل کاموں کی سرپرستی کر رہا ہو، وغیرہ، وغیرہ۔ ایسے لوگوں کے جرائم بیان کرنا جائز ہے تاکہ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

٦۔ معروف نام سے پکارنا: مفاہیم و معانی کے اعتبار سے کوئی لقب اچھا نہ ہو، لیکن اگر کوئی آدمی اس لقب کے ساتھ مشہور ہو گیا ہو تو اس لقب کے ساتھ اسے پکارنا جائز ہے۔ جیسے: اَعمش (چندھا)، اعرج (لنگڑا)۔ لیکن توہین و تنقیص کا ارادہ نہیں ہونا چاہیے۔ (ریاض الصالحین: باب بیان مایباح من الغیبة)

اس باب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جو غیبت کی مثال پیش کی ہے، یہ جواز کی کون سی صورت سے متعلق ہے؟ امام بخاری کے استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی ظاہری حالت سے دھوکہ کھا جائیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص برے کردار کا حامل ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ لوگ اس کے دام تزویر میں پھنس جائیں گے، جس سے ان کے دین اور دنیا دونوں یا کسی ایک کا نقصان ہو جائے گا، ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہوگی۔ اس اعتبار سے یہ جواز کی چوتھی صورت معلوم ہوتی ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ اس برے آدمی کا اس انداز میں تذکرہ کر کے اس میں پائے جانے والی برائی کی قباحت و شناعت بیان کرنا چاہتے ہوں، تاکہ دوسرے مسلمان آپ ﷺ کے اندازِ غیبت سے اس برائی کی سنگینی کو بھانپ لیں اور عبرت حاصل کریں اور اس بدی سے محفوظ رہیں، لیکن آپ ﷺ کے بعد وہ نیک آدمی یہ انداز اختیار کر سکتا ہے، جس کا اس قسم کا طعنہ لوگوں کے لیے باعثِ عبرت ہو اور ان کو فکر مند کر دینے والا ہو۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِیْبِ مِنَ الشِّعْرِ اِنْ کَانَ فِیْهِ فُحْشٌ اَوْ کَذِبٌ اَوِ انْشِغَالٌ عَنِ اللّٰهِ

بدگوئی اور جھوٹ پر مشتمل اور اللہ تعالیٰ سے دور کر دینے والے شعروں سے ترہیب کا بیان

(۹۹۳٦)۔ عَنْ سَعْدٍ یَعْنِیْ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاَنْ یَمْتَلِیءَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَهُ خَیْرٌ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیءَ شِعْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۵۰٦)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کا پیٹ پیپ سے اس قدر بھر جائے کہ وہ اس کو نظر آنے لگے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔''

(۹۹۳۷)۔ وعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۸۳۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(۹۹۳٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۵۸ (انظر: ۱۵۰٦)

(۹۹۳۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البخاری: ٦۱۵۵، ومسلم: ۲۲۵۷ (انظر: ۸۳۵۷)

(۹۹۳۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَقُوْلُ: ((لَاَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا، خَيْرٌلَّهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا۔)) (مسند احمد: ٤٩٧٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے شعروں سے بھر جانے سے بہتر ہے۔''

(۹۹۳۹)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((خُذُوْا الشَّيْطَانَ، اَوْ اَمْسِكُوْا الشَّيْطَانَ، لَاَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا۔)) (مسند احمد: ١١٠٧٢)

سیدنا ابوسعید خدری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عرج مقام پر رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر سامنے آ گیا، جو شعر گا رہا تھا، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''پکڑ لو اس شیطان کو، یا فرمایا: روک دو اس شیطان کو، اگر کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھر جائے۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ یہ آدمی کافر ہو یا اس کے اشعار قابل مذمت ہوں۔

(۹۹٤٠)۔ عَنْ اَبِيْ نَوْفَلِ بْنِ اَبِيْ عَقْرَبَ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يُتَسَامَعُ عِنْدَهُ الشِّعْرُ؟ فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ اَبْغَضَ الْحَدِيْثِ اِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٣٤)

ابونوفل سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا سے سوال کہ کیا رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے پاس شعر سنے جاتے تھے، سیدہ نے کہا: آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ کلام شعر تھے۔

(۹۹٤١)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ، اَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدِ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ مَخْلَدٍ، عَنْ اَبِيْ الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، قَالَ اَبِيْ: ثَنَا الْاَشْيَبُ، فَقَالَ: عَنْ اَبِيْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ، عَنْ اَبِيْ الْاَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((مَنْ قَرَضَ بَيْتَ

سیدنا شداد بن اوس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جس نے نمازِ عشا کے بعد دو مصرعوں کا شعر مرتب دیا، اس کی اس رات کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

(۹۹۳۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٥٤ (انظر: ٤٩٧٥)

(۹۹۳۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٥٩ (انظر: ١١٠٥٧)

(۹۹٤٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٧٢٢، والطيالسى: ١٤٩٠ (انظر: ٢٥٠٢٠)

(۹۹٤١) تخريج: اسناده ضعيف جدا، قزعة بن سويد شبه المتروك، عاصم بن مخلد شيخ مجهول، أخرجه البزار: ٢٠٩٤، والطبرانى فى "الكبير": ٧١٣٣ (انظر: ١٧١٣٤)

شِعْرٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ تِلْكَ اللَّيْلَةِ۔)) (مسند احمد: ١٧٢٦٤)

فوائد: ......ان احادیث میں ان اشعار کی مذمت کی گئی ہے، جو بیہودہ، بے مقصد اور لایعنی ہوں، کیونکہ اچھے اشعار کو شریعت میں سراہا گیا ہے نیز آپ ﷺ کی مجلس میں اچھے اشعار پڑھے جاتے رہے ہیں، بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی اشعار پڑھے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا جس نے اپنی توجہ اشعار پر مرکوز کر رکھی ہو اور قرآن وحدیث سے غافل ہو گیا ہے۔

امام قرطبی نے کہا: جس شخص پر شعری کلام غالب آ جائے تو اسے عام قوانین وضوابط کے مطابق موردِ طعن و مذمت ٹھہرنا پڑتا ہے۔............

امام ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اشعار کی معمولی مقدار کی رخصت دی ہے، کیونکہ اس حدیث کی یہ توجیہ بیان کرنا مناسب ہے کہ اس کا تعلق اس شخص سے ہے جو شعروں کا ہی ہو کر رہ جائے اور قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے ذکر واذکار سے غافل ہو جائے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم اور دوسرے شرعی علوم سے متصف ہو اور اس کے پاس کچھ اشعار بھی ہوں تو وہ اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتا۔ (صحیحہ: ۳۳۶)

دراصل کوئی کلام نثر یا شعر ہونے کی وجہ سے قابل تعریف یا قابل مذمت نہیں ہوتا، بلکہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا دارومدار اس میں بیان کئے گئے مفہوم پر ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ۔)) ......''اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار، برے کلام کی طرح۔''
(دارقطنی: ۴۹۰، صحیحہ: ۴۴۷)

جس کلام میں دوسروں کی توہین کی گئی ہو، فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی گئی ہو، شرک و بدعت کو فروغ دیا گیا ہو یا اس میں کسی انداز میں شریعت کے اصولوں کی مخالفت کی گئی ہو، تو وہ کلام قابل مذمت ہو گا، وہ شعر ہو یا نثر ہو۔

اس کے برعکس جو کلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہو، اس میں نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان ہو، اس میں نیکی کی ترغیب اور برائی سے نفرت دلائی گئی ہو یا وہ کسی انداز میں شریعت کے اصولوں کی موافقت کر رہا ہو، تو وہ کلام قابل تعریف ہو گا، وہ شعروں کی صورت میں ہو یا نثر کی صورت میں، بہرحال اشعار کی کثرت سے اجتناب کرنا چاہیے، ضرورت پڑے تو اچھے اشعار پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ مَایَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ لِمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ
شرعی مصلحت کی خاطر شعروں کے جواز کا بیان

(۹۹۴۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اهْجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِالشِّعْرِ، اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ كَاَنَّمَا يَنْضَحُوْهُمْ بِالنَّبْلِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۸۹)

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شعروں کے ذریعے مشرکوں کی ہجو کرو، بیشک مؤمن اپنے نفس اور مال سے جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ یہ شاعران پر تیر پھینک رہے ہیں۔''

(۹۹۴۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَنْزَلَ فِيْ الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ، فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۱۶)

(دوسری سند) انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ شعروں کے بارے میں جو کچھ نازل کرنا تھا، وہ تو کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مؤمن اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ تم ان پر تیر برسا رہے ہو۔''

(۹۹۴۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ تَعَالٰى فِيْ الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِيْ الشِّعْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ وَكَيْفَ تَرٰى فِيْهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۷۷)

(تیسری سند) سیدنا کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بارے میں (مذمت والی آیات) نازل کیں تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بارے میں جو کچھ نازل کیا ہے، آپ اس کو جانتے ہیں، اب آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مؤمن اپنی تلوار اور زبان، دونوں کے ذریعے جہاد کرتا ہے۔''

(۹۹۴۵)۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ؓ، اَنَّ

سیدنا ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۹۹۴۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البیهقی: ۱۰/ ۲۳۹، وابن حبان: ۵۷۸۶، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۱۵۱ (انظر: ۱۵۷۹۶)

(۹۹۴۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۹۴۴) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۹۴۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری، أخرجه ابوداود: ۵۰۱۰، وابن ماجه: ۳۷۵۵ (انظر: ۲۱۱۵۴)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً۔)) (مسند احمد: ۲۱۴۷۲)

فرمایا: ''بیشک بعض شعر دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔''

فوائد: ......یعنی بعض اشعار سچے ہوتے ہیں اور حق کے مطابق اور واقعہ کے موافق ہوتے ہیں۔

(۹۹۴۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُکْمًا، وَمِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا، (وفِیْ لَفْظٍ) وَاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ سِحْرًا۔)) (مسند احمد: ۲۸۵۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض شعر حکمت و دانائی والے ہوتے ہیں اور بعض بیان جادو جیسا اثر رکھتے ہیں۔''

(۹۹۴۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو الْعَاصِ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا اُبَالِیْ مَا اَتَیْتُ، وَمَا رَکِبْتُ، اِذَا اَنَا شَرِبْتُ تِرْیَاقًا، وَتَعَلَّقْتُ تَمِیْمَۃً، اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِیْ۔)) (مسند احمد: ۷۰۸۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میں تریاق پی لوں گا اور تمیمہ لٹکا لوں گا یا اپنی طرف سے شعر کہہ لوں گا تو پھر میں اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا کہ میں کدھر جا رہا ہوں اور کس چیز پر سوار ہو رہا ہوں۔''

فوائد: ......تریاق وہ معجون اور دوا ہوتی ہے، جو زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے، اس کی مختلف قسمیں ہوتی ہے، بعض قسموں میں سانپ کا گوشت اور شراب وغیرہ بھی استعمال کیے جاتے ہیں اور بعض قسموں میں صرف جائز چیزیں مستعمل ہوتی ہیں۔

اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ جنگ کے موقع پر اور حکمت و دانائی والے اشعار پڑھنا جائز ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شِعْرِ لَبِیْدٍ وَاُمَیَّۃَ بْنِ اَبِی الصَّلْتِ

لبید اور امیہ بن ابی صلت کے اشعار کا بیان

(۹۹۴۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہُ قَالَ عَلَی الْمِنْبَرِ: ((اَشْعَرُ بَیْتٍ قَالَتْہُ الْعَرَبُ، اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ۔)) وَکَادَ اُمَیَّۃُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُسْلِمَ۔ (مسند احمد: ۹۰۷۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''عربوں کا کہا ہوا سب سے عظیم شعر یہ ہے: ''اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ'' (خبردار! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے)۔'' قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔

(۹۹۴۶) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۸۵۹)

(۹۹۴۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبدالرحمن بن رافع التنوخی، قال البخاری: فی حدیثہ مناکیر، أخرجہ ابوداود: ۳۸۶۹ (انظر: ۷۰۸۱)

(۹۹۴۸) تخریج: أخرجہ مسلم: ۲۲۵۶ (انظر: ۹۰۸۳)

فوائد: …… باطل سے مراد فنا ہونے والی چیز ہے، یہ شعر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔﴾ …… ''ہر ایک جو اس (زمین) پر ہے، فنا ہونے والا ہے۔ اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا، جو بڑی شان اور عزت والا ہے۔'' (سورۂ رحمٰن: ۲۶، ۲۷)

(۹۹٤۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ انه قَالَ: ((اَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ اَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔)) (مسند احمد: ۹۹۰۷)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شاعر کا کہا ہوا سب سے سچا شعر یہ ہے: ''اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ'' (خبردار! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے)۔''

(۹۹۵۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَدَّقَ أُمَيَّةَ فِي شَيْءٍ مِنْ شِعْرِهِ، فَقَالَ:

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِيْنِهِ
وَالنَّسْرُ لِلْاُخْرٰى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ۔)) وَقَالَ:

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ
حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ
تَأْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِيْ رِسْلِهَا
اِلَّا مُعَذَّبَةً وَاِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ)) (مسند احمد: ۲۳۱٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے امیہ کے بعض اشعار کی تصدیق کی تھی، اس نے ایک شعر یہ کہا تھا: (حاملین عرش میں کوئی) مرد کی صورت پر ہے، کوئی بیل کی صورت پر ہے، اللہ تعالیٰ کی دائیں ٹانگ کے نیچے، تو کوئی گدھ کی صورت ہے اور کوئی گھات بیٹھے ہوئے شیر کی صورت پر۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''امیہ نے سچ کہا ہے۔'' ایک دفعہ اس نے یہ اشعار کہے تھے: اور ہر رات کے آخر میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس وقت وہ سرخ ہوتا ہے اور اس کا رنگ گلابی نظر آ رہا ہوتا ہے، وہ انکار کر دیتا ہے اور نرمی کے ساتھ طلوع نہیں ہوتا، وگرنہ اس کو عذاب دیا جاتا ہے اور کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔''

(۹۹۵۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَنْشَدَهُ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ، قَالَ: فَاَنْشَدَهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ، قَالَ: فَلَمْ اُنْشِدْهُ شَيْئًا اِلَّا قَالَ: ((اِيْهِ اِيْهِ۔)) حَتّٰى

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ امیہ بن ابی صلت کے اشعار پڑھیں، پس انھوں نے سو قافیے سنائے، جب بھی وہ ایک شعر مکمل کرتے تو آپ ﷺ فرماتے: ''اور پڑھو، اور پڑھو۔'' یہاں تک کہ

(۹۹٤۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۹۵۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن أخرجه الدارمی: ۲۷۰۳، وابویعلی: ۲٤۸۲، وابن خزیمة: ۱/ ۲۰۲ (انظر: ۲۳۱٤)

(۹۹۵۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۵۵ (انظر: ۱۹٤٦٤)

إِذَا اسْتَفْرَغْتُ مِنْ مِائَةِ قَافِيَةٍ، قَالَ: ((كَادَ أَنْ يُسْلِمَ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٩٣)

جب میں سو قافیوں سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ یہ شخص مسلمان ہو جاتا۔''

(٩٩٥٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ الشَّرِيدُ كُنْتُ رَدِفًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((أَمَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ ابْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((أَنْشِدْنِي۔)) فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ لِي كُلَّمَا أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا: ((إِيهِ۔)) حَتّٰى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَكَتُّ۔ (مسند احمد: ١٩٦٩٦)

(دوسری سند) سیدنا شرید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سناؤ۔'' پس میں نے ایک شعر پڑھا، جب بھی میں ایک شعر سے فارغ ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے: ''اور سناؤ۔'' یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو سو اشعار سنا دیے، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور میں بھی خاموش ہو گیا۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے توحید پر مشتمل اشعار سنے ہیں، حالانکہ یہ غیر مسلموں کے مرتب تھے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ شِعْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنهما

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ اور سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے اشعار کا بیان

(٩٩٥٣)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَ: قُلْتُ لَهَا: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْوِي شَيْئًا مِنَ الشِّعْرِ قَالَتْ: نَعَمْ، شِعْرُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، كَانَ يَرْوِي هٰذَا الْبَيْتَ، وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٨٥)

شریح سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ بھی کسی کے شعر پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے تھے: وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ (وہ شخص تیرے پاس خبریں لائے گا کہ جس پر تو نے کچھ خرچ نہیں کیا)۔

(٩٩٥٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَرَاثَ الْخَبَرُ تَمَثَّلَ فِيهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ جب خبر آنے میں دیر ہوتی تو آپ طرفہ (بن عبد بکری) شاعر کا یہ مصرعہ

(٩٩٥٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٩٥٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ٢٨٤٨ (انظر: ٢٥٠٧١)

(٩٩٥٤) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ٨/ ٧١٢، والنسائي في "الكبرى": ١٠٨٣٤ (انظر: ٢٤٠٢٣)

ببَيْتِ طَرَفَةَ: وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔ (مسند احمد: ۲۴۵۲۴)

پڑھتے: "وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ" (وہ شخص تیرے پاس خبریں لائے گا کہ جس پر تو نے کچھ خرچ نہیں کیا)۔

فوائد: ...... پورا شعر یوں ہے:

سَتُبْدِيْ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا

وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

امام مبارکپوری نے اس شعر کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: سَتُظْهِرُ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ غَافِلًا عَنْهُ وَيَنْقُلُ لَكَ الْاَخْبَارَ مَنْ لَمْ تُعْطِيْهِ الزَّادَ...... (ایام ان چیزوں کو تیرے لیے ظاہر کر دیں گے، جن سے تو غافل ہے وہ لوگ تیرے پاس خبریں لائیں گے، جن کو تو نے زادِ راہ نہیں دیا)۔

(۹۹۵۵)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ حَسَّانَ قَالَ: فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهِمْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ، أُنْشِدُكَ اللّٰهَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَجِبْ عَنِّيْ، اَيَّدَكَ اللّٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔)) قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۷۶۳۲)

ابن مسیب ؒ کہتے ہیں: سیدنا حسان ؓ نے ایک مجلس میں کہا، جبکہ اس میں سیدنا ابو ہریرہ ؓ بھی تشریف فرما تھے، اے ابو ہریرہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "حسان! تو میری طرف سے جواب دے، اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے تیری مدد کرے۔"؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد: ...... جب کافروں نے نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کی ہجو کی تو آپ ﷺ نے سیدنا حسان ؓ کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے دفاع کریں۔

(۹۹۵۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَضَعَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ، مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ، يُنَافِحُ عَنْهُ بِالشِّعْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۴۱)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسان بن ثابت ؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا، وہ اس پر بیٹھ کر شعری کلام کے ذریعے آپ ﷺ کا دفاع کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی تائید کرتا ہے، جب تک وہ اس کے رسول کا دفاع کرتا رہتا ہے۔"

(۹۹۵۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۱۲، ومسلم: ۲۴۸۵ (انظر: ۷۶۴۴)

(۹۹۵۶) تخريج: حديث صحيح لغيره دون قوله: "وضع لحسان منبرا في المسجد" وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن ابي الزناد، أخرجه ابوداود: ۵۰۱۵، والترمذي عقب الرواية: ۲۸۴۶ (انظر: ۲۴۴۳۷)

اَبْوَابُ التَّرْهِيبِ مِنْ خِصَالٍ مِنَ الْمَنَاهِيِ مَعْدُودَةٍ مُبْتَدِئًا بِالْمُفْرَدَاتِ ثُمَّ الثَّنَائِيَّاتِ ثُمَّ الثُّلَاثِيَاتِ وَهٰكَذَا

منہی عنہ اور ممنوعہ امور کا بیان

شروع میں وہ احادیث بیان کی جائیں گی، جو ایک ایک چیز پر مشتمل ہیں، پھر دو دو والی، پھر تین تین والی، علی ہذا القیاس

تنبیہ:...... آنے والے ابواب میں احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ مسائل کی تعداد کا خیال رکھا گیا ہے۔ فقہی موضوع کا نہیں، حقیقت میں ان احادیث کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے، اکثر احادیث آسان ہیں اور متن پڑھنے سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں، اگر کوئی حدیث فقہی موضوع پر مشتمل ہے یا اس کو سمجھنے کے لیے تفصیل درکار ہو تو اس سے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں، اطراف احادیث سے مدد لے کر ان احادیث کو دوسرے مقامات پر تلاش کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُفْرَدَاتِ

مفردات کا بیان

(۹۹۵۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً، اِلَّا وَقَدْ عَلِمَ اَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُطَّلِعٌ، اَلَا وَاِنِّيْ آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ، اَنْ تَهَافَتُوْا فِي النَّارِ، كَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ اَوِ الذُّبَابِ۔)) (مسند احمد: ٤٠٢٧)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو بھی حرام کیا، اس کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ تم میں سے لوگ اس پر جھانکیں گے، خبردار! میں تمہاری کمروں سے پکڑ کر تم کو روکتا ہوں تاکہ تم اس طرح آگ میں نہ گرو، جیسے پتنگے اور مکھیاں آگ میں گرتے ہیں۔''

فوائد:...... ایسے لگتا ہے جیسے بزور آگ میں گھسنا چاہتے ہیں، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ ان کو بچانا چاہتے ہیں۔

(۹۹۵۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ فِي الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ٢٣)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے برا کام کیا، اس کو دنیا میں اس کا بدلہ دیا جائے گا۔''

فوائد:...... درج ذیل حدیث سے اس حدیث کا مفہوم واضح ہو گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: لَمَّا نَزَلَ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى

(۹۹۵۷) تخریج: أخرجه الطيالسي: ٤٠٢، وابويعلى: ٥٢٨٨ (انظر: ٤٠٢٧)

(۹۹۵۸) تخریج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه الترمذي: ٣٠٣٩ (انظر: ٢٣)

الْمُسْلِمِينَ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَفِي كُلِّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا أَوِ النَّكْبَةَ يُنْكَبُهَا۔)) ......''جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ (جوکوئی برا کام کرے گا، اس کی سزا دیجائے گی۔) تو مسلمانوں پر شاق گزرا اورانہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا شکوہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام امور میں میانہ روی اختیار کرو اور راہِ صواب پر ڈٹے رہو، مومن کی ہر آزمائش میں اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا چبھ جائے یا کوئی مشکل پیش آجائے۔''

(جامع ترمذی:۲۹۶۴)

(۹۹۵۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۷۴۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اس طرح نہ کہے کہ ''خَبُثَتْ نَفْسِيْ''، بلکہ اس مفہوم کوادا کرنے کے لیے ''لَقِسَتْ نَفْسِيْ'' کہے۔''

فوائد:......''خَبُثَتْ'' اور ''لَقِسَتْ'' دونوں کے لغوی معانی ایک ہی ہیں، بظاہر انسان کے لیے اچھی بات نہیں ہے کہ وہ اپنے لیے ''خَبُثَتْ'' کا لفظ استعمال کرے اور یہ آداب کا ایک طریقہ ہے کہ اچھے الفاظ استعمال کیے جائیں۔

ان دونوں الفاظ کے معانی یہ ہیں: جی متلانا، جی بھاری ہونا، طبیعت ست ہونا، ردی اور خراب ہونا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندے کو مہذب الفاظ بیان کرنے چاہئیں، تاکہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور تہذیب بھی برقرار رہے۔

(۹۹۶۰)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلشُّؤْمُ سُوْءُ الْخُلُقِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۰۰۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست، بری عادات ہیں۔''

فوائد:......یعنی بداخلاقی اور بری عادات کے اندر نحوست پائی جاتی ہے۔

(۹۹۶۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمُ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔)) (مسند احمد: ۸۱۷۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی انگور کو ''کَرْم'' نہ کہے، کیونکہ ''کَرْم'' تو مسلمان آدمی ہوتا ہے۔''

(۹۹۵۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۶۱۷۹، ومسلم: ۲۲۵۰ (انظر: ۲۴۲۴۴)

(۹۹۶۰) تخريج: اسناده ضعيف، فيه انقطاع وضعف، حبيب بن عبيد الرحبي لم يسمع من عائشة، وابوبكر بن عبد الله ضعيف(انظر: ۲۴۵۴۷)

(۹۹۶۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۴۷ (انظر: ۸۱۹۰)

فوائد: ......عرب لوگ انگور کو اس وجہ سے "کَرْم" کہتے تھے، کیونکہ اس سے بنایا جانے والا شراب "کَرَم" یعنی سخاوت اور فیاضی پر ابھارتا تھا، جب شریعت نے شراب کو حرام کیا تو مدح والے اس نام سے بھی منع کر دیا، تا کہ نفسوں کا میلان اُدھر نہ ہو سکے اور اس خوبصورت نام کو مسلمان کے ساتھ خاص کر دیا۔

اس حدیثِ مبارکہ کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو اپنی جگہ پر برقرار رکھا جائے ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾...... "بیشک تم میں سب سے زیادہ کرم اور عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیز گار ہے۔" یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی جو صفت بیان کی ہے، وہ اس لائق ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی مشارکت نہ ہو۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّنَائِيَّاتِ

دو دو امور کا بیان

تنبیہ: ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹٦۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ، وَجُبْنٌ خَالِعٌ۔)) (مسند احمد: ۷۹۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سخت کنجوسی اور سخت بزدلی کسی آدمی میں پائی جانے والی بدترین صفات ہیں۔"

فوائد: ......کنجوسی اور بزدلی، انسان کی کمینگی پر دلالت کرنے والی گھٹیا صفات ہیں، ایسی صفات دنیا چاہنے والوں کو دنیا میں بھی ذلیل کر دیتی ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم رہیں گے۔

(۹۹٦۳)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِمَّا أَخْشٰى عَلَيْكُمْ شَهَوَاتِ الْغَيِّ فِي بُطُوْنِكُمْ وَفُرُوْجِكُمْ وَمُضِلَّاتِ الْهَوٰى، (وَفِي رِوَايَةٍ) مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۱۱)

سیدنا ابو برزہ اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تمہارے بارے میں سرکشی کی جن شہوتوں کا سب سے زیادہ ڈر ہے، ان کا تعلق تمہارے پیٹوں، شرمگاہوں، گمراہ کرنے والی خواہشوں اور فتنوں سے ہے۔"

فوائد: ......نفس کی خواہش کے مطابق دنیا کی لذتوں کے پیچھے پڑ جانا، نوع بنوع ماکولات اور قسما قسم کے مشروبات کو ہی زندگی کا مقصد سمجھ لینا، وہ حلال ہوں یا حرام اور شہوت کو پورا کرنے کے لیے زنا کرنا۔

اگر پوری دنیا کے مسلمانوں کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً تمام سرمایہ دار کھانے پینے کی لذتوں کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں، ایک وقت کا کھانا کھانے کے لیے مہنگے ہوٹلوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، رات ایک دو دو بجے تک ہوٹلنگ ہوتی رہتی

(۹۹٦۲) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۵۱۱ (انظر: ۸۰۱۰)

(۹۹٦۳) تخریج: رجاله ثقات رجال الصحيح (انظر: ۱۹۷۷۳)

ہے، کوئی شام کا کھانا کھانے کے لیے شہر سے بیس کلو میٹر دور جا رہا ہے، کوئی آئس کریم کا لطف اٹھانے کے لیے شہر کے ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف جا رہا ہے، بلکہ لوگوں کو دوسرے ممالک سے کھانے کی چیزیں منگواتے ہوئے پایا گیا ہے، ایک ایک دعوت کے موقع پر پانچ چھ چھ ڈشیں دکھائی دیتی ہیں، جس ہوٹل پر جائیں سینکڑوں کھانوں پر مشتمل مینیو سامنے رکھ دیا جاتا ہے، بیس پچیس منٹ تو یہ فیصلہ کرنے میں لگ جاتے ہیں کہ کس کھانے کا انتخاب کیا جائے۔ غرضیکہ جس چیز کا آپ ﷺ کو ڈر تھا، وہ اپنی انتہاء تک پہنچ گئی ہے۔

رہا مسئلہ زنا جیسی لعنت کا تو اسلام کا دعوی کرنے والوں کی خاصی تعداد اس کمینگی میں مبتلا ہو چکی ہے، بعض ممالک کا تو نام لے کر ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے اکثر وبیشتر باشندے بے حیا ہو چکے ہیں۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ الثَّنَائِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ

دو کے عدد سے شروع ہونے والے دو دو امور کا بیان

تَنْبِيْه: ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹٦٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثِنْتَانِ هُمَا بِالنَّاسِ كُفْرٌ، نِيَاحَةٌ عَلَى الْمَيِّتِ، وَطَعْنٌ فِيْ النَّسَبِ۔)) (مسند احمد: ۹٦۸۸)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں لوگوں میں پائی جاتی ہیں، جبکہ وہ کفر ہیں، میت پر نوحہ کرنا اور نسب میں طعن کرنا۔''

فوائد: ......کفر سے مراد یہ ہے کہ ان افعال کا تعلق کافروں اور جاہلیت کے طور طریقوں سے ہے۔

(۹۹٦٥)۔ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَنْبَانِ مُعَجَّلَانِ لَا يُؤَخَّرَانِ اَلْبَغْیُ، وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ۔)) (مسند احمد: ۲۰٦٥۱)

سیدنا ابو بکرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گناہ ہیں، ان کی سزا جلدی دی جاتی ہے اور ان کے معاملے میں تاخیر نہیں کی جاتی، ایک سرکشی اور دوسرا قطع رحمی۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الثُّلَاثِيَّاتِ

تین تین امور کا بیان

تَنْبِيْه: ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَقْبِلُوْا، وَلَا

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہوا کرو،

(۹۹٦٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٧ (انظر: ۹٦۹۰)

(۹۹٦٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ١٧٧ (انظر: ٢٠٣٨٠)

(۹۹٦٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ١٢٦٨ (انظر: ٢٣١٣)

تُحَفِّلُوْا، وَلَا يَنْعِقْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۳)

(دھوکہ دینے کے لیے جانوروں کا) دودھ نہ روکا کرو اور بکریوں کے چرواہوں کی طرح ایک دوسرے کو آواز نہ دیا کرو۔''

فوائد: ...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ سنجیدگی اور وقار کے ساتھ بولنا چاہیے، چیخنے اور اونچی اونچی آوازیں دینے سے بچنا چاہیے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۔﴾ ...... ''اور اپنی چال میں میانہ روی رکھ اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ، بے شک سب آوازوں سے بری یقیناً گدھوں کی آواز ہے۔'' (سورۂ لقمان: ۱۹)

(۹۹٦۷)۔ عَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ۔)) قِيْلَ لَهُ: مَنْ أُولٰئِكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مُتَبَرٍّ مِنْ وَالِدَيْهِ رَاغِبٌ عَنْهُمَا، وَمُتَبَرٍّ مِنْ وَلَدِهِ، وَرَجُلٌ أَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ وَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۲۱)

سہل اپنے باپ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے کلام کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والدین سے براءت اور بے رغبتی کا اظہار کرنے والا، اپنی اولاد سے بری ہونے والا اور وہ آدمی کہ بعض لوگوں نے اس پر انعام کیا، لیکن اس نے ان کی نعمت کی ناشکری کی اور ان سے براءت کا اظہار کیا۔''

(۹۹٦۸)۔ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَعْتَى النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ، أَوْ طَلَبَ بِدَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، أَوْ بَصَّرَ عَيْنَيْهِ فِي النَّوْمِ مَالَمْ تُبْصِرْ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤۹۱)

سیدنا ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر سب سے بڑا سرکش وہ ہے، جو غیر قاتل کو قتل کر دے، یا اہل اسلام سے جاہلیت والے خون کا مطالبہ کرے، یا اپنے آنکھوں کو نیند میں وہ کچھ دکھائے، جو انھوں نے دیکھا نہ ہو (یعنی جھوٹے خواب بیان کرے)۔''

(۹۹٦۷) تخریج: اسناده ضعيف، لضعف زبان بن فائد وسهل في رواية زبان عنه، ورشدين ايضا ضعيف، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/ ٤۳۷ (انظر: ۱٥٦۳٦)

(۹۹٦۸) تخریج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن اسحاق المدني فيه كلام من جهة حفظه، وقال البخاري: ليس ممن يعتمد على حفظه اذا خالف من ليس بدونه، أخرجه الطبراني في "الكبير": (انظر: ۱٦۳۷۸)

(۹۹۶۹)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ، أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ مِنْهُ بَرِيْءٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَقَدْ بَرِيءَ مِمَّا أَنْزَلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ)) (مسند احمد: ۱۷۱۲۰)

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے رویفع! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو جائے، پس لوگوں کو بتلانا کہ جس نے اپنی داڑھی کو گرہ لگائی، یا تانت کا قلادہ ڈالا، یا جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہو جائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''ایسا شخص اس چیز سے بری ہو جائے گا، جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔''

(۹۹۷۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنِ اسْتَشَارَهُ أَخُوْهُ الْمُسْلِمُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ فَقَدْ خَانَهُ، وَمَنْ أَفْتَى بِفُتْيَا غَيْرِ ثَبْتٍ، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلٰى مَنْ أَفْتَاهُ۔)) (مسند احمد: ۸۲۴۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی، جو میں نے نہیں کہی، وہ آگ سے اپنا ٹھکانہ تیار کر لے، جس سے اس کے مسلمان بھائی نے مشورہ طلب کیا، لیکن اس نے عقل اور راست روی کے بغیر اس کو مشورہ دے دیا، پس اس نے اس سے خیانت کی اور جس نے تحقیق کے بغیر فتوی دیا، پس اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہوگا۔''

فوائد: ...... مشورہ اور فتوی دینے والے افراد کو متنبہ رہنا چاہیے، صرف وہ مشورہ دیا جائے، جس میں مسلمان کے لیے خیر و بھلائی ہو اور مکمل تحقیق، محنت اور یقین یا ظن غالب کے بعد شریعت سے متعلقہ امور کا فتوی دیا جائے۔

(۹۹۷۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ، وَأَنْ يَمْنَعَ الرَّجُلُ جَارَهُ أَنْ يَضَعَ خَشَبَةً فِيْ حَائِطِهِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۱۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے، مشکیزے کے منہ سے پانی پیے اور اس سے کہ آدمی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے منع کرے۔

(۹۹۷۲)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرٰى

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی غیر باپ کی طرف

(۹۹۶۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، أخرجه النسائی: ۸/ ۱۳۵ (انظر: ۱۶۹۹۵)
(۹۹۷۰) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۳۶۵۷، وابن ماجه: ۵۳ (انظر: ۸۲۶۶)
(۹۹۷۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الصحیح، أخرجه البیهقی: ۶/ ۶۸ (انظر: ۸۳۱۷)
(۹۹۷۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵۰۹ (انظر: ۱۶۹۸۰)

اَنْ یُدْعَی الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ یُرِیَ عَیْنَیْهِ فِی الْمَنَامِ مَالَمْ تَرَیَا، اَوْ یَقُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَالَمْ یَقُلْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۰۵)

منسوب ہو یا اپنی آنکھوں کو وہ کچھ دکھائے، جو انھوں نے نہ دیکھا ہو (یعنی جھوٹے خواب بیان کرے)، رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے، جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو۔‘‘

(۹۹۷۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ لَیْثٍ، قَالَ: اَشْهَدُ عَلٰی عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ، قَالَ شُعْبَةُ: اَوْ قَالَ عِمْرَانُ: اَشْهَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ نَهٰی عَنِ الْحَنَاتِمِ۔ اَوْ قَالَ: الْحَنْتَمِ۔ (وَفِیْ لَفْظٍ: عَنِ الشُّرْبِ فِی الْحَنَاتِمِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِیْرِ۔))) (مسند احمد: ۲۰۰۷۷)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے ہرے رنگ کے گھڑوں میں پینے سے، سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ……حرمت شراب کے وقت ہرے رنگ کے گھڑوں اور دیگر برتنوں کو استعمال کرنے سے عارضی طور پر منع کیا گیا تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اس قسم کے برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔

(۹۹۷۴)۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا یَحِلُّ لِاِمْرِیءٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یَنْظُرَ فِیْ جَوْفِ بَیْتِ امْرِیءٍ حَتّٰی یَسْتَاْذِنَ، فَاِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلَا یَؤُمُّ قَوْمًا فَیَخْتَصَّ نَفْسَهُ بِدُعَاءٍ دُوْنَهُمْ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ، وَلَا یُصَلِّیْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰی یَتَخَفَّفَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۷۹)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اجازت لیے بغیر کسی آدمی کے گھر کے اندر دیکھے، اگر وہ وہ دیکھتا ہے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ وہ داخل ہو گیا ہے، نیز کوئی آدمی لوگوں کو اس طرح امامت نہ کروائے کہ دعا صرف اپنے نفس کے لیے کرتا رہے، پس اگر وہ اس طرح کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس نے ان سے خیانت کی ہے اور کوئی آدمی اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب پائخانہ کو روک رہا ہو، اسے چاہیے کہ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔‘‘

(۹۹۷۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه مقطعا الترمذی: ۱۷۳۸، والنسائی: ۸/ ۱۷۰ (انظر: ۱۹۸۳۸)

(۹۹۷٤) تخریج: صحیح لغیره دون قصة دعاء الامام لنفسه، فانه تفرد بها یزید بن شریح الحضرمی، وهو یعتبر به فی المتابعات والشواهد، أخرجه ابوداود: ۹۰، والترمذی: ۳۵۷ (انظر: ۲۲٤۱۵)

فوائد: ...... نظر کی وجہ سے ہی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے دوسرے کے گھروں میں جھانکنا اور سوراخوں سے دیکھنا منع ہے۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

تین کے عدد سے شروع ہونے والے تین تین امور کا بیان

تَنْبِیْه: ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ۔)) (مسند احمد: ۵۳۷۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر جنت کو حرام قرار دیا ہے، شراب پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، والدین کا نافرمان اور وہ دیوث جو اپنے گھر کے اندر برائی کو برقرار رکھتا ہے۔''

فوائد: ......اپنے گھر والے افراد کے بارے میں غیرت نہ رکھنے والے کو دیوث کہتے ہیں، دوسرے الفاظ میں دیوث کا معنی بے غیرت ہے۔

(۹۹۷۶)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْعَاقُّ وَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَثَلَاثٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰى۔)) (مسند احمد: ۶۱۸۰)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا: والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والے، مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی خاتون اور دیوث اور اللہ تعالیٰ بروز قیامت تین افراد کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔''

(۹۹۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ اِذَا كُنَّ فِي الرِّجَالِ، فَهُوَ الْمُنَافِقُ الْخَالِصُ، اِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین خصلتیں ہیں، جب وہ کسی آدمی میں پائی جائیں گی تو وہ خالص منافق ہوگا، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے،

(۹۹۷۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۵۳۷۲)

(۹۹۷۶) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه النسائی: ۵/ ۸۰ (انظر: ۶۱۸۰)

(۹۹۷۷) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۶۸۷۹)

حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِنْ وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِنِ اؤْتُمِنَ خَانَ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ لَمْ يَزَلْ يَعْنِي فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا۔)) (مسند احمد: ٦٨٧٩)

جب وعدہ کرے تو اس کی مخالفت کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے، اور جس فرد میں ان میں ایک خصلت ہو گی تو اس میں وہ دراصل نفاق کی خصلت ہو گی، یہاں تک کہ وہ اس کو ترک کر دے۔''

فوائد:......ان تین برائیوں کا تعلق منافقوں کے اعمال سے ہے۔

(٩٩٧٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحٰقَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مِنْ عَمَلِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ، النِّيَاحَةُ، وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ۔)) وَكَذَا، قُلْتُ لِسَعِيدٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ۔ (مسند احمد: ٧٥٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جاہلیت کے تین امور ہیں، اہل اسلام بھی ان کو ترک نہیں کریں گے، نوحہ کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور اس طرح جاہلیت کی پکار پکارنا کہ اے آلِ فلاں، اے آلِ فلاں۔''

(٩٩٧٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ، دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ۔)) (مسند احمد: ٨٥٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والدین کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔''

(٩٩٨٠)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ، يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ الْإِمَامَ وَلَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نہ تین افراد سے کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ایک وہ آدمی جو کسی بیابان میں زائد پانی پر قبضہ کر لے اور مسافر کو اس سے روک دے، دوسرا وہ آدمی جو صرف دنیا

(٩٩٧٨) تخريج: أسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ٣١٤١ (انظر: ٧٥٦٠)

(٩٩٧٩) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ١٥٣٦، والترمذي: ١٩٠٥، ٣٤٤٨ (انظر: ٨٥٨١)

(٩٩٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٥٨، ومسلم: ١٠٨ (انظر: ٧٤٤٢)

يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا ، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ ، قَالَ: وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ ، فَحَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ لَأَخَذَهَا ، بِكَذَا ، وَكَذَا ، فَصَدَّقَهُ ، وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ.)) (مسند احمد: ٧٤٣٥)

کے لیے حکمران کی بیعت کرے، اگر وہ اس کو دنیوی مال دے تو وہ بیعت کے تقاضے پورا کرتا ہے اور اگر کچھ نہ دے تو وہ پورا نہیں کرتا، تیسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد اپنا سامان فروخت کرے اور اس بات پر قسم اٹھائے کہ اس نے یہ سامان اتنی قیمت کا لیا ہے، پس اس سے خریدنے والے اس قسم کی وجہ سے اس کی تصدیق کرے، جبکہ حقیقت میں اس کا معاملہ جھوٹ پر ہو۔''

(٩٩٨١)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا ، قِيلَ وَقَالَ ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ ، وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأْدَ الْبَنَاتِ ، وَعُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ ، وَمَنْعَ وَهَاتِ.)) (مسند احمد: ١٨٣٢٨)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین امور کو ناپسند کیا ہے، قیل و قال، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا اور اس کے رسول نے تم پر تین چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، ماؤں کی نافرمانی کرنا اور روک لینا اور مانگنا۔''

فوائد: …… قیل و قال: اس سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے باتیں کی جائیں اور بغیر تحقیق کے لوگوں کی باتیں بیان کی جائیں۔

کثرت سے سوال کرنا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں سے مال و متاع کا سوال کیا جائے یا غیر ضروری مسائل اور لوگوں کے حالات کے بارے میں پوچھا جائے۔

آجکل گپ شپ کے بہانے ان ہی دو چیزوں کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔

روک لینا اور مانگنا: اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی پر جس چیز کا خرچ کرنا ضروری ہو، وہ اس کو خرچ نہ کرے اور جس چیز میں اس کا حق نہ ہو، وہ لوگوں سے اس کا سوال کرے۔

(٩٩٨٢)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ ، سَأَلْنَاهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْنَا أَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ مَمْلُوكًا وَأَسْلَمَ قَبْلَنَا ،

بنو ثقیف کے ایک آدمی سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کا سوال کیا، آپ ﷺ نے ہمیں کسی ایک میں بھی رخصت نہیں دی، ہم نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ابو بکرہ کو ہمیں لوٹا دیں، وہ غلام تھا اور ہم

(٩٩٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٠٨، ومسلم: ٥٩٣ (انظر: ١٨١٤٧)

(٩٩٨٢) تخريج: اسناده صحيح ، أخرج منه قصة ابي بكرة الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٤٢٧٣ ، وفي "شرح معاني الآثار": ٣/ ٢٧٨ (انظر: ١٧٥٣٠)

فَقَالَ: ((لَا، هُوَ طَلِيْقُ الله، ثُمَّ طَلِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) ثُمَّ سَأَلْنَاهُ اَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِيْ الشِّتَاءِ وَكَانَتْ اَرْضُنَا اَرْضًا بَارِدَةً بَعْنِيْ فِيْ الطُّهُوْرِ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا، وَسَأَلْنَاهُ اَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِيْ الدُّبَّاءِ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷٦۷۱)

سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، وہ تو اللہ تعالیٰ کا اور پھر اس کے رسول کا آزاد شدہ ہے۔'' پھر ہم نے آپ ﷺ نے سوال کیا کہ ہمارے علاقے میں بڑی سردی پڑتی ہے، اس لیے ہمیں طہارت کے بارے میں رخصت دی جائے، آپ ﷺ نے ہمیں رخصت نہ دی، پھر ہم نے آپ ﷺ سے یہ اجازت چاہی کہ ہمیں کدو کا برتن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اس کی بھی رخصت نہ دی۔

فوائد: ...... جب کافروں کا غلام مسلمان ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے بعد میں کدو کا برتن استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی، عذر کے وقت غسل اور وضو کے بجائے تیمم کرنا درست ہے، لیکن ان لوگوں کا عذر اس لائق نہیں تھا کہ ان کو یہ رخصت دی جائے۔

(۹۹۸۳)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَقَاطِعُ رَحِمٍ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ، وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ نَهْرِ الْغُوْطَةِ۔)) قِيْلَ: وَمَا نَهْرُ الْغُوْطَةِ؟ قَالَ: ((نَهْرٌ يَجْرِيْ مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ يُؤْذِيْ اَهْلَ النَّارِ رِيْحُ فُرُوْجِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۹۸)

سیدنا ابو موسی اشعری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے، شراب پر ہمیشگی کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو آدمی شراب پر ہمیشگی والی حالت پر مرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائے گا۔'' کسی نے کہا: غوطہ کی نہر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی نہر ہو گی، ان کی شرمگاہوں کی بدبو جہنمیوں کو تکلیف دے گی۔''

(۹۹۸٤)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔)) قَالَ:

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تین افراد سے نہ کلام کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔'' سیدنا ابو ذر ؓ

(۹۹۸۳) تخريج: قوله منه: "ثلاثة لا يدخلون الجنة: مدمن خمر، وقاطع رحم، ومصدق بالسحر۔" حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابي حريز، أخرجه ابن حبان: ٥٣٤٦، وابويعلى: ٧٢٤٨، والحاكم: ٤/ ١٤٦ (انظر: ١٩٥٦٩)

(۹۹۸٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٦ (انظر:) ٢١٣١٨

قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ هُمْ خَسِرُوْا وَخَابُوْا قَالَ: فَاَعَادَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: ((الْمُسْبِلُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ اَوِ الْفَاجِرِ، وَالْمَنَّانُ۔)) (مسند احمد: ٢١٦٤٤)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ تو خسارہ پانے والے اور ناکام ہونے والے ہیں، آپ ﷺ نے تین بار وہی بات دوہرائی اور پھر فرمایا: ''کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، جھوٹی قسم اٹھا کر سامان فروخت کرنے والا اور احسان جتلانے والا۔''

(٩٩٨٥)۔ عَنْ ثَوْبَانَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَارَقَ الرُّوْحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ، الْكِبْرَ، وَالدَّيْنَ، وَالْغُلُوْلَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٢٧)

سیدنا ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی روح اس حال میں اس کے جسم سے جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری ہو، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک تکبر، دوسری قرض اور تیسری خیانت۔''

(٩٩٨٦)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ، رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصٰى اِمَامَهُ، وَمَاتَ عَاصِيًا، وَاَمَةٌ اَوْعَبْدٌ اَبَقَ فَمَاتَ، وَامْرَاَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا، قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ، وَثَلَاثَةٌ لَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ، رَجُلٌ نَازَعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رِدَاءَهُ، فَاِنَّ رِدَاءَهُ الْكِبْرِيَاءُ، وَاِزَارَهُ الْعِزَّةُ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٤١)

سیدنا فضالہ بن عبید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کے (جرم کی سنگینی) بارے میں سوال نہ کر، (۱) وہ آدمی جو جماعت سے علیحدہ ہو گیا، اپنے امام کی نافرمانی کی اور اس نافرمانی کے دوران ہی فوت ہو گیا، (۲) وہ لونڈی یا غلام جو آقا سے بھاگ گیا اور اسی حالت میں مر گیا، اور (۳) وہ عورت کہ جس کا خاوند اس سے غائب تھا، جبکہ اس نے اس کے دنیا کے اخراجات پورے کیے ہوئے تھے، لیکن اس خاتون نے اپنے خاوند کے بعد (غیروں کے لیے) بناؤ سنگھار کیا، پس تو ان نافرمانوں کے بارے میں سوال نہ کر۔ تین افراد اور بھی ہیں، ان کے (جرم کی سنگینی) کے بارے میں بھی سوال نہ کر، (۱) وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ سے اس کی چادر چھیننا چاہی یعنی تکبر کرنا چاہا، پس بیشک اس کی چادر تکبر ہیں اور اس کا ازار اس کی بڑائی ہے، (۲) وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں شک کیا اور (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔''

(٩٩٨٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذى: ١٥٧٢ (انظر: ٢٢٣٦٩)

(٩٩٨٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٣٧٤٩، وابن حبان: ٤٥٥٩، والحاكم: ١/ ١١٩، والطبرانى فى "الكبير": ١٨/ ٧٩٠ (انظر: ٢٣٩٤٣)

(۹۹۸۷)ـ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ، لِابْنِ السَّائِبِ قَاصِّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ: ثَلَاثَةٌ لَتُتَابِعَنِّي عَلَيْهِنَّ أَوْ لَأُنَاجِزَنَّكَ، فَقَالَ: مَاهُنَّ؟ بَلْ أَنَا أُتَابِعُكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَتِ: اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: فَقَالَتْ: إِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ، وَقُصَّ عَلَى النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثِنْتَيْنِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثَلَاثًا، فَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْكِتَابَ، وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ، وَلٰكِنِ اتْرُكْهُمْ، فَإِذَا جَرَّءُوكَ عَلَيْهِ وَأَمَرُوكَ بِهِ فَحَدِّثْهُمْ. (مسند احمد: ۲۶۳٤۰)

امام شعبی کہتے ہیں: سیدہ عائشہ ؓ نے اہل مدینہ کے واعظ ابن سائب سے کہا: یا تو تو تین چیزوں پر میری موافقت کرے گا، یا میں تجھ سے مقابلہ کروں گی، انھوں نے کہا: وہ کون سی چیزیں ہیں؟ اے ام المؤمنین! میں آپ کی موافقت کروں گا، سیدہ نے کہا: (۱) دعا میں مسجع کلام سے بچ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ایسے نہیں کرتے تھے، (۲) لوگوں کو ایک ہفتے میں ایک دفعہ وعظ کر، اگر تو انکار کرے تو دو بار کر لے، اگر یہ بھی تسلیم نہ کرے تو تین دفعہ کر لیا کر، لوگوں کو اس کتاب سے اکتا نہ دینا، اور (۳) میں تجھے اس حالت میں نہ پاؤں کہ تو لوگوں کے پاس آئے، جبکہ وہ آپس میں گفتگو کر رہے ہوں اور تو آ کر ان کی بات کو کاٹ دے، تو نے ان کو چھوڑے رکھنا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ خود تجھے جرأت دلائیں اور بات کرنے کا حکم دیں تو پھر تو ان سے باتیں کر۔

فوائد:...... کیا کمال نصیحتیں کی ہیں سیدہ عائشہ ؓ نے، یہ اسلام کے سنہری قوانین ہیں۔

(۹۹۸۸)ـ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدَّوَاوِينُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثَةٌ، دِيوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِ شَيْئًا، وَدِيوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا، وَدِيوَانٌ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ، فَأَمَّا الدِّيوَانُ الَّذِي لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ وَأَمَّا الدِّيوَانُ الَّذِي لَا يَعْبَأُ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں تین قسم کے دیوان ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایک دیوان کی تو کوئی پروانہیں کرتا، ایک دیوان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑے گا اور ایک دیوان کو معاف نہیں کرے گا۔ پس وہ دیوان جس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دے گا۔'' جس دیوان میں سے اللہ تعالیٰ کسی چیز کی پروانہیں

(۹۹۸۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ۱۰/ ۱۹۹، وابن حبان: ۹۷۸ (انظر: ۲۵۸۲۰)

(۹۹۸۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف صدقة بن موسى، أخرجه الحاكم: ٤/ ۵۷۵ (انظر: ۲۶۰۳۱)

اللّٰهُ بِهِ شَيْئًا ، فَظُلْمُ العَبْدِ نَفْسَهُ ، فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ ، مِنْ صَوْمِ يَوْمٍ تَرَكَهُ ، أَوْ صَلَاةٍ تَرَكَهَا ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْفِرُ ذٰلِكَ وَيَتَجَاوَزُ إِنْ شَاءَ ، وَأَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا ، فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا ، الْقِصَاصَ لَا مَحَالَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٥٥٩)

کرے گا، وہ بندے کا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے، اس چیز کا تعلق اس کے اور اس کے ربّ کے مابین ہوتا ہے، مثال کے طور پر ایک دن کا روزہ ترک کر دیا اور ایک نماز چھوڑ دی، پس بیشک اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کو بخش دے گا اور اس سے تجاوز کر جائے گا، اور جس دیوان میں اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں چھوڑے گا، وہ ہے بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا، ان میں لامحالہ طور پر قصاص لیا جائے گا۔''

(٩٩٨٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ۔)) (مسند احمد: ١٠٩٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خصلتیں ہیں، جس آدمی میں وہ ہوں گی، وہ منافق ہوگا، اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وہ وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الرُّبَاعِيَّاتِ

چار چار امور کا بیان

تَنْبِيْه: ...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٩٥٧) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(٩٩٩٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ‌رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ ، وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ ، وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ‌رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو بڑے کی عزت نہ کرے، چھوٹے پر شفقت نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔''

(٩٩٩١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش، اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے لیے

(٩٩٨٩) تخریج: اسناده الأول صحيح على شرط مسلم، وهو حديث له اسنادان، أخرجه ابوعوانة: ١/ ٢١ ، وابن حبان: ٢٥٧ (انظر: ١٠٩٢٥)

(٩٩٩٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٩٢١ (انظر: ٢٣٢٩)

(٩٩٩١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٧ ، والبيهقي: ٦/ ٨٢ ، وأخرجه ابوداود: ٣٥٩٧ دون قوله: "ومن مات وعليه دين......" (انظر: ٥٣٨٥)

حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِيْ اَمْرِهِ، وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَلَيْسَ بِالدِّيْنَارِ، وَلَا بِالدِّرْهَمِ وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ، وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ، وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَالَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔)) (مسند احمد: ٥٣٨٥)

رکاوٹ بن گئی، اس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، جو آدمی مقروض ہو کر مرا، تو (وہ یاد رکھے کہ) روزِ قیامت درہم و دینار کی ریل پیل نہیں ہوگی، وہاں تو نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہو گا۔ جس نے دیدہ دانستہ باطل کے حق میں جھگڑا کیا وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب میں رہے گا جب تک باز نہیں آتا۔ جس نے مومن پر ایسے جرم کا الزام لگایا جو اس میں نہیں پایا جاتا اسے "رَدْغَةُ الْخَبَال" (جہنمیوں کے پیپ) میں روک لیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس بات سے نکل آئے، جو اس نے کہی ہوگی۔"

فوائد: ...... مسلمان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جانا ممکن ہے اور یہ چیز زیادہ قابل جرح بھی نہیں ہے، کیونکہ نیکیوں کے ذریعے یا توبہ کرنے سے اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے کے درپے ہو جانا بغاوت ہے اور بغاوت کو کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔ اگر کسی مجرم کا معاملہ عدالت میں پہنچ چکا ہو اور اس پر حدّ نافذ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہو تو کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی حدّ کے سامنے روڑے اٹکائے۔ یہی معاملہ اس جھگڑے کا ہے، جس کی بابت جھگڑنے والے کو پتہ ہو کہ وہ باطل پر ہے، لیکن پھر بھی اپنی انانیت کے دفاع کا بھوت سوار کر کے یا کسی اور مقصد کے پیش نظر لڑائی جاری رکھے۔

(٩٩٩٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ اَنْ يَنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِطَلَاقِ اُخْرٰى، وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَبِيْعَ عَلٰى بَيْعِ صَاحِبِهِ حَتّٰى يَذَرَهُ، وَلَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَكُوْنُوْنَ بِاَرْضِ فَلَاةٍ اِلَّا اَمَّرُوْا عَلَيْهِمْ اَحَدَهُمْ، وَلَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَكُوْنُوْنَ بِاَرْضِ فَلَاةٍ يُنَاجِى اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا۔)) (مسند احمد: ٦٦٤٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ حلال نہیں ہے کہ مرد ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کرے، نہ یہ حلال ہے کہ آدمی اپنے ساتھی کے سودے پر سودا کرے، یہاں تک کہ وہ ساتھی اس سودے کو چھوڑ دے، کسی ویرانے میں موجود تین افراد کے لیے حلال نہیں ہے، الا یہ کہ وہ اپنے میں سے ایک آدمی کو امیر بنا دیں، اسی طرح جب کسی بیاباں میں تین افراد ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔"

(٩٩٩٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٦٤٧)

(۹۹۹۳)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مَنَّانٌ، وَلَا وَلَدُ زِنْیَةٍ۔)) (مسند احمد: ٦٨٩٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کا نافرمان، شراب پر ہیشگی کرنے والا، احسان جتلانے والا اور زنا کی اولاد، یہ سارے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

(۹۹۹٤)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ: ((یَا عَلِیُّ! اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَاِنْ شَقَّ عَلَیْكَ، وَلَا تَاْكُلِ الصَّدَقَةَ، وَلَا تُنْزِ الْحَمِیْرَ عَلَی الْخَیْلِ، وَلَا تُجَالِسْ اَصْحَابَ النُّجُوْمِ۔)) (مسند احمد: ٥٨٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے علی! پورا پورا وضو کر، اگرچہ وہ تجھ پر گراں گزرے، صدقہ نہ کھا، گدھے کو گھوڑی پر نہ کدوا اور نجومی لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھ۔''

فَصْلٌ مِنْهُ فِی الرُّبَاعِیَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

چار کے عدد سے شروع ہونے والے چار چار امور کا بیان

تَنْبِیْه:......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹۹٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا، اَوْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنَ الْاَرْبَعِ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا، اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔)) (مسند احمد: ٦٨٦٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی، وہ منافق ہوگا اور جس میں ان چار میں ایک خصلت ہوگی، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وہ وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب معاہدہ کرے تو دھوکہ کر جائے اور جب جھگڑا کرے تو گالی نکالے۔''

فوائد:......ان چار خصلتوں کا تعلق منافق کے اعمال سے ہے۔

(۹۹۹٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْبَعٌ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں، امورِ جاہلیت میں سے ہیں، لوگ ان کو

(۹۹۹۳) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ "ولا ولد زنیة" وھذا اسناد ضعیف، علته جابان، أخرجه النسائی فی "الکبری": ٤٩١٦، والطیالسی: ٢٢٩٥ (انظر: ٦٨٩٢)

(۹۹۹٤) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابویعلی: ٤٨٤ (انظر: ٥٨٢)

(۹۹۹٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٧٥٩، ومسلم: ٥٨ (انظر: ٦٨٦٤)

(۹۹۹٦) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ١٠٠١ (انظر: ٧٩٠٨)

لَنْ يَدَعَهُنَّ النَّاسُ، التَّعْيِيرُ فِي الْاَحْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ، وَالْاَنْوَاءُ، وَاَجْرَبَ بَعِيرٌ فَاَجْرَبَ مِائَةً، مَنْ اَجْرَبَ الْبَعِيرَ الْاَوَّلَ؟)) (مسند احمد: ۷۸۹۵)

بالکل نہیں چھوڑیں گے: (۱) حسب پر طعن کرنا، (۲) میت پر نوحہ کرنا، (۳) ستاروں کا معاملہ اور (۴) یہ کہنا کہ ایک اونٹ کو خارش لگی، پس اس نے سب کو خارش لگا دی، یہ تو بتاؤ کہ پہلے کو کس نے خارش لگائی؟''

(۹۹۹۷)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْقُلُوْبُ اَرْبَعَةٌ، قَلْبٌ اَجْرَدُ فِيْهِ مِثْلُ السِّرَاجِ يُزْهِرُ، وَقَلْبٌ اَغْلَفُ مَرْبُوْطٌ عَلٰى غِلَافِهِ، وَقَلْبٌ مَنْكُوْسٌ، وَقَلْبٌ مُصْفَحٌ، فَاَمَّا الْقَلْبُ الْاَجْرَدُ فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ سِرَاجُهُ فِيْهِ نُوْرُهُ، وَاَمَّا الْقَلْبُ الْاَغْلَفُ فَقَلْبُ الْكَافِرِ، وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمَنْكُوْسُ فَقَلْبُ الْمُنَافِقِ عَرَفَ ثُمَّ اَنْكَرَ، وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمُصْفَحُ فَقَلْبٌ فِيْهِ اِيْمَانٌ وَنِفَاقٌ، فَمَثَلُ الْاِيْمَانِ فِيْهِ كَمَثَلِ الْبَقْلَةِ يَمُدُّهَا الْمَاءُ الطَّيِّبُ، وَمَثَلُ النِّفَاقِ فِيْهِ كَمَثَلِ الْقُرْحَةِ يَمُدُّهَا الْقَيْحُ وَالدَّمُ، فَاَيُّ الْمَدَّتَيْنِ غَلَبَتِ الْاُخْرٰى غَلَبَتْ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۴۶)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دل چار قسم کے ہوتے ہیں: (۱) خالص اور صاف دل، جو چراغ کی طرح روشن ہوتا ہے، (۲) پردے میں بند دل، جس سے پردہ ہٹ ہی نہیں سکتا، (۳) الٹا کیا ہوا دل اور (۴) دو رُخا دل۔ ان کی تفصیل یہ ہے: صاف دل سے مراد مومن کا دل ہے، اس کا چراغ اس کا نور ہے، پردے میں بند دل کافر کا ہوتا ہے، الٹا ہوا دل اس منافق کا ہوتا ہے، جو حق کی معرفت حاصل کرنے کے بعد اس کا انکار کر دیتا ہے اور دو رُخا دل وہ ہوتا ہے، جس کے اندر ایمان بھی ہو اور نفاق بھی، اس میں ایمان کی مثال سبزی کی سی ہے کہ پاکیزہ پانی جس کو بڑھاتا ہے اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی سی ہے کہ جو پیپ اور خون کی وجہ سے بڑھتا ہے، ان دو میں سے جس کی بڑھوتری غالب آ جاتی ہے، سو وہ غالب رہتی ہے۔''

فوائد:...... الٹے ہوئے دل سے مراد یہ ہے کہ ایسا سمجھیں کہ دل کو برتن کی طرح الٹا کر دیا گیا اور اس میں موجود خیر نکل گئی، اس سے مراد منافق کا ارتداد ہے، یا اس کی ظاہری حالت کو دیکھ کر بات کی گئی ہے۔

(۹۹۹۸)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنَنِي وَاَيْنَقْنَنِي، قَالَ عَفَّانُ: وَاَنْقَنَنِي، ((نَهٰى اَنْ تُسَافِرَ

سیدنا ابو سعید ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار چیزیں سنی، انھوں نے مجھے تعجب میں ڈال دیا اور مجھے حیران کر دیا، (۱) آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ

(۹۹۹۷) تخریج: اسناده ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم، ولانقطاعه، ابو البخترى لم يدرك ابا سعيد الخدرى، أخرجه الطبرانى فى "الصغير": ۱۰۷۵ (انظر: ۱۱۱۲۹)

(۹۹۹۸) تخريج: أخرجه البخارى: ۱۱۹۷، ۱۸۶٤، ۱۹۹۵، ومسلم: ۸۲۷ (انظر: ۱۱٦۸۱)

الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ)) قَالَ عَفَّانُ: أَوْ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجٌ أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ، وَنَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ فِي سَاعَتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ، وَنَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ النَّحْرِ، وَيَوْمِ الْفِطْرِ، وَقَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، وَمَسْجِدِيْ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ١١٧٠٤)

عورت دو دنوں کی مسافت کا سفر کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہونا چاہیے، (۲) آپ ﷺ نے دو گھڑیوں میں نماز سے منع فرمایا، نمازِ فجر کے بعد، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نماز عصر کے بعد، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے، (۳) آپ ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا، نیز (۴) آپ ﷺ نے فرمایا کہ پالان نہ کسے جائیں، ماسوائے تین مساجد کے، مسجد حرام، مسجد اقصی اور یہ مسجد نبوی۔

(٩٩٩٩)۔ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يُتْرَكْنَ، اَلْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ أَوْ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩١)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت کے چار امور کو نہیں چھوڑا جائے گا، حسب میں فخر کرنا، نسب میں طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، اگر نوحہ کرنے والی خاتون نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو اس کو قیامت کے دن اس حال میں کھڑا کر دیا جائے گا کہ اس پر گندھک کا لباس ہوگا یا خارش کی قمیص ہو گی۔''

(١٠٠٠٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ: يَتَعَوَّذُ مِنْ أَرْبَعٍ، مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ (مسند احمد: ٧٨٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار چیزوں سے پناہ طلب کرتے تھے، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، حیات وممات کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ

پانچ پانچ امور کا بیان

فوائد:...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(٩٩٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٣٤ (انظر: ٢٢٩٠٣)

(١٠٠٠٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٨٧٠)

(۱۰۰۰۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَرَّمَ عَلٰی أُمَّتِی الْخَمْرَ، وَالْمَیْسِرَ، وَالْمِزْرَ، وَالْکُوْبَةَ، وَالْقِنِّیْنَ۔ وَزَادَنِیْ صَلَاةَ الْوِتْرِ۔)) قَالَ یَزِیْدُ (اَحَدُ الرُّوَاةِ): اَلْقِنِّیْنُ الْبَرَابِطُ۔ (مسند احمد: ٦٥٤٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوا، جو یا گیہوں کی شراب، نرد یا شطرنج اور باجے کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وتر کی صورت میں ایک زائد نماز دی ہے۔'' یزید راوی نے کہا: ''قِنِّیْن'' سے مراد ''بَرْبَط'' یعنی باجہ ہے۔

(۱۰۰۰۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا یَزِیْدُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ، وَلَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَتِهِ، وَلَا تَسْاَلُ امْرَاَةٌ طَلَاقَ اُخْتِهَا۔)) (مسند احمد: ٧٦٨٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے، بیع نجش نہ کرو، کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر زیادہ قیمت نہ لگائے، کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر پیغامِ نکاح نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنے بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے۔''

(۱۰۰۰۳)۔ وعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَسْرِقُ سَارِقٌ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَزْنِیْ زَانٍ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الشَّارِبُ حِیْنَ یَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، یَعْنِی الْخَمْرَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ، وَلَا یَنْتَهِبُ اَحَدُکُمْ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ، یَرْفَعُ اِلَیْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ اَعْیُنَهُمْ فِیْهَا، وَهُوَ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ، وَلَا یَغُلُّ اَحَدُکُمْ حِیْنَ یَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِیَّاکُمْ اِیَّاکُمْ۔)) (مسند احمد: ٨١٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب کوئی آدمی بڑی مقدار میں لوٹ مار کرتا ہے اور مؤمن لوگ اپنی نگاہیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور جب کوئی خائن خیانت کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، پس تم ان امور سے بچو، ان امور سے بچو۔''

(۱۰۰۰۱) تخریج: اسناده ضعیف، فرج بن فضالة ضعیف، وابراهیم بن عبد الرحمن مجهول، وابوه، فی حدیثه مناکیر، قاله الامام البخاری (انظر: ٦٥٤٧)

(۱۰۰۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ٢١٦٠، ومسلم: ١٤١٣ (انظر: ٧٧٠٠)

(۱۰۰۰۳) تخریج: أخرجه مسلم: ٥٧ (انظر: ٨٢٠٢)

(۱۰۰۰٤)۔ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ قَرْيَةً مِنْ قُرَى الْمَغْرِبِ، يُقَالُ لَهَا جَرْبَةٌ، فَقَامَ فِينَا خَطِيبًا، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي لَا أَقُولُ فِيكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ، قَامَ فِينَا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاؤُهُ زَرْعَ غَيْرِهِ (يَعْنِي إِتْيَانَ الْحُبَالَى مِنَ السَّبَايَا) وَأَنْ يُصِيبَ امْرَأَةً ثَيِّبًا مِنَ السَّبْيِ حَتّٰى يَسْتَبْرِئَهَا (يَعْنِي إِذَا اشْتَرَاهَا) وَأَنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حَتّٰى يُقْسَمَ، وَأَنْ يَرْكَبَ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَأَنْ يَلْبَسَ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۲۲)

حنش صنعانی کہتے ہیں: ہم نے سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی سمت والی بستیوں میں سے جربہ نامی بستی کے ساتھ جہاد کیا، وہ ہم میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: لوگو! میں تم میں وہی بات کروں گا، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ غزوۂ حنین والے دن ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے فرد کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے، اس سے آپ ﷺ کی مراد حاملہ قیدی خواتین سے جماع کرنا تھا، نیز کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ استعمال شدہ قیدی خاتون خریدنے کے بعد استبرائے رحم سے پہلے اس سے جماع کرے، تقسیم سے پہلے غنیمت کا مال بیچ دے، مسلمانوں کے مالِ فیٔ میں سے کسی جانور پر سوار ہو جائے، یہاں تک کہ جب اس کو تھکا دے تو واپس کر دے اور وہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کوئی کپڑا پہن لے اور پھر بوسیدہ کر کے اس کو واپس کر دے۔''

(۱۰۰۰٥)۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَرَوْحٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَلَا تَحْتَبِيَنَّ فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ، وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ، وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ، وَلَا تَضَعْ إِحْدَى رِجْلَيْكَ عَلَى الْأُخْرٰى إِذَا اسْتَلْقَيْتَ۔)) قُلْتُ لِأَبِي الزُّبَيْرِ: أَوَضْعُهُ رِجْلَهُ عَلَى

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک جوتے میں نہ چل، ایک ازار میں گوٹھ نہ مار، بائیں ہاتھ سے نہ کھا، گونگی بکل نہ مار اور جب چت لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر نہ رکھ۔'' ابن جریج کہتے ہیں: میں نے ابو زبیر سے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی لیٹ کر اپنا پاؤں دوسرے گھٹنے پر رکھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر انھوں نے کہا: گونگی بکل ایک لباس ہے، جس میں ازار کا اندرونی اور بیرونی حصہ ایک کندھے پر رکھ دیا جاتا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں: میں نے

(۱۰۰۰٤) تخريج: صحيح بشواهده، أخرجه ابوداود: ۲۱۵۹ (انظر: ۱٦۹۹۷)

(۱۰۰۰٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرج المرفوع منه مسلم: ۲۰۹۹، وأخرجه مختصرا ابوداود: ٤٨٦٥، والترمذي: ۲۷٦٦ (انظر: ۱٤۱۷۸)

الرُّكْبَةِ مُسْتَلْقِيًا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اَمَّا الصَّمَّاءُ فَهِيَ إِحْدَى اللِّبْسَتَيْنِ تَجْعَلُ دَاخِلَةَ إِزَارِكَ وَخَارِجَهُ عَلٰى إِحْدٰى عَاتِقَيْكَ، قُلْتُ لِأَبِي الزُّبَيْرِ: فَإِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ: لَا يَحْتَبِيْ فِيْ إِزَارٍ وَاحِدٍ مُفْضِيًا، قَالَ: كَذٰلِكَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: لَا يَحْتَبِيْ فِيْ إِزَارٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَمْرٌو لِيْ: مُفْضِيًا۔ (مسند احمد: ١٤٢٢٧)

پھر ابو زبیر سے کہا: لوگ تو یہ کہہ کہتے ہیں کہ ایک ازار میں اس وقت گوٹھ نہیں مارنا چاہیے، جب بے پردگی ہو رہی ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سنا ہے کہ آدمی ایک ازار میں گوٹھ نہ مارے۔ حجاج نے ابن جریج سے روایت کیا کہ عمرو کے الفاظ یہ ہے کہ گوٹھ اس وقت منع ہے، جب شرمگاہ نظر آ رہی ہو۔

فوائد: ...... "اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: اہلِ لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ ہی اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: "صَـمَّـاء" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔

جبکہ فقہا نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ دے اور اس طرح اس کی شرم گاہ ننگی ہونے لگے۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۲۹) سنن ابی داود (۴۰۸۰) کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، اس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کی دو قسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اوپر سے اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔"

اگرچہ اس حدیث کے ایک راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہاء کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ "صَـمَّـاء" کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔ (عون المعبود: ۱/۱۱۲۲)

سابقہ بیان سے معلوم ہوا کہ فقہاء والی تعریف کی تائید حدیث اور حدیث کے راوی سے ہو رہی ہے تو یہ معنی مراد لینے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ گویا "اشتمال صماء" کے دونوں معانی درست ہیں۔ اگر ترجیح دینی ہی ہے تو حدیث سے تائید شدہ معنی کو اولیٰ قرار دینا چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

حبوہ (گوٹھ مارنا): سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس انداز میں بیٹھ جایا کرتے تھے، اس لیے ایسے انداز میں بیٹھنا جائز ہے، بشرطیکہ بیٹھنے والا ننگا نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ الْمَبْدُوئَةِ بِعَدَدٍ
عدد سے شروع ہونے والے پانچ پانچ امور کا بیان

تَنْبِیْه: ...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۰۶)۔ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ سَلْمَانَ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ صَنْعَاءَ، أَنَّهُ جَلَسَ هُوَ وَآخَرُوْنَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُمْ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَمْسٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: بَلٰى! قَالَ: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، فَهُوَ مُضَادُّ اللّٰهِ فِيْ أَمْرِهِ، وَمَنْ أَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَهُوَ مُسْتَظِلٌّ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَتْرُكَ، وَمَنْ قَفَا مُؤْمِنًا أَوْ مُؤْمِنَةً حَبَسَهُ اللّٰهُ فِيْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ أُخِذَ لِصَاحِبِهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ لَا دِيْنَارَ ثَمَّ وَلَا دِرْهَمَ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ، حَافِظُوْا عَلَيْهِمَا فَإِنَّهُمَا مِنَ الْفَضَائِلِ۔)) (مسند احمد: ٥٥٤٤)

صنعاء کا ایک ایوب بن سلمان نامی آدمی بیان کرتا ہے کہ وہ اور کچھ دوسرے لوگ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا میں تم کو وہ پانچ امور بتا دوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے، انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے سامنے حائل ہو گئی، وہ اللہ تعالیٰ کی اس کے حکم میں مخالفت کرنے والا ہو گا، جس نے بغیر حق کے کسی جھگڑے پر مدد کی، وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے، جو مؤمن مرد یا عورت کی ٹوہ میں لگا یا ان پر تہمت لگائی، اللہ تعالیٰ اس کو ''رَدْغَة الخَبَال'' یعنی جہنمیوں کی پیپ میں ٹھہرائے گا اور جو مقروض ہو کر مرا، اس کے قرض خواہ کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، اس دن دینار و درہم نہیں چلیں گے، اور فجر کی دو سنتوں پر محافظت اختیار کرو، کیونکہ یہ فضیلت والے اعمال میں سے ہیں۔''

(۱۰۰۰۷)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ، الشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ، أَوْ نَهْبُ مُؤْمِنٍ، أَوِ الْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، أَوْ يَمِيْنٌ صَابِرَةٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ٨٧٢٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ برائیاں ہیں، کوئی چیز ان کا کفارہ نہیں بن سکتی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، بغیر حق کے کسی کو قتل کرنا، مؤمن کو لوٹنا، لڑائی والے دن بھاگ جانا اور وہ جھوٹی قسم، جس کے ذریعے بغیر حق کے مال غصب کیا جا رہا ہو۔''

(١٠٠٠٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه مختصرا ابوداود: ٣٥٩٨، و ابن ماجه: ٢٣٢٠ (انظر: ٥٥٤٤)

(١٠٠٠٧) تخريج: اسناده ضعيف، المتوكل أو أبو المتوكل مجهول، وبقية عنعن وهو يدلس تدليس التسوية (انظر: ٨٧٣٧)

(۱۰۰۰۸)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ خَمْسٍ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ، وَلَا کَاهِنٌ، وَلَا مَنَّانٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۰۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس میں یہ پانچ چیزیں پائی جائیں گی، شراب پر ہمیشگی کرنے والا، جادو پر ایمان لانے والا، قطع رحمی کرنے والا، نجومی اور احسان جتلانے والا۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِی السُّدَاسِیَّاتِ
چھ چھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان

تنبیہ:......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۰۹)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا یَبِیْعُ أَحَدُکُمْ عَلٰی بَیْعِ أَخِیْهِ وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔)) (مسند احمد: ۷۷۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بیع نجش نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو، کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

(۱۰۰۱۰)۔ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ کَرِهَ لَکُمْ ثَلَاثًا، قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَحَرَّمَ عَلَیْکُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأْدَالْبَنَاتِ، وَعُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۳۲۸)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین امور کو ناپسند کیا ہے، قیل و قال، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا اور اس کے رسول نے تم پر تین چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، ماؤں کی نافرمانی کرنا اور روک لینا اور مانگنا۔''

(۱۰۰۱۱)۔ عَنْ أَنَسٍ ﷺ، قَالَ: أَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی النِّسَاءِ حِیْنَ بَایَعَهُنَّ أَنْ لَا یَنُحْنَ، فَقُلْنَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ نِسَاءً

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خواتین سے بیعت لی تو ان سے یہ معاہدہ لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، کچھ خواتین نے کہا: اے اللہ کے رسول! بعض

(۱۰۰۰۸) تخریج: حدیث حسن لغیرہ، أخرجه البزار: ۲۹۳۲ (انظر: ۱۱۷۸۱/ ۲)

(۱۰۰۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵٦٤ (انظر: ۷۷۲۷)

(۱۰۰۱۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤۰۸، ومسلم: ۵۹۳ (انظر: ۱۸۱٤۷)

(۱۰۰۱۱) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین أخرجه ابوداود: ۳۲۲۲، والترمذی: ۱٦۰۱، و النسائی: ٤/ ۱٦ (انظر: ۱۳۰۳۲)

اَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَفَنُسْعِدُهُنَّ فِي الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا شِغَارَ، وَلَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا جَلَبَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا جَنَبَ، وَمَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا.)) (مسند احمد: ۱۳۰۶۳)

خواتین نے دورِ جاہلیت میں نوحہ کرنے میں ہماری مدد کی تھی، کیا ہم اسلام میں ان کی مدد کر سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں نہ ایسی مدد ہے، نہ شغار ہے، نہ عَقْر ہے، نہ جلب ہے اور نہ جنب ہے اور جس نے لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فوائد: ......نوحہ میں ایک دوسرے کی مدد کو ''اِسْعَاد'' کہتے ہیں، دورِ جاہلیت میں خواتین نوحہ کرنے میں باقاعدہ ایک دوسرے کا تعاون کرتی تھیں، اسلام میں تو سرے سے نوحہ سے ہی منع کر دیا۔

عَقر کی صورت یہ تھی کہ جو آدمی اپنی زندگی میں سخاوت کرتا تھا، لوگ اس کی قبر پر اونٹ نحر کرتے اور کہتے کہ ہم اس میت کو اس کے عمل کا بدلہ دے رہے ہیں، اسلام نے اس رسم سے بھی منع کر دیا۔

(۱۰۰۱۲)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَنْهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ، وَعَنْ صَلَاتَيْنِ، وَعَنْ نِكَاحَيْنِ، سَمِعْتُهُ يَنْهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى، وَاَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا، وَبَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۶۶۰)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزے سے، دو نمازوں سے اور دو قسم کے نکاحوں سے منع فرمایا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنے سے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزوں سے اور بھانجی اور اس کی خالہ کو اور بھتیجی اور اس کی پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا۔

(۱۰۰۱۳)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: ثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَاذَانَ اَبِي عُمَرَ، عَنْ عُلَيْمٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عَلٰى سَطْحٍ مَعَنَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَزِيْدُ: لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَبْسًا الْغِفَارِيُّ، وَالنَّاسُ يَخْرُجُوْنَ فِي الطَّاعُوْنِ، فَقَالَ عَبْسٌ: يَاطَاعُوْنُ! خُذْنِي،

علیم کہتے ہیں: ہم ایک چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک صحابی بھی ہمارے پاس موجود تھے، یزید راوی کہتے ہیں: میرا خیال یہی ہے کہ وہ سیدنا عبس غفاری ؓ تھے، اس وقت لوگ طاعون میں نکل رہے تھے، اتنے میں عبس نے تین بار کہا: اے طاعون! مجھے پکڑ لے، علیم نے کہا: تم یہ دعا کیوں کرتے ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ''کوئی آدمی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اس وقت اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور نہ

(۱۰۰۱۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ۱۲۶۸ (انظر: ۱۱۶۳۷)

(۱۰۰۱۳) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ۱۶۱۰، والطبران فى "الكبير": ۱۸/ ۶۱ (انظر: ۱۶۰۴۰)

ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا، فَقَالَ لَهُ عُلَيْمٌ: لِمَ تَقُوْلُ هٰذَا؟ أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ فَإِنَّهُ عِنْدَ انْقِطَاعِ عَمَلِهِ، وَلَا يُرَدُّ فَيَسْتَعْتِبَ.)) فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَادِرُوْا بِالْمَوْتِ سِتًّا، إِمْرَةَ السُّفَهَاءِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ، وَنَشْوًا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ يُقَدِّمُوْنَهُ يُغَنِّيْهِمْ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْهُمْ فِقْهًا.)) (مسند احمد: ١٦١٣٦)

اس کو واپس لوٹایا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکے۔" انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "چھ چیزوں سے پہلے پہلے مر جاؤ، بیوقوں کی حکومت، پولیس کی کثرت، انصاف کے بکنے، خون کے کم قیمت ہو جانے اور قطع رحمی سے پہلے اور قبل اس کے کہ لوگ قرآن مجید کو بانسریوں اور گیتوں کی طرح پڑھ کر کیف و سرور میں آئیں اور کسی آدمی کو صرف اس لیے (امامت کے لیے) آگے کریں کہ وہ گاہ گاہ کر تلاوت کرتا ہے، اگرچہ وہ ان میں سب سے کم فہم و فقہ والا ہو۔"

(١٠٠١٤)ـ عَنْ شَدَّادٍ أَبِيْ عَمَّارٍ الشَّامِيِّ، قَالَ: قَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ: يَا طَاعُوْنُ! خُذْنِيْ إِلَيْكَ، قَالَ: فَقَالُوْا: أَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا عُمِّرَ الْمُسْلِمُ كَانَ خَيْرًا لَهُ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَزِيْدُهُ طُوْلُ الْعُمُرِ إِلَّا خَيْرًا) قَالَ: بَلٰى وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ سِتًّا، إِمَارَةَ السُّفَهَاءِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ، وَنَشَأً يَنْشَؤُوْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ، وَسَفْكَ الدَّمِ.)) (مسند احمد: ٢٤٤٧٠)

شداد بن ابی عمار شامی سے مروی ہے کہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے طاعون! مجھے اپنی طرف کھینچ لے، لوگوں نے کہا: تم یہ کیوں کہتے ہو جبکہ تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مؤمن کو زیادہ عمر ملتی ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہی ہوتی ہے۔" انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، میں نے یہ حدیث سنی ہے، لیکن میں چھ چیزوں سے ڈرتا ہوں: بیوقوں کی حکومت، انصاف کے فروخت ہونے، پولیس کی کثرت، قطع رحمی اور لوگوں کا قرآن مجید کو بانسریوں اور گیتوں کی طرح پڑھ کر مزے لینا اور قتل۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي السُّبَاعِيَّاتِ

سات سات امور کا بیان

تَنْبِیْه:......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٩٥٧) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(١٠٠١٤) تخريج: صحيح لغيره أخرجه ابن ابی شيبة: ١٥/ ٢٤٤، والطبرانی فی "الكبير": ١٨/ ١٠٤ (انظر: ٢٣٩٧٠)

(۱۰۰۱۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَّهَ اَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۲۹۱۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر لعنت کرے، جس نے غیر اللہ کیلیے ذبح کیا، اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکا دیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بدفعلی کی اور اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قومِ لوط والا فعل کیا۔''

فوائد: ......مراد اللہ تعالیٰ کی پھٹکار، خدا کی مار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب وغضب کی بددعا کرنا ہے۔ اس حدیث میں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے، زمین کے نشانات بدلنے، نابینے کو رستہ بھٹکانے، والدین کو برا بھلا کہنے، غلام کا اپنے آقا کو بدلنے، چوپائے سے بدفعلی کرنے اور لواطت یعنی مرد کا مرد سے برائی کرنے کی قباحت وشناعت کا بیان ہے کہ ایسے بدنصیبوں کے حق میں لعنت کی بددعا کی گئی ہے۔

زمین کے نشانات سے مراد دو مختلف مالکوں کی زمینوں کے درمیان حد فاصل اور راستوں کی علامتیں اور سنگِ میل ہیں۔ یہ حدیث اسلام کی عالمگیریت اور ہر دور سے اس کی مکمل ہم آہنگی کا منہ بولتا ثبوت ہے، اگرچہ زمانہ قدیم میں بھی مسافر کی صحیح راہنمائی کے لیے شاہراہوں پر کچھ نشانات لگائے جاتے تھے، بہرحال عصر حاضر کی پختہ سڑکوں پر موڑوں کی نشاندہی، فاصلوں کے تعین، اترائی و چڑھائی کی نشاندہی اور مختلف آبادیوں اور شہروں کے نام اور ان کی طرف تیروں کے نشانات نے اس حدیثِ مبارکہ کی اہمیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عہد پارینہ کی بہ نسبت زمین کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، اس لیے حد بندی زیادہ ضروری امر ہو گیا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے ایسی پابندیاں روزِ اول سے ہی نافذ کر دی تھیں۔ نیز سنگِ میل وغیرہ کو بدلنا اور اندھے کو غلط راستے پر لگا دینا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام نے احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا۔ حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں لواطت کی قباحت کا بیان ہے، زمین کے کئی خطوں میں بسنے والے لوگ اس غیر فطرتی اور انتہائی گندے فعل میں مبتلا ہیں، بہرحال ایسا کرنے والے ملعون ہیں اور اسلام کے نزدیک ان کی سزا قتل ہے۔

(۱۰۰۱۶)۔ عَنْ اَبِیْ رَيْحَانَةَ ، اِنَّهُ قَالَ:

سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بات

(۱۰۰۱۵) تخریج: اسنادہ جیّد (انظر: ۲۹۱۵)

(۱۰۰۱۶) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجہ ابوداود: ۴۰۴۹، وابن ماجہ: ۳۶۵۵، والنسائی: ۸/ ۱۴۹ (انظر: ۱۷۲۰۸)

بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَالْمُشَاغَرَةِ، وَالْمُكَامَعَةِ، وَالْوِصَالِ، وَالْمُلَامَسَةِ۔ (مسند احمد: ۱۷۳٤٠)

پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان امور سے منع فرمایا ہے: دانتوں کو باریک کرنا، تل بھرنا، بالوں کو اکھاڑنا، شغار، مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹنا، عورت کے بال کے ساتھ مزید بال ملانا اور بیع ملامسہ۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِي السُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

سات کے عدد سے شروع ہونے والے سات سات امور والی احادیث کا بیان

تنبیہ:...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۱۷)۔ عَنْ اَبِي حَرِيْزٍ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ قَالَ: خَطَبَ النَّاسَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ، فَذَكَرَ فِيْ خُطْبَتِهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ سَبْعَةَ اَشْيَاءٍ وَاِنِّيْ اُبْلِغُكُمْ ذٰلِكَ وَاَنْهَاكُمْ عَنْهُ مِنْهُنَّ، النَّوْحُ، وَالشِّعْرُ، وَالتَّصَاوِيْرُ، وَالتَّبَرُّجُ، وَجُلُوْدُ السِّبَاعِ، وَالذَّهَبُ، وَالْحَرِيْرُ۔ (مسند احمد: ۱۷۰۵۹)

ابو حریز کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں لوگوں سے خطاب کیا اور اس میں یہ بات بھی ذکر کی: بیشک رسول اللہ ﷺ نے سات اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، میں تم کو آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور ان سے منع بھی کرتا ہوں، نوحہ کرنا، شعر پڑھنا، تصویریں بنانا، عورت کا غیر شوہر کے سامنے زیبائش کرنا، درندوں کے چمڑے، سونا اور ریشم۔

(۱۰۰۱۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ اسْتَعَاذَ مِنْ سَبْعِ مُوْتَاتٍ، مَوْتُ الْفَجَاةِ، وَمِنْ لَدْغِ الْحَيَّةِ، وَمِنَ السَّبُعِ، وَمِنَ الْغَرَقِ، وَمِنَ الْحَرْقِ، وَمِنْ اَنْ يَخِرَّ عَلٰى شَيْءٍ، اَوْ يَخِرَّ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَمِنَ الْقَتْلِ عِنْدَ فِرَارِ الزَّحْفِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سات موتوں سے پناہ طلب کی ہے، اچانک موت سے، سانپ کے ڈسنے سے، درندے سے، غرق سے، جلنے سے، کسی چیز پر گرنے سے، اس سے کہ کوئی چیز آپ ﷺ پر گر جائے اور لڑائی سے بھاگتے وقت قتل ہو جانے سے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّمَانِيَّاتِ

آٹھ آٹھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان

تنبیہ:...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۱۷) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۱۵۸۰ (انظر: ۱۷۹۳۵)

(۱۰۰۱۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، ومالك بن عبد الله مجهول، أخرجه البزار: ۷۸۲ (انظر: ۱۷۸۱۸)

(۱۰۰۱۹)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَنَافَسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا يَسْتَامُ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ، وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوْا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَلَا تَشْتَرِطِ امْرَاَةٌ طَلَاقَ اُخْتِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۰۶۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع نجش نہ کرو، باہمی قطع تعلقی سے بچو، کسی چیز میں باہم مقابلہ نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد کرنے سے بچو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے، شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔''

(۱۰۰۲۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ، وَالْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُطْعِمَهُ۔ (مسند احمد: ٤٢٨٤)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گودنے والیوں پر، گدوانے والیوں پر، بال جوڑنے والیوں پر، بال جڑوانے والیوں پر، حلالہ کرنے والے پر، اس پر جس کے لیے حلالہ کیا جائے، سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر لعنت کی ہے۔

فوائد: ......جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا تا کہ وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جائے، اسے گودنا کہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اپنے حسن و جمال میں بزعم خود اضافہ کرنے کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں کمی بیشی کر کے رد و بدل کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ تاہم بالوں پر مہندی یا کوئی اور رنگ لگانا جائز ہے، ماسوائے سیاہ رنگ کے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۰/۳۷۲۔۳۷۳) میں کہا: ''خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فاصلہ ڈالنے والیاں'': حدیثِ مبارکہ کے اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل اس وقت قابل مذمت ہوگا، جب اسے حسن کی خاطر کیا جائے، اگر علاج وغیرہ کروانے کے لیے ایسا کرنا پڑ جائے تو جائز ہوگا۔ ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرنے والیاں'': یہ ہر اس فرد کی صفتِ لازمہ ہے جو گودنے یا گدوانے، ابروؤں کے بال اکھاڑنے یا اکھڑوانے، بال لگانے یا لگوانے یا دانتوں میں شگاف ڈالنے کا کام کرتا ہے۔

علامہ عینی نے (عمدۃ القاری: ۲۲/۶۳) میں کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑنے کا سبب یہی ہے کہ یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ اس بحث سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ غماری کا قول ساقط اور فاسد ہے، اس نے اپنے رسالے (تنویر البصیرۃ ببیان علامات الکبیرۃ: ص۳۰) میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت کو تبدیل کرنے'' کا

(۱۰۰۱۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مختصرا مسلم: ٢٥٦٣ (انظر: ١٠٦٤٩)
(۱۰۰۲۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه النسائى: ٦/ ١٤٩ (انظر: ٤٢٨٤)

مصداق وہ چیز ہے، جس کا اثر باقی رہتا ہے، مثلا گودنا یا گدوانا یا دانتوں میں شگاف ڈالنا، یا وہ چیز جو دوبارہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہو، مثلا ابروؤں کے بال اکھاڑنا، کیونکہ یہ دوبارہ کافی دنوں کے بعد اگنا شروع ہوتے ہیں۔ رہا مسئلہ داڑھی کو مونڈنے کا، تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کے ساتھ نہیں ہے، کیونکہ دوسرے دن بال اگ آتے ہیں......''

میں (البانی) کہتا ہوں: شیخ غماری کا یہ فرق کئی پہلوؤں سے باطل ہے:

اولا:...... یہ محض دعوی ہے، کتاب وسنت کی کوئی دلیل اور کوئی قول اس پر دلالت نہیں کرتا، لوگ کہتے تھے:

والدعاوی ما لم تقیموا علیها

بینات ابناؤها ادعیاء

''جن دعووں پر تم دلائل پیش نہیں کر سکتے، (ان کی حیثیت) منہ بولے بیٹوں جتنی ہوتی ہے۔''

ثانیا:...... یہ دعوی حدیث کے الفاظ ''بال جوڑنے والیاں'' کے مخالف ہے، کیونکہ ''بال جوڑنا'' اُس ''گودنے یا گدوانے'' کی طرح تو نہیں ہے جو سرے سے زائل نہ ہوتا ہو یا آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہو، بالخصوص ''وگ'' کی صورت میں، کیونکہ اسے تو یوں جلدی سے زائل کیا جا سکتا ہے، جیسے ٹوپی اتار لی جاتی ہے۔

ثالثا:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیشانی کے بال مونڈنے پر انکار کیا اور اسی حدیث سے دلیل پکڑی، جیسا کہ ہیثم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مونڈنے اور اکھاڑنے میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ دونوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ بالوں کو اکھاڑنا ابروؤں کے بالوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کے بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے، آپ خود سوچیں۔

رابعا:...... شیخ غماری کی رائے متقدمین کے فہم کے مخالف ہے، حافظ ابن حجر کا قول گزر چکا ہے، اس سے زیادہ واضح اور مفید قول امام طبری کا ہے، انھوں نے (۱۰/ ۳۷۷) کہا:

اللہ تعالیٰ نے جس صورت پر عورت کو پیدا کیا، وہ حسن و جمال کی خاطر اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتی ہے، یہ تبدیلی خاوند کے لیے کی جائے یا کسی اور مقصد کے لیے۔ مثلا ابروؤں کے ملے ہوئے بالوں کے درمیان سے کچھ بال زائل کر کے ان کو علیحدہ علیحدہ کرنا، زائد دانت کو اکھاڑنا، لمبے دانت کو کٹوانا، ٹھوڑی یا اوپر والے ہونٹ یا نیچے والے ہونٹ کے نیچے اگے ہوئے بالوں کو نوچنا، سر کے بالوں کے ساتھ اور بال لگا کر ان کو لمبا کرنا یا گھنا کرنا۔ یہ ساری صورتیں نہی میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت اور تخلیق کو بدلنے کے مترادف ہیں۔ ہاں اگر کسی کو جسم کے کسی حصے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اسے زائل کرنا جائز ہے، مثلا ایسا زائد یا طویل دانت جو کھانا کھانے سے مانع ہو......

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر آپ امام طبری کے اس کلام پر غور کریں، تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ غماری کا قول باطل ہے۔ (صحیحہ: ۲۷۹۲)

جو مرد اپنے رخساروں اور گردن کے بال کو صاف کرتے یا اکھاڑتے ہیں، کیا ان کا یہ فعل بھی لعنتی ہے؟ اگر علت اور

سبب کو دیکھا جائے تو اس کے فعل کو لعنتی کہا جائے گا، کیونکہ وہ بھی حسن تلاش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کر رہا ہے۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثُّمَانِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ
آٹھ کے عدد سے شروع ہونے والی آٹھ آٹھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان

تَنْبِيْه:......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۲۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَتَعَوَّذُ مِنْ ثَمَانٍ، اَلْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَغَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعُدُوِّ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۵۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آٹھ چیزوں سے پناہ طلب کرتے تھے: غم، رنج، عاجزی، سستی، بخل، بزدلی، قرضے کا غلبہ اور دشمن کا غلبہ۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْعُشَارِيَّاتِ
دس دس امور پر مشتمل احادیث کا بیان

تَنْبِيْه:......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۲۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ لِلْحُسْنِ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَالْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ۔ (مسند احمد: ٨٤٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے: سود کھانے والا، سود کھلانے والا، اس کے دو گواہ، اس کو لکھنے والا، خوبصورتی کے لیے گودنے والی اور گدوانے والی، زکوۃ نہ دینے والا، حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، نیز آپ ﷺ نوحہ سے بھی منع کرتے تھے۔

(۱۰۰۲۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَعَنَ مُحَمَّدٌ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ،

امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ان افراد پر لعنت کی ہے: سود کھانے والا، کھلانے والا، اس کے معاملے کو لکھنے والا اور اس کا گواہ، گودنے والی، گدوانے والی، حلالہ

(۱۰۰۲۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۱۵٤۱، والترمذي: ۳٤۸٤، و النسائي: ۸/ ۲۷٤ (انظر: ۱۲۲۲٥)

(۱۰۰۲۲) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۳٥، والترمذي: ۱۱۱۹ (انظر: ۸٤٤)

(۱۰۰۲۳) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف الحارث الاعور (انظر: ۱۱۲۰)

وَشَاهِدَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، قَالَ ابْنُ عَوْنٍ قُلْتُ: إِلَّا مِنْ دَاءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالْحَالَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَقَالَ: وَكَانَ يَنْهَى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ: لَعَنَ، قُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ الْهَمْدَانِيُّ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۰)

کرنے والا، وہ شخص کہ جس کے لیے حلالہ کیا جائے، زکوۃ کو روکنے والا، نیز آپ ﷺ نوحہ سے منع کرتے تھے۔ راوی نے نوحہ کے لیے لعنت کے الفاظ استعمال نہیں کیے۔ ابن عون نے کہا: کیا بیماری کی وجہ سے گدوانا جائز ہے؟ امام شعبی نے کہا: جی ہاں۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْعُشَارِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

دس کے عدد سے شروع ہونے والے دس دس امور کا بیان

تنبیہ: ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۲٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ، تَخَتُّمَ الذَّهَبِ وَجَرَّ الْإِزَارِ وَالصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوْقَ، وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ، قَالَ جَرِيْرٌ: إِنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ نَتْفَهُ، وَعَزْلَ الْمَاءِ عَنْ مَحَلِّهِ وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا، وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ۔ (مسند احمد: ٤١٧٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دس چیزوں کو ناپسند کرتے تھے: (۱) سونے کی انگوٹھی، (۲) تہبند کو گھسیٹنا، (۳) صفرہ یعنی خلوق خوشبو، (۴) سفید بالوں کو تبدیل کر دینا، یعنی ان کو اکھاڑ دینا، (۵) مادۂ منویہ کو اس کے محل سے دور گرانا یعنی عزل کرنا، (۶) معوذات کے علاوہ دم کرنا، (۷) بچے میں فساد پیدا کرنا، لیکن اس کام کو حرام نہیں قرار دیا، (۸) تمیمے لٹکانا، (۹) بے محل موقع پر عورت کا زینت اختیار کرنا اور (۱۰) نرد کھیل کے مہرے مارنا۔

فوائد: ...... بچے میں فساد پیدا کرنے سے مراد غیلہ ہے، یعنی خاوند کا اپنی بیوی سے اس وقت جماع کرنا، جب وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہو۔

یہ روایت ضعیف ہے اور ان امور کی وضاحت ان سے متعلقہ ابواب میں ہو چکی ہے۔

(۱۰۰۲۵)۔ عَنْ مُعَاذٍ ؓ، قَالَ: أَوْصَانِيْ

سیدنا معاذ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ

(۱۰۰۲٤) تخریج: اسناده ضعیف، عبد الرحمن بن حرملة الکوفی، قال البخاری: لم یصح حدیثه، یعنی ان عبد الرحمن لم یسمع ابن مسعود، وقاسم بن حسان، قال ابن حجر: مقبول، یعنی عند المتابعة والا فهو لین الحدیث، أخرجه ابوداود: ٤٢٢٢، والنسائی: ۷/ ۱٤۱ (انظر: ٤١٧٩)

(۱۰۰۲۵) تخریج: اسناده ضعیف لانقطاعه، عبد الرحمن بن جبیر لم یدرك معاذا، ولبعضه شواهد، أخرجه بنحوه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ۱٥٦ (انظر: ۲۲۰۷٥)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، قَالَ: ((لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّهُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهُ رَاْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ، وَاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَاِيَّاكَ مِنَ الْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ، وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مُوْتَانٌ وَاَنْتَ فِيْهِمْ فَاثْبُتْ، وَاَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ، وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا، وَاَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٢٥)

نے مجھے دس امور کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”تو نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرانا، اگرچہ تجھ کو قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، ہرگز والدین کی نافرمانی نہیں کرنی، اگرچہ وہ تجھ کو حکم دیں کہ تو اپنے اہل و مال سے نکل جائے، جان بوجھ کر ہرگز فرضی نماز کو ترک نہیں کرنا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر فرضی نماز ترک کر دی، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جائے گا، تو نے ہرگز شراب نہیں پینی، کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے، نافرمانی سے بچنا، کیونکہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے، لڑائی والے دن بھاگنے سے بچنا ہے، اگرچہ لوگ مر رہے ہوں، جب لوگ کثرت سے موت میں مبتلا رہے ہوں، جبکہ تو ان میں موجود ہو تو تو نے ثابت قدم رہنا ہے، اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اہل وعیال پر خرچ کر، ان کو ادب سکھانے کے لیے اپنی لاٹھی کو ان سے دور نہ کر اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔“

فوائد:......سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ ((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔))......میرے خلیل محمد ﷺ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ”تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، اگرچہ تجھ کو کاٹ دیا جائے اور جلا دیا جائے، تو جان بوجھ کر فرضی نماز نہ چھوڑ، کیونکہ جو آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا، اس سے (اللہ کا) ذمہ بری ہو جائے گا اور شراب نہ پی، کیونکہ وہ ہر شرّ کی چابی ہے۔“ (ابن ماجہ: ٤٠٢٤)

(١٠٠٢٦)۔ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ اَبِي الْحُصَيْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شُفَيٍّ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: خَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِيْ يُسَمّٰى

ابو حصین ہیثم بن شُفَی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا ابو عامر نامی ایک ساتھی (بیت المقدس کے شہر) ایلیا میں نماز پڑھنے کے لیے نکلے، میرے ساتھی کا تعلق یمن کے مقام معافر

(١٠٠٢٦) تخريج: صحيح لغيره دون النهى عن اتخاذ الأعلام من الحرير اسفل الثياب، والنهى عن لبوس الخاتم الا لذى سلطان، وهذا اسناد ضعيف، لجهالة حال ابى عامر المعافرى، أخرجه ابوداود: ٤٠٤٩، والنسائى: ٨/ ١٤٣ (انظر: ١٧٢٠٩)

اَبَاعَامِرٍ رَجُلٌ مِنَ الْمَعَافِرِ لِيُصَلِّي بِإِيلِيَاءِ، وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ أَبُوْ الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى المسجد، ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَسَأَلَنِي، هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ؟ فَقُلْتُ لَا، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَشْرَةٍ، عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الْأَعْلَامِ، وَأَنْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبَى، وَرُكُوْبِ النُّمُوْرِ، وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳٤۱)

سے تھا، ان کا واعظ ازدی تھا، اس کو ابو ریحانہ کہتے تھے اور وہ صحابی تھا، ابو حصین کہتے ہیں: میرا ساتھ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا، پھر جب میں مسجد میں پہنچا تو اس کے پہلو میں بیٹھ گیا، انھوں نے مجھ سے سوال کیا: کیا تم نے سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کے قصے سنے ہیں؟ میں نے کہا: جی نہیں، اس نے کہا: میں نے سنا ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دس چیزوں سے منع کیا ہے: دانتوں کو باریک کرنا، تل بھرنا، بالوں کو اکھاڑنا، بغیر لباس کے مرد کا مرد کے ساتھ لیٹنا، اسی طرح بغیر لباس سے عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنا، مرد کا اپنے کپڑوں کے نچلی طرف اور کندھوں پر عجموں کی طرح (ریشم) ڈالنا، ڈاکہ زنی، چیتوں کے چمڑے کی زین وغیرہ بنا کر اس پر سوار ہونا اور حکومت والے بندے کے علاوہ دوسرے لوگوں کا انگوٹھی پہننا۔''

كِتَابُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ
تعریف اور مذمت کی کتاب

بَابُ مَايَجُوْزُ مِنَ الْمَدْحِ
تعریف کی جائز صورتوں کا بیان

(۱۰۰۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ، وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٣٦١٦)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے، اسی لیے اس نے ظاہری اور باطنی ہر قسم کی بری چیز کو حرام قرار دیا ہے اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت تعریف زیادہ پسند ہو۔''

فوائد: ...... جب خاوند اپنی بیوی یا بیٹی کے پاس کوئی غیر آدمی دیکھتا ہے تو اس میں جلن پیدا ہوتی ہے، اسی کو غیرت کہتے ہیں۔ اسی طرح جب بندہ نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے کہ وہی اس کا خالق، ربّ اور مالک ہے، اسی کا کھاتا، پیتا اور پہنتا ہے، لیکن اس کے باجود یہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

(۱۰۰۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ مِثْلُهُ) وَزَادَ (وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ) بَعْدَ قَوْلِهِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٤١٥٣)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ زائد الفاظ ہیں: ''اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے۔''

(۱۰۰۲۹)۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اُنْشِدُكَ مَحَامِدَ حَمِدْتُ بِهَا

سیدنا اسود بن سریع ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو وہ صفات بیان کروں، جن

(١٠٠٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٦٣٤، ٤٦٣٧، ومسلم: ٢٧٦٠ (انظر: ٣٦١٦)

(١٠٠٢٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٠٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحسن البصري لم يسمع من الاسود بن سريع أخرجه النسائي في "الكبرى": ٧٧٤٥، والطبراني في "الكبير": ٨٢٠، والحاكم: ٣/ ٦١٤ (انظر: ١٥٥٨٦)

رَبِّـیْ تَبَـارَكَ وَتَـعَـالٰـی؟ قَـالَ: ((اَمَا اِنَّ رَبَّكَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ الْمَدْحَ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٧١)

کے ذریعے میں نے اپنے ربّ کی تعریف کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! بیشک تیرا ربّ تعریف کو پسند کرتا ہے۔“

(١٠٠٣٠)۔ عَـنْ مُـطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّـخِّیْرِ، عَنْ اَبِیْهِ ؓ، اَنَّـهُ قَدْ وَفَدَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فِـیْ رَهْـطٍ مِـنْ بَنِیْ عَامِرٍ، قَالَ: فَـاَتَیْـنَـاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَیْهِ، فَقُلْنَا: اَنْتَ وَلِیُّنَا، واَنْـتَ سَیِّـدُنَـا، وَاَنْتَ اَطْوَلُ عَلَیْنَا، (قَالَ یُـوْنُـسَ: وَاَنْـتَ اَطْوَلُ عَلَیْنَا طَوْلًا) وَاَنْتَ اَفْضَلُ عَلَیْنَا فَضْلًا، وَاَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّاءُ، فَـقَـالَ: ((قُـوْلُوْا قَوْلَـكُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّكُمُ الشَّیْـطَـانُ۔)) قَـالَ: وَرُبَّـمَـا قَـالَ: وَلَا یَسْتَهْوِیَنَّكُمْ۔ (مسند احمد: ١٦٤٢٠)

سیدنا عبداللہ بن شخیر ؓ سے مروی ہے کہ وہ بنو عامر کے چند ساتھیوں سمیت نبی کریم ﷺ کی طرف آیا اور اس واقعہ کو یوں بیان کیا: پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: آپ ہمارے دوست ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہم پر مہربانی و کرم کرنے میں بہت مہربان ہیں، آپ فضیلت میں ہم سے زیادہ ہیں اور آپ بہت بڑے سخی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مقصد کی بات کرو، ہرگز شیطان تم کو اپنے جال میں نہ پھنسانے پائے۔“

فوائد: ......آپ ﷺ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، آپ ﷺ بدرجۂ اتم ان سے متصف تھے، لیکن آپ ﷺ یہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کے سامنے تعریف کی جائے۔

عرب لوگ بہت زیادہ کھلانے والے سردار کو ”جَفْنَه“ کہتے تھے، جس کے لفظی معنی ٹب کے ہیں اور ”غَرّاء“ کا معنی سفید ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ٹب چربی اور تیل سے بھرا ہوا ہو، ہم نے ان الفاظ کا مفہومی ترجمہ کیا ہے۔

(١٠٠٣١)۔ (وَعَـنْـهُ مِـنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِیْـهِ قَـالَ: جَـاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اَنْتَ سَیِّدُ قُرَیْشٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَلسَّیِّدُ اللّٰـهُ۔)) فَـقَـالَ: اَنْـتَ اَفْـضَلُهَا فِیْهَا قَوْلًا، وَاَعْـظَمُهَا فِیْهَا طَوْلًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِیَقُلْ اَحَدُكُمْ بِقَوْلِهِ وَلَا یَسْتَجِرَنَّهُ الشَّیْطَانُ اَوِ الشَّیَاطِیْنُ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٢٥)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن شخیر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ قریش کے سردار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سردار تو اللہ ہے۔“ پھر اس نے کہا: آپ بات کے لحاظ سے ہم میں سب سے افضل ہیں، مہربانی و کرم میں سب سے زیادہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر کوئی اپنے مقصد کی بات کرے اور ہرگز شیطان کسی کو اپنے تابع فرمان نہ کرنے پائے۔“

فوائد: ...... جب لفظ ”سردار“ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کی شان و عظمت کے لائق اس کا معنی ہو

(١٠٠٣٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مختصرا ابوداود: ٤٨٠٦ (انظر: ١٦٣١١)

(١٠٠٣١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

گا اور جب اس کی نسبت بندوں کی طرف ہوگی تو ان کی حیثیت کے مطابق اس کا معنی کیا جائے گا، آپ ﷺ نے خود فرمایا: ((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ، وَلَا فَخْرَ)) ...... ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔''

(۱۰۰۳۲)۔ عَنْ اَبِی بَکْرِ بْنِ زُهَيْرِ نِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِالنَّبَائَةِ اَوِ النَّبَاوَةِ (شَكَّ نَافِعٌ) مِنَ الطَّائِفِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تُوْشِكُوْنَ اَنْ تَعْرِفُوْا اَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، اَوْ قَالَ: خِيَارَكُمْ مِنْ شِرَارِكُمْ۔)) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((بِالثَّنَاءِ السَّيِّءِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، وَاَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۱۸)

سیدنا زہیر ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے طائف میں نباوہ مقام پر نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! بیشک قریب ہے کہ تم جنت والوں اور جہنم والوں یا نیکوکاروں اور بدکاروں کو پہچان لو۔'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بری اور اچھی تعریف کے ذریعے، دراصل تم ایک دوسرے پر گواہی دینے میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

(۱۰۰۳۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۰۸)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آدمی عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی وجہ سے اس کی تعریف اور مدح سرائی کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مؤمن کے لیے جلدی مل جانے والی خوشخبری ہے۔''

فوائد: ...... قارئین کرام! کسی آدمی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا بھی سخت منع ہے، مدح سرائی کا خواہش مند ہونا بھی قابل مذمت ہے اور ریا کاری کرنا بھی باعثِ ہلاکت ہے، تو پھر اس حدیث میں مذکورہ خوشخبری کون سی ہے؟ دراصل یہ مدح سرائی اس محبت کا اثر ہے، جو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اپنے خاص بندے کے لیے الہام کر دیتا ہے، جبکہ وہ آدمی خلوص کے ساتھ اور لوگوں سے بے پروا ہو کر عمل بھی کرتا ہے اور اپنے سامنے تعریفی کلمات سننا بھی گوارہ نہیں کرتا، اس کے باوجود جب وہ دیکھتا ہے کہ سنجیدہ لوگ اپنی مجلسوں میں یا ایک دوسرے کے ساتھ اس کا تذکرۂ خیر کرتے ہیں تو وہ اس کو اپنے حق میں خوشخبری سمجھتا ہے، لیکن ریا کاری، عجب پسندی، تکبر اور خودنمائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۱۰۰۳۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٢١ (انظر: ١٥٤٣٩)
(۱۰۰۳۳) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٤٢ (انظر: ٢١٣٨٠)

بَابُ مَالَا یَجُوْزُ مِنَ الْمَدْحِ
تعریف کی ناجائز صورتیں

تنبیہ: ......عصر حاضر میں لوگ واقعی اس امر کی تمنا اور خواہش رکھتے ہیں کہ وہ اپنے حق میں تعریفی کلمات سنیں اور پھر سٹیجوں پر اور مجلسوں میں ان کی اس تمنا کو پورا بھی کیا جاتا ہے، جبکہ یہ موذی اور مہلک بیماری ہے، بلکہ اس میں کمینہ پن پایا جاتا ہے، دراصل لوگ ظاہر پرست ہو گئے ہیں اور ظاہری بڑائی کو پسند کرتے ہیں، جبکہ اسلام کا مزاج اس سے مختلف ہے، اسلام چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کا اکرام ہونا چاہیے، بندے جو مرضی کہتے پھرتے رہیں۔

اب آپ درج ذیل احادیث مبارکہ کا مطالعہ کریں اور اپنے لیے اچھے منہج کا تعین کریں۔

(۱۰۰۳٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ، عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُمْ ذَکَرُوْا رَجُلًا عِنْدَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنْ رَجُلٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْهُ فِیْ کَذَا وَکَذَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((وَیْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) مِرَارًا یَقُوْلُ ذٰلِكَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ: اَحْسِبُ فُلَانًا اِنْ کَانَ یَرٰی اَنَّهُ کَذَاكَ وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ تَبَارَكَ اَحَدًا وَحَسِیْبُهُ اللّٰهُ، اَحْسَبُهُ کَذَا وَکَذَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۹۳)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی کا تذکرہ کیا اور ایک شخص نے اس کے بارے میں کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی شخص نہیں ہے، جو فلاں فلاں عمل میں اللہ کے رسول کے بعد افضل ہو، مگر وہی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی ہے۔'' آپ ﷺ نے کئی بار یہ بات ارشاد فرمائی اور پھر فرمایا: ''اگر کسی نے لامحالہ طور پر کسی کی تعریف کرنی ہی ہو تو وہ یوں کہے: میرا گمان ہے کہ وہ آدمی ایسے ایسے ہے اور میں اللہ تعالیٰ پر کسی کا تزکیہ نہیں کر سکتا، دراصل اس کا محاسب اللہ تعالیٰ ہے، بہر حال میں اس کو ایسے ایسے گمان کرتا ہوں۔''

(۱۰۰۳۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ، عَنْ اَبِیْهِ) اَنَّ رَجُلًا مَدَحَ صَاحِبًا لَهُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَیْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَهُ، اِنْ کُنْتَ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَقُلْ اَحْسِبُهُ کَذَا وَکَذَا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهُ وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَحَدًا۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۵۸)

(دوسری سند) ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے ایک ساتھی کی تعریف کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، تو نے تو اس کی گردن کاٹ کے رکھ دی ہے، اگر تو نے لامحالہ طور پر تعریف کرنی ہی ہے تو اس طرح کہہ: میرا گمان ہے کہ وہ شخص ایسے ایسے ہے اور اس کا محاسب اللہ تعالیٰ ہے اور میں اللہ تعالیٰ پر کسی کا تزکیہ نہیں کر سکتا۔''

(۱۰۰۳٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٠٦١، ومسلم: ۳۰۰۰ (انظر: ۲۰٤۲۲)

(۱۰۰۳۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۰۳۶)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَمْدَحُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: فَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ هٰكَذَا يَحْثُوْ فِیْ وَجْهِهِ التُّرَابَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔)) (مسند احمد: ٥٦٨٤)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف کی اور انھوں نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم تعریف کرنے والوں کو پاؤ تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالا کرو۔''

(۱۰۰۳۷)۔ عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْاَدْرَعِ اَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَابِ الْمَسْجِدِ اِذَا رَجُلٌ يُصَلِّیْ، قَالَ: ((اَتَقُوْلُهُ صَادِقًا)) قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! هٰذَا فُلَانٌ، وَهٰذَا مِنْ اَحْسَنِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، اَوْ قَالَ: اَكْثَرُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ صَلَاةً، قَالَ: ((لَا تُسْمِعْهُ فَتُهْلِكَهُ۔)) (مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا) اِنَّكُمْ اُمَّةٌ اُرِيْدَ بِكُمُ الْيُسْرُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦١٤)

سیدنا مجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مسجد کے دروازے پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، جب انھوں نے اچانک ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ یہ آدمی سچا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ فلاں آدمی ہے، مدینہ میں سب سے اچھا اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والا شخص ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے یہ بات اس کو سنا کر نہیں کرنی، وگرنہ اس کو ہلاک کر دو گے۔'' دو تین بار یہ بات کی اور پھر فرمایا: ''بیشک تم ایسی امت ہو، جس کے ساتھ آسانی کا ارادہ کیا گیا ہے۔''

فوائد: ......غور کریں کہ جس شخص کو مدینہ منورہ کا اچھا اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والا قرار دیا جا رہا ہے، اس کے سامنے بھی تعریفی کلمات کہنے سے منع کیا گیا، اس سے مقصود اس کی سلامت و حفاظت ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا تذکرۂ خیر کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰۰۳۸)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِی الْمِدْحَةِ، فَقَالَ: ((لَقَدْ اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ۔)) (مسند احمد: ١٩٩٢٨)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ آدمی دوسرے آدمی کی تعریف کر رہا تھا اور مبالغہ سے کام لے رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس شخص کی کمر کو ہلاک کر دیا ہے، یا کاٹ دیا ہے۔''

(١٠٠٣٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن حبان: ٥٧٦٩، وابن ابی شيبة: ٩/ ٧، والطبرانی فی "الكبير": ١٣٥٨٩ (انظر: ٥٦٨٤)

(١٠٠٣٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٢٧، والطبرانی فی "الكبير": ٢٠/ ٧٠٦ (انظر: ٢٠٣٤٧)

(١٠٠٣٨) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٦٦٣، ٦٠٦٠، ومسلم: ٣٠٠١ (انظر: ١٩٦٩٢)

(۱۰۰۳۹)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ بَعَثَ وَفْدًا مِنَ الْعِرَاقِ إِلٰى عُثْمَانَ، فَجَاءُ وْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ، وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَحْثُوَا فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ۔ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَقَامَ الْمِقْدَادُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((احْثُوْا فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ۔)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَمَّا الْمِقْدَادُ فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۴۳۲۵)

مجاہد کہتے ہیں: سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے عراق سے ایک وفد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، جب وہ لوگ آئے تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگے، لیکن سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے ان کے چہروں پر مٹی پھینکی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکیں۔ امام سفیان نے اپنی روایت میں کہا: سیدنا مقداد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکو۔'' پھر زبیر راوی نے کہا: سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔

(۱۰۰۴۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ يُثْنِيْ عَلٰى أَمِيْرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِيْ فِيْ وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْ نَحْثِيَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ۔)) (مسند احمد: ۲۴۳۲۹)

ابو معمر کہتے ہیں: ایک آدمی کھڑا ہوا اور وہ ایک امیر کی تعریف کرنے لگا، اُدھر سے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکنا شروع کر دی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکیں۔

فوائد: ......امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے دو مفاہیم پیش کیے ہیں: (۱) زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے، جیسا کہ راویٔ حدیث سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کیا، وگرنہ (۲) اگر تاویل کی جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ تعریف کرنے والے کو ناکام و نامراد بنا دیا جائے، اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا جائے، تعریف کرنے کی وجہ سے اسے کچھ نہ دیا جائے، تاکہ اس کی زجر و توبیخ ہو سکے اور اسے ایسا کرنے سے روکا جا سکے۔ باقی تمام تاویلوں میں بُعد پایا جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ تعریف کرنے والے کو ''مادِح'' اور جس کی تعریف کی جائے اس کو ''مَمْدُوح'' کہتے ہیں۔) امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: کسی کی تعریف کرنے میں چھ آفات پائی جاتی ہیں، چار کا تعلق مادح سے ہے اور دو کا ممدوح سے۔

(۱) تعریف کرنے والا افراط سے کام لیتے ہوئے ایسی صفات کا تذکرہ بھی کر دیتا ہے، جن سے درحقیقت متعلقہ فرد متصف نہیں ہوتا، سو وہ جھوٹا قرار پاتا ہے۔ (۲) مادِح تعریف کرتے وقت ظاہری طور پر ایسی محبت و مودّت کا اظہار

(۱۰۰۳۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطیالسی: ۱۱۵۹، والطبرانی: ۲۰/ ۵۷۰ (انظر: ۲۳۸۲٤)

(۱۰۰٤۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۰۲ (انظر: ۲۳۸۲۸)

کرتا ہے، جو اس کے باطن میں نہیں ہوتی، سو وہ منافق قرار پاتا ہے۔ (۳) بسا اوقات مادِح تحقیق کیے بغیر باتیں کر جاتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ (۴) بعض اوقات ممدوح ظالم ہوتا ہے، لیکن مادِح اس کی تعریف کر کے اس کو خوش کر دیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہرتا ہے۔ (۵) تعریف و توصیف کی وجہ سے ممدوح میں تکبر اور بڑائی جیسی بیماری پیدا ہو سکتی ہے اور (۶) بسا اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممدوح اپنی تعریف پر اتنا اترائے کہ اس کا عمل ضائع ہو جائے۔ (تحفۃ الاحوذی)

قارئین کرام! اس قسم کی سخت وعیدوں کے باوجود عصر حاضر میں سامعین و حاضرین کے سامنے سجائے گئے سٹیج پر ایک دوسرے کی تعریف کرنے میں حد سے تجاوز کیا جاتا ہے، اس سٹیج پر مذہبی قائدین تشریف فرما ہوں یا سیاسی لیڈر۔ ایسے ہی الیکشن، جلسے جلوس اور کانفرنسوں کے مواقع پر جو اشتہار شائع کیے جاتے ہیں، ان میں بھی قائدین کے القاب و اوصاف بیان کرنے میں غلوّ سے کام لیا جاتا ہے، جیسے ولی کامل، پیکر اخلاص، شہنشاہِ خطابت، قاطع شرک و بدعت، سرمایۂ اسلام، محسنِ اسلام، عالم باعمل، شب بیدار۔

(۱۰۰٤۱)۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ اِنِّیْ قُمْتُ رَمَضَانَ کُلَّہُ اَوْ صُمْتُہُ۔)) قَالَ: فَلَا اَدْرِیْ اَکَرِہَ التَّزْکِیَۃَ اَمْ لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَۃٍ اَوْ رَقْدَۃٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۷۷)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اس نے سارے رمضان کا قیام کیا ہے یا سارے رمضان کے روزے رکھے ہیں۔'' راوی کہتا ہے: یہ بات مجھے سمجھ نہ آسکی کہ کیا آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ بندہ اپنا تزکیہ نہ کرے، یا کوئی اور ارادہ تھا، اس لیے ضروری ہے کہ کچھ نہ کچھ غفلت اختیار کی جائے، یا سویا جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذَمِّ النِّسَاءِ
عورتوں کی مذمت کا بیان

(۱۰۰٤۲)۔ عَنْ أُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَکْتُ فِیْ النَّاسِ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۱۷۲)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد لوگوں میں کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہو، ما سوائے عورتوں کے۔''

(۱۰۰٤۱) تخریج: ضعیف، عنعنۃ الحسن البصری، أخرجہ ابوداود: ۲٤۱۵، والنسائی: ٤/ ۱۳۰ (انظر: ۲۰٤۰٦)

(۱۰۰٤۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ البزار: ۲۵۹٦، والنسائی فی "الکبری": ۹۲۷۰ (انظر: ۲۱۸۲۹)

فوائد: ...... شریعتِ اسلامیہ میں ایک طرف تو عورت کو کلیدی حیثیت کا مالک ٹھہرایا گیا ہے، یہ عورت ہی ہے جو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا روپ اختیار کر کے اپنے بیٹوں، اپنے باپوں، اپنے بھائیوں اور اپنے خاوندوں سے الفت و محبت اور احترام و اکرام وصول کرتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَ خَیْرُ مَتَاعِھَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔)) (مسلم: ۱۴۶۷) ...... ''دنیا ساز و سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان، نیک عورت ہے۔'' عورتوں کے ساتھ بہترین حسن سلوک اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا، وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ۔)) (ترمذی: ۱۱۶۲) ...... ''تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے، جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔''

یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو سب سے زیادہ تحفظ، احترام اور مقام عطا کیا، مردوں کو ان کی دنیوی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا، ان کی عزتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے سرے سے غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنے اور بالخصوص نظرِ بد سے دیکھنے سے منع کر دیا۔

بہر حال اس مقام و مرتبہ کے باوجود عورت فتنہ باز، سازشی، مکار، ناشکری اور شکایتی ثابت ہوئی ہے۔ اس کی نالائقی اور بے صبری کو دیکھیں کہ یہ ایک خاوند، ساس سسر اور گھر میں بسنے والے چند افراد کو راضی نہیں رکھ سکتی ہے۔

عصر حاضر میں عورتوں کی نیم برہنہ حالت اور بے پردگی اچھے خاصے مومنوں کے لیے بڑی آزمائش ثابت ہوئی ہے، بازاروں میں بدکاری اور نظروں کا زنا عام ہے، گھروں سے باہر نکل کر جدھر نگاہ اٹھائیں، ہر طرف شیطانوں کے روپ میں عورتوں کے جاذبِ نظر چہرے اور بدکاری کے اسباب و وسائل نظر آتے ہیں، رہی سہی کمی میڈیا اور اشتہار بازی نے خوب پوری کر دی ہے۔ اس سے بڑا مکر و فریب کیا ہو سکتا ہے کہ شادی کے چند روز بعد ہی عورت نے اپنے خاوند کے سامنے قسما قسم کے ''بتول'' پڑھ پڑھ کے اسے خرید لیا اور اس کو اس کے والدین اور بہن بھائیوں کا دشمن ثابت کر دکھایا۔

آجکل مرد حضرات اپنے مجازی خالق والدین کی گستاخی کرتے ہیں، اپنے بہن بھائیوں کی محبتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں اور ان کے بھتیجے اور بھانجے ان کے میٹھے بولوں کو ترسنے لگتے ہیں، ان سب کارستانیوں کی جڑ عورت ہے۔ چشم فلک گواہ ہے کہ شادی سے پہلے رشتہ داروں کے ساتھ معاملات اور ہوتے ہیں اور شادی کے بعد رخ بدلتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہے؟ ساس کے کردار پر نگاہ ڈالیں، اس کی سازشوں کا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ اس کا داماد اس کی بیٹی کا ہو کر رہ جائے اور اپنے جنم دینے والوں کو دشمن سمجھنے لگے۔ کتنے بدبخت اور کمینے ہیں وہ لوگ، جو اپنی بیویوں اور ساسوں کے پاس بیٹھ کر اپنی ماؤں بہنوں کی بدخوئی کرتے ہیں۔

مسلم معاشرہ کے اکثر افراد بدکار، چالباز اور آوارہ عورتوں کے جال میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے کبھی پوری دنیا میں تعلیمی میدان میں شکست کھا جانے والے ذہین نوجوانوں کے پست ہو جانے کے اسباب پر کبھی غور

کیا ہے؟ کالجز اور یونیورسٹیز کے آوارہ صفت ماحول کے نتائج پر کبھی غور کیا ہے؟ والدین سے بے رخی کرنے والے بیس سالہ لڑکے کے اسباب کے بارے میں دریافت کیا ہے؟ معاشرے کے اکثر نوجوان شادیوں کے قابل کیوں نہیں رہے؟ شادی کا نام سن کران کے رنگ پیلے کیوں پڑ جاتے ہیں؟ والدین کی طے شدہ نسبتوں کو کیوں ٹھکرا دیا گیا؟ ایک آدمی بچوں کا باپ ہونے، ان کے نازنخرے پورے کرنے اوران سے پیار ومحبت کے دعوے کرنے کے باوجود اپنے ماں اور باپ کو کیوں بھول جاتا ہے؟ وسعت ہونے کے باوجود اپنے والدین پرخرچ کرنے کے معاملے میں کیوں کنجوسی برتی جاتی ہے؟ ....شاید ان سب سوالوں کے جوابات لفظ''عورت'' پرآ کررک جائیں۔

یہ ایک مشاہدہ شدہ حقیقت ہے کہ خاتون کو ہر ایک کے احسانات یاد ہوتے ہیں، وہ اپنے بھائیوں اور بہنوئیوں کی تعریف کرے گی، وہ اس شخص کی مدح سرائی کرنا بھی نہیں بھولے گی، جس نے خوشی کے موقع پر اس کے بچے کو پانچ سو روپیہ دیا ہوگا، ماسوائے اپنے خاوند کے، جو مہینوں میں اس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے، لیکن اس کے منفی پہلو کو سامنے رکھ کر اس کی بغاوت اوراحسان فراموشی کی جائے گی، الا ما شاء اللہ۔

(۱۰۰۴۳)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدُّنْيَا فَقَالَ: ((اِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَاتَّقُوْهَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ، ثُمَّ ذَكَرَ نِسْوَةً ثَلَاثًا مِنْ بَنِیْ اِسْرَئِيْلَ امْرَاَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ تُعْرَفَانِ وَامْرَاَةً قَصِيْرَةً لَا تُعْرَفُ، فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ، وَصَاغَتْ خَاتَمًا فَحَشَتْهُ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ الْمِسْكِ، وَجَعَلَتْ لَهُ غَلَقًا، فَاِذَا مَرَّتْ بِالْمَلَاءِ اَوِ الْمَجْلِسِ قَالَتْ بِهٖ فَفَتَحَتْهُ فَفَاحَ رِيْحُهُ، قَالَ الْمُسْتَمِرُّ بِخِنْصَرِهِ الْيُسْرٰی فَاَشْخَصَهَا دُوْنَ اَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ شَيْئًا وَقَبَضَ الثَّلَاثَةَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۴۶)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کا ذکر کیا اور فرمایا: ''بیشک دنیا سرسبز وشاداب (پرکشش) اور میٹھی ہے، پس تم اس سے بھی بچو اور عورتوں سے بھی بچو، پھر آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں تین عورتیں تھیں، دو کو دراز قد ہونے کی وجہ سے پہچان لیا جاتا تھا اور ایک کو کوتاہ قد ہونے کی وجہ سے نہیں پہچانا جاتا تھا، پس اس نے کھڑاؤں (لکڑی کے جوتے) بنوا لیے اور ایک انگوٹھی بنوائی، اس میں سب سے بہترین خوشبو کستوری بھری اور اس کا ایک ڈھکن بنوایا، پھر جب وہ کسی مجلس کے پاس سے گزرتی تو ڈھکن کو کھولتی، پس خوشبو پھیل جاتی تھی۔ مستمر راوی نے کہا کہ وہ انگوٹھی اس بائیں چھنگلی انگلی میں ہوتی، پس وہ اس کو باقی تین انگلیوں کی طرف جھکاتی اور باقی تینوں کو بند کر لیتی۔

فوائد:...... شیخ البانی ؒ کہتے ہیں: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فاسق عورتیں ایسا لباس زیب تن کرتی ہیں اور (ایسی وضع قطع اختیار کرتی ہیں) جس کی وجہ سے لوگ اپنی نگاہوں کو ان کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

(۱۰۰۴۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم أخرجه ابن خزیمة: ۱۶۹۹، وابن حبان: ۵۵۹۱، وابویعلی: ۱۲۹۹۳ (انظر: ۱۱۴۲۶)

آج کل بھی یہ مصیبت عام ہو گئی ہے کہ عورتیں اونچی ہیل والی جوتیاں پہنتی ہیں اور جوتوں کے نیچے لوہا (وغیرہ) لگواتی ہیں، تاکہ چلتے وقت ''ٹک ٹک'' کی خوب آواز ہو۔ شاید یہودیوں نے یہ چیز ایجاد کی ہو، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ ایسے جوتوں اور لباسوں سے اجتناب کریں۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ٤٨٦) خواتین کی ہر چیز جاذب نظر اور پرکشش بنا دی گئی ہے، یہاں تک کہ برقعوں پر بہت ڈیزائننگ کر دی گئی، دیدہ زیب لباس بنا دیے گئے ہیں، خوشبو کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے، زیب و زینت، بناؤ سنگھار اور حسن و جمال کے بہت اسباب پیدا کر دیے گئے ہیں، صرف جوتوں کے ڈیزائنوں سے ہر چیز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱۰۰٤٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْفُسَّاقَ هُمْ اَهْلُ النَّارِ۔)) قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْفُسَّاقُ؟ قَالَ: ((النِّسَاءُ۔)) وَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوَ لَسْنَ اُمَّهَاتِنَا وَاَخَوَاتِنَا وَاَزْوَاجَنَا قَالَ: ((بَلٰی، وَلٰكِنَّهُنَّ اِذَا اُعْطِیْنَ لَمْ یَشْكُرْنَ، وَاِذَا ابْتُلِیْنَ لَمْ یَصْبِرْنَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۵۳)

سیدنا عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک فاسق لوگ جہنمی ہیں۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاسق لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن جب ان کو دیا جاتا ہے تو وہ شکر ادا نہیں کرتیں اور جب ان کو آزمایا جاتا ہے تو وہ صبر نہیں کرتیں۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں عورتوں کے لیے بڑی عبرت کا درس موجود ہے، کاش عورتیں اپنے خاوندوں کے احسانات کو سامنے رکھ کر شکر گزار اور احسان مند بن جاتیں، جبکہ وہ ان سے مستغنی بھی نہیں ہو سکتیں۔

(۱۰۰٤٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَاَیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْیَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَاَیْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔)) قَالُوْا: لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ۔)) قِیْلَ: اَیَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((یَكْفُرْنَ الْعَشِیْرَ، وَیَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ، لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَیْئًا قَالَتْ: مَارَاَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جہنم کو دیکھا ہے اور آج کی طرح سخت منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا، اس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے کفر کی وجہ سے۔'' کسی نے کہا: کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے خاوندوں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تو زمانہ بھر کسی عورت کے ساتھ احسان کرتا رہے، لیکن پھر بھی جب وہ تجھ میں

(۱۰۰٤٤) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الحاکم: ٤/ ٦٠٤ (انظر: ١٥٦٦٦/ ١)
(۱۰۰٤٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٩، ٤٣١، ٧٤٨، ١٠٥٢، ومسلم: ٩٠٧ (انظر: ٢٧١١)

قابل اعتراض چیز دیکھے گی تو کہے گی: میں نے کبھی بھی تیرے پاس بھلائی نہیں پائی۔''

(۱۰۰٤٦)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه، فِي حَجٍّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَإِذَا اِمْرَأَةٌ فِي هَوْدَجِهَا، (وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِذَا اِمْرَأَةٌ فِي يَدَيْهَا حَبَائِرُهَا وَخَوَاتِيمُهَا) قَدْ وَضَعَتْ يَدَيْهَا عَلَى هَوْدَجِهَا قَالَ: فَمَالَ فَدَخَلَ الشِّعْبَ، فَدَخَلْنَا مَعَهُ، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَكَانِ فَإِذَا نَحْنُ بِغِرْبَانٍ كَثِيْرَةٍ فِيْهَا غُرَابٌ أَعْصَمُ، أَحْمَرُ الْمِنْقَارِ، وَالرِّجْلَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مِثْلُ هٰذَا الْغُرَابِ فِي هٰذِهِ الْغِرْبَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۸۰)

عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر حج میں تھے، جب ہم مرظہران مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے کجاوے میں تھی، ایک روایت میں ہے: ایک خاتون کے ہاتھ مزین تھے اور اس نے انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں اور اس نے اپنے ہاتھوں کو کجاوے پر رکھا ہوا تھا، پھر سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ ایک طرف مڑے اور گھاٹی میں داخل ہو گئے، پس ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہو گئے، پھر انھوں نے کہا: ہم اس مقام میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے اچانک بہت زیادہ کوے دیکھے، ان میں ایک کوا سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی، مگر سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوے کی طرح بہت کم۔''

فوائد: ......جس طرح سرخ چونچ اور سرخ پنجوں والے کوے تعداد میں دوسرے کووں کی بہ نسبت بہت کم ہوتے ہیں، یہی معاملہ مذکورہ بالا عورتوں کا ہے کہ جنت میں جانے والی خواتین بہت کم ہوں گی۔

(۱۰۰٤۷)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۹۲)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جہنم میں جھانکا اور دیکھا کہ اس کی اکثریت عورتوں پر مشتمل تھی اور پھر میں نے جنت میں جھانکا اور دیکھا کہ اس میں فقیر لوگوں کی اکثریت تھی۔''

(۱۰۰٤۸)۔ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ

ابو تیاح بیان کرتے ہیں کہ مطرف کی دو بیویاں تھیں، جب وہ

(۱۰۰٤٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني في الصحيحة (انظر: ۱۷۸۲٦)

(۱۰۰٤۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۱۹۸، ٦٥٤٦ (انظر: ۱۹۸۵۲)

(۱۰۰٤۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۳۸ (انظر: ۱۹۸۳۷)

مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ قَالَ: فَجَاءَ إِلٰى إِحْدَاهُمَا قَالَ: فَجَعَلَتْ تَنْزِعُ بِهِ عِمَامَتَهُ، وَقَالَتْ: جِئْتَ مِنْ عِنْدِ امْرَأَتِكَ، قَالَ: جِئْتُ مِنْ عِنْدِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحْسِبُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٧٦)

ایک بیوی کے پاس گئے اوراس نے ان کی پگڑی اتاری تو اس نے کہا: آپ تو اپنی بیوی کے پاس سے آئے ہیں، انھوں نے کہا: میں سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں، انھوں نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بیان کی، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے باسیوں میں عورتیں کم تعداد ہوں گی۔''

فَصْلٌ مِنْهُ فِي قِصَّةِ الْأَعْشٰي (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَعْوَرِ) مَعَ زَوْجَتِهِ مُعَاذَةَ

عبداللہ بن اعور اعشی اوران کی بیوی معاذہ کا قصہ

(١٠٠٤٩)۔ عَنْ نَضْلَةَ بْنِ طَرِيفٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ الْأَعْشٰى، وَاسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَعْوَرِ، كَانَتْ عِنْدَهُ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا: مُعَاذَةُ، خَرَجَ فِي رَجَبٍ يَمِيرُ أَهْلَهُ مِنْ هَجَرَ، فَهَرَبَتِ امْرَأَتُهُ بَعْدَهُ نَاشِزًا عَلَيْهِ، فَعَاذَتْ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: مُطَرِّفُ بْنُ بُهْصُلِ بْنِ كَعْبِ بْنِ قُمَيْشَعِ بْنِ دُلَفِ بْنِ أَهْضَمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحِرْمَازِ، فَجَعَلَهَا خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَلَمَّا قَدِمَ وَلَمْ يَجِدْهَا فِي بَيْتِهِ وَأُخْبِرَ أَنَّهَا نَشَزَتْ عَلَيْهِ، وَأَنَّهَا عَاذَتْ بِمُطَرِّفِ بْنِ بُهْصُلٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْعَمِّ، أَعِنْدَكَ امْرَأَتِي مُعَاذَةُ؟ فَادْفَعْهَا إِلَيَّ، فَقَالَ: لَيْسَتْ عِنْدِي، وَلَوْ كَانَتْ عِنْدِي لَمْ أَدْفَعْهَا إِلَيْكَ، قَالَ: وَكَانَ مُطَرِّفٌ أَعَزَّ مِنْهُ، فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَعَاذَ بِهِ وَأَنْشَأَ يَقُولُ:

يَا سَيِّدَ النَّاسِ! وَدَيَّانَ الْعَرَبِ
إِلَيْكَ أَشْكُو ذِرْبَةً مِنَ الذِّرَبِ

سیدنا نضلہ بن طریف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم میں ایک آدمی تھا، عام طور پر اس کو اعشی کہا جاتا تھا، اس کا نام عبداللہ بن اعور تھا، اس کی معاذہ نامی ایک بیوی تھی، وہ اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے لینے کی خاطر رجب میں ہجر گیا، پیچھے اس کی بیوی بغاوت کر کے کہیں بھاگ گئی اور مطرف بن بُہصل نامی آدمی کے ہاں جا کر پناہ لی، اس نے اس کو اپنی کمر کے پیچھے بٹھا لیا، جب اعشی واپس آیا، اس نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں نہ پایا اور اس کو بتلایا گیا کہ وہ بغاوت کر گئی ہے اور مطرف بن بُہصل کی پناہ میں ہے، چنانچہ وہ مطرف کے پاس گیا اور اس سے کہا: اے چچا زاد! کیا تیرے پاس میری بیوی معاذہ ہے؟ اگر ہے تو مجھے دے دے، اس نے کہا: وہ میرے پاس نہیں ہے اور اگر وہ میری پاس ہوتی تو میں نے تجھ کو نہیں دینی تھی۔ دراصل مطرف، اعشی سے زیادہ عزت وقوت والا تھا، پس اعشی نکل پڑا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا، آپ ﷺ سے پناہ طلب کی اور پھر یہ اشعار پڑھے:

اے لوگوں کے سردار! اورعربوں پر غالب آ جانے والے! میں آپ سے خائن عورتوں میں سے ایک خائن عورت کی شکایت کرتا ہوں

(١٠٠٤٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة اكثر رواته (انظر: ٦٨٨٦)

كَـالذِّئْبَةِ الْغَبْشَاءِ فِيْ ظِلِّ السَّرَبْ
خَـرَجْتُ اَبْغِيْهَا الطَّعَامَ فِيْ رَجَبْ
فَـخَـلَـفَتْـنِيْ بِنِـزَاعٍ وَهَـرَبْ
اَخْـلَـفَـتِ الْعَهْدَ وَلَطَّتْ بِالذَّنَبْ
وَقَـذَفَتْـنِـي بَيْنَ عِيْصٍ مُؤْتَشِبْ
وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ عِـنْـدَ ذلك: ((وَهُنَّ شَرُّ غَـالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ۔)) فَشَكَا اِلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَمَا صَنَعَتْ بِهٖ، وَاَنَّهَا عِنْدَ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: مُـطَـرِّفُ بْـنُ بُهْـصُلٍ، فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِلَـى مُـطَـرِّفٍ: ((اُنْـظُـرِ امْـرَاَةَ هٰذَا مُعَاذَةَ فَـادْفَعْهَا اِلَيْهِ۔)) فَاَتَاهُ كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقُرِءَ عَـلَيْـهِ فَـقَـالَ لَهَـا: يَـامُـعَـاذَةُ! هٰذَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْكِ فَـاَنَـا دَافِـعُكِ اِلَيْهِ، قَالَتْ: خُذْلِيْ عَلَيْهِ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ، لَا يُعَاقِبُنِيْ فِيْمَا صَنَعْتُ، فَاَخَذَ لَهَا ذَاكَ عَلَيْهِ وَدَفَعَهَا مُطَرِّفٌ اِلَيْهِ فَاَنْشَاَ يَقُوْلُ:

لَعَمْرُكَ مَا حُبِّيْ مُعَاذَةَ بِالَّذِيْ
يُـغَيِّـرُهُ الْـوَاشِيْ وَلَا قِدَمُ الْعَهْدِ
وَلَا سُـوْءُ مَـاجَـاءَ تْ بِـهٖ اِذْ اَزَالَهَا غُوَاةُ الـرِّجَالِ اِذْ يُنَاجُوْنَهَا بَعْدِيْ (مسند احمد: ٦٨٨٦)

گہری سیاہی والی مادہ بھیڑیے کی طرح، جو بِل کے سائے میں ہو، میں اس کے لیے غلہ طلب کرنے کے لیے رجب میں نکلا
اس نے جھگڑنے اور بھاگنے کی صورت میں اپنے حق میں میرے ظن کی مخالفت کی، اس نے وعدہ خلافی کی ہے اور اس نے اپنی دم کو بند کر لیا ہے
اس نے مجھے کثیر مقدار کے گھنے درختوں میں پھینک دیا ہے، یہ اس شخص کے حق میں بدترین غلبہ پالینے والی ہیں، جس پر غلبہ پالیں

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ خواتین اس شخص کے حق میں بدترین غلبہ پانے والی ہیں، جس پر یہ غلبہ پالیں۔'' پھر اَعشی نے اپنی بیوی اور اس کاروائی کا شکوہ کیا اور بتلایا کہ اب وہ ہمارے قبیلے کے مطرف بن بہصل نامی آدمی کے پاس ہے، آپ ﷺ نے مطرف کی طرف یہ خط لکھا: ''تو اس کی بیوی تلاش کر کے اس کو واپس کر دے۔'' جب آپ ﷺ کا خط اُس آدمی کے پاس پہنچا اور اس پر پڑھا گیا تو اس نے اسی خاتون سے کہا: اے معاذہ! یہ تیرے بارے میں نبی کریم ﷺ کا خط موصول ہوا ہے، اس کی وجہ سے میں تجھے اس کے سپرد کرنے والا ہوں۔ اس خاتون نے کہا: تو پھر تو میرے حق میں اس سے پختہ عہد اور نبی کریم ﷺ کی امان لے لے، تاکہ وہ مجھے میرے کیے پر سزا نہ دے، پس مطرف نے اَعشی سے یہ عہد و پیمان لیا اور پھر اس کی بیوی کو اس کے سپرد کر دیا، اَعشی نے اپنی بیوی وصول کی اور یہ شعر پڑھنے لگا:

تیری عمر کی قسم! معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں ہے کہ جس کو چغلخور اور زمانے کا گزرنا کم کر دے
نہ وہ برائی اس کو کم کر سکے گی، جو معاذہ نے کی ہے، کیونکہ گمراہ لوگوں نے اس کو پھسلا دیا تھا، جب وہ میرے جانے کے بعد اس سے سرگوشیاں کرتے تھے۔

(۱۰۰۵۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ صَدَقَةَ بْنِ طَيْسَلَةَ، حَدَّثَنِي مَعْنُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْمَازِنِيُّ وَالْحَيُّ بَعْدُ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْشَى الْمَازِنِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْشَدْتُهُ:

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبْ!
إِنِّي لَقِيتُ ذِرْبَةً مِنَ الذِّرَبْ
غَدَوْتُ أَبْغِيهَا الطَّعَامَ فِي رَجَبْ
فَخَلَفَتْنِي بِنِزَاعٍ وَهَرَبْ
أَخْلَفَتِ الْعَهْدَ وَلَطَّتْ بِالذَّنَبْ
وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

(مسند احمد: ٦٨٨٥)

(دوسری سند) اعشی کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ اشعار پڑھے:

اے لوگوں کے مالک اور عربوں پر غالب آ جانے والے!
خائن عورتوں میں سے ایک خائن عورت سے میرا واسطہ پڑا ہے
میں اس کے لیے اناج لانے کے لیے رجب میں نکلا لیکن وہ جھگڑنے اور بھاگنے کی صورت میں میرا نائب بنی
اس نے وعدہ خلافی کی اور اپنی دُم کو بند کر دیا یہ اس شخص کے حق میں بدترین غلبہ پا لینے والی ہیں، جس پر غلبہ پا لیں۔

فَصْلٌ مِنْهُ أَيْضًا فِي عَدَمِ صَلَاحِيَّةِ النِّسَاءِ لِوَلَايَةِ الْأُمُورِ

عورتوں کا امور کی ولایت کے لیے نا اہل ہونا

(۱۰۰۵۱)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ؓ، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ بَشِيرٌ يُبَشِّرُهُ بِظَفَرِ جُنْدٍ لَهُ عَلَى عَدُوِّهِمْ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَامَ فَخَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُسَائِلُ الْبَشِيرَ، فَأَخْبَرَهُ فِيمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَهُمْ امْرَأَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْآنَ هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ، هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ۔)) ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٠٧٢٩)

سیدنا ابو بکرہ ؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ خوشخبری دینے والا ایک آدمی یہ خوشخبری دینے کے لیے آیا کہ وہ دشمن پر کامیاب ہو گئے ہیں، اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک سیدہ عائشہ ؓ کی گودی میں تھا، آپ ﷺ کھڑے ہوئے، سجدہ کیا اور پھر خوشخبری دینے والے سے سوال جواب کرنے لگے، اس نے ایک بات یہ بھی بتلائی کہ اُن لوگوں کی ذمہ دار خاتون تھی، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت مرد ہلاک ہو جائیں گے، جب عورتوں کی اطاعت کریں گے، اس وقت مرد ہلاک ہو جائیں گے، جب عورتوں کی اطاعت کریں گے۔'' تین بار ارشاد فرمایا۔

(۱۰۰۵۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۰۵۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بكار بن عبد العزيز، وابوه عبد العزيز روى عنه جمع، وذكره ابن حبان والعجلي في "الثقات"، أخرجه البزار: ٣٦٩٢، والحاكم: ٤/ ٢٩١، وأخرج قصة سجود الشكر ابوداود: ٢٧٧٤، والترمذي: ١٥٧٨، وابن ماجه: ١٣٩٤ (انظر: ٢٠٤٥٥)

(۱۰۰۵۲)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ فَارِسَ، اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَدْ قَتَلَ رَبَّكَ، قَالَ: وَقِیْلَ لَهُ یَعْنِیْ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَدِ اسْتَخْلَفَ اِبْنَتَهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: ((لَا یُفْلِحُ قَوْمٌ تَمْلِكُهُمُ امْرَاَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۱۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل فارس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میرے ربّ نے تیرے رب کو ہلاک کر دیا ہے۔'' کسی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: وہ تو اپنی بیٹی اپنا نائب بنا گیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی، جن کی حکمران عورت ہو۔''

فوائد: ...... جب آپ ﷺ نے شاہِ ایران کسری کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے خط لکھا اور اس نے آپ ﷺ کا نامۂ مبارک چاک کر دیا، تو آپ ﷺ نے اس پر بد دعا کی تھی، جو قبول ہوئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت امارت اور قضا کی اہل نہیں ہے، بلکہ عورت تو خود اپنی شادی بھی نہیں کر سکتی۔

قارئین کرام! مرد اور عورت، دونوں اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دونوں کی ذمہ داریاں بھی بیان کی ہیں اور دونوں کے حقوق بھی اور عورت کو اس اعتبار سے منفرد اور بے فکر قرار دیا ہے کہ اس کے تمام اخراجات کا ذمہ دار مرد ہے، لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ عورت نے اپنے حقوق پر قناعت نہیں کی اور اپنے دائرۂ کار سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذَمِّ الْمَالِ

مال کی مذمت کا بیان

(۱۰۰۵۳)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا هَمَّامُ، اَنَا قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقْرَاُ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ قَالَ: فَقَالَ: ((یَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ: مَالِیْ مَالِیْ وَهَلْ لَكَ یَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ؟ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ، اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ۔)) وَكَانَ قَتَادَةُ یَقُوْلُ: كُلُّ صَدَقَةٍ لَمْ تُقْبَضْ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ۔ (مسند احمد: ۱٦٤۳٦)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ پر داخل ہوا تو آپ ﷺ یہ آیات تلاوت کر رہے تھے: ''زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! تیرے مال میں سے تیرا مال نہیں ہے، مگر وہ جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔'' قتادہ کہا کرتے تھے: وہ صدقہ کچھ نہیں ہے، جس کو قبضے میں نہیں لیا گیا۔

(۱۰۰۵۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البزار: ۳٦٤۷، وأخرج القطعة الثانیة منه الترمذی: ۲۲٦۲، والنسائی: ۸/ ۲۲۷ (انظر: ۲۰٤۳۸)

(۱۰۰۵۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۵۸ (انظر: ۱٦۳۲۷)

(١٠٠٥٤)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَاِنَّ فِتْنَةَ أُمَّتِي الْمَالُ۔))

سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہر امت کا فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔''

(مسند احمد: ١٧٦١٠)

فوائد: ...... وہ مال و دولت فتنہ ہے، جو عبادات، معاملات اور اخلاق کے واجبات و مستحبات میں کوتاہی کرنے پر اور محرمات و مکروہات کا ارتکاب کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور مال داروں کی اکثریت اس فتنے میں مبتلا رہی ہے، لیکن وہ خود نہ اس نقطے کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھنے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

قارئین کرام! کسی معاشرے پر تبصرہ کرتے وقت اس کی اکثریت کو دیکھا جاتا ہے، نہ کہ چند افراد کو۔ اس امت کا فتنہ مال ہے، اس ضمن میں درج ذیل چند اقتباسات پر غور کریں:

اس سلسلے میں یہ حقیقت ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ مال و دولت کی کثرت و بہتات نے زیادہ تر لوگوں کے مزاجوں کو تبدیل کیا ہے۔ ان کی ترجیحات تبدیل ہو کر رہ گئی ہیں، امیر لوگ اپنی امیری کی بنا پر ناز کرتے ہوئے اپنے آپ کو بلند مرتبت اور کم آمدنی والوں کو کم تر سمجھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، ان کے تعلق یا دوستی کی بنیاد روپے پیسے پر ہوتی ہے، یہ لوگ اپنے جیسے مالداروں، جاگیرداروں، بڑے سیاسی رہنماؤں اور اعلی منصب داروں کا خوشامد کی حد تک احترام کریں گے اور بھرپور انداز میں ان کی ضیافت کریں گے، لیکن جب کوئی غریب اور نیک آدمی ان کے دروازے پر آئے تو اپنے نوکروں چاکروں کے ذریعے ڈیل کرنے کو کافی سمجھ کر اس کو دروازے سے واپس کرنے کی کوشش کریں گے۔ کم ہی دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی عزت اس کی نیکی کی وجہ سے کریں یا اس سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملاقات ہی کر لیں، بلکہ زیادہ تر ان کو مذہبی لوگوں پر کیچڑ اچھالتے ہوئے پایا جاتا ہے۔ اگر عبادات کے معاملے کو سامنے رکھیں تو عام لوگوں کی فتح نظر آتی ہے، کسی مسجد کے نمازیوں کی تعداد میں عام لوگوں اور سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والوں کا تناسب دیکھا جا سکتا ہے، تلاوتِ قرآن اور حفظِ قرآن کے سلسلے میں موازنہ کیا جا سکتا ہے، میں نے اپنی زندگی میں چند امیر افراد پائے جنہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اسے بھی آرام پرستی کی وجہ سے بھلا دیا۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی درس و تدریس اور تحقیق و تفتیش کا معاملہ ہے۔ علی ہذا القیاس۔

چشم فلک اور ہر صاحبِ بصارت کی بصیرت گواہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کی وجہ سے عبادات کا سلسلہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے کہ آج مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور اچھے خاصے نمازی لوگ صرف اس وجہ سے نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے کہ شام کو خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور نرم گدے بچھا کر اور ملائم کمبل اوڑھ کر اور پنکھے، روم کولر یا اے سی وغیرہ چلا کر سوتے ہیں، ایسے ماحول میں نیند کا کردار نشہ سے کم نہیں ہوتا،

(١٠٠٥٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٣٣٦ (انظر: ١٧٤٧١)

نیند پورا ہونے کا نام نہیں لیتی، اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، نتیجتًا فجر کی جماعت یا سرے سے نمازِ فجر سے ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ میں بالیقین کہتا ہوں کہ بظاہر انتہائی پرسکون ماحول میں سونے والوں کی نیند کی مقدار کہیں زیادہ ہوتی ہے، جبکہ انہی کی طرح کے انسان دن میں چار، پانچ، چھ گھنٹے سو کر ان سے زیادہ صحت مند نظر آتے ہیں۔

رہا مسئلہ قلتِ مال یا کثرتِ مال کے بہتر ہونے کا، تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ دین کی حفاظت کے لیے، ارکانِ اسلام کی ادائیگی کے لیے اور کئی مفاسد سے بچنے کے لیے قلتِ مال بہترین ذریعہ ہے اور رہا ہے، یقین مانیے کہ اگر گزر بسر کے بقدر رزق نصیب ہو جائے تو دنیا کا حقیقی سکون مل جاتا ہے۔ یہ غربت ہی ہے جو بچوں کو دینی تعلیم دینے، قرآن مجید حفظ کرنے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے حصول پر آمادہ کرتی ہے اور یہی لوگ ہیں کہ دین کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے جن کی اکثریت کو استعمال کیا گیا۔ مزاج میں سادگی اور ہر آدمی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا ان ہی لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اس سے بڑا انعام کیا ہو سکتا ہے کہ مسکین لوگ امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ بہر حال یہ ایسے حقائق ہیں جو امیر زادوں اور مال و دولت کے طلبگاروں کے لیے ناقابل تسلیم ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مال و دولت کی کثرت و وسعت کا بندے کو جہاد سمیت شرعی واجبات سے روک دینا باعث ہلاکت ہے، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۹۵) ......''اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

بہرحال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے مال کی وجہ سے ہی غنی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، وہ مالدار بڑے خوش بخت ہیں جو اپنی اوقات کو اور اپنے ماضی کو نہیں بھولتے اور اپنے مال و دولت کے تقاضے اور بلاتفریق اہل اسلام کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

(۱۰۰۵۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ الْعَبْدُ: مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّ مَالَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، مَا اَكَلَ فَاَفْنٰی، اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰی، اَوْ اَعْطٰی فَاَقْنٰی، مَاسِوٰی ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۹۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ بندے کے مال کی صرف تین صورتیں ہیں، جو وہ کھا کر ختم کر دے، یا پہن کر بوسیدہ کر دے، یا وہ کسی کو دے کر ختم کر دے، اس کے علاوہ جو مال ہے، اس کو وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جانے والا ہے۔''

(۱۰۰۵٦)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَمَّا اُنْزِلَتْ ﴿الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو سونے اور چاندی کا خزانہ کرتے ہیں

(۱۰۰۵۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۵۹ (انظر: ۸۸۱۳)

(۱۰۰۵٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ۳۰۹٤، وابن ماجه: ۱۸۵٦ (انظر: ۲۲۳۹۲)

الـذَّهَـبَ وَالْـفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰـهِ﴾ قَـالَ: كُـنَّـا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَـعْـضِ اَسْفَارِهِ، فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهِ: قَدْ نَـزَلَ فِـيْ الـذَّهَـبِ وَالْفِضَّةِ مَانَزَلَ، فَلَوْ اَنَّا عَـلِـمْـنَـا اَيَّ الْـمَالِ خَيْرٌ اِتَّخَذْنَاهُ، فَقَالَ: ((اَفْـضَـلُـهُ لِسَـانًـا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً تُعِيْنُهُ عَلٰى اِيْمَانِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٥١)

اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔'' اس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، ہم میں سے بعض افراد نے بعض سے کہا: سونے اور چاندی کے بارے میں تو یہ کچھ نازل ہو چکا ہے، اب اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ کون سا مال بہتر ہے، تاکہ اس کا اہتمام کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین مال ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور صاحب ِ ایمان بیوی، جو بندے کے ایمان پر اس کا تعاون کرے۔''

(١٠٠٥٧)۔ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْهُذَيْلِ قَـالَ: حَـدَّثَـنِـيْ صَـاحِبٌ لِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((تَبًّـا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔)) قَـالَ: فَحَدَّثَنِي صَاحِبِيْ اَنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْلُكَ تَبًّا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَاذَا نَدَّخِرُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِسَـانًـا ذَاكِـرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَـةً تُـعِيْـنُ عَـلَى الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٨٩)

عبد اللہ بن ابو ہذیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے ایک ساتھی نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے اور چاندی کے لیے ہلاکت ہے۔'' یہ سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ فرما دیا ہے کہ سونے اور چاندی کے لیے ہلاکت ہے، اب ہم کیا خزانہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی، جو آخرت کے معاملے میں اپنے خاوند کا تعاون کرے۔''

فوائد:...... ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور امورِ آخرت کو آسان بنا دینے والی بیوی، ان تین نعمتوں کی وجہ سے نہ صرف دنیا میں تسکین ملتی ہے، بلکہ آخرت بھی آسان ہو جاتی ہے۔

(١٠٠٥٨)۔ عَـنْ مُـطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّـخِّيْـرِ يُـحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: كَـانَ بِـالْـكُوْفَةِ اَمِيْرٌ قَالَ: فَـخَـطَـبَ يَـوْمًـا فَـقَالَ: اِنَّ فِيْ اِعْطَاءِ هٰذَا الْمَالِ فِتْنَةً وَفِيْ اِمْسَاكِهِ فِتْنَةٌ وَبِذٰلِكَ قَامَ بِهِ

مطرف بن عبد اللہ ، ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں، وہ کوفہ کے امیر تھے، انھوں نے ایک دن خطاب کیا اور کہا: بیشک اس مال کو دینے میں بھی فتنہ ہے اور اس کو روکنے میں بھی فتنہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسی موضوع پر اپنا خطبہ دیا، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوئے اور نیچے اتر آئے۔

(١٠٠٥٧) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣١٠١)

(١٠٠٥٨) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٠٥٨٦)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی خُطْبَتِهِ حَتّٰی فَرَغَ ثُمَّ نَزَلَ۔ (مسند احمد: ۲۰۸۶۲)

(۱۰۰۵۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: وَقَفْتُ اَنَا وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ، فِیْ ظِلِّ اُجُمِ حَسَّانَ فَقَالَ لِیْ اُبَیٌّ: اَلَا تَرَی النَّاسَ مُخْتَلِفَةً اَعْنَاقُهُمْ فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((یُوْشِكُ الْفُرَاتُ یَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ فَاِذَا سَمِعَ بِهِ النَّاسُ سَارُوْا اِلَیْهِ فَیَقُوْلُ مَنْ عِنْدَهُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ تَرَکْنَا النَّاسَ یَاْخُذُوْنَ مِنْهُ لَیَذْهَبَنَّ فَیَقْتَتِلُ النَّاسُ حَتّٰی یُقْتَلَ مِنْ کُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ۔)) وَهٰذَا لَفْظُ حَدِیْثِ اَبِیْ عَنْ عَفَّانَ۔ (مسند احمد: ۲۱۵۸۳)

عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے محل کے سائے میں کھڑے تھے، سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کہ طلبِ دنیا کے لیے ان کی گردنیں مختلف ہوئی ہوئی ہیں؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''قریب ہے کہ فرات سے سونے کا پہاڑ نکل آئے، جب لوگوں کو اس کا پتہ چلے گا تو وہ اس کی طرف جائیں گے، اس پہاڑ کے پاس موجودہ لوگ کہیں گے: اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں تو یہ پہاڑ تو ختم ہو جائے گا، پس لوگ آپس میں لڑ پڑیں گے اور ہر سو میں سے ننانوے افراد قتل ہو جائیں گے۔''

فوائد:...... یہ سارا کچھ مال کو اکٹھا کرنے کی لالچ میں ہوگا۔

(۱۰۰۶۰)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَتَرَكَ دِیْنَارَیْنِ اَوْ دِرْهَمَیْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((کَیَّتَانِ، صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۸۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اہل صفہ میں سے ایک آدمی دو دینار یا دو درہم چھوڑ کر فوت ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ دو داغ ہیں، تم خود اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔''

(۱۰۰۶۱)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّیَ وتَرَكَ دِیْنَارًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُ: ((کَیَّةٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ تُوُفِّیَ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل صفہ میں ایک آدمی ایک دینار چھوڑ کر فوت ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ ایک داغ ہے۔'' پھر ایک اور آدمی دو

(۱۰۰۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۹۵ (انظر: ۲۱۲۶۲)

(۱۰۰۶۰) تخریج: حدیث حسن لغیره (انظر: ۷۸۸)

(۱۰۰۶۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۳/ ۳۷۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۸۰۱۱ (انظر: ۲۲۱۷۲)

آخَرُ فَتَرَكَ دِيْنَارَيْنِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَوُجِدَ فِيْ مِئْزَرِهِ دِيْنَارَانِ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٢٥)

دینار چھوڑ کر فوت ہو گیا، ایک روایت میں ہے: اس کے ازار میں دو دینار پائے گئے، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ دو داغ ہیں۔''

فوائد:...... دو دیناروں کو دو داغ کیوں قرار دیا گیا؟ دیکھیں حدیث نمبر (۹۸۲۰)

(١٠٠٦٢)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاهِمُ الْوَجْهِ قَالَتْ: فَحَسِبْتُ اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ وَجَعٍ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَالَكَ سَاهِمُ الْوَجْهِ؟ قَالَ: ((مِنْ اَجْلِ الدَّنَانِيْرِ السَّبْعَةِ الَّتِيْ اَتَتْنَا اَمْسِ، اَمْسَيْنَا وَهِيَ فِيْ خُصْمِ الْفِرَاشِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٤٩)

سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا، میں نے سمجھا کہ شاید آپ کو کوئی تکلیف ہو گی، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا وجہ ہے کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سات دیناروں کی وجہ سے ہے، جو کل ہمارے پاس آئے تھے اور ابھی تک بچھونے کے کونے میں پڑے ہیں۔''

(١٠٠٦٣)۔ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ؓ، قَالَتْ عَائِشَةَ ؓ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا فَعَلَتِ الذَّهَبُ؟ ۔)) فَجَاءَتْ مَابَيْنَ الْخَمْسَةِ اِلَى السَّبْعَةِ اَوِ الثَّمَانِيَةِ اَوِ التِّسْعَةِ فَجَعَلَ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ: ((مَاظَنُّ مُحَمَّدٍ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَوْ لَقِيَهُ وَهٰذِهِ عِنْدَهُ، اَنْفِقِيْهَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٢٦)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے دوران فرمایا: ''عائشہ! اس سونے کا کیا بنا؟'' یہ سن کر سیدہ چھ سات یا آٹھ یا نو دینار نکال لائیں، پس آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے ان کو الٹ پلٹ کرنے لگے اور فرمایا: ''محمد کا اللہ کے بارے میں کیا گمان ہو گا، اگر وہ اس کو اس حال میں ملے کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں، ان کو خرچ کر دو۔''

(١٠٠٦٤)۔ عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ ؓ، فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ اَكُوْنَ

شقیق کہتے ہیں: سیدنا عبد الرحمن بن عوف ؓ، سیدہ ام سلمہ ؓ کے پاس گئے اور کہا: اے ام المؤمنین! مجھے ڈر ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ قریشیوں میں سب سے زیادہ

(١٠٠٦٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥١٦٠، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٧٥٢ (انظر: ٢٦٥١٤)

(١٠٠٦٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحميدي: ٢٨٣، وابن ابي شيبة: ٣/ ٢٣٨، وابن حبان: ٣٢١٢ (انظر: ٢٤٢٢٢)

(١٠٠٦٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٢٤٩٦، وابويعلى: ٧٠٠٣، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٧٢٤ (انظر: ٢٦٦٩٤)

قَدْ هَلَكْتُ، اِنِّی مِنْ اَكْثَرِ قُرَيْشٍ مَالًا بِعْتُ اَرْضًا لِیْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفَ دِيْنَارٍ، فَقَالَتْ: اَنْفِقْ يَا بُنَیَّ! فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ اَصْحَابِیْ مَنْ لَا يَرَانِیْ بَعْدَ اَنْ اُفَارِقَهُ۔)) فَاَتَيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَاَتَاهَا، فَقَالَ: بِاللّٰهِ! اَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لَا، وَلَنْ اُبَرِّءَ اَحَدًا بَعْدَكَ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٢٩)

مال میرے پاس ہے اور اب میں نے چالیس ہزار دینار کی ایک زمین بیچی ہے، سیدہ نے کہا: اے میرے بیٹے! اپنا مال خرچ کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ جب میں (وفات کے وقت) ان سے جدا ہوں گا تو وہ بعد میں مجھے نہیں مل سکیں گے۔'' پس میں عبد الرحمٰن، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو یہ حدیث سنائی، وہ سیدہ کے پاس پہنچے اور کہا: اللہ کی قسم! کیا میں ان میں سے ہوں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، اور آپ کے بعد میں ہرگز کسی کو بری نہیں کروں گی۔

(١٠٠٦٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِيْنَ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ هٰذَا الْمَالُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٧٨)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اہل دنیا جس حسب کو اختیار کرتے ہیں، وہ مال ہے۔''

فوائد: ...... ہر ایک کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس وقت منقبت وعظمت اور معرفت وشناخت کی بنیاد مال و دولت پر ہے، پچھلے ادوار میں اسلام اور نسب کو بڑائی کی علامت سمجھا جاتا تھا، لوگ مال سے متأثر نہیں ہوتے تھے، لیکن اب نظام مکمل طور پر تبدیل ہو چکا ہے، اب مال و دولت اور سرمائے کا عروج ہے، یہی شان ہے، یہی آن ہے، یہی نسب ہے، یہی حسب ہے، غریب رشتہ دار کیا محتاج بھائی کو بھی کوئی قریب نہیں پھٹکنے دیتا۔

(١٠٠٦٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَيْمٍ، عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ بِفِضَّةٍ، فَقَالَ: هٰذِهِ مِنْ مَعْدِنٍ لَنَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ مَعَادِنُ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٤٥)

بنو سلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے بیان کرتا ہے کہ وہ چاندی لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یہ ہماری ایک کان کی چاندی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب کانیں ہوں گی، لیکن بدترین لوگ ان پر حاضر ہوں گے۔''

فوائد: ...... شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہے: ''معادن (کانیں)'' ان مقامات کو کہتے ہیں، جہاں سے سونے، چاندی اور تانبے جیسے زمینی جواہر برآمد ہوتے ہیں، اس کی واحد ''معدِن'' ہے۔

(١٠٠٦٥) تخريج: اسناده قوی، أخرجه النسائی: ٦/ ٦٤ (انظر: ٢٢٩٩٠)

(١٠٠٦٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبرانی فی "الصغير": ٤٢٦، وفی "الاوسط": ٣٥٥٦ (انظر: ٢٣٦٤٥)

کوئی شک نہیں کہ کافر لوگ ہی بدترین ہوتے ہیں۔ عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے یورپیوں اور امریکیوں کو وہاں لانے کی وجہ سے مسلمان جس آزمائش میں مبتلا ہیں، اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ۱۸۸۵)

(۱۰۰۶۷)۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اِمْرَأَةِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰی حَمْزَةَ فَتَذَاكَرَا الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُوْرِكَ لَهُ فِيْهَا، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِیْ مَالِ اللّٰهِ وَمَالِ رَسُوْلِهِ لَهُ النَّارُ يَوْمَ يَلْقَی اللّٰهَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵۹٤)

سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پھر دونوں نے دنیا کا ذکر کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ دنیا سرسبز و شاداب، میٹھی (اور پر کشش) ہے، جو اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مال میں گھس تو جاتے ہیں، لیکن جس دن وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے، اس دن ان کے لیے آگ ہوگی۔“

(۱۰۰۶۸)۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَاِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِیْ مَالِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِغَيْرِ حَقٍّ لَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۸٦۱)

سیدہ خولہ بنت ثامر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ دنیا سرسبز و شاداب، میٹھی (اور پر کشش) ہے اور جو لوگ بغیر حق کے اللہ کے مال میں گھس جاتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہوگی۔“

فوائد: ...... اس دور میں پائی جانے والی ایک بدخصلت یہ بھی ہے کہ کئی لوگ مال و دولت کے حصول کے معاملے میں حلت و حرمت کا خیال نہیں رکھتے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذَمِّ الدُّنْيَا
دنیا کی مذمت کا بیان

(۱۰۰٦۹)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ: ((اِنَّ اَخْوَفَ مَااَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ”بیشک مجھے سب سے زیادہ ڈر اس چیز کے بارے میں ہے، جو اللہ تعالیٰ زمین کی انگوریوں اور دنیا کے

(۱۰۰٦۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۳۷٤ (انظر: ۲۷۰۵٤)

(۱۰۰٦۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۱۸ (انظر: ۲۷۳۱۸)

(۱۰۰٦۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۹۲۱، ومسلم: ۱۰۵۲ (انظر: ۱۱۰۳۵)

اللّٰهُ مِنْ نَبَاتِ الْأَرْضِ وَزَهْرَةِ الدُّنْيَا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى رَأَيْنَا أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ قَالَ: وَغَشِيَهُ بُهْرٌ وَعَرِقَ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) فَقَالَ: هَا أَنَا وَلَمْ أُرِدْ إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ، وَلٰكِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَكُلُّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتّٰى امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا وَاسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ فَمَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ۔)) وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ الْإِمَامِ أَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ ﷫): قَالَ أَبِي: قَالَ سُفْيَانُ: وَكَانَ الْأَعْمَشُ يَسْأَلُنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۴۹)

مال ومتاع کی صورت میں نکالے گا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا خیر بھی شرّ کو لاتی ہے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ ﷺ کا سانس پھولنے لگا اور آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسینہ آ گیا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''سائل کہاں ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہوں اور میرا ارادہ صرف خیر کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک خیر صرف خیر لاتی ہے، بیشک خیر صرف خیر کو لاتی ہے، بیشک خیر صرف خیر کو ہی لاتی ہے، اصل بات یہ ہے کہ یہ دنیا سرسبز و شادات اور میٹھی ہے، موسم بہار جو کچھ اگاتا ہے، وہ سوجن کی وجہ سے یا تو قتل کر دیتا ہے، یا قتل کے قریب کر دیتا ہے، ایک جانور چارہ کھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں، پھر وہ سورج کے سامنے لیٹ جاتا ہے اور پتلا پاخانہ اور پیشاب کر کے پھر کھانا شروع کر دیتا ہے، بات یہ ہے کہ جو آدمی دنیا کو اس کے حق کے ساتھ حاصل کرے گا، اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور جو بغیر حق کے لے گا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں کی جائے گی، بلکہ وہ اس آدمی کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔''

فوائد: ......موسم بہار میں بہت سی انگوریاں اگتی ہیں، جو جانور ضرورت کے مطابق چرتا رہے، اس کو ان انگوریوں کا فائدہ ہوگا، لیکن جو جانور اپنی ضرورت سے زیادہ کھائے گا، وہ بیمار پڑ جائے گا اور بالآخر مر جائے گا یا مرنے کے قریب ہو جائے گا، یہی معاملہ دنیوی مال و دولت کا ہے، جو آدمی ضرورت کے مطابق اس کو حاصل کرے گا، اس کو اس سے بڑا فائدہ ہوگا اور جو حرص میں پڑ کر اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اس کے معاملے میں شرعی حدود کا خیال بھی نہیں رکھے گا، اس کے لیے یہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔

(۱۰۰۷۰)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ

سیدہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ برسوں کے بعد غزوۂ احد کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھی،

(۱۰۰۷۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٠٤٢ (انظر: ۱۷٤٠۲)

ثَمَانِ سِنِیْنَ کَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((اِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَاَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ، وَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ، وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ، وَلَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا (اَوْ قَالَ: تَکْفُرُوْا) وَلٰکِنِ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۷)

ایسے لگ رہا تھا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں گا اور تمہارے حق میں گواہی دوں گا، بیشک تمہارے وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں، مجھے تمہارے بارے میں شرک کا ڈر نہیں ہے، بلکہ دنیا کا ڈر ہے کہ تم اس میں پڑ جاؤ گے۔'' ایک روایت میں شرک کے بجائے کفر کے الفاظ ہیں۔

فوائد: ......جو دنیا میں پڑ گیا، اس نے اپنی شہوات کو پورا کرنے کی کوشش کی، نتیجتاً وہ معصیتوں میں پڑ گیا اور آخرت کے لیے عمل کرنے کے لیے فارغ نہ ہو سکا، سو اس نے اپنے نفس کے ذریعے اپنی آخرت کو نقصان دیا۔

(۱۰۰۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ اَحَبَّ آخِرَتَهُ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ، فَآثِرُوْا مَایَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۳۳)

سیدنا ابو موسی اشعری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی دنیا سے محبت کی، اس کی آخرت کو نقصان پہنچا اور جس نے اپنی آخرت کو پسند کیا، اس کی دنیا کو نقصان پہنچا، پس تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔''

فوائد: ......چشم فلک اور ہر صاحبِ بصارت کی بصیرت گواہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کی وجہ سے عبادات کا سلسلہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے کہ آج مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور اچھے خاصے نمازی لوگ صرف اس وجہ سے نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے

مذکورہ بالا حدیث کو دیکھا جائے تو کہنا پڑے گا کہ نبی کریم ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ معمولی نیند کر کے جسم کا حق ہی ادا کرنا ہے نا، اتنا نرم و ملائم بچھونا استعمال کرنے سے نیند میں اضافہ ہو گا، سستی بڑھے گی اور دنیوی آسائشوں کی طرف میلان میں اضافہ ہو گا۔

(۱۰۰۷۲)۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ کَانَ هَمُّهُ الْآخِرَةَ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ

سیدنا زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی فکر آخرت ہو، اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا ہے، اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا

(۱۰۰۷۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الحاکم: ٤/ ٣١٩، وابن حبان: ٧٠٩ (انظر: ١٩٦٩٧)

(۱۰۰۷۲) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٣٦٦٠، وابن ماجه: ٤١٠٥، والترمذی: ٢٦٥٦ (انظر: ٢١٥٩٠)

فِیْ قَلْبِہٖ وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ، وَمَنْ کَانَ نِیَّتُہُ الدُّنْیَا فَرَّقَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ضَیْعَتَہُ وَجَعَلَ فَقْرَہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَلَمْ یَأْتِہِ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَاکُتِبَ لَہُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۲۵)

ذلیل ہوکر (اس کے مقدر کے مطابق) اس کے پاس پہنچ جاتی ہے، لیکن جس آدمی کا رنج وغم دنیا ہی دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملات کو منتشر کر دیتا ہے، اس کی فقیری ومحتاجی کو اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتا ہے اور اسے دنیا سے بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی عبادات ومعاملات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو مدنظر رکھے۔ اپنی عبادات میں حسن پیدا کرے اور جائز ومباح اسباب کے ذریعے حصولِ رزق کے لیے کوشاں رہے۔ روزی کے حصول کے لیے کبھی بھی حرام وسیلہ استعمال نہ کرے، نیز اگر اپنے کام کاج کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دوسری ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے تو اپنے مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر پہلے اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کبھی بھی اس کی دنیوی ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔ اس کا ذہن ''مزید، مزید اور مزید'' کی تلاش میں لگا رہے گا اور اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ اجل آ جائے گا۔

(۱۰۰۷۳)۔ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ الْحَضْرَمِیِّ، اَنَّ اَبَا مَالِکٍ الْاَشْعَرِیَّ لَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ قَالَ: یَا سَامِعَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ لِیُبَلِّغْ مِنْکُمُ الْغَائِبَ، اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((حُلْوَۃُ الدُّنْیَا مُرَّۃُ الْآخِرَۃِ، وَمُرَّۃُ الدُّنْیَا حُلْوَۃُ الْآخِرَۃِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۸۷)

عبید حضرمی سے روایت ہے کہ جب سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: اے اشعریوں کی جماعت! موجودہ لوگ، غائب لوگوں تک میری بات پہنچا دیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دنیا کی لذت آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی تلخی آخرت کی لذت و شیری ہے۔''

فوائد: ...... حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری میں آخرت میں تو کجا، دنیا میں بھی لذت ہی لذت اور حلاوت ہی حلاوت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن عام لوگ جن پر نیکی کرنا اور برائی ترک کرنا گراں گزرتا ہے، انھیں سمجھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے ذہن کے مطابق جس چیز کو کڑوا اور کٹھن سمجھتے ہیں، حقیقت میں وہی ان کی سعادت کی علامت ہوگی اور جو چیز زیادہ مرغوب اور پسندیدہ لگے، لیکن بندے کی آخرت کے لیے مضر ہو تو اسے ترک کرنے میں اگرچہ تکلیف ہوگی، لیکن یہ تکلیف کئی رحمتوں کا سبب بن جاتی ہے۔

(۱۰۰۷۴)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۰۰۷۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، شریح بن عبید لم یسمع ابا مالک الاشعری، أخرجہ الحاکم: ٤/ ۳۱۰، والبیھقی فی "الشعب": ۱۰۳۳۶ (انظر: ۲۲۸۹۹)

(۱۰۰۷٤) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۸۷۱۳)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِثَوْبَانَ: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا ثَوْبَانُ! إِذَا تَدَاعَتْ عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ كَتَدَاعِيكُمْ عَلٰى قَصْعَةِ الطَّعَامِ يُصِيبُوْنَ مِنْهُ؟)) قَالَ ثَوْبَانُ: بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قِلَّةٌ بِنَا؟ قَالَ: ((لَا، أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنْ يُلْقٰى فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهَنُ۔)) قَالُوْا: وَمَا الْوَهَنُ؟ يَارَسُوْلَ الله! قَالَ: ((حُبُّكُمُ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَتُكُمْ لِلْقِتَالِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٩٨)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ثوبان! اس وقت تمہارا کیا بنے گا، جب دوسری امتوں کے لوگ تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گے، جیسے تم کھانے کے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں'' سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تمھاری بہت زیادہ تعداد ہوگی، دراصل تمھارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دیا جائے گا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''وہن'' کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت اور جہاد کی کراہیت کو ''وہن'' کہتے ہیں۔''

فوائد: ......عصر حاضر دنیائے اسلام اس حدیث کی مصداق بن چکی ہے، مسلمانوں نے دنیوی محبت، موت کی کراہت اور دشمنوں کے رعب کی وجہ سے جہاد ترک کر دیا، جس کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں اور اسلامی مملکتوں کا رعب ختم ہو چکا ہے، بلکہ وہ دشمنوں کے سامنے بری طرح مرعوب ہو چکے ہیں۔

(١٠٠٧٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔)) (مسند احمد: ١٠٢٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ کا مصداق دنیا کے ظاہری حالات ہیں، وگرنہ دنیا میں جو تسکین مومن کو نصیب ہوتی ہے، اس کا کسی نافرمان کو احساس تک نہیں ہو سکتا، اگر ایک آدمی صدقہ کر کے سکون حاصل کر رہا ہو اور دوسرا دولت جمع کر کے خوش ہو رہا ہو تو صدقہ کرنے والے کا سکون زیادہ ہوگا، اسی طرح اگر ایک آدمی نماز فجر ادا کر کے تسکین حاصل کر رہا ہے اور دوسرا نیند کے ذریعے آرام کر رہا ہو تو نماز ادا کرنے والے کا سکون بہت زیادہ ہوگا۔

(١٠٠٧٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهُ، فَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ۔)) (مسند احمد: ٦٨٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور قحط سالی ہے، جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو وہ قید خانے اور قحط سالی سے الگ ہو جاتا ہے۔''

(١٠٠٧٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مسلم: ٢٩٥٦ (انظر: ١٠٢٨٨)

(١٠٠٧٦) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن جنادة المعافري، لم يوثقه غير ابن حبان، أخرجه الحاكم: ٤/ ٣١٥ (انظر: ٦٨٥٥)

(۱۰۰۷۷)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: ((اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ اَوِ الْعَوَزَ اَوْ تُهِمُّكُمُ الدُّنْيَا، فَاِنَّ اللّٰهَ فَاتِحٌ لَكُمْ اَرْضَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَتُصَبُّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتّٰى لَا يُزِيْغُكُمْ بَعْدِيْ اِنْ اَزَاغَكُمْ اِلَّا هِيَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٨٢)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا تمہیں غربت و افلاس کا ڈر ہے، کیا تمہاری پریشانی دنیا ہے، پس بیشک اللہ تعالیٰ تم پر فارس اور روم کی سلطنتیں تمہارے لیے فتح کروانے والا ہے، دنیا تم پر اس طرح بہہ پڑے گی کہ کوئی چیز تم کو گمراہ کرنے والی نہیں ہوگی، مگر یہی دنیا۔“

فوائد: ......آپ ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں فقر و فاقہ کا ڈر نہیں تھا، بلکہ مال کی کثرت کا اندیشہ تھا، کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔

(۱۰۰۷۸)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وُجُوْهِهِمْ، قَالُوْا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ: ((اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٠٣٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھا، اس کا نام عضباء تھا، کوئی دوسرا اونٹ اس سے سبقت نہیں لے جا سکتا تھا، پس ایک دن ایک بدّو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے گزر گیا، یہ چیز مسلمانوں پر بڑی گراں گزری، جب آپ ﷺ نے ان کے چہروں سے ان کی پریشانی کو محسوس کیا تو اتنے میں انھوں نے خود کہہ دیا کہ عضباء تو پیچھے رہ گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ دنیا میں جس چیز کو بلند کرے گا، اس کو نیچے بھی کرے گا۔“

فوائد: ......شاید ہی کوئی بشر ایسا ہو، جس نے اپنی زندگی میں دنیوی اعتبار سے عروج اور زوال کو نہ پایا ہو، وگرنہ عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ غربت کے بعد امیری اور امیری کے بعد غربت، محرومی کے بعد بڑے بڑے عہدے اور بڑے بڑے عہدوں کے بعد محرومی، ایک وقت میں آدمی اپنی بڑی عزت دیکھتا ہے، لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ معاشرے کا بے وقعت فرد بنا ہوا ہوتا ہے، فرعون، قارون، نمرود، ابوجہل اور ابولہب جیسے بڑے بڑے سرکش اپنے آپ کو اس قانون سے مستثنی نہ کر سکے۔

یہ دنیا اور اہل دنیا سے متعلقہ قانون ہے، نہ کہ دین اور اہل دین کے بارے میں، دین اور اس پر عمل کرنے والوں کا مقدر ایسی رفعت و بلندی ہے کہ جس میں ہمیشہ عروج رہتا ہے، اس کو کوئی زوال نہیں ہے۔

(۱۰۰۷۷) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني فى "الكبير": ١٨/ ٩٣، والبزار: ٢٧٥٨ (انظر: ٢٣٩٨٢)

(۱۰۰۷۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٧١، ٦٥٠١ (انظر: ١٢٠١٠)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ صاحب نے کہا: اس حدیث میں دنیا سے بے رغبتی دلائی گئی ہے کہ اس میں جو چیز بھی رفعت اختیار کرتی ہے، وہ بالآخر پست ہو جاتی ہے۔ حافظ منذری کہتے ہیں: بعض نے کہا کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام بیان کی گیا ہے کہ یہ حقیر اور پست چیز ہے۔ درحقیقت نبی کریم ﷺ اپنی امت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے مال و متاع کی بنا پر فخر و مباہاۃ کرنا ترک کر دیں اور ہر اہل دین و دانش کو چاہیے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور اس کو پا کر دوسروں پر برتری جتانا چھوڑ دے، کیونکہ دنیوی ساز و سامان بہت قلیل ہے اور اس کا حساب و کتاب بڑا طویل ہے۔ (عون المعبود)

(۱۰۰۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۲٤۹۲۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا اس شخص کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر نہیں ہوتا اور وہ آدمی اس کے لیے جمع کرتا ہے، جو عقل سے خالی ہوتا ہے۔“

فوائد: ...... بہرحال آخرت والا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔﴾ ...... ”اور بے شک آخری گھر، یقیناً وہی اصل زندگی ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔“ (سورۂ عنکبوت: ۶۴)

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ مَثَلِ الدُّنْيَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهَوَانِهَا عَلَيْهِ
اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی مثال اور اس پر اس کا حقیر ہونا

(۱۰۰۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ قَدْ اَلْقَاهَا اَهْلُهَا، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى اَهْلِهَا۔)) (مسند احمد: ۳۰٤۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے، جس کو اس کے مالکوں نے پھینک دیا تھا، اور فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جتنی اہمیت اس بکری کی اس کے مالکوں کے ہاں ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی اہمیت اس سے بھی کم ہے۔“

فوائد: ...... اگر دنیا و آخرت میں صرف یہ فرق ہوتا کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے، تب بھی آخرت کو ترجیح دی جاتی، جبکہ آخرت دائمی بھی ہے اور بہت قیمتی بھی ہے۔

(۱۰۰۸۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک

(۱۰۰۷۹) تخريج: اسناده ضعيف، دويد غير منسوب، و زرعة شيخ ابى اسحاق لم يتبين لنا من هو، ثم انه قد اختلف فيه على حسين بن محمد (انظر: ۲٤٤١۹)

(۱۰۰۸۰) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۳٦۹۱، وابويعلى: ۲۵۹۳ (انظر: ۳۰٤۷)

(۱۰۰۸۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الدارمى: ۲۷۳۷ (انظر: ۸٤٦٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِسَخْلَةٍ جَرْبَاءَ قَدْ اَخْرَجَهَا اَهْلُهَا فَقَالَ: ((اَتَرَوْنَ هٰذِهِ هَيِّنَةً عَلٰى اَهْلِهَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى اَهْلِهَا۔)) (مسند احمد: ٨٤٤٥)

خارش زدہ بھیڑ یا بکری کے بچے کے پاس سے گزرے، اس کے مالکوں نے اس کو گھر سے نکال دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ بچہ اپنے مالکوں کے ہاں حقیر ہوگا؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا یہ بچہ اپنے مالکوں کے ہاں حقیر ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

فوائد: ...... جب آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو ان کی توبہ تو قبول ہوگئی، لیکن پھر بھی ان کو زمین پر اتار دیا گیا اور کہا گیا کہ کھوئے ہوئے ورثے کو پانے کی کوشش کریں، درحقیقت انسان جنت کو پانے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا، نہ کہ دنیا کو سب کچھ سمجھ لینے کے لیے۔

(١٠٠٨٢)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْعَالِيَةَ فَمَرَّ بِالسُّوْقِ فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَرَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((بِكَمْ تُحِبُّوْنَ اَنَّ هٰذَا لَكُمْ۔)) قَالُوْا: مَانُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: ((بِكَمْ تُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟)) قَالُوْا: وَاللّٰهِ! لَوْ كَانَ حَيًّا لَكَانَ عَيْبًا فِيْهِ اَنَّهُ اَسَكُّ، فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ، قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ! لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٩٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالائی علاقے میں تشریف لائے اور وہاں چھوٹے چھوٹے کانوں والے بکری کے ایک مردار بچے کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اس بچے کو پکڑا اور بلند کیا اور پھر فرمایا: ''تم اس کو کتنی قیمت کے عوض لینا چاہو گے؟'' لوگوں نے کہا: ہم اس کے عوض کوئی چیز دینا بھی گوارا نہیں کریں گے، بھلا ہم نے اس کو کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تم اس کو کتنی قیمت کے عوض خریدنا چاہو گے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو اس کو اس بنا پر معیوب سمجھا جاتا کہ اس کے کان چھوٹے چھوٹے ہیں، اب تو سرے سے ہے ہی مردہ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اللہ کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

(١٠٠٨٣)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح

(١٠٠٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٥٧ (انظر: ١٤٩٣٠)

(١٠٠٨٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مسلم: ٢٨٥٨ دون قصة سخلة، وأخرج هذه القصة الترمذي: ٢٣٢١، وابن ماجه: ٤١١١ (انظر: ١٨٠٢١)

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَاللّٰهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ)! مَاالدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَرَجُلٍ وَضَعَ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَيْهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَلْيَنْظُرْ بِمَا يَرْجِعُ أَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَفِيْ لَفْظٍ: يَعْنِيْ الَّتِيْ تَلِيْ الْإِبْهَامَ) قَالَ: وَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: أَشْهَدُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ مَرَّ بِمَنْزِلِ قَوْمٍ قَدِ ارْتَحَلُوْا عَنْهُ فَإِذَا سَخْلَةٌ مَطْرُوْحَةٌ، فَقَالَ: ((أَتَرَوْنَ هٰذِهٖ هَانَتْ عَلٰى أَهْلِهَا حِيْنَ أَلْقَوْهَا؟)) قَالُوْا: مِنْ هَوَانِهَا عَلَيْهِمْ أَلْقَوْهَا، قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ! لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى أَهْلِهَا۔)) (مسند احمد: ١٨١٨٤)

ہے کہ آدمی اپنی انگلی دریا میں ڈالے اور پھر اس کو باہر نکالے اور دیکھے کہ وہ کتنے پانی کے ساتھ واپس آئی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگشت شہادت کی طرف اشارہ کیا۔ سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس قافلے کے ساتھ تھا، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ ایک قوم کے مقام کے پاس سے گزرے، وہ وہاں سے کوچ کر چکے تھے، وہاں ایک بکری کا بچہ پڑا ہوا تھا، جس کو ان لوگوں نے پھینک دیا تھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا: ''کیا تمہارا یہی خیال ہے کہ اس کے مالکوں نے اس کو حقیر سمجھ کر ہی چھوڑ دیا ہوگا؟'' لوگوں نے کہا: جی اس کی کم اہمیت کی وجہ سے وہ اس کو پھینک گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اللہ کی قسم ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

(١٠٠٨٤)۔ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْيَانَ الْكِلَابِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا ضَحَّاكُ! مَاطَعَامُكَ؟)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اللَّبَنُ وَاللَّحْمُ، قَالَ: ((ثُمَّ يَصِيْرُ إِلٰى مَاذَا؟)) قَالَ: إِلٰى مَا قَدْ عَلِمْتَ؟ قَالَ (النَّبِيُّ ﷺ): ((فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ضَرَبَ مَايَخْرُجُ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ١٥٨٣٩)

سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ضحاک! کون سی چیز تمہارا کھانا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ اور گوشت، آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''بالآخر یہ کیا بن کر وجود سے نکلتا ہے؟'' انھوں نے کہا: جناب آپ جانتے ہی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس بیشک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم سے خارج ہونے والی چیز کو دنیا کے لیے بطورِ مثال بیان کیا ہے۔''

(١٠٠٨٥)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَطْعَمَ ابْنِ آدَمَ جُعِلَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا، وَإِنْ قَزَّحَهُ وَمَلَّحَهُ فَانْظُرُوْا

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے کھانے کو دنیا کے لیے بطور مثال بیان کیا گیا ہے، اگر چہ کھانا مسالے دار اور نمکین ہو، پس دیکھو کہ وہ

(١٠٠٨٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨١٣٨ (انظر: ١٥٧٤٧)
(١٠٠٨٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن حبان: ٧٠٢، والطبراني في "الكبير": ٥٣١ (انظر: ٢١٢٣٩)

اِلٰی مَایَصِیْرُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۵۵۹) (بالآخر) کیا ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ...... مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کو لالچی اور حریص اور زبان کے چسکوں کا غلام اور گرویدہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ ان چیزوں کا تعلق حلق سے اوپر تک ہے۔ حلق سے نیچے کھانے کا کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا کہ وہ مزیدار تھا یا بے مزہ۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَامَلَأَ آدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُکُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَہُ، فَإِنْ کَانَ لَا مَحَالَۃَ، فَثُلُثٌ لِطَعَامِہِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِہِ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِہِ۔)) (ترمذی) ...... ''کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا۔ آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لیے، تیسرا حصہ پانی کے لیے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے ہو۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذَمِّ الْبُنْیَانِ

عمارتوں کی مذمت کا بیان

(۱۰۰۸۶)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَۃِ فَرَاٰی قُبَّۃً مِنْ لَبِنٍ، فَقَالَ: ((لِمَنْ ہٰذِہِ؟)) فَقُلْتُ: لِفُلَانٍ، فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ کُلَّ بِنَاءٍ ھَدٌّ عَلٰی صَاحِبِہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ إِلَّا مَاکَانَ فِیْ مَسْجِدٍ (أَوْ فِیْ بِنَاءِ مَسْجِدٍ، شَکَّ أَسْوَدُ) أَوْ أَوْ أَوْ۔)) ثُمَّ مَرَّ فَلَمْ یَرَھَا فَقَالَ: ((مَافَعَلَتِ الْقُبَّۃُ؟)) قُلْتُ: بَلَغَ صَاحِبَہَا مَا قُلْتَ فَھَدَمَہَا، قَالَ: فَقَالَ: ((رَحِمَہُ اللّٰہُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۳٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے میں جا رہا تھا، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اینٹوں کا ایک گنبد دیکھا اور پوچھا: ''یہ کس کا ہے؟'' میں نے کہا: جی، یہ فلاں آدمی کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! ہر عمارت کو قیامت والے دن اس کے مالک پر گرا دیا جائے گا، مگر وہ جو مسجد کی تعمیر میں لگا دیا جائے، یا پھر فلاں فلاں امور میں۔'' بعد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی راستے سے گزر ہوا تو وہ گنبد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر نہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس گنبد کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: جب آپ کی بات اس کے مالک تک پہنچی تو اس نے اس کو گرا دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم کرے۔''

فوائد: ...... اس روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ خَرَجَ فَرَاٰی قُبَّۃً مُشْرِفَۃً، فَقَالَ: ((مَاھٰذِہِ؟)) قَالَ لَہُ أَصْحَابُہُ: ھٰذِہِ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَکَتَ وَحَمَلَھَا فِیْ نَفْسِہِ، حَتّٰی

(۱۰۰۸۶) تخریج: حدیث محتمل للتحسین لطرقہ وشواھدہ، أخرجہ ابن ماجہ: ٤١٦١، وأخرجہ ابو داود بنحوہ: ٥٢٣٧ (انظر: ١٣٣٠١)

إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ، أَعْرَضَ عَنْهُ، صَنَعَ ذَالِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكٰى ذَالِكَ اِلٰى اَصْحَابِهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ۔ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ: ((مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ۔)) قَالُوْا شَكٰى اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا، فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهِ اِلَّا مَالَا مَالَا۔)) يَعْنِيْ: مَالَا بُدَّ مِنْهُ ...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نکلے، ایک بلند گنبد دیکھا اور فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' آپ ﷺ کے صحابہ نے کہا: یہ فلاں انصاری آدمی کا ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے اور اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا۔ جب اس کا مالک رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام کہا۔ آپ نے اُس سے اعراض کیا، اُس نے کئی مرتبہ سلام کہا (لیکن آپ ﷺ اعراض کرتے رہے)۔ بالآخر اس آدمی کو آپ ﷺ کی ناراضگی اور اعراض کا اندازہ ہو گیا، اُس نے صحابہ سے اس بات کی شکایت کی اور کہا: بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کو عجیب واجنبی محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: آپ باہر نکلے تھے اور تیرا گنبد دیکھا تھا۔ سو وہ آدمی فوراً اپنے گنبد کی طرف لوٹا اور اُس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ (پھر) ایک دن رسول اللہ ﷺ نکلے اور وہ گنبد آپ کو نظر نہ آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''گنبد کو کیا ہوا؟'' صحابہ نے کہا: اس نے ہمارے سامنے آپ کے اعراض کرنے کا شکوہ کیا، ہم نے (آپ کی ناپسندیدگی کی ساری صورتحال) اس پر واضح کر دی، اس لیے اس نے اس کو منہدم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! ہر عمارت اپنے مالک کے حق میں وبال ہے، سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔'' (ابو داود: ۲/۳٤۷، صحیحہ: ۲۸۳۰)

یہ صحابۂ کرام میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ تھا، جو چیز آپ ﷺ کو پسند تھی، وہ ان کو بھی پسند تھی اور جو چیز آپ ﷺ کو ناپسند تھی، وہ ان کو بھی ناپسند تھی۔

(۱۰۰۸۷)۔ عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ نَعُوْدُهُ هُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهُ، فَقَالَ: ((اَلْمُسْلِمُ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَا مَا يَجْعَلُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ۔)) وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: لَوْ لَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا، اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا

قیس کہتے ہیں: ہم سیدنا خباب بن ارت کی تیمار داری کرنے کے لیے ان کے پاس گئے، جبکہ وہ ایک دیوار بنا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو ہر چیز میں اجر دیا جاتا ہے، ماسوائے اس سرمائے کے، جس کو اس مٹی پر خرچ کرتا ہے۔'' سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کو ان کے پیٹ پر سات مقامات پر داغا گیا تھا، انھوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا، پھر انھوں نے کہا: ہمارے بعض ساتھی ایسے تھے کہ وہ دنیا

(۱۰۰۸۷) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٣٠، ومسلم: ۲٦۸۱ (انظر: ۲۱۰۵۹)

شَيْئًا ، وَإِنَّا أَصَبْنَا بَعْدَهُمْ مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۷٤)

سے چلے گئے، لیکن دنیا ان کے کسی اجر میں کمی نہ کر سکی، جبکہ ہم نے تو ان کے بعد اتنا مال و متاع حاصل کر لیا ہے کہ ہم اس کے لیے مٹی کے علاوہ کوئی جگہ ہی نہیں پاتے۔''

فوائد: ...... ''لیکن دنیا ان کے کسی اجر میں کمی نہ کر سکی'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مشرف باسلام ہونے کے بعد دنیا کی کوئی نعمت پائے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے، اس طرح ان کو ان کا سارا اجر قیامت کے روز ملے گا۔

(۱۰۰۸۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ، قَالَ: مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُصْلِحُ خُصًّالَنَا، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قُلْنَا: خُصًّا لَنَا وَهٰى فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ قَالَ: فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّ الْاَمْرَ اَعْجَلُ مِنْ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٦٥٠٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے، جبکہ ہم اپنی ایک جھونپڑی کو مرمت کر رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کر رہے ہو؟'' ہم نے کہا: جی یہ ہماری جھونپڑی کمزور ہو گئی تھی، اس کی مرمت کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موت کا معاملہ اس سے جلدی آنے والا ہے۔''

(۱۰۰۸۹)۔ عَنْ أُمِّ مُسْلِمٍ الْاَشْجَعِيَّةِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَتَاهَا وَهِيَ فِيْ قُبَّةٍ، فَقَالَ: ((مَا اَحْسَنَهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا مَنِيَّةٌ۔)) قَالَتْ: فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهَا۔ (مسند حمد: ۲۸۰۱۲)

سیدہ ام مسلم اشجعی ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ اپنے ایک گنبد میں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کتنا خوبصورت ہے، بشرطیکہ اس میں موت نہ ہوتی۔'' وہ کہتی ہیں: پھر میں نے اس کی تلاش شروع کر دی۔

فوائد: ...... شیخ البانی ؒ لکھتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ ان احادیث میں مسلمان کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ ضرورت سے زائد عمارتوں پر زیادہ توجہ نہ دھرے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر کسی فرد کے کنبے کے قلیل یا کثیر افراد اور مہمانوں کی کثرت یا قلت کو سامنے رکھا جائے تو عمارت کے سلسلے میں کوئی معینہ حدّ پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ درج ذیل حدیثِ مبارکہ کو درجہ بالا احادیث کا متضاد نہیں سمجھا گیا: ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِاَمْرَاَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔)) ...... ''ایک بچھونا مرد کے لیے، ایک بچھونا اس کی بیوی کے لیے، ایک مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔'' یہ صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث ہے، میں نے صحیح ابو داود میں اس کی تخریج کی ہے۔ اسی لیے حافظ ابن حجر ؒ نے کہا: ان تمام روایات کو (ان عمارتوں پر) محمول کیا جائے گا، جن کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، یعنی وہ رہائش کے لیے اور گرمی و سردی سے بچنے کے لیے نہیں بنائی جاتیں۔

(۱۰۰۸۸) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٥٢٣٦، والترمذى: ٢٣٣٥، وابن ماجه: ٤١٦٠ (انظر: ٦٥٠٢)

(۱۰۰۸۹) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن ام مسلم، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٥/ ٣٧٥ (انظر: ٢٧٤٦٥)

پھر حافظ صاحب نے بعض لوگوں کے ایسے اقوال بیان کیے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی عمارت گناہ ہے، پھر ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: عمارت کا معاملہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ اس میں تفصیل ہے، ضرورت سے زائد ہر عمارت کو گناہ نہیں قرار دیا جا سکتا...... بلکہ بعض عمارتوں میں تو ثواب ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ دوسرے لوگ ان سے استفادہ کرتے ہیں، ایسی صورت میں مالک اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۸۳۱)

عصرِ حاضر میں پرشکوہ محلات اور کوٹھیوں اور ان کے لوازمات پر بھاری رقم خرچ کی جا رہی ہے، حالانکہ گھر بنانے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مختلف موسموں کی سختیوں سے اپنی حفاظت کی جائے اور یہ مقصد دس گیارہ مرلہ کے پلاٹ پر پانچ چھ لاکھ روپیہ صرف کر کے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور کروڑ ہا روپیہ بھی، یہ ۱۴۳۵ھ (۲۰۱۴ء) کی بات ہے۔

قومِ عاد نے مضبوط اور عالی شان رہائشی عمارتیں تعمیر کیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ ...... ''اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کر رہے ہو، گویا کہ تم ہمیشہ یہاں رہو گے۔'' (سورۂ شعراء: ۱۲۹)

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذَمِّ الْاَسْوَاقِ وَ اَمَاكِنَ اُخْرٰی
بازاروں اور کچھ دوسرے مقامات کی مذمت کا بیان

(۱۰۰۹۰)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((لَا اَدْرِيْ۔)) فَلَمَّا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ((يَاجِبْرِيْلُ! اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ: لَا اَدْرِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، فَانْطَلَقَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَمْكُثَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّكَ سَاَلْتَنِيْ اُيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ فَقُلْتُ: لَا اَدْرِيْ اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ فَقَالَ: اَسْوَاقُهَا۔)) (مسند احمد: ۱٦٨٦٥)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے مقامات سب سے برے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا۔'' پھر سیدنا جبریل علیہ السلام، آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! کون سے مقامات سب سے برے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی میں نہیں جانتا، لیکن میں اپنے ربّ سے سوال کروں گا، پھر وہ چلے گئے اور جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، ٹھہرے رہے، پھر آئے اور کہا: اے محمد! آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ کون سے مقامات برے ہیں، میں نے جواب دیا تھا کہ میں تو نہیں جانتا، پھر میں نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ کون سے مقامات سے سب سے برے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا: بازار۔''

(۱۰۰۹۰) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل، أخرجه البزار: ١٢٥٢، وابويعلى: ٧٤٠٣، والطبراني فى "الكبير": ١٥٤٨ (انظر: ١٦٧٤٤)

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا، وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا۔)) ......''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہترین مقام مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ مقام بازار ہیں۔'' (صحیح مسلم: ٦٧١)

بازار، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ مقام ہے، بازار پر حکم لگاتے وقت کسی ایک صادق اور امین تاجر کو نہیں دیکھا، مگر وہاں کے پورے ماحول کو سامنے رکھا گیا۔

(١٠٠٩١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ اَنْ یُصِیْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ۔)) وَتَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَی الرَّحْلِ۔ (مسند احمد: ٥٧٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حجر کے پاس سے گزرنے لگے تو فرمایا: ''ظلم کرنے والے لوگوں کی رہائش گاہوں میں نہ گھسو، مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان کو ملا تھا، تم بھی اس میں مبتلا ہو جاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر اوپر اوڑھ لی، جبکہ آپ ﷺ سواری پر تھے۔

فوائد: ......حجر، ثمود کی وادی ہے، جو مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے، صالح علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا تھا، اس وادی میں ان پر عذاب آیا تھا، ایسے مقام سے گزرتے وقت خوف وخشیت کا عالَم طاری ہونا چاہیے، وگرنہ جو آدمی وہاں سے گزرتے وقت ان کی حالت سے عبرت حاصل کرتے ہوئے نہ رویا، تو اس نے ان کے عمل سے مشابہت اختیار کی اور اس کا دل سخت ہو گیا، پس ممکن ہے کہ اس کو بھی اس قسم کے عذاب سے دوچار کر دیا جائے۔

(١٠٠٩٢)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ بَدَا جَفَا۔)) (مسند احمد: ١٨٨٢٢)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنگل میں اقامت اختیار کی، وہ سخت دل ہو گیا۔''

فوائد: ......بدّو، دیہاتی اور جنگلی لوگوں میں اکھڑ پن اور اجڈ پن جیسی صفات پائی جاتی ہیں، حق قبول کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے، جبکہ شہری لوگوں میں شائستگی اور نرمی زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے دل و دماغ کی زمین زرخیز ہوتی ہے۔ جو آدمی شکار کی تلاش میں نکل پڑتا ہے، اس کا دل کبھی بھی معمور نہیں ہوتا، حرص، لالچ اور شغل میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دور دور تک نکل جاتا ہے، نماز اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے۔

(١٠٠٩١) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٣٨١، ومسلم: ٢٩٨٠ (انظر: ٥٧٠٥)

(١٠٠٩٢) تخریج: اسناده ضعیف، لکن المتن صحیح من حدیث ابی هریرة، قاله الالبانی فی الصحیحة (انظر: ١٨٦١٩)

بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعْنِ وَالتَّرْهِيبِ مِنْهُ

لعنت کرنے سے ممانعت اور اس سے ترہیب کا بیان

(۱۰۰۹۳)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ۔))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور آگ کے ساتھ ایک دوسرے پر لعنت نہ کیا کرو۔''

(مسند احمد: ۲۰۴۳۷)

فوائد: ......لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی پھٹکار، اس کی مار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب و غضب کی بددعا کرنا ہے۔

کسی معین شخص بالخصوص مؤمن آدمی یا کسی مخصوص چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کے غضب اور جہنم کی بددعا کرنا سخت منع ہے، کیونکہ اس بددعا کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے، جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کافر مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بن جائے، بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنتی جیسے قبیح القاب سے پکارنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ......''مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔'' اگر کوئی آدمی ایسے الفاظ کہنے سے گریز نہیں کرتا تو خود اس کے ملعون ہونے کا خطرہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَاءِ، فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ، فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا۔ ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِيْ لُعِنَ، فَاِنْ كَانَ اَهْلًا لِذَالِكَ، وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَائِلِهَا۔)) (ابوداود: ۴۹۰۵) ......''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے کہ تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، لیکن اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے ورے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر دائیں اور بائیں سمت اختیار کرتی ہے، پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہو (تو اسی پر پڑتی ہے) وگرنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔'' (اور یوں لعنت کرنے والا خود اپنی لعنت کا حقدار بن جاتا ہے)۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی تعیین کے بغیر کافروں، فاسقوں اور بدکاروں کے حق میں اور ان لوگوں کے حق لعنت کی بددعا کی جا سکتی ہے، جن کا جہنمی ہونا واضح ہو چکا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ سے چوری کرنے والے، والدین پر لعنت کرنے والے، غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے، تصویر بنانے والے، سود کھانے والے، مردوں سے مشابہت

(۱۰۰۹۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ۴۹۰۶، والترمذي: ۱۹۷۶ (انظر: ۲۰۱۷۵)

کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے لیے لعنت کی بددعا کرنا ثابت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی شخص کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں، چاہے وہ بظاہر ظالم ہو، جھوٹا ہو، قطع رحمی کرنے والا ہو یا قاتل ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ جس شخص پر اس کے ظلم یا جھوٹ یا کسی اور گناہ کی وجہ سے لعنت کی جا رہی ہے، اس نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو یا آئندہ کر لے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ظالم یا جھوٹا نہیں رہے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بغیر توبہ کے معاف کر دے۔ اس لیے کسی بھی گنہگار مسلمان کے لیے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا گناہ گار کیوں نہ ہو، اس پر اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد لعنت کرنا جائز نہیں۔ صرف یہ کہنا جائز ہے کہ جھوٹوں پر لعنت ہو، ظالموں پر لعنت ہو، ابو جہل پر لعنت ہو، منافقوں اور کافروں پر لعنت ہو، کیونکہ اس انداز میں صرف وہ لوگ داخل ہوتے ہیں جو مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے اور ظالم ہی قرار پاتے ہیں۔

(١٠٠٩٤)۔ عَنْ جَرْمُوْزِ نِ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٥٤)

سیدنا جرموز ہجیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی وصیت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعنت کرنے والا نہ بننا۔''

فوائد: ......لعنت کی بددعا کی ممنوعہ صورتیں مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے۔

(١٠٠٩٥)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ يُرْسِلُ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ فَتَبِيْتُ عِنْدَ نِسَائِهِ وَيَسْأَلُهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقَامَ لَيْلَةً فَدَعَا خَادِمَهُ فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَلَعَنَهَا، فَقَالَتْ: لَا تَلْعَنْ! فَإِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِيْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٧٩)

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجتے، پس وہ ان کی بیویوں کے پاس رات گزارتی اور وہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کرتے، ایک رات کو عبد الملک اٹھا اور اس نے اپنی خادمہ کو بلایا، جب اس نے آنے میں تاخیر کی تو اس نے اس پر لعنت کی، اس پر سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: تو لعنت نہ کر، کیونکہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک لعنت کرنے والے قیامت والے دن گواہ نہیں ہوں گے اور نہ سفارشی۔''

(١٠٠٩٤) تخريج: اسناده قوي، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢١٨١ (انظر: ٢٠٦٧٨)
(١٠٠٩٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٩٨ (انظر: ٢٧٥٢٩)

(۱۰۰۹٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيْسَ بِاللَّعَّانِ، وَلَا الطَّعَّانِ، وَالْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ۔)) (مسند احمد: ۳۹٤۸)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا ہوتا ہے اور نہ زبان درازی کرنے والا ہوتا ہے۔''

فوائد:...... متانت، سنجیدگی، وقار اور ٹھہراؤ، باایمان لوگوں کا زیور ہے، ان کے چال چلن، اٹھک بیٹھک، قول و کردار اور بول چال غرضیکہ ہر چیز میں اعتدال ہوتا ہے، جبکہ حدیث میں مذکورہ خصائل ذمیمہ ایمان اور اعتدال کے منافی امور ہیں، اس لیے مومن کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۱۰۰۹۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِيْ لِلصِّدِّيْقِ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (مسند احمد: ۸۷٦۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدیق اور سچے آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔''

(۱۰۰۹۸)۔ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ جَرْوَلٍ نِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُكَنَّى اَبَا عُمَيْرٍ اَنَّهُ كَانَ صَدِيْقًا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ زَارَهُ فِيْ اَهْلِهِ فَلَمْ يَجِدْهُ، قَالَ: فَاسْتَاْذَنَ عَلٰى اَهْلِهِ فَاسْتَسْقٰى، قَالَ: فَبَعَثَتِ الْجَارِيَةَ تَجِيْئُهُ بِشَرَابٍ مِنَ الْجِيْرَانِ، فَاَبْطَاَتْ فَلَعَنَتْهَا فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَجَاءَ اَبُوْ عُمَيْرٍ فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لَيْسَ مِثْلُكَ يُغَارُ عَلَيْهِ، هَلَّا سَلَّمْتَ عَلٰى اَهْلِ اَخِيْكَ وَجَلَسْتَ وَاَصَبْتَ مِنَ الشَّرَابِ؟ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ،

ابو عمیر سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، ایک دن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر آئے، لیکن وہ گھر پر موجود تھے، پس انھوں نے اس کے گھر والوں سے اجازت طلب کی اور مشروب طلب کیا، اس کی بیوی نے لونڈی کو بھیجا کہ وہ ہمسائیوں سے کوئی مشروب لائے، جب اس نے تاخیر کی اور اس نے اس پر لعنت کی، یہ سن کر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ چلے گئے، جب ابو عمیر آئے اور انھوں نے کہا: اے ابوعبد الرحمن! آپ جیسی شخصیتوں پر غیرت نہیں کی جا سکتی، آپ نے ایسے کیوں نہیں کیا کہ اپنے بھائی کے گھر والوں پر سلام کہتے اور ان کے ہاں بیٹھتے اور پانی وغیرہ پیتے؟ انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح ہی کیا تھا، لیکن اصل بات یہ ہے کہ تیری بیوی نے اپنی خادمہ کو بھیجا، اس نے تاخیر کی، ممکن

(۱۰۰۹٦) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابویعلی: ۵۳۷۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰٤۸۳، والبیهقی: ۱۰/ ۱۹۳ (انظر: ۳۹٤۸)

(۱۰۰۹۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۹۷ (انظر: ۸۷۸۲)

(۱۰۰۹۸) تخریج: اسناده محتمل للتحسین (انظر: ۳۸۷٦)

فَأَرْسَلَتِ الْخَادِمَ فَأَبْطَأَتْ إِمَّا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ وَإِمَّا رَغِبُوا فِيمَا عِنْدَهُمْ فَأَبْطَأَتِ الْخَادِمُ فَلَعَنَتْهَا، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّعْنَةَ إِلَى مَنْ وُجِّهَتْ فَإِنْ أَصَابَتْ عَلَيْهِ سَبِيلًا أَوْ وَجَدَتْ فِيهِ مَسْلَكًا وَإِلَّا قَالَتْ: يَا رَبِّ! وُجِّهْتُ إِلَى فُلَانٍ، فَلَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ سَبِيلًا، وَلَمْ أَجِدْ فِيهِ مَسْلَكًا فَيُقَالُ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ)) فَخَشِيتُ أَنْ تَكُونَ الْخَادِمُ مَعْذُورَةً فَتَرْجِعَ اللَّعْنَةُ فَأَكُونَ سَبَبَهَا۔)) مسند احمد: ٣٨٧٦)

ہے کہ ہمسائیوں کے پاس وہ چیز نہ ہو یا وہ اپنی رغبت کی وجہ سے دینا نہ چاہتے ہوں، اس لیے خادمہ سے تاخیر ہوگئی، جس کی وجہ سے تیری بیوی نے اس پر لعنت کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک جب کسی چیز پر لعنت کی جاتی ہے تو اگر اس کو اس چیز پر کوئی گنجائش مل جائے تو ٹھیک، وگرنہ وہ کہتی ہیں: اے میرے ربّ! مجھے فلاں کی طرف بھیجا گیا ہے، لیکن اس میں تو کوئی گنجائش نظر نہیں آ رہی ہے، پس اس کو کہا جاتا ہے: تو جہاں سے آئی ہے، اُدھر ہی لوٹ جا۔'' تو میں ڈر گیا کہ خادمہ معذور ہوگی تو لعنت واپس آئے گی اور میں اس کا سبب بن جاؤں گا۔

(١٠٠٩٩)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٩٨)

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

(١٠١٠٠)۔ وعَنْهُ أَيْضًا، رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ، وَمَنْ شَهِدَ عَلَى مُسْلِمٍ (أَوْ قَالَ: مُؤْمِنٍ) بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ لَعَنَهُ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا حَلَفَ۔)) (مسند احمد: ١٦٥٠٥)

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جس چیز کے ساتھ خود کشی کی، اس کو اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا، جس نے کسی مؤمن اور مسلمان پر کفر کی گواہی دی تو یہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہوگا، جس نے اس پر لعنت کی تو وہ بھی اس کو قتل کرنے کی طرح ہوگا اور جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اسی طرح ہی ہو جائے گا۔''

فوائد: ...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی یوں کہے: اگر میں نے فلاں کام کیا ہو یا کروں تو میں یہودی یا عیسائی ہو جاؤں، جبکہ وہ جھوٹا بھی ہو، اسلام کے علاوہ کسی مذہب کا ذکر ہو سکتا ہے۔
یہ قسم کی ممنوعہ صورت ہے اور اس حدیث میں اس کی بڑی وعید بیان کی گئی ہے۔
حافظ ابن حجر نے کہا: بعض شافعیہ نے حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ایسے شخص کو کافر قرار دیا، جبکہ وہ جھوٹا ہو،

(١٠٠٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٠٥، ٦٦٥٢، ومسلم: ١١٠ (انظر: ١٦٣٨٥)
(١٠١٠٠) تخريج: انظر الحديث السابق

لیکن تحقیق یہ ہے کہ اس معاملے میں تفصیل بیان کی جائے، اگر اس کا مقصود اس مذہب کی تعظیم ہو تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اگر اس کا مقصود بات کو معلق کرنا ہو تو غور کیا جائے گا کہ آیا اس نے اس مذہب کے ساتھ متصف ہونے کا ارادہ کیا ہے، اگر کیا ہے تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ کفر کا ارادہ کفر ہے، لیکن اگر اس کا ارادہ اس مذہب سے دور رہنے کا ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

بعض روایات میں "کَاذِبًا" (جھوٹا) کی قید ہے اور بعض میں نہیں ہے، آگے چل کر حافظ صاحب نے کہا: "کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا" کے الفاظ کی زیادتی حسن درجے کی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ایسا آدمی اپنے ایمان پر مطمئن ہو تو وہ ایسی چیز کی تعظیم کرنے میں جھوٹا قرار پائے گا، جو تعظیم والی نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا، لیکن اگر اس کا نظریہ یہ ہے کہ وہ اپنی قسم میں جس مذہب کا ذکر کر رہا ہے، وہ حق ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا اس قسم سے مقصود اس مذہب کی تعظیم ہو تو احتمال پیدا ہو جائے گا، تو پھر تفصیل کی ضرورت ہوگی، اگر اس کا مقصد وہ تعظیم ہے، جو منسوخ ہو جانے سے پہلے اس مذہب کی تھی تو یہ خطرناک ہے اور اس کے کافر ہونے کا احتمال ہے۔ (فتح الباری: ١١/ ٥٣٨)

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ ﷺ

ان افراد کا بیان، جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے لعنت کی

تَنْبِيه: ...... پچھلے باب میں کسی پر لعنت کرنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کی وضاحت ہو چکی ہے، اس باب کی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ غیر معین نافرمانوں پر لعنت کی بد دعا کرنا جائز ہے، کیونکہ اس سے مراد اس جنس پر لعنت کرنا ہے، نہ کہ معین اور مخصوص نافرمان پر، اور جنس پر لعنت کرنا جائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ ...... "خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

(١٠١٠١)۔ عَنْ أَبِي حَسَّانَ، أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ، كَانَ يَأْمُرُ بِالْأَمْرِ فَيُؤْتَى، فَيُقَالُ: قَدْ فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْأَشْتَرُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ، قَدْ تَفَشَّغَ فِي النَّاسِ أَفَشَيْءٌ عَهِدَهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا خَاصَّةً دُونَ النَّاسِ، إِلَّا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْهُ فَهُوَ فِي صَحِيفَةٍ فِي قِرَابِ سَيْفِي، قَالَ: فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتّٰى

ابو حسان سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب کوئی حکم دیتے اور اس کو پورا کر کے کہا جاتا کہ ہم لوگوں نے فلاں فلاں کام کر دیا ہے، تو وہ کہتے: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے، اشتر نے ان سے کہا: آپ کی یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے، کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس کے بارے میں کوئی وصیت کی تھی؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی ایسی خاص چیز کی وصیت نہیں کی، جو دوسرے لوگوں کو نہ کی ہو، ما سوائے اس چیز کے، جو میں نے آپ ﷺ سے سنی ہے اور وہ میری تلوار کے میان میں موجود صحیفے میں ہے۔ یہ سن کر لوگوں

(١٠١٠١) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه مختصرا ابوداود: ٢٠٣٥، والنسائي: ٨/ ٢٤ (انظر: ٩٥٩)

اَخْرَجَ الصَّحِيْفَةَ، قَالَ: فَإِذَا فِيْهَا: ((مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ، وَلَا عَدْلٌ۔)) قَالَ وَإِذَا فِيْهَا: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ)) اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٩٥٩)

نے اصرار کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ انھوں نے صحیفہ نکالا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا: ''جس نے بدعت ایجاد کی، یا کسی بدعتی کو جگہ دی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اس کی فرضی عبادت قبول ہوگی نہ نفلی۔'' اس میں مزید یہ حدیث بھی تھی: ''بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا......''

فوائد: ...... بدعت ہر اعتبار سے ضلالت ہے اور بدعتی انسان کا اکرام کرنا، اس کا دفاع کرنا اور اس کی پشت پناہی کرنا بہت بڑا شرعی ظلم ہے۔ اس میں ان حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو مجرموں کو تحفظ دیتے ہیں کہ وہ جھوٹی ناموری کے لیے لعنت اور پھٹکار کے مستحق ٹھہرتے ہیں، بالخصوص عصر حاضر کے سیاسی لوگ۔

(١٠١٠٢)۔ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيٍّ: اَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ اَسَرَّهُ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا اَسَرَّ اِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ يَعْنِيْ الْمَنَارَ۔)) (مسند احمد: ٨٥٥)

ابو طفیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اس چیز کے بارے میں بتلاؤ جو رسول اللہ ﷺ صرف آپ کو عطا کی ہو، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسی راز کی بات نہیں بتلائی، جس کو لوگوں سے چھپایا ہو، البتہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے بدعتی کو جگہ دی، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی لعنت کرے، جس نے زمین کے نشانات کو بدل دیا۔''

فوائد: ...... جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی (پیر، پیغمبر، نبی، قطب، ابدال، نیک صالح اور بزرگ وغیرہ) کے لیے، ان کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر جانور ذبح کرتا ہے، وہ ملعون ہے۔

نشانات کو بدلنے سے کیا مراد ہے؟ ملاحظہ ہو حدیث نمبر (١٠٠١٥)

(١٠١٠٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٨١٩٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا غصہ سخت ہوگیا، جس کو اللہ کا رسول اس کی راہ میں قتل کر دے۔''

(١٠١٠٢) تخریج: أخرجه مسلم: ١٩٧٨ (انظر: ٨٥٥)

(١٠١٠٣) تخریج: أسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الحاکم: ٤/ ٢٧٥ (انظر: ٨٢١٣)

فوائد:...... یہ بہت بڑی بدنصیبی ہے کہ کوئی آدمی کسی جنگ میں نبی کی مخالفت میں لڑ رہا ہو اور نبی اس کو قتل کر دے۔

(۱۰۱۰٤)۔ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِیْ نَصْرُبْنُ عَلِیٍّ وَعُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ (یَعْنِیْ الْقَوَارِیْرِیَّ) قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ، عَنْ نُعَیْمِ بْنِ حَکِیْمٍ، عَنْ أَبِیْ مَرْیَمَ، عَنْ عَلِیٍّ ؓ، أَنَّ امْرَأَةَ الْوَلِیْدِ بْنِ عُقْبَةَ أَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْوَلِیْدَ یَضْرِبُهَا، وَقَالَ نَصْرُبْنُ عَلِیٍّ فِیْ حَدِیْثِهِ: تَشْکُوْهُ، قَالَ: ((قُوْلِیْ لَهُ قَدْ أَجَارَنِیْ۔)) قَالَ عَلِیٌّ: فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی رَجَعَتْ فَقَالَتْ: مَازَادَنِیْ إِلَّا ضَرْبًا، فَأَخَذَ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهِ فَدَفَعَهَا إِلَیْهَا، وَقَالَ: ((قُوْلِیْ لَهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَجَارَنِیْ۔)) فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی رَجَعَتْ، فَقَالَتْ: مَازَادَنِیْ إِلَّا ضَرْبًا، فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ الْوَلِیْدَ، أَثِمَ بِیْ مَرَّتَیْنِ۔)) وَهٰذَا لَفْظُ حَدِیْثِ الْقَوَارِیْرِیِّ وَمَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ۔ (مسند احمد: ۱۳۰٤)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ ولید بن عقبہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند ولید مجھے مارتا ہے، اس طرح اس نے اپنے خاوند کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کہو کہ اللہ کے رسول نے مجھے پناہ دے دی ہے۔'' وہ چند دن ٹھہرنے کے بعد پھر آئی اور کہا: اس نے تو میری پٹائی کرنے میں اضافہ ہی کیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے کپڑے کا جھالر پکڑا اور اس کو دے کر فرمایا: ''اس کو کہنا کہ اللہ کے رسول نے مجھے پناہ دی ہے۔'' وہ معمولی عرصہ گزارنے کے بعد پھر آ گئی اور کہا: اس نے میری مار میں ہی اضافہ کیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! تو ولید کی گرفت کر، وہ میری وجہ سے دو بار گنہگار ہو چکا ہے۔''

(۱۰۱۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ، مَلْعُوْنٌ مَنْ غَیَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کو گالی دینے والا ملعون ہے، اپنی ماں کو برا بھلا کہنے والا ملعون ہے، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے والا ملعون ہے، زمین کے نشانات کو تبدیل کر دینے والا

(۱۰۱۰٤) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابی مریم، وضعفِ نعیم بن حکیم (انظر: ۱۳۰٤)

(۱۰۱۰۵) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الطبرانی: ۱۱۵٤٦، والحاکم: ٤/ ۳۵٦، والبیهقی: ۸/ ۲۳۱ (انظر: ۱۸۷۵)

مَلْعُوْنٌ مَنْ كَمَهَ اَعْمٰى عَنْ طَرِيْقٍ، مَلْعُوْنٌ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ بِعَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ۔)) (مسند احمد: ١٨٧٥)

ملعون ہے، اندھے کو راستے سے بھٹکا دینے والا ملعون ہے، چوپائے سے بدفعلی کرنے والا ملعون ہے اور قوم لوط والا فعل کرنے والا بھی ملعون ہے۔"

(١٠١٠٦)۔ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ ؓ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَسَمِعَ رَجُلَيْنِ يَتَغَنَّيَانِ وَاَحَدُهُمَا يُجِيْبُ الْآخَرَ وَهُوَ يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ حَوَارِيٌّ تَلُوْحُ عِظَامُهُ، زَوَى الْحَرْبَ عَنْهُ اَنْ يُجَنَّ فَيُقْبَرَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اُنْظُرُوْا مَنْ هُمَا؟)) قَالَ: فَقَالُوْا: فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ ارْكُسْهُمَا رَكْسًا وَدُعَّهُمَا اِلَى النَّارِ دَعًّا۔)) (مسند احمد: ٢٠٠١٨)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے دو افراد کو گاتے ہوئے سنا، وہ ایک دوسرے کا جواب دے رہے تھے، ان میں سے ایک نے کہا: میرے مددگاروں کی ہڈیاں تو (دفن نہ ہونے کی وجہ سے) نظر آتی رہیں، اس نے اپنے آپ سے لڑائی کے ہٹ جانے کو روک دیا کہ اس کو مٹی کے نیچے چھپا کر دفن کر دیا جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دیکھو یہ کون ہیں؟" لوگوں نے کہا: یہ فلاں اور فلاں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! ان کے سر کے بال گرا دے اور دھتکار دے جہنم میں۔"

(١٠١٠٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِيْ فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: ((لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِيْنٌ۔)) فَوَاللّٰهِ! مَازِلْتُ وَجِلًا اَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتّٰى دَخَلَ فُلَانٌ يَعْنِي الْحَكَمَ۔ (مسند احمد: ٦٥٢٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میرے ابو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے، تاکہ مجھے مل سکیں، ابھی تک ہم آپ ﷺ کے پاس ہی تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ملعون شخص تم پر ضرور ضرور داخل ہونے والا ہے۔" پس اللہ کی قسم! میں خوفزدہ ہو کر آنے جانے والوں کو دیکھنے لگا، یہاں تک کہ حکم داخل ہوا۔

فوائد: ...... یہ حکم بن ابی العاص تھا، یہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا چچا اور مروان کا باپ تھا، یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا اور پھر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی، لیکن آپ ﷺ نے اس کو طائف کی طرف بھیج دیا، پھر یہ وہیں رہا، یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو مدینہ میں بلا لیا، پھر یہیں اس نے وفات پائی۔

(١٠١٠٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا، مسلسل بالضعفاء والمجاهيل، يزيد بن ابى زياد ضعيف، كبر فتغير وصار يتلقن، وسليمان مجهول، وابو هلال لايعرف، أخرجه البزار: ٣٨٥٩، وابن ابى شيبة: ١٥/ ٢٣٢ (انظر: ١٩٧٨٠)

(١٠١٠٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم. أخرجه البزار: ١٦٢٥ (انظر: ٦٥٢٠)

ابن اثیر نے "اسد الغابہ" میں کہا: حکم بن ابی العاص پر لعنت کرنے اور اس کو جلاوطن کرنے سے متعلقہ کافی ساری احادیث ہیں، ان سب کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بہرحال یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی امرِ عظیم کی وجہ سے ایسے کیا، حالانکہ آپ ﷺ بردبار اور چشم پوش تھے۔

(۱۰۱۰۸)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخَنَّثِی الرِّجَالِ الَّذِیْنَ یَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهِیْنَ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَبَتِّلِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِیْ یَقُوْلُ: لَا یَتَزَوَّجُ، وَالْمُتَبَتِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، اللَّائِی یَقُلْنَ ذٰلِكَ، وَرَاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهُ، فَاشْتَدَّ عَلٰی أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اسْتَبَانَ ذٰلِكَ فِیْ وُجُوْهِهِمْ وَقَالَ: اَلْبَائِتَ وَحْدَهُ۔ (مسند احمد: ۷۸۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مخنث مردوں، مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں اور تبتل اختیار کرنے والے ان مردوں اور عورتوں پر لعنت کی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ وہ شادی نہیں کریں گے، اور بیابان میں اکیلے سوار پر بھی لعنت کی، یہ باتیں صحابہ پر بڑی گراں گزریں، یہاں تک کہ ان کے چہروں سے واضح ہونے لگا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اکیلا رات گزارنے والا بھی۔''

(۱۰۱۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنْ طَالَ بِكَ مُدَّةٌ أَوْشَكَ أَنْ تَرٰی قَوْمًا یَغْدُوْنَ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَیَرُوْحُوْنَ فِیْ لَعْنَتِهِ فِیْ أَیْدِیْهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ۔)) (مسند احمد: ۸۰۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو قریب ہے کہ تو ایسے لوگ دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں صبح اور اس کی لعنت میں شام کریں گے، ان کے ہاتھوں میں گائیوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے۔''

فوائد:...... مسلمان کو ایسے گناہ سے محفوظ رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنیں۔

(۱۰۱۱۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِیْدٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُجَیْرٍ، ثَنَا سَیَّارٌ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ ذَكَرَ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں اس امت میں ایسے افراد ہوں گے کہ

(۱۰۱۰۸) تخریج: صحیح دون لعنة راكب الفلاة والبائت وحده، وهذا اسناد ضعیف لجهالة طیب بن محمد (انظر: ۷۸۹۱)

(۱۰۱۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۵۷ (انظر: ۸۰۷۳)

(۱۰۱۱۰) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الكبیر": ۸۰۰۰ (انظر: ۲۲۱۵۰)

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ۔)) اَوْ قَالَ: ((يَخْرُجُ رِجَالٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ مَعَهُمْ اَسْيَاطٌ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ الْبَقَرِ، يَغْدُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ، وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ غَضَبِهٖ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٠٢)

ان کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں صبح کریں گے اور اس کے غصے میں شام۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْمَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَوْ سَبَّهُ اَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ اَهْلٌ لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةٌ وَاَجْرٌ وَرَحْمَةٌ

اس شخص کا بیان کہ جس پر نبی کریم ﷺ لعنت کریں، یا اس کو برا بھلا کہیں، یا اس پر بددعا کریں، جبکہ وہ اس کا مستحق نہ ہو تو یہ چیز اس کے لیے پاکیزگی، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی

(١٠١١١)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ اَوْ شَتَمْتُهُ اَوْ جَلَدْتُهُ اَوْ لَعَنْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ١١٣١٠)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے ایک معاہدہ لیتا ہوں، تو نے ہرگز اس کی مخالفت نہیں کرنی، میں صرف اور صرف ایک بشر ہوں، پس جس مؤمن کو میں تکلیف دوں، یا اس کو گالی دوں، یا اس کو کوڑے لگاؤں، یا اس پر لعنت کروں، پس تو اس چیز کو اس کے لیے رحمت، پاکیزگی اور تقرب کا ایسا سبب بنا کہ جس کے ذریعے تو اس کو قیامت کے دن اپنے قریب کر لے۔''

فوائد: ...... کتنی دلچسپ بات ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی بددعائیں بھی دوسروں کے لیے باعث تزکیہ و طہارت اور باعثِ اجر وثواب بن جاتی ہیں، یہ دراصل رحمۃ للعالمین کا لقب پانے والے کی عظمت ومنقبت ہے، امام مسلم ؒ نے اس موضوع سے متعلقہ ایک حدیث پر یہ باب قائم کیا: ''نبی کریم ﷺ جب کسی پر لعنت کریں یا کسی کو گالی اور بددعا دیں اور وہ اس کا اہل نہ ہو، تو یہ اس کے لیے تزکیہ، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی۔''

(١٠١١٢)۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ اَبِيْ قُرَّةَ، قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ (يَعْنِيْ ابْنَ الْيَمَانِ ؓ) بِالْمَدَائِنِ فَكَانَ يَذْكُرُ اَشْيَاءَ قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

عمرو بن ابو قرہ سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ مدائن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کی ذکر کردہ احادیث بیان کیا کرتے تھے، جب سیدنا حذیفہ ؓ، سیدنا سلمان ؓ کے

(١٠١١١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابی شيبة: ١٠/ ٣٣٨، وابويعلی: ١٢٦٢ (انظر: ١١٢٩٠)
(١٠١١٢) تخريج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤٦٥٩ (انظر: ٢٣٧٠٦)

فَجَاءَ حُذَيْفَةُ إِلَى سَلْمَانَ فَيَقُوْلُ سَلْمَانُ: يَا حُذَيْفَةُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُوْلُ وَيَرْضٰى وَيَقُوْلُ، لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً فِي غَضَبِي، أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وُلْدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُوْنَ، وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ، فَاجْعَلْهَا صَلَاةً عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٢٤١٠٧)

پاس گئے تو انھوں نے کہا: اے حذیفہ! بیشک رسول اللہ ﷺ تو غصے میں کلام کرتے تھے اور رضامندی میں بھی، تحقیق میں یہ چیز جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطاب کیا اور فرمایا: ''میں غصے میں آ کر اپنی امت کے جس شخص کو برا بھلا کہوں، یا اس پر لعنت کروں تو میں اولادِ آدم کا ہی ایک فرد ہوں اور ان ہی کی طرح غصے ہو جاتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، پس (اے اللہ!) اس چیز کو اس شخص کے حق میں قیامت کے دن باعثِ رحمت بنا دینا۔''

(١٠١١٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ رَجُلًا، فَقَالَ: احْتَفِظِي بِهِ، قَالَ: فَغَفَلَتْ حَفْصَةُ وَمَضَى الرَّجُلُ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((يَا حَفْصَةُ! مَا فَعَلَ الرَّجُلُ؟)) قَالَتْ: غَفَلْتُ عَنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخَرَجَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكِ۔)) فَرَفَعَتْ يَدَيْهَا هٰكَذَا، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكِ يَا حَفْصَةُ؟)) فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ قَبْلُ لِي كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ لَهَا: ((ضَعِي يَدَيْكِ، فَإِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَيُّ إِنْسَانٍ مِنْ أُمَّتِي دَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ مَغْفِرَةً۔)) (مسند احمد: ١٢٤٥٨)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سیدہ حفصہ ؓ کے سپرد کیا اور فرمایا: ''اس کی حفاظت کر کے رکھنا۔'' لیکن انھوں نے غفلت برتی اور وہ بندہ نکل گیا، جب آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''حفصہ! اس آدمی کا کیا بنا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے غفلت ہوگئی اور وہ نکل گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں کو کاٹ دے۔'' یہ سن کر سیدہ نے اپنے ہاتھ اس طرح بلند کر لیے، جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئی اور پوچھا: ''حفصہ! تجھے کیا ہو گیا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کچھ دیر پہلے مجھے یہ بد دعا دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھوں کو سیدھا کر لے، پس بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت کے جس فرد کو بد دعا دوں، وہ اس کو اس کے لیے بخشش کا ذریعہ بنا دے۔''

(١٠١١٤)۔ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ، عَنْ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ

(١٠١١٣) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ١٢٤٣١)

(١٠١١٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٢٤٢٥٩)

عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ بِاَسِيْرٍ فَلَهَوْتُ عَنْهُ فَذَهَبَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَافَعَلَ الْاَسِيْرُ؟)) قَالَتْ: لَهَوْتُ عَنْهُ مَعَ النِّسْوَةِ فَخَرَجَ، فَقَالَ: ((مَالَكِ قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكِ اَوْ يَدَيْكِ۔)) فَخَرَجَ فَآذَنَ بِهِ النَّاسَ فَطَلَبُوْهُ فَجَاءُ وْا بِهٖ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَاَنَا اُقَلِّبُ يَدَيَّ، فَقَالَ: ((مَالَكِ اَجُنِنْتِ؟)) قُلْتُ: دَعَوْتَ عَلَيَّ فَاَنَا اُقَلِّبُ يَدَيَّ اَنْظُرُ اَيُّهُمَا يُقْطَعَان، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ بَشَرٌ اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَوْ مُؤْمِنَةٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَطُهْرًا۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٦٣)

ایک قیدی میرے پاس لائے، لیکن میں اس سے غافل ہو گئی اور وہ بھاگ گیا، پس جب آپ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا: ''قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: جی میں دوسری خواتین کے ساتھ غافل ہو گئی تھی، پس وہ نکل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں یا پاؤں کو کاٹ دے۔'' پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور لوگوں میں اس قیدی کا اعلان کیا، پس انھوں نے اس کو تلاش کیا اور پکڑ کر لے آئے، پھر جب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے، پاگل ہو گئی ہے تو؟'' میں نے کہا: جی آپ نے مجھ پر بد دعا کی ہے، اب میں اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی ہوں کہ کون سا ہاتھ پہلے کٹتا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے حمد وثنا بیان کی اور اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ! بیشک میں ایک بشر ہوں اور بشر کی طرح ہی غصے ہو جاتا ہوں، پس میں جس مؤمن مرد یا عورت پر بد دعا کروں تو اس کو اس کے لیے پاکیزگی اور طہارت کا سبب بنا دے۔''

(١٠١١٥)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اِزَارٍ وَرِدَاءٍ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَسَطَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، فَاَيُّ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ ضَرَبْتُ، اَوْ آذَيْتُ فَلَا تُعَاقِبْنِيْ بِهٖ۔)) قَالَ: بهز فيه۔ (مسند احمد: ٢٥٥٣٠)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے چادر اور ازار پہنا ہوا تھا، پس آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور یہ دعا کی: ''اے اللہ! میں ایک بشر ہوں، پس میں تیرے جس بندے کو ماروں یا تکلیف دوں تو تو نے اس کی وجہ سے مجھے سزا نہیں دینی۔''

(١٠١١٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرب اعوان وانصاری اس

(١٠١١٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠١١٦) تخريج: قوله: "انما انا بشر اضيق بما يضيق به البشر ...... الى آخره" صحيح، وهذا اسناد فيه ابن ابى الزناد مختلف فيه، وعبد الرحمن بن الحارث مختلف فيه، أخرجه ابويعلى: ٤٥٠٧ (انظر: ٢٤٧٦٤)

أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ أَمْدَادَ الْعَرَبِ كَثُرُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى غَمُّوْهُ وَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ يُفَرِّجُوْنَ عَنْهُ حَتّٰى قَامَ عَلٰى عَتَبَةِ عَائِشَةَ، فَرَهِقُوْهُ فَأَسْلَمَ رِدَائَهُ فِيْ أَيْدِيْهِمْ، وَوَثَبَ عَلَى الْعَتَبَةِ فَدَخَلَ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ((كَلَّا وَاللّٰهِ! يَا بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ! لَقَدِ اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ شَرْطًا لَا خُلْفَ لَهُ۔)) فَقُلْتُ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَضِيْقُ كَمَا يَضِيْقُ بِهِ الْبَشَرُ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَدَرَتْ إِلَيْهِ مِنِّيْ بَادِرَةٌ فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً۔)) (مسند احمد: ٢٥٢٧٣)

کثرت سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اتنا ہجوم ہوا کہ مہاجرین کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے لیے کشادگی پیدا کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلہیز کے پاس کھڑے ہو گئے، پھر وہ اس قدر قریب ہو گئے کہ آپ ﷺ نے ان کو اپنی چادر پکڑا دی اور خود جلدی سے دلہیز پر چڑھ گئے، پھر آپ ﷺ اندر داخل ہو گئے اور فرمایا: ''اے اللہ! ان پر لعنت کر۔'' سیدہ نے کہا: لوگ تو ہلاک ہو گئے ہیں، (کیونکہ آپ ﷺ نے لعنت کر دی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اے ابو بکر کی بیٹی! میں نے اپنے ربّ سے ایک شرط لگائی ہے، وہ اس کی مخالفت نہیں کرے گا، میں نے اپنے ربّ سے کہا: میں تو ایک بشر ہی ہوں اور بشر کی طرح ہی تنگ ہو جاتا ہوں، پس جس مؤمن کے حق میں میری طرف سے غصہ کی حالت میں کوئی بات نکل جائے تو اس کو اس کے حق میں کفارہ بنا دے۔''

(١٠١١٧)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَانِ فَأَغْلَظَ لَهُمَا وَسَبَّهُمَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمَنْ أَصَابَ مِنْكَ خَيْرًا مَا أَصَابَ هٰذَانِ مِنْكَ خَيْرًا قَالَتْ: فَقَالَ: ((أَوَمَا عَلِمْتِ مَا عَهِدْتُ عَلَيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ أَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ مَغْفِرَةً وَعَافِيَةً وَكَذَا وَكَذَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٨٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان پر خوب سختی کی اور برا بھلا کہا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس نے آپ کی طرف سے خیر پائی (یہ تو ٹھیک ہے) لیکن ان بیچاروں کو آپ کی طرف سے کوئی خیر نہیں ملی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ تعالیٰ سے جو معاہدہ کیا ہے، کیا تو اس کو نہیں جانتی، میں نے اپنے ربّ سے کہا: اے اللہ! میں نے جس مؤمن کو برا بھلا کہا، یا کوڑے لگائے، یا لعنت کی تو تو اس کو اس کے حق میں بخشش اور عافیت کا سبب قرار دے۔''

(١٠١١٨)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ

(١٠١١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٠٠ (انظر: ٢٤١٧٩)

(١٠١١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٧٩ (انظر: ٢٣٣٩٥)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ: فَبَلَغَهُ اَنَّ فِي الْمَاءِ قِلَّةً الَّذِي يَرِدُهُ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اَنْ لَا يَسْبِقْنِي اِلَى الْمَاءِ اَحَدٌ، فَاَتَى الْمَاءَ وَقَدْ سَبَقَهُ قَوْمٌ فَلَعَنَهُمْ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۸۷)

تبوک کے موقع پر نکلے، جب راستے میں آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا کہ اس پانی میں قلت ہے، جس پر آپ ﷺ وارد ہونے والے ہیں، پس آپ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ کوئی آدمی پانی کی طرف آپ ﷺ سے سبقت نہ لے جائے، پس آپ ﷺ جب پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ کچھ افراد آپ ﷺ سے سبقت لے جا چکے تھے، پس آپ ﷺ نے ان پر لعنت کی۔

فوائد: ......غزوۂ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ کے رفقاء صحابۂ کرام تھے، اس لیے آپ ﷺ کی لعنت پر مشتمل بددعا ان کے لیے باعثِ تزکیہ ورحمت ہوگی۔

(۱۰۱۱۹)۔ عَنْ اَبِي السَّوَّارِ، عَنْ خَالِهِ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاُنَاسٌ يَتْبَعُوْنَهُ، فَاَتْبَعْتُهُ مَعَهُمْ، قَالَ: فَفَجِئَنِي الْقَوْمُ يَسْعَوْنَ، قَالَ: وَاَبْقَى الْقَوْمُ، قَالَ: فَاَتَى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبَنِي ضَرْبَةً، اِمَّا بِعَسِيْبٍ، اَوْ قَضِيْبٍ، اَوْ سِوَاكٍ، اَوْ شَيْءٍ كَانَ مَعَهُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا اَوْجَعَنِي، قَالَ: فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ، قَالَ: وَقُلْتُ: مَا ضَرَبَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا لِشَيْءٍ عَلَّمَهُ اللّٰهُ فِيَّ، قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي اَنْ آتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصْبَحْتُ، قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّكَ رَاعٍ لَا تَكْسِرَنَّ قُرُوْنَ رَعِيَّتِكَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ، اَوْ قَالَ: صَبَّحْنَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّ اُنَاسًا

ابوسوار اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک طرف گئے اور کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑے، میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، لوگ جلدی جلدی چل رہے تھے، کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے، جب آپ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ ﷺ نے مجھے ایک چیز سے ضرب لگائی، وہ کھجور کی شاخ، یا چھڑی، یا مسواک، یا کوئی اور چیز تھی، پس اللہ کی قسم! اس نے مجھے تکلیف تو نہیں دی، لیکن میری وہ رات سوچ و بچار میں ہی گزر گئی، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صرف اس چیز کی وجہ سے مارا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے بارے میں بتلائی ہو گی، پھر مجھے خیال آیا کہ جب صبح ہوگی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا، پس جبریل علیہ السلام یہ پیغام لے کر نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئے: ''بیشک آپ نگہبان ہیں، پس اپنی رعایا کے سینگ نہ توڑ دینا (یعنی ان کے ساتھ نرمی کرنا)۔'' پس جب ہم نے نماز فجر ادا کی یا صبح کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۰۱۱۹) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم، أخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ۲۰۷۶ (انظر: ۲۲۵۱۰)

يَتْبَعُوْنِيْ، وَاِنِّيْ لا يُعْجِبُنِيْ اَنْ يَتَّبِعُوْنِيْ، اَللّٰهُمَّ فَمَنْ ضَرَبْتُ، اَوْ سَبَبْتُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَاَجْرًا، اَوْ قَالَ: مَغْفِرَةً وَرَحْمَةً۔)) اَوْ كَمَا قَالَ۔(مسند احمد: ٢٢٨٧٧)

''اے اللہ! بیشک کچھ لوگ میرے پیچھے چلے، جبکہ میں یہ نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ میرے پیچھے چلیں، اے اللہ! پس میں نے جس آدمی کو مارا یا برا بھلا کہا تو تو اس چیز کو اس کے لیے کفارے، اجر، بخشش اور رحمت کا باعث قرار دے۔'' یا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا۔

(١٠١٢٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى اَبِي الطُّفَيْلِ فَوَجَدْتُهُ طَيِّبَ النَّفْسِ فَقُلْتُ: لَاَغْتَنِمَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقُلْتُ:يَا اَبَا الطُّفَيْلِ! اَلنَّفَرُ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِهِمْ مَنْ هُمْ؟ فَهَمَّ اَنْ يُخْبِرَنِيْ بِهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهُ سَوْدَةُ: مَهْ يَا اَبَا الطُّفَيْلِ! اَمَا بَلَغَكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّمَا عَبْدٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَعَوْتُ عَلَيْهِ دَعْوَةً فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً۔)) (مسند احمد: ٢٤٢٠٣)

عبد اللہ بن عثمان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو طیب النفس پایا، میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ان سے پوچھا: اے ابو طفیل! وہ کون لوگ ہیں، جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے؟ پس انھوں نے مجھے بتلانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان کی بیوی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوطفیل! ٹھیر جاؤ، کیا تم کو یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں بشر ہی ہوں، پس میں جس مؤمن پر بددعا کر دوں، تو اس کو اس کے لیے باعثِ تزکیہ اور باعثِ رحمت بنا دے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ کسی مسلمان کے حق میں بددعائیہ کلمات کہہ دیں تو وہ اس کے حق میں رحمت ثابت ہوں گے، رحمۃ للعالمین ہوں تو ایسے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ لَعْنِ الْاِبِلِ وَالدِّيْكَةِ
اونٹ اور مرغ پر لعنت کرنے کا بیان

تَنْبِیْه: ......گزشتہ باب سے پہلے والے دو ابواب میں لعنت کرنے کے جواز اور عدم جواز کی وضاحت کی گئی ہے، اس باب سے پتہ چلا کہ جانوروں پر بھی لعنت نہیں کرنی چاہیے، اور آپ ﷺ نے اس معاملے میں اتنی سختی کی ہے کہ جس جانور پر لعنت کی گئی، اس کو چھوڑ دینے کا اور اپنے قافلے میں ساتھ نہ رکھنے کا حکم دے دیا۔

(١٠١٢١)۔ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ، قَالَ: كَانَتْ رَاحِلَةٌ اَوْ نَاقَةٌ اَوْ بَعِيْرٌ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سواری، یا اونٹنی، یا اونٹ پر کچھ بعض افراد کا سامان لدا ہوا تھا اور ایک لونڈی بھی

(١٠١٢٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٢٣٣٠ (انظر: ٢٣٧٩٣)
(١٠١٢١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٩٦ (انظر: ١٩٧٦٦)

اَلْقَوْمِ وَعَلَيْهَا جَارِيَةٌ فَاَخَذُوْا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَتَضَايَقَ بِهِمُ الطَّرِيْقُ فَاَبْصَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: حَلْ حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ صَاحِبُ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ؟ لَا تَصْحَبُنَا رَاحِلَةٌ اَوْ نَاقَةٌ اَوْبَعِيْرٌ عَلَيْهَا مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٠٤)

سوار تھی، جب لوگ دو پہاڑوں کے درمیانی راستے میں چلے اور راستہ تنگ ہو گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، تو کہا: چل چل، اے اللہ! اس اونٹنی پر لعنت کر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس لونڈی کا مالک کون ہے؟ ہمارے ساتھ اس سواری، یا اونٹنی، یا اونٹ کو نہ چلایا جائے، جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی ہو۔''

(١٠١٢٢)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَيْنَمَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهِ وَامْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ۔)) قَالَ عِمْرَانُ: فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهَا الْآنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا اَحَدٌ يَعْنِي النَّاقَةَ۔ (مسند احمد: ٢٠١١١)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں تھے، ایک انصاری خاتون ایک اونٹنی پر تھی، اس نے اس کو ڈانٹا اور اس پر لعنت کر دی، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے، وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو، کیونکہ اس پر لعنت کر دی گئی ہے۔'' سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا کہ میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں، وہ لوگوں کے بیچ میں چل رہی تھی اور کوئی بھی اس کے درپے نہیں ہو رہا تھا۔

(١٠١٢٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ يَسِيْرُ فَلَعَنَ رَجُلٌ نَاقَةً فَقَالَ: ((اَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَنَا، قَالَ: ((اَخِّرْهَا فَقَدْ اُجِبْتَ فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ٩٥١٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں چل رہے تھے کہ ایک آدمی نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟'' متعلقہ آدمی نے کہا: جی میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹنی کو پیچھے کر دے، اس پر کی گئی بددعا قبول کر لی گئی ہے۔''

(١٠١٢٤)۔ عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَلَعَنَتْ بَعِيْرًا لَهَا فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُرَدَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، انھوں نے اپنے اونٹ پر لعنت کر دی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس اونٹ کو رد کر دیا جائے

(١٠١٢٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٩٥ (انظر: ١٩٨٧٠)
(١٠١٢٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٨١٥ (انظر: ٩٥٢٢)
(١٠١٢٤) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره (انظر: ٢٦٢١٠)

وَقَالَ: ((لَا يَصْحَبُنِي شَيْءٌ مَلْعُوْنٌ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَرْكَبِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٧٤٠)

اور فرمایا: ''ہمارے ساتھ کوئی چیز نہ چلے، جس پر لعنت کی گئی ہے۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس پر سوار نہ ہو۔''

(١٠١٢٥)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ، لَعَنَ رَجُلٌ دِيْكًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَلْعَنْهُ فَإِنَّهُ يَدْعُوْ إِلَى الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ١٧١٦٠)

سیدنا زید بن خالد جہنی ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرغ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آواز نکالی، ایک آدمی نے اس وجہ سے اس پر لعنت کی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس پر لعنت نہ کر، بیشک یہ نماز کے لیے بلاتا ہے۔''

فوائد:...... جو چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر معاون ہو، وہ مدح کی مستحق ہوتی ہے، نہ مذمت کی۔

سنن ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلَاةِ۔)) ......''مرغ کو گالی نہ دیا کرو، کیونکہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔''

عام تجربہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرغ کے اندر جو فطرت ودیعت رکھی ہے، اس کی وجہ سے وہ فجر سے پہلے اور زوال کے وقت لگا تار آواز نکالنا شروع کر دیتا ہے، اس طرح سے نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے وقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، بہرحال یہ ایک علامت ہے، اس کے بعد وقت کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنْ سَبِّ الْمُسْلِمِ وَقِتَالِهِ وَأَنَّ إِثْمَ ذٰلِكَ عَلَى الْبَادِئِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ

مسلمان کو گالی دینے اور اس سے قتال کرنے سے ترہیب کا بیان اور یہ وضاحت کہ اس چیز کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے

(١٠١٢٦)۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ وَائِلٍ: أَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٣٦٤٧)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

(١٠١٢٥) تخريج: صحيح بلفظ ابی داود، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٥١٠١ (انظر: ١٧٠٣٤)

(١٠١٢٦) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٨، ومسلم: ٦٤ (انظر: ٣٦٤٧)

(۱۰۱۲۷)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا اپنے بھائی کو برا بھلا کہنا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے اور مسلمان کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔''

فوائد: …… یہ احادیثِ مبارکہ ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہیں کہ جن کی زبانیں فحش گوئی و یاوہ گوئی، بدکلامی و بدزبانی، سب و شتم اور گالی گلوچ کی عادی بن چکی ہیں، جن کو کسی کے بارے میں کوئی ''پھکڑ'' کہنے سے پہلے سوچنے کی زحمت نہیں ہوتی۔ مثلا ماں بہن کی گالی دینا، حرامی کہنا، بے غیرت کہنا، لعنتی کہنا اور برے القاب سے پکارنا، وغیرہ۔ ایسے لوگ فاسق اور فاجر ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: کفر کا اطلاق کرنا سختی کا انداز ہے، جس کی غرض و غایت سامع کو ایسا اقدام کرنے سے اجتناب کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کفر کا اطلاق تشبیہ کے طور پر کیا گیا ہے، کیونکہ دراصل ایسا کرنا کافروں کا کام ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کا ایک خاص سبب بھی بیان کیا گیا ہے، جیسا امام بغویؒ اور امام طبرانیؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ انصاریوں کی ایک مجلس میں تشریف لے گئے، ان میں ایک ایسا انصاری آدمی بھی تھا، جو بدزبانی اور سب و شتم کرنے میں معروف تھا، وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔)) …… ''مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔'' یہ سن کر اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ میں کسی آدمی کو گالی نہیں دوں گا۔ (فتح الباری)

یہ مومن کی قدر و قیمت ہے کہ اس کا مال اور عزت بھی اس کے وجود کی طرح معزز ہیں۔

(۱۰۱۲۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِىءِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ۔)) (مسند احمد: ٧٢٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ کہیں گے، سارا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم زیادتی نہیں کرے گا۔''

فوائد: …… ان دو افراد کے جھگڑے کا گناہ ابتدا کرنے والے کے کھاتے میں جائے گا، کیونکہ وہ اس برائی کا سبب بنا ہے، ہاں جب مظلوم ظالم سے بڑھ کر زیادتی کرے گا تو وہ اپنی زیادتی کا خود ذمہ دار ہوگا، مظلوم کو انتقام لینے کا حق تو ہے، لیکن ضروری ہے کہ وہ انتقام اس ظلم سے بڑھ کر نہ ہو، جس اس پر کیا گیا، وگرنہ مظلوم بھی ظالم قرار پائے گا۔

(۱۰۱۲۷) تخريج: صحيح، أخرجه ابويعلى: ٥١١٩، والطيالسی: ٣٠٦ (انظر: ٤٢٦٢)

(۱۰۱۲۸) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٨٧ (انظر: ٧٢٠٥)

(۱۰۱۲۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمْشِيَنَّ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسَّلَاحِ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ اَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهِ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِنْ نَارٍ۔)) (مسند احمد: ۸۱۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہتھیار لے کر ہرگز اپنے بھائی کی طرف نہ جائے، کیونکہ وہ اس چیز کو نہیں جانتا کہ ہوسکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لے اور اس طرح وہ آگ کے گڑھے میں گر جائے۔''

فوائد:...... جو چیز برائی اور زیادتی کا سبب بن سکتی ہے، سرے سے اس سے باز رہنے کی تلقین کی گئی۔

(۱۰۱۳۰)۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ مِنْ قَوْمِيْ يَشْتُمُنِيْ، وَهُوَ دَوْنِيْ، عَلَيَّ بَاْسٌ اَنْ اَنْتَصِرَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاذَيَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((يَتَكَاذَبَانِ وَيَتَهَاتَرَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۶۲۲)

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری قوم کا ایک آدمی مجھے برا بھلا کہتا ہے، جبکہ وہ مجھ سے کم مرتبہ آدمی ہے، اب اگر میں اس سے انتقام لوں تو کیا مجھ پر کوئی حرج ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گالی گلوچ کرنے والے دو افراد شیطان ہیں، وہ بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ جھوٹ بولتے ہیں اور ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں۔''

فوائد:...... جھگڑا ایک ایسا شیطانی معاملہ ہے کہ جو بڑھتا چلا جاتا ہے، ایک بہن کی سناتا ہے، دوسرا ماں کی سنا دیتا ہے، ایک تھپڑ مارتا ہے، دوسرا پتھر پھینک دیتا ہے، ایک دو سناتا ہے، دوسرا چار سناتا ہے، جھگڑا رکنے کا نام نہیں لیتا، قتل اور بڑی بڑی زیادتیوں جیسے جرائم کی ابتدا جھگڑے سے ہوتی ہے۔

(۱۰۱۳۱)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِثْمُ الْمُسْتَبَّيْنَ مَا قَالَا عَلَى الْبَادِيْ، حَتّٰى يَعْتَدِيَ الْمَظْلُوْمُ اَوْ اِلَّا اَنْ يَعْتَدِيَ الْمَظْلُوْمُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۳۱)

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گالی گلوچ کرنے والے دو افراد جو کچھ کہیں گے، ان کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

(۱۰۱۳۲)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ سَمِعَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۰۱۲۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۰۷۲، ومسلم: ۲۶۱۷ (انظر: ۸۲۱۲)

(۱۰۱۳۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن حبان: ۵۷۲۶، والطبرانی فی "الكبير": ۱۷/ ۱۰۰۱، والطيالسی: ۱۰۸۰ (انظر: ۱۷۴۸۳)

(۱۰۱۳۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۷/ ۱۰۰۴ (انظر: ۱۸۳۴۱)

(۱۰۱۳۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه تامّا ومقطعا مسلم: ۶۱، وابن ماجه: ۲۳۱۹ (انظر: ۲۱۵۷۱)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ، اَوْ یَرْمِیْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، اِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٠٤)

''جو آدمی کسی شخص پر فسق یا کفر کا الزام لگاتا ہے، جبکہ وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو وہ الزام اسی کی طرف لوٹ آتا ہے (اور وہ خود اس کا مصداق بن جاتا ہے)۔''

فوائد:......سو کسی کو فسق اور کفر کا طعنہ دینے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

(١٠١٣٣)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَسَبَّ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ الْمَسْبُوْبُ يَقُوْلُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَمَا اِنَّ مَلَكًا بَيْنَكُمَا يَذُبُّ عَنْكَ كُلَّمَا شَتَمَكَ هٰذَا، قَالَ لَهُ: بَلْ اَنْتَ وَاَنْتَ اَحَقُّ بِهِ وَاِذَا قَالَ لَهُ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ: لَا بَلْ لَكَ اَنْتَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٤١٤٦)

سیدنا نعمان بن مقرن ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو برا بھلا کہا، جبکہ اس نے جواباً کہا: تجھ پر سلامتی ہو، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! بیشک تمہارے درمیان ایک فرشتہ ہے، جو تیری طرف سے دفاع کرتا ہے، وہ آدمی جب بھی تجھے برا بھلا کہتا ہے تو وہ فرشتہ اس کو کہتا ہے: بلکہ وہ تو خود ہے اور تو ہی اس گالی کا زیادہ حقدار ہے، اور جب مظلوم کہتا ہے: تجھ پر سلامتی ہو، تو فرشتہ کہتا ہے: نہیں، بلکہ یہ سلامتی تیرے لیے ہے اور تو خود ہی اس کا زیادہ مستحق ہے۔''

(١٠١٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَمَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَمَّا هَجَانَا الْمُشْرِكُوْنَ، شَكَوْنَا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: ((قُوْلُوْا لَهُمْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ لَكُمْ۔)) قَالَ: فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نُعَلِّمُهُ اِمَاءَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ١٨٥٠٤)

سیدنا عمار بن یاسر ؓ سے مروی ہے کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی اور ہم نے اس چیز کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا کچھ وہ کہتے ہیں، اتنا کچھ تم بھی ان کو کہہ دیا کرو۔'' پھر ہم نے اہل مدینہ کی لونڈیوں کو وہ چیزیں سکھائیں۔

(١٠١٣٥)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الْاَمْوَاتَ، فَتُؤْذُوْا الْاَحْيَاءَ۔)) (مسند احمد: ١٨٣٩٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کو برا بھلا نہ کہو، اس طرح تم زندگان کو تکلیف دو گے۔''

(١٠١٣٣) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣٧٤٥)

(١٠١٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي (انظر: ١٨٣١٤)

(١٠١٣٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١٩٨٢ (انظر: ١٨٢١٠)

فوائد: ...... وفات پا جانے والے لوگ اپنے انجام تک پہنچ جاتے ہیں، اس لیے اگر ان کا تذکرۂ خیر نہ کیا جائے تو کم از کم ان کے معائب و نقائص بیان کرنے سے باز رہنا چاہیے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ وَالرِّيحِ وَالدِّيكَةِ

زمانے، ہوا اور مرغ کو برا بھلا کہنے سے ممانعت کا بیان

(۱۰۱۳٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ، وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ هُوَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔)) (مسند احمد: ٧٦٦٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی زمانے کو گالی نہ دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے اور کوئی آدمی انگوروں کو ''کَــــرَم'' نہ کہے تو کیونکہ ''کَرَم'' تو مسلمان آدمی ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... آخری جملے کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹٦۱)

(۱۰۱۳۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَقُولُ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ! فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ فَإِنْ شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔)) (مسند احمد: ٧٦٦٩)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ کہتا ہے: اے زمانے کی ناکامی! جبکہ میں زمانہ ہوں، دن رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں اور اگر چاہوں تو ان دونوں کو قبض کرلوں۔''

فوائد: ...... عربوں کی عادت تھی کہ وہ زمانے کی مذمت کرتے تھے اور نوازل و حوادث کے وقت اسی کو برا بھلا کہتے تھے اور اپنے شعروں میں بھی اس چیز کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، کیونکہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ یہ سب کچھ زمانے کا ہیر پھیر ہے اور وہی مصائب سے دوچار کرتا ہے، لیکن درحقیقت یہ فاعل کو برا بھلا کہنا تھا اور ہر چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ۔﴾ ...... ''اور انھوں نے کہا ہماری اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی (زندگی) نہیں، ہم (یہیں) جیتے اور مرتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا، حالانکہ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ محض گمان کر رہے ہیں۔'' (سورۂ جاثیہ: ۲۴)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا: دہریہ کفار اور ان کے ہم عقیدہ مشرکین کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ قیامت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا ہی ابتداء اور انتہاء ہے، کچھ جیتے ہیں، کچھ مرتے ہیں، قیامت کوئی چیز نہیں، فلاسفہ اور علم کلام

(۱۰۱۳٦) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٢٤٧ (انظر: ٧٦٨٢)

(۱۰۱۳۷) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٢٤٦ (انظر: ٧٦٨٣)

کے قائل یہی کہتے تھے۔ یہ لوگ ابتداء اور انتہاء کے قائل نہ تھے اور فلاسفہ میں سے جو لوگ دہریہ اور دوریہ تھے، وہ خالق کے بھی منکر تھے، ان کا خیال تھا کہ ہر چھتیس ہزار سال کے بعد زمانے کا ایک دور ختم ہوتا ہے اور ہر چیز اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے اور ایسے کئی ادوار کے وہ قائل تھے۔ دراصل یہ معقول سے بھی بیکار جھگڑتے تھے اور منقول سے بھی روگردانی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ گردش زمانہ ہی ہلاک کرنے والی چیز ہے، نہ کہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نظریے کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں اور بجز وہم و خیال کے کوئی سند وہ پیش نہیں کر سکتے

(۱۰۱۳۸)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَا تَسُبُّوْا الرِّيْحَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا مِنْ رُوْحِ اللّٰهِ۔) فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا مَا تَكْرَهُوْنَ، فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيْهَا، وَمِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَمِنْ شَرِّ مَافِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ۔)) (مسند احمد: ۲۱۴۵٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہوا کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ اس کی اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس جب تم ہوا میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيْهَا، وَمِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَمِنْ شَرِّ مَافِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ۔ '' (اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا، اس میں موجود بھلائی کا اور اس خیر کا سوال کرتے ہیں، جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا اور اس ہوا کے شرّ سے، اس میں موجود شرّ سے اور اس شرّ سے پناہ مانگتے ہیں، جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا۔''

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا چلتی ہے، اس میں پائی جانے والی خیر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس میں پائے جانے والا شرّ کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی جس مخلوق میں خیر اور شرّ، دونوں کے عناصر پائے جاتے ہوں، اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرنا چاہیے اور اس کے شرّ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۱۰۱۳۹)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، ثَنَا صَالِحُ بْنُ سُفْيَانَ، وَأَبُوْ النَّضْرِ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرغ کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ وہ نماز کے لیے بلاتا ہے۔'' ابو نضر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ مرغ کو گالی دینے سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ نماز کے لیے گویا اذان دیتا ہے۔''

(۱۰۱۳۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائى فى "عمل اليوم والليلة": ۹۳٥ (انظر: ۲۱۱۳۸)
(۱۰۱۳۹) تخريج: انظر الحديث رقم (۱۰۰۲٥)

عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يَدْعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ۔)) قَالَ أَبِيْ: قَالَ أَبُوْ النَّضْرِ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ سَبِّ الدِّيْكِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ۔))
(مسند احمد: ۲۲۰۱۹)

فوائد: ......نماز کے لیے اذان دینے سے مراد یہ ہے کہ مرغ عام طور پر طلوعِ فجر اور زوال کے وقت آواز نکالتا ہے، اس سے لوگوں کو نماز فجر اور نماز ظہر کا احساس ہو جاتا ہے، بہرحال مرغ کی آواز کے بعد نماز کے وقت کی یقین دہانی کرنا ضروری ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْحِهِ وَالْوَسْمِ فِيْهِ
چہرے پر مارنے، چہرے کو برا بھلا کہنے اور اس پر داغنے سے ممانعت کا بیان

(۱۰۱٤۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تَقُلْ قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ۔)) (مسند احمد: ۹٦۰۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کو سزا دے تو چہرے پر مارنے سے گریز کرے اور نہ یہ کہے کہ اللہ تیرے چہرے کو اور اس آدمی کے چہرے کو بھلائی سے دور کرے، جو تیرے چہرے کے مشابہ ہو، پس بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کیا۔''

فوائد: ......''قَبَّحَ'' کے معانی بدصورت بنانے، برا بنانے، بھلائی سے دور کرنے، مذمت کرنے اور برا ٹھہرانے کے ہیں، سب کا مفہوم ایک ہی بنتا ہے۔

یہ حدیث احترامِ انسانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہر سلیم الفطرت شخص تسلیم کرتا ہے کہ تربیتی مراحل میں بعض اوقات سزاؤں کا مرحلہ بھی ناگزیر ہو جاتا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے نہ صرف اس ضابطے کو برقرار رکھا، بلکہ مقامِ انسانیت کو مجروح ہونے سے بچایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علمائے کرام کا خیال ہے کہ چہرہ نرم و نازک اور پیاری چیز ہے، تمام محاسن کا مجموعہ ہے، یہ حواس خمسہ (دیکھنا، سونگنا، چکھنا، سننا، چھونا) کے اکثر حصے پر بھی مشتمل ہے، یہ اندیشہ ہے

(۱۰۱٤۰) تخریج: اسناده قوی، أخرجه البیهقی فی ''الاسماء والصفات'': ص ۲۹۱، والحمیدی: ۱۱۲۰ (انظر: ۹٦۰٤)

کہ کسی ضرب کی وجہ سے چہرہ بھدا، بھونڈا اور بدشکل دکھائی دے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مارنے سے نہ صرف بھونڈا پن اور عیب داری نظر آئے گی، بلکہ وہ انتہائی واضح لگے گی، ان وجوہات کی بنا پر شریعتِ اسلامیہ نے چہرے پر مارنے سے منع کر دیا ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۲۹)

حافظ ابن حجر دوسرے مقام پر اس حدیثِ مبارکہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جس صورت پر پیدا کیا گیا، جنت میں اور جنت سے اترنے کے بعد، بلکہ وفات تک وہی صورت قائم رہی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ابتدائے تخلیق سے ایک وجود عطا کر دیا گیا، جبکہ ان کی اولاد اپنی تخلیق کے دوران کئی مراحل سے گزرتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں آخرت کے منکر اور زمانے کی بقا کے قائلین دہریوں کا ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان نطفے سے پیدا ہوتا ہے اور نطفہ انسان سے نکلتا ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں، بلکہ ازل سے انسانی تخلیق کا یہ نظام چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے خود انسانِ اوّل آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا۔ نیز اس حدیث میں ماہرینِ علمِ طبیعات کا بھی ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان، ایک فطرت اور اس کی تاثیر کا فعل ہے۔ یہ حدیث قدریوں کا بھی ردّ کرتی ہے جو تقدیر خداوندی کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ انسان اپنے افعال کی تخلیق خود کرتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۴)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں "عَلٰی صُوْرَتِهِ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع لفظِ آدم ہے، نہ کہ لفظِ اللہ، کیونکہ یہی قریب ہے اور صحیح بخاری کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا۔)) (صحیحه: ٤٤٩) ..... "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔"

رہا مسئلہ اس حدیث کا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ۔)) ..... "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو رحمن کی صورت پر پیدا کیا۔"

تو یہ منکر ہے، میں نے اس کی تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١٧٥، ١١٧٦) میں بیان کی ہے اور شیخ تویجری رحمہ اللہ جیسے ہم عصروں کی تصحیح کا ردّ بھی کیا ہے۔ (صحیحه: ٨٦٢)

دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں: یہ روایت ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے، جو لفظِ آدم کو "ہ" ضمیر کا مرجع بناتے ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس ہیئت پر پیدا کیا تھا، اسی پر ان کو وجود بخشا، یعنی ان کو اپنی اولاد کی طرح نہ اپنی تخلیق کے دوران مختلف احوال سے گزرنا پڑا اور نہ رحموں میں پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور لحم اور خلق تامّ جیسے مراحل طے کرنا پڑے، بلکہ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تو ان کو کامل و مکمل، معتدل و مناسب اور ٹھیک و درست بنا دیا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر مفصّل اور مفید گفتگو کی ہے، آپ اس کا مراجعہ کر لیں۔ (صحیحہ: ۴۴۹)
خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی انسان کو سزا دیتے وقت اس کے چہرے کا احترام کیا جائے، لیکن اس کے باوجود بعض لوگ اپنے ملازموں کو اور بعض آباء و اساتذہ اپنے بچوں اور شاگردوں کو سزا دیتے وقت چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں۔ ایسے کرنے سے اس حدیث کی مخالفت ہوگی۔

(۱۰۱٤۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ۔ (مسند احمد: ۱٤٤۷۷)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں چہرے پر داغنے سے اور چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰۱٤۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهِ يُدَخِّنُ مَنْخِرَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهُ) لَا يَسِمَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ، وَلَا يَضْرِبَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ۔)) (مسند احمد: ۱٤٥۱۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک ایسا گدھا گزارا گیا، جس کے چہرے پر داغا گیا تھا اور اس کے نتھنوں سے دھواں نکل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے یہ کاروائی کی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے اس کو داغا ہے، کوئی آدمی نہ چہرے پر داغا کرے اور چہرے پر مارا کرے۔''

فوائد: …… چہرے کا حکم صرف انسانوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ جانوروں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۰۱٤۳)۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُضْرَبَ الصُّوَرُ يَعْنِي الْوَجْهَ۔ (مسند احمد: ٤۷۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہروں پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰۱٤٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الصُّوَرِ وَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ۔ (مسند احمد: ٥۹۹۱)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ چہروں پر نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰۱٤٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۰۱٤۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۱٦ (انظر: ۱٤٤۲٤)
(۱۰۱٤۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۱۷ (انظر: ۱٤٤٥۹)
(۱۰۱٤۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٤۱ (انظر: ٤۷۷۸)
(۱۰۱٤٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(۱۰۱٤٥) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٦۱۲ (انظر: ۸٤٤۱)

اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَاتَلَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیَجْتَنِبِ الْوَجْہَ۔)) (مسند احمد: ٨٤٢٢)

فرمایا: ''جب کسی آدمی کی اپنے بھائی سے لڑائی ہو جائے تو وہ چہرے پر مارنے سے گریز کرے۔''

(١٠١٤٦)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُہُ۔ (مسند احمد: ١١٩٠٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

فوائد: ......لوگ لڑائی جھگڑے میں جذبات میں آکر ان فرمودات نبویہ کو بھول جاتے ہیں اور مدمقابل کو جیسے ضرب لگانا آسان ہو، لگاتے ہیں، اگرچہ وہ چہرے پر تھپڑ اور مُکا مارنے کی صورت میں ہو۔ ایسا کرنا آپ ﷺ کی حکم عدولی ہے۔

(١٠١٤٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: کَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ: یَا لَلْاَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِیُّ: یَا لَلْمُهَاجِرِیْنَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلَا مَا بَالُ دَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ دَعُوْا الْکَسْعَةَ فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٥١٩٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مہاجر آدمی نے ایک انصاری آدمی کی دُبُر پر ہاتھ یا پاؤں مارا (اور اس وجہ سے لڑائی ہو گئی)، انصاری نے آواز دی: او انصاریو! مہاجر نے آواز لگائی: او مہاجرو!، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جاہلیت والی پکار پکارنے کی کیا وجہ ہے، اس طرح کی شرارتیں چھوڑ دو، یہ قابل مذمت ہیں۔''

فوائد: ......مہاجرین اور انصار اچھے لقب ہیں، یہ القاب شریعتِ اسلامیہ کے منتخب ہیں، لیکن جب ان کو غلط جگہ پر استعمال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کو ناپسند کیا۔

(١٠١٤٨)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: یَنْهٰی عَنْ لَطْمِ خُدُوْدِ الدَّوَابِ، وَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ جَعَلَ لَکُمْ عَصِیًّا وَسِیَاطًا۔)) (مسند احمد: ١٧٣١٢)

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے رخساروں پر مارنے سے منع کیا اور فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے استعمال کے لیے لاٹھیاں اور کوڑے بنائے ہیں۔''

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ تم سزا دیتے وقت لاٹھیوں اور کوڑوں پر اکتفا کیوں نہیں کرتے کہ ہاتھوں سے چہروں پر مارنا شروع کر دیتے ہو۔

(١٠١٤٦) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه عبد الرزاق: ١٧٩٥١، والبزار: ٢٠٦٣، وابویعلی: ١١٧٩ (انظر: ١١٨٨٦)

(١٠١٤٧) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٥١٩، ومسلم: ٢٥٨٤ (انظر: ١٥١٢٩)

(١٠١٤٨) تخریج: اسناده ضعیف لتدلیس بقیة بن الولید، ولابهام الرجل الذی روی عنه ارطاة بن المنذر (انظر: ١٧١٨٠)

كِتَابُ التَّوْبَةِ

توبہ کی کتاب

التوبة:...... لغوی معنی: رجوع کرنا

اصطلاحی تعریف: ...... جب انسان گناہ اور نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور پھر گناہ سے باز آ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتا ہے تاکہ وہ اسے معاف فرما کر اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے، اسے توبہ کہتے ہیں۔

امام نووی کہتے ہیں: علمائے کرام کا کہنا ہے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور کسی آدمی کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کی تین شرطیں ہیں: (۱) اس گناہ کو چھوڑ دینا، (۲) اس پر ندامت کا اظہار کرنا اور (۳) آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرنے پر پکا عزم کرنا۔ اگر ان تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو توبہ صحیح نہیں ہو گی۔ اور اگر اس گناہ کا تعلق بندوں سے ہے، تو اس کے لیے چار شرطیں ہیں، تین وہی جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے، اور چوتھی یہ ہے کہ وہ صاحبِ حق کا حق ادا کرے، مثلاً اگر کسی کا مال یا اس قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے لی ہو تو اسے واپس کرے۔ (ریاض الصالحین: باب التوبہ)

انسان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جاتی ہے، بہر حال اس غلطی پر مصرّ رہنا اسے قطعی طور پر زیب نہیں دیتا، اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اصولوں کے مطابق اپنی غلطی کا ازالہ کرے۔

خیر و شرّ کے معاملے میں انسان کا مزاج فرشتے اور شیطان سے مختلف ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر خیر اور شرّ، دونوں کے اسباب و محرکات رکھ دیئے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بڑی گنجائش بھی رکھی کہ جس انسان پر اس کا شرّ کا پہلو غالب آ جائے اور پھر جب بھی اس کو سوچنے کا موقع مل جائے تو وہ توبہ کے ذریعے شرّ والی زندگی کے اثرات ختم کر سکتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ بڑا احسان ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۳۵)

...... ''(جنت ان لوگوں کے لیے ہے کہ) جن سے جب کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

اب آپ توبہ سے متعلقہ درج ذیل احادیث کا مطالعہ کریں۔

بَابُ فِی الْاَمْرِ بِالتَّوْبَةِ وَفَرِحِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِهَا لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ

توبہ کے حکم اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا اپنے مومن بندے سے خوش ہونے کا بیان

(۱۰۱٤۹)۔ عَنْ اَبِی بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْاَغَرَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ يُحَدِّثُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلٰی رَبِّكُمْ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۸۰۰٤)

جھینہ قبیلے کا ایک آدمی ''اغر'' سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتا تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! اپنے ربّ سے توبہ کیا کرو، پس بیشک میں ایک ایک دن میں سو سو بار اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

فوائد: ...... اس میں توبہ و استغفار کی ترغیب ہے کہ نبی کریم ﷺ جو مغفور تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے تھے، جو دراصل گناہ بھی نہ تھے، بلکہ ''حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ'' کے مطابق خلافِ اَولیٰ کام تھے، جنہیں گناہ سے تعبیر کیا گیا۔ تو پھر ہم عام لوگ کس طرح توبہ و استغفار سے بے نیاز رہ سکتے ہیں جب کہ از فرق تا بہ قدم (سر سے لے کر پاؤں تک) ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ توبہ کی کثرت اور اس کا استمرار اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ غیر شعوری کیفیت میں کیے گئے گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔

آپ ﷺ استغفار کیوں کیا کرتے تھے؟ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۵٦۲۹

(۱۰۱۵۰)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔)) (مسند احمد: ۸٤۷٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم ہے، بیشک میں ایک دن میں ستر سے زیادہ دفعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۱۰۱۵۱)۔ عَنْ اَبِی بُرْدَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ، ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ

(۱۰۱٤۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۷۸۵۰)

(۱۰۱۵۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۳۰۷(انظر: ۸٤۹۳)

(۱۰۱۵۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۰/ ۲۹۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۸۸۷(انظر: ۱۸۲۹۳)

اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ، فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاَسْتَغْفِرُهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔))، فقلت له: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ اِثْنَتَانِ اَمْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ: هُوَ ذَاكَ اَوْ نَحْوُ هٰذَا۔ (مسند احمد: ١٨٤٨٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو اور اس سے بخشش طلب کرو، پس بیشک میں ایک ایک دن میں سو سو بار اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور اس سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' راوی نے کہا: اس دعا کو دو بار شمار کیا جائے گا یا ایک بار: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ (اے اللہ! بیشک میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، بیشک میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں)؟ انھوں نے کہا: یہ تو ایک بار ہی لگتا ہے۔

فوائد: ...... چونکہ استغفار کا لفظ اس جملے میں ایک بار ہے، اسی طرح توبہ کا لفظ بھی ایک بار ہے، اس لیے سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْكَ کے الفاظ سو بار کہنا پڑیں گے۔

(١٠١٥٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلُهُ، وَفِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((مِائَةَ مَرَّةٍ (اَوْ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ)۔)) (مسند احمد: ١٨٤٨٣)

(دوسری سند) اس روایت میں ہے کہ سو بار کرتے تھے یا سو بار سے زیادہ۔

(١٠١٥٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهِ، فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰى يَعْلُوَ قَلْبَهُ ذَاكَ الرَّيْنُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾۔)) (مسند احمد: ٧٩٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤمن گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے اور بخشش طلب کرے تو دل میں چمک اور جلا پیدا ہو جاتی ہے، اور اگر مزید گناہ کرتا ہے تو نکتے بڑھتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے دل پر وہ زنگ چڑھ جاتا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا: ہرگز نہیں، بلکہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا۔''

(١٠١٥٤)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ:

حارث بن سوید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن

(١٠١٥٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠١٥٣) تخريج: اسناده قوى، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٤، والترمذى: ٣٣٣٤ (انظر: ٧٩٥٢)

(١٠١٥٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٣٠٨، ومسلم: ٢٧٤٤ (انظر: ٣٦٢٧)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) حَدِيْثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَأَنَّهُ فِيْ أَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلَى أَنْفِهِ، فَقَالَ لَهُ: هٰكَذَا فَطَارَ، قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ خَرَجَ بِأَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلَكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَزَادُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ، فَأَضَلَّهَا فَخَرَجَ فِيْ طَلَبِهَا حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَلَمْ يَجِدْهَا قَالَ: أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِي الَّذِيْ أَضْلَلْتُهَا فِيْهِ فَأَمُوْتُ فِيْهِ، قَالَ: فَأَتٰى مَكَانَهُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَ رَأْسِهِ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَزَادُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ۔)) (مسند احمد: ٣٦٢٧)

مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو احادیث بیان کیں، ایک ان کا اپنا قول تھا اور ایک رسول اللہ ﷺ کی حدیث تھی، انھوں نے خود کہا: بیشک مؤمن اپنے گناہوں کو یوں خیال کرتا ہے کہ کسی پہاڑ کی نیچے کھڑا ہے اور اس کو یہ ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اس کے اوپر گر جائے، جبکہ فاجر اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح خیال کرتا ہے، جو اس کے ناک پر بیٹھتی ہے اور وہ اس کو یوں کر کے اڑا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آدمی کی توبہ کی وجہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے، جو کسی بیابان اور ہلاکت گاہ جنگل میں ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری ہو، جس پر اس کا کھانا پینا، زادِ راہ اور دوسری اشیائے ضرورت لدی ہوئی ہوں، پھر وہ سواری اس سے گم ہو جائے، وہ اس کو تلاش کرے، یہاں تک کہ اس کو موت پالے، پھر وہ کہے: اب میں اپنے اسی مقام پر واپس جاتا ہوں، جہاں اس سواری کو گم پایا تھا اور وہاں جا کر مر جاتا ہوں، پس وہ اپنے مقام کی طرف واپس لوٹے اور وہاں سو جائے، پھر جب بیدار ہو تو اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہو اور اس پر اس کا کھانا پینا، زادِ راہ اور دوسری اشیائے ضرورت لدی ہوئی ہوں۔''

فوائد:...... بندے کا گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا، اس سے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

(١٠١٥٥)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، نَحْوُهُ وَفِيْهِ: ((فَإِذَا هُوَ بِهَا تَجُرُّ خِطَامَهَا فَمَا هُوَ بِأَشَدَّ بِهَا فَرَحًا مِنَ اللّٰهِ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ إِذَا تَابَ۔)) (مسند احمد: ١٨٥٩٨)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ذرا مختلف ہیں: ''پس وہ سواری اس کے پاس کھڑی تھی اور اپنی لگام کھینچ رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے جو خوشی ہوتی ہے، یہ آدمی اس سے زیادہ خوش نہیں تھا۔''

(١٠١٥٥) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه الدارمي: ٢٧٢٨، والطيالسي: ٧٩٤ (انظر: ١٨٤٠٨)

(۱۰۱۵٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيَفْرَحُ بِرَاحِلَتِهِ اِذَا ضَلَّتْ مِنْهُ ثُمَّ وَجَدَهَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ اِذَا تَابَ مِنْ اَحَدِكُمْ بِرَاحِلَتِهِ اِذَا وَجَدَهَا۔)) (مسند احمد: ۸۱۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کی سواری گم ہو جائے تو کیا وہ اس کو پا لینے پر خوش ہوتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، جوتم میں سے کسی کوسواری پالینے کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

(۱۰۱۵۷)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّيْلِ، حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۵۸)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلا دیتا ہے، تاکہ دن کو برائیاں کرنے والا توبہ کر سکے اور پھر دن کو اپنا ہاتھ پھیلا دیتا ہے، تاکہ رات کو برائیاں کرنے والا توبہ کر سکے، یہ سلسلہ جاری رہے گا، یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ يَاْتِیْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾...... ''جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا، یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی۔'' (سورۂ انعام: ۱۵۸)

اس آیت میں مذکورہ نشانی سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے، جب سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کسی کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہیں دے گا۔

توبہ کے لیے کوئی وقت خاص نہیں ہے، کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات میں دعا جلد قبول ہو جاتی ہے، جیسے رات کا پچھلا پہر، سجدوں میں، اذان اور اقامت کا درمیانی وقفہ، جمعہ کے دن کی قبولیت والی گھڑی، وغیرہ وغیرہ۔

اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی گناہ ہو جائے انسان بلا تاخیر توبہ کے لیے بارگاہِ الٰہی میں جھک جائے۔ اللہ تعالیٰ اس قدر رحیم وشفیق ہے کہ وہ گنہگاروں کی توبہ کا منتظر رہتا ہے۔

(۱۰۱۵۸)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۰۱۵٦) تخريج: أخرجه مسلم: ص ۲۱۰۲ (انظر: ۸۱۹۲)

(۱۰۱۵۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۵۹ (انظر: ۱۹۵۲۹)

(۱۰۱۵۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٥٧ (انظر: ۲۱٥٤٠)

قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ: يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ، فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْلَكُمْ، وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اَنِّيْ ذُوْ قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِيْ بِقُدْرَتِيْ غَفَرْتُ لَهُ، وَلَا اُبَالِيْ، وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، فَسَلُوْنِي الْهُدٰى اَهْدِكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ، فَسَلُوْنِيْ اَرْزُقْكُمْ، وَلَوْ اَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَاُوْلَاكُمْ وَاُخْرَاكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ، اِجْتَمَعُوْا عَلٰى قَلْبِ اَتْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِيْ لَمْ يَزِيْدُوْا فِيْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ، وَلَوْ اَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَاُوْلَاكُمْ وَاُخْرَاكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ، اِجْتَمَعُوْا فَسَاَلَ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ اُمْنِيَّتُهُ، وَاَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ لَمْ يَنْقُصْنِيْ، اِلَّا كَمَا لَوْ مَرَّ اَحَدُكُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبَحْرِ فَغَمَسَ اِبْرَةً ثُمَّ انْتَزَعَهَا، وَذٰلِكَ لِاَنِّيْ جَوَّادٌ، مَاجِدٌ، وَاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اَشَاءُ، عَطَائِيْ كَلَامِيْ، وَعَذَابِيْ كَلَامِيْ، اِذَا اَرَدْتُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقُوْلُ لَهُ: كُنْ! فَيَكُوْنَ.))

(مسند احمد: ۲۱۸۷۳)

''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سارے کے سارے گنہگار ہو، مگر جس کو میں عافیت عطا کر دوں، پس تم مجھ سے بخشش طلب کیا کرو، میں تم کو بخش دوں گا۔ جس نے یہ جان لیا کہ میں بخشش کے معاملے میں قدرت والا ہوں اور پھر مجھ سے میری قدرت کی وجہ سے مغفرت طلب کی تو میں اس کو بخش دوں گا اور کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سارے کے سارے گمراہ تھے، مگر جس کو میں نے ہدایت دے دی، پس مجھ سے ہدایت کا سوال کیا کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، تم سارے کے سارے فقیر تھے، مگر جس کو میں غنی کر دوں، پس تم مجھ سے سوال کیا کرو، میں تم کو رزق عطا کروں گا، اگر تمہارے زندہ اور مردے، پہلے اور پچھلے اور تر اور خشک میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری بادشاہت میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا، اسی طرح اگر تمہارے زندہ اور مردے، پہلے اور پچھلے اور تر اور خشک جمع ہو جائیں اور ہر مانگنے والا اپنی خواہش کے مطابق مانگنا شروع کر دے تو ہر سوالی کو عطا کر دینے سے میرے ہاں کوئی کمی نہیں آئے گی، مگر اس قدر کہ جیسے کسی آدمی کا سمندر کے کنارے سے گزر ہو اور وہ سوئی کو اس میں ڈبوئے اور پھر اس کو نکال لے، یہ اس وجہ سے ہے کہ میں سخی ہوں، بزرگ ہوں، غنی ہوں، جو چاہتا ہوں، کر دیتا ہوں، میرا عطا میری کلام ہے، میرا عذاب میرا کلام ہے، جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو اتنا کہتا ہوں کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی بڑی شان و عظمت کا بیان ہے، جب وہ کسی کو خزانے عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس کو کوئی لمبی چوڑی منصوبہ بندی نہیں کرنی پڑتی، بس صرف اتنا کہنا ہوتا ہے کہ فلاں کام ہو جائے، سو وہ ہو جاتا ہے۔

(۱۰۱۵۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ :يَا عَبْدِيْ مَا عَبَدْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ، فَإِنِّيْ غَافِرٌ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ، وَيَاعَبْدِيْ! إِنْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيْئَةً مَالَمْ تُشْرِكْ بِيْ لَقِيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔)) اَلْحَدِيْثَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۱٦۹٦)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے! جب تک تو میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ پر امید قائم رکھے گا تو میں تیرے ہر گناہ کو بخش دوں گا، وہ جو بھی ہوگا، اے میرے بندے! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر مجھے ملے، تو میں ان ہی کے بقدر بخشش لے کر تجھے ملوں گا، بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو، ....۔'' اس کے بعد سابقہ حدیث کی طرح ہے۔

فوائد: ......کوئی ایسا گناہ نہیں ہے، جو توبہ کے سامنے اپنا وجود برقرار رکھ سکے، توبہ سے ہر قسم کے گناہ راکھ ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ توبہ سچی اور خالص ہو۔

(۱۰۱٦۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: ((إِنِّيْ حَرَّمْتُ عَلٰى نَفْسِي الظُّلْمَ وَعَلٰى عِبَادِيْ أَلَا فَلَا تَظَالَمُوا كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يُخْطِئُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهُ وَلَا أُبَالِيْ وَقَالَ يَا بَنِيْ آدَمَ كُلُّكُمْ كَانَ ضَالًّا إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ وَكُلُّكُمْ كَانَ عَارِيًا إِلَّا مَنْ كَسَوْتُ وَكُلُّكُمْ كَانَ جَائِعًا إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُ وَكُلُّكُمْ كَانَ ظَمْآنًا إِلَّا مَنْ سَقَيْتُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ وَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ وَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ وَاسْتَسْقُوْنِيْ أَسْقِكُمْ يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَصَغِيْرَكُمْ وَكَبِيْرَكُمْ وَذَكَرَكُمْ وَأُنْثَاكُمْ قَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ وَعَيِيَّكُمْ وَبَيِّنَكُمْ عَلٰى قَلْبِ أَتْقَاكُمْ رَجُلًا وَاحِدًا لَمْ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک میں نے اپنے نفس پر اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے کو حرام قرار دیا ہے، پس تم ظلم نہ کیا کرو، بنو آدم کا ہر فرد دن رات خطائیں کرتا ہے، لیکن پھر جب مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے تو میں کوئی پرواہ کیے بغیر اس کو بخش دیتا ہوں، اے بنو آدم! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے، مگر جس کو میں ہدایت دے دوں، تم میں سے ہر ایک ننگا ہے، مگر جس کو میں لباس عطا کر دوں، تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے، مگر جس کو میں کھلا دوں اور تم میں سے ہر ایک پیاسا ہے، مگر جس کو میں پانی پلا دوں، لہٰذا مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، مجھ سے لباس کا سوال کرو، میں تم کو لباس عطا کروں گا، مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تم کو کھلاؤں گا اور مجھ سے پانی طلب کرو، میں تم کو پانی پلاؤں گا، اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، جن اور انسان، چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت اور بولنے سے عاجز اور فصیح الکلام، سارے کے سارے تم میں سے

(۱۰۱۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٦۸۷ (انظر: ۲۱۳٦۹)

(۱۰۱٦۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۷۷ (انظر: ۲۱٤۲۰)

تَزِيدُوا فِي مُلْكِي شَيْئًا وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَصَغِيرَكُمْ وَكَبِيرَكُمْ وَذَكَرَكُمْ وَأُنْثَاكُمْ عَلَى قَلْبِ أَكْفَرِكُمْ رَجُلًا لَمْ تَنْقُصُوا مِنْ مُلْكِي شَيْئًا إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ رَأْسُ الْمِخْيَطِ مِنَ الْبَحْرِ.)) (مسند احمد: ۲۱۷۵۰)

سب سے بڑے متقی کے دل کی مانند ہو جائیں تو تم میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کرو گے، اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، جن اور انسان، چھوٹے اور بڑے اور مذکر اور مؤنث، سارے کے سارے تم میں سے سب سے زیادہ کفر کرنے والے کے دل کی مانند ہو جائیں تو تم میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں کر سکو گے، مگر اتنی جتنی سوئی کا نکہ سمند کے پانی میں کمی کرتا ہے۔''

(۱۰۱۶۱)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہما، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُمْهِلُ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيَقُولُ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟ هَلْ مِنْ تَائِبٍ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ مُذْنِبٍ؟)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ؟ قَالَ: نَعَمْ. (مسند احمد: ۱۱۳۱۵)

اغرّ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے، یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ (آسمان دنیا کی طرف) اترتا ہے اور کہتا ہے: کیا کوئی سوال کرنے والا ہے؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے؟ کیا کوئی گنہگار ہے؟'' ایک بندے نے کہا: طلوع فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

فوائد: ...... جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کو لائق ہے، وہ اس کے مطابق آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، ہم اُس کے اِس نزول کو بلا تاویل تسلیم تو کریں گے، لیکن اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکیں گے کہ وہ کیسے اترتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اِس نزول کا وقت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں: صحیح مسلم کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کا خلاصہ یہ ہے: (۱) رات کے پہلے ایک تہائی کے بعد، (۲) نصف رات کے بعد یا دو تہائی رات کے بعد، (۳) رات کے آخری ایک تہائی حصے میں۔

قاضی عیاض نے کہا: مشائخ الحدیث کا خیال ہے کہ رات کے آخری ایک تہائی حصے والی بات زیادہ راجح ہے، زیادہ تر روایات کا یہی مفہوم بنتا ہے۔

لیکن اگر تمام صحیح روایات کو مختلف حالات پر محمول کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

(۱۰۱۶۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۵۸ (انظر: ۱۱۲۹۵)

(۱۰۱۶۲)۔ عَنْ اَنَسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ فَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ، وَلَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى لَهُمَا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۸۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ابن آدم خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں، اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا، بس مٹی ہی ہے، جو ابن آدم کے پیٹ کو بھرتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

(۱۰۱۶۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ اَبِيْهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ۔)) (مسند احمد: ۶۰۵)

محمد بن حنفیہ اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس مؤمن بندے سے محبت کرتا ہے، جس کو فتنے میں ڈالا جاتا ہو اور پھر وہ توبہ کرنے والا ہو۔''

فوائد: ......لیکن یہ بات درست ہے کہ آزمائشوں اور فتنوں کی وجہ سے مسلمان کے درجات بلند ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ ان آزمائشوں میں اسلامی احکام کا خیال رکھے۔

(۱۰۱۶۴)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔)) (مسند احمد: ۹۸۰۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۱۰۱۶۵)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ، قَالَ: كَانَ فِيْ لِسَانِيْ ذَرَبٌ عَلٰى اَهْلِيْ لَمْ اَعْدُهُ اِلٰى

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری زبان میں تیزی اور فساد تھا، لیکن اس کا تعلق صرف میرے گھر والوں

(۱۰۱۶۲) تخريج: اسناده ضعيف، فيه علي بن مسعدة الباهلي، وهو ضعيف، وقوله ﷺ في آخر الحديث: "لو كان لابن آدم......" روى بأسانيد اخرى صحيحة عن قتادة عن انس، أخرجه الترمذي: ۲۴۹۹، وابن ماجه: ۴۲۵۱ (انظر: ۱۳۰۴۹)

(۱۰۱۶۳) تخريج: اسناده ضعيف جدا ش ، موضوع، ابو عبد الله مسلمة الرازي لم نَقِف له على ترجمته، وابو عمرو البجلي، قال ابن حبان: يروي الموضوعات عن الثقات لا يحل الاحتجاج به بحال، وعبد الملك بن سفيان الثقفي مجهول، أخرجه ابويعلي: ۴۸۳ (انظر: ۶۰۵)

(۱۰۱۶۴) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۳۸۱۵ (انظر: ۹۸۰۵)

(۱۰۱۶۵) تخريج: صحيح لغيره دون قصة ذرابة اللسان، أخرجه البزار: ۲۹۷۰، والدارمي: ۲۷۲۳، وابن ابي شيبة: ۱۰/ ۲۹۷ (انظر: ۲۳۳۴۰)

غَيْرِهِمْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَكَانَ ذٰلِكَ لَا يَعْدُوهُمْ اِلٰی غَيْرِهِمْ) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ؟ يَا حُذَيْفَةُ! اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔)) قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِاَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی (يَعْنِی الْاَشْعَرِيَّ) فَحَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۷۲۹)

سے تھا، ان سے آگے تجاوز نہیں کرتا تھا، جب میں نے نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حذیفہ! تو استغفار سے دور کیوں ہے؟ میں تو ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔'' جب میں نے یہ بات ابو بردہ بن ابی موسی سے بیان کی تو انھوں نے مجھے سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں ہر شب و روز میں سو بار اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ حَدِّ الْوَقْتِ الَّذِیْ تُقْبَلُ فِيْهِ التَّوْبَةُ
اس زمانے کے تعین کا بیان، جس میں توبہ قبول ہوتی ہے

(۱۰۱۶۶)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْمُوْنٍ اَخْبَرَنِیْ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِی الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَّا يُقَالُ لَهُ: اَيُّوْبُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ عَامًا تِيْبَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ تِيْبَ عَلَيْهِ، حَتّٰی قَالَ: يَوْمًا حَتّٰی قَالَ: سَاعَةً حَتّٰی قَالَ: فُوَاقًا، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ مُشْرِكًا اَسْلَمَ؟ قَالَ: اِنَّمَا اُحَدِّثُكُمْ كَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ۔ (مسند احمد: ۶۹۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جس نے اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کی، اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جس نے اپنی موت سے ایک ماہ پہلے توبہ کی، اس کی توبہ بھی قبول کی جائے گی، یہاں تک کہ انھوں نے ایک دن، ایک گھڑی، بلکہ ایک ''فُوَاق'' کا بھی ذکر کیا۔ ایک آدمی نے کہا: اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر بندہ مشرک ہو اور پھر اس وقت میں مسلمان ہو جائے؟ انھوں نے کہا: میں تم لوگوں کو اتنا ہی بیان کروں گا، جتنا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

فوائد: ..... ''فُوَاق'' سے مراد دو دفعہ دوہنے کے درمیان کا اور دوہنے والے کے تھن کو دو دفعہ پکڑنے کے درمیان کا وقت ہے، یہاں دوسرا معنی مراد ہے، کیونکہ اس سے پہلے ایک گھڑی کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۰۱۶۶) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الطیالسی: ۲۲۸۴، والحاکم: ٤/ ۲۵۸ (انظر: ۶۹۲۰)

(١٠١٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدِهِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، جب تک اس کا دم گلے میں اٹک نہیں جاتا۔''

فوائد:...... غرغرہ سے مراد روح کا حلق میں پہنچ جانا ہے، اس کیفیت کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

(١٠١٦٨)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا قُبِلَ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٧٦٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کی طرف سے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی، اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔''

(١٠١٦٩)۔ (وعَنْهُ من طريقٍ ثان) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٢٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے قبل توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔''

فوائد: ...... جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا ہے، اس وقت تک توبہ کی قبولیت کا سلسلہ جاری رہے گا، لیکن ہر انسان کے حق میں توبہ کی قبولیت کا قانون حدیث نمبر (١٠١٦٧) میں بیان کیا گیا ہے۔

(١٠١٧٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، قَالَ: اجْتَمَعَ اَرْبَعَةٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِيَوْمٍ۔)) فَقَالَ الثَّانِيْ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقْبَلُ

عبد الرحمن بن بیلمانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی موت سے ایک دن پہلے تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' دوسرے نے کہا: تو نے یہ بات واقعی رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی موت سے نصف دن پہلے تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' تیسرے نے

(١٠١٦٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ٣٥٣٧ (انظر: ٦٤٠٨)
(١٠١٦٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٠٣ (انظر: ٧٧١١)
(١٠١٦٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(١٠١٧٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الرحمن بن البيلماني، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٥٧ (انظر: ١٥٤٩٩)

تَوْبَةَ الْعَبْدِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِنِصْفِ يَوْمٍ۔)) فَقَالَ الثَّالِثُ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِضَحْوَةٍ)، قَالَ الرَّابِعُ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ بِنَفْسِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٥٨١)

کہا: کیا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، اس نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی موت سے نصف دن پہلے تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' چوتھے نے کہا: کیا تو نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نے سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: میں نے تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں، جب تک اس کا دم گلے میں اٹک نہیں جاتا۔''

(١٠١٧١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔

(دوسری سند) ایک صحابی سے مروی ہے، پھر اسی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(١٠١٧٢)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدِهِ، اَوْ يَغْفِرُ لِعَبْدِهِ مَالَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْحِجَابُ؟ قَالَ: ((اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٥٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، یا اس کو بخش دیتا ہے، جبکہ تک پردہ واقع نہ ہو جائے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پردے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی جان کا شرک کی حالت میں مرنا۔''

فوائد: ......شرک کی حالت میں مرنے والے کے لیے توبہ تائب ہونے کے اسباب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دونوں جہاں میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَيْفِيَّةِ التَّوْبَةِ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَتُوْبَ

توبہ کی کیفیت اور اس چیز کا بیان کہ توبہ کا ارادہ کرنے والا کیا کرے

(١٠١٧٣)۔ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں

(١٠١٧١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠١٧٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عمر بن نعيم وشيخه اسامة بن سلمان، أخرجه ابن حبان: ٦٢٧، والبزار: ٤٠٥٦ (انظر: ٢١٥٢٣)

(١٠١٧٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٣٩٥ (انظر: ٢)

وَسُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيْ، عَنْ اَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ ﷛، قَالَ: كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ، وَاِذَا حَدَّثَنِيْ عَنْهُ غَيْرِيْ اسْتَحْلَفْتُهُ فَاِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهُ، وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِيْ وَصَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ۔)) قَالَ مِسْعَرٌ: ((وَيُصَلِّيْ۔)) وَقَالَ سُفْيَانُ: ((ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، اِلَّا غَفَرَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۲)

رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا تھا، تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع عطا کرتا، جتنا وہ چاہتا، لیکن جب کوئی اور آدمی رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا، اگر وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا اور سیدنا ابو بکر ﷛ نے مجھے بیان کیا اور ابو بکر سچے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی گناہ کرتا ہے، پھر اچھے انداز میں وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔''

فوائد:...... نیکیوں سے برائیوں کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ ......''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔'' (سورۂ ہود: ۱۱۴)

(۱۰۱۷٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَلِيٍّ ﷛، قَالَ: كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِيْهِ ((ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِذٰلِكَ الذَّنْبِ اِلَّا غَفَرَ لَهُ، وَقَرَاَ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ﴾ الآية (مسند احمد: ٤٧)

(دوسری سند) سیدنا علی ﷛ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں خود رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا، پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ اس میں یہ تفصیل ہے: ''پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی بخشش طلب کرتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے، پھر یہ دو آیتیں تلاوت کیں: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ ''اور جو آدمی برائی کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتا ہے۔'' اور ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا

(۱۰۱۷٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے؟ اور انھوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے، جب کہ وہ جانتے ہوں۔''

(۱۰۱۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقَلِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، وَقَالَ مَرَّةً: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۳۵٦۸)

عبداللہ بن معقل کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ندامت توبہ ہے۔''؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد: ...... اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کے لیے تین شرطیں ہیں: (۱) اس گناہ کو ترک کر دینا، (۲) اس پر ندامت کا اظہار کرنا اور (۳) اس کو آئندہ نہ کرنے پر پکا ارادہ کرنا۔ اور اگر گناہ کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے تو اس کی چار شرطیں ہیں، مذکورہ تین اور چوتھی یہ کہ صاحب حق کا حق ادا کیا جائے اور کسی انداز میں اس کے ساتھ تصفیہ کر لیا جائے۔

مرکزی شرط ندامت ہی ہے، جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی خطا پر نادم ہو گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور وہ خود آئندہ ایسا گناہ کرنے سے محفوظ رہے گا۔

(۱۰۱۷٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفَّارَةُ الذَّنْبِ النَّدَامَةُ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ لِيَغْفِرَ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲٦۲۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ کا کفارہ ندامت ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا، جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا۔''

(۱۰۱۷۵) تخریج: صحیح، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٥٢ (انظر: ۳۵٦۸)

(۱۰۱۷٦) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی: ۱۲۷۹٤، و البزار: ۳۲۵۰ (انظر: ۲٦۲۳)

فوائد: ...... ہر انسان طبعی طور پر غلطی کے دہانے پر کھڑا ہوتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے کسی قسم کا گناہ سرزد ہو سکتا ہے اور یقیناً ایسے ہی ہوگا، انبیاء کے بعد کوئی کس و ناکس عفت و عصمت کا دعوی نہیں کر سکتا ہے، ہر امتی کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی ٹھوکر ضرور کھائے گا۔

ان احادیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کر کے اس پر اصرار کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کیا جائے، کیونکہ یہ چیز اسے بہت پسند ہے اور اتنی پسند ہے کہ اگر ایسے لوگ ناپید ہو جائیں، کہ جن سے گناہ کا صدور ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرمادے گا جو گناہوں کے مرتکب ہونے کے بعد بخشش طلب کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ وہ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور گناہ گار اسے محبوب ہیں؛ بلکہ وہ توبہ و انابت کو پسند فرماتا ہے اور ایسے ہی لوگ اسے محبوب ہیں اور یہی اس حدیث کا مفہوم ہے۔

قارئین کرام! انسانِ اوّل آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے انسان پر یہ نوبت نہیں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی قوم کو فنا کر دیا ہو جو گناہ نہ کرتی ہو اور اس کی جگہ ایسے لوگ پیدا کر دیے ہوں، جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہوں اور وہ ان کو بخشتا ہو۔ کیونکہ سرے سے کوئی ایسی قوم پیدا ہی نہیں ہوئی، جو گناہ میں ملوث نہ ہوئی ہو۔ دراصل درج بالا احادیث میں اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت زیادہ خوش ہوتا ہے جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتا ہے۔ اس لیے اس حدیث سے یہ جرأت کسی کو نہیں ہونی چاہیے کہ وہ بے فکری کے ساتھ گناہ کا ارتکاب کرنا شروع کر دے۔

(۱۰۱۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ اَنْ يَتُوْبَ مِنْهُ ثُمَّ لَا يَعُوْدَ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٤)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی گناہ سے توبہ کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ اس سے توبہ کرے اور پھر اس کا ارتکاب نہ کرے۔''

(۱۰۱۷۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ النَّدَمُ وَالْاِسْتِغْفَارُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٠٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تم سے گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو، پس بیشک گناہ سے توبہ ندامت اور استغفار ہے۔''

(١٠١٧٧) تخريج: اسناده ضعيف، وقد روى مرفوعا وموقوفا، والصحيح وقفه، الهجرى لين الحديث، وعلى بن عاصم صدوق يخطىء ويصر على الخطأ، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٣/ ٣٠٠، و البيهقى فى "الشعب": ٧٠٣٦(انظر: ٤٢٦٤)

(١٠١٧٨) تخريج: حديث صحيح بالشواهد (انظر: ٢٦٢٧٩)

(۱۰۱۷۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ مِنْ أَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، أَوْ مَالِهِ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ حِينَ لَا يَكُونُ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، وَإِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ، أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَجُعِلَتْ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۵۸۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی عزت یا مال (کے معاملے میں) ناانصافی کی ہو، وہ آج اس کے پاس جا کر اس سے معذرت کر لے، قبل اس کے کہ (وہ دن آ جائے جس میں) اس کا مؤاخذہ کیا جائے اور جہاں دینار ہوگا نہ درہم۔ (وہاں تو معاملہ یوں حل کیا جائے گا کہ) اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوئیں تو اُس کے ظلم کے بقدر اس سے نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو (اس کے مظلوم) لوگوں کی برائیاں اُس پر ڈال دی جائیں گی۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئی دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحیثیت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسنِ سلوک یا بدسلوکی کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پیسنے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس اِن ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي عَدَمِ قُنُوطِ الْمُذْنِبِ مِنَ الْمَغْفِرَةِ لِكَثْرَةِ ذُنُوبِهِ مَادَامَ مُوَحِّدًا

گنہگار کا زیادہ گناہوں کی وجہ سے ناامید نہ ہونے کا بیان، جب تک وہ توحید پرست ہو

(۱۰۱۸۰)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْنَا لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ: أَكُنْتُمْ تَعُدُّونَ الذُّنُوبَ شِرْكًا؟ قَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۱۵۲۵۲)

ابو زبیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم گناہوں کو شرک سمجھتے تھے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ۔

(۱۰۱۷۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۱۰۵۷۳)

(۱۰۱۸۰) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجہ الطبرانی فی "الاوسط": ۵۲۱۴ (انظر: ۱۵۱۸۴)

فوائد: ……سیدنا جابر رضی اللہ عنہ گناہوں کی وجہ سے مسلمان کو مشرک قرار دینے کا ردّ کر رہے ہیں۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے۔

(۱۰۱۸۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، أَوْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتّٰى تَمْلَأَ خَطَايَاكُمْ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَغَفَرَ لَكُمْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوا لَجَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْمٍ يُخْطِئُونَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۲۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر تم گناہ کرتے رہو، یہاں تک کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے زمین و آسمان کا درمیانی خلا بھر جائے، پھر جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو گے تو وہ تم کو بخش دے گا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا، جو گناہ کریں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں گے اور وہ ان کو معاف کرے گا۔''

(۱۰۱۸۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ كَيْ يَغْفِرَ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۸۰۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے گناہ نہ کیے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا، جو گناہ کریں گے، تا کہ وہ ان کو بخشے۔''

فوائد: ……''اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کر دے گا، ……'' اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۱۷۶)

ان احادیث میں دراصل توبہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، نہ کہ گناہ کرنے کی جرأت، عصر حاضر کے مسلمانوں کا جائزہ لے لیں، کیا کوئی ایسا فرد نظر آ رہا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں کوئی گناہ نہ کیا ہو، آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ چونکہ سارے لوگ گنہگار ہیں، اس لیے سب کو اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرنی چاہیے۔

(۱۰۱۸۳)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: قَدْ كُنْتُ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے کہا: میں تم سے ایک حدیث

(۱۰۱۸۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۴۲۲۶ (انظر: ۱۳۴۹۳)

(۱۰۱۸۲) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه الترمذى: ۲۵۲۶ (انظر: ۸۰۴۳)

(۱۰۱۸۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۴۸ (انظر: ۲۳۵۱۵)

كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَوْمًا يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩١٢)

چھپاتا تھا، جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا، جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا۔''

فوائد: …… چھپانے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت پر توکل کر کے نافرمانیوں میں پڑ جائیں، پھر وفات کے وقت یہ حدیث بیان کر دی تاکہ کتمانِ علم کے الزام سے بری ہو جائیں۔

(١٠١٨٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَنَّ رَجُلًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ اِنِّیْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اَوْ قَالَ: عَمِلْتُ عَمَلًا ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: عَبْدِیْ عَمِلَ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ۔ ثُمَّ عَمِلَ ذَنْبًا آخَرَ اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا آخَرَ فَقَالَ: رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ، ثُمَّ عَمِلَ ذَنْبًا آخَرَ اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا آخَرَ، فَقَالَ: رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ: عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَعْمَلْ مَاشَاءَ۔)) (مسند احمد: ٧٩٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ایک آدمی نے گناہ کیا اور کہا: اے میرے ربّ! میں نے گناہ کیا ہے، تو اس کو بخش دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور یہ بھی جان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور اس کی وجہ سے گرفت بھی کر سکتا ہے، تحقیق میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے۔ پھر اس بندے نے ایک اور گناہ کر دیا اور کہا: اے میرے ربّ! میں نے ایک گناہ کیا ہے، پس تو اس کو بخش دے، اُدھر اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے، جو گناہ کو بخشتا بھی ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے، تحقیق میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے۔ پھر اس نے ایک اور گناہ کر دیا اور کہا: اے میرے ربّ! میں نے گناہ کر دیا ہے، پس تو اس کو معاف کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے، جو گناہ کو بخشتا بھی ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے، تحقیق میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے، وہ جو چاہے عمل کرتا رہے۔''

(١٠١٨٥)۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ ؓ،

سیدنا اسود بن سریع ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے

(١٠١٨٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٧٥٠٧، ومسلم: ٢٧٥٨، ولم يذكرا فيه الرابعة (انظر: ٧٩٤٨)

(١٠١٨٥) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحسن البصری لم يسمع من الاسود بن سريع، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٨٣٩، والحاكم: ٤/ ٢٥٥ (انظر: ١٥٥٨٧)

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِاَسِیْرٍ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ وَلَا اَتُوْبُ اِلٰی مُحَمَّدٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَرَفَ الْحَقَّ لِاَھْلِهٖ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٧٢)

پاس ایک قیدی کو لایا گیا، اس نے کہا: اے اللہ! میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں، میں محمد (ﷺ) کی طرف توبہ نہیں کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قیدی نے حق کو اس کے اہل کے لیے پہچان لیا ہے۔''

فَصْلٌ مِنْهُ فِیْ قِصَّةِ الرَّجُلِ الَّذِیْ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا ثُمَّ اَكْمَلَ الْمِائَةَ

اس شخص کا قصہ، جس نے پہلے ننانوے قتل کیے، پھر سو پورا کر دیا

(١٠١٨٦)۔ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، اَنْبَانَا هَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی، ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ اَبِی الصِّدِّیْقِ النَّاجِیِّ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ، ((اَنَّ عَبْدًا قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدَلَّ عَلٰی رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّیْ قَتَلْتُ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: بَعْدَ قَتْلِ تِسْعَةٍ وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا؟ قَالَ: فَانْتَضٰی سَیْفَهُ فَقَتَلَهُ بِهٖ فَاَكْمَلَ بِهٖ مِائَةً، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدَلَّ عَلٰی رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّیْ قَتَلْتُ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: وَمَنْ یَحُوْلُ بَیْنَكَ وَبَیْنَ التَّوْبَةِ؟ اخْرُجْ مِنَ الْقَرْیَةِ الْخَبِیْثَةِ الَّتِیْ اَنْتَ فِیْهَا اِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ قَرْیَةِ كَذَا وَكَذَا، فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِیْهَا، قَالَ: فَخَرَجَ اِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ فَعَرَضَ لَهُ اَجَلُهُ فِی الطَّرِیْقِ،

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کیا میں تمہیں وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، میرے کانوں نے وہ حدیث سنی او رمیرے دل نے اسے یاد کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے ننانوے افراد قتل کر دیے، پھر اسے توبہ کا خیال آیا۔ اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا؟ اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ وہ ننانوے آدمی قتل کر چکا ہے، کیا ایسے فرد کے لیے توبہ ہے؟ اس نے جواب دیا: کیا ننانوے افراد کے قتل کے بعد؟ (ایسے شخص کے لیے کوئی توبہ نہیں)۔ اس نے تلوار میان سے نکالی اور اسے قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر دی۔ پھر اسے توبہ کا خیال آیا، اس نے لوگوں سے اہل زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اس کے لیے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں سو افراد قتل کر چکا ہوں، کیا میری لیے توبہ (کی کوئی گنجائش) ہے۔ اس نے کہا: تیرے اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ لیکن تو اس طرح کر کہ اس خبیث بستی سے نکل کر فلاں فلاں کسی نیک بستی کی طرف چلا جا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اپنے علاقے کی

(١٠١٨٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٤٧٠، ومسلم: ٢٧٦٦ (انظر: ١١١٥٤)

قَالَ: فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، قَالَ: فَقَالَ إِبْلِيسُ: فَإِنَّكَ أَوْلَى بِهِ إِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِي سَاعَةً قَطُّ قَالَ: فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: إِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا۔)) قَالَ هَمَّامٌ: فَحَدَّثَنِي حَمِيدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: ((فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا فَاخْتَصَمُوا إِلَيْهِ۔)) ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ قَتَادَةَ، قَالَ: فَقَالَ: انْظُرُوا أَيَّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهِ فَأَلْحِقُوهُ بِأَهْلِهَا، قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: ((لَمَّا عَرَفَ الْمَوْتَ احْتَفَزَ بِنَفْسِهِ فَقَرَّبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ، وَبَاعَدَ عَنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيثَةَ، فَأَلْحَقُوهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ۔)) (مسند احمد: ١١١٧١)

طرف مت لوٹنا کیونکہ یہ بری سرزمین ہے۔ وہ نیک بستی کی طرف چل پڑا، لیکن راستے میں اسے موت آ گئی، وہ اپنے سینے کے سہارے سرک کر پہلی زمین سے دور ہو کر (تھوڑا سا) دوسری طرف ہو گیا۔ (اسے لینے کے لیے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں آ گئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہو گیا۔ ابلیس نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی تھی۔ لیکن ملائکۂ رحمت نے کہا: یہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والا تھا اور ملائکۂ عذاب نے کہا: اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو ایک آدمی کی شکل میں بھیجا۔ انھوں نے اس کے سامنے یہ جھگڑا پیش کیا۔ اس نے کہا: دیکھو کہ کون سی بستی اس کے قریب ہے، اسی بستی والوں سے اس کو ملا دیا جائے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آ رہا تھا) حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور ارض صالحین (جس کی طرف وہ جا رہا تھا) حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ جب انھوں نے اس کی پیائش کی تو جس زمین کی طرف وہ جا رہا تھا، اسے (دوسری کی بہ نسبت) ایک بالشت زیادہ قریب پایا۔ پس رحمت کے فرشتے اسے لے گئے اور اسے بخش دیا گیا۔'' حسن راوی کہتے ہیں: جب اسے موت کا علم ہوا تو وہ (نیک بستی کی طرف) سکڑ گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے سینے کے سہارے (نیک بستی کی طرف) سرک گیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اسے قریۂ صالحہ کے قریب کر دیا اور قریۂ خبیثہ سے دور کر دیا، تو ان فرشتوں نے اسے نیک بستی والے لوگوں میں شامل کر دیا۔''

فوائد: ...... گناہ گار لوگوں کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے، بشرطیکہ خالص توبہ ہو۔ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسئلہ بتلاتے وقت، سائل کی نفسیات اور اس کی مشکلات کو سامنے

رکھیں اور ایسی حکمت ِعملی اختیار کریں کہ جس سے اللہ کے حکم میں بھی تبدیلی نہ آئے اور سائل بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں پر مزید دلیر نہ ہو۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا باعث ِ برکت ہے اور برے لوگوں کے ساتھ رہنا باعث ِنحوست ہے اور بوقت ِضرورت فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی صورت میں آ جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر گناہ کی معافی کے اسباب پیدا کر سکتا ہے، ماسوائے شرک کے۔

حدیث نمبر (٦٤٤٠) والے باب میں یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ قاتل کتنا بڑا مجرم ہے اور اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

اَبْوَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ الْمُوَحِّدِيْنَ

توحید پرست بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بیان کے ابواب

(١٠١٨٧)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ كِتَابًا بِيَدِهِ لِنَفْسِهِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَوَضَعَهُ تَحْتَ عَرْشِهِ، فِيْهِ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔)) (مسند احمد: ٩١٤٨)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل اپنے ہاتھ سے اپنے نفس کے لیے ایک کتاب لکھی اور اس کو اپنے عرش کے نیچے رکھا، اس میں ہے: میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی۔“

(١٠١٨٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْخَلْقِ كَتَبَ عَلٰى عَرْشِهِ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔)) (مسند احمد: ١٠٠١٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ مخلوق سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے عرش پر لکھا: میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی۔“

(١٠١٨٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ، اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ (وَفِیْ لَفْظٍ) غَلَبَتْ غَضَبِیْ۔)) (مسند احمد: ٧٤٩١)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا معاملہ مکمل کیا، تو اپنی کتاب میں لکھا: بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی، وہ کتاب عرش پر اس کے پاس ہے۔“

(١٠١٨٧) تخريج: حديث صحيح، وقوله "بيده" زيادة منكرة، تفرد بها شريك عن الاعمش، وانظر هذا الحديث بالطريق الثالث (انظر: ٩١٥٩)

(١٠١٨٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر هذا الحديث بالطريق الثالث، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٧٧٥١، وابن حبان: ٦١٤٣ (انظر: ١٠٠١٤)

(١٠١٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٩٤، ومسلم: ٢٧٥ (انظر: ٧٥٠٠)

(۱۰۱۹۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ اِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ۔)) (مسند احمد: ۹۵۹۵)

(چوتھی سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنے نفس پر لکھا: بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کے غضب کی بہ نسبت اس کی رحمت وسیع ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ۔﴾ ......''میرا عذاب، میں اسے پہنچاتا ہوں جسے چاہتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، سو میں اسے ان لوگوں کے لیے ضرور لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور (ان کے لیے) جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔'' (سورۂ اعراف: ۱۵۶)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اَنَّ الرَّحْمَةَ اَوْدَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ خَلْقِهِ جُزْءٌ مِنْ مِائَةٍ مِنْ رَحْمَتِهِ لِخَلْقِهِ

اس چیز کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلوقات کے دلوں میں جو رحمت ودیعت رکھی ہے، یہ اس کی رحمت کا (۱۰۰واں) حصہ ہے

(۱۰۱۹۱)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِائَةُ رَحْمَةٍ، وَاِنَّهُ قَسَمَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ فَوَسِعَتْهُمْ اِلٰى آجَالِهِمْ، وَذَخَرَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً لِاَوْلِيَائِهِ، وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَابِضٌ تِلْكَ الرَّحْمَةَ الَّتِيْ قَسَمَهَا بَيْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلَى التِّسْعَةِ وَالتِّسْعِيْنَ فَيُكَمِّلُهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ لِاَوْلِيَائِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: فِيْ حَدِيْثِهِ وَحَدَّثَنِيْ

حسن بصری کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ایک رحمت کو اہل زمین کے مابین تقسیم کیا، وہ ان کے لیے ان کی موتوں تک پوری ہو گئی، اور ننانوے رحمتوں کو اپنے اولیاء کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس رحمت کو زمین والوں میں تقسیم کیا ہے، وہ قیامت کے دن اس کو بھی واپس کر کے ننانوے کے ساتھ ملا کر سو پورا کر دے گا۔'' محمد بن سیرین اور خلاس نے اس حدیث کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان کیا ہے۔

(۱۰۱۹۰) تخريج: اسناده جيّد، وقوله "بيده" زيادة شاذة، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۹، ۴۲۹۵، والترمذي: ۳۵۴۳ (انظر: ۹۵۹۷)

(۱۰۱۹۱) تخريج: صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الحاكم: ۱/ ۵۶ (انظر: ۱۰۶۷۰)

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ وَخِلَاسٌ كِلَاهُمَا، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٠٦٨٠)

(١٠١٩٢)۔ عَنْ جُنْدُبِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا، ثُمَّ صَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى رَاحِلَتَهُ فَاَطْلَقَ عِقَالَهَا ثُمَّ رَكِبَهَا ثُمَّ نَادٰى: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِيْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ؟ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَاقَالَ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: ((لَقَدْ حَظَرْتَ، رَحْمَةُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ، اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاحِدَةً يَتَعَاطَفُ بِهَا الْخَلَائِقُ جِنُّهَا وَاِنْسُهَا وَبَهَائِمُهَا، وَعِنْدَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ، اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ؟)) (مسند احمد: ١٩٠٠٦)

سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو آیا، اپنے اونٹ کو بٹھا کر اس کے گھٹنے کو باندھا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنے سواری کے پاس آیا، اس کی رسی کھولی اور اس پر سوار ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور اپنی رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر، رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ دعا سن کر فرمایا: ''کیا تم یہ کہو گے کہ یہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم لوگوں نے اس کی کہی ہوئی بات سنی نہیں ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی کیوں نہیں، سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تنگ کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع چیز ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ان میں سے ایک رحمت نازل کی ہے، اسی کی وجہ سے جنوں، انسان اور جانوروں سمیت تمام مخلوقات ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ننانوے رحمتیں اس کے پاس محفوظ ہیں، اب کیا تم کہو گے کہ وہ خود زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟''

(١٠١٩٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لِلّٰهِ مِائَةُ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْهَوَامِّ، فِيْهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى اَوْلَادِهَا، وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ان میں ایک رحمت انسانوں، جنوں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان نازل کی ہے، اس کی وجہ وہ ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اسی کے اثر سے وحشی جانور اپنے بچوں پر مہربانی کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتوں کو قیامت کے

(١٠١٩٢) تخريج: اسناده ضعيف لاضطرابه، أخرجه ابوداود مختصرا: ٤٨٨٥ (انظر: ١٨٧٩٩)

(١٠١٩٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٥٢، وأخرج بنحوه و اطول منه البخاري: ٦٤٦٩ (انظر: ٩٦٠٩)

يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ۔)) (مسند احمد: ٩٦٠٧)

دن تک مؤخر کر دیا ہے، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔''

فوائد: ...... تمام مخلوقات میں محبت کا جو عنصر پایا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی اس ایک رحمت کا اثر ہے۔

(١٠١٩٤)۔ عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ ، فِبْهَا تَعْطِفُ الْوُحُوْشُ عَلٰى اَوْلَادِهَا ، وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٤١٢١)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ان میں ایک رحمت کا اثر ہے کہ مخلوقات ایک دوسرے سے محبت رکھتی ہیں، وحشی جانور اسی رحمت کی وجہ سے اپنی اولاد سے شفقت کرتے ہیں اور اس نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن تک مؤخر کر دی ہیں۔''

(١٠١٩٥)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَاطَمَعَ فِي الْجَنَّةِ اَحَدٌ ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رَحْمَةٍ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدٌ ، خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاحَمُوْنَ بِهَا ، وَعِنْدَ اللّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ رَحْمَةً۔)) (مسند احمد: ١٠٢٨٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مؤمن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی جنت کی طمع نہیں رکھے گا اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی جنت سے ناامید نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے کل سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ان میں سے ایک رحمت اپنی مخلوق کے اندر نازل کی ہے، اسی کی وجہ سے یہ ایک دوسرے پر رحیم ہے اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہیں۔''

فوائد: ...... مسلمان کو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی کرنی چاہیے، لیکن اس کے عذاب کا ڈر بھی ہونا چاہیے، اس کو خوف اور امید کی زندگی کہتے ہیں، پھر عملی انداز بھی ایسا ہونا چاہیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی نظر آئے اور اس کے عذاب سے ڈرتا رہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لَا يُنْجِيْ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ
اس حدیث کا بیان کہ کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا

(١٠١٩٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١٠١٩٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٥٣(انظر: ٢٣٧٢٠)

(١٠١٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٦٩ ، وأخرج الشطر الثاني مسلم: ٢٧٥٢(انظر: ١٠٢٨٠)

(١٠١٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩ ، ٦٤٦٣ (انظر: ١٠٦٧٧)

اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا یُنْجِیْ اَحَدَکُمْ عَمَلُہُ۔)) قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَۃٍ فَسَدِّدُوْا، وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا، وَرُوْحُوْا، وَشَیْءٌ مِنَ الدُّلْجَۃِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا۔)) (مسند احمد: ١٠٦٨٨)

فرمایا: ''کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا۔'' لوگوں نے کہا: اور نہ آپ کو، اے اللہ کے رسول!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور نہ مجھے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے، پس راہِ صواب پر چلو، میانہ روی اختیار کرو، دن کے شروع میں کچھ چل لو، دن کے آخر میں کچھ چل لو اور کچھ رات کو، اور میانہ روی اختیار کرو، اعتدال کو اپناؤ، اپنے مقصد کو پا لو گے۔''

(١٠١٩٧)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَیْسَ اَحَدٌ مِنْکُمْ یُنْجِیْہِ عَمَلُہُ۔)) قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((وَلَا اَنَا، اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیْ رَبِّیْ مِنْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَرَحْمَۃٍ، وَلَا اَنَا، اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیْ رَبِّیْ مِنْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَرَحْمَۃٍ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔)) (مسند احمد: ٧٢٠٢)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس کو اس کا عمل نجات دلا سکے۔'' لوگوں نے کہا: اور نہ آپ؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور نہ میں، الّا یہ کہ میرا ربّ مجھے اپنی طرف سے بخشش اور رحمت میں ڈھانپ لے، اور نہ میں، الّا یہ کہ میرا ربّ مجھے اپنی طرف سے بخشش اور رحمت میں ڈھانپ لے۔'' آپ ﷺ نے دو یا تین بارے ایسے ارشاد فرمایا۔

(١٠١٩٨)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِہِ وَفِیْہِ) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہِ ھٰکَذَا وَاَشَارَ وَھْبٌ یَقْبِضُھَا وَیَبْسُطُھَا۔ (مسند احمد: ٨٣١٢)

(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، وہب راوی نے وضاحت کرتے ہوئے ہاتھ کو بند کیا اور کھولا۔

فوائد: ...... ''راہِ صواب پر چلو، میانہ روی اختیار کرو، دن کے شروع میں کچھ چل لو، دن کے آخر میں کچھ چل لو اور کچھ رات کو، اور میانہ روی اختیار کرو، اعتدال کو اپناؤ، اپنے مقصد کو پا لو گے۔'' اس جملے کا معنی یہ ہے کہ کثرتِ عبادت کی بجائے ان اوقات میں عبادت کی کچھ مقدار پر ہمیشگی اختیار کی جائے، تاکہ بوریت اور اکتاہٹ بھی نہ ہو اور احکامِ اسلام پر عمل بھی ہوتا رہے۔ اصل میں اس جملے کے ذریعے مسافر کو سفر جاری رکھنے کا ایک انداز بتلایا گیا کہ وہ اپنا سفر دن رات جاری نہ رکھے، وگرنہ عاجز آ جائے گا اور منزل مقصد تک نہیں پہنچ پائے گا، اسے چاہیے کہ صبح کے وقت، شام کے وقت اور اسی طرح رات کو کچھ وقت اپنا سفر جاری رکھا کرے، کیونکہ یہ پھرتی اور چستی کے اوقات ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی آخرت تک پہنچنے کے لیے سفر کر رہا ہے، اسے چاہیے کہ اچھے سفر کے لیے اپنی عبادات کے لیے ایسے اوقات کا

(١٠١٩٧) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(١٠١٩٨) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

تعین کرے، جن میں وہ ہشاش بشاش ہو، اور ان عبادات کا تعین رسول اللہ ﷺ نے کر دیا ہے، ہمیں ان پر کاربند رہنا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ سب سے بڑے حکیم اور دانا تھے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ ایک طرف آپ ﷺ نے یہ فرمادیا کہ کوئی شخص اپنے نیک اعمال کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جا سکتا، جبکہ دوسری طرف آپ ﷺ عمل کرنے کا حکم بھی دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ان دو امور میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلا شک و شبہ جنت میں داخل ہونے کا سبب اعمالِ صالحہ ہیں اور داخلہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا، مزید تفصیل امام صاحب کے کلام میں پیش کی جاتی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بعض لوگ اشکال میں پڑ گئے اور اس حدیث کو درج ذیل آیت کے مخالف گمان کرنے لگے: ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۂ زخرف: ۷۲) ......''تم لوگوں کو اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے، اس وجہ سے کہ جو تم عمل کرتے تھے۔'' اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی آیات و احادیث پائی جاتی ہیں۔

اس تضاد کو دور کرنے کے لیے مختلف جوابات دیے گئے ہیں، سب سے بہتر جمع و تطبیق یہ ہے کہ ((لَاتَـدْخُـلُ الْجَنَّةَ بِعَمَلٍ)) جیسی مذکورہ بالا احادیث میں "باء الثمنية" ہے اور درج بالا آیت میں "باء السببية" ہے۔ یعنی اعمالِ صالحہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ضرور ہیں، لیکن یہ جنت اور اس کی نعمتوں اور اس کے درجات کی قیمت نہیں ہیں۔

امام ابن تیمیہ نے کہا: اسی لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسباب کو سب کچھ سمجھ لینا شرک ہے، اسباب کو سرے سے ختم کر دینا عقل کے ناقص ہونے کی علامت ہے اور اسباب سے کلی طور پر اعراض کرنے سے شریعت پر طعن لازم آتا ہے۔

صرف اسباب، مسبَّب کے حصول کے لیے کافی نہیں ہیں، اگر دیکھا جائے تو بارش کا نازل ہونا اور بیج کا کاشت کر دینا کھیتی کے لیے بہت بڑے اسباب ہیں، لیکن درحقیقت یہ کافی نہیں ہیں، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مفید ہواؤں کا چلنا، دوسری تمام شرائط کا پایا جانا اور موانع کی نفی ہونا ضروری امور ہیں۔ یہ سارا کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قضا سے ہوگا ایک اور مثال سمجھیں کہ بچے کی ولادت کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جماع کرے، کیونکہ ایسے بے شمار واقعات ہے کہ جماع کے باوجود بچے کی پیدائش نہ ہو سکی، کیونکہ اس سبب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت ضروری ہے کہ عورت کو حمل ہو، بچہ رحم میں پرورش پائے اور اس کی تخلیق کے سارے مراحل طے پائیں اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی مانع بھی نہ ہو۔

یہی معاملہ آخرت کا ہے، سعادت مند بننے کے لیے اعمال کافی نہیں ہیں، ہاں یہ سبب ضرور ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۂ نحل: ۳۲) ......''جنت میں داخل ہو جاؤ، سبب یہ ہے کہ تم عمل کرتے تھے۔'' یہ "باء السبب" ہے، یعنی اعمال صالحہ جنت میں داخل کرنے کا سبب ہیں، اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے عمل کے بل بوتے میں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، ان میں "بـاء" مقابلہ کے لیے آئی ہے، یعنی ہمارے اعمال جنت میں داخل ہونے کا عوض یا قیمت نہیں ہیں، بلکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ اللہ

تعالیٰ کی معافی، رحمت اور فضل ضروری ہے، کیونکہ اس کی معافی کی وجہ سے برائیاں مٹ جائیں گی، اس کی رحمت سے خیر و بھلائی آئے گی اور اس کے فضل کی وجہ سے درجات بلند ہوں گے۔

اس مقام پر لوگوں میں دو فرقے گمراہ ہو گئے ہیں:

۱۔ ایک فریق نے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لانے کو حصولِ مقصود کے لیے کافی سمجھ لیا اور اسباب شرعیہ اور اعمالِ صالحہ سے مکمل اعراض کر لیا۔ ان کے اس عقیدے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتب، رسل اور دین کا کفر کرنے پر اتر آتے ہیں۔

۲۔ دوسرا فریق عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے یوں اجر وثواب طلب کرتا ہے، جیسے مزدور اپنی مزدوری پوری کرنے کے بعد مالک سے اجرت طلب کرتا ہے، یعنی ان لوگوں کو اپنے عمل اور قوت پر حد سے زیادہ اعتماد ہوتا ہے، یہ لوگ بھی جاہل اور گمراہ ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی تعمیل میں ہماری اپنی خیر و بھلائی پنہاں ہے، نہ کہ اس کا کوئی ذاتی فائدہ، جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! تم مجھے نقصان دے سکتے ہو نہ نفع۔''

بادشاہ اپنی ذاتی حاجت وضرورت کی وجہ سے اپنے ماتحت لوگوں کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنی ذاتی قوت کی بنا پر اس کا مطالبہ پورا کر کے اجرت کے مستحق ٹھہرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ جہان والوں سے غنی ہے، نیکی و بھلائی کے امور سرانجام دینے کی قوتیں اس نے عطا کی ہیں۔ نیکی کرنے والا اپنا ہی فائدہ کرتا ہے اور برائی کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا جو (مجموعۃ الفتاوی: ۸/ ۷۰۔۷۱) سے نقل کیا گیا، اسی قسم کا کلام علامہ ابن قیم نے (مفتاح دار السعادۃ: ص۹۔۱۰) میں اور مقریزی نے (تجرید التوحید المفید: ص۳۶۔۴۳) میں پیش کیا ہے۔ (صحیحہ: ۲۶۰۲)

امام نووی نے اس باب کی حدیث اور عمل والی آیات کے بارے کہا: سرے سے ان احادیث اور آیات میں کوئی تعارض نہیں ہے، آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال کی وجہ سے جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔ لیکن نیک اعمال، ہدایت اور اخلاص کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے ہوتی ہے، لہٰذا یہ بات صحیح ہے کہ اس کامیابی کا انحصار صرف اعمال پر نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شامل حال ہونا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱۹۹)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ یَدْخُلَ الْجَنَّةَ اَحَدٌ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ۔)) قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا اَنْتَ؟ قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ۔)) وَقَالَ بِیَدِهِ فَوْقَ رَأْسِهِ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۰۶)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی فرد جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو گا، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ۔'' ہم نے کہا: اور آپ بھی نہیں؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور نہ میں، الاّ یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سر کے اوپر اشارہ کیا۔

(۱۰۱۹۹) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۱۴۸۶)

(۱۰۲۰۰)۔ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ حَوْسٍ الْيَمَامِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ: يَا يَمَامِيُّ! لَا تَقُوْلَنَّ لِرَجُلٍ: واللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ، اَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اَبَدًا، قُلْتُ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! اِنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ يَقُوْلُهَا اَحَدُنَا لِاَخِيْهِ وَصَاحِبِهِ اِذَا غَضِبَ، قَالَ: فَلَا تَقُلْهَا، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ رَجُلَانِ كَانَ اَحَدُهُمَا مُجْتَهِدًا فِي الْعِبَادَةِ، وَكَانَ الْآخَرُ مُسْرِفًا عَلٰى نَفْسِهِ، فَكَانَا مُتَآخِيَيْنِ، فَكَانَ الْمُجْتَهِدُ لَا يَزَالُ يَرَى الْآخَرَ عَلٰى ذَنْبٍ، فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا اَقْصِرْ، فَيَقُوْلُ: خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ، اَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا؟ قَالَ: اِلٰى اَنْ رَآهُ يَوْمًا عَلٰى ذَنْبٍ اسْتَعْظَمَهُ فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ اَقْصِرْ، قَالَ: خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ، اَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا؟ قَالَ: فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اَبَدًا، (قَالَ اَحَدُهَا) قَالَ: فَبَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِمَا مَلَكًا فَقَبَضَ اَرْوَاحَهُمَا وَاجْتَمَعَا فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ، وَقَالَ لِلْآخَرِ: اَكُنْتَ بِيْ عَالِمًا؟ اَكُنْتَ عَلٰى مَا فِيْ يَدِيْ خَازِنًا؟ اذْهَبُوْا بِهِ اِلَى النَّارِ، قَالَ: فَوَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ اَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۲۷۵)

ضمضم بن حوس یمانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اے یمامی! تو نے کسی آدمی کو ہرگز اس طرح نہیں کہنا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے نہیں بخشے گا، یا اللہ تعالیٰ تجھ کو کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ میں نے کہا: اے ابوہریرہ! ہم میں جب کوئی آدمی ناراض ہوتا ہے تو وہ اپنے بھائی اور ساتھی پر یہ جملے کستا ہے، انھوں نے کہا: پس تو نے اس طرح نہیں کہنا، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بنواسرائیل میں دو آدمی تھے، ان دونوں میں بھائی چارہ تھا، ان میں سے ایک عبادت میں بڑی محنت کرنے والا تھا اور دوسرا اپنی جان پر زیادتی کرنے والا تھا، عبادت گزار دوسرے آدمی کو گناہوں میں ملوث دیکھتا رہتا تھا اور اس کو کہتا تھا: او فلاں! باز آ جا، لیکن وہ کہتا: تو رہنے دے مجھے اور میرے ربّ کو، کیا تجھے مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے، ایک دن اس عبادت گزار کو اس کو ایسے گناہ میں ملوث پایا، جس کو اس نے بڑا سمجھا، پس اس نے اس سے کہا: او تو ہلاک ہو جائے، باز آ جا، اس نے حسبِ روٹین کہا: تو رہنے دے مجھے اور میرے ربّ کو، کیا تجھے مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے، لیکن اس بار اس نے یہ بھی کہہ دیا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے نہیں بخشے گا، یا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتے کو بھیجا اور ان کی روحیں قبض کر لیں، پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے گنہگار سے کہا: تو جا اور میری رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے کہا: کیا تو میرے بارے میں جاننے والا تھا؟ میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے، کیا تو اس کا خزانچی تھا، لے جاؤ اس کو آگ کی طرف۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے

(۱۰۲۰۰) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۴۹۰۱ (انظر: ۸۲۹۲)

ہاتھ میں ابو القاسم (ﷺ) کی جان ہے! اس آدمی نے ایسی بات کر دی کہ جس نے اس کی دنیا اور آخرت کو تباہ کر دیا۔''

فوائد: ......اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ہر شریعت میں لوگوں سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ اعمالِ صالحہ کا اہتمام کریں اور گناہ والے امور سے اجتناب کریں، اس حدیث میں دو اہم باتوں کا ذکر ہے، ایک اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش سکتا ہے، جیسا کہ اس گنہگار کو بخش دیا تھا، دوسرا زبان کے استعمال میں محتاط رہنا چاہیے، کسی گنہگار کو یہ کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا، یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑی جرأت ہے، اس ایک بول نے نیکوکار کی نیکیوں کو اجاڑ دیا۔

کوئی شخص اس حدیثِ مبارکہ سے یہ استدلال نہ کرنے پائے کہ برائیاں کر لینے میں، کوئی حرج نہیں ہے، آپ ﷺ کا مقصود یہ نہیں تھا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَدْمِ قُنُوْطِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفِيْهِ بُشْرٰى لِلْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

اس چیز کا بیان کہ توحید پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے اور اس میں امتِ محمدیہ کے لیے خوشخبری ہے

(۱۰۲۰۱)۔ عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَحِكَ رَبُّنَا قُنُوْطَ عِبَادِهٖ وَقُرْبَ غِيَرِهٖ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوَ يَضْحَكُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔ قَالَ: لَنْ نَعْدِمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا۔)) (مسند احمد: ۱٦٢٨٨) .

سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا ربّ اس بات پر ہنستا ہے کہ اس کا بندہ ناامید ہو رہا ہوتا ہے، جبکہ اس کے حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ربّ تعالیٰ بھی ہنستا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، ہم ہنسنے والے ربّ کے ہاں خیر کو مفقود نہیں پائیں گے۔''

فوائد: ...... جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے معمولی آزمائش کو کچھ وقت کے لیے رفع نہیں کرتا تو خیر سے مایوسی اس پر غلبہ پانے لگتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس بندے کے لیے خیر کا معاملہ قریب ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾...... ''کہہ دے اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ'' (سورۂ زمر: ۵۳)

مزید فرمایا: ﴿وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾......

''اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔'' (سورۂ یوسف: ۸۷)

(۱۰۲۰۱) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة حال وكيع بن حدس، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۱ (انظر: ۱٦۱۸۷)

(۱۰۲۰۲)۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّاجِيُّ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنٌ لِكِنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ الْعَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ لِأُمَّتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ، فَأَكْثَرَ الدُّعَاءَ فَأَجَابَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ قَدْ فَعَلْتُ وَغَفَرْتُ لِأُمَّتِكَ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَقَالَ: يَارَبِّ! إِنَّكَ قَادِرٌ أَنْ تَغْفِرَ لِلظَّالِمِ، وَتُثِيبَ الْمَظْلُومَ خَيْرًا مِنْ مَظْلَمَتِهِ۔)) فَلَمْ يَكُنْ فِي تِلْكَ الْعَشِيَّةِ إِلَّا ذَا، يَعْنِي فَلَمْ يُجِبْهُ تِلْكَ الْعَشِيَّةَ كَمَا فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا غَدَاةَ الْمُزْدَلِفَةِ فَعَادَ يَدْعُو لِأُمَّتِهِ فَلَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَبَسَّمَ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ضَحِكْتَ فِي سَاعَةٍ لَمْ تَكُنْ تَضْحَكُ فِيهَا، فَمَا أَضْحَكَكَ؟ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ۔ قَالَ: ((تَبَسَّمْتُ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ حِينَ عَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ لِي فِي أُمَّتِي وَغَفَرَ لِلظَّالِمِ أَهْوٰى يَدْعُو بِالثُّبُورِ وَالْوَيْلِ وَيَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰى رَأْسِهِ فَتَبَسَّمْتُ مِمَّا يَصْنَعُ جَزَعُهُ۔))

(مسند احمد: ۱۶۳۰۸)

سیدنا عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے کثرت کے ساتھ مغفرت اور رحمت کی دعا، پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور فرمایا: بے شک تحقیق میں نے کر دیا ہے اور تیری امت کو بخش دیا ہے، مگر وہ جو یہ خود ایک دوسرے پر ظلم کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے ربّ! تو اس چیز پر قادر ہے کہ تو ظالم کو بخش دے اور مظلوم کو اس پر کے گئے ظلم سے بہتر اجر وثواب عطا کر دے۔'' اس شام کو تو یہی کچھ ہوا تھا، یعنی عرفہ کی شام کو آپ ﷺ کی یہ دعا قبول نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ بعض روایات میں ہے، جب اگلا دن ہوا تو آپ ﷺ نے مزدلفہ کی صبح کو اپنی امت کے لیے دعا مانگنا شروع کی، جلد ہی آپ ﷺ مسکرانے لگ گئے، ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ایسی گھڑی میں مسکرائے ہیں، جس میں مسکرانا آپ کی عادت نہیں تھی، پس کس چیز نے آپ ﷺ کو ہنسایا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے دانت مبارک کو مسکراتا رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں، جب اس کو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے حق میں میری دعا قبول کر لی ہے اور ظالم کو بھی بخش دیا ہے تو اس نے ہلاکت کو پکارا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا، پس میں اس جزع وفزع کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔''

(۱۰۲۰۲) تخریج: اسناده ضعیف، ابن كنانة بن العباس مجهول، وقال البخاري: لم يصح حديثه، ووالده كنانة مجهول ايضا، وقد تناقض فيه ابن حبان، فذكره في "الثقات" على عادته في توثيق المجاهيل، ثم جازف، فاعاد ذكره في "المجروحين" وقال: حديثه منكر جدا، أخرجه ابوداود: ٥٢٣٤، و ابن ماجه: ٣٠١٣ (انظر: ١٦٢٠٧)

(۱۰۲۰۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجُنَبِيِّ، اَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَادَةَ وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَفَرَغَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ قَضَاءِ الْخَلْقِ فَيَبْقٰى رَجُلَانِ فَيُؤْمَرُ بِهِمَا اِلَى النَّارِ فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمَا فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ تَعَالٰى: رُدُّوْهُ فَيَرُدُّوْنَهُ، قَالَ لَهُ: لِمَ الْتَفَتَّ؟ قَالَ: اِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ تُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ قَالَ: فَيُؤْمَرُ لَهُ اِلَى الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى اَنِّيْ لَوْ اَطْعَمْتُ اَهْلَ الْجَنَّةِ مَانَقَصَ ذٰلِكَ مَا عِنْدِيْ شَيْئًا۔)) قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَكَرَهُ يُرَى السُّرُوْرُ فِيْ وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۷۹)

سیدنا فضالہ بن عبادہ اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے فیصلے سے فارغ ہو جائے گا، تو دو بندے ابھی تک باقی کھڑے ہوں گے، ان کے بارے میں جہنم کا حکم دیا جائے گا، جب ان میں سے ایک پلٹ کر دیکھے گا تو جبّار تعالیٰ کہے گا: اس کو واپس لاؤ، پس فرشتے اس کو واپس لائیں گے، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تو نے پلٹ کر کیوں دیکھا ہے؟ وہ کہے گا: مجھے تو یہ امید تھی کہ تو مجھے جنت میں داخل کرے گا، پس اس کے لیے جنت کا حکم دے دیا جائے گا، پھر وہ کہے گا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ کچھ عطا کر دیا ہے کہ اگر میں جنتیوں کو کھانا کھلا دوں، تو اس سے میرے پاس جو کچھ ہے، اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بات ذکر کی تو آپ ﷺ کے چہرے پر سرور نظر آ رہا تھا۔

(۱۰۲۰٤)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَنْ اَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((اِلَّا مَنْ اَشْرَكَ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۷۲۰)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں چاہتا کہ مجھے اس آیت کے بدلے دنیا و مافیہا مل جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بیشک وہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور جو شخص شرک کرے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور پھر تین بار فرمایا: ''مگر جو شرک کرے۔''

فوائد: ...... ہر گناہ کی بخشش ممکن ہے، اگر معاف نہ کیا گیا تو محدود عذاب کے ذریعے اس کا بدلہ دیا جائے گا، ما سوائے شرک کے، یہ گناہ ناقابل معافی ہے۔

(۱۰۲۰۳) تخریج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد (انظر: ۲۲۷۹۳)

(۱۰۲۰٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وابو عبد الرحمن الجيلاني في عداد المجهولين، أخرجه البيهقي في "الشعب": ۷۱۳۷، والطبراني في "الاوسط": ۱۷٦ (انظر: ۲۲۳٦۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيْلٌ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز پر کارساز ہے

اَلْقِسْمُ السَّادِسُ مِنَ الْكِتَابِ وَهُوَ قِسْمُ التَّارِيْخِ

کتاب کی قسم ششم یعنی تاریخ

كِتَابُ خَلْقِ الْعَالَمِ

جہاں کی تخلیق کی کتاب

بَابُ اَوَّلِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَفِيْهِ ذِكْرُ الْمَاءِ وَالْعَرْشِ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مخلوقات میں پہلی چیز کا بیان اور اس میں پانی، عرش، لوح محفوظ اور قلم کا ذکر ہوگا

(١٠٢٠٥)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ۔)) قَالَ: قَالُوْا: قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا؟ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: ((اقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ۔)) (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ) قَالَ: قُلْنَا قَدْ قَبِلْنَا فَاَخْبِرْنَا عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ كَيْفَ كَانَ؟ قَالَ: ((كَانَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوتمیم! خوشخبری قبول کرو۔'' انھوں نے کہا: خوشخبری تو آپ نے ہمیں دے دی ہے، اب ہمیں (کچھ مال و متاع) دیں، یہ سن کر آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنوتمیم خوشخبری قبول نہیں کرنا چاہتے تو اے اہل یمن! تم قبول کرلو۔'' ہم نے کہا: جی ہم نے قبول کی، پس آپ ہمیں اس عالم کی ابتدا کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر چیز سے پہلے تھا،

(١٠٢٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٩١، ٧٤١٨ (انظر: ١٩٨٧٦)

قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَكَتَبَ فِي اللَّوْحِ ذِكْرَ كُلِّ شَيْءٍ۔)) قَالَ: وَآتَانِي آتٍ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ! اِنْحَلَّتْ نَاقَتُكَ مِنْ عِقَالِهَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا قَالَ: فَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهَا فَلَا أَدْرِي مَا كَانَ بَعْدِي۔ (مسند احمد: ٢٠١١٧)

اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز کا ذکر لکھا۔'' اتنے میں ایک آنے والے نے کہا: اے عمران! تیری اونٹنی رسی کھلا گئی ہے، پس میں اس کو پکڑنے کے لیے نکل پڑا، (وہ اتنی دور جا چکی تھی کہ) اس کے اور میرے درمیان ایک سراب نظر آ رہا تھا، پس میں اس کے پیچھے چلا گیا اور یہ نہ جان سکا کہ آپ ﷺ نے میرے بعد کیا ارشاد فرمایا۔

(١٠٢٠٦)۔ عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ قَالَ: ((كَانَ فِي عَمَاءٍ، مَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَمَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ، ثُمَّ خَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ١٦٣٠١)

سیدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل ہمارا ربّ کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ باریک بادل میں تھا، اس کے نیچے بھی ہوا تھی اور اوپر بھی ہوا تھی، پھر اس نے پانی پر اپنا عرش پیدا کیا۔''

(١٠٢٠٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِي، وَقَرَّتْ عَيْنِي، فَأَنْبِئْنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: ((كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنْ مَاءٍ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْبِئْنِي عَنْ أَمْرٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (مسند احمد: ٧٩١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا نفس خوش ہو جاتا ہے اور میری آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے، پس آپ مجھے ہر چیز کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسے حکم کے بارے میں بتلائیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں، تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو عام کر، کھانا کھلا، صلہ رحمی کر اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو قیام کر اور پھر جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔''

(١٠٢٠٨)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه،

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ

(١٠٢٠٦) تخريج: اسناده ضعيف، وكيع بن حدس مجهول الحال، أخرجه الترمذي: ٣١٠٩، وابن ماجه: ١٨٢ (انظر: ١٦٢٠٠)

(١٠٢٠٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٩، وابن حبان: ٥٠٨، ٢٥٥٩ (انظر: ٧٩٣٢)

(١٠٢٠٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٧٠٠، والترمذي: ٢١٥٥، ٣٣١٩ (انظر: ٢٢٧٠٥)

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَلَمَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: اُكْتُبْ، فَجَرٰى فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٢٣٠٨١)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس سے کہا: لکھ، پس وہ اسی گھڑی میں چلی اور قیامت تک ہونے والے امور لکھ دیئے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلی مخلوق قلم ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: کئی لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ مضبوط ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کا نور پیدا کیا، لیکن یہ عقیدہ بے بنیاد ہے اور عبد الرزاق رحمہ اللہ کی حدیث کی سند معروف نہیں ہے۔ نیز اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی ردّ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو پہلی مخلوق تصور کرتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اس دعوی کی کوئی واضح نص موجود نہیں ہے، سب کچھ استنباط و اجتہاد کی روشنی میں کہا گیا۔

قلم کے پہلی مخلوق ہونے کے دلائل واضح ہیں، ایسی واضح نصوص کے موجودگی میں کسی دوسرے اجتہاد کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ان احادیث کا یہ مطلب بیان کرنا کہ عرش کے بعد پہلی مخلوق قلم ہے، باطل ہے۔ اگر عرش کے اول المخلوق ہونے پر کوئی قطعی نص ہوتی تو ایسی تاویل کی گنجائش مل سکتی تھی۔

بعض فلسفی قسم کے لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حوادث کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور ہر مخلوق سے پہلے کسی نہ کسی مخلوق کا وجود ضروری ہے۔

اگر اس نظریے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو کسی چیز کو اول المخلوق نہیں کہا جا سکتا۔ جبکہ اس حدیثِ مبارکہ میں ایسے لوگوں کا ردّ کیا گیا ہے اور قلم کو سب سے پہلی مخلوق قرار دے کر یہ ثابت کیا گیا کہ مخلوقات کی ایک ابتدا ہے، اس ابتدا سے پہلے مخلوق کا کوئی فرد موجود نہ تھا۔ (صحیحہ: ۱۳۳) یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ ازل سے ہے، ابد تک رہے گا، اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔

(١٠٢٠٩)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا:

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادیٔ بطحاء میں بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک بدلی گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' ہم نے کہا: یہ بادل ہے، آپ ﷺ

(١٠٢٠٩) تخريج: اسناده ضعيف جدا، يحيى بن العلاء الرازي متروك الحديث، وقال احمد: كذاب يضع الحديث، وسماك بن حرب وان كان صدوقا كان ربما لقن، فاذا انفرد باصل لم يكن حجة، وقد تفرد بهذه الرواية عن عبد الله بن عميرة، أخرجه ابوداود: ٤٧٢٤، ٤٧٢٥، والترمذي: ٣٣٢٠ (انظر: ١٧٧٠)

السَّحَابُ، قَالَ: ((وَالْمُزْنُ)) قُلْنَا: وَ الْمُزْنُ، قَالَ: ((وَالْعَنَانُ۔)) قَالَ: فَسَكَتْنَا، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَمِنْ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَكِثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَفَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَسْفَلِهِ وَاَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ رُكَبِهِنَّ وَاَظْلَافِهِنَّ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهِ وَاَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ، لَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْهِ مِنْ اَعْمَالِ بَنِيْ آدَمَ شَيْءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۰)

نے فرمایا: ''مُزْن بھی کہتے ہیں؟'' ہم نے کہا:: جی مُزْن بھی کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو عَنَان بھی کہتے ہیں؟'' ہم جواباً خاموش رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت جتنا فاصلہ ہے، اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برسوں کی مسافت ہے، جبکہ ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس ہے اور ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے، اس کی گہرائی اتنی ہی ہے، جتنا زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ہے، اس کے اوپر پہاڑی بکرے کی شکل کے آٹھ فرشتے ہیں، ان کے کھر سے گھٹنے تک کی لمبائی اتنی ہے، جتنی زمین سے آسمان تک کی مسافت ہے، پھر اس کے اوپر عرش ہے، عرش کے اوپر والے اور نیچے والے حصے کے درمیان زمین و آسمان کی مسافت جتنا فاصلہ ہے، اس کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس پر بنو آدم کے اعمال میں سے کوئی عمل مخفی نہیں ہے۔''

(۱۰۲۱۰)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ وَسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَوْ تَتَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔))، (شَكَّ اَبُوْ عَامِرٍ اَحَدُ الرُّوَاةِ)۔ (مسند احمد: ۸۴۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ جنت کا اعلی و افضل حصہ اور مقام ہے، اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔''

فوائد: ......اس قسم کی احادیث کے متن کو سمجھ لینا کافی ہے، کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔

(۱۰۲۱۰) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۸۴۱۹)

(۱۰۲۱۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۸٤٥٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

(۱۰۲۱۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَدَّقَ أُمَيَّةَ بْنَ اَبِي صَلْتٍ فِي شَيْءٍ مِنْ شِعْرِهِ فَقَالَ:

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ ، وَالنَّسْرُ لِلْأُخْرٰى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ ، وَقَالَ:

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ
حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ
تَأْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رِسْلِهَا
إِلَّا مُعَذَّبَةً وَإِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے امیہ کے بعض اشعار کی تصدیق کی تھی، اس نے ایک شعر یہ کہا تھا: (حاملین عرش میں کوئی) مرد کی صورت پر ہے، کوئی بیل کی صورت پر ہے، اللہ تعالیٰ کی دائیں ٹانگ کے نیچے، تو کوئی گدھ کی صورت ہے اور کوئی گھات بیٹھے ہوئے شیر کی صورت پر۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "امیہ نے سچ کہا ہے۔" ایک دفعہ اس نے یہ شعر کہا تھا: اور ہر رات کے آخر میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس وقت وہ سرخ ہوتا ہے اور اس کا رنگ گلابی نظر آ رہا ہوتا ہے، وہ انکار کر دیتا ہے اور نرمی کے ساتھ طلوع نہیں ہوتا، وگرنہ اس کو عذاب دیا جاتا ہے اور کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا ہے۔"

فوائد:...... حاملین عرش کے بارے میں درج ذیل روایت صحیح ہے:

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ ، مَابَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِ مِئَةِ سَنَةٍ۔)) ......"مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں حاملینِ عرش فرشتوں میں ایک فرشتے کی یہ (جسامت) بیان کروں کہ اس کی کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال مسافت کا ہے۔" (ابوداود: ۴۷۲۷)

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر ہیں۔ جس فرشتے کی کان کی لو اور اس کے مونڈھے کا درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہو، اس کا باقی وجود کتنا بڑا ہوگا۔ ربّ جلیل ہی ہے جو تعریف و توصیف اور حمد و ثنا کا مستحق ہے۔

بَابُ مَاوَرَدَ فِي خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاَنَّهُمَا مَوْجُوْدَتَانِ الْآنَ

اس چیز کا بیان کہ جنت اور جہنم کو پیدا کیا گیا ہے اور وہ اب موجود ہیں

(۱۰۲۱۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ؓ ،

ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۱۰۲۱۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۲۱۲) تخريج: اسناده ضعيف ، محمد بن اسحاق مدلس وقد رواه بالعنعنة ، أخرجه الدارمي: ۲۷۰۳ ، وابويعلى: ۲٤۸۲ ، وابن خزيمة: ۱/ ۲۰۵ (انظر: ۲۳۱٤)

(۱۰۲۱۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٦٦۲ (انظر: ۲٥۷٤۲)

قَالَتْ: دُعِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی جَنَازَۃِ غُلَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! طُوْبٰی لِھٰذَا، عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِیْرِ الْجَنَّۃِ لَمْ یُدْرِكِ الشَّرَّ وَلَمْ یَعْمَلْہُ: قَالَ: ((اَوْ غَیْرُ ذٰلِكِ یَاعَائِشَۃُ؟ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَھْلًا، خَلَقَھَا لَھُمْ وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَھْلًا، خَلَقَھَا لَھُمْ وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٦١)

کو ایک انصاری بچے کی طرف بلایا گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے لیے خوشخبری ہے، یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، اس نے نہ شرّ کو پایا اور نہ اس پر عمل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی کرنی ہے؟ بیشک اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے لوگوں کو اس وقت پیدا کیا، جب وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے، اسی طرح جہنم کے لیے لوگوں کا اس وقت تعین کر دیا، جب وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔''

فوائد: …… دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے فوت ہو جانے والے نابالغ بچے جنت میں جائیں گے۔

(١٠٢١٤)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ صُفُوْفِنَا فِی الصَّلَاۃِ صَلَاۃِ الظُّھْرِ، اَوِ الْعَصْرِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَنَاوَلُ شَیْئًا، ثُمَّ تَاَخَّرَ، فَتَاَخَّرَ النَّاسُ، فَلَمَّا قَضَی الصَّلَاۃَ قَالَ لَہُ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ: شَیْئًا صَنَعْتَہُ فِی الصَّلَاۃِ لَمْ تَکُنْ تَصْنَعُہُ؟ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ بِمَا فِیْھَا مِنَ الزَّھْرَۃِ النَّضْرَۃِ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْھَا قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ، لِآتِیَکُمْ بِہٖ فَحِیْلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہُ، وَلَوْ اَتَیْتُکُمْ بِہٖ لَاَکَلَ مِنْہُ مَنْ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَنْقُصُوْنَہُ شَیْئًا، ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ، فَلَمَّا وَجَدْتُ سَفْعَھَا تَاَخَّرْتُ عَنْھَا، وَاَکْثَرُ مَنْ رَاَیْتُ فِیْھَا النِّسَاءُ اللَّاتِیْ اِنِ ائْتُمِنَّ اَفْشَیْنَ، وَاِنْ

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں صفوں میں کھڑے تھے، یہ ظہر یا عصر کی نماز تھی، آپ ﷺ نے نماز کے اندر ہی کوئی چیز پکڑنا چاہی اور پھر اس قدر پیچھے ہٹے کہ لوگ بھی پیچھے ہٹنے لگ گئے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابی بن کعب ؓ نے کہا: آج آپ نے نماز میں ایسی کاروائی کی ہے، جو پہلے نہیں کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کو پوری چمک دمک اور تروتازگی کے ساتھ مجھ پر پیش کیا گیا، میں نے تمہارے پاس لانے کے لیے اس کا انگوروں کا گچھا پکڑنا چاہا، لیکن پھر بیچ میں رکاوٹ ڈال دی گئی اور اگر میں وہ لے آتا تو زمین و آسمان میں موجود تمام مخلوقات اس سے کھاتی، لیکن اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوتی، پھر مجھ پر آگ پیش کی گئی، جب میں نے اس کی تپش محسوس کی تو میں پیچھے ہٹ آیا، اس میں اکثریت ان عورتوں کی تھی کہ جب ان کے پاس راز رکھا جائے تو وہ اس

(١٠٢١٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، تفرد عبد اللہ بن محمد بن عقیل بھذہ السیاقۃ، واصل القصۃ صحیح (انظر: ١٤٨٠٠)

يُسْأَلْنَ بَخِلْنَ، وَإِنْ سَأَلْنَ أَلْحَفْنَ (قَالَ حُسَيْنٌ: وَإِنْ أُعْطِيْنَ لَمْ يَشْكُرْنَ) وَرَأَيْتُ فِيْهَا لُحَيَّ بْنَ عَمْرٍو يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَأَشْبَهُ مَارَأَيْتُ بِهِ مَعْبَدُ بْنُ أَكْثَمَ الْكَعْبِيُّ.)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيَخْشَى عَلَيَّ مِنْ شِبْهِهِ وَهُوَ وَالِدٌ؟ فَقَالَ: ((لَا، أَنْتَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ.)) وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ حَمَلَ الْعَرَبَ عَلَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ۔ (مسند احمد: ١٤٨٦٠)

کو فاش کر دیتی ہیں، جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ بخل کرتی ہیں، جب وہ سوال کرتی ہیں تو چمٹ جاتی ہیں اور جب ان کو دیا جائے تو شکر نہیں کرتیں، اور میں نے لحی بن عمرو کو جہنم میں دیکھا، وہ اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا، میرے دیکھنے کے مطابق اس کی زیادہ مشابہت معبد بن اکثم کعبی سے تھی۔'' سیدنا معبد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس مشابہت کی وجہ سے میرے بارے میں کوئی خطرہ ہے، جبکہ وہ والد بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، تم مؤمن ہو اور وہ کافر تھا۔'' یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں کو بتوں کی عبادت پر اکسایا تھا۔

عرب میں سب سے پہلے بتوں کی عبادت کو رائج کرنے والے شخص کا نام اس روایت میں لحی بن عمرو آیا ہے جبکہ صحیح عمرو بن لحی ہے۔ (دیکھیں بلوغ اللعانی) (عبداللہ رفیق)

فوائد: ...... یہ بات کئی دلائل سے ثابت ہے کہ جنت اور جہنم کو پیدا کیا جا چکا ہے اور وہ موجود ہیں۔

بَابُ مَاوَرَدَ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا بَيْنَهُنَّ

ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور ان کے درمیان والی چیزوں کا بیان

(١٠٢١٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذْ مَرَّتْ سَحَابَةٌ فَقَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((الْعَنَانُ وَرَوَايَا الْأَرْضِ، يَسُوْقُهُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ لَا يَشْكُرُهُ مِنْ عِبَادِهِ، وَلَا يَدْعُوْنَهُ، أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ فَوْقَكُمْ؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((الرَّقِيْعُ، مَوْجٌ مَكْفُوْفٌ وَسَقْفٌ مَحْفُوْظٌ، أَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمَا؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک بدلی گزری، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بدلی ہے اور زمین کو سیراب کرنے والی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ان بندوں کی طرف چلائے جا رہا ہے، جو نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور نہ اس کو پکارتے ہیں، اچھا کیا تم یہ جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آسمان ہے، یہ ایک موج ہے، جس کو روک دیا گیا ہے

(١٠٢١٥) تخريج: اسناده ضعيف، الحكم بن عبد الملك مجمع على ضعفه، وقتادة مدلس، وعنعن، والحسن البصري لم يسمع من ابي هريرة أخرجه الترمذي: ٣٢٩٨ (انظر: ٨٨٢٨)

((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَاالَّتِيْ فَوْقَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((سَمَاءٌ اُخْرٰى، اَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ.)) حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَافَوْقَ ذٰلِكَ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَلْعَرْشُ.)) قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ.)) ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَاهٰذَا تَحْتَكُمْ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَرْضٌ، اَتَدْرُوْنَ مَا تَحْتَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَرْضٌ اُخْرٰى، اَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ.)) حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرْضٍ ثُمَّ قَالَ: ((وَاَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ دَلَّيْتُمْ اَحَدَكُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى السَّابِعَةِ لَهَبَطَ، ثُمَّ قَرَاَ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾.)) (مسند احمد: ۸۸۱٤)

اور محفوظ چھت ہے، کیا تم جانتے ہوں کہ اس کے اور تمہارے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو برسوں کی مسافت ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اُس کے اوپر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور آسمان ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اِس آسمان اور اُس آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو شمار کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ساتویں آسمان کے اوپر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرش ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عرش اور ساتویں آسمان کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو سالوں کی مسافت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کیا تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین ہے، اچھا کیا تمہیں اس چیز کا علم ہے کہ اس کے نیچے کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور زمین ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اُس کے نیچے کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور زمین ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اِس زمین سے اُس زمین تک کتنا فاصلہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو برسوں کی مسافت ہے۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات

زمینیں شمار کیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اللہ کی قسم ہے کہ اگر تم ساتویں زمین تک رسی لٹکاؤ تو وہ ساتویں زمین سے جا لگے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔'' (سورۂ حدید: ۳)

فوائد:...... آسمانِ دنیا کا نام ''رَقِیع'' ہے، ایک قول کے مطابق اس کا اطلاق ہر آسمان پر بھی ہوتا ہے۔

(۱۰۲۱٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِیْ فَقَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ الْجِبَالَ فِيْهَا يَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ فِيْهَا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ آخِرَ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ۔)) (مسند أحمد: ۸۳۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہفتے والے دن کو مٹی، اتوار کو پہاڑ، سوموار کو درخت، منگل کو مکروہ چیزیں، بدھ کو نور، جمعرات کو چوپائے پیدا کئے اور آدم علیہ السلام ، جو کہ آخری مخلوق تھے، کو جمعہ کے روز بعد از وقتِ عصر جمعہ کی آخری گھڑی میں پیدا کیا، یہ گھڑی عصر سے رات (غروبِ آفتاب) تک کے وقت کے مابین ہوتی ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے ایسے کیا اور جو اس ترتیب کی حکمت کو جانتا ہے۔

(۱۰۲۱۷)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: كُنَّا قَدْ نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ، قَالَ: ((صَدَقَ۔)) قَالَ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے منع کیا جاتا تھا، اس لیے یہ بات ہمیں بڑی پسند تھی کہ کوئی عقلمند دیہاتی آدمی آئے اور آپ ﷺ سے سوال کرے اور ہم سنیں، پس ایک دیہاتی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا، اس نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا:

(۱۰۲۱٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۸۹ (انظر: ۸۳٤۱)

(۱۰۲۱۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۲ (انظر: ۱۲٤۵۷)

فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔)) قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔)) قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيهَا مَاجَعَلَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔)) قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ، وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، آللّٰهُ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) (مسند احمد: ۱۲٤۸٤)

اچھا یہ بتائیں کہ کس نے آسمان کو پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے۔'' اس نے کہا: کس نے زمین کو پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: کس نے ان پہاڑوں کو گاڑھا اور ان میں کئی خزانے ودیعت رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم، جس نے آسمان پیدا کیا، زمین پیدا کی اور پہاڑ پیدا کیے، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(۱۰۲۱۸)۔ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ ؓ، وَهُوَ يُخَاصِمُ فِي اَرْضٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا اَبَا سَلَمَةَ! اجْتَنِبِ الْاَرْضَ، فَاِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ، طُوِّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِينَ۔)) (مسند احمد: ۲٤۸۵۷)

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ وہ سیدہ عائشہ ؓ کے پاس آئے، جبکہ وہ زمین کے بارے میں کوئی جھگڑا کر رہے تھے، سیدہ نے کہا: اے ابوسلمہ! زمین سے بچ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی ایک بالشت کے بقدر زمین ظلم سے اپنے قبضہ میں لے لی، اس کو قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾...... ''اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی ان کی مانند۔ ان کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ بے شک اللہ نے یقیناً ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔'' (سورۂ طلاق: ۱۲)

معلوم ہوا کہ سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں ہیں۔

قدیم لوگوں نے روئے زمین کو سات حصوں پر تقسیم کیا تھا، ہر حصے کو اقلیم کہتے تھے، بعض نے سات زمینوں سے یہ ہفت اقلیم مراد لیے ہیں، بعد میں ان کو سات براعظم کہا گیا، یہ قول راجح معلوم ہوتا ہے، اس کی دو وجوہات ہیں: (۱) قرآن و حدیث میں اکثر و بیشتر "السمـوات" کے مقابلے میں لفظ "الارض" مستعمل ہوا، جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ زمین دراصل ایک ٹکڑا ہی ہے۔ (۲) زمین ہتھیا لینے والے کو سات زمینوں کی مٹی کھود کر اس کا طوق پہنایا جائے گا، اور اس زمین میں ساتوں زمینیں موجود ہیں۔

(۱۰۲۱۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٦۱۲ (انظر: ۲٤۳۵۳)

اگر سات زمینوں سے مراد سات زمینیں ہی لیں کہ وہ آسمانوں کی طرح الگ الگ ہیں تو ان میں سے ایک زمین وہ ہے، جس پر ہم رہ رہیں ہیں، پھر باقی چھ زمینیں کہاں ہیں، نیز ان پر کون سی مخلوق رہتی ہے، ان سوالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔

(۱۰۲۱۹)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ مَا لَيْسَ لَهُ، طُوِّقَهُ اِلَى السَّابِعَةِ مِنَ الْاَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤۲)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زمین کا وہ حصہ ہتھیا لیا، جو اس کا نہیں ہے تو اس کو قیامت کے دن ساتویں زمین تک طوق پہنایا جائے گا، اور جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔''

فوائد:...... دوسرے کی زمین ہتھیا لینے والے کے حق میں سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

(۱۰۲۲۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الظُّلْمِ اَعْظَمُ؟ قَالَ: ((ذِرَاعٌ مِنَ الْاَرْضِ يَنْتَقِصُهُ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ، فَلَيْسَتْ حَصَاةٌ مِنَ الْاَرْضِ اَخَذَهَا اِلَّا طُوِّقَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى قَعْرِ الْاَرْضِ، وَلَا يَعْلَمُ قَعْرَهَا اِلَّا الَّذِيْ خَلَقَهَا۔)) (مسند احمد: ۳۷٦۷)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا ظلم بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ زمین، جس کو آدمی اپنے بھائی کے حق سے ہتھیا لیتا ہے، قیامت کے دن زمین کی تہہ تک اس حصے کا طوق اس آدمی کو ڈالا جائے گا اور ایک کنکری کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا، اور زمین کی تہہ کو کوئی نہیں جانتا، مگر وہی جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔''

(۱۰۲۲۱)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَاْتِي الشَّيْطَانُ الْاِنْسَانَ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ، حَتّٰى يَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ، فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۱۱)

سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے پاس آ کر کہتا ہے: کس نے آسمانوں کو پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے، وہ اگلا سوال کرتا ہے: کس نے زمین کو پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے، (سوالات کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ یہ کہتا: کس نے اللہ کو پیدا کیا، جب کوئی اس چیز کو محسوس کرے تو وہ کہے: "آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ" (میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں)۔''

(۱۰۲۱۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۵۸۰، و النسائی: ۷/ ۱۱۵ (انظر: ۱٦٤۲)
(۱۰۲۲۰) تخریج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن لهيعة ولانقطاعه، فابو عبد الرحمن الحبلى لم يُذكر انه روى عن ابن مسعود، وروايته عن صغار الصحابة، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۱۰۵۱٦ (انظر: ۳۷٦۷)
(۱۰۲۲۱) تخریج: متن الحديث صحيح، لكن من حديث ابى هريرة وعائشة (انظر: ۲۱۸٦۷)

(١٠٢٢٢)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ: لِيْ ، اِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَتَسَاءَ لُوْنَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ النَّاسَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟)) (مسند احمد: ١٢٠١٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تیری امت کے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ یہ بھی کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا۔ اس وسیع وعریض کائنات کی ہر چیز اپنی تخلیق میں اُس کی محتاج ہے اور وہ ہر معاملے میں ہر ایک سے غنی ہے۔ مذکورہ بالا اور اس موضوع سے متعلقہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب کسی مسلمان کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کے پیدا ہونے کے بارے میں سوال پیدا ہو، وہ شیطان کے وسوسے کا نتیجہ ہو یا کسی انسان کی ایجاد، تو اس کو چاہیے کہ درج ذیل تین دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھے اور اس وسوسے کو ردّ کر دے۔

۱۔ ''آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ'' (میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا) پڑھنا۔

۲۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھنا اور ایسے وسوسوں کو دفع کرنا۔

۳۔ اَللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ پڑھنا، بائیں جانب تھوکنا اور پھر ''اعوذ بالله من الشيطان الرجيم'' پڑھنا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس کو شیطان کی طرف سے ''اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟'' جیسے سوال کا وسوسہ ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کا جواب دینے سے پہلوتہی کرے اور ان احادیث میں بیان کیے گئے اذکار کا اہتمام کرے، ان تین احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ درج ذیل دعا پڑھ لیا کرے (تاکہ تینوں احادیث پر عمل ہو جائے):

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔ اَللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

پھر تین دفعہ بائیں طرف تھوکے، ''اعوذ بالله من الشيطان الرجيم'' پڑھے اور اس وسوسے کو دفع کر دے۔

میرا خیال ہے کہ جو آدمی پرخلوص انداز میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے یہ امور سرانجام دے گا، وہ اس قسم کے وسوسوں سے محفوظ رہے گا اور شیطان کو دھتکار دیا جائے گا۔

ایسے وسوسے کو دفع کرنے کے لیے نبوی تعلیم اس امر سے زیادہ مفید ہے کہ اس سوال کے جواب میں عقلی دلائل پیش کیے جائیں اور مقابل کے ساتھ مباحثہ ومجادلہ کیا جائے، کیونکہ ایسے معاملات میں بحث وتمحیص سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ان تعلیمات سے غافل ہیں۔

(١٠٢٢٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٢٩٦، ومسلم: ١٣٦ (انظر: ١١٩٩٥)

مسلمانو! متنبہ ہو جاؤ، اپنے نبی کی سنت کو پہنچانو اور اس پر عمل کرو، کیونکہ اسی میں تمہاری شفا اور عزت مخفی ہے۔ (صحیحہ: ۱۱۸)

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضروری نہیں کہ سائل کے ہر سوال کا جواب دیا جائے، بلکہ مشتبہ اور پیچیدہ امور کا جواب دینے کے بجائے احکامِ شریعت پر عمل کیا جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَلْقِ الْجِبَالِ وَالْحَدِيْدِ وَالنَّارِ وَالرِّيْحِ وَالدَّهْرِ وَاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

پہاڑوں، لوہے، آگ، ہوا، زمانے، دن اور رات کو پیدا کرنے کا بیان

(۱۰۲۲۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ، فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَأَلْقَاهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ، فَتَعَجَّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ خَلْقِ الْجِبَالِ فَقَالَتْ: يَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ الْحَدِيْدُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلنَّارُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلْمَاءُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلرِّيْحُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ! فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ؟ قَالَ: نَعَمْ ابْنُ آدَمَ يَتَصَدَّقُ بِيَمِيْنِهِ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۲۷۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ڈانواڈول ہونے لگی، پس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے اس پر گاڑھا، سو وہ قرار پکڑ گئی، فرشتوں کو پہاڑوں کی تخلیق سے بڑا تعجب ہوا، پس انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پہاڑوں سے بھی سخت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ہاں، وہ لوہا ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ آگ ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز آگ سے سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ پانی ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پانی سے بھی سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ ہوا ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز ہوا سے بھی سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آدم کا وہ بیٹا ہے، جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اس کو بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔''

(۱۰۲۲۴)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ

(۱۰۲۲۳) تخريج: اسناده ضعيف، سليمان بن ابى سليمان، قال ابن معين: لا اعرفه، أخرجه الترمذى: ٣٣٦٩ (انظر: ١٢٢٥٣)

(۱۰۲۲٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٤٨٢٦، ٧٤٩١، ومسلم: ٢٢٤٦ (انظر: ٧٢٤٥)

يُوْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔)) (مسند احمد: ٧٢٤٤)

اس طرح کہ زمانے کو گالی دیتا ہے، جبکہ میں زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں اختیار ہے، میں دن رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

(١٠٢٢٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: إِنَّ الدَّهْرَ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي لِيْ، أَجَدِّدُهَا وَأُبْلِيْهَا، وَآتِيْ بِمُلُوْكٍ بَعْدَ مُلُوْكٍ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٤٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمانے کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک زمانہ یعنی دن اور راتیں میرے لیے ہیں، میں ان میں جدت پیدا کرتا ہوں اور ان کو بوسیدہ کرتا ہوں اور میں بادشاہوں کے بعد بادشاہوں کو لاتا ہوں۔''

فوائد: ...... حدیث نمبر (١٠١٣٧) میں ان دو احادیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبِحَارِ وَالْأَنْهَارِ

سمندروں اور دریاؤں کا بیان

(١٠٢٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُجِّرَتْ أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ مِنَ الْجَنَّةِ، الْفُرَاتُ، وَالنِّيْلُ، وَسَيْحَانُ، وَجَيْحَانُ۔)) (مسند احمد: ٧٥٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار دریا جنت سے پھوٹتے ہیں: فرات، نیل، سیحان اور جیحان۔''

(١٠٢٢٧)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَكُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٧٨٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیحان، جیحان، فرات اور نیل ساری جنت کی نہروں میں سے ہیں۔''

فوائد: ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: جس طرح انسان کی اصل جنت سے ہے، اسی طرح ممکن ہے کہ دریائے نیل اور دریائے فرات کی اصل جنت سے ہو، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: ((فُجِّرَتْ أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ مِنَ الْجَنَّةِ: اَلْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ، وَالسَّيْحَانُ وَجَيْحَانُ۔)) (مسند احمد) ...... ''چار نہریں جنت سے پھوٹتی ہیں: فرات، نیل، سیحان، جیحان۔'' لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دریا معروف چشموں سے پھوٹ رہے ہیں۔ اس تعارض کو یوں دور

(١٠٢٢٥) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٤٣٨)

(١٠٢٢٦) تخريج: أخرجه ٢٨٣٩ (انظر: ٧٥٤٤)

(١٠٢٢٧) تخريج: انظر الحديث السابق

کیا جائے گا کہ حدیث کا تعلق غیبی امور سے ہے، جس پر ایمان لانا اور اس کی اطلاع دینے والے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾ (سورۂ نسا: ٦٥) ......''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں، ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

(١٠٢٢٨)۔ عَنْ صَبَّاحِ بْنِ اَشْرَسَ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ الْمَدِّ وَالْجَزْرِ فَقَالَ: اِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلٌ بِقَامُوْسِ الْبَحْرِ فَاِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فَاضَتْ، وَاِذَا رَفَعَهَا غَاضَتْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٢٦)

صباح بن اشرس سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مد و جزر کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: ایک فرشتے کو سمندر کے درمیانے اور بڑے حصے پر مقرر کیا گیا ہے، جب وہ اپنی ٹانگ اس میں رکھتا ہے تو پانی زیادہ ہو جاتا ہے اور جب وہ اس کو اٹھا لیتا ہے تو پانی کم ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... مشاہدہ یہ ہے کہ چاند کی وجہ سے سمندر میں مدّ و جزر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(١٠٢٢٩)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ لَيْلَةٍ اِلَّا وَالْبَحْرُ يُشْرِفُ فِيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عَلَى الْاَرْضِ، يَسْتَاْذِنُ اللّٰهَ فِيْ اَنْ يَنْفَضِحَ عَلَيْهِمْ فَيَكُفُّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٣٠٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر رات کو سمندر تین بار زمین پر جھانکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زمین والوں پر بہہ پڑنے کی اجازت طلب کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو روک لیتا ہے۔''

فوائد:...... زمین پر (٨٠) فیصد پانی ہے اور (٢٠) فیصد خشکی، جب پانی بغاوت کر جائے تو انسان اس کے سامنے بالکل بے بس ہو جاتا ہے، سیلاب کے موقع پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اب تو سونامی کا واقعہ بڑا مشہور ہو گیا ہے۔

(١٠٢٣٠)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى، عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَحْرُ هُوَ جَهَنَّمُ۔)) قَالُوْا لِيَعْلٰى: فَقَالَ: اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: ﴿نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ

سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سمندر جہنم ہی ہے۔'' لوگوں نے سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی۔'' (سورۂ کہف: ٢٩)

(١٠٢٢٨) تخريج: اسناده ضعيف، صبّاح مجهول (انظر: ٢٣٢٣٨)

(١٠٢٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الشيخ الذى روى عنه العوام بن حوشب، وابو صالح مولى عمر مجهول ايضا (انظر: ٣٠٣)

(١٠٢٣٠) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن حيى مجهول، أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٩٦، والبيهقى: ٤/ ٣٣٤ (انظر: ١٧٩٦٠)

سُرَادِقُهَا﴾ قَالَ: لَا، وَالَّذِیْ نَفْسُ یَعْلٰی بِیَدِہِ لَا أَدْخُلُهَا أَبَدًا حَتّٰی أُعْرَضَ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَلَا یُصِیبُنِیْ مِنْهَا قَطْرَةٌ حَتّٰی أَلْقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۲٤)

''انھوں نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں یعلی کی جان ہے! میں اس میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں گا، یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر پیش کیا جائے اور اس کا ایک قطرہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔''

فوائد: ......سمندر کو جہنم قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ سمندری سفر بڑے خطرے سے خالی نہیں ہے، جب سمندر کے بیچ میں کوئی مسئلہ بن جائے تو آدمی اپنے آپ کو بالکل بے سہارا سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا حج یا اس قسم کی اہم ضرورت کے لیے سمندری سفر کرنا چاہیے، وگرنہ نہیں۔

(۱۰۲۳۱)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ ﷺ: ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَیْتَتُهُ۔)) (مسند احمد: ۸۷۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: بیشک ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی اٹھاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاس لگتی ہے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سمندر کا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے، اس کا ذائقہ جیسا بھی ہو، نیز سمندر کا مردار حلال ہے، اس سے مراد وہ جانور ہے، جو پانی کے علاوہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْكَوَاكِبِ

سورج، چاند اور ستاروں کا بیان

(۱۰۲۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، فِیْ صِفَةِ صَلَاةِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آیَاتِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُمَا لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کی نماز کسوف کی کیفیت بیان کرتی ہوئی کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا، حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، ان کو نہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی زندگی

(۱۰۲۳۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۸۳، وابن ماجه: ۳۸٦، والترمذی: ٦۹، والنسائی: ۱/ ۵۰ (انظر: ۸۷۳۵)

(۱۰۲۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰٤٤، ۵۲۲۱، ومسلم: ۹۰۱ (انظر: ۲۵۳۱۲)

اَحَـدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَـإِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَصَلُّوْا، وَتَصَدَّقُوْا۔)) الحديث (مسند احمد: ٢٥٨٢٦)

کی وجہ سے، پس جب تم ان کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، اللہ تعالیٰ کو پکارو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔''

(١٠٢٣٣)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمُوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ، وَاِلَى الصَّدَقَةِ، وَاِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٥٣٢)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''اے لوگو! بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی زندگی سے، جب تم اس چیز کو دیکھو تو نماز، صدقہ اور اللہ کے ذکر کی طرف پناہ حاصل کرو۔''

فوائد: ......لیکن اس طویل حدیث کے جو الفاظ اس متن میں مذکور ہیں، وہ دوسرے شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نظام زمین پر ہونے والے واقعات سے متأثر نہیں ہوتا۔

(١٠٢٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشَّمْسَ حِيْنَ غَرَبَتْ فَقَالَ: ((فِيْ نَارِ اللّٰهِ الْحَامِيَةِ، لَوْلَا مَا يَزَعُهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ لَاَهْلَكَتْ مَا عَلَى الْاَرْضِ۔)) (مسند احمد: ٦٩٣٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی دہکتی ہوئی آگ میں غروب ہوا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے حکم نے اس کو نہ روکا ہوا ہوتا تو اس نے زمین پر موجود تمام چیزوں کو ہلاک کر دینا تھا۔''

(١٠٢٣٥)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَغِيْبُ الشَّمْسُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُؤْذَنُ لَهَا فَتَرْجِعُ، فَإِذَا كَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ تَطْلُعُ صَبِيْحَتَهَا مِنَ الْمَغْرِبِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهَا، فَإِذَا اَصْبَحَتْ قِيْلَ لَهَا: اطْلُعِيْ مِنْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سورج عرش کے نیچے غروب ہوتا ہے، پھر اس کو اجازت دی جاتی ہے، پس وہ لوٹ آتا ہے، جب وہ رات ہوگی، جس کی صبح کو سورج نے مغرب سے طلوع ہونا ہوگا، اس کو اجازت نہیں دی جائے گی، پس جب وہ صبح کرے گا تو اس سے کہا جائے گا:

(١٠٢٣٣) تخريج: هذا حديث طويل، وهو ضعيف بهذه السياقة، فقد انفرد به فليح الخزاعي وهو ممن لا يحتمل تفرده، فقد تكلم بعض الأئمة في حفظه، ومحمد بن عباد لم يذكروا له سماعا من اسماء بنت ابى بكر، أخرجه ابن خزيمة: ١٣٩٩، والطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٢٤٠ (انظر: ٢٦٩٩٢)

(١٠٢٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة مولى عبد الله بن عمرو (انظر: ٦٩٣٤)

(١٠٢٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٩ (انظر: ٢١٣٠٠)

مَكَانِكِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾۔)) (مسند احمد: ۲۱٦۲۵)

تو اسی جگہ سے طلوع ہو، جہاں سے غروب ہوا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''کیا یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس آپ کا ربّ آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے۔'' (سورۂ انعام: ۱۵۸)

فوائد: ......سورج کا عرش کے نیچے غروب ہونا اور سجدہ کرنا، اس قسم کے امور پر مشتمل احادیثِ صحیحہ پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کی کیفیت کو بھی سمجھا جائے، جبکہ سورج ہر وقت عرش کے نیچے ہی رہتا ہے اور کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی، جس میں یہ اپنے ربّ کے سامنے مطیع نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ﴾ ......''کیا تو دیکھتا نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، مثلا سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت زیادہ لوگ۔'' (سورۂ حج: ۱۸)

ابو العالیہ رحمہ اللہ نے کہا: آسمان میں موجود ہر ستارہ، سورج اور چاند غروب ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، پھر اس کو آگے بڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے، جبکہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ سورج ہر وقت فلک میں رہتا ہے، پس یہ ہر وقت فلک میں تسبیح بیان کرتا ہے اور ہر وقت سجدہ کرتا ہے اور ہر رات کو اجازت طلب کرتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، وہ اس طرح سجدہ کرتا ہے، جیسا اس کے لیے مناسب ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔

ذہن نشین رہے کہ سورج ہر گھڑی میں کسی علاقے کے لیے غروب ہو رہا ہے اور کسی علاقے کے لیے طلوع ہو رہا ہے، سو یہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہا ہے اور آگے چلنے کی اجازت لے رہا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ''قنوت الأشياء كلها لله'' میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی اور کہا: پس نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں اس چیز کی خبر دی ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد سجدہ کرتا ہے اور اجازت لیتا ہے۔ پھر انھوں نے ابو العالیہ کا مذکورہ بالا قول پیش کیا۔

(۱۰۲۳٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا قَطُّ، وَبِقَوْمٍ عَاهَةٌ اِلَّا رُفِعَتْ اَوْ خَفَّتْ۔)) (مسند احمد: ۹۰۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صبح کے وقت (ثریا) ستارہ طلوع ہوتا ہے اور اس وقت جو قوم جس بیماری میں مبتلا ہوتی ہے تو وہ بیماری یا تو سرے سے ختم ہو جاتی ہے، یا اس میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔''

(۱۰۲۳٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطحاوى فى ''شرح مشكل الآثار'': ۲۲۸٦ (انظر: ۹۰۳۹)

(۱۰۲۳۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا طَـلَعَ النَّجْمُ ذَا صَبَاحٍ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ۔))(مسند احمد: ۸٤٧٦)

(دوسری سند)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب (ثریا) ستارہ صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے،تو آفت ختم کر دی جاتی ہے۔''

فوائد: ......عثمان بن عبداللہ بن سراقہ کہتے ہیں: ہم لوگ سفر میں تھے، جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے، میں نے ان سے پھلوں کی بیع کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آفت کے اٹھ جانے تک پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کون سی چیز آفت کو دور کرتی ہے؟ انھوں نے کہا: ثریا ستارے کا طلوع ہو جانا۔ (صحیح بخاری: ١٤٨٦، صحیح مسلم: ١٥٣٤، واللفظ لاحمد)

حافظ ابن حجر نے کہا: ثریا ایک ستارہ ہے، یہ موسم گرم کے شروع میں صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے، اس وقت حجاز کی سرزمین میں شدید گرمی کا اور پھلوں کے پکنے کا موسم ہوتا ہے، جو حقیقت معتبر ہے، وہ تو پھلوں کا پکنا ہی ہے، البتہ اس کی علامت ثریا ستارہ ہے۔

(۱۰۲۳۸)۔ حَـدَّثَـنَـا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ، ثَنَا هِشَـامٌ، عَـنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ اَبِیْ قَتَادَةَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَاٰى كَوْكَبًا انْقَضَّ فَنَظَرُوْا اِلَيْـهِ، فَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ: اِنَّا قَدْ نُهِيْنَا اَنْ نُتْبِعَهُ اَبْصَارَنَا۔ (مسند احمد: ٢٢٩١٦)

محمد کہتے ہیں: ہم سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر تھے، انھوں نے ایک ستارے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا، پھر لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو انھوں نے کہا: ہمیں اس سے منع کیا گیا کہ ہم اس کو دیکھیں۔

(۱۰۲۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَـالَتْ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِیْ فَاَرَانِی الْقَمَرَ حَتّٰى طَلَعَ فَـقَالَ: ((تَعَوَّذِیْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ اِذَا وَقَبَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٣٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے چاند کو طلوع ہوتے ہوئے دکھایا اور فرمایا: ''تو اللہ کی پناہ طلب کر اس غاسق کے شرّ سے، جب اس کی تاریکی پھیل جائے۔''

فوائد: ......امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: غاسق سے مراد چاند یا رات ہے، جب سرخی غروب ہو جائے، جب چاند کو گرہن لگتا ہے، اس وقت بھی ''وقب'' کا لفظ بولا جاتا ہے، آپ ﷺ کی چاند گرہن سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی نشانی ہے، جو مصیبت و آزمائش پر دلالت کرتی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ غاسق سے مراد رات ہے،

(۱۰۲۳۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۲۳۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه عبد الرزاق: ٢٠٠٠٧، والحاكم: ٤/ ٢٧٦ (انظر: ٢٢٥٤٩)

(۱۰۲۳۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطيالسي: ١٤٨٦، وابويعلى: ٤٤٤٠، والحاكم: ٢/ ٥٤٠ (انظر: ٢٥٧١١)

جب مشرق کی طرف اس کا اندھیرا چھا جائے، رات سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ رات کو آفات کا انتشار عام ہوتا ہے، ایک قول کے مطابق غاسق سے مراد ثریا ستارہ ہے، جب وہ گر جائے اور غروب ہو جائے، ابن جریر نے اپنی تفسیر میں کہا: میرے نزدیک بہتر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ ﷺ غاسق کے شرّ سے پناہ طلب کریں، جب رات اندھیروں میں داخل ہوتی ہے تو اس کو غاسق کہتے ہیں، جب ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کو غاسق کہتے ہیں اور جب چاند چھا جائے تو اس کو بھی غاسق کہتے ہیں، پس غاسق کی تخصیص نہ کی جائے، بلکہ اس کو عام رکھ کر اس سے پناہ مانگی جائے۔ (ملخص از: تحفۃ الاحوذی: ۹/۲۱۳)

(۱۰۲٤۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِیْنَ، یَقُوْلُوْنَ: الْكَوْكَبُ وَبِالْكَوْكَبِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات کی طرف نہیں دیکھتے، جو تمہارے ربّ نے کہی ہے؟ اس نے کہا: جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت کرتا ہوں تو ان میں ایک فریق تو میرے ساتھ کفر کرنے والا ہو جاتا ہے، وہ کہتا ہے: ستارے نے بارش برسائی، ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

فوائد: …… جو نعمت کو ستاروں کی طرف منسوب کرتا ہے، کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور جو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ہوگا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ السَّحَابِ وَالرَّعْدِ وَالرِّیَاحِ
بادل، گرج اور ہواؤں کا بیان

(۱۰۲٤۱)۔ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، اَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا اِلٰی جَنْبِ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ الْمَسْجِدِ فَمَرَّ شَیْخٌ جَمِیْلٌ مِنْ بَنِیْ غِفَارٍ وَفِیْ اُذُنَیْهِ صَمَمٌ اَوْ قَالَ: وَقْرٌ، اَرْسَلَ اِلَیْهِ حُمَیْدٌ فَلَمَّا اَقْبَلَ قَالَ: یَا ابْنَ اَخِیْ! اَوْسِعْ لَهُ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ، فَاِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الشَّیْخُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ:

سعد کہتے ہیں: میں حمید بن عبد الرحمٰن کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں سے بنو غفار کے ایک خوبصورت بزرگ کا گزر ہوا، ان کے کانوں میں بہرا پن تھا، جب حمید نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو وہ متوجہ ہوئے، اِدھر حمید نے کہا: میرے بھتیجے! میرے اور اپنے درمیان ان کے لیے وسعت پیدا کرو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، اس بزرگ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بادل کو پیدا کرتا ہے، پس وہ بہترین انداز میں بولتا ہے

(۱۰۲٤۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۲ (انظر: ۸۸۱۱)

(۱۰۲٤۱) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۵۲۲۰ (انظر: ۲۳۶۸۶)

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنْشِيءُ السَّحَابَ فَيَنْطِقُ اَحْسَنَ النُّطْقِ وَيَضْحَكُ اَحْسَنَ الضِّحْكِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٨٦)

اور بہترین انداز میں ہنستا ہے۔''

فوائد: ...... ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا احساس اور اس کے بارے میں شعور ہے، پتھروں کا اللہ کے خوف کی وجہ سے لڑھک پڑنا، موسی علیہ السلام نے جس پتھر پر کپڑے رکھے تھے، اس کا دوڑ پڑنا اور موسی علیہ السلام کا اس کو مارنا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے تو تنے کا رونا، وغیرہ۔ یہی معاملہ بادلوں کا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔﴾ ...... ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بہت بخشنے والا ہے۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ٤٤)

(١٠٢٤٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ وَالصَّوَاعِقَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٥٧٦٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرج اور کڑک کی آواز سنتے تو فرماتے: ''اے اللہ! نہ ہمیں اپنے غضب کے ساتھ ہلاک کر اور نہ عذاب کے ساتھ ہمیں تباہ کر، اور ہمیں اس سے پہلے ہی عافیت دے دے۔''

فوائد: ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَالَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ﴾ ...... ''وہی ہے جو تمھیں بجلی دکھاتا ہے، ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور (بادل کی) گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہ کڑکنے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انھیں ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے۔'' (سورۂ رعد: ١٢، ١٣)

یعنی اللہ تعالیٰ بجلی کے ذریعے جس کو چاہتا ہے، ہلاک کر ڈالتا ہے۔

(١٠٢٤٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَقْبَلَتْ يَهُوْدُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودی لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم!

(١٠٢٤٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، ولجهالة حال ابى مطر، أخرجه الترمذى: ٣٤٥٠ (انظر: ٥٧٦٣)

(١٠٢٤٣) تخريج: حديث صحيح دون قصة الرعد، فقد تفرد بها بُكير بن شهاب، هو لم يرو عنه سوى اثنين، وقال ابو حاتم: شيخ، وقال الذهبى فى "الميزان": عراقى صدوق، أخرجه الترمذى: ٣١١٧ (انظر: ٢٤٨٣)

يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّا نَسْأَلُكَ عَنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالُوْا: أَخْبِرْنَا مَا هٰذَا الرَّعْدُ؟ قَالَ: ((مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ بِيَدِهِ، أَوْ فِي يَدِهِ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ يَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ يَسُوقُهُ حَيْثُ أَمَرَ اللّٰهُ۔)) قَالُوْا: فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِي نَسْمَعُ قَالَ: ((صَوْتُهُ۔)) قَالُوْا: صَدَقْتَ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۳)

ہم آپ سے پانچ اشیاء کے بارے میں سوال کریں گے، ....، پھر انھوں نے پوری حدیث ذکر کی، اس میں یہ بھی تھا: انھوں نے کہا: آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کڑک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو بادلوں کا نظام سپرد کیا گیا ہے، اس کے ہاتھ میں آگ کی ایک تلوار ہوتی ہے، وہ اس کے ذریعے بادلوں کو ڈانٹتا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق ان کو چلا کر لے جاتا ہے۔'' انھوں نے کہا: ہم جو آواز سنتے ہیں، یہ کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اسی کی آواز ہوتی ہے۔'' یہودیوں نے کہا: آپ نے سچ کہا۔

(۱۰۲۴۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ: لَوْ أَنَّ عِبَادِي أَطَاعُوْنِي لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَ طَلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا أَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ۔ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۸۶۹۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ربّ نے کہا: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو بارش نازل کروں گا، دن کو سورج نکال دوں گا اور میں ان کو گرج کی آواز تک نہیں سناؤں گا۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا، اس کی اچھی عبادت میں سے ہے۔''

فوائد: ...... یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہوگی کہ دن کے معمولات بھی متاثر نہ ہوں اور بارش بھی ہو جائے اور وہ بھی ایسے پرسکون انداز میں گرج کی کوئی آواز سنائی نہ دے۔

(۱۰۲۴۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا تَجِيءُ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلٰكِنْ سَلُوْا اللّٰهَ خَيْرَهَا، وَتَعَوَّذُوْا بِهِ مِنْ شَرِّهَا۔)) (مسند احمد: ۹۶۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ یہ رحمت کو بھی لاتی ہے اور عذاب کو بھی، تم اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کیا کرو اور اس کے شرّ سے پناہ طلب کیا کرو۔''

(۱۰۲۴۴) تخریج: اسناده ضعیف، صدقة بن موسی ضعیف، وسُمیر بن نهار جهّله الدارقطنی، أخرجه الطیالسی: ۲۵۸۶، والبزار: ٦٦٤، والحاکم: ٤/ ۲۵٦ (انظر: ۸۷۰۸)

(۱۰۲۴۵) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه ابن ماجه: ۳۷۲۷ (انظر: ۹۶۲۹)

(١٠٢٤٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: اَخَذَتِ النَّاسَ رِيْحٌ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَاجٌّ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ عُمَرُ لِمَنْ حَوْلَهُ: مَنْ يُحَدِّثُنَا عَنِ الرِّيْحِ؟ فَلَمْ يُرْجِعُوْا اِلَيْهِ شَيْئًا، فَبَلَغَنِي الَّذِيْ سَاَلَ عَنْهُ عُمَرُ مِنْ ذٰلِكَ، فَاسْتَحْثَثْتُ رَاحِلَتِيْ حَتّٰى اَدْرَكْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اُخْبِرْتُ اَنَّكَ سَاَلْتَ عَنِ الرِّيْحِ، وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَاْتِيْ بِالرَّحْمَةِ وَتَاْتِيْ بِالْعَذَابِ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا، وَسَلُوْا اللّٰهَ خَيْرَهَا، وَاسْتَعِيْذُوْا بِهٖ مِنْ شَرِّهَا۔)) (مسند احمد: ٧٦١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے، ہوا چلنے لگی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حج کرنے جا رہے تھے، ہوا سخت ہوگئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ارد گرد کے لوگوں سے پوچھا: کون ہمیں ہوا کے بارے میں بیان کرے گا؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، جب مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کا علم ہوا تو میں نے اپنی سواری کو تیزی سے چلایا، یہاں تک کہ ان کو پا لیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کے بارے میں سوال کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''ہوا کی اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، یہ رحمت کے ساتھ بھی آتی ہے اور عذاب کے ساتھ بھی، پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو برا بھلا مت کہا کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کیا کرو اور اس کے شرّ سے پناہ طلب کیا کرو۔''

فوائد: ...... ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے، اس کے اندر خیر بھی ہوتی ہے اور شرّ بھی، بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند چیز کو برا بھلا نہ کہے، بلکہ اس سے خیر کا سوال کرے اور اس کے شرّ کی پناہ طلب کرے۔

(١٠٢٤٧)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ قَالَ: فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَالَ: ((هٰذِهِ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، اِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ مُنَافِقٌ عَظِيْمٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُنَافِقِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤٤٣١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، بڑی سخت ہوا چلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کسی منافق کی موت کی وجہ سے ہے۔'' پس جب ہم مدینہ میں آئے تو دیکھا کہ بڑے منافقوں میں سے ایک بڑا منافق مر چکا تھا۔

فوائد: ...... حدیث نمبر (١٠٢٣٢، ١٠٢٣٣) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نظام زمین پر ہونے والے موت و حیات اور خوشی و غمی کے واقعات سے متاثر نہیں ہوتا۔

اس حدیث میں جس ہوا کا ذکر ہے، یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا کوئی لشکر تھا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(١٠٢٤٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٥٠٩٧ (انظر: ٧٦٣١)

(١٠٢٤٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٨٢ (انظر: ١٤٣٧٨)

مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ بتلانا چاہتے تھے کہ فلاں منافق مر گیا ہے، اس طرح سے اس ہوا کو اس کی موت کی علامت قرار دینا آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

(١٠٢٤٨)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ١٢٦٤٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہوا چلتی تھی تو اس چیز کا آپ ﷺ کے چہرے سے پتہ چل جاتا تھا (کہ آپ ﷺ پریشان ہو رہے ہیں)۔

فوائد: ...... ہوا کے اندر خیر بھی ہو سکتی ہے اور شرّ بھی، آپ ﷺ شرّ کے خطرے کی وجہ سے پریشان ہو جاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ جب شرّ کا باعث بن سکنے والی چیز وجود پکڑے تو اللہ تعالیٰ کی مراقبت کی تیاری کی جائے اور اس کی طرف پناہ پکڑی جائے، اختلاف حالات وظروف سے بندے کو متاثر ہونا چاہیے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْغَيْمِ وَالْمَطَرِ وَالْبَرَدِ وَ زَمَنِ الشِّتَاءِ

بادل، بارش، اولے اور موسم سرما کا بیان

(١٠٢٤٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى غَيْمًا اِلَّا رَاَيْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْهَيْجَ فَاِذَا اَمْطَرَتْ سَكَنَ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٧٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب بھی رسول اللہ ﷺ کو بادل نظر آتا تو میں آپ ﷺ کے چہرے میں خوف اور گھبراہٹ کے آثار دیکھتی، جب وہ بارش برساتا تو تب آپ ﷺ سکون میں آتے۔

(١٠٢٥٠)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰى مَخِيْلَةً تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ، فَاِذَا اَمْطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((مَا اٰمَنْتُ اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ﴾ اِلٰى ﴿رِيحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾۔)) (مسند احمد: ٢٥٨٥٦)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ جب بادل دیکھتے تو آپ ﷺ کا چہرہ بدل جاتا اور آپ ﷺ آنا جانا شروع کر دیتے تھے، جب بارش برسنا شروع ہوتی تو آپ ﷺ کی یہ کیفیت چھٹ جاتی، جب آپ ﷺ سے اس چیز کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس بارے میں کوئی امن نہیں ہے کہ ممکن ہے کہ یہ وہی چیز ہو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔﴾'' پھر جب انھوں نے عذاب کو

(١٠٢٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٣٤ (انظر: ١٢٦٢١)

(١٠٢٤٩) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٤٤٧٤)

(١٠٢٥٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٩١ (انظر: ٢٥٣٤٢)

بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے، یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے، (نہیں) بلکہ دراصل یہ وہ (عذاب) ہے، جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔'' (سورۂ احقاف: ۲۴)

فوائد: ...... یہ آیت قوم ہود کے بارے میں ہے، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ بارش آنے والی ہے، لیکن اس بادل کا انجام یہ نکلا کہ ﴿تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ.﴾ ...... ''جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر دے گی، پس وہ اس طرح ہو گئے کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی، اسی طرح ہم مجرم لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں۔'' (سورۂ احقاف: ۲۵)

(۱۰۲۵۱)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا مِنْ أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، تَرَكَ عَمَلَهُ، وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ۔)) فَإِنْ كَشَفَ اللّٰهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔)) (مسند احمد: ۲۶۰۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان کے کسی افق میں کوئی بادل اٹھتے ہوئے دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے، اگرچہ آپ نماز ادا کر رہے ہوتے اور پھر فرماتے: ''اے اللہ! میں اس شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، جو اس میں ہے۔'' پس اگر اللہ تعالیٰ اس کو صاف کر دیتا تو اس کی حمد بیان کرتے اور اگر وہ بارش برسانا شروع کر دیتی تو آپ ﷺ فرماتے: ''اے اللہ! نفع بخش بارش نازل کرنا۔''

فوائد: ...... اس لیے جب آپ ﷺ کسی بادل کو دیکھتے تو آپ ﷺ کو یہ خوف لاحق ہو جاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں عذاب ہو، جب وہ بارش برسانے لگتا، تب آپ ﷺ بے فکر ہوتے۔

نماز کو چھوڑنے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ جو نماز ادا کر رہے ہوتے تھے، اس سے فارغ ہونے کے بعد مزید نماز نہ پڑھتے، بلکہ بادل کے شر سے پناہ مانگنا شروع کر دیتے۔

(۱۰۲۵۲)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ النَّاسُ مُجْدِبِيْنَ فَيُنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِمْ رِزْقًا مِنْ رِزْقِهِ فَيُصْبِحُوْنَ مُشْرِكِيْنَ۔)) فَقِيْلَ لَهُ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يَقُوْلُوْنَ:

سیدنا معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ قحط زدہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بارش کی صورت میں) اپنا رزق نازل کرتا ہے تو وہ مشرک بن جاتے ہیں۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ کہتے ہیں کہ فلاں ستارے کی

(۱۰۲۵۱) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ۵۰۹۹ (انظر: ۲۵۵۷۰)

(۱۰۲۵۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الطيالسي: ۱۲۶۲، والطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۴۳ ۱۰ (انظر: ۱۵۵۳۷)

مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا۔)) (مسند احمد: ١٥٦٢٢) وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

فوائد: ...... بارش اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت سے نازل ہوتی ہے، اس میں کسی غیر کی رضا یا عدم رضا کا کوئی دخل نہیں ہے، جو شخص اس بارش کے نزول کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرے گا، وہ کافر ہو جائے گا۔

(١٠٢٥٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: مُطِرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَخَرَجَ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ حَتَّى أَصَابَهُ الْمَطَرُ، قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ۔)) (مسند احمد: ١٢٣٩٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بارش ہوئی، پس آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے، (اپنے جسم کے بعض حصے سے) کپڑا ہٹایا، یہاں تک کہ اس حصے پر بارش کا پانی لگا، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیونکہ یہ اپنے ربّ کی طرف سے نئی نئی آئی ہے۔''

فوائد: ...... یعنی اللہ تعالیٰ ابھی ابھی اس بارش کو ایجاد کر کے نازل کر رہا ہے، جبکہ بارش رحمت ہے، اس لیے اس انداز میں تبرک حاصل کرنا چاہیے۔

(١٠٢٥٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: مُطِرْنَا بَرَدًا، وَأَبُوْ طَلْحَةَ صَائِمٌ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ، قِيْلَ لَهُ: أَتَأْكُلُ مِنْهُ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هٰذَا بَرَكَةٌ۔ (مسند احمد: ١٤٠١٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بارش میں اولے برسے، سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اولے کھانا شروع کر دیئے، جبکہ وہ روزے دار بھی تھے، کسی نے کہا: کیا تم روزے کی حالت میں یہ اولے کھاتے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ تو برکت ہیں۔

فوائد: ...... یہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے، اولے کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(١٠٢٥٥)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الشِّتَاءُ رَبِيْعُ الْمُؤْمِنِ۔)) (مسند احمد: ١١٧٣٩)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسم سرما، مومن کے لیے بہار ہے۔''

فوائد: ...... عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ۔)) ...... ''سردیوں کے روزے مفت کی غنیمت ہیں۔'' (ابن ابی شیبہ: ٢/ ١٨١، بیھقی: ٤/ ٤٩٦، صحیحہ: ١٩٢٢)

(١٠٢٥٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٩٨ (انظر: ١٢٣٦٥)

(١٠٢٥٤) تخريج: اسناده صحيح أخرجه البزار: ١٠٢٢، وابويعلى: ١٤٢٤، ٣٩٩٩ (انظر: ١٣٩٧١)

(١٠٢٥٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ولضعف دراج في روايته عن ابي الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٣٨٦، والبيهقي: ٤/ ٢٩٧ (انظر: ١١٧١٦)

حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ دن چھوٹے ہوتے ہیں اور پیاس کا کوئی تصور نہیں ہوتا، ایسے میں مسلمان کو مالِ غنیمت اکٹھا کر لینا چاہیے۔

(۱۰۲۵٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ السَّنَةَ لَيْسَ بِأَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْهَا مَطَرٌ، وَلٰكِنَّ السَّنَةَ أَنْ تُمْطِرَنَا السَّمَاءُ وَلَا تُنْبِتَ الْأَرْضُ۔)) (مسند احمد: ۸٤۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک قحط سالی یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو، بلکہ قحط سالی تو یہ ہے کہ آسمان بارش برسائے، لیکن زمین کچھ نہ اگائے۔''

فوائد:...... اس کا سبب نافرمانیوں کی کثرت اور ان کی پروانہ کرنا ہوگی۔

بارش کا نہ ہونا بھی قحط سالی ہے، جیسا کہ دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے، لیکن یہ قحط سالی کی خطرناک صورت ہے کہ بارش بھی ہو رہی ہو، لیکن زمین کچھ نہ اگا رہی ہو۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَلْقِ الْمَلَائِكَةِ
فرشتوں کی تخلیق کا بیان

(۱۰۲۵۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَتِ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۰۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتوں کو نور سے اور جنوں کو آگ کے دہکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا، جس کو تمہارے لیے واضح کیا جا چکا ہے۔''

فوائد:...... یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں درج ذیل حدیث کے باطل ہونے کا اشارہ دیا گیا، جو لوگوں کے ہاں بڑی مشہور ہے: ((أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ۔)) ...... ''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔''

کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، نہ کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو۔ آپ متنبہ رہیں اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیں۔ (صحیحہ: ۴۵۸)

(۱۰۲۵۸)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱۰۲۵٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۰٤ (انظر: ۸۵۱۱)

(۱۰۲۵۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۹٦ (انظر: ۲۵۱۹٤)

(۱۰۲۵۸) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤۱۹۰ (انظر: ۲۱۵۱٦)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ، اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ، اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، لَوْ عَلِمْتُمْ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَلَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ، وَلَخَرَجْتُمْ عَلَى، اَوْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔)) قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ شَجَرَةٌ تُعْضَدُ۔ (مسند احمد: ۲۱۸۴۸)

فرمایا: ''بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔ (سنو!) آسمان چرچراتا ہے اور اسے چرچرانا ہی زیب دیتا ہے، کیونکہ وہاں چار انگلیوں کے بقدر بھی جگہ خالی نہیں ہے، ہر جگہ فرشتے سجدہ ریز ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسنا کم کر دو، رونا زیادہ کر دو، بچھونوں پر اپنی بیویوں سے لذتیں اٹھانا ترک کر دو اور (اللہ کی طرف) گڑگڑاتے ہوئے گھاٹیوں کی طرف نکل جاؤ۔'' سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا، جسے کاٹ دیا جاتا۔

فوائد: ......اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، نافرمانوں پر انتقامی کاروائیوں اور موت کے وقت کے اور قبر و قیامت کے ہولناک مناظر اور سخت مناقشوں کا جو علم آپ ﷺ کو تھا، کسی امتی کو اس کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر ان حالات و واقعات کو مدنظر رکھا جائے تو مسلمان پر لرزہ طاری ہو جائے اور وہ اپنے حسنِ خاتمہ کے بارے میں سسکیاں بھرنا شروع کر دے۔ شریعتِ اسلامیہ میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے، کثرت سے اس کی عبادت کی جائے۔ اور گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

(۱۰۲۵۹)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ، فَاِذَا مُوْسٰی علیہ السلام رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، فَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ علیہ السلام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ شُبْهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ نَفْسَهُ، وَرَاَيْتُ جِبْرِيْلَ علیہ السلام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ شَبْهًا دِحْيَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۶۴۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، موسیٰ علیہ السلام معتدل وجود کے آدمی تھے، وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگتے تھے، میں نے عیسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ عروہ بن مسعود کے زیادہ مشابہ لگتے تھے، میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ تمہارے اپنے ساتھی سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، اس سے آپ ﷺ اپنی ذات مراد لے رہے تھے، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، وہ دحیہ کے زیادہ مشابہ لگتے تھے۔''

فوائد: ......حضرت جبریل علیہ السلام کی اپنی خاص شکل تھی، جب وہ انسانی روپ میں آتے تھے تو دحیہ کے مشابہ لگتے تھے۔

(۱۰۲۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۷ (انظر: ۱۴۵۸۹)

(١٠٢٦٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، كُلٌّ مِنْهَا قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ، يَسْقُطُ مِنْ جَنَاحِهِ مِنَ التَّهَاوِيْلِ وَالدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ مَااللّٰهُ اَعْلَمُ بِهِ۔ (مسند احمد: ٣٧٤٨)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے، ان میں سے ہر پر نے افق کو پُر کر رکھا تھا، ان کے پروں سے مختلف رنگوں کی چیزیں، موتی اور یاقوت گر رہے تھے، جن کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

(١٠٢٦١)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ لَمْ يَرَ جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ، (اَمَّا مَرَّةً) فَاِنَّهُ سَاَلَهُ اَنْ يُرِيَهُ نَفْسَهُ فِيْ صُوْرَتِهِ فَاَرَاهُ صُوْرَتَهُ فَسَدَّ الْاُفُقَ، (وَاَمَّا الْاُخْرٰى) فَاِنَّهُ صَعِدَ مَعَهُ حِيْنَ صَعِدَ بِهِ وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهِ مَا اَوْحٰى﴾ قَالَ: فَلَمَّا اَحَسَّ جِبْرِيْلُ رَبَّهُ عَادَ فِيْ صُوْرَتِهِ وَسَجَدَ، فَقَوْلُهُ: ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ قَالَ: خَلْقَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (مسند احمد: ٣٨٦٤)

سیدنا عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ محمد ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دو بار دیکھا، ایک بار اس وقت جب آپ ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو اپنی اصلی صورت دکھائے، پس انھوں نے اپنی اصلی شکل دکھائی اور افق کو بھر دیا، دوسری مرتبہ اس وقت جب آپ ﷺ ان کے ساتھ چڑھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا، پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا، پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا، بلکہ اس سے بھی کم، پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔'' پس جب حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے ربّ کو محسوس کیا تو اپنی اصلی شکل میں آ کر سجدہ کیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا، سدرۃ المنتہی کے پاس، اسی کے پاس جنۃ الماوی ہے، جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی، وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی، یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔'' اس نے کہا: یہ جبریل علیہ السلام کی تخلیق ہے۔

(١٠٢٦٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ یہودی لوگ

(١٠٢٦٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي، وقوله "له ست مائة جناح" ثابت باسناد صحيح (انظر: ٣٧٤٨)

(١٠٢٦١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال اسحاق بن ابي الكهتلة، وللشك في وصله عن ابن مسعود (انظر: ٣٨٦٤)

(١٠٢٦٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٣١١٧ (انظر: ٢٤٨٣)

جَاءَتْ يَهُوْدُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ مَلَكٌ يَأْتِيْهِ بِالْخَيْرِ، فَأَخْبِرْنَا مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: ((جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالُوْا: جِبْرِيْلُ ذَاكَ الَّذِيْ يَنْزِلُ بِالْحَرْبِ، وَالْقِتَالِ، وَالْعَذَابِ، عَدُوُّنَا، لَوْ قُلْتَ مِيْكَائِيْلُ الَّذِيْ يَنْزِلُ بِالرَّحْمَةِ وَالنَّبَاتِ وَالْقَطْرِ لَكَانَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيْلَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٣)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہر نبی کا ایک فرشتہ ہوتا ہے، جو اس کے پاس خیر لاتا ہے، آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے پاس آنے والا فرشتہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام ہے۔'' انھوں نے کہا: جبریل، یہ تو لڑائی، قتال اور عذاب کے ساتھ نازل ہونے والا ہمارا دشمن فرشتہ ہے، اگر آپ نے میکائیل کا نام لیا ہوتا تو تب بات بنتی، وہ رحمت، انگوری اور بارش کے ساتھ نازل ہوتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ...... ''آپ کہہ دیجئے کہ جو جبریل کا دشمن ہے تو یقیناً اس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے، جو پیغام ان کے پاس کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ٩٧)

فوائد: ...... امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ جب یہودیوں نے جبرائیل علیہ السلام کو پنا دشمن اور میکائیل علیہ السلام کو اپنا دوست بتایا تھا تو اس وقت ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میکائیل سے دوستی ہو اور جبریل سے دشمنی، اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات، فرشتوں اور رسولوں کی دوستی یا دشمنی کو ایک قرار دیتے ہوئے اس سے اگلی آیت میں فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔﴾ ...... ''جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ٩٨)

(١٠٢٦٣)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَاحِبَ الصُّوْرِ فَقَالَ: ((عَنْ يَمِيْنِهِ جِبْرِيْلُ، وَعَنْ يَسَارِهِ مِيْكَائِيْلُ علیہما السلام ۔)) (مسند احمد: ١١٠٨٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صور پھونکنے والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کی دائیں جانب جبریل علیہ السلام ہے اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام۔''

(١٠٢٦٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عطية العوفي، أخرجه ابوداود: ٣٩٩٩ (انظر: ١١٠٦٩)

(۱۰۲٦٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((مَالِی لَمْ اَرَ مِيْكَائِيْلَ ضَاحِكًا قَطُّ؟)) قَالَ: مَا ضَحِكَ مِيْكَائِيْلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۷٦)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟'' انھوں نے کہا: اس وقت سے میکائیل نہیں ہنسے، جب سے جہنم کی آگ کو پیدا کیا گیا۔

فوائد:...... میکائیل جہنم کی آگ کی وجہ سے اتنی دہشت میں ہے کہ ان کے چہرے سے مسکرانے اور ہنسنے کے آثار مٹ گئے۔

(۱۰۲٦٥)۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَصْلِحِی لَنَا الْمَجْلِسَ، فَاِنَّهُ يَنْزِلُ مَلَكٌ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ اِلَيْهَا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۷۱)

سیدنا ام سلمہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''میری بیٹھک کو درست کر دے، کیونکہ زمین کی طرف وہ فرشتہ نازل ہونے والا ہے، جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔''

(۱۰۲٦٦)۔ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَا يَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى، وَنَسَبَهُ اِلٰى اَبِيْهِ۔)) قَالَ: وَ ذَكَرَ اَنَّهُ اُسْرِیَ بِهِ، وَاَنَّهُ رَاٰی مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ، آدَمَ طُوَالًا، كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَ ذَكَرَ اَنَّهُ رَاٰی عِيْسٰی مَرْبُوْعًا اِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ، جَعْدًا، وَ ذَكَرَ اَنَّهُ رَاٰی الدَّجَّالَ، وَمَالِكًا خَازِنَ النَّارِ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۹)

ابو عالیہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کے چچا زاد (سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ) نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ وہ یونس بن متی سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس چیز کا ذکر کیا کہ آپ ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ نے موسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوءہ قبیلے کے فرد تھے، پھر عیسی علیہ السلام کا ذکر کیا کہ وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کا جسم بھرا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے دجال اور جہنم کے داروغے مالک کو دیکھا۔

فوائد:...... جہنم کے داروغے کا نام مالک ہے، اسی مناسبت سے یہ حدیث ذکر کی گئی۔

(۱۰۲٦٤) تخريج: صحيح، قاله الالبانی (انظر: ۱۳۳۷٦)

(۱۰۲٦٥) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الشيخ من المدينة الذی روی عن ام سلمة، سيّار بن حاتم مختلف فيه (انظر: ۲۷۵۳٦)

(۱۰۲٦٦) تخريج: اسناده صحيح علی شرط الشيخين (انظر: ۳۱۷۹)

(١٠٢٦٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَ اِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحُنُوْطٌ مِنْ حُنُوْطِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهِ فَيَقُوْلُ: اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ، قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِيْ ذٰلِكَ الْحُنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ، قَالَ: فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْا: مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَائِهِ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا اِلَى السَّمَاءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ،

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بندہ جب دنیا سے آخرت کی طرف جانے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کے چہرے سورج کی طرح سفید ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے، وہ تا حد نگاہ اس آدمی کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے: اے پاکیزہ نفس! نکل اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف، پس اس طرح بہہ کر نکلتی ہے، جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ بہتا ہے، پس وہ اس کو پکڑ لیتا ہے، جب وہ اس کو پکڑتا ہے تو دوسرے فرشتے آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی اس کو اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے، وہ خود اس کو پکڑ لیتے ہیں اور اس کفن اور خوشبو میں رکھ دیتے ہیں، اس سے روئے زمین پر پائی جانے والی سب سے بہترین کستوری کے جھونکے کی طرح خوشبو آتی ہے، پس وہ فرشتے اس روح کو لے کر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کون سی ہے؟ وہ کہتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے، وہ اس کو بہترین نام کے ساتھ یاد کرتے ہیں، جس کے ساتھ وہ دنیا میں اس کو موسوم کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ اس کو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کرتے ہیں، پس ان کے لیے دروزہ کھول دیا جاتا ہے، ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کو الوداع کرنے کے لیے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں، یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا

(١٠٢٦٧) تخريج: اسناده صحيح ، أخرجه ابوداود: ٣٢١٢، ٤٧٥٣ ، وأخرجه مختصرا النسائي: ٤/ ٧٨، وابن ماجه: ١٥٤٩ (انظر: ١٨٥٣٤)

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاَعِيْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ فَاِنِّيْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا اُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا اُخْرِجُهُمْ تَارَةً اُخْرٰى، قَالَ: فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِهِ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ، فَيَقُوْلَانِ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ۔)) الحديث (مسند احمد: ۱۸۷۳۳)

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کی کتاب کو علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو، کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا، اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ ان کو نکالوں گا، پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اس کے پس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر کہتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ ہے، وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔''

فوائد: …… یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے، مسلمان کو چاہیے کہ وہ نیک بنے تا کہ موت کے وقت رحمت والے فرشتے اس کی روح کو وصول کریں اور اس کا استقبال کریں۔

(۱۰۲۶۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ: فَتَصْعَدُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ، قَالَ: وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَيَصْعَدُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔)) قَالَ سُلَيْمَانُ (يَعْنِي الْاَعْمَشَ اَحَدَ الرُّوَاةِ): وَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَدْ قَالَ فِيْهِ: ((فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔)) (مسند احمد: ۹۱۴۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کے فرشتے نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ نمازِ فجر میں جمع ہوتے ہیں تو رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، پھر جب عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں تو دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، پس ان کا ربّ ان سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اب جب ہم ان کو چھوڑ کر آئے تو پھر بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے، پس تو ان کو جزا کے دن بخش دینا۔''

فوائد: …… ''کِرَامًا کَاتِبِیْن'' یعنی نیکیاں اور برائیاں لکھنے والے فرشتے، فجر اور عصر کی نمازوں میں ان کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں، ان دونوں نمازوں میں یہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر بندے کی نماز کی

(۱۰۲۶۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۵۵، ۷۴۲۹، ۷۴۸۶، ومسلم: ۶۳۲ (انظر: ۹۱۵۱)

شہادت دیتے ہیں، وہ لوگ کتنے بد بخت ہیں، جن کے بارے میں بارگاہِ عالیہ میں یہ شہادت دی جاتی ہوگی کہ وہ نماز سے غیر حاضر تھے اور فلاں فلاں دنیوی کام میں پڑے ہوئے تھے۔

(۱۰۲۶۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ، اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِيْنُهُ مِنَ الْجِنِّ، وَقَرِيْنُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔)) قَالُوْا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَإِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِحَقٍّ۔)) (مسند احمد: ۳٦٤۸)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ جنوں میں سے ایک ساتھی اور فرشتوں میں سے ایک ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری نصرت کی، پس وہ مجھے صرف حق کا ہی حکم دیتا ہے۔''

فوائد: ...... فرشتہ نیکی پر آمادہ کرتا ہے اور شیطان برائی پر ابھارتا ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت کا بیان بھی ہے۔

(۱۰۲۷۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ، أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((اِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا اَهْبَطَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى الْاَرْضِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: اَيْ رَبِّ! ﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ قَالُوْا: رَبَّنَا نَحْنُ اَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمَلَائِكَةِ: هَلُمُّوْا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، حَتّٰى يُهْبَطَ بِهِمَا اِلَى الْاَرْضِ، فَنَنْظُرُ كَيْفَ يَعْمَلَانِ، قَالُوْا: رَبَّنَا هَارُوْتُ وَمَارُوْتُ، فَاُهْبِطَا اِلَى الْاَرْضِ، وَمُثِّلَتْ لَهُمَا الزُّهَرَةُ بِامْرَاَةٍ مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا تو فرشتوں نے کہا: ''کیا تو اس زمین میں اس کو آباد کرے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا، جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا: بیشک میں وہ کچھ جانتا ہوں، جو تم نہیں جانتے۔'' فرشتوں نے کہا: اے ہمارے ربّ! ہم بنو آدم کی بہ نسبت تیری زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا: تم دو فرشتے پیش کرو، تاکہ ان کو زمین پر اتار کر دیکھا جا سکے کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں، انھوں نے کہا: اے ہمارے ربّ! یہ ہاروت اور ماروت ہیں، پس ان دو فرشتوں کو زمین کی طرف اتارا گیا اور انسانیت میں سے ایک انتہائی

(۱۰۲٦۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۱٤ (انظر: ۳٦٤۸)

(۱۰۲۷۰) تخريج: اسناده ضعيف ومتنه باطل، موسى بن جبير الانصارى المدنى لايعرف حاله، زهير بن محمد الخراسانى، قال ابو حاتم: محله الصدق وفى حفظه سوء، والصحيح ان هذا الحديث لا تصح نسبته الى النبى ﷺ، وانما هو من قصص كعب الاحبار، أخرجه ابن حبان: ٦١٨٦، والبزار: ۲۹۳۸ (انظر: ٦١٧٨)

اَحْسَنِ الْبَشَرِ، فَجَاءَ تْهُمَا، فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا، فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، حَتّٰى تَكَلَّمَا بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ مِنَ الْإِشْرَاكِ، فَقَالَا: وَاللّٰهِ! لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ اَبَدًا، فَذَهَبَتْ عَنْهُمَا، ثُمَّ رَجَعَتْ بِصَبِيٍّ تَحْمِلُهُ، فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا، قَالَتْ: لَا، وَاللّٰهِ، حَتّٰى تَقْتُلَا هٰذَا الصَّبِيَّ، فَقَالَا: وَاللّٰهِ! لَا نَقْتُلُهُ اَبَدًا، فَذَهَبَتْ، ثُمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحِ خَمْرٍ تَحْمِلُهُ، فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا، قَالَتْ: لَا، وَاللّٰهِ! حَتّٰى تَشْرَبَا هٰذَا الْخَمْرَ، فَشَرِبَا فَسَكِرَا، فَوَقَعَا عَلَيْهَا، وَقَتَلَا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا اَفَاقَا قَالَتِ الْمَرْاَةُ: وَاللّٰهِ! مَا تَرَكْتُمَا شَيْئًا مِمَّا اَبَيْتُمَا عَلَيَّ اِلَّا قَدْ فَعَلْتُمَا حِيْنَ سَكِرْتُمَا، فَخُيِّرَا بَيْنَ عَذَابِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَاخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ٦١٧٨)

خوبصورت عورت کی شبیہ ان کے سامنے پیش کی گئی، انھوں نے اس سے اس کے نفس کا مطالبہ کیا، لیکن اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک تم شرکیہ بات نہیں کرو گے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم ہے، ہم کبھی بھی شرک تو نہیں کریں گے، پس وہ چلی گئی اور ایک بچہ لے کر پھر آ گئی، انھوں نے پھر اس سے بدکاری کا مطالبہ کیا، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! جب تک تم اس بچے کو قتل نہیں کرو گے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اس کو قتل تو نہیں کریں گے، پس وہ چلی گئی اور شراب کا ایک پیالہ لے کر دوبارہ آ گئی، ان فرشتوں نے پھر اس سے اس کے نفس کا سوال کیا، لیکن اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! جب تک تم یہ شراب نہیں پیو گے، پس انھوں نے وہ شراب پی لی، جب اس سے ان کو نشہ آیا تو انھوں نے اس خاتون سے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا، پھر جب ان کو افاقہ ہوا، تو اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم ہے، جس جس چیز کا تم نے انکار کیا تھا، نشے کی حالت میں تم نے ان کا ارتکاب کر لیا، پھر اس جرم کی سزا میں ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا، پس انھوں نے دنیا کا عذاب پسند کر لیا۔''

فوائد: ...... بہرحال اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا ادراک نہیں کیا جا سکتا ہے، کسی مخلوق کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار و رموز کو سمجھ سکے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ۔﴾ ...... ''اس سے نہیں پوچھا جاتا اس کے متعلق جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاتا ہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۲۳)

(١٠٢٧١)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ فُضُلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا اِلٰى بُغْيَتِكُمْ، فَيَجِيْئُوْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے زمین میں چلنے پھرنے والے فرشتے ہوتے ہیں، جب وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: آؤ اپنے مقصود کی طرف، پس وہ آ جاتے ہیں

(١٠٢٧١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ٣٦٠٠ (انظر: ٧٤٢٤)

فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ يَصْنَعُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَ يَذْكُرُوْنَكَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْكَ لَكَانُوْا اَشَدَّ تَحْمِيْدًا وَتَمْجِيْدًا وَ ذِكْرًا، فَيَقُوْلُ: فَاَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ، فَيَقُوْلُ: وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: فَاِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۴۱۸)

اور ان لوگوں کو آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان سے پوچھتا ہے: تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے؟ وہ کہتے ہیں: ہم ان کو اس حال میں چھوڑ کر آئے کہ وہ تیری تعریف کر رہے تھے، تیری بزرگی بیان کر رہے تھے اور تیرا ذکر کر رہے تھے، وہ کہتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی نہیں، وہ کہتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیسا ہوگا؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو کثرت سے تیری تعریف اور بزرگی بیان کریں گے اور زیادہ ذکر کریں گے، وہ کہتا ہے: اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کس چیز کا سوال کرتے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جی وہ جنت کا سوال کرتے تھے، وہ کہتا ہے: کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی نہیں دیکھا، وہ کہتا ہے: اگر وہ دیکھ لیں تو؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ دیکھ لیں تو ان کی حرص بڑھ جائے گی اور وہ اس کا زیادہ مطالبہ کریں گے، وہ کہتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جی آگ سے، وہ کہتا ہے: کیا انھوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی نہیں، وہ کہتا ہے: اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو وہ اس سے دور بھاگنے میں اور اس سے ڈرنے میں زیادہ ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے: بیشک میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے، وہ کہتے ہیں: ان میں فلاں آدمی تو خطاکار تھا، اس کا ارادہ ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں تھا، وہ تو اپنے کسی کام کی غرض سے آیا تھا، وہ کہتا ہے: یہ (ایک جگہ پر بیٹھنے والے) وہ لوگ ہیں، ان کے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہو سکتا۔''

فوائد: ...... یہ رحمت کے فرشتے زمین میں گشت کر کے ذکر والی مجالس کو تلاش کرتے ہیں، یہ فرشتے ان کے علاوہ ہیں، جو نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي خَلْقِ الْجِنِّ وَاُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ
جنوں کی تخلیق اور ان سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

(١٠٢٧٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَتِ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٠٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں کو نور سے اور جنوں کو آگ کے دہکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا، جس کو تمہارے لیے واضح کیا جا چکا ہے (یعنی مٹی سے پیدا کیا گیا)۔''

(١٠٢٧٣)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فِي الْبَحْرِ) ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: وَيَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَهْلِهِ۔)) قَالَ: ((فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ (اَوْ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ) وَ يَقُوْلُ: نِعْمَ اَنْتَ۔)) قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ مَرَّةً: فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ١٤٤٣٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ابلیس اپنا تخت پانی یا سمندر پر رکھتا ہے اور پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے، ان میں مرتبے کے اعتبار سے اس کا سب سے زیادہ قریبی وہ ہوتا ہے، جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے، ایک آ کر کہتا ہے: میں نے یہ یہ کاروائی کی ہے، لیکن ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کچھ نہیں کیا، ایک آ کر کہتا ہے: میں نے اس کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی، پس ابلیس اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور اس کو گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے: کیا خوب ہے تو (تو نے تو کمال کر دیا ہے)۔''

فوائد:...... ابلیس کی فکر یہ ہے کہ زمین میں شرّ و معصیت عام ہو جائے، وہ اس مقصد کے لیے ہر وقت کوشاں ہے۔

(١٠٢٧٤)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِابْنِ صَائِدٍ: ((مَا تَرٰى؟)) قَالَ: اَرٰى عَرْشًا عَلَى الْبَحْرِ حَوْلَهُ الْحَيَّاتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرٰى عَرْشَ اِبْلِيْسَ۔)) (مسند احمد: ١١٩٤٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد سے فرمایا: ''تو کیا کچھ دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں سمندر پر ایک تخت دیکھتا ہوں، اس کے ارد گرد سانپ ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ابلیس کا تخت دیکھتا ہے۔''

(١٠٢٧٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٩٦ (انظر: ٢٥١٩٤)

(١٠٢٧٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨١٣ (انظر: ١٤٣٧٧)

(١٠٢٧٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، أخرجه ابويعلى: ١٣١٦ (انظر: ١١٩٢٦)

فوائد:......اس موضوع کی درج ذیل روایت صحیح ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَقِيَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟)) فَقَالَ هُوَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ، مَا تَرَى؟)) قَالَ: أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، وَمَا تَرَى؟)) قَالَ: أَرَى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا أَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لُبِسَ عَلَيْهِ دَعُوهُ۔)) ......رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے کسی راستے میں ابن صیاد کو ملے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے آگے سے کہا: کیا آپ یہ شہادت دیتے ہیں کہ میں (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اللہ تعالی، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لایا ہوں، اچھا یہ بتلا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو سمندر پر ابلیس کا عرش دیکھتا ہے، اچھا مزید کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں دو سچوں اور ایک جھوٹے یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے، اس کو چھوڑ دو۔'' (صحیح مسلم: ۲۹۲۵)

(۱۰۲۷۵)۔ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بَأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: أَتُسْلِمُ وَ تَذَرُ دِيْنَكَ وَ دِيْنَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيْكَ؟ قَالَ: فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: أَتُهَاجِرُ وَ تَذَرُ أَرْضَكَ وَسَمَائَكَ؟ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ، قَالَ: فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ لَهُ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَ يُقَسَّمُ الْمَالُ، قَالَ: فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ۔)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَمَنْ

سیدنا سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ابن آدم کے راستوں پر بیٹھ جاتا ہے، پس وہ اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے اور اس کو کہتا ہے: کیا تو مسلمان ہو جائے گا اور اپنا اور اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ دے گا؟ لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ ہجرت کی راہ پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے: کیا تو ہجرت کر جائے گا اور اپنے آسمان و زمین یعنی اپنے علاقے کو چھوڑ دے گا؟ اور مہاجر کی مثال تو رسی کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کی سی ہے، لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے ہجرت کر جاتا ہے، پھر وہ اس کے لیے جہاد کے راستے میں بیٹھ کر اس سے کہتا ہے: اس راہ میں نفس کی مشقت بھی ہے اور مال بھی خرچ ہو جاتا ہے، کیا تو اب قتال کرنے لگا ہے، تجھے تو قتل کر دیا جائے گا اور تیری بیوی سے نکاح کر لیا جائے گا اور تیرے

(۱۰۲۷۵) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه النسائی: ٦/ ٢١ (انظر: ١٥٩٥٨)

فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَاِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٥٤)

مال کو تقسیم کر دیا جائے گا؟ لیکن وہ اس کی رائے کو ٹھکرا کر جہاد کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس عمل کے لیے نکل پڑا اور پھر وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، یا وہ شہید ہو گیا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، یا وہ پانی میں ڈوب ہو گیا تو پھر اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، یا جانور نے اس کی گردن توڑ دی تو پھر بھی اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے۔''

فوائد: ...... جب بھی اطاعت کا کام کرتے ہوئے یا برائی کو ترک کرتے ہوئے مسلمان میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو وہ اس کو شیطان کی کوشش کا نتیجہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی منشا پوری کرے۔

(١٠٢٧٦)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يُعْبَدَ بِاَرْضِكُمْ هٰذِهِ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ رَضِیَ مِنْكُمْ بِمَا تَحْقِرُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٨٧٩٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمھاری (جزیرۂ عرب کی) سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ تم سے ایسے (گناہ کروا کے) راضی ہو جائے گا، جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو۔''

(١٠٢٧٧)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِیْ حَدِيْثِهٖ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ، وَلٰكِنْ فِی التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٤١٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی (یعنی مسلمان) اس کی عبادت کریں، لیکن وہ انھیں (لڑائی، جھگڑے اور جنگ و جدل کے) فساد پر آمادہ کرتا رہے گا۔''

فوائد: ......بعض شارحین نے کہا: حدیثِ مبارکہ کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں کوئی مؤمن مرتد ہو کر بتوں کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دے اور اپنے شرک کی طرف پلٹ جائے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیلمہ کے اصحاب اور مانعینِ زکوۃ وغیرہ مرتد ہو گئے تھے، تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ انھوں نے کسی بت کی عبادت نہیں کی تھی۔ لیکن ملا علی قاری نے کہا: اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ شیطان کی دعوت

(١٠٢٧٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البيهقي في "الشعب": ٧٢٦٤ (انظر: ٨٨١٠)
(١٠٢٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨١٢ (انظر: ١٤٣٦٦)

عام ہے، جو کفر کی تمام انواع پر مشتمل ہے اور صرف بتوں کی عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس مفہوم پر محمول کیا جائے کہ نمازی لوگ نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ شیطان کی عبادت نہیں کریں گے، جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کیا تھا۔ (دیکھیں: تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۱۲۷)

اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے شیطان جزیرۂ عرب میں غالب تھا اور شرک و بدعت عام تھے، دوبارہ وہ اس طرح کا غلبہ نہیں پا سکے گا۔

(۱۰۲۷۸)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُرْسِلُوْا فَوَاشِیَكُمْ وَ صِبْیَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ، حَتّٰی تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّ الشَّیْطَانَ یُبْعَثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ، حَتّٰی تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۳۹٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے مویشیوں اور بچوں کو باہر نہ بھیجا کرو، یہاں تک کہ رات کا ابتدائی اندھیرا ختم ہو جائے، کیونکہ غروب آفتاب کے بعد شیطانوں کو بھیجا جاتا ہے، یہاں تک کہ رات کا ابتدائی اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ......اس میں بچوں کی روحانی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے، جو والدین کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، لیکن آج کل ہر باپ کا ہدف عصری تعلیم کا حصول ہے، والدین اور خاندانوں کے سربراہان بچوں کی روحانی تربیت سے غافل ہیں۔ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر اذکار، سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں، کھانے پینے کے آداب اور حسن اخلاق کے سلسلے میں ان کی کوئی نگرانی نہیں کی جاتی۔ ایسے والدین تو عنقا بن چکے ہیں جو کہیں کہ بیٹا! پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھو، بیٹھ کر پیو، دائیں ہاتھ سے پیو، تین سانس لو اور برتن کے اندر سانس نہ لو، کیونکہ یہ ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ بس ہر ایک باپ کی یہی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تہذیبِ نو اور جدّت پرستی میں ڈھلا ہوا ہو، جدید علوم و معارف سے آراستہ ہو، اعلی عہدے پر فائز ہو، کم سنی میں ہی انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام! آپ کی تمناؤں میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر یہی خواہشات بچوں کا مقصودِ زندگی بنا دی جائیں تو کسی پہلو میں خیر نہیں رہتی۔

نیز اس حدیث کا اہم تقاضا یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت بچوں کو گھر میں بحفاظت رکھا جائے، تاکہ وہ شیطانوں کے شرّ سے محفوظ رہ سکیں اور ان کی روح متأثر نہ ہو، لیکن آج کل دیکھا یہ گیا ہے کہ اس وقت بچے گلیوں، سڑکوں اور میدانوں میں کھیل رہے ہوتے ہیں، ممکن ہے کہ اس دور کے بچوں میں خیر و بھلائی کے معدوم ہونے کی یہی وجہ ہو۔

(۱۰۲۷۹)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات

(۱۰۲۷۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۱۳ (انظر: ۱٤۳٤۲)

(۱۰۲۷۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۱۵ (انظر: ۲٤۸٤۵)

عَـائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ حَـدَّثَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَـرَجَ مِـنْ عِـنْـدِهَا لَيْلًا، قَالَتْ: فَـغِـرْتُ عَـلَيْـهِ، قَـالَـتْ: فَجَاءَ فَرَاٰى مَا اَصْـنَـعُ، فَـقَـالَ: ((مَـا لَكِ يَـا عَـائِشَةُ! اَغِـرْتِ؟)) قَـالَتْ: وَ مَالِیْ اَنْ لَا يَغَارَ مِثْلِیْ عَـلٰـى مِثْـلِكَ، فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((اَفَـاَخَـذَكِ شَيْطَانُكِ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ! اَوَ مَـعِـیَ شَيْـطَانٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُـلْـتُ: وَ مَـعَ كُـلِّ اِنْسَانٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُـلْـتُ: وَمَـعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ وَلٰـكِـنَّ رَبِّـیْ عَـزَّوَجَلَّ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ حَتّٰی اَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٣٥٧)

کو اس کے پاس سے نکل گئے، مجھے بڑی غیرت آئی (کہ باری میری ہے، لیکن آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس چلے گئے ہیں)، اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور اس کو دیکھا، جو کچھ میں نے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کیا غیرت آ گئی ہے؟“ میں نے کہا: بھلا مجھ جیسی خاتون آپ جیسی شخصیت پر غیرت کیوں نہ کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیرا شیطان تجھ پر مسلط ہو گیا ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ میں نے کہا: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی بالکل، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری معاونت کی، یہاں تک کہ وہ مطیع ہو گیا۔“

(١٠٢٨٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَـدْ وُكِّلَ بِـهٖ قَـرِيْـنُهُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) قَالُوْا: وَاَنْـتَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ شیطان سے اس کا ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے۔“

(١٠٢٨١)۔ عَـنِ ابْـنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْـلُـهُ، وَ فِيْـهِ: ((وَلٰكِنَّ اللّٰـهَ اَعَـانَـنِـیْ عَـلَيْـهِ فَـلَا يَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِحَقٍّ۔)) (مسند احمد: ٣٦٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پھر اسی طرح کی روایت بیان کی، البتہ اس میں ہے: ”اور لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی، پس وہ مجھے صرف حق کا حکم دیتا ہے۔“

فوائد:...... یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا۔

(١٠٢٨٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٢٤٤٠، والطبرانی: ١٢٦٢٠ (انظر: ٢٣٢٣)
(١٠٢٨١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨١٤ (انظر: ٣٦٤٨)

(۱۰۲۸۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ۔)) قُلْنَا: وَمِنْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَمِنِّىْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِىْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ۱٤۳۷۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم ان عورتوں کے پاس نہ جایا کرو، جن کے خاوند موجود نہ ہوں، کیونکہ شیطان تم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔'' ہم لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شیطان آپ میں بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ میں بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے خلاف میری مدد کی ہے، پس وہ مطیع ہو گیا ہے۔''

فوائد: ......شیطان کا خون کی طرح گردش کرنا، اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے کہ وہ انسان کے بدن کے اندر اس طرح گردش کر سکتا ہے، یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ وسوسے ڈالتا ہے اور گمراہ کرنے کے لیے کئی اسباب اور طریقے استعمال کرتا ہے۔

(۱۰۲۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَّ عَلَيَّ الشَّيْطَانُ، فَاَخَذْتُهُ فَخَنَقْتُهُ، حَتّٰى لَاَجِدُ بَرْدَ لِسَانِهِ فِيْ يَدَيَّ، فَقَالَ: اَوْجَعْتَنِيْ، اَوْجَعْتَنِيْ۔)) (مسند احمد: ۳۹۲٦)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان میرے پاس سے گزرا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا گلا دبایا، یہاں تک کہ مجھے اپنے ہاتھ پر اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس ہوئی، اس نے مجھے کہا: آپ نے مجھے تکلیف دی ہے، آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔''

فوائد: ......لیکن اس مضمون کی درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيْسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ، فَمَازِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ: الإِبْهَامَ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِيْ سُلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ۔)) ......رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا کی اور وہ (ابوسعید) آپ کے پیچھے تھے، آپ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کا گلا گھونٹتا رہا، حتی کہ مجھے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اس کے لعاب کی

(۱۰۲۸۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مجالد بن سعید، وقد جمع مجالد فی ھذا المتن ثلاثة احادیث، وھی صحیحة بالشواھد، أخرجه الترمذی: ۱۱۷۲ (انظر: ۱٤۳۲٤)

(۱۰۲۸۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، ابو عبیدة لم یسمع من ابیه، أخرجه البیھقی: ۲/ ۲۱۹ (انظر: ۳۹۲٦)

ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اگر میرے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ اس حال میں صبح کرتا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ تم میں سے جس میں یہ استطاعت ہو کہ (دورانِ نماز) اس کے اور اس کے قبلہ کے مابین کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔'' (أحمد: ۳/۸۲، ورواہ ابوداود: ۶۹۹ مختصرا، صحیحہ: ۳۲۵۱)

اگر چہ نبی کریم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے، لیکن ابلیس اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور نتیجتًا ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹتا تھا۔

سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی: ﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ (سورۂ ص: ۳۵)...... ''اور (اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔''

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے سلیمان علیہ السلام کی رعایت کرتے ہوئے ابلیس کو چھوڑ دیا تھا، لیکن یہ بھی احتمال ہے سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت یہ ہو کہ وہ جو کام چاہتے جنوں سے کروا لیتے تھے۔ (فتح الباری)

(۱۰۲۸٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، فِي حَدِيْثِ الْإِسْرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَلَمَّا نَزَلْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، نَظَرْتُ أَسْفَلَ مِنِّي فَإِذَا بِرَهْجٍ وَدُخَانٍ وَأَصْوَاتٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذِهِ الشَّيَاطِيْنُ يَحُوْمُوْنَ عَلَى أَعْيُنِ بَنِي آدَمَ أَنْ لَا يَتَفَكَّرُوْا فِي مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَرَأَوُا الْعَجَائِبَ۔)) (مسند احمد: ۸٦۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسراء والی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میں آسمان دنیا کی طرف اترا تو دیکھا کہ میری نچلی طرف غبار، دھواں اور آوازیں تھیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ شیطان ہیں، جو بنو آدم کی آنکھوں کے سامنے منڈلا رہے ہیں، تاکہ وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہیوں میں غور و فکر نہ کر سکیں، اگر یہ نہ ہوتے تو وہ عجیب عجیب چیزیں دیکھتے۔''

(۱۰۲۸۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ، وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک سرکش جن گزشتہ رات میری نماز کو کاٹنے کے لیے اچانک میرے سامنے آیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قدرت عطا کی اور میں نے اس کو دھکا دیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کو

(۱۰۲۸٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید، وجھالة ابی الصلت، أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۳ (انظر: ۸٦٤۰)

(۱۰۲۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٦۱، ۳٤۲۳، ومسلم: ٥٤۱ (انظر: ۷۹٦۹)

جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ اَجْمَعُوْنَ، قَالَ: فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ﴾۔)) قَالَ: فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔ (مسند احمد: ٧٩٥٦)

مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں، تاکہ جب صبح ہو تو تم سارے افراد اس کو دیکھ سکو، لیکن پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی: ''اے میرے رب! مجھے ایسی بادشاہت عطا کر کہ میرے بعد وہ کسی کے لیے لائق نہ ہو۔'' پس آپ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا، اس حال میں کہ وہ ناکام تھا۔

فوائد:...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۲۸۳)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اِسْلَامِ طَائِفَةٍ مِنَ الْجِنِّ وَمُقَابَلَتِهِمْ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَ اسْتِمَاعِهِمُ الْقُرْآنَ مِنْهُ

جنوں کے ایک گروہ کے اسلام لانے، ان کے نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے اور آپ ﷺ سے قرآن سننے کا بیان

(١٠٢٨٦)۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، اَنَا دَاوُدُ وَ بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ الْمَعْنِيَ قَالَا، ثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ: هَلْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ اَحَدٌ؟ فَقَالَ: مَاصَحِبَهُ مِنَّا اَحَدٌ، وَلٰكِنْ قَدْ فَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُلْنَا: اغْتِيْلَ؟ اسْتُطِيْرَ؟ مَافَعَلَ؟ قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ اَوْ قَالَ: فِيْ السَّحَرِ اِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيْءُ مِنْ قَبْلِ حِرَاءَ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَكَرُوْا الَّذِيْ كَانُوْا فِيْهِ، فَقَالَ: اِنَّهُ اَتَانِيْ دَاعِيْ الْجِنِّ فَاَتَيْتُهُمْ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِمْ۔)) قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَاَرَانِيْ آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيْرَانِهِمْ۔ قَالَ: وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: سَاَلُوْهُ الزَّادَ (قَالَ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ: قَالَ عَامِرٌ: فَسَاَلُوْهُ

علقمہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا جنوں والی رات کو تم میں سے کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انھوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا، ہوا یوں کہ ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو گم پایا، ہم نے کہا: کیا آپ ﷺ کو مخفی انداز میں قتل کر دیا گیا ہے؟ کیا آپ ﷺ کو کہیں لے جایا گیا ہے؟ آخر ہوا کیا ہے؟ ہم نے انتہائی بدترین رات گزاری، جب صبح سے پہلے کا یا سحری کا وقت تھا تو ہم نے اچانک آپ ﷺ کو غارِ حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر ہم نے ساری بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنوں کا داعی میرے پاس آیا، اس لیے میں ان کے پاس چلا گیا اور ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔'' پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر گئے اور ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ وہ جزیرۂ عرب کے جنوں میں سے تھے اور انھوں نے اس رات کو اپنے زاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا،

(١٠٢٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٥٠ (انظر: ٤١٤٩)

لِيَلْتَسِئذِ الزَّادَ) وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ) فَقَالَ: ((كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ اَيْدِيْكُمْ اَوْفَرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ اَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ، فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔)) (مسند احمد: ٤١٤٩)

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر خوب گوشت دار ہڈی، جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، تمہارے ہاتھ لگے (وہ تمہارا زاد ہے) اور ہر مینگنی اور لید تمہارے چوپائیوں کا چارہ ہے، پس تم لوگ ان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو، کیونکہ یہ چیزیں تمہارے جن بھائیوں کا زاد ہیں۔''

فوائد: ...... ہر خوب گوشت دار ہڈی، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس ہڈی پر گوشت پیدا کر دیتا ہے، جو جنات کھاتے ہیں، باقی مینگنی اور لید کو مطلق طور پر جنوں کے چوپائیوں کی خوراک قرار دیا گیا۔

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَاَنَّهُ قَدْ اَتَانِيْ وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَاَلُوْنِيَ الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ اَنْ لَا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا۔)) ...... ''یہ دو چیزیں جنوں کے کھانے سے ہیں، میرے پاس نصیبین کے جنوں کا وفد آیا تھا، یہ بہترین جن تھے، اور انھوں نے مجھ سے زاد کے بارے میں سوال کیا، پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ جس ہڈی اور لید کے پاس سے گزریں، اس پر کھانا پائیں۔''

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہڈی، لید اور مینگنی، یہ چیزیں جنوں اور ان کے چوپائیوں کی خوراک نہیں ہیں، بلکہ ان کے اوپر ان کی خوراک پڑی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس خوراک کی کیا شکل ہوتی ہے اور وہ ان چیزوں سے کیسے مستفید ہوتے ہیں، ایک عالم کہا کرتے تھے کہ جن لطیف مخلوق ہیں، وہ ان چیزوں کو سونگ کر ان سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(١٠٢٨٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ وَفْدِ الْجِنِّ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَفَّسَ، فَقُلْتُ: مَاشَأْنُكَ؟ فَقَالَ: ((نُعِيَتْ اِلَيَّ نَفْسِيْ يَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ!۔)) (مسند احمد: ٤٢٩٤)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں جنوں کے وفد والی رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو آپ ﷺ نے لمبا سانس لیا، میں نے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن مسعود! میرے نفس کو موت کی اطلاع دی جا رہی ہے۔''

(١٠٢٨٧) تخريج: حديث شبه موضوع، ميناء الخراز متروك وكذبه ابو حاتم، أخرجه عبد الرزاق: ٢٠٦٤٦، والطبراني في "الكبير": ٩٩٧٠ (انظر: ٤٢٩٤)

(۱۰۲۸۸)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ خَطَّ حَوْلَهُ (اَیْ حَوْلَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ) فَكَانَ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ مِثْلُ سَوَادِ النَّخْلِ، وَقَالَ لِیْ: ((لَا تَبْرَحْ مَكَانَكَ۔)) فَاَقْرَاَهُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ فَلَمَّا رَاَى الزُّطَّ قَالَ: كَاَنَّهُمْ هٰؤُلَاءِ، وَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((اَمَعَكَ نَبِيْذٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَتَوَضَّاَ بِهِ۔ (مسند احمد: ٤٣٥٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں والی رات اس کے ارد گرد خط لگایا، جن کھجور کے سائے کی طرح اس کے پاس آتے تھے، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تم نے اپنی جگہ پر رہنا ہے۔“ پس آپ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھائی، جب آپ ﷺ نے زُط نسل دیکھی تو فرمایا: ”گویا کہ یہ وہی ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”تمہارے پاس پانی ہے؟“ میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس نبیذ ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے نبیذ سے وضو کیا۔

فوائد:......سوڈان اور ہند کی ایک جنس کا نام زُط ہے۔
نبیذ سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ مائے مطلق نہیں ہے۔ یہ روایت ضعیف ہے۔

(۱۰۲۸۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بِتُّ اللَّيْلَةَ اَقْرَاُ عَلَى الْجِنِّ رُفَقَاءَ بِالْحَجُوْنِ۔)) (مسند احمد: ٣٩٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اس طرح رات گزاری کہ حجون میں جنوں کی جماعت پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔“

(۱۰۲۹۰)۔ حَدَّثَنَا عَارِمٌ، وَعَفَّانُ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: قَالَ اَبِیْ: حَدَّثَنِیْ اَبُوْ تَمِيْمَةَ عَنْ عَمْرٍو لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ قَالَ: الْبِكَالِیُّ يُحَدِّثُهُ عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ عَمْرٌو: اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ: اِسْتَبْعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْتُ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَطَّ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بھی ساتھ چلنے کا تقاضا کیا، پس ہم چل پڑے، جب میں فلاں مقام پر پہنچا تو آپ ﷺ نے میرے لیے لکیر لگائی اور مجھے فرمایا: ”تو اس کے درمیان بیٹھ جا، تو نے اس سے باہر نہیں نکلنا، وگرنہ ہلاک ہو جائے گا۔“ پس میں اسی میں بیٹھا رہا، رسول اللہ ﷺ ایک کنکری کی پھینک پر یا اس سے کچھ زیادہ آگے چلے گئے، پھر جب آپ ﷺ نے ان

(۱۰۲۸۸) تخریج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، أخرجه الدارقطنى: ١/ ٧٧(انظر: ٤٣٥٣)

(۱۰۲۸۹) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عبيد الله بن عبد الله لم يسمع من عم ابيه عبد الله بن مسعود، أخرجه ابويعلى: ٥٠٦٢ (انظر: ٣٩٥٤)

(۱۰۲۹۰) تخريج: اسناده ضعيف، عمرو البكالى لم يثبت سماعه لهذا الحديث من ابن مسعود، أخرجه بنحوه الترمذى: ٢٨٦١(انظر: ٣٧٨٨)

لِیْ خِطَّةً فَقَالَ لِیْ: کُنْ بَیْنَ ظَهْرَیْ هٰذِهِ لَا تَخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ اِنْ خَرَجْتَ هَلَكْتَ، قَالَ: فَكُنْتُ فِيْهَا قَالَ: فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَذَفَةً اَوْ اَبْعَدَ شَيْئًا اَوْ كَمَا قَالَ: ثُمَّ اِنَّهُ ذَكَرَ هَنِيْنًا كَاَنَّهُمُ الزُّطُّ قَالَ عَفَّانُ (اَوْ كَمَا قَالَ عَفَّانُ): اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ وَلَا اَرٰى سَوْآتِهِمْ طِوَالًا قَلِيْلٌ لَحْمُهُمْ، قَالَ: فَاَتَوْا فَجَعَلُوْا يَرْكَبُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَجَعَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَجَعَلُوْا يَاْتُوْنِيْ فَيُخَيِّلُوْنَ حَوْلِيْ وَيَعْتَرِضُوْنَ لِيْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَاُرْعِبْتُ مِنْهُمْ رُعْبًا شَدِيْدًا، قَالَ: فَجَلَسْتُ (اَوْ كَمَا قَالَ) قَالَ: فَلَمَّا انْشَقَّ عَمُوْدُ الصُّبْحِ جَعَلُوْا يَذْهَبُوْنَ (اَوْ كَمَا قال) قَالَ: ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ثَقِيْلًا وَجِعًا اَوْ يَكَادُ اَنْ يَكُوْنَ وَجِعًا مِمَّا رَكِبُوْهُ، قَالَ: ((اِنِّیْ لَاَجِدُنِیْ ثَقِيْلًا)) اَوْ كَمَا قال، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهُ فِیْ حِجْرِیْ (اَوْ كَمَا قال) ثُمَّ اِنَّ هَنِيْنًا اَتَوْا، عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بِيْضٌ طِوَالٌ (اَوْ كَمَا قَالَ) وَقَدْ اَغْفٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَاُرْعِبْتُ اَشَدَّ مِمَّا اُرْعِبْتُ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ عَارِمٌ فِیْ حَدِيْثِهِ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَقَدْ اُعْطِیَ هٰذَا الْعَبْدُ خَيْرًا، اَوْ كَمَا قَالُوْا، اِنَّ عَيْنَيْهِ نَائِمَتَانِ اَوْ قَالَ: عَيْنُهُ اَوْ كَمَا قَالُوْا، وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ عَارِمٌ

جنوں کا ذکر کیا تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ زُط ہیں، ایک راوی کہتا ہے: اگر اللہ نے چاہا تو (ان کے بارے میں میرا یہ بیان درست ہوگا کہ) ان پر کپڑے نہیں تھے، لیکن ان کی شرمگاہیں بھی نظر نہ آئیں، وہ دراز قد اور کم گوشت تھے، پس وہ آپ پر سوار ہونا شروع ہوگئے، آپ ﷺ ان پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے، وہ جن میرے پاس بھی آتے، دل میں مختلف خیال ڈالتے اور میرے سامنے پیش آتے، میں ان سے بڑا خوفزدہ ہوگیا، پس میں بیٹھ گیا، جب صبح کی روشنی پھوٹنے لگی تو وہ چلے جانے لگے، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ بہت تھکے ہوئے اور تکلیف میں تھے، یا یوں کہیے کہ قریب تھا کہ آپ کو تکلیف شروع ہو جاتی، یہ سارا کچھ ان کے سوار ہونے کی وجہ سے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے آپ کو تھکا ہوا پاتا ہوں۔'' پس آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک میری گودی میں رکھا، پھر کچھ افراد آ گئے، انھوں نے سفید کپڑے زیبِ تن کیے ہوئے تھے اور دراز قد تھے، جبکہ آپ ﷺ سو گئے تھے، میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ گھبرا گیا تھا، ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: اس بندے یعنی آپ ﷺ کو خیر عطا کی گئی ہے، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے، آؤ اس کی ایک مثال بیان کرتے ہیں اور پھر اس کی تاویل کرتے ہیں، یا ان میں سے بعض نے کہا: ہم مثال بیان کرتے ہیں اور تم اس کی تاویل کرو گے، پھر بعض نے بعض سے کہا: اس کی مثال اس سردار کی مثال کی طرح ہے، جس نے قلعہ تعمیر کیا اور پھر لوگوں کو کھانے کے لیے بلا بھیجا، جو کھانے کے لیے نہ آیا، یا اس کی بات نہ مانی، اس نے اس کو سخت سزا دی، دوسروں نے تاویل کرتے ہوئے کہا: سردار سے مراد ربّ العالمین، قلعہ سے مراد اسلام اور کھانے سے مراد

وَعَفَّانُ: قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: هَلُمَّ فَلْنَضْرِبْ بِهِ مَثَلًا اَوْ كَمَا قَالُوْا، قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اِضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا وَنُؤَوِّلُ نَحْنُ اَوْ نَضْرِبُ نَحْنُ وَتُؤَوِّلُوْنَ اَنْتُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَثَلُهُ كَمَثَلِ سَيِّدٍ ابْتَنٰى بُنْيَانًا حَصِينًا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى النَّاسِ بِطَعَامٍ اَوْ كَمَا قَالَ، فَمَنْ لَمْ يَاْتِ طَعَامَهُ اَوْ قَالَ: لَمْ يَتَّبِعْهُ عَذَّبَهُ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ كَمَا قَالُوْا، قَالَ الْآخَرُوْنَ: اَمَّا السَّيِّدُ فَهُوَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ، وَاَمَّا الْبُنْيَانُ فَهُوَ الْإِسْلَامُ، وَالطَّعَامُ الْجَنَّةُ، وَهُوَ الدَّاعِيْ فَمَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ عَارِمٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: اَوْ كَمَا قَالُوْا، وَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْهُ عُذِّبَ اَوْ كَمَا قَالَ، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ: مَا رَاَيْتَ يَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: رَاَيْتُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا خَفِيَ عَلَيَّ مِمَّا قَالُوْا شَيْءٌ، قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ)) اَوْ قَالَ: ((هُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اَوْ كَمَا شَاءَ اللّٰهُ ـ)) (مسند احمد: ۳۷۸۸)

جنت ہے اور داعی آپ ﷺ خود ہیں، جس نے آپ کی پیروی کی، وہ جنت میں ہو گا اور جس نے آپ ﷺ کی اطاعت نہ کی، اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا: ''اے ابن ام عبد تو نے کیا کچھ دیکھا ہے؟'' سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ کچھ دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ انھوں نے کہا، اس میں سے کوئی چیز مجھ پر مخفی نہیں ہے، یہ فرشتوں کا ایک گروہ تھا۔''

(۱۰۲۹۱)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ، قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَلَمَّا كُنَّا بِالْعَرْجِ اِذَا نَحْنُ بِحَيَّةٍ تَضْطَرِبُ فَلَمْ تَلْبَثْ اَنْ مَاتَتْ، فَاَخْرَجَ لَهَا رَجُلٌ خِرْقَةً مِنْ عَيْبَتِهِ فَلَفَّهَا فِيْهَا وَدَفَنَهَا وَخَدَّ لَهَا فِي الْاَرْضِ، فَلَمَّا

صفوان بن معطل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ادائیگیٔ حج کے لیے روانہ ہوئے، جب ہم عرج مقام پر تھے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سانپ کپکپا رہا تھا اور پھر جلد ہی وہ مر گیا، ایک آدمی نے اپنے تھیلے سے ایک چیتھڑا نکالا، سانپ کو اس میں لپیٹا اور زمین میں گڑا کھود کر اس کو دفن کر دیا، جب ہم مکہ مکرمہ

(۱۰۲۹۱) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، عمر بن نبہان العبدی ضعیف، وسلام ابو عیسی مجہول، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۷۳۴۵، والحاکم: ۳/ ۵۱۹ (انظر: ۲۲۶۶۲)

أَتَيْنَا مَكَّةَ فَإِنَّا لَبِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِذَا وَقَفَ عَلَيْنَا شَخْصٌ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَاحِبُ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ؟ قُلْنَا: مَانَعْرِفُهُ، قَالَ: أَيُّكُمْ صَاحِبُ الْجَانِّ؟ قَالُوْا: هٰذَا، قَالَ: إِمَّا أَنَّهُ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، إِمَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ آخِرِ التِّسْعَةِ مَوْتًا الَّذِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۳۹)

پہنچے اور مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی ہمارے پاس کھڑا ہوا اور اس نے کہا: تم میں عمرو بن جابر کا ساتھی کون ہے؟ ہم نے کہا: جی ہم تو اس کو نہیں جانتے، اس نے کہا: تم میں جنوں والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ہے، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے، یہ جن ان نو جنوں میں سب سے آخر میں مرا ہے، جو قرآن مجید سننے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَلْقِ الْأَرْوَاحِ وَآدَمَ وَذُرِّيَّتِهِ

ارواح، آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی تخلیق کا بیان

(۱۰۲۹۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهُ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِيْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ أَخَذَ مِنْ نُوْرِهِ مَاشَاءَ، فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَصَابَ النُّوْرُ مَنْ شَاءَ أَنْ يُصِيْبَهُ وَأَخْطَأَ مَنْ شَاءَ، فَمَنْ أَصَابَهُ النُّوْرُ يَوْمَئِذٍ فَقَدِ اهْتَدٰى، وَمَنْ أَخْطَأَ يَوْمَئِذٍ ضَلَّ، فَلِذٰلِكَ قُلْتُ: جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔)) (مسند احمد: ٦٨٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، پھر ان کو اندھیرے میں رکھا اور اپنی مشیت کے مطابق اپنے نور میں سے کچھ حصہ لیا اور اس کو ان پر ڈال دیا، اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق وہ نور بعض افراد تک پہنچ گیا اور بعض تک نہ پہنچا، جس شخص کو اس دن وہ نور پہنچ گیا، وہ ہدایت پا گیا اور جو اس سے رہ گیا، وہ گمراہ ہوگیا۔'' اسی لیے میں عبداللہ کہتا ہوں: جو کچھ ہونے والا ہے، اس پر قلم خشک ہو چکا ہے۔

(۱۰۲۹۳)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَرْضِ جَاءَ مِنْهُمُ الْأَبْيَضُ، وَالْأَحْمَرُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالْخَبِيْثُ، وَالطَّيِّبُ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ،

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے ایک مٹھی بھری اور اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، یہی وجہ ہے کہ اولادِ آدم زمین کی مٹی کی نوعیت کے مطابق پیدا ہوئے ہیں، یعنی کوئی سفید ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی سیاہ ہے اور کسی کی رنگتیں ان کے درمیان درمیان ہیں اور کوئی خبیث ہے، کوئی پاکیزہ مزاج ہے،

(۱۰۲۹۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۲٦٤۲ (انظر: ٦٨٥٤)

(۱۰۲۹۳) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٦٩٣، والترمذي: ۲۹٥٥ (انظر: ۱۹٥٨۲)

وَ بَیْنَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۸۱۱)

کوئی نرم ہے، کوئی سخت ہے اور کوئی ان کے درمیان درمیان۔"

(۱۰۲۹۴)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَ مَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روحیں اکٹھا کیے گئے لشکر ہیں، جن جن کا وہاں تعارف ہوگیا، وہ مانوس ہو گئے اور جن کی آپس میں شناخت نہ ہو سکی، وہ مختلف ہو گئے۔"

فوائد: ......انسانی مزاجوں میں حیران کن فرق پایا جاتا ہے، ایک آدمی دوسرے پر جان و مال قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے، جبکہ دوسرا اس سے بول کر بھی راضی نہیں ہوتا، کسی کو اپنے بیوی بچے اس قدر پیارے لگتے ہیں کہ وہ سارا وقت ان کے اندر گزارنا چاہتا ہوتا ہے، جبکہ ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا سارا وقت گھر سے باہر دوستوں یاروں میں گزر جاتا ہے، غرضیکہ ہر آدمی کا میلان اور رجحان دوسرے سے مختلف ہے اور تقریباً ہر کوئی دوسرے کے مزاج پر نقد بھی کرتا ہے۔
دراصل عالَمِ اراوح میں اتفاق و اختلاف اور الفت و نفرت کی صورتیں اور شکلیں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں، دنیوی زندگی تو صرف ان کا مظہر ثابت ہوتی ہے۔

(۱۰۲۹۵)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ، طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ، قَالَ لَهُ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰئِكَ النَّفَرِ، وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ، وَاسْتَمِعْ مَا یُجِیْبُوْنَكَ، فَاِنَّهَا تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِكَ، قَالَ: فَذَهَبَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ، فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْا رَحْمَةَ اللّٰهِ، قَالَ: فَكُلُّ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمْ یَزَلْ یَنْقُصُ الْخَلْقُ بَعْدُ حَتَّی الْآنَ۔)) (مسند احمد: ۸۱۵۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی تو فرمایا: جاؤ اور فرشتوں کی بیٹھی ہوئی اُس جماعت کو سلام کہو اور غور سے سنو کہ وہ آپ کو جواباً کیا کہتے ہیں، کیونکہ یہی (جملے) آپ اور آپ کی اولاد کا سلام ہوں گے۔ (وہ گئے اور) کہا: السلام علیکم۔ انھوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ یعنی "ورحمۃ اللہ" کے الفاظ زائد کہے۔ جب کوئی بھی آدمی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت (وجسامت) پر داخل ہو گا۔ لیکن (دنیا میں ولادتِ آدم سے) آج تک قد و قامت میں کمی آتی رہی۔"

فوائد: ......انسان کا اصل قد ساٹھ ہاتھ ہے اور ہر جنتی کا یہی قد ہوگا، آہستہ آہستہ قد و قامت میں کمی آتی رہی،

(۱۰۲۹٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٦۳۸ (انظر: ۱۰۸۲٤)
(۱۰۲۹۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۲٦، ٦۲۲۷، ومسلم: ۲۸٤۱ (انظر: ۸۱۷۱)

یہاں تک کہ اب لوگوں نے چھ سات فٹ قد کو بہت خوبصورت سمجھ لیا اور بہت طویل قد والے معیوب سمجھے جانے لگ گئے، دراصل انسان کی فطرت اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتی ہے۔

اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، اس کی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہوئی، نبی کریم ﷺ نے سلام کو عام کرنے کا حکم دیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ روایت ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے، جو لفظِ آدم کو ''ہ'' ضمیر کا مرجع بناتے ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس ہیئت پر پیدا کیا تھا، اسی پر ان کو وجود بخشا، یعنی ان کو اپنی اولاد کی طرح نہ اپنی تخلیق کے دوران مختلف احوال سے گزرنا پڑا اور نہ رحموں میں پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور لحم اور خلق تام جیسے مراحل طے کرنا پڑے، بلکہ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تو ان کو کامل و مکمل، معتدل و مناسب اور ٹھیک و درست بنا دیا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر مفصّل اور مفید گفتگو کی ہے، آپ اس کا مراجعہ کر لیں۔ (صحیحہ: ۴۴۹)

(۱۰۲۹٦)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((کَانَ طُوْلُ آدَمَ سِتِّیْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعَۃِ اَذْرُعٍ عَرْضًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۹۲٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی سات ہاتھ تھی۔''

(۱۰۲۹۷)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((کُلُّ ابْنِ آدَمَ تَاْکُلُہُ الْاَرْضُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ فَاِنَّہُ مِنْہُ خُلِقَ، وَمِنْہُ یُرَکَّبُ۔)) (مسند احمد: ۸۲٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے وجود کی ہر چیز کو زمین کھا جاتی ہے، ما سوائے عجب الذنب کے، اسی سے انسان کو پیدا کیا گیا اور اسی سے اس کو دوبارہ ترکیب دیا جائے گا۔''

فوائد: ...... بعض افراد کے مکمل جسم بھی قبر میں سالم رہتے ہیں، بہرحال ہر شخص کی عجب الذنب باقی رہتی ہے، باقی جسم فنا ہو جائے یا باقی رہے۔

(۱۰۲۹۸)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ تَرَکَہُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَدَعَہُ، فَجَعَلَ اِبْلِیْسُ یُطِیْفُ بِہٖ یَنْظُرُ اِلَیْہِ، فَلَمَّا رَآہُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّہُ خَلْقٌ لَا یَتَمَالَكُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵٦۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو جب تک چاہا (ان کے ڈھانچے کو) پڑا رہنے دیا، ابلیس گھوم کر اس کو دیکھنے لگا، جب اس نے دیکھا کہ یہ تو پیٹ والا ہے یا یہ اندر سے خالی ہے تو اس نے کہا: یہ ایسی مخلوق ہے، جو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر سکے گی۔''

(۱۰۲۹٦) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: "فی سبع اذرع عرضا" فقد تفرد بھا علی بن زید بن جدعان، وھو ضعیف (انظر: ۱۰۹۱۳)

(۱۰۲۹۷) تخریج: أخرجہ مسلم: ۲۹۵۵ (انظر: ۸۲۸۳)

(۱۰۲۹۸) تخریج: أخرجہ مسلم: ۲٦۱۱ (انظر: ۱۲۵۳۹)

یعنی یہ وجود اپنے آپ کو شہوات سے نہیں روک سکے گا، وسوسوں سے محفوظ نہیں رہ سکے گا، نیز غصے پر بھی قابو نہیں پا سکے گا، الا من عصمه الله۔

ابلیس کو کیسے اندازہ ہوا؟ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں، معلوم نہیں کہ اُس دور کی صفات اور اس وقت کی مخلوقات کی اہلیتیں اور تجربات کیا کیا تھے۔

(۱۰۲۹۹)۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، آخِرَ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا کیا، یہ آخری مخلوق تھی، جس کو جمعہ کی گھڑیوں میں سے آخری گھڑی میں پیدا کیا گیا اور آخری گھڑی عصر سے رات تک ہوتی ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ خَلْقِ حَوَّاءَ
سیدہ حواء علیہا السلام کی تخلیق کا بیان

(۱۰۳۰۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ، وَاِنَّكَ اِنْ تُرِدْ قَامَةَ الضِّلْعِ تُكْسِرْهَا، فَدَارِهَا تَعِشْ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۵۳)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، اور اگر تو پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ دے گا، پس تو اس کے ساتھ مداہنت اختیار کر، تب وہ تیرے ساتھ زندگی گزارتی رہے گی۔''

فوائد: ...... حافظ ابن حجر نے کہا: اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام، آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔

یہ آدمی کا پورا نہ ہونے والا خواب ہوگا کہ اس کی بیوی سو فیصد اس کی خواہشات کی تکمیل کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین میں اتنی اہلیت ہی نہیں رکھی، الا ماشاء اللہ، کسی علاقے میں ایک دو مثالیں ہو بھی سکتی ہیں۔ لہٰذا خاوند کو اس فطرت کو سامنے رکھ کر کچھ صبر کا مظاہرہ بھی کرنا چاہیے۔ بعض احادیث میں عورت کو پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اخلاق میں بھی پسلی کی طرح ایسا ٹیڑھ پن رہتا ہے، جو کوشش کے باوجود سیدھا نہیں ہوتا، اس لیے اگر خواتین

(۱۰۲۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۸۹ (انظر: ۸۳٤۱)

(۱۰۳۰۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ٥/ ۲۷٥، والبزار: ۱٤۷٦، وابن حبان: ٤۱۷۸، والبزار: ۱٤۷٦ (انظر: ۲۰۰۹۳)

میں مثبت پہلو غالب ہو تو ان کے منفی پہلو کو نظر انداز کر دینا چاہیے، البتہ اچھے انداز میں سمجھانا ضروری ہے

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ

آپ ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ ''پہلے انکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں''

(۱۰۳۰۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الدَّيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَوْ أَوَّلُ مَنْ جَحَدَ آدَمُ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَأَخْرَجَ مِنْهُ مَا هُوَ ذَارِئٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَجَعَلَ يَعْرِضُ ذُرِّيَّتَهُ عَلَيْهِ فَرَأٰى فِيْهِمْ رَجُلًا يَزْهَرُ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُكَ دَاوُدُ، قَالَ: أَيْ رَبِّ! كَمْ عُمْرُهُ؟ قَالَ: سِتُّوْنَ عَامًا، قَالَ: رَبِّ! زِدْ فِيْ عُمْرِهِ، قَالَ: لَا، إِلَّا أَزِيْدُهُ مِنْ عُمْرِكَ، وَكَانَ عُمْرُ آدَمَ أَلْفَ عَامٍ فَزَادَهُ أَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَكَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ كِتَابًا وَأَشْهَدَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةَ، فَلَمَّا احْتَضَرَ آدَمُ وَأَتَتْهُ الْمَلَائِكَةُ لِتَقْبِضَهُ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ أَرْبَعُوْنَ عَامًا، فَقِيْلَ: إِنَّكَ قَدْ وَهَبْتَهَا لِابْنِكَ دَاوُدَ، قَالَ: مَا فَعَلْتُ وَأَبْرَزَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَشَهِدَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَأَتَمَّهَا لِدَاوُدَ مِائَةَ سَنَةٍ وَأَتَمَّهَا لِآدَمَ عُمْرَهُ أَلْفَ سَنَةٍ۔))

(مسند احمد: ۲۲۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب قرضے والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سب سے پہلے انکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ کو چھو کر اس سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کو نکالا اور اس اولاد کو ان پر پیش کیا، انھوں نے اس میں ایک خوش نما اور تابناک آدمی دیکھا اور کہا: اے میرے ربّ! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ تیرا بیٹا داود ہے، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ساٹھ سال، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر میں اضافہ کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: نہیں، الا یہ کہ تیری عمر سے اضافہ کیا جائے۔ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی، انھوں نے اپنی عمر میں سے داود کی عمر میں چالیس سال اضافہ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو لکھ لیا اور فرشتوں کو گواہ بنا لیا، جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا اور ان کی روح قبض کرنے کے لیے فرشتے ان کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ابھی تک میری عمر کے تو چالیس سال باقی ہیں، ان سے کہا گیا کہ آپ نے وہ چالیس سال تو اپنے بیٹے داود کو ہبہ کر دیے تھے، آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے تو ایسے نہیں کیا تھا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے کتاب کو ظاہر کر دیا اور فرشتوں نے گواہی دے دی، لیکن پھر داود علیہ السلام کی عمر بھی سو سال پوری کر دی اور آدم علیہ السلام کی ایک ہزار پوری کر دی۔''

(۱۰۳۰۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الطيالسي: ۲۶۹۲، وابن ابی شيبة: ۱۳/ ۶۰، وابويعلی: ۲۷۱۰ (انظر: ۲۲۷۰)

فوائد: …… جامع ترمذی کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَنَسِيَ آدَمُ فَأَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَخَطِأَ آدَمُ وَخَطِأَتْ ذُرِّيَّتُهُ)) …… پس آدم علیہ السلام نے انکار کیا اور اس وجہ سے ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی، آدم علیہ السلام نے بھول کر درخت کا پھل کھالیا، پس ان کی اولاد بھی بھولنے لگی اور آدم علیہ السلام سے غلطی ہوگئی، اس وجہ سے ان کی اولاد بھی غلطی کرنے لگ گئی۔''

چونکہ یہ معاہدہ عالَم ارواح میں ہوا تھا، اس لیے ممکن ہے کہ آدم علیہ السلام کو یاد نہ ہو، یا وہ بھول گئے ہوں، بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھولنا، انکار کرنا اور خطا کرنا انسان کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے، مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾
اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ کا بیان

(۱۰۳۰۲)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ فَقَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ، وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَفِيْمَ الْعَمَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ

مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾، انھوں نے کہا: میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اس کی کمر کو دائیں ہاتھ سے چھوا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور کہا: میں نے ان کو جنت کے لیے اور اہل جنت کے عمل کے ساتھ پیدا کیا ہے، پھر اس کی کمر کو چھوا اور اس نے مزید اولاد نکال کر کہا: میں نے ان کو آگ کے لیے اور اہل جہنم کے عمل کے ساتھ پیدا کیا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کا کیا تک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ بندے کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس کو اہل جنت کے ہی اعمال کے لیے استعمال کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ جنتی لوگوں کے عمل پر مرتا ہے اور اس طرح وہ اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آگ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس کو جہنمی لوگوں کے عمل کے لیے استعمال کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اہل جہنم کے

(۱۰۳۰۲) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۴۷۰۳، والترمذي: ۳۰۷۵ (انظر: ۳۱۱)

عَلٰی عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ۔)) (مسند احمد: ۳۱۱)

اعمال پر مرتا ہے اور وہ اس کو جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔‘‘

(۱۰۳۰۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا، قَالَ: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ، اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾۔)) (مسند احمد: ۲۴۵۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے نعمان یعنی عرفہ مقام میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ (یعنی اولاد) سے پختہ عہد لیا، ان کی کمر سے اس ساری اولاد کو نکالا، جو اس نے پیدا کرنی تھی، پھر اس کو چیونٹیوں کی طرح ان کے سامنے پھیلا دیا اور پھر ان سے آمنے سامنے کلام کیا اور کہا: کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم نے گواہی دی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم قیامت کے روز یہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے، یا یہ کہہ دو کہ ہمارے آباء و اجداد ہم سے پہلے شرک کر چکے تھے اور ان کے بعد ان کی اولاد تھے، پس کیا تو ہم کو اس کرتوت کی وجہ سے ہلاک کرے گا، جو باطل پرست لوگوں نے کیا تھا۔‘‘

(۱۰۳۰٤)۔ عَنْ رُفَيْعٍ اَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ ، فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ﴾ قَالَ: جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَرْوَاحًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا، ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالَ: فَاِنِّيْ اُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ، وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَنْ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے ہیں: ’’اور جب تیرے پروردگار نے بنو آدم کی پشتوں یعنی ان کی اولاد سے پختہ عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا‘‘ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمع کیا، ان کو روحیں بنایا، پھر ان کی تصویریں بنائیں اور ان کو بولنے کی طاقت دی، پس انھوں نے کلام کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بناتے ہوئے کہا: کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ میں ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور تمہارے باپ کو تم پر گواہ بناتا ہوں، تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہمیں اس چیز کا کوئی علم نہ تھا، تم اچھی طرح

(۱۰۳۰۳) تخريج: رجاله ثقات، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۱۱۹۱، والحاكم: ۲/ ٥٤٤ (انظر: ۲٤٥٥)

(۱۰۳۰٤) تخريج: اثر ضعيف، محمد بن يعقوب الربالي مستور، أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۲۳، والبيهقي في "الاسماء والصفات": ص ۳٦۸ (انظر: ۲۱۲۳۲)

تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا، اِعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا اِلٰهَ غَیْرِیْ وَلَا رَبَّ غَیْرِیْ، فَلَا تُشْرِكُوْا بِیْ شَیْئًا، اِنِّیْ سَاُرْسِلُ اِلَیْكُمْ رُسُلِیْ یُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ، وَاُنْزِلُ عَلَیْكُمْ كُتُبِیْ، قَالُوْا: شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَ اِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَیْرُكَ، فَاَقَرُّوْا بِذٰلِكَ، وَ رَفَعَ اِلَیْهِمْ آدَمَ یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ فَرَاَی الْغَنِیَّ وَالْفَقِیْرَ وَحُسْنَ الصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَبِّ! لَوْ لَا سَوَّیْتَ بَیْنَ عِبَادِكَ؟ قَالَ: اِنِّیْ اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْكَرَ، وَرَاَی الْاَنْبِیَاءَ فِیْهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَیْهِمُ النُّوْرُ، خُصُّوْا بِمِیْثَاقٍ آخَرَ فِی الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰی: ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَهُمْ﴾ اِلٰی قَوْلِهِ ﴿عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ﴾ كَانَ فِیْ تِلْكَ الْاَرْوَاحِ فَاَرْسَلَهُ اِلٰی مَرْیَمَ، فَحَدَّثَ عَنْ اُبَیٍّ اَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِیْهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۵۵۲)

جان لو کہ میرے علاوہ نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی ربّ، پس میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، میں عنقریب تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا، وہ تم کو میرا عہد یاد کرائیں گے، نیز میں تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا، انھوں نے کہا: ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا ربّ اور معبود ہے، تیرے علاوہ ہمارا کوئی ربّ نہیں ہے، پس ان سب نے اقرار کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان پر بلند کیا، انھوں نے ان میں غنی، فقیر، حسین اور کم خوبصورت افراد دیکھے اور کہا: اے میرے ربّ! تو نے ان کے درمیان برابری کیوں نہیں کی؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر یہ ادا کیا جائے، نیز انھوں نے ان میں انبیاء دیکھے، وہ چراغوں کی طرح نظر آ رہے تھے اور ان پر نور تھا، ان کو رسالت اور نبوت کے عہد و میثاق کے ساتھ خاص کیا گیا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی چیز کا ذکر ہے: ''اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا .... عیسی بن مریم۔'' عیسی علیہ السلام بھی ان ہی ارواح میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ اس روح کو سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا اور وہ ان کے منہ سے ان میں داخل ہوگئی۔

فوائد: ...... درج بالا اور اس موضوع کی دیگر احادیث میں ''عَهْدِ اَلَسْتُ'' کا ذکر ہے، یہ ترکیب آیت کے ان الفاظ ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ سے بنائی گئی ہے، یہ عہد آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ہونے والی تمام اولاد سے لیا گیا، پوری آیات یوں ہیں:

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَآ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ۔ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ آبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ۔﴾ ...... ''اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہل یہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو

ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔'' (سورۂ اعراف: ۱۷۲، ۱۷۳)

یہ عہد ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کی اطلاع دے دی ہے، بہرحال اس کا اثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی یہ گواہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی گئی ہے اور اگر یہ فطرت مختلف آلائشوں کی وجہ سے اپنی حیثیت کھو نہ بیٹھی ہو تو ایسا انسان خارجی آواز اور باطنی فکر مل جانے کی وجہ سے فوراً حق کی آواز کو قبول کرتا ہے، لیکن اگر شرک و بدعت یا گندے معاشرے کی وجہ سے وہ فطرت متأثر ہو چکی ہو تو اس کو حق تسلیم کرنے میں اجنبیت محسوس ہوتی ہے اور اس کے لیے یہ مرحلہ مشکل ہو جاتا ہے، جلد اور بدیر اسلام قبول کرنے والے صحابۂ کرام کی وجہ یہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا: ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ۔)) ......''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا ناک، کان کٹا نہیں ہوتا۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَلْقِ الْجَنِيْنَ وَتَكْوِيْنِهِ فِيْ الرَّحِمِ
جنین کی تخلیق اور رحم میں اس کی تکوین کا بیان

(۱۰۳۰۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ، فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: يَايَهُوْدِيُّ! إِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقَالَ: لَأَسْأَلَنَّهُ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا نَبِيٌّ، قَالَ: فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ ثُمَّ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! مِمَّ يُخْلَقُ الْإِنْسَانُ؟ قَالَ: ((يَا يَهُوْدِيُّ! مِنْ كُلٍّ يُخْلَقُ، مِنْ نُطْفَةِ الرَّجُلِ وَمِنْ نُطْفَةِ الْمَرْأَةِ، فَأَمَّا نُطْفَةُ الرَّجُلِ فَنُطْفَةٌ غَلِيْظَةٌ مِنْهَا الْعَظْمُ، وَالْعَصَبُ، وَأَمَّا نُطْفَةُ الْمَرْأَةِ فَنُطْفَةٌ رَقِيْقَةٌ مِنْهَا اللَّحْمُ، وَالدَّمُ۔)) فَقَامَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو احادیث بیان کر رہے تھے، قریشیوں نے یہودی سے کہا: اے یہودی! یہ آدمی اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے، اس نے کہا: میں اس سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ اس کو جاننے والا صرف نبی ہوتا ہے، پس وہ آیا اور بیٹھ گیا، پھر اس نے کہا: اے محمد! انسان کو کس چیز سے پیدا کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی! مرد و زن میں سے ہر ایک سے انسان کو پیدا کیا جاتا ہے، مرد کے نطفے سے بھی اور عورت کے نطفے سے بھی، مرد کا نطفہ گاڑھا ہوتا ہے، اس سے ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کا نطفہ پتلا ہوتا ہے، اس سے

(۱۰۳۰۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حسين بن الحسن، وعطاءُ بن السائب اختلط بأخرة، ولم نقف علی سماع ابی کدینة منه، هل کان قبل الاختلاط او بعده، وعبد الرحمن لم یثبت سماعه لهذا الحديث من ابيه، فهو انما سمع من ابيه شيئا يسيرا، أخرجه البزار: ۲۳۷۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۳۶۰ (انظر: ٤٤٣٨)

اَلْیَهُوْدِیُّ فَقَالَ: هٰكَذَا كَانَ یَقُوْلُ مَنْ قَبْلَكَ۔ (مسند احمد: ۴۴۳۸)

گوشت اور خون بنایا جاتا ہے۔'' یہودی نے کہا: آپ سے پہلے والے لوگ بھی اسی طرح کہتے تھے۔

(۱۰۳۰۶)۔ وعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ النُّطْفَةَ تَكُوْنُ فِی الرَّحِمِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا عَلٰی حَالِهَا لَا تَغَیَّرُ، فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعُوْنَ صَارَتْ عَلَقَةً، ثُمَّ مُضْغَةً كَذٰلِكَ، ثُمَّ عِظَامًا كَذٰلِكَ، فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یُسَوِّیَ خَلْقَهُ بَعَثَ اِلَیْهَا مَلَكًا، فَیَقُوْلُ الْمَلَكُ الَّذِیْ یَلِیْهِ: اَیْ رَبِّ! اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰی؟ اَشَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ؟ اَقَصِیْرٌ اَمْ طَوِیْلٌ؟ اَنَاقِصٌ اَمْ زَائِدٌ؟ قُوْتُهُ وَاَجَلُهُ، اَصَحِیْحٌ اَمْ سَقِیْمٌ؟ قَالَ: فَیُكْتَبُ ذٰلِكَ كُلُّهُ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: فَفِیْمَ الْعَمَلُ اِذًا وَقَدْ فَرَغَ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ؟ قَالَ: ((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ سَیُوَجَّهُ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۳۵۵۳)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نطفہ چالیس ایام تک اپنی حالت پر رہتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ جمے ہوئے خون کا ایک ٹکڑا بن جاتا ہے، پھر چالیس دنوں کے بعد گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، پھر چالیس دنوں کے بعد ہڈیاں بنتی ہیں، پس جب اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کو برابر کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے، اس کام کو سنبھالنے والا فرشتہ کہتا ہے: اے میرے ربّ! یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ خوش بخت ہے یا بد بخت؟ کوتاہ قد ہے یا دراز قد؟ ناقص الخلقت ہے یا زائد الخلقت؟ نیز اس کی روزی اور موت؟ اور یہ تندرست ہے یا بیمار؟ پس یہ سب چیزیں لکھ لی جاتی ہیں۔'' لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: اگر اس سارے معاملے سے فارغ ہوا جا چکا ہے تو پھر عمل کا کیا تک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عمل کرو، پس جس شخص کو جس چیز کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس کو اس کی طرف متوجہ کر دیا جائے گا۔''

فوائد: ......لیکن دوسری احادیث میں اس روایت سے ملتا جلتا مفہوم بیان کیا گیا ہے، ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، جوکہ صادق و مصدوق ہیں، نے ہم کو بیان کیا اور فرمایا: ((اِنَّ أَحَدَكُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهُ فِیْ بَطْنِ أُمِّهِ فِیْ أَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یُرْسَلُ اِلَیْهِ الْمَلَكُ فَیَنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحَ وَیُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، رِزْقُهُ وَأَجَلُهُ وَعَمَلُهُ وَشَقِیٌّ أَمْ سَعِیْدٌ، فَوَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهُ اِنَّ أَحَدَكُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَا یَكُوْنُ بَیْنَهُ وَ بَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْكِتَابُ فَیُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُهَا، وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَكُوْنُ بَیْنَهُ وَ بَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْكِتَابُ فَیُخْتَمُ

(۱۰۳۰۶) تخریج: اسناده ضعیف و منقطع، ابو عبیدة لم یسمع من ابیه عبد الله بن مسعود، وعلیّ بن زید بن جدعان ضعیف (انظر: ۳۵۵۳)

لَـهُ بِـعَـمَـلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔)) ...... ''بیشک تمہاری تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک خون کا لوتھڑا رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتے کو بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے۔اس کے رزق، موت اور عمل اور اس کے بد بخت یا خوش بخت ہونے کا، پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! بیشک تم میں سے ایک آدمی جنتی لوگوں والے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن کتابِ تقدیر اس پر سبقت لے جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ جہنمی لوگوں کے اعمال پر ہوتا ہے، پس وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اسی طرح ایک آدمی جہنمی لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے، حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن کتابِ تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر کر دیا جاتا ہے، سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۲۰۸، ۳۳۳۲، صحیح مسلم: ۲٦٤٣، واللفظ لاحمد)

بَـابُ: مَاجَاءَ فِيْ سَبَبِ خَطِيْئَةِ آدَمَ وَخُرُوْجِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالدَّلِيْلِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ

آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی خطا کے سبب، ان کے جنت سے نکلنے اور ان کی نبوت کی دلیل کا بیان

(۱۰۳۰۷)۔ عَـنْ اَبِـىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلُ، لَـمْ يَـخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ، وَ لَـوْلَا حَـوَّاءُ لَـمْ تَـخُـنْ أُنْثٰـى زَوْجَهَـا۔)) (مسند احمد: ۸۰۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اور کھانے میں فساد نہ آتا اور اگر سیدہ حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو کوئی خاتون اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی۔''

فوائد: ......بنو اسرائیل پر من وسلوی نازل ہوتا تھا، امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: بنو اسرائیل نے سلوی کا گوشت ذخیرہ کیا، جبکہ ان کو ایسا کرنے سے روکا گیا تھا، سو ان کو اس چیز کا بدلہ دیا گیا۔

جب ابلیس نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے بات کو مزین کیا تو سیدہ حواء علیہا السلام نے اس کو قبول کیا اور وہ اچھی شکل میں پیش کی گئی اس بدی کی طرف مائل ہو گئیں، یہاں تک کہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور سیدہ حواء علیہا السلام دونوں نے جنت کے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا، جس کی وجہ سے ان کو جنت سے زمین کی طرف نکال دیا گیا۔

(۱۰۳۰۸)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رضی اللہ عنہ، فِـيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ، قَالَ: وَيَطُوْلُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ عَـلَـى الـنَّـاسِ، فَيَـقُـوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، یہ سفارش والی طویل حدیث ہے، اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جب لوگوں پر زمانہ طویل ہو گا تو وہ ایک

(۱۰۳۰۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ١٧٥ (انظر: ٨٠٣٢)

(۱۰۳۰۸) تخريج: حسن لغيره، أخرج نحو هذا الترمذي: ٣١٤٨ (انظر: ٢٥٤٦)

اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَى اَبِيْ الْبَشَرِ فَلْيَشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُوْلُ: يَا آدَمُ! اَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّنَا فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا، فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ، اِنِّيْ قَدْ اُخْرِجْتُ مِنَ الْجَنَّةِ بِخَطِيْئَتِيْ، وَاِنَّهُ لَا يُهِمُّنِي الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِيْ۔)) اَلْحَدِيْثَ (مسند احمد: ٢٥٤٦)

دوسرے سے کہیں گے: چلو، ابو البشر کی طرف چلتے ہیں، تاکہ وہ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کریں اور وہ ہمارا حساب کتاب شروع کرے، پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے آدم! آپ وہ ہستی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا، پس آپ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش تو کر دیں، تاکہ وہ ہمارا حساب کتاب شروع کر دے، پس وہ جواب دیں گے: میں اس سفارش کا اہل نہیں ہوں، مجھے میری خطا کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا، آج تو میرے نفس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے۔''

فوائد: ……اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اس خطا کو معاف کر دیا ہے، لیکن انبیائے کرام پر اللہ کا خوف اور خشیت الٰہی کی ایسی فکر ہو گی، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری دینے سے خطرہ محسوس کریں گے۔

(١٠٣٠٩)۔ وَمِمَّا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، فِيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ اَيْضًا، قَالَ: ((فَيَقُوْلُ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاَنَّهُ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ۔)) (مسند احمد: ٩٦٢١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، یہ شفاعت سے متعلقہ طویل حدیث ہیں، اس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس آدم علیہ السلام کہیں گے: بیشک میرا رب آج اتنے غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غصے میں آیا تھا اور نہ بعد میں اتنے غصے میں آئے گا، اور اس نے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا، لیکن میں نے اس کی نافرمانی کر دی تھی، ہائے میری جان، میری جان، میری جان۔''

(١٠٣١٠)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، اَنَّ اَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! فَاَيُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلُ؟ قَالَ: ((آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! اَوَ نَبِيٌّ كَانَ آدَمُ؟ قَالَ:

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! انبیاء میں سب سے پہلا نبی کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی

(١٠٣٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٤٠، ٣٣٦١، ومسلم: ١٩٥ (انظر: ٩٦٢٣)

(١٠٣١٠) تخريج: اسناده ضعيف جدا من اجل علي بن يزيد، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٨٧١، وابن حبان: ٦١٩٠ (انظر: ٢٢٢٨٨)

((نَعَمْ، نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ، خَلَقَهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ رُوحَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَاآدَمُ قُبْلًا۔))
(مسند احمد: ۲۲٦٤٤)

ہاں، وہ نبی تھے، ان سے کلام کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، پھر ان میں اپنی روح پھونکی اور ان کو آمنے سامنے کہا: اے آدم۔"

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس موضوع سے متعلقہ درج دو احادیث کو شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَبِيٌّ كَانَ آدَمَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مُعَلَّمٌ، مُكَلَّمٌ۔)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوحٍ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُونٍ۔)) قَالَ: كَمْ كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُونٍ۔)) قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ، جَمًّا غَفِيرًا۔)) ...... اے اللہ کے رسول! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جی ہاں، وہ تعلیم دیے گئے تھے اور ان سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کلام بھی کیا گیا تھا۔" اس نے کہا: ان کے اور نوح علیہ السلام کے مابین کتنی مدت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس صدیاں (یا دس زمانے)۔" اس نے کہا: نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان کتنی مدت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس صدیاں۔" پھر صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول ہو گزرے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین سو پندرہ، جم غفیر ہے۔"

(حاکم: ۲/ ۲٦۲، معجم کبیر لطبرانی: ۸/ ۱۳۹، صحیحہ: ۳۲۸۹)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک موقوف شاہد ذکر کرتے ہوئے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عباس نے کہا: نوح اور آدم کے مابین دس صدیاں تھیں، سارے لوگ شریعتِ حقہ پر تھے، پھر اختلاف پڑ گیا، پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجنا شروع کیا، تاکہ وہ خوشخبریاں دیں اور ڈرائیں، عبد اللہ بن مسعود کی قراءت یوں تھی: ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا﴾ (تفسیر طبری: ۲/ ۱۹٤، حاکم: ۲/ ٥٤٦)

اس میں ایک اہم فائدے کا بیان ہے کہ لوگ شروع میں ایک امت تھے، خالص توحید ان کا مذہب تھا، پھر بعد میں ان پر شرک کے آثار طاری ہوئے۔ اس سے ان فلسفیوں اور ملحدوں کا ردّ ہوتا ہے، جو کہتے ہیں کہ اصل میں شرک تھا، بعد میں توحید کو وجود ملا۔ (صحیحہ: ۳۲۸۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَنَبِيًّا كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ مُكَلَّمٌ۔)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوحٍ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُونٍ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ۔)) ...... اے اللہ کے رسول! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جی ہاں، ان سے کلام بھی کیا گیا تھا۔" اس نے کہا: ان کے اور نوح علیہ السلام کے درمیان کتنی مدت تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس صدیاں۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین سو پندرہ۔" (صحیح ابن حبان: ۲۰۸۵، حاکم: ۲/۲٦۲، صحیحہ: ۲٦٦۸)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا ایک اقتباس یہ ہے: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! پہلا نبی کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آدم نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں ہاں، وہ نبی تھے، جن سے کلام بھی کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر ان میں اپنی روح پھونکی، پھر ان سے کہا: آدم! پتلا بن جا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انبیا کی تعداد کتنی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے، ان میں رسولوں کی تعداد (۳۱۵) تھی، جم غفیر ہے۔'' (احمد: ۵/ ۲۶۵)

(۱۰۳۱۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِیْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، (زَادَ فِیْ أُخْرٰی) وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ آدَمَ إِلَی الْأَرْضِ، وَ فِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ آدَمَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۶۵۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن میں ان کو اس سے نکالا گیا، ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ نے اسی دن آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا اور اس دن کو ان کو وفات دی۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِحْتِجَاجِ آدَمَ وَمُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے جھگڑے کا بیان

(۱۰۳۱۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ: مُوْسٰی: یَا آدَمُ! اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا وَ اَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَنْتَ آدَمُ الَّذِیْ اَخْرَجَتْكَ خَطِیْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ) فَقَالَ لَهُ آدَمُ: یَا مُوْسٰی اَنْتَ الَّذِیْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، وَقَالَ مَرَّةً: بِرِسَالَتِهِ وَخَطَّ لَكَ بِیَدِهِ اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَةً؟ قَالَ: حَجَّ آدَمُ مُوْسٰی حَجَّ آدَمُ مُوْسٰی۔)) (مسند احمد: ۷۳۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے ایک دوسرے پر اعتراض کیے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے آدم! تم ہمارے باپ ہو، لیکن تم نے ہمیں ناکام کر دیا اور جنت سے نکال دیا، ایک روایت میں ہے: تم وہی آدم ہو، جس کو اس کی غلطی نے جنت سے نکال دیا، آگے سے آدم علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ! تم وہی موسیٰ ہو، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام اور اپنی رسالت کے ساتھ منتخب کیا اور تیرے لیے اپنے ہاتھ سے لکھا، کیا تو مجھے اس بات پر ملامت کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق سے چالیس برس پہلے میرے حق میں لکھ دی تھی، پس آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

(۱۰۳۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۵٤ (انظر: ۱۰٦٤٥)

(۱۰۳۱۲) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٦١٤، ومسلم: ۲٦٥۲ (انظر: ۷۳۸۷)

فوائد: …… یہاں چند گزارشات کو بیان کرنا ضروری ہے:

کسی آدمی کو تقدیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں معذور نہیں سمجھا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے ہاں مؤاخذہ کرنے کے اور معاف کرنے کے قوانین الگ ہیں اور لوگوں میں کون ہے کہ جس کو تھپڑ لگے یا اس کا کوئی اور نقصان ہو جائے اور وہ اس بنا پر معاف کر دے کہ چلو یہ تھپڑ میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔

اگر کسی سے کوئی برائی ہو جائے اور پھر اس برائی کی وجہ سے اس کا نقصان بھی ہو جائے تو ایسے شخص کو اس کی برائی کی بنا پر طعنہ مارنا اور اس کی مذمت کرنا شرعا درست نہیں ہے، بالخصوص اس وقت کہ جب وہ توبہ تائب بھی ہو چکا ہو۔

آدم علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کو جو جواب دیا، وہ جواب الزامی تھا، بہر حال ان دونوں انبیاء کی بحث تو عالم برزخ میں ہو رہی تھی، جو سرے سے تکلیف کا عالَم ہی نہیں ہے، اس لیے اس سلسلے میں کسی ایک پر بھی ملامت نہیں کی جا سکتی۔

بَـابُ مَاجَاءَ فِيْ اِبْنَيْ آدَمَ قَابِيْلَ وَهَابِيْلَ وَغَيْرِهِمَا

آدم علیہ السلام کے بیٹوں قابیل اور ہابیل وغیرہ کا بیان

(۱۰۳۱۳)۔ عَـنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ ‌رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْـنِ عَفَّانَ ‌رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَشْهَـدُ اَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((اِنَّـهَـا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِـنَ الْـقَـائِـمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ، وَالْـمَـاشِـيْ خَيْـرٌ مِـنَ السَّاعِيْ۔))، قَالَ: اَفَـرَاَيْتَ اِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِيْ فَبَسَطَ اِلَيَّ يَدَهُ لِيَـقْـتُـلَـنِيْ قَالَ: ((كُنْ كَابْنِ آدَمَ۔)) (مسند احمد: ۱۶۰۹)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان علیہ السلام کے فتنے کے دوران کہا: میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عنقریب فتنے ہوں گے، اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے، کھڑے ہونے والا چلنے والے سے اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ قاتل مجھ پر میرے گھر میں گھس آئے اور مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جانا۔''

فوائد: …… شریعت نے ہر مسلمان کو انتقام لینے کا اور اپنی جان، مال اور عزت کا دفاع کرنے کا حق دیا ہے، لیکن پرفتن دور کے احکام عام حالات سے مختلف ہیں، فتنوں کے دور میں ہر ظلم کا جواب دینا عقلمندی نہیں ہوتی، کیونکہ جواب کے مقابلے بڑا ظلم سہنا پڑتا ہے، پھر ایسا سلسلہ چلتا ہے کہ نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ نے آدم علیہ السلام کے جس بیٹے کی مثال دی، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

(۱۰۳۱۳) تخريج: أخرجه ابوداود: ۴۲۵۷، والترمذي: ۲۱۹۴ (انظر: ۱۶۰۹)

مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ......اوران پر آدم کے دو بیٹوں کی خبر کی تلاوت حق کے ساتھ کر، جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور ہی قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا بے شک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو نے اپنا ہاتھ میری طرف اس لیے بڑھایا کہ مجھے قتل کرے تو میں ہرگز اپنا ہاتھ تیری طرف اس لیے بڑھانے والا نہیں کہ تجھے قتل کروں، بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ اور اپنا گناہ لے کر لوٹے، پھر تو آگ والوں میں سے ہو جائے اور یہی ظالموں کی جزا ہے۔ تو اس کے لیے اس کے نفس نے اس کے بھائی کا قتل پسندیدہ بنا دیا، سو اس نے اسے قتل کر دیا، پس وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔ (سورۂ مائدہ: ۲۷ تا ۳۰)

حسد، بغض اور سرکشی کا انجام برا ہوتا ہے، قتل کرنے والا قابیل اور قتل ہونے والا ہابیل تھا۔

(۱۰۳۱٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔)) (مسند احمد: ٣٦٣٠)

سیدنا عبداللہ بن مسعود علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نفس کو بھی ظلماً قتل کیا جاتا ہے، آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو اس خون میں سے گناہ ملتا ہے، کیونکہ وہ پہلا آدمی ہے، جس نے قتل شروع کیا تھا۔''

فوائد: ......قابیل نے چونکہ ظالمانہ قتل کا جرم ایجاد کیا، اس لیے جو گناہ ہر قاتل کو ملے گا، وہ قابیل کو بھی ملے گا۔

(۱۰۳۱۵)۔ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ وَ كَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ، فَقَالَ: سَمِّيْهِ عَبْدَ الْحَارِثِ فَاِنَّهُ يَعِيْشُ فَسَمَّوْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَ اَمْرِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٣٧٨)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب سیدہ حواء علیہا السلام کو حمل ٹھہرا تو ابلیس نے ان کا چکر لگایا، جبکہ ان کا بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، اور اس نے کہا: اس کا نام عبد الحارث رکھو، تب یہ زندہ رہے گا، جب انھوں نے اس کا نام عبد الحارث رکھا تو وہ زندہ رہا، یہ دراصل شیطان کے اشارے اور اس کے حکم سے تھا۔''

(١٠٣١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٣٥، ٧٣٢١، ومسلم: ١٦٧٧ (انظر: ٣٦٣٠)

(١٠٣١٥) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن ابراهيم العبدى فى روايته عن قتادة ضعيف، والحسن مشهور بالتدليس، ولم يذكر سماعه من سمرة، أخرجه الترمذى: ٣٠٧٧ (انظر: ٢٠١١٧)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وَفَاةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغُسْلِهِ وَتَكْفِيْنِهِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَ دَفْنِهِ

آدم علیہ السلام کی وفات، غسل، تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان

(١٠٣١٦)۔ عَنْ عُتَيٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ شَيْخًا بِالْمَدِيْنَةِ يَتَكَلَّمُ فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقَالُوْا: هٰذَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ: أَيْ بَنِيَّ! إِنِّيْ أَشْتَهِي مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ فَذَهَبُوْا يَطْلُبُوْنَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ مَعَهُمْ أَكْفَانُهُ وَحُنُوْطُهُ وَ مَعَهُمُ الْفُؤُسُ وَالْمَسَاحِيْ وَالْمَكَاتِلُ فَقَالُوْا لَهُمْ: يَا بَنِيْ آدَمَ! مَا تُرِيْدُوْنَ وَمَا تَطْلُبُوْنَ أَوْ مَا تُرِيْدُوْنَ وَأَيْنَ تَذْهَبُوْنَ؟ قَالُوْا: أَبُوْنَا مَرِيْضٌ قَالُوْا: فَاشْتَهٰى مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، قَالُوْا لَهُمْ: ارْجِعُوْا فَقَدْ قُضِيَ قَضَاءُ أَبِيْكُمْ فَجَاؤُا فَلَمَّا رَأَتْهُمْ حَوَّاءُ عَرَفَتْهُمْ فَلَاذَتْ بِآدَمَ فَقَالَ: إِلَيْكِ عَنِّيْ فَإِنِّيْ إِنَّمَا أُوْتِيْتُ مِنْ قِبَلِكِ خَلِّيْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَلَائِكَةِ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَقَبَضُوْهُ وَغَسَّلُوْهُ وَكَفَّنُوْهُ وَحَنَّطُوْهُ، وَحَفَرُوْا لَهُ وَأَلْحَدُوْا لَهُ وَصَلَّوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلُوْا قَبْرَهُ فَوَضَعُوْهُ فِيْ قَبْرِهِ وَ وَضَعُوْا عَلَيْهِ اللَّبِنَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنَ الْقَبْرِ ثُمَّ حَثَوْا عَلَيْهِ التُّرَابَ ثُمَّ قَالُوْا: يَابَنِيْ آدَمَ هٰذِهِ سُنَّتُكُمْ۔ (مسند احمد: ٢١٥٦٠)

عُتَی کہتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ میں ایک بزرگ دیکھا اور جب اس کے بارے پوچھا تو لوگوں نے کہا: یہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں، انھوں نے کہا: بیشک جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: اے میرے بیٹو! میں جنت کے پھل چاہتا ہوں، پس وہ یہ پھل تلاش کرنے کے لیے نکل پڑے، آگے سے ان کو فرشتے ملے، ان کے پاس کفن، حنوط خوشبو، کلہاڑے، بیلچے اور ٹوکرے تھے، انھوں نے ان سے پوچھا: اے بنو آدم! تمہارا کیا ارادہ ہے، تم کون سی چیز تلاش کر رہے ہو اور تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہمارے ابو جان بیمار ہیں اور جنت کے پھل کھانا چاہتے ہیں، ان فرشتوں نے کہا: چلو واپس چلو، تمہارے باپ کی وفات کا وقت آ چکا ہے، پس جب وہ پہنچے اور سیدہ حواء علیہا السلام نے ان کو پہنچان لیا تو وہ آدم علیہ السلام کے ساتھ چمٹ گئیں، لیکن آدم علیہ السلام نے کہا: پرے ہٹ جا، پہلے بھی تیری وجہ سے مجھے مصیبت میں مبتلا کیا گیا، ہٹ جا میرے اور میرے ربّ کے فرشتوں کے درمیان سے، پس انھوں نے ان کی روح قبض کی، ان کو غسل دیا، تکفین کی، خوشبو لگائی، پھر گڑھا کھودا اور لحد بنائی اوران کی نماز جنازہ ادا کی، پھر وہ قبر میں داخل ہوئے اور ان کو قبر میں رکھ کر پکی اینٹیں لگائیں، پھر وہ قبر سے باہر آ گئے اور ان پر مٹی ڈال دی اور کہا: آدم کے بیٹو! یہ تمہارا طریقہ ہے۔

❀❀❀❀

(١٠٣١٦) تخريج: اسناده ضعيف، عتى بن ضمرة السعدى تفرد به، ومثله يضعف فيما تفرد به، وقد اختلف فى رفعه ووقفه، أخرجه الحاكم: ٢/ ٥٤٥، والطيالسى: ٥٤٩ (انظر: ٢١٢٤٠)

كِتَابُ اَحَادِيْثِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ وَ عَلَى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَدَدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَاُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ

انبیاء ورسل کی تعداد اور ان سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

(انبیائے کرام کے انساب کا بیان)

(۱۰۳۱۷)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ وَفّٰى عِدَّةُ الْاَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: ((مِائَةُ اَلْفٍ وَ اَرْبَعَةٌ وَ عِشْرُوْنَ اَلْفًا، اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا (وَفِيْ لَفْظٍ) ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦٤٤)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انبیاء کی تعداد کتنی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک لاکھ، چوبیس ہزار، ان میں تین سو پندرہ رسول تھے، جم غفیر تھا۔'' ایک روایت میں ہے: ''ان میں تین سو چودہ پندرہ رسول تھے۔''

فوائد: …… شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ اور دوسری احادیث دلالت کرتی ہیں کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، قرآن مجید کی آیت بھی اس فرق پر دلالت کرتی ہے: ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ (سورۂ حج: ۵۲) …… ''اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجا نہ نبی، مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا تو شیطان نے اس کی آواز میں کچھ ملا دیا۔'' ابن جریر طبری سے لے کر علامہ آلوسی تک کے عام مفسرین کا یہی مسلک ہے، امام ابن تیمیہ نے (المجموع: ۱۰/ ۲۹۰، ۷/۱۸) میں کئی مقامات میں کہا ہے: کل رسول نبی و لیس کل نبی رسولا۔ (ہر رسول نبی تو ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں۔) امام قرطبی (۱۲/۸۰) نے کہا: مہدوی نے کہا: یہی رائے صحیح ہے کہ ہر رسول نبی ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں۔

(۱۰۳۱۷) تخریج: صحیح لغیرہ، قالہ الالبانی فی صحیحتہ، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۷۸۷۱، وابن حبان: ٦۱۹۰، والحاکم: ۲/ ۲٦۲ (انظر: ۲۲۲۸۸)

قاضی عیاض نے (الشفاء) میں یہی رائے اختیار کی اور کہا: جم غفیر کا یہی مسلک ہے کہ ہر رسول نبی ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے، انھوں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا۔

اس کی مزید تائید سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس قراءت سے ہوتی ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ﴾ اس میں ''محدث'' سے مراد وہ ہے کہ جس کی طرف نیند میں وحی کی جاتی ہے، کیونکہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ابو بکر انباری نے یہ قول ((الرد)) میں ذکر کیا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: ایسی قراءات سے قرآن مجید ثابت نہیں ہوتا، بہر حال اگر یہ قول سنداً صحیح ہو تو رسول اور نبی کے مابین فرق پر دلالت کرتا ہے، مفسر قرآن مجاہد رحمہ اللہ سے بھی فرق کا قول منقول ہے، جس کو امام سیوطی نے (الدر: ٤/٣٦٦) میں ذکر کیا ہے۔............

رسول اور نبی میں فرق کیا ہے؟

علامہ زمخشری (۳/۳۷) لکھتے ہیں: والفرق بینهما ان الرسول من الأنبياء: من جَمَع الى المعجزة والكتاب المنزل عليه. والنبى غير الرسول: من لم ينزل عليه كتاب وانما امر ان يدعو الناس الى شريعة من قبله. ......ان دو کے مابین فرق: رسول، انبیاء میں سے ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ اور کتاب دونوں چیزیں دی جاتی ہیں اور نبی، رسول کے علاوہ ہوتا ہے، اس پر کتاب نازل نہیں کی جاتی، بلکہ اسے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ سابقہ رسول کی شریعت کی طرف دعوت دے۔

امام بیضاوی نے اپنی تفسیر (۴/۵۷) میں کہا: الرسول: من بعثه الله بشريعة مجدِّدة يدعو الناس اليها، والنبى يعمه، ومن بعثه لتقرير شرع سابق، كأنبياء بنى اسرائيل الذين كانوا بين موسى و عيسى ولذالك شبه النبى ﷺ علماء امته بهم. ......رسول وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے کر بھیجے اور وہ اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور نبی اس کو بھی کہتے ہیں اور اُس کو بھی جو سابقہ نبی کی شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے بھیجا جائے، جیسے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین آنے والے انبیاء تھے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو ان سے تشبیہ دی۔

میں (البانی) کہتا ہوں: امام بیضاوی شاید اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہوں: ((عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ۔)) ......''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔''

لیکن یہ حدیث سند کے اعتبار سے بے بنیاد ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر اور امام سخاوی وغیرہ نے کہا ہے اور پھر انھوں نے امام بیضاوی کی تعریف پر اعتراضات کیے، جن کا لب لباب یہ تھا کہ بیضاوی کی تعریف سے ''مجددة'' اور زمخشری کی تعریف سے ''الکتاب'' کے الفاظ حذف کر دیے جائیں، کیونکہ اسماعیل علیہ السلام پر کوئی کتاب نازل ہوئی نہ کوئی ایسی شریعت، جو از سرِ نو ہو۔ وہ تو ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا﴾ (سورۂ مریم: ٥٤) ......''وہ (اسماعیل) وعدے کے سچے اور رسول اور نبی تھے۔''

خلاصۂ کلام یہ نکلا: النبی من بعث لتقریر شرع سابق، والرسول من بعثه الله بشریعة یدعوا الناس الیها، سواء کانت جدیدة او متقدمة۔...... نبی وہ ہے جسے سابقہ شریعت کے قیام کے لیے بھیجا جائے اور رسول وہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نئی یا سابقہ شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے بھیجے اور وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ٢٦٦٨)

(١٠٣١٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ۔)) (مسند احمد: ١١٢٨٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ ......''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٥٣)

اس آیت کا مطلب ہوا کہ بعض انبیاء و رسل کی زیادہ فضیلت ہے۔

تو اس حدیثِ مبارکہ میں جس فضیلت و برتری سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اس انداز میں انبیاء و رسل کو ایک دوسرے پر فضیلت دینا ممنوع ہے، جس سے کسی کی تنقیص اور سوئے ادب لازم آئے۔

(١٠٣١٩)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا بِلُغَةِ قَوْمِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٧٣٩)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا۔''

(١٠٣٢٠)۔ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٦٢)

سیدنا اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسم کھائے، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی ہو۔''

(١٠٣١٨) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٩١٦، ومسلم: ٢٣٧٤ (انظر: ١١٢٦٥)

(١٠٣١٩) تخریج: متنه صحیح، فقد نصّ القرآن الکریم علی ذلك، واسناد هذا الحدیث منقطع (انظر: ٢١٤١٠)

(١٠٣٢٠) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ١٠٤٧، ١٥٣١، وابن ماجه: ١٠٨٥، ١٦٣٦، والنسائی: ٣/ ٩١ (انظر: ١٦١٦٢)

فوائد: ...... قارئین سے گزارش کہ وہ انبیائے کرام کے بیان کیے گئے درج ذیل نسب میں خود غور کریں کہ کس کا نسب کس سے مل رہا ہے۔

ابن سعد نے "الطبقات الکبری: ۱/ ٥٤" میں "ذكر تسمية الأنبياء وأنسابهم صلى الله عليهم و سلم" (انبیائے کرام کے اسماء وانساب کا ذکر) کے عنوان میں درج ذیل دلچسپ معلومات پیش کیں ہیں:

یہ وہ انبیاء ورسل علیہم السلام ہیں، جن کے نام شریعت میں بتلائے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا آدم علیہ السلام بھی نبی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: جی بالکل، وہ نبی تھے اور ان سے کلام بھی کیا گیا تھا...... پہلے نبی جن کو مبعوث کیا گیا وہ

ادریس (خنوخ) علیہ السلام بن یارذ بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم تھے۔

پھر نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن ادریس (خنوخ) تھے۔

ان کے بعد ابراہیم علیہ السلام بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح

پھر اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام، یہ دونوں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

ان کے بعد یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

پھر یوسف بن یعقوب بن اسحاق علیہم السلام

پھر لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارح بن ناحور بن ساروغ۔ لوط علیہ السلام، ابراہیم کے بھتیجے تھے۔

پھر ہود علیہ السلام بن عبداللہ بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح

پھر صالح علیہ السلام بن آسف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح

پھر شعیب علیہ السلام بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن

پھر موسیٰ اور ہارون علیہم السلام بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

پھر الیاس علیہ السلام بن تشبین بن العازر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب

پھر یسع علیہ السلام بن عزی بن نشوتلخ بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق

پھر یونس علیہ السلام بن متی، متی حضرت یعقوب کا ایک بیٹا تھا۔

پھر ایوب علیہ السلام بن زارح بن اموص بن لیفزن بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم

داود علیہ السلام بن ایشا بن عوید بن باعر بن سلمون بن نحشون بن عمیناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

پھر سلیمان بن داود علیہم السلام

پھر زکریا علیہ السلام بن بشوی، ان کا نسب یہوذا بن یعقوب سے ملتا ہے۔

پھر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام

پھر عیسی علیہ السلام بن مریم بنت عمران بن ماثان، ان کا نسب یہوذا بن یعقوب سے ملتا ہے۔

پھر نبی کریم محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ آپ ﷺ کا نسب اسماعیل علیہ السلام سے ملتا ہے۔

بَابُ ذِكْرُ نَبِيِّ اللّٰهِ اِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ کا بیان

تَنْبِيهٌ: ...... پچھلے باب میں انبیائے کرام کے انساب کا بیان ہو چکا ہے، اگلے ابواب میں مختلف انبیاء ورسل کا تذکرہ ہوگا، اس موضوع سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ موجود ہیں، قرآن مجید میں کئی انبیاء ورسل کا بہت تفصیلی تذکرہ موجود ہے، اس لیے ہم ان ابواب میں زیادہ تفصیل بیان نہیں کریں گے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

(۱۰۳۲۱)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، فِيْ حَدِيْثِ الْاِسْرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، فَقِيْلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ، فَفُتِحَ الْبَابُ فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِيْسَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ، ثُمَّ قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۳۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسراء والی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ہم کو چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، جب جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، تو ان سے پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: میں جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں، پس کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ان کو بلایا گیا ہے، سو دروازہ کھول دیا گیا، پس اچانک میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے حق میں خیر و بھلائی کی دعا کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ اور ہم نے اس کو بلند و بالا مقام تک بلند کر دیا۔''

فوائد: ...... اس آیت سے پچھلی آیت یہ ہے: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّه كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔﴾ ...... ''اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر، بے شک وہ نہایت سچا نبی تھا۔'' (سورۂ مریم: ۵۶)

ادریس علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے کہ آپ سچے نبی اور اللہ کے خاص بندے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مقام عطا کیا، حسن بصری کہتے ہیں کہ بلند مقام سے مراد جنت ہے۔

(۱۰۳۲۱) تخریج: أخرجه مطولا مسلم: ۱۶۲ (انظر: ۱۲۵۰۵)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾

اللہ کے نبی نوح علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ کا بیان

(۱۰۳۲۲)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُدْعٰى نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُدْعٰى قَوْمُهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ أَوْ مَا أَتَانَا مِنْ أَحَدٍ، قَالَ: فَيُقَالُ لِنُوْحٍ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ ﷺ وَأُمَّتُهُ قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ قَالَ: اَلْوَسَطُ الْعَدْلُ قَالَ: فَيُدْعَوْنَ فَيَشْهَدُوْنَ لَهُ بِالْبَلَاغِ قَالَ: ثُمَّ أَشْهَدُ عَلَيْكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۰۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نوح علیہ السلام کو قیامت والے دن بلا کر ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: جی ہاں، پھر ان کی قوم کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا: کیا نوح علیہ السلام نے تم تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، یا ہمارے پاس کوئی بھی ایسا آدمی نہیں آیا، پس نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا: کون تمہارے حق میں گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور آپ کی امت، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے: اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ وسط بنایا ہے۔ وسط کا معنی انصاف کرنے والے، پس آپ ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا، سو وہ نوح علیہ السلام کے حق میں پیغام پہنچا دینے کی شہادت دیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں تم پر گواہی دوں گا۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾...... ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں سب سے بہتر امت بنایا، تا کہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو اور رسول تم پر شہادت دینے والا بنے'' (سورۂ بقرہ: ۱۴۳)

یعنی تم خود بھی پسندیدہ امت ہو تم اور امتوں پر قیامت کے دن گواہی دو گے، کیونکہ وہ سب تمہاری فضیلت مانتے ہیں، یہاں پر ''وَسَطًا'' کا معنی بہتر اور عمدہ ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ قریش نسب کے اعتبار سے وسطِ عرب تھے اور نبی کریم ﷺ اپنی قوم میں وسط تھے یعنی اشرف نسب والے۔

نبی کریم ﷺ کی امت آپ ﷺ کی بات پر یقین کر کے یہ شہادت دے گی کہ واقعی نوح علیہ السلام نے اپنی قوم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا، ایمان و ایقان ہو تو ایسا۔

(۱۰۳۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۳۹، ٤٤٨٧ (انظر: ۱۱۲۸۳)

(۱۰۳۲۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ أَهْلَ الْمَوْقِفِ يَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ، أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغْنَا؟ فَيَقُولُ نُوحٌ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي۔)) (مسند احمد: ۹۶۲۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک میدان حشر والے لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت شکرگزار بندہ کہا ہے، پس اپنے ربّ کے ہاں ہمارے لیے سفارش تو کر دو، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حالت میں ہیں، کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے کہ ہم کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ نوح علیہ السلام کہیں گے: بیشک میرا ربّ آج اتنے غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غصے میں آیا تھا اور نہ بعد میں اتنا غصے میں آئے گا، مجھے ایک دعا کا حق تھا، لیکن وہ میں نے اپنی قوم پر پورا کر لیا، ہائے میری جان، میری جان، میری جان، جاؤ تم چلے جاؤ کسی اور کے پاس۔''

فوائد: ...... یہ ایک طویل حدیث ہے، جس کے مطابق اہل موقف مختلف رسولوں کے پاس جائیں گے، تاکہ وہ حساب و کتاب شروع ہونے کی سفارش کریں، بالآخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ سفارش کریں گے۔

(۱۰۳۲٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ أَيْضًا، قَالَ: فَيَقُولُ (يَعْنِي نُوحًا): إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ إِنِّي دَعَوْتُ بِدَعْوَةٍ أَغْرَقَتْ أَهْلَ الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَا يُهِمُّنِي الْيَوْمَ إِلَّا نَفْسِي۔ (مسند احمد: ۲٥٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شفاعت والی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس نوح علیہ السلام کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں، میں نے ایک دعا کر لی، جس کی وجہ سے اہل زمین غرق ہو گئے تھے، آج تو میرے نفس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے۔''

بَابُ ذِكْرِ أَوْلَادِهِ وَ وَصِيَّتِهِ لَهُمْ عِنْدَ وَفَاتِهِ

نوح علیہ السلام کی اولاد اور وفات کے وقت ان کی اپنی اولاد کو کی گئی وصیت کا بیان

(۱۰۳۲٥)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ مِنْ كِتَابِهِ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عربوں کے باپ سام، رومیوں کے باپ یافث

(۱۰۳۲۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹٤ (انظر: ۹٦۲۳)

(۱۰۳۲٤) تخريج: حسن لغيره، وهو حديث طويل، أخرجه الطيالسي: ۲۷۱۱، وابن ابي شيبة: ۱٤/ ۱۳٥، وروى نحو هذا الحديث الترمذي: ۳۱٤۸ (انظر: ۲٥٤٦)

(۱۰۳۲٥) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه الترمذي: ۳۲۳۱، ۳۹۳۱ (انظر: ۲۰۱۱٤)

حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَامُ اَبُوْ الْعَرَبِ، وَيَافِثُ اَبُوْ الرُّوْمِ، وَحَامُ اَبُوْ الْحَبَشِ۔)) وَقَالَ رَوْحٌ بِبَغْدَادَ مِنْ حِفْظِهِ: وَلَدُ نُوْحٍ ثَلَاثَةٌ: سَامُ وَحَامُ وَ يَافِثُ۔(مسند احمد: ٢٠٣٧٥)

اور حبشیوں کے باپ حام ہیں۔'' روح راوی نے بغداد میں اپنے حفظ سے بیان کرتے ہوئے کہا: ''نوح ؓ کے تین بیٹے تھے: سام، حام اور یافث۔''

(١٠٣٢٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ اَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوْفَةٌ بِدِيْبَاجٍ اَوْ مَزْرُوْرَةٌ بِدِيْبَاجٍ، فَقَالَ: اِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا يُرِيْدُ اَنْ يَرْفَعَ كُلَّ رَاعٍ اِبْنِ رَاعٍ، وَيَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنِ فَارِسٍ! فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُغْضَبًا فَاَخَذَ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ فَاجْتَذَبَهُ وَ قَالَ: ((لَا اَرٰى عَلَيْكَ ثِيَابَ مَنْ لَا يَعْقِلُ۔)) ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ فَقَالَ: ((اِنَّ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا اِبْنَيْهِ فَقَالَ: اِنِّيْ قَاصِرٌ عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ، آمُرُكُمَا بِاثْنَيْنِ وَاَنْهَاكُمَا عَنِ اثْنَتَيْنِ، اَنْهَاكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ، وَآمُرُكُمَا بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْخَيْرَاتِ، وَ وُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى كَانَتْ اَرْجَحَ، وَلَوْ اَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا حَلْقَةً فَوُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهِمَا لَفَصَمَتْهُمَا اَوْ لَقَصَمَتْهُمَا، وَ آمُرُكُمَا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس نے سبز شال کا جبہ پہنا ہوا تھا، اس کو ریشم کے ساتھ بند کیا گیا تھا، اس نے کہا: تمہارا یہ ساتھی چاہتا ہے کہ چرواہوں کو بلند کر دیا جائے اور گھڑ سواروں کو پست کر دیا جائے، نبی کریم ﷺ غصے کی حالت میں کھڑے ہوئے، اس کو سینے والے مقام سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا: ''مجھ تجھ پر بیوقوفوں کا لباس نہ دیکھنے پاؤں۔'' پھر آپ ﷺ واپس آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیشک جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا: میں تم کو وصیت کرنے لگا ہوں، میں تم کو دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو سے ہی منع کرتا ہوں، میں تم کو شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا حکم دیتا ہوں، اگر آسمانوں، زمینوں اور اِن کے درمیان والی چیزوں کو نیکیوں والے پلڑے میں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو دوسرا پلڑا بھاری ہو جائے گا، اور اگر آسمان اور زمین ایک کڑا ہوتے اور پھر ان پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو رکھ دیا جاتا تو یہ کلمہ ان کو توڑ دیتا اور میں تم کو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ کہنے کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔''

(١٠٣٢٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٣٠٦٩، والبخاري في "الادب المفرد": ٥٤٨ (انظر: ٧١٠١)

بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ، وَ بِهَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ۷۱۰۱)

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت فقیر اور کمزور لوگوں کی تھی اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کی اکثریت کا تعلق معاشرے کے اشراف طبقہ سے تھا، اس بدّو نے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کی۔

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ هُودٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
ہود علیہ السلام کا بیان

(۱۰۳۲۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَادِيْ عُسْفَانَ حِيْنَ حَجَّ قَالَ: ((يَا اَبَابَكْرٍ اَيُّ وَادٍ هٰذَا؟)) قَالَ: وَادِيْ عُسْفَانُ قَالَ: ((لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُوْدٌ، وَصَالِحٌ عَلٰى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللِّيْفُ، اُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ، وَ اَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّوْنَ يَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفرِ حج میں وادیٔ عسفان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے ابوبکر! یہ وادی کون سی ہے؟'' انھوں نے کہا: وادیٔ عسفان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اس وادی کے پاس سے گزرے، وہ سرخ اونٹوں پر سوار تھے، ان کی لگامیں کھجور کے پتوں کی تھیں، ان کے ازار اوڑھنے والی چادر کے تھے، ان کی چادریں دھاری دار تھیں اور وہ اس پرانے گھر کا حج کرنے کے لیے تلبیہ پکارتے ہوئے جارہے تھے۔

(۱۰۳۲۸)۔ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيْدَ الْبَكْرِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ اَشْكُوْ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا عَجُوْزٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْقَطِعٌ بِهَا فَقَالَتْ لِيْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! اِنَّ لِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَةً فَهَلْ اَنْتَ مُبَلِّغِيْ اِلَيْهِ؟ قَالَ: فَحَمَلْتُهَا فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا الْمَسْجِدُ غَاصٌّ بِاَهْلِهِ وَ اِذَا رَايَةٌ سَوْدَاءُ

حارث بن یزید بکری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں علاء بن حضرمی کی شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا، جب میں ربذہ مقام سے گزرا تو دیکھا کہ وہاں بنوتمیم کی ایک بڑھیا خاتون تھا، اس کے لیے سفر کے اسباب منقطع ہو چکے تھے، اس نے مجھ سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تقاضا ہے، کیا تو مجھے آپ ﷺ تک پہنچا سکتا ہے؟ پس میں نے اس کو اپنے ساتھ اٹھا لیا اور مدینہ منورہ پہنچ گئے، وہاں دیکھا کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی،

(۱۰۳۲۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زمعة، وسلمةُ بن وهرام مختلف فيه(انظر: ۲۰۶۷)
(۱۰۳۲۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه مطولا و مختصرا جدا الترمذى: ۳۲۷۳، ۳۲۷۴ (انظر: ۱۵۹۵٤)

تَخْفِقُ وَ بِلَالٌ مُتَقَلِّدُ السَّيْفِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ قَالُوْا: يُرِيْدُ اَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا قَالَ: فَجَلَسْتُ۔ قَالَ: فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ اَوْ قَالَ: رَحْلَهُ فَاسْتَاْذَنْتُ عَلَيْهِ فَاَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ، فَقَالَ: ((هَلْ كَانَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ بَنِيْ تَمِيْمٍ شَيْءٌ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: وَ كَانَتْ لَنَا الدَّبَرَةُ عَلَيْهِمْ وَ مَرَرْتُ بِعَجُوْزَةٍ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْقَطِعٍ بِهَا فَسَاَلَتْنِيْ اَنْ اَحْمِلَهَا اِلَيْكَ وَ هَا هِيَ بِالْبَابِ، فَاَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ بَنِيْ تَمِيْمٍ حَاجِزًا فَاجْعَلِ الدَّهْنَاءَ، فَحَمِيَتِ الْعَجُوْزُ وَ اسْتَوْفَزَتْ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاِلٰى اَيْنَ تَضْطَرُّ مُضَرَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اِنَّمَا مَثَلِيْ مَا قَالَ الْاَوَّلُ: مِعْزَاءُ حَمَلَتْ حَتْفَهَا، حَمَلْتُ هٰذِهِ وَ لَا اَشْعُرُ اَنَّهَا كَانَتْ لِيْ خَصْمًا، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ اَنْ اَكُوْنَ كَوَافِدِ عَادٍ، قَالَ: ((هِيهْ وَ مَا وَافِدُ عَادٍ؟)) (وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْهُ وَ لٰكِنْ يَسْتَطْعِمُهُ) قُلْتُ: اِنَّ عَادًا قَحَطُوْا فَبَعَثُوْا وَافِدًا لَهُمْ يُقَالُ لَهُ قَيْلٌ فَمَرَّ بِمُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ فَاَقَامَ عِنْدَهُ شَهْرًا يَسْقِيْهِ الْخَمْرَ وَ تُغَنِّيْهِ جَارِيَتَانِ يُقَالُ لَهُمَا: الْجَرَادَتَانِ، فَلَمَّا مَضَى الشَّهْرُ خَرَجَ اِلٰى جِبَالِ تِهَامَةَ فَنَادٰى: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ لَمْ اَجِیْءْ اِلٰى

سیاہ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تلوار لٹکا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے، میں نے کہا: لوگوں کا کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کسی غزوے میں بھیجنا چاہتے ہیں، پس میں بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوگئے، پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی، پس میں داخل ہوا اور سلام کہا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمہارے اور بنوتمیم کے درمیان کوئی مسئلہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر میں (حارث) نے کہا: ہمارا ان پر غلبہ تھا اور میں بنوتمیم کی ایک بڑھیاں خاتون کے پاس سے گزرا، اس کے سفر کے اسباب منقطع ہو چکے تھے، اس نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کو آپ تک پہنچاؤں، اب وہ درروازے پر موجود ہے، پھر آپ ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ اندر آ گئی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمارے اور بنوتمیم کے درمیان کوئی حد مقرر کرنا چاہتے ہیں تو دہناء مقام کا تعین کر دیں۔ یہ بات سن کر اس بڑھیا کو غیرت آ گئی تو اس نے اتنی باتیں کیں کہ اپنا پورا حق وصول کر لیا، پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنے مضر کو کہاں تک مجبور کریں گے؟ اس کی باتیں سن کر میں نے کہا: میری مثال تو وہ ہے، جس کے بارے میں پہلے کسی نے کہا: معزاء نے اپنی موت کو اٹھا رکھا ہے، میں اس بڑھیا کو اٹھا کر لایا، جبکہ مجھے شعور بھی نہیں تھا کہ مجھ سے جھگڑنے لگے گی، میں اس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں عادیوں کے قاصد کی طرح ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ذرا بیان کرو، عادیوں کا قاصد کون تھا؟'' آپ ﷺ خود اس بات کو زیادہ جانتے

مَرِيْضٍ فَأُدَاوِيَهُ، وَلَا إِلَى أَسِيْرٍ فَأُفَادِيَهُ، اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَادًا مَا كُنْتَ تَسْقِيْهِ، فَمَرَّتْ بِهِ سَحَابَاتٌ سُوْدٌ فَنُوْدِيَ مِنْهَا اخْتَرْ، فَأَوْمَأَ إِلَى سَحَابَةٍ مِنْهَا سَوْدَاءَ فَنُوْدِيَ مِنْهَا خُذْهَا رَمَادًا رِمْدَدًا لَا تُبْقِ مِنْ عَادٍ أَحَدًا، قَالَ: فَمَا بَلَغَنِيْ أَنَّهُ بُعِثَ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيْحِ إِلَّا قَدْرُ مَا يَجْرِيْ فِيْ خَاتِمِيْ هٰذَا حَتّٰى هَلَكُوْا، قَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: وَصَدَقَ قَالَ: فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ وَالرَّجُلُ إِذَا بَعَثُوْا وَافِدًا لَهُمْ، قَالُوْا: لَا تَكُنْ كَوَافِدِ عَادٍ۔ (مسند احمد: ١٦٠٥٠)

تھے، لیکن اب اس سے سننا چاہتے تھے، میں نے کہا: عاد قوم قحط میں مبتلا ہوگئی، انھوں نے قَیل نامی قاصد کو بھیجا، وہ معاویہ بن بکر کے پاس سے گزرا اور ایک ماہ تک اس کے ہاں ٹھہرا، وہ اس کو شراب پلاتا اور اس کے لیے دو لونڈیاں گانے گاتی تھیں، ان لونڈیوں کو جرادتان کہتے تھے، جب ایک ماہ گزر گیا تو وہ آدمی تہامہ کے پہاڑوں کی طرف نکلا اور اس نے یہ آواز دی: اے اللہ! بیشک تو جانتا ہے کہ میں نہ کسی مریض کا دوا دارو کرنے کے لیے آیا ہوں اور نہ کسی قیدی کو چھڑانے آیا ہوں، اے اللہ! تو عادیوں پر وہی بارش نازل فرما، جو تو پہلے نازل کرتا تھا، پس اس کے پاس سے کالے کالے بادل گزرے اور اس سے کہا: ان میں سے ایک بادل کو منتخب کر، اس نے ایک سیاہ رنگ کی بدلی کی طرف اشارہ کیا، پس اس کو آواز دی گئی: اب لے اس کو، یہ تو آگ کے ساتھ ہونے والی ہلاکت ہے، یہ قومِ عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گی، پھر انھوں نے کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ ان پر اتنی ہوا بھیجی گئی، جو میری اس انگوٹھی سے گزر سکتی تھی، لیکن اس سے بھی وہ ہلاک ہو گئے۔ ابو وائل کہتے ہیں: حارث نے سچ کہا، اسی وجہ سے جب کوئی عورت یا مرد اپنا قاصد بھیجتے تھے تو وہ کہتے تھے: قومِ عاد کے قاصد کی طرح نہ ہو جانا۔

فوائد:...... ''مِعْزَاءُ حَمَلَتْ حَتْفَهَا'' (معزاء نے اپنی موت کو خود اٹھا رکھا ہے) یہ ایک ضرب المثل ہے، اس کا مصداق وہ شخص ہے جو ایسے امر کا خود سبب بنتا ہے، جس میں اس کی اپنی ہلاکت ہوتی ہے، جبکہ اسے شعور تک نہیں ہوتا۔

درج ذیل آیات میں قوم عاد کی اسی ہلاکت کا بیان ہے:

﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ۔﴾...... ''اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے، جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اس نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھے گا جیسے وہ کھجوروں کے

گرے ہوئے تنے ہوں۔ تو کیا تو ان کا کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتا ہے؟'' (سورۂ حاقہ: ٦ تا ٨)

بَابُ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَالِحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اللہ کے نبی صالح عَلَیْہِ السَّلَامُ کا ذکر

(١٠٣٢٩)۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَسْأَلُوْا الْآیَاتِ وَقَدْ سَأَلَهَا قَوْمُ صَالِحٍ فَكَانَتْ تَرِدُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ، وَتَصْدُرُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ، فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَعَقَرُوْهَا، فَكَانَتْ تَشْرَبُ مَاءَ هُمْ یَوْمًا وَیَشْرَبُوْنَ لَبَنَهَا یَوْمًا فَعَقَرُوْهَا فَأَخَذَتْهُمْ صَیْحَةٌ، أَهْمَدَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ تَحْتِ أَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا كَانَ فِیْ حَرَمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) قِیْلَ: مَنْ هُوَ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَبُوْ رِغَالٍ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ أَصَابَهُ مَا أَصَابَ قَوْمَهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٠٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب رسول اللہ ﷺ (غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران قومِ ثمود کے شہر) حجر کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''معجزات کی طرح کی نشانیوں کا مطالبہ نہ کیا کرو، صالح عَلَیْہِ السَّلَامُ کی قوم نے ان کے بارے میں سوال کیا تھا، (پس اونٹنی کی صورت میں ان کا یہ مطالبہ پورا کیا گیا)، وہ ایک راستے سے آتی تھی اور دوسرے راستے سے نکل جاتی تھی، لیکن انھوں نے سرکشی کی اور اس کی کونچیں کاٹ دیں، وہ ایک دن میں ان کا پانی پی جاتی تھی اور وہ ایک دن میں ان کا دودھ پیتے تھے، لیکن انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، اس وجہ سے ایک چیخ ان پر چھا گئی اور اللہ تعالیٰ نے آسمانی کی نچلی سطح کے نیچے والے ان سب کو ہلاک کر دیا، صرف ایک آدمی بچا، وہ اللہ تعالیٰ کے حرم میں تھا۔'' کسی نے کہا: وہ آدمی کون تھا؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ابو رغال تھا، جب حرم سے نکلا تو وہ اسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا، جس میں اس کی قوم مبتلا ہوئی تھی۔''

(١٠٣٣٠)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِیٌّ رَفِیْقَیْنِ فِیْ غَزْوَةِ ذَاتِ الْعُشَیْرَةِ فَذَكَرَ قِصَّةً، وَذَكَرَ أَنَّهُمَا نَامَا عَلَى التُّرَابِ، قَالَ: فَیَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِیٍّ: ((یَا أَبَا تُرَابٍ!)) لِمَا یَرٰی عَلَیْهِ مِنَ التُّرَابِ، قَالَ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمَا

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ ذات العشیرہ میں رفیق تھے، پھر انھوں نے ایک قصہ بیان کیا، اس میں یہ ذکر بھی تھا کہ وہ دونوں مٹی پر سو گئے، اس دن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''اے ابوتراب'' کی کنیت سے پکارا، کیونکہ ان کے وجود پر مٹی نظر آ رہی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھارے لیے دو بدبخت ترین مردوں کی

(١٠٣٢٩) تخریج: حدیث قوی، أخرجه البزار: ١٨٤٤، والحاکم: ٢/ ٣٢٠ (انظر: ١٤١٦٠)

(١٠٣٣٠) تخریج: حسن لغیره، أخرجه الحاکم: ٣/ ١٤٠ (انظر: ١٨٣٢١)

بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلٰى، يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أُحَيْمِرُ ثَمُوْدَ الَّذِىْ عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِىْ يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ! عَلٰى هٰذِهِ (يَعْنِى قَرْنَهُ) حَتّٰى تُبَلَّ مِنْهُ هٰذِهِ (يَعْنِى لِحْيَتَهُ)۔)) (مسند احمد: ١٨٥١١)

نشاندہی نہ کروں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احیمر ثمودی، جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور وہ آدمی جو (اے علی!) تیرے سر پر مارے گا، حتی کہ تیری (داڑھی) خون سے بھیگ جائے گی۔''

(١٠٣٣١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ ؓ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ النَّاقَةَ وَذَكَرَ الَّذِىْ عَقَرَهَا فَقَالَ: ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ......﴾ اِنْبَعَثَ رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيْزٌ مَنِيعٌ فِى رَهْطِهِ مِثْلُ ابْنِ زَمْعَةَ۔)) ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُمْ فِيهِنَّ، اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٦٣٢٤)

سیدنا عبداللہ بن زمعہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطاب کیا اور اونٹنی کا اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''جب اس قوم کا بدبخت شخص اٹھا، ......'' ایک خبیث، شریر، سردار اور اپنی قوم کا مطاع کھڑا ہوا، جیسے ابن زمعہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے متعلق مردوں کو وعظ و نصیحت کی ......۔

فوائد: ......صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ ایک نافرمان قوم تھی، انھوں نے اپنے پیغمبر سے مطالبہ کیا کہ وہ پتھر کی چٹان سے اس طرح ایک اونٹنی نکال کر دکھائے کہ وہ بھی دیکھ رہے ہوں۔ صالح نے ان سے عہد لیا کہ اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معجزے کا اظہار کر دیا، لیکن باغیوں کا ایمان لانا تو درکنار، انھوں نے تو سرے سے اونٹنی کا قصہ ہی تمام کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں مبتلا ہو گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا۔﴾ (سورۂ شمس: ١٢ تا ١٤) ......

''قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلا دیا۔ جب ان کا بڑا بدبخت کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو (نیست و نابود کر کے) برابر کر دیا۔''

اکثر مفسرین کے نزدیک اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے بدبخت کا نام قدار بن سالف تھا، وہ اس بغاوت کی وجہ سے رئیس الاشقیاء (سب سے بڑا بدبخت) بن گیا۔ چونکہ اس شرارت میں پوری قوم شریک تھی، اس لیے اس آیت میں اس جرم کو پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا، وگرنہ عملی طور پر ایک شخص نے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے، یہ صدارت و امامت کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے

(١٠٣٣١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٥٥ (انظر: ١٦٢٢٣)

فارس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوتیں اور سازشیں کیں، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر عبدالرحمن بن ملجم مراوی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور تینوں اس رائے پر متفق ہو گئے کہ سیدنا علی، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے، انھوں نے اس ناپاک عزم کی تکمیل کے لیے ۱۶ رمضان ۴۰ھ جمعہ کے دن فجر کی نماز کا تقرر کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبدالرحمن بن ملجم نے سنبھالی اور کوفہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے ہم خیالوں نے وردان نامی شخص کو ابن ملجم کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا، شبیب بن شجرہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں پچھلی رات مسجد کوفہ میں پہنچ گئے اور دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسبِ عادت لوگوں کو نماز کے لیے آوازیں دیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے وردان نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر اس کی تلوار دروازے کی چوکھٹ یا دیوار پر پڑی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم فوراً لپکا اور آپ کی پیشانی پر تلوار کا ہاتھ مارا، جو بہت کاری پڑا۔ اس زخم کے صدمہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہو گئے۔ بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو قصاصاً ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

(۱۰۳۳۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِوَادِيْ عُسْفَانَ حِيْنَ حَجَّ قَالَ: ((يَا اَبَا بَكْرٍ! اَيُّ وَادٍ هٰذَا؟)) قَالَ: وَادِيْ عُسْفَانَ، قَالَ: ((لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُوْدٌ وَ صَالِحٌ عَلٰى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللِّيْفُ، أُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ، وَاَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّوْنَ يَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر حج میں وادیٔ عسفان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے ابو بکر! یہ وادی کون سی ہے؟'' انھوں نے کہا: وادیٔ عسفان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اس وادی کے پاس سے گزرے، وہ سرخ اونٹوں پر سوار تھے، ان کی لگامیں کھجور کے پتوں کی تھیں، ان کے ازار اوڑھنے والی چادر کے تھے، ان کی چادریں دھاری دار تھیں اور وہ اس پرانے گھر کا حج کرنے کے لیے تلبیہ پکارتے ہوئے جا رہے تھے۔

بَابُ مُرُوْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِوَادِي الْحِجْرِ مِنْ اَرْضِ ثَمُوْدَ عَامَ تَبُوْكَ

غزوۂ تبوک والے سال نبی کریم ﷺ کا حجر وادی سے گزرنا، جس کا تعلق ثمود کی زمین سے ہے

(۱۰۳۳۳)۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ عَامَ تَبُوْكَ نَزَلَ بِهِمُ الْحِجْرَ عِنْدَ بُيُوْتِ ثَمُوْدَ، فَاسْتَقَى النَّاسُ مِنَ الْآبَارِ الَّتِيْ كَانَ يَشْرَبُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک والے سال حجر مقام پر صحابہ سمیت اترے، یہ مقام ثمود کے گھروں کے پاس تھا، لوگوں نے ان کنوں سے پانی لیا، جن سے ثمودی لوگ پانی پیتے تھے، پس انھوں نے اس پانی

(۱۰۳۳۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف زمعة، وسلمةُ بن وهرام مختلف فيه(انظر: ۲۰۶۷)
(۱۰۳۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۷۹، ومسلم: ۹۸۱ (انظر: ۵۹۸٤)

مِنْهَا ثَمُوْدُ، فَعَجَنُوْا مِنْهَا وَنَصَبُوْا الْقُدُوْرَ بِاللَّحْمِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَهْرَاقُوْا الْقُدُوْرَ، وَعَلَفُوْا الْعَجِيْنَ الْإِبِلَ، ثُمَّ ارْتَحَلَ بِهِمْ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ عَلَى الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَتْ تَشْرَبُ مِنْهَا النَّاقَةُ، وَنَهَاهُمْ أَنْ يَدْخُلُوْا عَلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ عُذِّبُوْا، قَالَ: ((إِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ٥٩٨٤)

سے آٹا گوندھا اور ہنڈیوں میں گوشت پکانا شروع کر دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے ہنڈیاں انڈیل دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا، پھر آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ کیا، یہاں تک کہ اس کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا، جس سے اونٹنی پانی پیتی تھی، آپ ﷺ نے لوگوں کو عذاب دیئے جانے والی قوم کے علاقے میں داخل ہونے سے منع کیا اور فرمایا: ''میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو اس عذاب میں مبتلا کر دیا جائے، جس میں ان لوگوں کو مبتلا کیا گیا تھا، پس ان پر داخل نہ ہوا کرو۔''

(١٠٣٣٤)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْا أَمَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَكُمْ۔)) وَتَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) ((فَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٣٤٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حجر مقام سے گزرے تو فرمایا: ''ظلم کرنے والے لوگوں کے علاقے میں داخل نہ ہو، مگر اس حالت میں کہ تم رو رہے ہو، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو بھی اس عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر اوڑھ لی، جبکہ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم رونے کی حالت میں نہ ہو تو ان پر داخل نہ ہوا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔''

فوائد:...... جو سابقہ قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوئی، اس کے مقام کے بارے میں یہ احکام ہیں۔

(١٠٣٣٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَسَارَعَ النَّاسُ إِلٰى أَهْلِ الْحِجْرِ

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران لوگوں نے (ثمود کی منازل) حجر کی طرف جلدی کی اور وہ ان میں داخل ہونے لگ گئے، جب رسول اللہ ﷺ

(١٠٣٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٨٠، ومسلم: ٢٩٨٠ (انظر: ٥٣٤٢)

(١٠٣٣٥) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن ابي كبشة لين الحديث اذا انفرد، ولم يُتابع على هذا الحديث، واسماعيل بن اوسط مختلف فيه، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/ ٥٤٦، و الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨٥٢ (انظر: ١٨٠٢٩)

يَـدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـنَـادٰى فِـىْ النَّاسِ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، قَالَ: فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ مُمْسِكٌ بَعِيْرَهُ وَ هُـوَ يَـقُـوْلُ: ((مَـا تَـدْخُـلُوْنَ عَلٰى قَوْمٍ غَـضِـبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔)) فَنَادَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ: نَـعْـجَـبُ مِنهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَفَـلَا أُنْـذِرُكُـمْ بِـاَعْـجَـبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ رَجُلٌ مِنْ اَنْـفُسِـكُمْ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَ مَا كَانَ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، فَاسْتَقِيْمُوْا وَسَدِّدُوْا فَاِنَّ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَعْبَأُ بِعَذَابِكُمْ شَيْئًا، وَ سَيَـاْتِـىْ قَـوْمٌ لَا يَـدْفَـعُـوْنَ عَنْ اَنْفُسِهِمْ بِشَىْءٍ۔)) (مسند احمد: ١٨١٩٢)

کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں یہ اعلان کیا: ''اَلـصَّلَاةُ جَامِعَةٌ''، وہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کو روکا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: ''تم ایسی قوم پر کیوں داخل ہوتے ہو، جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے؟'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان سے تعجب ہوتا ہے، اس لیے ان کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے تم کو اس سے زیادہ تعجب والے معاملہ سے نہیں ڈرایا؟ تم میں ہی ایک آدمی ہے، وہ تم کو ان امور کی بھی خبر دیتا ہے، جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں اور ان امور کی بھی، جو تم سے بعد میں ہونے والے ہیں، پس تم سیدھے ہو جاؤ اور راہِ صواب پر چلتے رہو، پس بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی پرواہ نہیں کرے گے اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو کسی چیز کو اپنے نفسوں سے دفع نہیں کریں گے۔''

بَـابُ ذِكْـرِ اِبْرَاهِـيْمَ الْخَلِيْلِ وَ فَضْلِهِ عَلَيْهِ وَ عَلٰى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

ابراہیم خلیل علیہ السلام اور ان کی فضیلت کا بیان

(١٠٣٣٦)۔ عَـنْ اَنَـسٍ رضی اللہ عنہ، قَـالَ: قَـالَ رَجُلٌ لِلنَّبِىِّ ﷺ: يَاخَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ: ((ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ اَبِىْ۔)) (مسند احمد: ١٢٩٣٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے مخلوق میں سے بہترین؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میرے باپ ابراہیم تھے۔''

فــوائــد:...... نبی کریم ﷺ خود افضل البشر ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، میدانِ حشر میں آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے اور آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے محض عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو ''خَيْرُ الْبَرِيَّة'' کہا ہے۔

(١٠٣٣٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١٠٣٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٦٩ (انظر: ١٢٩٠٨)

(١٠٣٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو الضحى لم يدرك ابن مسعود، أخرجه الترمذى: ٢٩٩٥ (انظر: ٣٨٠٠)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً، وَ اِنَّ وَلِيِّ مِنْهُمْ اَبِيْ وَ خَلِيْلُ رَبِّيْ اِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: ثُمَّ قَرَاَ ﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ ......الخ﴾ الْآيَةَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۰۰)

فرمایا: ''بیشک ہر نبی کے انبیاء میں سے دوست ہوتے ہیں اور ان میں سے میرے دوست میرے باپ اور میرے ربّ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''بیشک سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں، جنہوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ٦٨)

(۱۰۳۳۸)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ (مسند احمد: ۸۳۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، جب انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، اس نے کہا: کیا ابھی تک تو ایمان نہیں لایا، ابراہیم نے کہا: جی کیوں نہیں، (میں اس لیے سوال کر رہا ہوں تاکہ) میرا دل مطمئن ہو جائے۔''

فوائد: ......امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب ثبت کیا ہے: ''باب زيادة طمأنينة القلب بتظاهر الأدلة فيه '' (ظاہر دلائل کی وجہ سے دل کے اطمینان کے زیادہ ہونے کا بیان) پھر امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا: شک کرنے سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں اہل علم میں اختلاف پایا جاتا ہے، سب سے بہترین اور صحیح ترین جواب وہ ہے جو امام شافعی کے شاگرد امام ابو ابراہیم مزنی اور دوسرے کئی اہل علم نے دیا ہے، ان کے جواب کا مفہوم یہ ہے: مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام کے حق میں شک کرنا محال ہے، آپ ﷺ فرمانا چاہتے ہیں: اگر انبیائے کرام کو شک ہوسکتا ہوتا میں شک کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مستحق ہوتا، پس تم جان لو کہ میں نے شک نہیں کیا، سو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا۔ (شرح مسلم للنووی)

(۱۰۳۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَاَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَرَاَ ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ﴾۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اس حالت میں اکٹھا کیا جائے گا کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور غیر مختون ہوں گے، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جیسے ہم نے پہلی تخلیق کی ابتدا کی، ایسے ہی

(۱۰۳۳۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٣٧، ومسلم: ١٥١ (انظر: ٨٣٢٨)

(۱۰۳۳۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٤٩، ٣٤٤٧ (انظر: ١٩٥٠)

ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے۔‘‘

(۱۰۳۴۰)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَيْهِ ثَمَانُوْنَ سَنَةً، وَ اخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ۔)) (مسند احمد: ۸۲٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رحمٰن کے خلیل ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں تیشے کے ساتھ ختنہ کیا تھا۔‘‘

(۱۰۳٤۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُصُّ شَارِبَهُ، وَ كَانَ اَبُوْكُمْ اِبْرَاهِيْمُ مِنْ قَبْلِهِ يَقُصُّ شَارِبَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی موچھیں کاٹتے تھے اور آپ ﷺ سے پہلے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام اپنی موچھیں کاٹتے تھے۔

بَابُ هِجْرَةِ اِبْرَاهِيْمَ عليه السلام اِلَى بِلَادِ الشَّامِ وَدُخُوْلِهِ الدِّيَارَ الْمِصْرِيَّةَ وَقِصَّةِ سَارَةَ مَعَ مَلِكِ مِصْرَ

ابراہیم علیہ السلام کا شام کے شہروں کی طرف ہجرت کرنے، راستے میں مصر کے شہروں میں داخل ہونے اور سیدہ سارہ علیہا السلام کا مصر کے بادشاہ کے ساتھ قصے کا بیان

(۱۰۳٤۲)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، قَوْلُهُ حِيْنَ دُعِيَ اِلٰى آلِهَتِهِمْ: ﴿اِنِّي سَقِيْمٌ﴾ وَ قَوْلُهُ: ﴿فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ وَقَوْلُهُ لِسَارَةَ: اِنَّهَا اُخْتِيْ، قَالَ: وَدَخَلَ اِبْرَاهِيْمُ قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ اَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيْلَ: دَخَلَ اِبْرَاهِيْمُ اللَّيْلَةَ بِامْرَاَةٍ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ قَالَ: فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ الْمَلِكُ اَوِ الْجَبَّارُ: مَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے تھے، (۱) جب ان کو ان کی قوم کے باطل معبودوں کی طرف بلایا گیا تو انھوں نے کہا: میں بیمار ہوں، (۲) انھوں نے بتوں کو توڑنے کے بعد کہا: یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے اور (۳) انھوں نے اپنی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام کے بارے میں کہا: بیشک یہ تو میری بہن ہے، آخری بات کی تفصیل یہ ہے: ابراہیم علیہ السلام ایک بستی میں داخل ہوئے، اس میں ایک بادشاہ یا کوئی جابر حکمران تھا، اس کو بتلایا گیا کہ آج رات ابراہیم انتہائی خوبصورت

(۱۰۳٤۰) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٢٩٨ (انظر: ٨٢٨١)

(۱۰۳٤۱) تخريج: اسناده ضعيف، سماك بن حرب حسن الحديث الا ان فی روايته عن عكرمة، فان فيها اضطرابا، أخرجه الترمذی: ٢٧٦٠ (انظر: ٢٧٣٨)

(۱۰۳٤۲) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاری: ٢٢١٧، ٢٦٣٥، ٦٩٥٠، ومسلم: ٢٣٧١ (انظر: ٩٢٤١)

هٰـذِهِ مَـعَكَ؟ قَـالَ: أُخْتِيْ قَالَ: اَرْسِلْ بِهَا، قَـالَ: فَـاَرْسَـلَ بِهَـا اِلَيْهِ قَالَ لَهَا: لَا تُكَذِّبِيْ قَـوْلِـيْ فَـاِنِّـيْ اَخْبَـرْتُهُ اَنَّكِ اُخْتِيْ اِنْ عَلَى الْاَرْضِ مُـؤْمِـنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَـلَتْ اِلَيْهِ قَامَ اِلَيْها، قَالَ: فَاَقْبَلَتْ تَوَضَّأُ وَتُـصَـلِّيْ وَتَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِيْ اِلَّا عَـلٰـى زَوْجِـيْ فَـلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ، قَـالَ: فَـغُـطَّ حَتّٰـى رَكَـضَ بِـرِجْلِهِ، قَالَ اَبُـوْ الزِّنَادِ: قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَـنْ اَبِـيْ هُرَيْرَةَ اَنَّها قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اِنْ يَمُتْ يُقَلْ هِيَ قَتَلَتْهُ، قَالَ: فَاُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ اِلَيْها، فَـقَـامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ وَ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُـنْـتَ تَـعْلَمُ اَنِّيْ آمَنْتُ بِكَ وَ بِرَسُوْلِكَ وَ اَحْـصَـنْـتُ فَـرْجِيْ اِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَـلَا تُسَـلِّـطْ عَـلَـيَّ الْـكَـافِرَ، قَالَ: فَغُطَّ حَتّٰى رَكَـضَ بِـرِجْـلِـهِ، قَالَ اَبُوْ الزِّنَادِ: قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ انها قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اِنْ يَمُتْ يُقَلْ اِنَّها قَتَلَتْهُ، قَالَ: فَاُرْسِلَ، فَقَالَ: فِـيْ الثَّـالِثَةِ وَ الـرَّابِـعَةِ مَـا اَرْسَلْتُمْ اِلَيَّ اِلَّا شَيْـطَـانًا اِرْجِعُوْهَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اَعْطُوْهَا هَـاجَـرَ، قَـالَ: فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ لِاِبْرَاهِيْمَ: اَشَـعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، رَدَّ كَيْدَ الْكَافِرِ وَ اَخْدَمَ وَلِيْدَةً۔)) (مسند احمد: ۹۲۳۰)

عورت کے ساتھ ہماری بستی میں داخل ہوا ہے، اس نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو بلا بھیجا اور پھر پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ نے کہا: یہ میرے بہن ہے، اس نے کہا: اس کو میری طرف بھیج، پس آپ نے ان کو اس طرف بھیجا اور کہا: میری بات کو جھوٹا نہ کرنا، میں اس کو بتلا چکا ہوں کہ تم میری بہن ہو (لہٰذا تم نے بھی اپنے آپ کو میری بہن ظاہر کرنا ہے)، کیونکہ زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی مؤمن نہیں ہے، پس جب سیدہ عَلَیْہَا السَّلَام اس پر داخل ہوئیں تو وہ ان کی طرف اٹھا، انھوں نے وضو کر کے نماز ادا کی اور کہا: اے اللہ! اگر تو میرے بارے میں جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند کے علاوہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ پس اس دعا کے اثر سے اس سے دم گھٹنے کی آواز آنے لگی اور وہ پاؤں کو زمین پر مارنے لگ گیا، یہ صورتحال دیکھ کر سیدہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو کہا جائے گا کہ اس خاتون نے اس کو قتل کر دیا ہے، پس اس کی وہ کیفیت چھٹ گئی اور وہ پھر ان کی طرف کھڑا ہوا، سیدہ نے اس بار پھر وضو کر کے نماز ادا کی اور کہا: اے اللہ! اگر تو میرے بارے میں جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند کے علاوہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ اس بادشاہ کی پھر دم گھٹنے کی آواز آنے لگی اور وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا، سیدہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو کہا جائے گا کہ اس خاتون نے اس کو قتل کیا ہے، پس اس کی وہ کیفیت چھٹ گئی، اس نے تیسری یا چوتھی بار کہا: تم لوگوں نے تو میری طرف کوئی شیطان بھیجا ہے، اس کو ابراہیم کی طرف لوٹا دو اور اس کو ہاجر دے دو، پس وہ لوٹ آئیں اور ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے کہا: کیا آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے مکر کو ردّ

کردیا ہے اور اس نے خدمت کے لیے ایک لونڈی بھی دی ہے۔''

فوائد: ......ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے، بعض ناعاقبت اندیشوں نے اس حدیثِ مبارکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے سے اس وجہ سے انکار کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جھوٹ بولیں۔ ان کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ دو امور کا ذکر تو قرآن مجید میں ہے، اب کیا ان آیات کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا انکار کر دیا جائے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہوتے تھے، بیٹے کو ذبح کرنے اور آگ میں پھینکے جانے جیسی کڑی آزمائشوں میں بھی ابراہیم علیہ السلام نے پست ہمتی کا سوچنا گوارا نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رخصت، شریعت کا حسن ہوتی ہے، ہماری شریعت میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں، شریعت نے ہمیشہ صدق اور سچائی کی تعلیم دی اور اسی کی مدح سرائی کی، لیکن کسی بڑی مصلحت کی خاطر اسی شریعت نے بعض صورتوں میں خلافِ واقعہ بات کہہ دینے کی اجازت دی۔

ایک اور اہم نقطہ یہ ہے کہ جب کسی نبی کے ذریعے شرعی قوانین مرتب کیے جارہے ہوتے ہیں، اس وقت صرف اس نبی کی ایمانی قوت، عملی رغبت اور تعلق باللہ کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ اس کے امتیوں کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے، انبیاء و رسل کا اللہ تعالیٰ پر اتنا مضبوط ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے کہ کڑا سے کڑا امتحان اور انتہائی کٹھن مرحلہ ان میں تردّد اور تزلزل پیدا نہیں کرسکتا، یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال اس لیے ترک کر دیتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی آسانی میں رہیں۔ جب شرعی قوانین کو ترتیب دیا جاتا ہے، اس وقت افراد کی فطرتوں اور مجبوریوں کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے، ان میں سے ایک مجبوری کسی خاص وقوعہ میں غلط بیانی اور خلافِ واقعہ بات کرنا ہے اور اس میں جہاں امت کے لیے بڑی آسانی ہے، وہاں شریعت کا حسن بھی نظر آتا ہے کہ اس نے بعض امور میں متبادل کی کوئی گنجائش نہیں رکھی، لیکن بعض میں افراد کے لیے سہولت کو پسند کیا۔ دیکھیں جب تک کسی بالغ شخص کا ہوش برقرار ہے، اس کے لیے ترکِ نماز کی کوئی گنجائش نہیں ہے، لیکن صرف مریض کی مرض کو دیکھ روزہ ترک کرنے کی سہولت دے دی جاتی ہے اور وہ مستقل مریض ہو تو روزوں کی مستقل رخصت دے دی جاتی ہے اور اس کے عوض کفارہ کی تھوڑی سی مقدار قبول کر لی جاتی ہے، بالکل اسی طرح جہاں شریعت نے سچ بولنے کو فرض کیا، اس کو سراہا، اس کو نیک لوگوں کی صفت قرار دیا، وہاں بعض مواقع پر غلط بیانی کی رخصت بھی دے دی، تاکہ امت بوجھ محسوس نہ کرے۔

حدیث نمبر (۹۸۹۷) میں جھوٹ کے جواز کی صورتیں گزر چکی ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ مُهَاجَرَةِ اِبْرَاهِيمَ بِابْنِهِ اِسْمَاعِيلَ وَ اُمِّهِ هَاجَرَ اِلَى جِبَالِ فَارَانَ وَ هِيَ اَرْضُ مَكَّةَ وَ سَبَبُ وُجُوْدِ زَمْزَمَ وَبَنَائِهِ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ

ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا اپنے بیٹے اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی ماں سیدہ ہاجر عَلَیْہَا السَّلَام کے ساتھ مکہ مکرمہ کے علاقے کے فاران کے پہاڑوں کی طرف ہجرت کرنا اور اس کے سبب سے زمزم کا وجود میں آنا اور بیت عتیق کا تعمیر ہونا

(١٠٣٤٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ اَيُّوْبَ وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَوَّلُ مَا اتَّخَذَتِ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ اُمِّ اِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعْفِيَ اَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ، اَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْاُنْسَ فَنَزَلُوْا، وَ اَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ۔)) و قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَ نَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا۔))

(مسند احمد: ٣٢٥٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے کہا: سب سے پہلے جس خاتون نے کمر پر باندھی جانے والی پٹی استعمال کی، وہ ام اسماعیل تھیں، انھوں نے سیدہ سارہ عَلَیْہَا السَّلَام پر اس کے نشان کو چھپانے کے لیے پٹی کا اہتمام کیا، پھر انھوں نے بقیہ حدیث ذکر کی اور کہا: اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم کرتے، اگر انھوں نے زمزم کو چھوڑ دیا ہوتا، ایک روایت میں ہے: اگر وہ زمزم سے چلو نہ بھرتیں تو وہ ایک جاری چشمہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز نے ام اسماعیل کو پا لیا کہ وہ مانوسیت کو پسند کرتی تھیں، پس وہ وہاں اتر پڑے اور انھوں نے اپنے اہل کی طرف بھی پیغام بھیجا، سو وہ بھی وہاں آ کر ٹھہر گئے، ....، پس سیدہ ہاجر عَلَیْہَا السَّلَام صفا سے اتریں، یہاں تک کہ وادی میں پہنچیں اور اپنی قمیص کا کنارہ اٹھایا، پھر مشقت میں پڑے ہوئے انسان کی طرح دوڑیں، یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا، پھر وہ مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑے ہو کر دیکھا، تاکہ ان کو کوئی آدمی نظر آ جائے، لیکن وہ کسی کو نہ دیکھ سکیں، پس انھوں نے سات دفعہ ایسے ہی کیا۔'' سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی وجہ سے لوگ صفا مروہ کی سعی کرتے ہیں۔''

(١٠٣٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه بنحوه البخاري: ٣٣٦٥ (انظر: ٣٢٥٠)

فوائد: ......سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسرائیلیات روایت کرنے والے صحابہ میں سے نہیں تھے، اس لیے ظاہر بات تو یہی ہے کہ ان کی اس موقوف حدیث کو مرفوع سمجھا جائے۔

صحیح بخاری میں اس موضوع سے متعلقہ دو روایات مفصل ہیں، ہم اس کا متن پیش کرتے ہیں، آپ توجہ کے ساتھ ان کا مطالعہ کریں، بڑے دلچسپ امور کا بیان ہے:

۱۔سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلٰى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَاللّٰهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتّٰى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ ﴿إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُونَ﴾ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى أَحَدًا! فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غُوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا۔)) قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ

بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَاءُ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِينُنِي قَالَ وَأُعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي

حَتّٰی إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰی يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ ...... عورتوں نے سب سے پہلے ازار بند بنانا اسماعیل کی ماں سے سیکھا انہوں نے ازار بند بنایا تا کہ اپنے نشانات کو سارہ سے چھپائیں پھر انہیں اور ان کے لڑکے اسماعیل کو ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے اور وہ انہیں دودھ پلاتی تھیں تو ان دونوں کو مسجد کے اوپر کے حصہ میں زمزم کے پاس کعبہ کے قریب ایک درخت کے پاس بٹھا دیا اور اس وقت مکہ میں نہ تو آدمی تھا نہ پانی ابراہیم علیہ السلام نے انہیں وہاں بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجوریں اور مشکیزہ میں پانی رکھ دیا اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام لوٹ کر چلے تو اسماعیل کی والدہ نے ان کے پیچھے دوڑ کر کہا اے ابراہیم علیہ السلام کہاں جا رہے ہو اور ہمیں ایسے جنگل میں جہاں نہ کوئی آدمی ہے نہ اور کچھ (کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہو؟) اسماعیل کی والدہ نے یہ چند مرتبہ کہا مگر ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا اسماعیل کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہاجرہ نے کہا تو اب اللہ بھی ہم کو برباد نہیں کرے گا پھر وہ واپس چلی آئیں اور ابرہیم چلے گئے حتیٰ کہ وہ ثنیہ کے پاس پہنچے، جہاں سے وہ لوگ انہیں دیکھ نہ سکتے تھے، تو انہوں نے اپنا منہ کعبہ کی طرف کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (خالی) میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں) اور اسماعیل کی والدہ انہیں دودھ پلاتی تھیں اور اس مشکیزہ کا پانی پیتی تھیں حتی کہ جب وہ پانی ختم ہو گیا تو انہیں اور ان کے بچہ کو (سخت) پیاس لگی وہ اس بچہ کو دیکھنے لگیں کہ وہ مارے پیاس کے تڑپ رہا ہے یا فرمایا کہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے وہ اس منظر کو دیکھنے کی تاب نہ لا کر چلیں اور انہوں نے اپنے قریب جو اس جگہ کے متصل تھا کوہ صفا کو دیکھا پس وہ اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں اور وادی کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے یا نہیں؟ تو ان کو کوئی نظر نہ آیا (جس سے پانی مانگیں) پھر وہ صفا سے اتریں جب وہ نشیب میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھا کے ایسے دوڑیں جیسے کوئی سخت مصیبت زدہ آدمی دوڑتا ہے حتیٰ کہ اس نشیب سے گزر گئیں پھر وہ کوہ مروہ پر آ کر کھڑی ہوئیں اور ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی نظر آتا ہے یا نہیں تو انہیں کوئی نظر نہ آیا اسی طرح انہوں نے سات مرتبہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی لئے لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ آخری دفعہ کوہ مروہ پر چڑھیں تو انہوں نے ایک آواز سنی خود ہی کہنے لگیں ذرا ٹھہر کر سننا چاہئے تو انہوں نے کان لگایا تو پھر بھی آواز سنی خود ہی کہنے لگیں (اے شخص) تو نے آواز تو سنا دی کاش کہ تیرے پاس فریاد رسی بھی ہو، یکا یک ایک فرشتہ کو مقام زمزم میں دیکھا اس فرشتہ نے اپنی ایڑی ماری یا فرمایا کہ اپنا پر مارا حتیٰ کہ پانی نکل آیا ہاجرہ اسے حوض کی شکل میں بنا کر روکنے لگیں اور ادھر ادھر کرنے لگیں اور چلو بھر بھر کے اپنی مشک میں ڈالنے لگیں ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی زمین سے ابلنے لگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو (روکتی نہ

بلکہ) چھوڑ دیتیں یا فرمایا چلو بھر بھر کے نہ ڈالتیں تو زمزم ایک جاری رہنے والا چشمہ ہوتا پھر فرمایا کہ انہوں نے پانی پیا اور بچہ کو پلایا پھر ان سے فرشتہ نے کہا کہ تم اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے جسے یہ لڑکا اور اس کے والد تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہلاک و برباد نہیں کرتا (اس وقت) بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح اونچا تھا سیلاب آتے تھے تو اس کے دائیں بائیں کٹ جاتے تھے ہاجرہ اسی طرح رہتی رہیں یہاں تک کہ چند لوگ قبیلہ بنو جرہم کے ان کی طرف سے گزرے یا یہ فرمایا کہ بنو جرہم کے کچھ لوگ کدا کے راستہ سے لوٹے ہوئے آرہے تھے تو وہ مکہ کے نشیب میں اترے انہوں نے کچھ پرندوں کو چکر لگاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا بیشک یہ پرندے پانی پر چکر لگا رہے ہیں (حالانکہ) ہمارا زمانہ اس وادی میں گزرا تو اس میں پانی نہ تھا انہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا تو انہوں نے پانی کو دیکھ لیا، واپس آ کر انہوں نے سب کو پانی ملنے کی اطلاع دی وہ لوگ ادھر آئے جبکہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی تھیں تو ان لوگوں نے کہا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس قیام کریں انہوں نے کہا اجازت ہے مگر پانی پر کوئی حق نہ ہوگا انہوں نے شرط منظور کر لی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسماعیل کی والدہ نے اسے غنیمت سمجھا وہ انسانوں سے انس رکھتی تھیں تو وہ لوگ مقیم ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی پیغام بھیج کر وہاں بلا لیا انہوں نے بھی وہیں قیام کیا حتیٰ کہ ان کے پاس چند خاندان آباد ہو گئے اور اب اسماعیل بچہ سے بڑے ہو گئے اور انہوں نے بنو جرہم سے عربی سیکھ لی۔ اسماعیل جب جوان ہوئے تو انہیں بڑے بھلے معلوم ہوئے جب اسماعیل بالغ ہوئے تو انہوں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور اسماعیل کی والدہ وفات پا گئیں ابراہیم اپنے چھوڑے ہوؤں کو دیکھنے کے لئے اسماعیل کے نکاح کے بعد تشریف لائے تو اسماعیل کو نہ پایا ان کی بیوی سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے رزق تلاش کرنے گئے ہیں پھر ابراہیم علیہ السلام نے اس سے بسر اوقات اور حالت معلوم کی تو اس عورت نے کہا ہماری بری حالت ہے اور ہم بڑی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہیں (گویا) انہوں نے ابراہیم سے شکوہ کیا ابراہیم نے کہا کہ جب تمہارے شوہر آ جائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر دیں جب اسماعیل واپس آئے تو گویا انہوں نے اپنے والد کی تشریف آوری کے آثار پائے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟ بیوی نے کہا ہاں! ایسا ایسا ایک بوڑھا شخص آیا تھا اس نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتا دیا اور اس نے ہماری بسر اوقات کے متعلق دریافت کیا تو میں نے بتا دیا کہ ہم تکلیف اور سختی میں ہیں اسماعیل نے کہا کیا انہوں نے کچھ پیغام دیا ہے؟ کہا ہاں! مجھ کو حکم دیا تھا کہ تمہیں ان کا سلام پہنچا دوں اور وہ کہتے تھے تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے اور انہوں نے مجھے تم کو جدا کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور اس کو طلاق دے دی اور بنو جرہم کی کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا کچھ مدت کے بعد ابراہیم پھر آئے تو اسماعیل کو نہ پایا ان کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق تلاش کرنے گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اور ان کی بسر اوقات معلوم کی اس نے کہا ہم اچھی حالت اور فراخی میں ہیں اور اللہ کی

تعریف کی ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تمہاری غذا کیا ہے؟ انہوں نے کہا گوشت ابراہیم نے پوچھا تمہارے پینے کی کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا پانی، ابراہیم نے دعا کی اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس وقت وہاں غلہ نہ ہوتا تھا اگر غلہ ہوتا تو اس میں بھی ان کے لئے دعا کرتے آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص مکہ کے سوا کسی اور جگہ گوشت اور پانی پر گزارہ نہیں کرسکتا صرف گوشت اور پانی مزاج کے موافق نہیں آ سکتا ابراہیم نے کہا جب تمہارے شوہر آ جائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور انہیں میری طرف سے یہ حکم دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ باقی رکھیں جب اسماعیل آئے تو پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟ بیوی نے کہا ہاں! ایک بزرگ خوبصورت پاکیزہ سیرت آئے تھے اور ان کی تعریف کی تو انہوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتا دیا پھر مجھ سے ہماری بسر اوقات کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم بڑی اچھی حالت میں ہیں اسماعیل نے کہا کہ تمہیں وہ کوئی حکم دے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ آپ کو سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ باقی رکھیں اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے تم مراد ہو گویا انہوں نے مجھے یہ حکم دیا کہ تمہیں اپنی زوجیت میں باقی رکھوں پھر ابراہیم کچھ مدت کے بعد پھر آئے اور اسماعیل کو زمزم کے قریب ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے اپنے تیر بناتے پایا جب اسماعیل نے انہیں دیکھا تو ان کی طرف بڑھے اور دونوں نے ایسا معاملہ کیا جیسے والد لڑکے سے اور لڑکا والد سے کرتا ہے ابراہیم نے کہا اے اسماعیل! اللہ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اس حکم کے مطابق عمل کیجئے ابراہیم بولے کیا تم میرا ہاتھ بٹاؤ گے؟ اسماعیل نے کہا ہاں! میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ نے مجھے یہاں بیت اللہ بنانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے اس اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کے گرداگرد ان دونوں نے کعبہ کی دیواریں بلند کیں اسماعیل پتھر لاتے تھے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے حتیٰ کہ جب دیوار بلند ہوئی تو اسماعیل ایک پتھر کو اٹھا لائے اور اسے ابراہیم کے لئے رکھ دیا ابراہیم اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے اور اسماعیل انہیں پتھر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے رہے کہ اے پروردگار! ہم سے (یہ کام) قبول فرما بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے پھر دونوں تعمیر کرنے لگے اور کعبہ کے گرد گھوم کر یہ کہتے جاتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ کام) قبول فرما بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۶۴)

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللهِ قَالَتْ رَضِيتُ بِاللهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ

أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتْ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا حَتّٰى أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هٰكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنْ الْمَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِي فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا ذَاكَ وَقَالُوا مَا يَكُونُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلٰى مَاءٍ فَبَعَثُوا رَسُولَهُمْ فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوا يَا أُمَّ إِسْمَاعِيلَ أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكِ أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيهِمْ امْرَأَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي قَالَ فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ قَالَ قُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ أَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِي إِلٰى أَهْلِكِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي قَالَ فَجَاءَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ فَقَالَتْ أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطِعْ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ حَتّٰى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلٰى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ ...... جب ابراہیم اور ان کی بیوی کے درمیان شکر رنجی ہوگئی تو اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر نکلے اوران کے پاس ایک مشکیزہ میں پانی تھا پس اسماعیل کی والدہ اس کا پانی پیتی رہیں اور ان کا دودھ اپنے بچہ کے لئے جوش مار رہا تھا حتیٰ کہ وہ مکہ پہنچ گئیں ابراہیم نے انہیں ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ چلے تو اسماعیل کی والدہ ان کے پیچھے دوڑیں حتیٰ کہ جب وہ مقام کدا میں پہنچے تو اسماعیل کی والدہ نے انہیں پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہمیں کس کے سہارے چھوڑا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے۔ اسماعیل کی والدہ نے کہا میں اللہ

(کی نگرانی) پر رضا مند ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر وہ واپس چلی گئیں اور اپنے مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اور ان کا دودھ اپنے بچہ کے لئے ٹپک رہا تھا حتیٰ کہ پانی ختم ہو گیا تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ کاش میں جا کر (ادھر ادھر) دیکھتی شاید مجھے کوئی دکھائی دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ گئیں اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں اور انہوں نے ادھر ادھر دیکھا خوب دیکھا کہ کوئی شخص نظر آ جائے لیکن کوئی شخص نظر نہیں آیا پھر جب وہ نشیب میں پہنچیں تو دوڑنے لگیں اور کوہ مروہ پر آ گئیں اسی طرح انہوں نے چند چکر لگائے پھر کہنے لگیں کاش میں جا کر اپنے بچہ کو دیکھوں کہ کیا حال ہے جا کر دیکھا تو اسماعیل کو اپنی سابقہ حالت میں پایا گویا ان کی جان نکل رہی ہے پھر ان کے دل کو قرار نہ آیا تو کہنے لگیں کہ کاش میں جا کر (ادھر ادھر) دیکھوں شاید کوئی مل جائے چنانچہ وہ چلی گئیں اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں (ادھر ادھر) دیکھا اور خوب دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا حتیٰ کہ ایسے ہی انہوں نے پورے سات چکر لگائے پھر کہنے لگیں کاش میں جا کر اپنے بچہ کو دیکھوں کہ کس حال میں ہے تو یکا یک ایک آواز آئی تو کہنے لگیں فریاد رسی کر اگر تیرے پاس بھلائی ہے تو اچانک جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری یا زمین کو اپنی ایڑی سے دبایا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (فورا) پانی پھوٹ پڑا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ متحیر ہو گئیں اور گڑھا کھودنے لگیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتیں تو پانی زیادہ ہو جاتا ابن عباس نے کہا کہ وہ یہ پانی پیتیں اور ان کے دودھ کی دھاریں ان کے بچہ کے لئے بہتی رہتیں۔ ابن عباس نے کہا کچھ لوگ قبیلہ جرہم کے وسط وادی سے گزرے تو انہوں نے پرندے دیکھے تو انہیں تعجب ہونے لگا اور کہنے لگے کہ یہ پرندے تو صرف پانی پر ہوتے ہیں سو انہوں نے اپنا ایک آدمی بھیجا اس نے جا کر دیکھا تو وہاں پانی پایا اس نے آ کر سب لوگوں کو بتایا لہٰذا وہ لوگ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے ساتھ قیام کریں؟ ان کا بچہ (اسماعیل) جب بالغ ہوا تو اسی قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح ہو گیا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ابراہیم علیہ السلام کے دل میں آیا اور انہوں نے اپنی بیوی سے کہا میں اپنے چھوڑے ہوؤں کے حال سے واقف ہونا چاہتا ہوں ابن عباس کہتے ہیں ابراہیم آئے اور آ کر سلام کہا پھر پوچھا اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے کہا وہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ ابراہیم نے کہا جب وہ آ جائیں تو ان سے کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر دو جب وہ آئے اور ان کی بیوی نے انہیں (سب واقعہ بتایا) اسماعیل نے کہا کہ چوکھٹ سے مراد تم ہو لہٰذا تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر ابراہیم کے دل میں آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اپنے چھوڑے ہوؤں کے حال سے واقف ہونا چاہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابراہیم آئے اور پوچھا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا شکار کو گئے ہیں اور آپ ٹھہرتے کیوں نہیں؟ کہ کچھ کھائیں پئیں ابراہیم نے کہا تم کیا کھاتے اور پیتے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور پینا پانی ہے ابراہیم نے دعا کی کہ اے اللہ ان کے کھانے پینے میں برکت عطا فرما ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مکہ میں کھانے پینے میں) ابراہیم کی دعا کی

وجہ سے برکت ہے ابن عباس نے کہا پھر (چند روز بعد) ابراہیم کے دل میں آیا اور انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اپنے چھوڑے ہوؤں کو دیکھنا چاہتا ہوں وہ آئے تو اسماعیل کو زمزم کے پیچھے اپنے تیروں کو درست کرتے ہوئے پایا پس ابراہیم نے کہا کہ اے اسمعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کا ایک گھر بناؤں اسماعیل نے کہا پھر اللہ کے حکم کی تکمیل کیجئے۔ ابراہیم نے کہا کہ اس نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام میں میری مدد کرو۔ اسماعیل نے کہا میں حاضر ہوں یا جو بھی فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر دونوں کھڑے ہو گئے۔ ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل انہیں پتھر دیتے تھے اور دونوں کہہ رہے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ کام) قبول فرما بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے حتیٰ کہ دیواریں اتنی بلند ہو گئیں کہ ابراہیم اپنے بڑھاپے کی وجہ سے پتھر اٹھانے سے عاجز ہو گئے سو وہ مقام (ابراہیم) کے پتھر پر کھڑے ہو گئے اسماعیل انہیں پتھر دینے لگے اور کہتے تھے ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ (صحیح بخاری: ۳۳۶۵)

(١٠٣٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ جَاءَ بِإِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهَاجَرَ فَوَضَعَهَا بِمَكَّةَ فِيْ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ثُمَّ جَاءَتْ مِنَ الْمَرْوَةِ إِلَى إِسْمَاعِيْلَ وَقَدْ نَبَعَتِ الْعَيْنُ فَجَعَلَتْ تَفْحَصُ الْعَيْنَ بِيَدِهَا هٰكَذَا حَتَّى اجْتَمَعَ الْمَاءُ مِنْ شَقَّةٍ ثُمَّ تَأْخُذُ بِقَدَحِهَا فِيْ سِقَائِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ عَيْنًا سَائِحَةً تَجْرِيْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٢٢٨٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور ہاجر علیہا السلام کو لے کر آئے اور ان کو مکہ میں زمزم کے مقام پر ٹھہرایا، ......، پھر جب وہ ہاجرہ مروہ سے اسماعیل کے پاس گئیں، تو چشمہ ابل رہا تھا، وہ اپنے ہاتھ سے اس طرح کر کے چشمہ کی جگہ پر زمین کھودنے لگ گئیں، یہاں تک کہ اس گڑھے میں پانی جمع ہو گیا اور وہ پیالے کی مدد سے اپنے مشکیزے میں ڈالنے لگ گئیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ اس کو چھوڑ دیتیں تو وہ قیامت تک بہنے والا چشمہ ہوتا۔''

(١٠٣٤٥)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، ثَنَا أَيُّوْبُ قَالَ: أُنْبِئْتُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَجَاءَ الْمَلَكُ بِهَا حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَضَرَبَ بِعَقِبِهِ فَفَارَتْ عَيْنًا فَعَجِلَتِ الْإِنْسَانَةُ، فَجَعَلَتْ تَقْدَحُ فِيْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: پھر فرشتہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کو لے کر آیا، یہاں تک کہ جب زمزم والی جگہ پر پہنچا تو وہاں اپنی ایڑھی ماری، پس اس جگہ سے چشمہ ابل پڑا، اب اس خاتون نے پیالے کی مدد سے پانی کو اپنے مشکیزے میں ڈالنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

(١٠٣٤٤) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث السابق

(١٠٣٤٥) تخريج: انظر الحديثين السابقين

شَنَّتِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ لَا أَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا۔)) (مسند احمد: ۳۳۹۰)

ام اسماعیل پر رحم کرے، اگر انھوں نے جلدی نہ کی ہوتی تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔''

فوائد: ......زمزم جاری چشمہ ہوتا، یعنی روئے زمین پر بہنے والا واضح اور ظاہری چشمہ ہوتا، ابن جوزی نے کہا: زمزم کا ظہور محض اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی، اس میں کسی عامل کے عمل کا کوئی دخل نہیں تھا، جب سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے اس کو پابند کرنا چاہا تو بیچ میں بشر کی محنت آگھسی، سو وہ پابند ہوگیا۔ (فتح الباری: ۶/ ۴۰۲)

(۱۰۳۴۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ، أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَمْ تَرَيْ إِلَى قَوْمِكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ؟، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ۔)) قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ إِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ مِنْ وَرَاءِ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۳۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کیا تم اپنی قوم کی طرف نہیں دیکھتی، جب انھوں نے کعبہ کی تعمیر کی تو اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا؟'' سیدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو کیا آپ اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر نہیں کر دیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تیری قوم نے کفر کو نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا (تو میں اس طرح کر دیتا)۔'' سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حطیم کی طرف والے کعبہ کے دو کونوں کا استلام اس بنا پر نہیں کیا کہ اس طرف سے کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ لوگ بیت اللہ کا پوری طرح طواف کریں اور ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے پیچھے سے چکر کاٹیں۔

فوائد: ...... جب قریشیوں نے کعبہ کی تعمیر کی تو وہ بیت اللہ کی شمالی جانب قواعدِ ابراہیم کا لحاظ نہ کر سکے اور ایک جزو کو خالی چھوڑ دیا، اسی کو حِجْر کہتے ہیں۔

(۱۰۳۴۶) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخاري: ۱۵۸۵، ومسلم: ۱۳۳۳ (انظر: ۲۴۸۲۷)

ویسے حِجر کے معنی ہیں وہ جگہ جس کے ارد گرد دیوار بنائی گئی ہو، اس جگہ کو حطیم بھی کہتے ہیں، حطیم کے معنی ہیں: جدا کیا گیا، کیونکہ اس حصے کو بیت اللہ سے جدا کیا گیا، بیت اللہ کی دیوار سے پانچ یا چھ یا سات ہاتھ تک بیت اللہ کا حصہ ہے، سارا حطیم بیت اللہ کا حصہ نہیں ہے، کیونکہ دیوار بناتے وقت کچھ بیرونی جگہ بھی شامل کر دی گئی، جو آدمی پانچ چھ ہاتھ کے احاطے کے اندر اندر نماز پڑھے، وہ یوں سمجھے کہ اس نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی، اسی طرح طواف کرنے والے کا چکر حطیم کے باہر سے ہونا چاہیے۔

(۱۰۳۴۷)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ؟ قَالَ: ((اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی۔)) قَالَ: قُلْتُ: کَمْ بَیْنَہُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَیْنَمَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلَاۃُ فَصَلِّ فَھُوَ مَسْجِدٌ۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۱۸)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی مسجد سب سے پہلے تعمیر کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام۔'' میں نے کہا: پھر کون سی بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد اقصی۔'' میں نے کہا: ان دو کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس برس۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں بھی نماز تجھے پالے تو وہیں نماز ادا کر لے، پس وہی مسجد ہوگی۔''

فوائد: ......معروف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجدِ حرام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی تعمیر کی ہے، لیکن ان دونبیوں کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ فاصلہ ہے، جبکہ اس حدیث میں چالیس برس فاصلہ بیان کیا گیا ہے؟

حافظ ابن حجر نے مختلف اقوال پیش کر کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے، ہم تلخیص کے ساتھ اس جواب کا ذکر کرتے ہیں: نہ ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے کعبہ کی تعمیر کی اور نہ سلیمان علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے مسجد اقصی کی تعمیر کی، ہمیں ایک ایسی روایت ملی ہے، جس کے مطابق آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر کی، پھر ان کی اولاد زمین میں پھیل گئی اور ممکن ہے کہ کسی نے بیت المقدس تعمیر کیا ہو، جبکہ بعض کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ داود علیہ السلام سے پہلے کسی اللہ کے ولی نے مسجد اقصی کی تعمیر کی ہو، پھر داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے اس میں توسیع کی ہو اور بعض کی رائے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام یا فرشتوں یا سام بن نوح یا یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی کی بنیاد رکھی اور سلیمان علیہ السلام نے اس کی تکمیل کی، ابن ہشام کی روایت کے مطابق آدم علیہ السلام نے دونوں مسجدوں کی بنیاد رکھی، پھر نوح علیہ السلام کے طوفان میں بیت اللہ کو اٹھا لیا گیا اور ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ اس کی تعمیر کی۔ (فتح الباری: ۶/ ۴۰۸، ۴۰۹) اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام سے پہلے مسجد حرام اور مسجد اقصی کی تعمیر کی گئی، بوجوہ ان کے آثار کمزور پڑ گئے، پھر ان دو نبیوں نے ان کی تعمیرِ نو کی اور ان ہی کی طرف یہ مسجدیں منسوب ہونے لگیں۔

(۱۰۳۴۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۶۶، ۳۴۲۵، ومسلم: ۵۲۰ (انظر: ۲۱۳۹۰)

(۱۰۳۴۸)۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، أُمِّ مَنْصُوْرٍ قَالَتْ: اَخْبَرَتْنِيْ اِمْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ عَامَّةَ اَهْلِ دَارِنَا: اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِلَى عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ وَ قَالَ مَرَّةً (يَعْنِيْ الرَّاوِيَ عَنْ صَفِيَّةَ): اَنَّهَا سَاَلَتْ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ: لِمَ دَعَاكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِيْ: ((كُنْتُ رَاَيْتُ قَرْنَيِ الْكَبْشِ حِيْنَ دَخَلْتُ الْبَيْتَ فَنَسِيْتُ اَنْ آمُرَكَ تُخَمِّرُهُمَا فَخَمِّرْهُمَا، فَاِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغَلُ الْمُصَلِّيَ۔)) قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ تَزَلْ قَرْنَا الْكَبْشِ فِيْ الْبَيْتِ حَتَّى احْتَرَقَ الْبَيْتُ فَاحْتَرَقَا۔ (مسند احمد: ۱۶۷۵۴)

ام منصور کہتی ہیں: بنو سلیم کی ایک خاتون، ہمارے گھر کی عام اولاد اسی سے تھی، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، ایک روایت میں ہے: انھوں نے سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو کیوں بلایا تھا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میں نے بیت اللہ کے اندر دنبے کے سینگ دیکھے اور تجھے یہ حکم دینا بھول گیا کہ تو ان کو ڈھانپ دے، پس اب ان کو ڈھانپ دے، کیونکہ مناسب نہیں ہے کہ بیت اللہ میں ایسی چیز ہو، جو نمازی کو مشغول کر دے۔'' امام سفیان نے کہا: دنبے کے وہ دونوں سینگ بیت اللہ میں موجود رہے، یہاں تک کہ جب بیت اللہ کو آگ لگ گئی تھی تو وہ بھی جل گئے تھے۔

فوائد:...... اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں جو مینڈھا لایا گیا تھا، یہ اس کے دو سینگ تھے، جو کعبہ کے اندر محفوظ تھے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَتِهِ وَمِيْلَادِ اِسْحَاقَ وَ وَفَاةِ سَارَةَ ثُمَّ وَفَاتِهِ

ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ مبارک، اسحاق کی پیدائش، سیدہ سارہ علیہا السلام کی اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا بیان

(۱۰۳۴۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ، وَ مُوْسَى، وَاِبْرَاهِيْمَ، فَاَمَّا عِيْسَى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَ اَمَّا مُوْسَى جَسِيْمٌ۔))، قَالُوْا لَهُ: فَاِبْرَاهِيْمُ؟ قَالَ: ((اُنْظُرُوْا اِلَى صَاحِبِكُمْ۔)) يَعْنِيْ نَفْسَهُ۔ (مسند احمد: ۲۶۹۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عیسی علیہ السلام، موسی علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، عیسی علیہ السلام کا رنگ سرخ اور بال گھنگریالے تھے اور وہ چوڑے سینے والے تھے، حضرت موسی علیہ السلام دراز قد تھے۔'' لوگوں نے کہا: اور ابراہیم علیہ السلام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ساتھی کو دیکھ لو۔'' آپ ﷺ کی مراد آپ کا اپنا وجود تھا۔

(۱۰۳۴۸) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۰۳۰ (انظر: ۱۶۶۳۷)

(۱۰۳۴۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۴۳۸ (انظر: ۲۶۹۷)

(۱۰۳۵۰)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((وَنَظَرْتُ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ، فَلَا نَظُرُ اِلٰی اِرْبٍ مِنْ آرَابِهِ اِلَّا نَظَرْتُ اِلَیْهِ مِنِّیْ کَاَنَّهُ صَاحِبُکُمْ۔)) (مسند احمد: ۳۵٤٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، پس میں ان کے جس عضو کو دیکھتا، اس کو اپنے اندر بھی دیکھ لیتا، گویا کہ ابراہیم علیہ السلام تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کی طرح ہی ہیں۔

فوائد: ...... ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کی شکل وصورت ملتی جلتی تھی۔

بَابُ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰهِ لُوْطٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَوْلُهُ تَعَالٰی: ﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾

اللہ کے نبی لوط علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾ کا بیان

(۱۰۳۵۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْکَرِیْمَ بْنَ الْکَرِیْمِ بْنِ الْکَرِیْمِ بْنِ الْکَرِیْمِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَالَبِثَ یُوْسُفُ، ثُمَّ جَاءَ نِیَ الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُهُ اِذْ جَاءَ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ﴾ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰی لُوْطٍ اِنْ کَانَ لَیَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: ﴿لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾ وَ مَابَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا فِیْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیل الرحمن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں جیل میں اتنا عرصہ ٹھہرتا، جتنا کہ یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں فوراً اس کی بات قبول کرتا، لیکن یوسف علیہ السلام نے کہا: ”تو لوٹ جا اپنے آقا کی طرف اور اس سے ان عورتوں کے بارے میں پوچھ، جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔“ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ”اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے، انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ”کاش کہ مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا۔“ (سورۂ ہود: ۸۰) ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا، اس کو اس کی قوم کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔

(۱۰۳۵۰) تخریج: اسناده صحیح ، أخرجه ابویعلی: ۲۷۲۰ (انظر: ۳۵٤٦)

(۱۰۳۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۷۵۔ ومسلم: ص ۱۸٤۰ (انظر: ۸۳۹۲)

فوائد: ......کریم بن کریم......کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔ یوسف کا ذکر کر کے آپ ﷺ اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ان کے صبر اور کشادہ دلی کی تعریف کر رہے ہیں۔

قوت سے مراد اپنے دست و بازو اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے مراد خاندان، قبیلہ یا اسی قسم کا مضبوط آسرا مراد ہے، یعنی وہ نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کر رہے ہیں کہ کاش! میرے اپنے پاس کوئی قوت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتی تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی نہ ہوتی، بلکہ میں ان بد قماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا، لوط علیہ السلام کی یہ آرزو، اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی نہیں ہے، بلکہ ظاہری اسباب کے مطابق ہے اور توکل علی اللہ کا صحیح مفہوم بھی یہی ہے کہ پہلے تمام ظاہری اسباب وسائل بروئے کار لائے جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے۔

لوط علیہ السلام کی مذکورہ بالا کا سیاق وسباق درج ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ. وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ. قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ. قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ. قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ. فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ. مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ.﴾ ......''اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس آئے، وہ ان کی وجہ سے مغموم ہوا اور ان سے دل تنگ ہوا اور اس نے کہا یہ بہت سخت دن ہے۔ اور اس کی قوم (کے لوگ) اس کی طرف بے اختیار دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور وہ پہلے سے برے کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں، تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں؟ انھوں نے کہا بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے ہم کیا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کاش! واقعی میرے پاس تمھارے مقابلہ کی کچھ طاقت ہوتی، یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا۔ انھوں نے کہا اے لوط! بے شک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ ہرگز تجھ تک نہیں پہنچ پائیں گے، سو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے کر چل نکل اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس پر وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آئے گی۔ بے شک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے، کیا صبح واقعی قریب نہیں۔ پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچا کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کھنگر کے پتھر برسائے۔ جو تیرے رب کے ہاں سے نشان لگائے ہوئے تھے اور وہ ان ظالموں سے ہرگز کچھ دور نہیں۔'' (سورۂ ہود: ۷۷ تا ۸۲)

(۱۰۳۵۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَـغْـفِرُ اللّٰهُ لِلُوْطٍ إِنَّهُ أَوٰى إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ۔)) (مسند احمد: ٨٢٦٢)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کو بخش دے، بیشک انہوں نے کسی زبردست کا آسرا پکڑنے کی خواہش کرتے تھے۔''

أَبْوَابُ ذِكْرِ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ وَعَلٰى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾

اللہ تعالیٰ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾ کا بیان

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ إِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِ

اللہ کے نبی اسماعیل علیہ السلام اور ان کی فضیلت کا بیان

(۱۰۳۵۳)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ وَهُمْ يَتَنَاضَلُوْنَ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا يَا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ)) فَأَمْسَكُوْا أَيْدِيَهُمْ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ؟ قَالَ: ((ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٤٣)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس گئے اور وہ بازار میں تیراندازی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اولادِ اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، کیونکہ تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا اور میں بنوفلاں کے ساتھ ہوں۔'' آپ ﷺ کی مراد ایک فریق تھا، یہ سن کر دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم تیراندازی کرو (کیوں رک گئے ہو؟)'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے تیر اندازی کریں، جبکہ آپ بنوفلاں کے ساتھ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو تیر اندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''

فوائد:...... اسماعیل علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے اور یہی ذبیح تھے، تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۳۴)

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ إِسْحٰقَ ثُمَّ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

اللہ کے نبی اسحاق علیہ السلام اور پھر یعقوب علیہ السلام کے ذکر کا بیان

(۱۰۳۵۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۰۳۵۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۳۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٩٩، ٣٥٠٧ (انظر: ١٦٥٢٨)

(۱۰۳۵٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٩٠، ٤٦٨٨ (انظر: ٥٧١٢)

قَالَ: ((اَلْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ۔)) (مسند احمد: ۵۷۱۲)

نے فرمایا: ''کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھے۔''

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ میں چار انبیائے کرام کی تعریف کی گئی ہے۔

کریم کے معانی معزز، شریف، مہربان، پاکیزہ، باوقار، درگذر کرنے والا، وسیع الظرف، عالی ظرف، عمدہ، قابل قدر، قیمتی، سخی اور فیاض کے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔

بَابُ ذِكْرِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یوسف علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۵۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ، وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ يُوْسُفُ، ثُمَّ جَاءَنِي الدَّاعِي لَأَجَبْتُهُ، إِذْ جَاءَهُ الرَّسُوْلُ ﷺ فَقَالَ: ﴿ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ﴾۔)) (مسند احمد: ۸۳۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیل الرحمن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں جیل میں اتنا عرصہ ٹھہرتا، جتنا کہ یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں فوراً اس کی بات قبول کرتا، جب کہ قاصد یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: ''تو لوٹ جا اپنے آقا کی طرف اور اس سے ان عورتوں کے بارے میں پوچھ، جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔''

فوائد: ...... سابقہ حدیث دیکھیں۔

(۱۰۳۵۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ شَطْرَ الْحُسْنِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۰۹۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوسف علیہ السلام کو نصف حسن دیا گیا۔''

(۱۰۳۵۵) تخریج: صحیح، أخرجه ابن حبان: ۶۲۰۷، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۳۳۰ (انظر: ۸۳۹۲)

(۱۰۳۵۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲ (انظر: ۱۴۰۵۰)

فوائد:...... حضرت یوسف علیہ السلام بہت زیادہ حسین تھے۔

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ اَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۵۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اُرْسِلَ عَلٰى اَيُّوْبَ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَلْتَقِطُ، فَقَالَ: اَلَمْ اُغْنِكَ يَا اَيُّوْبُ! قَالَ: يَارَبِّ! وَ مَنْ يَشْبَعُ مِنْ رَحْمَتِكَ (اَوْ قَالَ:) مِنْ فَضْلِكَ۔)) (مسند احمد: ۸۰۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیاں گرائی گئیں، انھوں نے ان کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ایوب کیا میں نے تجھے کو غنی نہیں کر دیا؟ انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! بھلا کون تیری رحمت یا تیرے فضل سے سیر ہوسکتا ہے۔''

(۱۰۳۵۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا اَيُّوْبُ! اَلَمْ اَكُنْ اُغْنِيْكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ: بَلٰى، يَا رَبِّ! وَلٰكِنْ لَا غِنَىً بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔)) (مسند احمد: ۸۱۴۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایوب ننگے ہو کر غسل کر رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان پر گر پڑیں، انھوں نے ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنا شروع کر دیا، ربّ تعالیٰ نے آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس چیز سے غنی نہیں کر دیا، جو تو دیکھ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے ربّ! لیکن تیری برکتوں سے مجھے کوئی غنٰی نہیں۔''

فوائد:...... ایوب علیہ السلام نے اس سونے کو اللہ تعالیٰ کی برکت سمجھ کر اکٹھا کرنا شروع کر دیا، نہ کہ مال سمجھ کر۔
معلوم ہوا کہ جب آدمی اکیلا ہو، اس وقت ننگا ہو کر نہا سکتا ہے، کیونکہ نہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو ڈانٹا اور نہ نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد مزید کوئی وضاحت کی۔

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللہ کے نبی یونس علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۵۹)۔ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَا يَنْبَغِيْ

ابو عالیہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کے چچازاد نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کہا: کسی بندے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں،

(۱۰۳۵۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۹، ۳۳۹۱ (انظر: ۸۰۳۸)

(۱۰۳۵۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۳۵۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۱۳، ۷۵۳۹ (انظر: ۳۱۷۹)

لِعَبْدٍ اَنْ یَقُوْلَ: اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی وَ نَسَبَهُ اِلٰی اَبِیْهِ۔)) (مسند احمد: ۳۱۷۹)

آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔''

(۱۰۳۶۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَقُوْلَ: اِنِّیْ خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی نَسَبَهُ اِلٰی اَبِیْهِ اَصَابَ ذَنْبًا ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ۔)) (مسند احمد: ۳۲۵۲)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں، آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا، انھوں نے گناہ کیا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب کر لیا۔''

(۱۰۳۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا یَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ یَقُوْلَ: اِنِّیْ خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی۔)) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۵۷)

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ یہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾...... ''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۳) اس آیت کا مطلب ہوا کہ بعض انبیاء و رسل کو بعض پر زیادہ فضیلت عطا کی گئی۔

ان احادیثِ مبارکہ کا مقصود یہ ہے کہ کوئی نبی اور کوئی شخص از راہِ افتخار یا تنقیص یہ نہ کہے کہ وہ یونس علیہ السلام سے بہتر اور افضل ہے، اگر یونس علیہ السلام سے اعلیٰ نبی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے یا کسی اور دینی فائدے کے لیے اپنی فضیلت کی بات بیان کرے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((انا سید ولد آدم ولا فخر۔)) ......''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، لیکن اس پر فخر نہیں ہے۔''

(۱۰۳۶۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لِعَبْدٍ)) بَدَلَ ((نَبِیٍّ))۔ (مسند احمد: ۹۲٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ....، اس حدیث میں ''نبی'' کے الفاظ کے بجائے ''بندے'' کا لفظ ہے۔

(۱۰۳۶۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۳۶۱) تخریج: أخرجه (انظر:)

(۱۰۳۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٤۱٦، ٤٦۳۱ (انظر: ۹۲۵۵)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دَعْوَةِ ذِي النُّوْنِ يَعْنِيْ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَجِّهِ

مچھلی والے یعنی یونس علیہ السلام کی دعا اور ان کے حج کا ذکر

(١٠٣٦٣)۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِيْ وَالِدِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَمَلَا عَيْنَيْهِ مِنِّيْ ثُمَّ لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَاَتَيْتُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ حَدَثَ فِي الْاِسْلَامِ شَيْءٌ؟ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: لَا، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، اِلَّا اَنِّيْ مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ آنِفًا فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَمَلَا عَيْنَيْهِ مِنِّيْ ثُمَّ لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، قَالَ: فَاَرْسَلَ عُمَرُ اِلَى عُثْمَانَ فَدَعَاهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَكُوْنَ رَدَدْتَ عَلٰى اَخِيْكَ السَّلَامَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: مَا فَعَلْتُ، قَالَ سَعْدٌ: قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: حَتّٰى حَلَفَ وَحَلَفْتُ، قَالَ: ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ ذَكَرَ فَقَالَ: بَلٰى وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ، اِنَّكَ مَرَرْتَ بِيْ آنِفًا وَ اَنَا اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا وَ اللّٰهِ! مَا ذَكَرْتُهَا قَطُّ اِلَّا تَغَشّٰى بَصَرِيْ وَ قَلْبِيْ غِشَاوَةٌ، قَالَ: قَالَ سَعْدٌ: فَاَنَا اُنَبِّئُكَ بِهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ لَنَا اَوَّلَ دَعْوَةٍ ثُمَّ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَشَغَلَهُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاتَّبَعْتُهُ فَلَمَّا اَشْفَقْتُ اَنْ يَسْبِقَنِيْ

سیدنا سعد علیہ السلام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اور میں نے ان کو سلام کہا، لیکن انھوں نے آنکھ بھر کر مجھے دیکھا اور میرے سلام کا جواب نہیں دیا، پس میں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! کیا اسلام میں کوئی چیز نئی ظاہر ہوگئی ہے؟ دو دفعہ کہا، انھوں نے کہا: جی نہیں، بھلا بات کون سی ہے؟ میں نے کہا: جی کوئی بات نہیں، بس اتنا ضرور ہوا ہے کہ میں ابھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، ان کو سلام کہا، انھوں نے آنکھ بھر کر مجھے دیکھا، لیکن میرے سلام کا کوئی جواب نہیں دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: کس چیز نے تم کو اپنے بھائی کے سلام کا جواب دینے سے روک دیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، ایسے ہوا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے بھی قسم اٹھا دی اور میں نے بھی قسم کھا لی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی کیوں نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں، ابھی تم میرے پاس سے گزرے تھے اور میں اپنے دل میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث یاد کر رہا تھا، نہیں، اللہ کی قسم، میں جب بھی اس حدیث کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں اور دل پر ایک پردہ چڑھ جاتا ہے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی تم کو ایک بات بتلاتا ہوں، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بات بتلانا چاہی کہ پہلی دعا، پھر ایک بدو آپ ﷺ کے پاس

(١٠٣٦٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه مختصرا الترمذي: ٣٥٠٥ (انظر: ١٤٦٢)

إِلَى مَنْزِلِهِ ضَرَبْتُ بِقَدَمِي الْأَرْضَ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا أَبُوْ إِسْحَاقَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَمَهْ!)) قَالَ: قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! إِلَّا أَنَّكَ ذَكَرْتَ لَنَا أَوَّلَ دَعْوَةٍ ثُمَّ جَاءَ هٰذَا الْأَعْرَابِيُّ فَشَغَلَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ، دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْ هُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِي شَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۶۲)

آ گیا اور اس نے آپ ﷺ کو مصروف کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا، جب مجھے یہ شبہ ہوا کہ آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف مجھ سے آگے نکل جائیں گے، تو میں نے اپنا پاؤں زمین پر مارا، پس رسول اللہ ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: ''یہ کون ہے؟ ابو اسحاق ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! کوئی بات نہیں، بس آپ ﷺ نے ذکر کیا تھا کہ پہلی دعا، پھر یہ بدّو آ گیا اور اس نے آپ کو مصروف کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، وہ مچھلی والے کی دعا ہے، جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انھوں نے یہ دعا کی تھی: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر تو ہی، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں سے ہوں)۔ جو مسلمان جس چیز کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اپنے ربّ کو پکارے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پکار قبول کرے گا۔''

(۱۰۳۶۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِثَنِيَّةِ هَرْشَاءَ حِيْنَ حَجَّ، قَالَ: ((أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: ثَنِيَّةُ هَرْشَاءَ، قَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ، عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ (قَالَ: يَعْنِي لِيْفًا) وَهُوَ يُلَبِّي۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفرِ حج کے دوران ہرشاء گھاٹی کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے۔'' لوگوں نے کہا: یہ ہرشاء کی گھاٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں یونس بن متی کو دیکھ رہا ہوں، وہ سرخ اور پر گوشت اونٹنی پر سوار ہیں، انھوں نے اون کا جبہ پہنا ہوا ہے، ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کے پتوں کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔''

فوائد: …… یونس علیہ السلام کو مذکورہ ہیئت میں کیسے بیان کیا گیا؟ دو صورتیں ممکن ہیں: (۱) جس طرح وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے تھے، تمثیلی طور پر ان کو اسی شکل میں آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا یا (۲) آپ ﷺ نے ان کو اپنے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

(۱۰۳۶۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶٦ (انظر: ۱۸۵٤)

اَبْوَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللہ کے نبی موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے ذکر کے ابواب

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى وَ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور بیچ میں ہمارے نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان

(۱۰۳۶۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، وَ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَ الَّذِي اصْطَفَى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ فَلَطَمَ عَيْنَ الْيَهُوْدِيِّ، فَاَتَى الْيَهُوْدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَ بِذٰلِكَ، فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهُ فَاعْتَرَفَ بِذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَاَجِدُ مُوْسٰى مُمْسِكًا بِجَانِبِ الْعَرْشِ، فَمَا اَدْرِيْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۵۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا، مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو جہانوں پر منتخب کیا، یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں پر منتخب کیا، یہ بات سن کر مسلمان کو غصہ آیا اور اس نے یہودی کی آنکھ پر تھپڑ دے مارا، یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس جھگڑے کی تفصیل بتائی، آپ ﷺ نے اس مسلمان سے پوچھا، اس نے اعتراف کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے موسی پر ترجیح نہ دو، پس بیشک لوگ قیامت کے دن بیہوش ہوں گے، سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا، پس میں موسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں پاؤں گا کہ وہ عرش کے پہلو کے ساتھ کھڑے ہوں گے، پس میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ان کو افاقہ ہو گیا یا اللہ تعالیٰ نے ان کو مستثنیٰ رکھا۔''

فوائد: ......صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ يَوْمِ الطُّوْرِ اَوْ أَفَاقَ قَبْلِيْ)) ......''پس میں یہ نہیں جانتا کہ کیا موسیٰ علیہ السلام کی طور والے دن بیہوشی کو کافی سمجھ لیا گیا یا وہ بیہوش تو ہوئے، لیکن ان کو مجھ سے پہلے افاقہ ہو گیا۔''

(۱۰۳۶۶)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۵۷)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم انبیائے کرام کے مابین ترجیح نہ دیا کرو۔''

(۱۰۳۶۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤۱۱، ٦٥۱۷، ومسلم: ۲۳۷۳ (انظر: ۷٥۸٦)

(۱۰۳٦٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۹۱٦، ومسلم: ۲۳۷٤ (انظر:)

فوائد: ……آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ تمام انبیاء ورسل کا ادب کیا جائے اور اس انداز میں بعض کی برتری بیان نہ کی جائے کہ جس سے دوسرے کی تنقیص اور سوئے ادب والا معاملہ لازم آ رہا ہو، لیکن اس حدیث مبارکہ کا یہ مطلب نہیں کہ بعض انبیاء، بعض سے افضل نہیں ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾…… ''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۳)

(١٠٣٦٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ قَسْمًا، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَاعَدُوَّ اللّٰهِ! اَمَا لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قُلْتَ، قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ، قَالَ: ((ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى فَقَدْ أُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔)) (مسند احمد: ٣٦٠٨)

سیدنا عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن مال تقسیم کیا، ایک انصاری نے کہا: اس تقسیم سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہیں ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے دشمن! میں ضرور ضرور رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دوں گا، پھر جب آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی تھی، لیکن انھوں نے پھر بھی صبر کیا۔''

فوائد: …… ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔﴾…… ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ نے اسے اس سے پاک ثابت کر دیا جو انھوں نے کہا تھا اور وہ اللہ کے ہاں بہت مرتبے والا تھا۔'' (سورۂ احزاب: ۶۹)

نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی قوم کی اذیتوں پر بڑا صبر کیا۔

(١٠٣٦٨)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، مِنْ حَدِيْثِ الْاِسْرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ فَقِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ،

سیدنا انس بن مالک ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ اسراء والی حدیث بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، جبریل علیہ السلام نے کھولنے کا مطالبہ کیا، پس کہا گیا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں، پھر کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا جا چکا

(١٠٣٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٣٥، ٦٠٥٩، ومسلم: ١٠٦٢ (انظر: ٣٦٠٨)

(١٠٣٦٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢ (انظر: ١٢٥٠٥)

فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَرَحَّبَ وَدَعَا بِخَيْرٍ (وَفِيْهِ أَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، وَفَرَضَ عَلَيَّ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كِلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَإِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَقُلْتُ: أَيْ رَبِّ! خَفِّفْ عَنْ أُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: مَافَعَلْتَ؟ قُلْتُ: حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى وَيَحُطُّ عَنِّيْ خَمْسًا، حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هِيَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ

ہے؟ انھوں نے کہا: جی ان کی طرف طرف پیغام بھیجا گیا ہے، پس اس نے ہمارے لیے دروازہ کھول دیا، اچانک میں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی، ....، پس اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو وحی کرنی تھی، وہ اس نے کی اور مجھ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کیں، واپسی پر جب میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے مجھے کہا: آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں اور تخفیف کا سوال کریں، آپ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکتی، جبکہ میں بنو اسرائیل کو آزما چکا ہو، پس میں اپنے ربّ کی طرف لوٹا اور کہا: اے میرے ربّ! میری امت پر تخفیف کیجئے، پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں، لیکن پھر جب میں موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس واپس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا کر کے آئے ہیں؟ میں نے کہا: جی پانچ نمازیں کم کر دی ہیں، انھوں نے کہا: آپ کی امت (۴۵) نمازوں کے عمل کی طاقت نہیں رکھتی، لہٰذا لوٹ جائیں اور اپنے رب سے امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، پس میں اپنے ربّ اور موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے درمیان آتا جاتا رہا اور اللہ تعالیٰ پانچ پانچ نمازیں کم کرتے رہے، یہاں تک کہ اس نے کہا: اے محمد! ایک دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کا ثواب دس گنا ملے گا، اس لیے گویا یہ پچاس نمازیں ہیں، کیونکہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو عملاً سرانجام نہیں دیا تو یہ بھی اس کے لیے نیکی ہے، اور جس نے برائی کا ارادہ کیا، لیکن عملاً اس کا ارتکاب نہیں کیا تو اس کے لیے کوئی برائی نہیں لکھی جائے گی، اور جس نے اس کا ارتکاب کر لیا تو اس کے لیے ایک برائی لکھی جائے گی، پس میں نیچے اترا اور موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس پہنچا اور ان کو ساری تفصیل بتائی، انھوں نے کہا: آپ اپنے ربّ کی طرف پھر

ذٰلِكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَقَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى لَقَدِ اسْتَحْيَيْتُ۔)) (مسند احمد: ١٢٥٣٣)

لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، کیونکہ تیری امت اس عمل کی بھی طاقت نہیں رکھتی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اتنی بار اپنے ربّ کے پاس جا چکا ہوں کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔''

فوائد: ...... موسیٰ علیہ السلام لوگوں کا عملی تجربہ کر چکے تھے، اس لیے انھوں نے نمازیں کم کروانے کا مشورہ دیا۔

(١٠٣٦٩)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيَّ وَ مَعَهُ الرَّجُلُ وَ الرَّجُلَيْنِ ، وَ النَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ ، إِذْ رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ ، فَقُلْتُ: هٰذِهِ أُمَّتِيْ؟ فَقِيْلَ: هٰذَا مُوْسٰى وَ قَوْمُهُ ، وَ لٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ . ثُمَّ قِيْلَ: انْظُرْ إِلٰى هٰذَا الْجَانِبِ الْآخَرِ ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ ، فَقِيْلَ: هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَ مَعَهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ لَا عَذَابٍ۔)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا النَّبِيَّ ﷺ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ وَ لَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَطُّ ، وَ ذَكَرُوْا أَشْيَاءَ ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟)) فَأَخْبَرُوْهُ بِمَقَالَتِهِمْ ، فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ ، وَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ ، وَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ ، وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَشْعَرِيُّ ؓ ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں، پس میں نے کسی نبی کے ساتھ ایک جماعت، کسی کے ساتھ ایک فرد، کسی کے ساتھ دو افراد اور کسی کے ساتھ کوئی آدمی نہیں دیکھا، اچانک مجھے ایک بڑا لشکر دکھایا گیا، میں نے کہا: یہ میری امت ہے؟ جواب دیا گیا: یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، اب آپ افق کی طرف دیکھیں، اُدھر ایک بڑا لشکر موجود تھا، پھر مجھ سے کہا گیا: اب آپ اس طرف دیکھیں، اُدھر بھی بڑا لشکر موجود تھا، پھر مجھے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے اور اس کے ساتھ ستر ہزار افراد ایسے ہیں، جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔'' صحابہ نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں، جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے، کسی نے کہا: ایسے لگتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انھوں نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا، دوسرے صحابہ نے مزید آراء کا ذکر بھی کیا، اتنے میں نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ''تم کس چیز کے بارے میں غور وخوض کر رہے تھے؟'' انھوں نے آپ ﷺ کو اپنی باتوں کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والے لوگ وہ ہیں جو نہ داغ لگواتے ہیں، نہ دم کرواتے ہیں، نہ برا شگون

(١٠٣٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٤١، ومسلم: ٢٢٠ (انظر: ٢٤٤٨)

فَقَالَ: اَنَا مِنْهُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اَنْتَ مِنْهُمْ۔)) ثُمَّ قَامَ الْآخَرُ فَقَالَ: اَنَا مِنْهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٨)

لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔'' سیدنا عکاشہ بن محصن اشعری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان میں سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی ان میں سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔''

فوائد: ......توکل کا مطلب ہے جائز اسباب و وسائل استعمال کر کے اپنے مقصود تک پہنچنے کی کوشش کی جائے اور اصل بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا جائے، کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت شامل حال نہیں ہوگی، اسباب و وسائل بھی کچھ نہیں کر سکتے۔

لیکن توکل کی انتہائی شکل یہ ہے کہ اسباب بھی استعمال نہ کیے جائیں اور معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائے، بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کا توکل اسی قسم کا ہوگا، زخم اور بیماری کے بارے میں ان کا نظریہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ یہ بیماریاں لگائی ہیں اور وہی شفا دے گا، وہ بیچ میں دوا کا سبب استعمال نہیں کریں گے، توکل کی یہ قسم مشکل ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ نَبِیِّ اللّٰهِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السلام وَحَجِّهِ وَ صَوْمِهِ

اللہ کے نبی موسی علیہ السلام کی تخلیقی صفات اوران کے حج اور روزے کا بیان

(۱۰۳۷۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْرَقِ (یَعْنِیْ حِیْنَ حَجَّ) فَقَالَ: ((اَیُّ وَادٍ هٰذَا؟)) قَالُوْا: هٰذَا وَادِی الْاَزْرَقُ، فَقَالَ: ((كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ، وَ هُوَ هَابِطٌ مِنَ الثَّنِیَّةِ، وَلَهُ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالتَّلْبِیَةِ۔)) حَتّٰی اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّةِ هَرْشَاءَ فَقَالَ: ((اَیُّ ثَنِیَّةٍ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: ثَنِیَّةُ هَرْشَاءَ، قَالَ: ((كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَیْهِ جُبَّةٌ مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفرِ حج کے دوران وادیٔ ازرق سے گزرے تو پوچھا: ''یہ وادی کون سی ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ وادیٔ ازرق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا کہ میں موسی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، وہ گھاٹی سے اتر رہے ہیں اور وہ بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ چلتے گئے، یہاں تک کہ ہرشاء گھاٹی کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے۔'' لوگوں نے کہا: یہ ہرشاء کی گھاٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں یونس بن متی کو دیکھ رہا ہوں، وہ سرخ اور پر گوشت اونٹنی پر سوار ہیں، انھوں نے اون کا جبہ

(۱۰۳۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦٦ (انظر: ۱۸٥٤)

صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ (قَالَ هُشَيْمٌ: يَعْنِيْ لِيْفًا) وَ هُوَ يُلَبِّيْ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵٤)

پہنا ہوا ہے، ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کے پتوں کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔''

فوائد: ......موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو مذکورہ ہیئت میں کیسے بیان کیا گیا؟ دو صورتیں ممکن ہیں: (۱) جس طرح وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے تھے، تمثیلی طور پر ان کو اسی شکل میں آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا یا (۲) آپ ﷺ نے ان کو اپنے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

(۱۰۳۷۱)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى بْنَ عِمْرَانَ رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَ رَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْبُوْعُ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ، سَبْطَ الرَّأْسِ، (وَ لَهُ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى) وَ رَاَيْتُ مُوْسٰى اَسْحَمَ آدَمَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ، (قَالَ: حسن) اَلشَّعْرَةُ شَدِيْدُ الْخَلْقِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرایا گیا، میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، وہ دراز قد آدمی تھے، ان کے بال ہلکے گھنگریالے تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوءہ قبیلے کے فرد تھے، پھر میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کے بال سیدھے تھے، ایک روایت میں ہے: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ سیاہی نما گندمی رنگ کے اور گھنے بالوں والے تھے۔'' حسن راوی نے کہا: ان کے بال سخت تھے۔

(۱۰۳۷۲)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ، فَاِذَا مُوْسٰى رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْاَةِ۔)) (مسند احمد: ۱٤٦٤۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، موسیٰ علیہ السلام معتدل وجود کے آدمی تھے، وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگ رہے تھے۔''

(۱۰۳۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَ؟)) قَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ فِيْهِ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم کس مناسبت سے اس دن کا روزہ رکھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: یہ بڑا اچھا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دن بنو اسرائیل کو ان کے

(۱۰۳۷۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۳۹، ومسلم: ۱٦٥ (انظر: ۲۱۹۷)

(۱۰۳۷۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٦۷ (انظر: ۱٤٥۸۹)

(۱۰۳۷۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۰٤، ومسلم: ۱۱۳۰ (انظر:)

مِنْ عَدُوِّهِمْ، قَالَ: فَصَامَهُ مُوْسَى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَحَقُّ بِمُوْسَى مِنْكُمْ۔)) فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ أَمَرَ بِصَوْمِهِ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٤)

دشمنوں سے نجات دلائی تھی، اس مناسبت سے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں۔'' آپ ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔''

''میں تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں۔'' یعنی موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا: ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ...... ''پس تو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔'' اس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ کا مطلوب موسیٰ علیہ السلام کی موافقت تھی، نہ کہ یہودیوں کی۔

اس سے یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ یہودیوں کی مخالفت پسند کرتے تھے، نہ کہ موافقت، شروع شروع میں آپ ﷺ ان کی تالیفِ قلبی کے لیے ان کی موافقت پسند کرتے تھے، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا یہ اہل کتاب تو کفر پر مصر ہیں اور تالیف قلبی سے متأثر نہیں ہو رہے تو آپ ﷺ نے ان کی موافقت چھوڑ دی اور ان کی مخالفت کی طرف مائل ہو گئے، اسی لیے آخر میں آپ ﷺ نے نو محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کیا تھا۔

بَابُ قِصَّتِهِ مَعَ الْحَجَرِ
موسیٰ علیہ السلام کا پتھر کے ساتھ واقعہ

(١٠٣٧٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانُوْا يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً (وَ فِيْ رِوَايَةٍ: يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى سَوْأَةِ بَعْضٍ) وَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهُ الْحَيَاءُ وَ السِّتْرُ، وَ كَانَ يَتَسَتَّرُ إِذَا اغْتَسَلَ فَطَعَنُوْا فِيْهِ بِعَوْرَةٍ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ) قَالَ: فَبَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ يَغْتَسِلُ يَوْمًا وَضَعَ ثِيَابَهُ عَلٰى صَخْرَةٍ فَانْطَلَقَتِ الصَّخْرَةُ بِثِيَابِهِ، فَاتَّبَعَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ وَ هُوَ يَقُوْلُ: ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بنو اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ وہ ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو دیکھتے تھے، جبکہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام اس چیز سے حیا اور شرم محسوس کرتے تھے، اس لیے وہ پردہ کر کے غسل کرتے تھے، لیکن بنو اسرائیل نے اس وجہ سے ان پر ان کی شرمگاہ کے بارے میں طعن کیا، ایک روایت میں ہے: انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے سے روکنے والی چیز یہ ہے کہ ان کے خصیتین پھولے ہوئے ہیں، پس ایک دن اللہ کے نبی نہا رہے تھے اور اپنے کپڑے ایک چٹان پر رکھ دیئے، لیکن ہوا یوں کہ وہ چٹان کپڑوں سمیت چل پڑی، موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے ہو لیے،

(١٠٣٧٤)۔تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٠٤، ٤٧٩٩ (انظر: ٩٠٩١)

ثَوْبِی یَاحَجَرُ! حَتَّی انْتَهٰی بِهِ إِلٰی مَلَإٍ مِنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ وَتَوَسَّطَهُمْ فَقَامَتْ (أَیْ: اَلصَّخْرَةُ) وَأَخَذَ نَبِیُّ اللّٰهِ ثِیَابَهُ فَنَظَرُوْا فَإِذَا أَحْسَنُ النَّاسِ خَلْقًا وَأَعْدَلُهُمْ صُوْرَةً، فَقَالَتْ بَنُوْ إِسْرَائِیْلَ: قَاتَلَ اللّٰهُ أَفَّاكِی بَنِی إِسْرَائِیْلَ فَکَانَتْ بَرَاءَ تَهُ الَّتِیْ بَرَّأَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۹۰۸۰)

اپنی لاٹھی ماری اور یہ آواز دی: اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے، لیکن اتنے میں وہ پتھر بنواسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گیا اور ان کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا، اللہ کے نبی نے اپنے کپڑے لے کر پہن لیے، جب انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ علیہ السلام کو سب سے خوبصورت تخلیق والا اور سب سے معتدل صورت والا پایا، اس کے بعد بنو اسرائیل نے کہا: اللہ تعالیٰ بنو اسرائیل کے تہمت لگانے والے افراد کو ہلاک کرے، پس یہی وہ براءت تھی کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بری کیا تھا۔''

(۱۰۳۷۵)۔ (وَفِیْ رِوَایَةٍ) فَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا، فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: وَاللّٰهِ! إِنَّ بِالْحَجَرِ نَدَبًا سِتَّةً أَوْ سَبْعَةً ضَرْبَ مُوْسٰی بِالْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ۸۱۵۸)

ایک روایت میں ہے: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لیے اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے پتھر پر چھ سات نشان تھے۔

(۱۰۳۷۶)۔ (وَمِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ: قَالَ لِیْ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: مِنْ أَیْنَ أَقْبَلْتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الشَّامِ، قَالَ: فَقَالَ لِیْ: هَلْ رَأَیْتَ حَجَرَ مُوْسٰی؟ قُلْتُ: وَمَا حَجَرُ مُوْسٰی؟ قَالَ: إِنَّ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ قَالُوْا لِمُوْسٰی قَوْلًا تَحْتَ ثِیَابِهِ فِیْ مَذَاکِیْرِهِ قَالَ: فَوَضَعَ ثِیَابَهُ عَلٰی صَخْرَةٍ وَهُوَ یَغْتَسِلُ قَالَ: فَسَعَتْ ثِیَابُهُ قَالَ: فَتَبِعَهَا فِیْ أَثَرِهَا وَهُوَ یَقُوْلُ: یَاحَجَرُ! أَلْقِ ثِیَابِیْ، حَتّٰی أَتَتْ بِهِ عَلٰی بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ فَرَأَوْا سَوِیًّا حَسَنَ الْخَلْقِ فَلَجَبَهُ ثَلَاثَ لَجَبَاتٍ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ

(دوسری سند) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: جی شام سے، انھوں نے کہا: کیا تم نے موسیٰ علیہ السلام کا پتھر دیکھا ہے؟ میں نے کہا: موسیٰ علیہ السلام کے پتھر سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے خصیتین کے معیوب ہونے کے بارے میں کوئی بات کی، ایک دن وہ ایک چٹان پر کپڑے رکھ کر نہانے لگے، لیکن ہوا یوں کہ وہ چٹان ان کے کپڑوں سمیت دوڑ پڑی، وہ اس کے پیچھے دوڑے اور کہا: اے پتھر! میرے کپڑے پھینک دے، لیکن وہ پتھر بنو اسرئیل کے پاس پہنچ گیا، پس انھوں نے دیکھا کہ وہ بالکل ٹھیک اور خوبصورت تخلیق والے ہیں، پھر موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پتھر کو اپنی لاٹھی سے تین

(۱۰۳۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۸، ومسلم: ۳۳۹ (انظر: ۸۱۷۳)
(۱۰۳۷۶) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهِ لَوْ كُنْتُ نَظَرْتُ لَرَاَیْتُ لَجَبَاتِ مُوْسٰی فِیْهِ۔ (مسند احمد: ۸۲۸٤)

ضربیں لگائیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! اگر میں اس پتھر کو پا لیتا تو اس میں موسیٰ علیہ السلام کی ضربوں کے نشانات دیکھ لیتا۔

فوائد:...... اس میں موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزوں کا بیان ہے: پتھر کا ان کے کپڑے لے کر دوڑ جانا اور پتھر پر ان کی ضرب کے نشان لگنا۔

موسیٰ علیہ السلام نہایت باحیا ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اپنے جسم کو ننگا نہ ہونے دیتے تھے، لیکن لوگوں نے یہ بات گھڑ لی کہ ان کی شرم گاہ میں فلاں بیماری ہے، یہ اس وجہ سے ہر وقت پردہ کر کے رکھتے ہیں، حالات کا تقاضا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام اور شبہے سے پاک ثابت کیا جائے، پس یہ واقعہ پیش آیا۔

بَابُ ذِكْرِ هَلَاكِ فِرْعَوْنَ وَجُنُوْدِهِ وَدَسِّ جِبْرِيْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ الطِّيْنَ فِيْ فِيْهِ

فرعون اور اس کے لشکروں کی ہلاکت اور جبریل علیہ السلام کا اس کے منہ میں مٹی ٹھونسنے کا بیان

(۱۰۳۷۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ: آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْ آمَنَتْ بِهِ بَنُوْا إِسْرَائِيْلَ، قَالَ: قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ: يَامُحَمَّدُ! لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَقَدْ أَخَذْتُ حَالًا مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَدَسَّيْتُهُ فِيْ فِيْهِ مَخَافَةَ أَنْ تَنَالَهُ الرَّحْمَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۸۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب فرعون نے غرق ہوتے وقت کہا: میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، مگر وہی کہ جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد! کاش آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں نے سمندر کی کالی مٹی لے کر فرعون کے منہ ٹھونس رہا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی رحمت اس کو پا لے۔''

(۱۰۳۷۸)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: رَفَعَهُ أَحَدُهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَدُسُّ فِيْ فَمِ فِرْعَوْنَ الطِّيْنَ مَخَافَةَ أَنْ يَقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۳۱۵٤)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جبریل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونس رہا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ دے۔''

(۱۰۳۷۷) تخريج: صحيح، قاله الالبانى، أخرجه الترمذى: ۳۱۰۷ (انظر: ۲۸۲۰)

(۱۰۳۷۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فوائد: ...... برے لوگوں کا انجام بھی برا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اصل قانون یہ ہے کہ جو آدمی جس انداز میں زندگی گزارتا ہے، اسی انداز میں اس کو موت آتی ہے۔ سجدوں میں ان لوگوں کی روحیں پرواز کر گئیں جو اپنے زندگی میں کثرت سے سجدے کرنے کے عادی تھے اور برائی کی حالت میں ان لوگوں کو موت کا پیغام قبول کرنا پڑا جو برائیوں کے دلدادہ تھے۔

فرعون کی زندگی بغاوت اور سرکشی کی سنگین مثالوں سے بھری ہوئی تھی، اس لیے اسی کے مطابق ہی اس کا خاتمہ ہونا تھا۔

حدیث نمبر (۸۶۳۳) میں اس کی مزید تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

بَابُ قِصَّةِ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ اِذْ ﴿قَالُوْا يَا مُوْسَى اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾

موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرئیل کے ساتھ قصہ جب انھوں نے کہا: ''اے موسیٰ ہمارا بھی ایک معبود بنا دے، جیسے ان کے معبود ہیں''

(۱۰۳۷۹)۔ عَنْ اَبِیْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ ؓ، اَنَّهُمْ خَرَجُوْا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى حُنَيْنٍ قَالَ: وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكِفُوْنَ عِنْدَهَا وَيُعَلِّقُوْنَ بِهَا اَسْلِحَتَهُمْ، يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ اَنْوَاطٍ، قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَاءَ عَظِيْمَةٍ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْتُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى: ﴿اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ اِنَّهَا لَسُنَنٌ، لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۴۲)

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ سے حنین کی طرف نکلے، راستے میں کافروں کا بیری کا ایک درخت تھا، وہ اس کے مجاور بنتے اور اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے، اس کو ذات اَنواط کہا جاتا تھا، راوی کہتے ہیں: پس جب ہم ایک سرسبز اور بڑی بیری کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ایک ذات انواط بنا دو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کر دی ہے، جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی، انھوں نے کہا: ''تو ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دے، جیسے ان کے معبود ہیں، بیشک تم جاہل قوم ہو۔'' یہ بنی اسرائیل کے طریقے تھے، تم ایک ایک کر کے پہلے والے لوگوں کے سب طریقوں کو اختیار کر لو گے۔''

فوائد: ...... پوری آیت یوں ہے: ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ۔﴾ ...... ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتارا تو وہ ایسے لوگوں پر آئے جو اپنے کچھ بتوں پر جمے بیٹھے تھے، کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے کوئی معبود بنا دے، جیسے ان کے کچھ معبود ہیں؟ اس نے کہا بیشک تم ایسے لوگ ہو جو نادانی کرتے ہو۔'' (سورۂ اعراف: ۱۳۸)

(۱۰۳۷۹) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ۲۱۸۰ (انظر: ۲۱۸۹۷)

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا: یہ بنی اسرائیل کا شوق بت پرستی کا عالم تھا کہ اتنی ساری اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ چکنے کے بعد دریا پار اترتے ہی بت پرستوں کے ایک گروہ کو اپنے بتوں کے آس پاس اعتکاف میں بیٹھے دیکھتے ہی موسیٰ سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے بھی کوئی ایسی چیز مقرر کر دیجئے تاکہ ہم بھی اس کی عبادت کریں، جیسے کہ ان کے معبود ہیں۔ یہ کافر لوگ کنعانی تھے، ایک قول کے مطابق لخم قبیلہ کے تھے، یہ گائے کی شکل بنا کر اس کی پوجا کر رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسکے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے بالکل ناواقف ہو، تم نہیں جانتے کہ اللہ شریک و مثیل سے پاک اور بلندتر ہے۔ یہ لوگ جس کام میں مبتلا ہیں وہ تباہ کن ہے اور ان کا عمل باطل ہے۔

بَابُ قِصَّةِ عِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ فِيْ غَيْبَةِ كَلِيْمِ اللّٰهِ عَنْهُمْ وَإِلْقَائِهِ أَلْوَاحَ التَّوْرَاةِ عِنْدَ مَا عَايَنَ ذٰلِكَ فَانْكَسَرَتْ

کلیم اللہ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑے کی عبادت شروع کر دینا اور اس چیز کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کا تورات کی تختیوں کو پھینک دینا اور ان کا ٹوٹ جانا

(۱۰۳۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ، فَلَمَّا عَايَنَ مَاصَنَعُوْا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اطلاع دینا، مشاہدہ کرنے کی طرح نہیں ہے، بیشک جب اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو بتلایا کہ اس کی قوم نے بچھڑے کے معاملے میں یہ رویہ اختیار کر لیا ہے، تو انھوں نے تختیاں نہیں پھینکی، لیکن جب انھوں نے خود مشاہدہ کیا تو ان کو پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گئیں۔''

فوائد: ...... جب موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں کے لیے کوہ طور پر گئے اور اللہ تعالیٰ سے تورات وصول کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وہیں بتلا دیا تھا کہ ان کی قوم بچھڑے کو معبود بنا چکی ہے، آپ علیہ السلام نے یہ بات سن لی اور تورات کی تختیاں اٹھائے رکھیں، لیکن جب آ کر وہی منظر دیکھا تو کیفیت کچھ اور تھی۔

موسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر جو کچھ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس انداز میں بیان کیا: ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيْهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔﴾ ...... ''اور جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے، ہارون علیہ السلام نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے!

(۱۰۳۸۰) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۲۱، وابن حبان: ٦٢١٣ (انظر: ۲٤٤٧)

ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں، اب تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ساتھ مت شمار کرو۔'' (سورۂ اعراف: ۱۵۰)

ہر انسان طبعی طور پر سننے اور دیکھنے میں فرق محسوس کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مزید اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ جو تعجب اور حیرانی دیکھ کر ہوتی ہے، وہ سن کر نہیں ہو سکتی۔ اور جو یقین وایقان دیکھ کر حاصل ہوتا ہے وہ صرف سن کا نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جُبْنِ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ وَ خَوْفِهِمْ مِنْ قِتَالِ الْجَبَّارِيْنَ

بنواسرائیل کی بزدلی اور جبار قوم کے ساتھ لڑنے سے ان کے خوف کا بیان

(۱۰۳۸۱)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى بَدْرٍ، خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَاَشَارَ عَلَيْهِ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ، ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ فَاَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَسَكَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّمَا يُرِيْدُكُمْ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَانَكُوْنَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْا اِسْرَئِيْلَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿اذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَ لٰكِنْ وَاللّٰهِ لَوْ ضَرَبْتَ اَكْبَادَ الْاِبِلِ حَتّٰى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَكُنَّا مَعَكَ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو باہر تشریف لائے اور لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا، پھر آپ ﷺ نے مشورہ طلب کیا، اس بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رائے دی، لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، اتنے میں ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: انصاریو! حضور ﷺ تم سے مخاطب ہیں، پس انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہیں ہوں گے، جیسا کہ بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: ''تو جا اور تیرا ربّ جائے اور تم دونوں جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں۔'' اللہ کی قسم ہے، اے اللہ کے رسول! اگر آپ اونٹوں کے جگروں پر مارتے ہوئے سفر کرتے جائیں، یہاں تک کہ برک الغماد تک پہنچ جائیں تو ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۔ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا

(۱۰۳۸۱) تخریج: أخرجه مطولا و مختصرا مسلم: ۲۸۷٤ (انظر: ۱۲۰۲۲)

تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾...... ''اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اس نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ، ورنہ خسارہ اٹھانے والے ہو کر لوٹو گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس میں ایک بہت زبردست قوم ہے اور بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں، پس اگر وہ اس سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونے والے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا، جو ان لوگوں میں سے تھے جو ڈرتے تھے، ان دونوں پر اللہ نے انعام کیا تھا، تم ان پر دروازے میں داخل ہو جاؤ، پھر جب تم اس میں داخل ہو گئے تو یقیناً تم غالب ہو اور اللہ ہی پر پس بھروسا کرو، اگر تم مومن ہو۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز اس میں کبھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں، سو تو اور تیرا رب جاؤ، پس دونوں لڑو، بے شک ہم یہیں بیٹھنے والے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں، سو تو ہمارے درمیان اور ان نافرمان لوگوں کے درمیان علیحدگی کر دے۔ فرمایا پھر بے شک وہ ان پر چالیس سال حرام کر دی گئی ہے، زمین میں سر مارتے پھریں گے، پس تو ان نافرمان لوگوں پر غم نہ کر۔'' (سورۂ مائدہ: ۲۱ ـ ۲۶)

بنی اسرائیل کے مورثِ اعلیٰ یعقوب علیہ السلام کا مسکن بیت المقدس تھا، لیکن یوسف علیہ السلام کے امارت مصر کے زمانے میں یہ لوگ مصر جا کر آباد ہو گئے تھے اور پھر تب سے مصر ہی میں رہے، جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں راتوں رات فرعون سے چھپ کر مصر سے نکال نہیں لے گئے، اس وقت بیت المقدس پر عمالقہ کی حکمرانی تھی، جو ایک بہادر قوم تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے پھر بیت المقدس جا کر آباد ہونے کا عزم کیا تو اس کے لیے وہاں قابض عمالقہ سے جہاد ضروری تھا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیا اور نصرتِ الٰہی کی بشارت بھی سنائی، لیکن اس کے باوجود بنی اسرائیل عمالقہ سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوئے اور پہلے مرحلے میں ہی ہمت ہار بیٹھے اور جہاد سے دست بردار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی اور بدترین بزدلی، سوئے ادبی اور تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اے موسیٰ! تو اور تیرا ربّ جا کر لڑ و۔ اس کے برعکس جب جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا تو انھوں نے قلتِ تعداد اور قلتِ وسائل کے باوجود جہاد میں حصہ لینے کا بھرپور عزم کا اظہار کیا۔

''برک الغماد'' ایک مقام کا نام ہے، ایک قول کے مطابق یہ مکہ مکرمہ سے آگے پانچ دنوں کی مسافت پر ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مقام مدینہ منورہ سے تقریباً پندرہ دنوں کی مسافت پر پڑتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ہجر کے اُس پار یا حبشہ میں ایک شہر کا نام ہے۔

بَابُ قِصَّتِهِ مَعَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے ساتھ واقعہ

(۱۰۳۸۲)۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے اور

(۱۰۳۸۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۸، ۷٤۷۸، ومسلم: ۲۳۸۰ (انظر: ۲۱۱۰۹)

وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبِ الْقُرْقُسَانِيُّ، قَالَ الْوَلِيْدُ: حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ وَ قَالَ مُحَمَّدٌ: ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ اَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَ الْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ اِذْ مَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، فَنَادَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: اِنِّيْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَ صَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهِ، فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ شَاْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا مُوْسٰى علیہ السلام فِيْ مَلَاٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، اِذْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَاَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَيْهِ خَضِرٌ، فَسَاَلَ مُوْسٰى علیہ السلام السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهِ، وَ جَعَلَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ الْحُوْتَ آيَةً، فَقِيْلَ لَهُ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ، وَ كَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا مَاقَصَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٤٢٦)

حُر بن قیس فزاری کے درمیان یہ مباحثہ ہونے لگا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا وہ صاحب کون تھا کہ انھوں نے جس سے ملاقات کرنے کے لیے راستے کا سوال کیا تھا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ خضر علیہ السلام تھے، اتنے میں وہاں سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، سیدنا ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا: میرا اور میرے اس دوست کی اس موضوع پر بحث ہو رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا وہ صاحب کون تھا کہ جس سے ملاقات کرنے کے لیے راستہ کا انھوں نے سوال کیا تھا، تو کیا تم نے رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ آپ ﷺ اس کی بات بیان کر رہے ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک گروہ میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے موسیٰ! کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں، جو آپ سے زیادہ علم والا ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ خضر ہے، موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ملاقات کا راستہ دریافت کیا، جواباً اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ان کے لیے بطور نشانی قرار دیا اور ان سے کہا گیا: جب تو مچھلی کو گم پائے تو لوٹ آنا، پھر ان دونوں کا وہی قصہ پیش آیا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔''

(١٠٣٨٣)۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عُثْمَانَ، عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو يَعْنِيْ ابْنَ دِيْنَارٍ، عَنْ

سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: نوف شامی کا خیال ہے کہ جس موسیٰ کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی، وہ بنی اسرائیل والے موسیٰ نہیں ہیں،

(١٠٣٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٢، ٣٢٧٨، ٣٤٠١، ومسلم: ٢٣٨٠(انظر: ٢١١١٤)

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اِنَّ نَوْفًا الشَّامِيَّ يَزْعَمُ اَوْ يَقُوْلُ: لَيْسَ مُوْسٰى صَاحِبُ خَضِرٍ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، قَالَ: كَذَبَ نَوْفٌ عَدُوُّ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ خَطِيْبًا فَقَالُوْا لَهُ: مَنْ اَعْلَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: اَنَا، فَاَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَيْهِ اِنَّ لِيْ عَبْدًا اَعْلَمَ مِنْكَ، قَالَ: رَبِّ فَاَرِنِيْهِ؟ قَالَ: قِيْلَ تَاْخُذُ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ، قَالَ: فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ وَ جَعَلَ هُوَ وَ صَاحِبُهُ يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ رَقَدَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمِكْتَلِ فَوَقَعَ فِي الْبَحْرِ، فَحَبَسَ اللّٰهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ الْمَاءُ فَاسْتَيْقَظَ مُوْسٰى فَقَالَ: ﴿لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ وَ لَمْ يُصِبِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الَّذِيْ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فَقَالَ: ﴿اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَ مَا اَنْسَانِيْهِ اِلَّا الشَّيْطَانُ﴾ ﴿فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَجَعَلَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا ﴿وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ قَالَ: اَمْسَكَ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلُ الطَّاقِ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَ كَانَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ عَجَبًا حَتّٰى انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِذَا

انھوں نے کہا: اللہ کے دشمن نوف نے جھوٹ بولا ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موسی علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، لوگوں نے ان سے پوچھا: لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں ہوں، اُدھر سے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کر دی کہ میرا ایک بندا تجھ سے زیادہ علم والا ہے، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! تو پھر وہ مجھے دکھاؤ، ان سے کہا گیا کہ تم ایک مچھلی پکڑو اور اس کو ایک ٹوکرے میں ڈالو، جہاں تم اس کو گم پاؤ گے، تو وہ وہاں ہو گا، پس انھوں نے مچھلی پکڑی اور اس کو ایک ٹوکرے میں رکھا اور انھوں نے اور ان کے ایک ساتھی نے ساحل کی طرف چلنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ ایک چٹان کے پاس پہنچ گئے، موسی علیہ السلام وہاں سو گئے، مچھلی نے ٹوکرے میں حرکت کی اور سمندر میں کود گئی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے داخل ہونے والی جگہ کا پانی روک لیا (اور یوں ایک غار سی نظر آنے لگی)، جب پانی مضطرب ہوا تو موسی علیہ السلام بیدار ہو گئے (اور کہیں آگے جا کر اپنے نوجوان سے) کہا: ''لا ہمارا کھانا دے، ہمیں تو اپنے اس سفر سے تھکاوٹ اٹھانی پڑی۔'' موسی علیہ السلام نے اس مقام سے آگے گزر کر تھکاوٹ محسوس کی، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا، آگے سے ''اس نوجوان نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب کہ ہم چٹان پر ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے، وہیں میں مچھلی بھول گیا تھا، دراصل شیطان نے مجھے بھلا دیا۔'' ''چنانچہ وہیں سے وہ اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے واپس لوٹے۔'' پس انھوں نے اپنے قدموں کے نشانات کو ڈھونڈنا شروع کر دیا، ''اور اس مچھلی نے انوکھے طریقہ سے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔'' اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کا

رَجُلٌ مُسَجًّى عَلَيْهِ ثَوْبٌ، فَسَلَّمَ مُوْسٰى عَلَیْہِ السَّلَامُ، فَقَالَ: وَ اَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ، قَالَ: اَنَا مُوْسٰى، قَالَ: مُوْسٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، ﴿اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ قَالَ: يَا مُوْسٰى! اِنِّىْ عَلٰى عِلْمٍ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا تَعْلَمُهُ، وَ اَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَان عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَعَرَفُوْا الْخَضِرَ فَحُمِلَ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمْ يُعْجِبْهُ، وَ نَظَرَ فِى السَّفِيْنَةِ فَاَخَذَ الْقَدُوْمَ يُرِيْدُ اَنْ يَكْسِرَ مِنْهَا لَوْحًا، فَقَالَ: حُمِلْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ وَ تُرِيْدُ اَنْ تَخْرُقَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ﴿قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا﴾ قَالَ: اِنِّىْ نَسِيْتُ، وَ جَاءَ عُصْفُوْرٌ فَنَقَرَ فِى الْبَحْرِ قَالَ الْخَضِرُ: مَا يُنْقِصُ عِلْمِىْ وَ لَا عِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا كَمَا يُنْقِصُ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ﴿فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا﴾ فَرَاٰى غُلَامًا فَاَخَذَ رَاْسَهُ فَانْتَزَعَهُ فَقَالَ: ﴿اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا، قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا﴾ قَالَ: سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: وَ هٰذِهِ اَشَدُّ مِنَ الْاُوْلٰى، قَالَ: فَانْطَلَقَا فَاِذَا جِدَارٌ يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ فَاَقَامَهُ، اَرَانَا سُفْيَانُ بِيَدِهِ فَرَفَعَ يَدَهُ

چلاؤ روک لیا اور وہ جگہ طاق کی طرح نظر آنے لگی، یہ مچھلی کے لیے انوکھا اور موسیٰ علیہ السلام کے لیے عجیب کام تھا، بہر حال وہ دونوں بالآخر اس چٹان تک پہنچ گئے، مطلوبہ مقام پر پہنچ کر انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی ہے، اس نے کپڑا ڈھانپا ہوا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا، اس نے آگے سے کہا: تیری علاقے میں سلام کیسے آ گیا؟ انھوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا: بنو اسرائیل کا موسیٰ؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، ''میں آپ کی تابعداری کروں کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھا دیں۔'' خضر علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ! بیشک مجھے اللہ کی طرف سے ایسا علم دیا گیا ہے کہ تم اس کو نہیں جانتے اور تم کو اسی کی طرف سے ایسا علم دیا گیا ہے کہ میں اس کی معرفت نہیں رکھتا، پھر وہ دونوں ساحل پر چل پڑے (اور خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر پابندی لگا دی کہ انھوں نے اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرنا)، وہاں سے ایک کشتی گزری، انھوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیے، اس لیے ان کو بغیر کسی اجرت کے سوار کر لیا گیا، لیکن اس چیز نے ان کو تعجب میں ڈالا، پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کو دیکھا اور کلہاڑا لے کر اس کی ایک تختی کو توڑنا چاہا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان لوگوں نے ہمیں اجرت کے بغیر سوار کر لیا اور اب تم اس کشتی کو توڑ کر سب سواروں کو غرق کرنا چاہتے ہو؟ ''انھوں نے کہا: میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بیشک میں بھول گیا تھا، پھر ایک پرندہ آیا اور اس نے سمندر سے اپنی چونچ بھری، خضر علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر کہا: اے موسیٰ! میرے اور تیرے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں اتنی کمی کی ہے، جتنی کہ اس پرندے نے اس سمندر میں کی ہے، ''پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ وہ دونوں ایک گاؤں والوں کے پاس

هٰكَذَا رَفْعًا فَوَضَعَ رَاحَتَيْهِ فَرَفَعَهُمَا لِبَطْنِ كَفَّيْهِ رَفْعًا فَقَالَ: ﴿لَوْ شِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَ بَيْنِكَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَتِ الْاُولٰى نِسْيَانًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوْ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۴۳۱)

آ کر ان سے کھانا طلب کیا، لیکن انھوں نے ان کی مہمان داری سے صاف انکار کر دیا۔'' نیز خضر علیہ السلام نے وہاں ایک لڑکا دیکھا اور اس کو پکڑ کر اس کا سر اکھاڑ دیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''کیا تو نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے عوض مار ڈالا، بیشک تو نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کی، انھوں نے کہا: کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔'' عمرو نے اپنی روایت مین کہا: یہ پہلے کام سے زیادہ سخت کام تھا، پھر وہ دونوں چل پڑے، جب خضر علیہ السلام نے دیوار کو گرتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے اس کو سیدھا کر دیا، سفیان راوی نے اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اس طرح بلند کیا، پھر اپنی ہتھیلیوں کو رکھا اور پھر ان کو ہتھیلیوں کی اندرونی سمت کی طرف سے بلند کیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ''اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے، اس نے کہا: بس یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پہلی بار تو موسیٰ علیہ السلام بھول گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، کاش وہ صبر کرتے تا کہ وہ ہم پر اپنے مزید معاملات بیان کرتے۔''

فوائد:...... مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۂ کہف مع التفسیر، خضر کون تھے؟ دیکھیں: حدیث نمبر (۱۰۳۹۵)

بَابُ الْخَسْفِ بِقَارُوْنَ وَ قِصَّةِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى مَعَهُ

قارون کا دھنسنا اور موسیٰ علیہ السلام کا اس کے ساتھ قصہ

(۱۰۳۸۴)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بَيْنَ بُرْدَيْنِ مُخْتَالًا خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۱۳۷۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی دو چادریں زیبِ تن کر کے تکبر سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔''

(۱۰۳۸٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ۲۹۵۲ (انظر: ۱۱۳۵۳)

(۱۰۳۸۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: حَدَّثَنِي الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ بُرْدَيْنِ فَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ الْأَرْضَ فَبَلَعَتْهُ، فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۰۴۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے صادق و مصدوق خلیل ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگوں میں ایک آدمی تھا، وہ دو چادریں زیب تن کر کے اترا کے چل رہا تھا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا اور اس نے زمین کو حکم دیا، پس وہ اس کو نگل گئی، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ قیامت کے دن تک دھنستا رہے گا۔''

فوائد:...... قارون، موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ درج بالا احادیث میں جس شخص کا ذکر ہے، اس سے مراد قارون ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ۔ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ۔ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ۔ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ۔ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ۔ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔﴾...... ''بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا، پس اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے کہ بلا شبہ ان کی چابیاں یقیناً ایک طاقتور جماعت پر بھاری ہوتی تھیں۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا مت پھول، بے شک اللہ پھولنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ مت بھول اور احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد مت ڈھونڈ، بے شک اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اس نے کہا مجھے تو یہ ایک علم کی بنا پر دیا گیا ہے، جو میرے پاس ہے۔ اور کیا اس نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ اس سے پہلے کئی نسلیں ہلاک

(۱۰۳۸۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۷۸۹، ومسلم: ۲۰۸۸ (انظر: ۱۰۴۵۵)

کر چکا ہے جو اس سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جماعت والی تھیں اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔ پس وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت میں نکلا۔ ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے، اے کاش! ہمارے لیے اس جیسا ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے، بلاشبہ وہ یقیناً بہت بڑے نصیب والا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا جنھیں علم دیا گیا تھا، افسوس تم پر! اللہ کا ثواب اس شخص کے لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لایا اور اس نے اچھا عمل کیا اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کرنے والے ہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، پھر نہ اس کے لیے کوئی جماعت تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ اپنا بچاؤ کرنے والوں سے تھا۔ اور جن لوگوں نے کل اس کے مرتبے کی تمنا کی تھی انھوں نے اس حال میں صبح کی کہ کہہ رہے تھے افسوس! اب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے، اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا تو وہ ضرور ہمیں دھنسا دیتا، افسوس! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔ یہ آخری گھر، ہم اسے ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو نہ زمین میں کسی طرح اونچا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ کسی فساد کا اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔'' (سورۂ قصص: ۷۴۔ ۸۳)

انسان کے اندر جو صلاحیت پائی جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، لہٰذا محسنِ حقیقی اور منعمِ حقیقی سے کبھی بھی غفلت نہیں برتنی چاہیے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کے کیے گئے احسان وبالِ جان بن جاتے ہیں، اس ضمن میں سب سے زیادہ سبق آموز مثال قارون کی ہے، کتنے خزانوں کا مالک تھا، لیکن اس کے مال و دولت نے اس کو کفایت نہ کیا، بلکہ اس کے لیے زمین میں دھنس جان کا سبب بن گیا۔

بَـابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ

قارون، فرعون اور ہامان کی مذمت کا بیان

(۱۰۳۸۶)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْـعَاصِ ؓ ، عَـنِ الـنَّبِیِّ ﷺ اَنَّـهُ ذَكَرَ الـصَّلَاةَ يَـوْمًـا فَـقَالَ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَ بُرْهَانًا وَ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَ لَا بُـرْهَـانٌ، وَ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ، وَ فِـرْعَـوْنَ، وَ هَـامَانَ، وَ اُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ۔))

(مسند احمد: ٦٥٧٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''جس نے اس نماز کی محافظت کی تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نور، دلیل اور نجات ہوگی اور جس نے اس کی محافظت نہیں کی، یہ اس کے حق میں نور ہوگی نہ دلیل اور ایسا شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

(١٠٣٨٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الدارمی: ٢/ ٣٠١، وابن حبان: ١٤٦٧ (انظر: ٦٥٧٦)

فوائد: ......فرعون بادشاہت کی وجہ سے، قارون مال و دولت کی وجہ سے، ہامان وزارت کی وجہ سے اور ابی بن خلف تجارت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور رہے۔ کون سی وجہ ہے کہ بے نماز کو نماز کی ادائیگی کا وقت نہیں ملتا؟ غور کر لے۔

بَابُ ذِكْرِ قِصَّتِهِ مَعَ مَلَكِ الْمَوْتِ وَ وَفَاتِهِ وَ مَكَانِ قَبْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا ملک الموت کے ساتھ قصہ، نیز ان کی وفات اور قبر کا بیان

(۱۰۳۸۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَدْ كَانَ مَلَكُ الْمَوْتِ يَأْتِي النَّاسَ عِيَانًا، قَالَ: فَأَتٰى مُوْسٰى فَلَطَمَهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَأَتٰى رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: يَا رَبِّ! عَبْدُكَ مُوْسٰى فَقَأَ عَيْنِيْ، وَ لَوْلَا كَرَامَتُهُ عَلَيْكَ لَعَنُفْتُ بِهِ، (وَ قَالَ يُوْنُسُ: لَشَقَقْتُ عَلَيْهِ) فَقَالَ لَهُ: اذْهَبْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلْ لَهُ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى جِلْدِ اَوْ مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ وَارَتْ يَدُهُ سَنَةٌ، فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: مَا بَعْدَ هٰذَا؟ قَالَ: الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، قَالَ: فَشَمَّهُ شَمَّةً فَقَبَضَ رُوْحَهُ قَالَ يُوْنُسُ: فَرَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَيْنَهُ وَ كَانَ يَأْتِي النَّاسَ خُفْيَةً۔)) (مسند احمد: ۱۰۹۱۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت (موت والا فرشتہ) لوگوں کے پاس آتا تھا اور وہ اس کو دیکھتے تھے، اسی طرح وہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آیا لیکن انھوں نے اسے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی، فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: اے میرے ربّ! تیرے بندے موسیٰ نے (طمانچہ مار کر) میری آنکھ پھوڑ دی، اگر تو نے اسے معزز نہ بنایا ہوتا تو میں بھی اس پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: تو میرے بندے کے پاس واپس جا اور اس سے کہہ کہ وہ بیل کی کمر پر ہاتھ رکھے، جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے، اتنے سال تم زندہ رہو گے۔ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے (فرشتے کی یہ بات سن کر) کہا: اس کے بعد پھر کیا ہو گا؟ جواب ملا: پھر تجھے موت آئے گی۔ انھوں نے کہا: تو پھر ابھی سہی، پھر انھیں ایک بو سونگھائی اور ان کی روح قبض کر لی۔ یونس راوی نے کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو آنکھ عطا کر دی، اس کے بعد فرشتہ لوگوں کے پاس مخفی انداز میں آنے لگ گیا۔''

(۱۰۳۸۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: ((أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى فَلَمَّا

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت کو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف بھیجا گیا، پس جب وہ ان کے پاس آیا تو

(۱۰۳۸۷) تخريج: صحيح، قاله الالبانی فی الصحيحة، قال الالبانی: والطرق عن ابی هريرة ثلاثة: الأولي: عن طاوس عن أبي هريرة: فأخرجه الشيخان وغيرهما، الثانية: عن همام عنه: فأخرجاه أيضا وغيرهما، والسياق لمسلم، وهو أتم، الثالثه: عن عمار بن أبي عمار: فأخرجه أحمد، وابن جرير الطبري في"التاريخ" ١/ ٢٢٤.

(۱۰۳۸۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِيْ إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ، قَالَ: فَرَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ۔)) (مسند احمد: ٧٦٣٤)

انھوں نے اس کو تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی، پس وہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے، جس کا موت کا ارادہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی آنکھ واپس لوٹا دی اور اس سے کہا: تو اس کی طرف لوٹ جا اور اس کو کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی کمر پر رکھے، جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے، اتنے سال زندگی مل جائے گی، موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا: پھر موت ہوگی، انھوں نے کہا: تو پھر ابھی سہی، پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اس کو پاک زمین سے ایک پتھر کی پھینک تک قریب کر دے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں سرخ ٹیلے کے نیچے راستے کی ایک طرف ان کی قبر دکھاتا۔''

(١٠٣٨٩)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَرَأَيْتُهُ قَائِمًا يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهِ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: (عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ) (مسند احمد: ١٢٥٣٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی، اس رات کو میں موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔'' ایک روایت میں یہ زائد بات ہے: ''یہ قبر سرخ ٹیلے کے پاس تھی۔''

فوائد: ......سوال یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے موت والے فرشتے کو تھپڑ کیوں مارا؟ اس کے دو جوابات ہیں:
(۱) موسی علیہ السلام کو یہ علم نہ ہو سکا کہ وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کا قاصد تھا، جو ان کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تھا، انھوں نے سمجھا کہ یہ کوئی عام آدمی ہے، جو ان کو قتل کرنا چاہتا ہے، اس لیے انھوں نے اپنا دفاع کرتے ہوئے یہ اقدام کیا۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے فرشتے کا امتحان لینے کے لیے موسی علیہ السلام کو اجازت دی تھی کہ وہ اس کو تھپڑ ماریں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو پرکھنے کے لیے جو چاہتے ہیں کرتے رہتے ہیں۔ (دیکھئے شرح نووی صحیح مسلم: ۲/ ۲۶۷)

موسی علیہ السلام نے بیت المقدس کے قرب کا سوال اس بنا پر کیا کہ وہ شرف والی جگہ تھی، انبیائے کرام وغیرہ کا مدفن ہونے کی وجہ سے افضل ہوگی، جبکہ بعض علما کا خیال ہے کہ انھوں نے بیت المقدس کا سوال نہیں کیا، کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ فتنہ وفساد میں پڑ جائیں۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ دفن ہونے کے لیے فضیلت وعظمت والے

(١٠٣٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٧٥ (انظر: ١٢٥٠٤)

مقام کا تعین کرنا چاہیے اور نیکوکار لوگوں کے قبرستان کے قریب دفن ہونا چاہیے۔ (دیکھئے شرح نووی صحیح مسلم: ۲/ ۲۶۷)

بَـابُ ذِكْرِ نُبُوَّةِ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَ قِيَامِهِ بِأَعْبَاءِ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ بَعْدَ وَفَاةِ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَ مُعْجِزَتِهِ

یوشع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام کی نبوت اور موسی عَلَیْہِ السَّلَام اور ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات کے بعد ان کا بنی اسرائیل کی ذمہ داریاں ادا کرنے اور ان کے معجزے کا بیان

(۱۰۳۹۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰى بَشَرٍ إِلَّا لِيُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيَالِيَ سَارَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔)) (مسند احمد: ۸۲۹۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج کو کسی بشر کے لیے نہیں روکا گیا، ما سوائے یوشع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام کے، یہ ان دنوں کی بات ہے، جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے۔''

فوائد: ......سورج اللہ تعالیٰ کے نظام کے مطابق صدہا صدیوں سے اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے، اس کی آمد و رفت میں ایک لمحہ کا فرق نہیں آیا، صرف یوشع بن نون کے لیے سورج کو روک لیا گیا تھا، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، یقیناً اس سے جہاد کی برکت واہمیت واضح ہوتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یوشع عَلَیْہِ السَّلَام نے بیت المقدس کو فتح کیا، نہ کہ موسی عَلَیْہِ السَّلَام نے، سورج کو بیت المقدس کی فتح کے موقع پر روکا گیا تھا، نہ کہ اریحا کی فتح کے موقع پر۔

(۱۰۳۹۱)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰى بَشَرٍ إِلَّا لِيُوْشَعَ لَيَالِيَ سَارَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعْنِيْ رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا، وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا آخَرُ قَدْ بَنٰى بُنْيَانًا، وَلَمَّا يَرْفَعْ سَقْفَهَا، وَلَا آخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ وِلَادَهَا۔) قَالَ فَغَزَا، فَأَدْنٰى لِلْقَرْيَةِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سورج کسی بشر کے لیے کبھی بھی نہیں روکا گیا، سوائے یوشع بن نون کے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے، ایک روایت میں ہے: انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا، اس نے اپنی قوم سے کہا: وہ آدمی میرے ساتھ نہ آئے جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک بن چکا ہے (یعنی اس نے نکاح کر لیا ہے) اور رخصتی کرنا چاہتا ہے، لیکن ابھی تک نہیں کی، وہ آدمی بھی (میرے لشکر میں شریک) نہ ہو، جس نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے، لیکن ابھی

(۱۰۳۹۰) تخریج: اسناده صحیح علی شرط البخاری، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۱۰۶۹ (انظر: ۸۳۱۵)

(۱۰۳۹۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۲٤، ۵۱۵۷، و مسلم: ۱۷٤۷ (انظر: ۸۲۳۸)

حِيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَلَقِيَ الْعَدُوَّ عِنْدَ غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ)، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اَنْتِ مَاْمُوْرَةٌ، وَاَنَا مَاْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ، حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَغَنِمُوْا الْغَنَائِمَ، قَالَ: فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْكُلَهُ، فَاَبَتْ اَنْ تَطْعَمَهُ، وَكَانُوْ اِذَا غَنِمُوْا الْغَنِيْمَةَ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهَا النَّارَ فَاَكَلَتْهَا، فَقَالَ: فِيْكُمْ غُلُوْلٌ، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوْهُ، فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ، فَبَايَعَتْهُ۔ قَالَ: فَلَصِقَتْ بِيَدِ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ يَدُهُ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ اَنْتُمْ غَلَلْتُمْ۔قَالَ: اَجَلْ! قَدْ غَلَلْنَا صُوْرَةَ وَجْهِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: فَاَخْرَجُوْا لَهُ مِثْلَ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَوَضَعُوْهُ فِي الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيْدِ، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهُ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رَاٰى ضُعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا۔(وَفِيْ رِوَايَةٍ:فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: اِنَّ اللّٰهَ اَطْعَمَنَا الْغَنَائِمَ رَحْمَةً بِنَا وَتَخْفِيْفًا لِمَا عَلِمَ مِنْ ضُعْفِنَا۔)) (مسند احمد: ۸۲۲۱)

تک چھت نہیں ڈالی اور جو آدمی بکریاں یا ایسے حاملہ جانور خرید چکا ہے، کہ جن کے بچوں کی ولادت کا اسے انتظار ہے، وہ بھی ہمارے ساتھ نہ آئے۔(یہ اعلان کرنے کے بعد) وہ غزوہ کے لیے روانہ ہوگیا، جب وہ ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا، یا قریب تھا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ کہ غروبِ آفتاب سے پہلے دشمنوں سے مقابلہ ہوا)۔ اس وقت اس نبی نے سورج سے کہا: تو بھی (اللہ تعالیٰ کا) مامور ہے اور میں بھی (اسی کا) مامور ہوں۔ اے اللہ! تو اس سورج کو میرے لیے کچھ دیر تک روک لے۔ پس اسے روک دیا گیا، (وہ جہاد میں مگن رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی اور کافی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ اس لشکر والوں نے (اس وقت کے شرعی قانون کے مطابق) غنیموں کا مال جمع کیا، اسے کھانے کے لیے آگ آئی، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا اصول یہ تھا کہ جب وہ غنیمت کا مال حاصل کرتے تو اللہ تعالیٰ آگ بھیجتا جو اسے کھا جاتی۔ اس نبی نے (آگ کے نہ کھانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے، لہٰذا ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی میری بیعت کرے۔ انھوں نے بیعت کی۔ بیعت کے دوران ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا۔ اس وقت انھوں نے کہا: تم میں خیانت ہے۔ اب تیرے قبیلے کا ہر آدمی میری بیعت کرے گا (تا کہ مجرم کا پتہ چل سکے)، انھوں نے بیعت شروع کی، بالآخر دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ نبی نے کہا: تم میں خیانت ہے، تم نے خیانت کی ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم نے گائے کے چہرے کی مانند بنی ہوئی سونے کی ایک مورتی کی خیانت کی ہے۔ پھر وہ گائے کے چہرے کی طرح کی بنی ہوئی چیز لے کر آئے اور اسے زمین پر مالِ غنیمت میں رکھ

دیا، پھر آگ متوجہ ہوئی اور مالِ غنیمت کھا گئی۔ ہم (امتِ محمد ﷺ) سے پہلے کسی کے لیے بھی مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ہم ضعیف اور بے بس ہیں تو غنیمتوں کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ رحم کرتے ہوئے اور ہماری کمزوری کی بنا پر ہمارے ساتھ تخفیف کرتے ہوئے ہمیں غنیمت کا مال کھانے کی اجازت دے دی۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ سے قبل کسی امت کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بُضْع امرأة'': حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اس لفظ کا اطلاق شرمگاہ، شادی اور جماع پر ہوتا ہے، اس حدیث میں یہ تینوں معانی مراد لینا مناسب ہے، اور اس کا اطلاق مہر اور طلاق پر بھی ہوتا ہے۔

''ولما یبنِ بھا'': یعنی ابھی وہ خاوند اس پر داخل نہیں ہوا، اس ترکیب میں ''لمّا'' لانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسے ایسا ہونے کی توقع ہے۔

''خلِفات'': یہ ''خلِفة'' کی جمع ہے، اس کا معنی حاملہ اونٹنی ہے۔ اونٹنی کے علاوہ دوسرے جانوروں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

اس حدیث کی شرح:......

۱۔ مہلب نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے فتنے کی وجہ سے انسان کا نفس بے صبری و بے قراری کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس میں دنیا میں طویل عمر پانے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ جس آدمی نے کسی عورت سے نکاح کر لیا ہو، لیکن ابھی رخصتی یا جماع وغیرہ نہ ہوا ہو اور اسے سفرِ جہاد میں نکلنا پڑ جائے، تو اس کے دل میں یہی خیال رہے گا کہ اسے جلدی واپس چلے جانا چاہیے، اس طرح سے شیطان اس کے دل کو یوں مشغول کر دے گا، کہ وہ اپنے سفر کے مقصد سے غافل ہو جائے گا۔

۲۔ ابن منیر نے کہا: عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ادائیگیٔ حج کو شادی پر مقدم کرتے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ حج سے پاکدامنی کا حصول ہوتا ہے، اس حدیث سے ایسے لوگوں کا ردّ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ شادی کو حج پر ترجیح دی جائے، کیونکہ اسی میں پاکدامنی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں اس چیز کو جہاد پر ترجیح دی گئی۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس موضوع پر درج ذیل دو احادیث مروی ہے:

أ: ((الحج قبل التزويج۔)) ......''حج، شادی سے پہلے ہے۔''

اس کی سند میں دو راوی غیاث بن ابراہیم اور میسرہ بن عبدربہ کذاب ہیں۔

ب: ((من تزوج قبل ان يحج، فقد بدأ بالمعصية۔)) ......''جس نے حج سے پہلے شادی کی، اس نے معصیت سے ابتدا کی۔''

اس کی سند میں محمد بن ایوب ''یروی الموضوعات''، اس کا باپ ''لیس بشیء'' اور احمد بن جمہور ''متهم بالوضع'' ہے۔

مزید تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۲۲۱، ۲۲۲) میں دیکھی جا سکتی ہے۔(صحیحہ: ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر احسان کرتے ہوئے مالِ غنیمت بھی حلال کر دیا اور ساری زمین کو جائے نماز قرار دیا اور مجبوری کے وقت ہر حالت میں نماز پڑھنے کی گنجائش دی، مثلا پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہو کر۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دُخُوْلِ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهُمْ: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾

بنی اسرائیل کا بیت المقدس میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ کا بیان

(۱۰۳۹۲)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَئِيْلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ وقَالُوْا: حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ۔)) (مسند احمد: ۸۲۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرئیل سے کہا گیا: ''تم دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور زبان سے ''حِطَّة'' کہو، ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔'' لیکن انھوں نے اس بات کو بدل ڈالا اور دروازے سے سرینوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے اور زبان سے ''حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ'' (گندم بالی میں) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔''

(۱۰۳۹۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَادْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ قَالَ: دَخَلُوْا زَحْفًا ﴿وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ قَالَ: بَدَّلُوْا فَقَالُوْا: حِنْطَةٌ فِيْ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل سے کہا کہ ''دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔'' لیکن وہ سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے، اور ان کو حکم دیا کہ ''حِطَّة'' کہو، لیکن انھوں نے اس حکم کو بدل ڈالا اور کہا: ''حِنْطَةٌ

(۱۰۳۹۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۳٤۰۳، ٤٦٤۱، ومسلم: ۳۰۱۵ (انظر: ۸۲۳۰)

(۱۰۳۹۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

شَعْرَةٍ۔ (مسند احمد: ۸۰۹۵) فِیْ شَعْرَۃٍ" (گندم بالی میں)۔"

فوائد:...... "حِطَّة" کا معنی ہے: ہمارے گناہ معاف کر دے، یعنی بنی اسرائیل کو استغفار کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

بنی اسرائیلی کی سرتابی و سرکشی کی یہ صورتحال تھی کہ وہ لوگ احکام الٰہی کا تمسخر و استہزا کرتے تھے، دراصل جب کوئی قوم اخلاق و کردار کے لحاظ سے زوال پذیر ہو جائے تو اس کا معاملہ احکام الٰہیہ کے ساتھ اسی طرح کا ہو جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا: بنی اسرائیل چالیس برسوں کے بعد یوشع علیہ السلام کے ساتھ میدان تیہ سے نکلے اور جمعہ کی شام کو بیت المقدس کو فتح کر لیا، ان ہی کے لیے سورج کو کچھ دیر کے لیے روکا گیا تھا، جب انھوں نے اس کو فتح کر لیا تو ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے شہر کے دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی، ان کا علاقہ ان کو لوٹا دیا اور ان کو میدانِ تیہ اور گمراہی سے بچایا۔

لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری کی اور گویا اس کے حکم کے ساتھ مذاق کیا۔

بَـابُ ذِكْرِ الْخَضِرِ وَإِلْيَاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۹٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يُسَمَّ خَضِرًا إِلَّا لِأَنَّـهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ خَضْرَاءَ)) اَلْفَرْوَةُ: اَلْحَشِيْشُ الْأَبْيَضُ وَمَا يُشْبِهُهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَظُنُّ هٰذَا تَفْسِيْرًا مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔ (مسند احمد: ۸۲۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خضر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب وہ خشک زمین، جس پر کوئی سبزہ نہ ہوتا، پر بیٹھتے تھے تو وہ سرسبز ہو کر ہلنے لگتی تھی۔'' راوی کہتا ہے: "فَرْوَۃ" سے مراد سفید گھاس اور اس سے ملتی جلتی چیزیں ہیں، عبد اللہ راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ عبد الرزاق نے یہ تفسیر بیان کی ہے۔

(۱۰۳۹٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْخَضِرِ: ((إِنَّمَا سُمِّيَ خَضِرًا إِنَّـهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَحْتَهُ خَضْرَاءُ۔)) (مسند احمد: ۸۰۹۸)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خضر کے نام کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ خشک زمین، جس پر کوئی سبزہ نہ ہوتا، پر بیٹھتے تو وہ ان کے نیچے سبز ہو جاتی تھی۔''

(۱۰۳۹٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۰۲ (انظر: ۸۲۲۸)

(۱۰۳۹٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فوائد:...... خضر کو تین طرح سے پڑھا گیا ہے: خَضِر ، خِضْر ، خِضَر۔

یہ لقب ہے، وہب بن عقبہ نے کہا کہ خضر کا نام بلیاء بن ملکان تھا۔

خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، موت وحیات میں سے کسی ایک چیز کو ثابت کرنے کے لیے ہر فریق نے دور دور کی دلیلیں پیش کی ہیں، ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یہ عوام سے متعلقہ موضوع نہیں ہے اور اس سے خاموشی اختیار کرنی چاہیے، بہرحال یہ بات قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے کہ انبیاء ورسل کا مرتبہ صوفیاء اور اولیاء سے زیادہ ہوتا ہے، صرف ایک گزارش کرتے ہیں:

خضر علیہ السلام کی حیات:

اس معاملے میں اصل قانون تو موت ہی ہے، جب تک کسی خاص دلیل کی روشنی میں زندگی کو ثابت نہ کر دیا جائے اور قرآن وحدیث میں کوئی ایسی خاص دلیل نہیں ہے جو آج تک خضر علیہ السلام کی حیات پر دلالت کرے، جبکہ درج ذیل تین دلائل سے ان کی موت کا اشارہ ملتا ہے:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ ﴾...... ''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ فوت ہو گئے تو کیا وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔'' (سورۂ انبیاء:۳۴)

جب کافروں نے نبی کریم ﷺ کی بابت کہا کہ چلو ایک دن اس نے مر ہی جانا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا کہ موت تو ہر انسان کو آنی ہے، کوئی بھی اس اصول سے مستثنی نہیں ہے، یہاں کہ حضرت محمد ﷺ بھی۔ یہ آیت خضر علیہ السلام کو بھی شامل ہے۔

۲۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ ﴾...... ''جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، پھر پوچھا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔'' (سورۂ آل عمران:۸۱)

خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی، بہرحال وہ اس معاہدے اور میثاق میں داخل ہیں، اگر وہ آپ ﷺ کے زمانے تک زندہ تھے تو ان کا شرف اسی میں تھا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر اس معاہدے کی پاسداری کرتے اور آپ ﷺ کی مدد کرتے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ کسی دلیل سے ان کی آمد کا علم نہیں ہوتا۔

آیت میں انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لینے کا ذکر ہے اس لیے خضر علیہ السلام اگر نبی تسلیم کیے جائیں تو پھر وہ اس آیت میں

مذکور میثاق میں سے داخل ہوں گے ورنہ نہیں۔ اور پہلی بات راجح ہے۔ (عبداللہ رفیق)

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔)) ...... نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں نمازِ عشا پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''کیا خیال ہے تمہارا اس رات کے بارے، (ذرا غور کرو کہ آج) جو زمین کی پشت پر موجود ہے، وہ سو برس تک باقی نہیں رہے گا۔'' (صحيح بخاری: ۶۰۱، صحيح مسلم: ۲۵۳۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: وكذالك وقع بالاستقراء فكان آخر من ضبط أمره ممن كان موجودا حينئذ أبو الطفيل عامر بن واثلة، وقد أجمع أهل الحديث على انه كان آخر الصحابة موتا، وغاية ما قيل فيه انه بقي الى سنة عشر ومائة وهي رأس مائة سنة من مقالة النبي ﷺ والله اعلم۔ ...... اور تحقیقی طور پر اسی طرح واقع ہوا، پس آخری صحابی جس کے حالات قلم بند کیے اور جو اس وقت موجود تھا، وہ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے، زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ تو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، (نہ کہ پہلی صدی کے آخر میں) تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سو سال اسی کی وفات پر ہی پورے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔
(فتح الباری: ۲/ ۹۵)

حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۱/ ۲۸۲)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا تعلق انسانوں سے ہے، اگر آپ ﷺ کے زمانے میں خضر علیہ السلام کا زندہ ہونا فرض کر لیں تو وہ اس حدیث کا مصداق بنیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن جوزی نے کہا: یہ احادیثِ صحیحہ، خضر علیہ السلام کی حیات کے دعوی کو جڑ سے کاٹ دیتی ہیں۔

خضر علیہ السلام کی نبوت:

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں خضر علیہ السلام کی نبوت اور موت کے بارے میں گفتگو کی ہے، انھوں نے ان کی نبوت کے بارے میں کہا: خضر علیہ السلام کا موسی علیہ السلام کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (سورۂ کہف) میں ذکر کی ہے، یہ واقعہ کئی وجوہات سے خضر کی نبوت پر دلالت کرتا ہے، بعض وجوہات یہ ہیں:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ ...... ''تو ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے ہاں سے ایک رحمت عطا کی اور اسے اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا۔'' (سورۂ کہف: ۶۵)

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے یہ کہنا: ﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا. قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا. وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا. قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا. قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا.﴾ ...... ''موسیٰ نے اس سے کہا کیا میں تیرے پیچھے چلوں؟ اس (شرط) پر کہ تجھے جو کچھ سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ بھلائی مجھے سکھا دے۔ اس نے کہا بے شک تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ اس نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھے ضرور صبر کرنے والا پائے گا اور میں تیرے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ کہا پھر اگر تو میرے پیچھے چلا ہے تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں مت پوچھنا، یہاں تک کہ میں خود تیرے لیے اس کا کچھ ذکر کروں۔'' (سورۂ کہف: ۶۶ تا ۷۰)

اگر خضر علیہ السلام صرف ولی ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام ان کو اس انداز میں خطاب نہ کرتے اور نہ وہ اس انداز میں جواب دیتے، دیکھیں موسیٰ علیہ السلام اُن سے اُن کی صحبت کا سوال کر رہے ہیں، تاکہ وہ اُن سے وہ چیز حاصل کر لیں، جو اللہ تعالیٰ نے صرف اُن کو عطا کی ہے۔ اگر خضر علیہ السلام نبی نہ ہوتے تو وہ تو سرے سے معصوم ہی نہ تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام عظیم پیغمبر تھے اور معصوم تھے، سو آپ علیہ السلام کو ان سے کیا رغبت ہوئی تھی۔

۳۔ خضر علیہ السلام نے لڑکے کو قتل کیا تھا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں ہو سکتا ہے، یہ ان کی نبوت پر مستقل دلیل اور ان کی عصمت پر واضح برہان ہے، کیونکہ ولی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی خیال کی روشنی میں کسی کو قتل کر دے۔ پھر خضر علیہ السلام کا یہ وجہ بیان کرنا کہ اس لڑکے نے بڑے ہو کر کافر بننا تھا اور اپنے والدین کو بھی کفر پر آمادہ کرنا تھا۔ ابن جوزی نے ان ہی وجوہات کی روشنی میں خضر علیہ السلام کی نبوت ثابت کی ہے۔

۴۔ جب خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے اپنے افعال کی وضاحت کی تو کہا: ﴿رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ﴾ ...... ''تیرے رب کی طرف سے رحمت کے لیے اور میں نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا'' (سورۂ کہف: ۸۲) یعنی یہ افعال میرے نفس کی اختراع نہیں، بلکہ مجھے ان کے بارے میں حکم دیا گیا اور میری طرف وحی کی گئی۔

۵۔ حدیث نمبر (۱۰۳۹۴، ۱۰۳۹۵) کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضر علیہ السلام کی جو خصوصیت بیان کی ہے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا معجزہ تھا۔

ان وجوہات سے پتہ چلتا ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الیاس علیہ السلام:

تبویب میں الیاس علیہ السلام کا ذکر موجود ہے، لیکن باب کے اندر ان سے متعلقہ کوئی حدیث نہیں ہے، البتہ قرآن مجید میں ان کا ذکر ملتا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ. اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ. اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ. فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ. اِلَّا عِبَادَ

اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ﴾...... ''اور بلاشبہ الیاس یقیناً رسولوں میں سے تھا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور بنانے والوں میں سے سب سے بہتر کو چھوڑ دیتے ہو؟ اللہ کو، جو تمھارا رب ہے اور تمھارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔ تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا، سو یقیناً وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں۔ مگر اللہ کے وہ بندے جو چنے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں اس کے لیے یہ بات چھوڑ دی۔ کہ سلام ہو الیاسین پر۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔'' (سورۂ صافات: ۱۲۳۔ ۱۳۱)

الیاس علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک اسرائیلی نبی تھے، یہ جس علاقے میں بھیجے گئے تھے، اس کا نام بعلبک تھا، بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ کا نام سامرہ تھا، جو فلسطین کا مغربی وسطی علاقہ ہے، یہاں کے لوگ بعل نامی بت کے پجاری تھے۔

بَابُ عَدَدِ مَنْ جَاوَزَ النَّهْرَ مَعَ طَالُوْتَ
طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کر جانے والوں کی تعداد کا بیان

(۱۰۳۹۶)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ عِدَّةَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلٰى عِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ يَوْمَ جَالُوْتَ، ثَلَاثُ مَائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهْرَ، قَالَ: وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ النَّهْرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۵٤)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ بدر والے دن صحابہ کرام کی تعداد اتنی تھی، جتنی جالوت والے دن طالوت کے ساتھیوں کی تھی، یعنی تین سو اور چودہ پندرہ افراد تھے،، جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا اور نہر سے گزر جانے والے صرف مؤمن تھے۔

فوائد: ......موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل کے مطالبے پر طالوت کو بادشاہ بنایا گیا، لیکن بنی اسرائیل نے اپنی عادت کے مطابق ان کی بادشاہت پر اعتراض کرنا شروع کر دیا، دوسرے پارے کے آخر میں اسی بادشاہ کا ذکر ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَقِرَاءَتِهِ وَحُسْنِ صَوْتِهِ
داود علیہ السلام کی فضیلت، قراءت اور ان کی آواز کی خوبصورتی کا بیان

(۱۰۳۹۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ علیہ السلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داود علیہ السلام پر تلاوت کو آسان کر دیا گیا تھا، وہ اپنی سواری

(۱۰۳۹٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۵۸، ۳۹۵۹ (انظر: ۱۸۵۵۵)

(۱۰۳۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۷۳، ۳٤۱۷ (انظر: ۸۱٦۰)

الْقِرَاءَةُ، وَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ فَتُسْرَجُ، وَكَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَابَّتُهُ، وَكَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔)) (مسند احمد: ٨١٤٥)

کے بارے میں حکم دیتے، پس اس پر زین کسی جاتی، لیکن اس عمل سے پہلے وہ زبور کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے اور وہ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے لیے وقت کو مختصر کر دیتے ہیں، یعنی ایسی خاص توفیق سے نوازتے ہیں کہ وہ تھوڑے وقت میں بڑا عمل کر لیتے ہیں۔ باقاعدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اس برکت کو محسوس کرتے ہیں، نبی کی تو شان ہی نرالی ہوتی ہے۔

پہلے یہ حدیثِ مبارکہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوشع عَلَیْہِ السَّلَامُ کی نمازِ عصر کی خاطر سورج کو روک لیا تھا، وہ جو چاہتا ہے، کر دیتا ہے، کون سا اس نے کسی کو جواب دینا ہے۔

واقعۂ معراج پر غور کریں، اللہ تعالیٰ نے زمان و مکاں کو مختصر کر دیا۔

(١٠٣٩٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَهُوَ يَقْرَأُ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُوْتِيَ اَبُوْ مُوْسَى مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٨٥٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنی، جبکہ وہ تلاوت کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو موسی کو تو آلِ داود کی بانسریاں عطا کر دی گئی ہیں۔''

(١٠٣٩٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ يَقْرَءُ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُعْطِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ النَّبِيِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ (وَفِيْ لَفْظٍ) لَقَدْ أُعْطِيَ اَبُوْ مُوْسَى مَزَامِيْرَ دَاوُدَ۔)) (مسند احمد: ٨٨٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا اور فرمایا: ''اس کو آلِ داود کی بانسریاں عطا کر دی گئی ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''ابو موسی کو داود عَلَیْہِ السَّلَامُ کی بانسریاں دے دی گئی ہیں۔''

فوائد: ......بانسری سے مراد خوبصورت آواز ہے اور آل داود سے مراد خود داود عَلَیْہِ السَّلَامُ ہیں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری جن کا نام عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہما بھی خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(١٠٣٩٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٢/ ١٨١ (انظر: ٢٥٣٤٣)

(١٠٣٩٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٢/ ١٨٠، وابن ماجه: ١٣٤١ (انظر: ٨٨٢٠)

بَـابُ مَاجَاءَ فِيْ صَوْمِهِ وَ صَلَاتِهِ
داود عَلَیْہِ السَّلَام کے روزے اور نماز کا بیان

(۱۰٤۰۰)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحَـبُّ الـصِّيَـامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَ اَحَـبُّ الـصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَـنَـامُ نِـصْفَهُ وَ يَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَ يَنَامُ سُدُسَهُ، وَ كَـانَ يَـصُـوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ يَوْمًا۔)) (مسند احمد: ٦٤٩١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب داود علیہ السلام کی نماز ہے، وہ رات کا نصف حصہ سوتے، پھر ایک تہائی رات قیام کرتے اور پھر باقی چھٹا حصہ سو جاتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔''

بَـابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَ كَيْفِيَّتِهِ وَ مُدَّةِ عُمْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
داود علیہ السلام کی وفات، وفات کی کیفیت اور ان کی عمر کا بیان

(۱۰٤۰۱)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((كَانَ دَاوُدُ النَّبِيُّ فِيْهِ غَيْـرَـةٌ شَـدِيْـدَةٌ، وَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اُغْلِقَتِ الْاَبْـوَابُ فَـلَمْ يَدْخُلْ عَلٰى اَهْلِهِ اَحَدٌ حَتّٰى يَـرْجِـعَ، قَـالَ: فَـخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَ غُلِّقَتِ الـدَّارُ فَـاَقْبَلَتْ اِمْرَاَتُهُ تَطَّلِعُ اِلَى الدَّارِ فَاِذَا رَجُـلٌ قَـائِمٌ وَسْطَ الدَّارِ، فَقَالَت لِمَنْ فِي الْبَيْـتِ: مِـنْ اَيْـنَ دَخَـلَ هٰـذَا الرَّجُلُ الدَّارَ وَالـدَّارُ مُـغْـلَـقَةٌ؟ وَالـلّٰهِ لَتُفْتَضَحَنَّ بِدَاوُدَ فَجَاءَ دَاوُدُ، فَاِذَا الرَّجُلُ قَائِمٌ وَسْطَ الدَّارِ، فَـقَـالَ لَـهُ دَاوُدُ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: اَنَا الَّذِيْ لَا اَهَـابُ الْـمُـلُـوْكَ وَ لَا يَـمْتَنِعُ مِنِّي شَيْءٌ، فَـقَـالَ دَاوُدُ: اَنْـتَ وَالـلّٰهِ! مَلَكُ الْمَوْتِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی داود علیہ السلام شدید غیرت سے متصف تھے، جب وہ گھر سے باہر جاتے تو دروازے بند کر دیے جاتے اور ان کے گھر والوں کے پاس کوئی نہ آ سکتا، یہاں تک کہ وہ واپس تشریف لے آتے، ایک دن روٹین کے مطابق وہ باہر چلے گئے اور گھر کو بند کر دیا گیا، لیکن جب ان کی بیوی گھر کی طرف متوجہ ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی گھر کے درمیان میں کھڑا ہے، انھوں نے اس شخص کے بارے میں کہا: یہ آدمی گھر میں کیسے داخل ہوا، جبکہ گھر بند تھا؟ اللہ کی قسم! ہمیں داود کے ساتھ رسوا ہونا پڑے گا، اتنے میں داود علیہ السلام آ گئے، جب انھوں نے گھر کے بیچ میں ایک آدمی کو دیکھا تو انھوں نے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں، جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا، بلکہ کوئی چیز مجھ سے بچ نہیں سکتی، داود علیہ السلام نے کہا:

(۱۰٤۰۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۱۳۱، ۳٤۲۰، ومسلم: ۱۱۵۹ (انظر: ٦٤٩١)

(۱۰٤۰۱) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، فان المطلب بن عبد الله لم يسمع من ابي هريرة (انظر: ۹٤۳۲)

فَمَرْحَبًا بِاَمْرِ اللّٰهِ، فَرُمِلَ دَاوُدُ مَكَانَهُ حَيْثُ قُبِضَتْ رُوْحُهُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ شَانِهِ وَطَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، فَقَالَ سُلَيْمَانُ لِلطَّيْرِ: اَظِلِّيْ عَلٰى دَاوُدَ، فَاَظَلَّتْ عَلَيْهِ الطَّيْرُ حَتّٰى اَظْلَمَتْ عَلَيْهِمَا الْاَرْضُ، فَقَالَ لَهَا سُلَيْمَانُ: اقْبِضِيْ جَنَاحًا جَنَاحًا۔)) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: يُرِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ فَعَلَتِ الطَّيْرُ، وَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَ غَلَبَتْ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ الْمَضْرَجِيَّةُ۔ (مسند احمد: ٩٤٢٢)

اللہ کی قسم! تو تو ملک الموت ہے، اللہ کے حکم کو مرحبا، داود علیہ السلام نے اس جگہ پر دفن ہونا تھا، جہاں ان کی روح قبض ہوئی، اُدھر جب فرشتہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو سورج طلوع ہو گیا، سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے کہا: داود پر سایہ کرو، پس پرندوں نے ان پر سایہ کیا، یہاں تک کہ زمین نے ان دونوں پر اندھیرا کر دیا، سلیمان علیہ السلام نے کہا: ایک ایک پر بند کرو۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دکھایا کہ پرندوں نے کیسے کیا، ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بند کیا، اس دن لمبے پروں والے شکرے ان پر غالب آ گئے۔

فوائد: ......لفظ ''الْمَضْرَجِيَّةُ'' لکھنا، یہ کاتب کی غلطی ہے، یہ لفظ دراصل یوں ہے: ''الْمَضْرَحِيَّةُ''، ہم نے اصل لفظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب قرضے والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَوْ اَوَّلُ مَنْ جَحَدَ آدَمُ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاَخْرَجَ مِنْهُ مَا هُوَ مِنْ ذَرَارِيَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَجَعَلَ يَعْرِضُ ذُرِّيَّتَهُ عَلَيْهِ فَرَاٰى فِيْهِمْ رَجُلًا يَزْهَرُ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا اِبْنُكَ دَاوُدُ، قَالَ: اَيْ رَبِّ! كَمْ عُمْرُهُ؟ قَالَ: سِتُّوْنَ عَامًا، قَالَ: رَبِّ! زِدْ فِيْ عُمْرِهِ، قَالَ: لَا، اِلَّا اَزِيْدُهُ مِنْ عُمْرِكَ، وَكَانَ عُمْرُ آدَمَ اَلْفَ عَامٍ فَزَادَهُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَكَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ كِتَابًا وَ اَشْهَدَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةَ، فَلَمَّا احْتُضِرَ آدَمُ وَاَتَتْهُ الْمَلَائِكَةُ لِتَقْبِضَهُ قَالَ: اِنَّهُ قَدْ بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ اَرْبَعُوْنَ عَامًا، فَقِيْلَ: اِنَّكَ قَدْ وَهَبْتَهَا لِاِبْنِكَ دَاوُدَ، قَالَ: مَا فَعَلْتُ وَ اَبْرَزَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَ شَهِدَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَاَتَمَّهَا لِدَاوُدَ مِائَةَ سَنَةٍ وَاَتَمَّهَا لِآدَمَ عُمْرَهُ اَلْفَ سَنَةٍ۔)) ...... ''بیشک سب سے پہلے نکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ کو چھو کر اس سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کو نکالا اور اس اولاد کو ان پر پیش کیا، انھوں نے اس میں ایک خوش نما اور تابناک آدمی دیکھا اور کہا: اے میرے ربّ! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ تیرا بیٹا داود ہے، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ساٹھ سال، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر میں اضافہ کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: نہیں، الا یہ کہ تیری عمر سے اضافہ کیا جائے۔ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی، انھوں نے اپنی عمر میں سے داود کی عمر میں چالیس سال اضافہ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو لکھ لیا اور فرشتوں کو گواہ بنا لیا، جب آدم علیہ السلام کی

وفات کا وقت آیا اور ان کی روح قبض کرنے کے لیے فرشتے ان کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ابھی تک میری عمر کے تو چالیس سال باقی ہیں، ان سے کہا گیا کہ آپ نے وہ چالیس سال تو اپنے بیٹے داود کو ہبہ کر دیئے تھے، آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے تو ایسے نہیں کیا تھا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے کتاب کو ظاہر کر دیا اور فرشتوں نے گواہی دے دی، لیکن پھر داود علیہ السلام کی عمر بھی سو سال پوری کر دی اور آدم علیہ السلام کی ایک ہزار پوری کر دی۔''

(مسند طیالسی: ۲۶۹۲، مسند ابو یعلی: ۲۷۱۰، مسند احمد: ۲۲۷۰)

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ وَ عِظَمِ مُلْكِهِ

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام اور ان کی بادشاہت کے عظیم ہونے کا بیان

(۱۰۴۰۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، سَأَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا فَاَعْطَاهُ ثِنْتَيْنِ، وَ نَحْنُ نَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ لَهُ الثَّالِثَةُ فَسَاَلَهُ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَ سَاَلَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَ سَاَلَهُ اَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلَاةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ فَنَحْنُ نَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ۶۶۴۴)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا، اس نے دو چیزیں عطا کر دیں اور ہم تیسری کے بارے میں بھی امید رکھتے ہیں، انھوں نے یہ سوال کیا کہ ان کا حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کے موافق ہو، پس اس نے ان کو یہ چیز عطا کر دی، انھوں نے ایسی بادشاہت کا سوال کیا، جو ان کے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو، پس اس نے ان کو یہ چیز بھی دے دی اور انھوں نے تیسرا سوال یہ کیا کہ جو آدمی اپنے گھر سے صرف نماز ادا کرنے کے لیے نکلے اور اس مسجد میں آئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح صاف ہو جائے، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا، پس ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ چیز بھی عطا کر دی ہوگی۔''

(۱۰۴۰۳)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَدَعَتُّهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلٰى جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شیطان نے گزشتہ رات میری نماز کو کاٹنے کے لیے مجھ پر حملہ کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قدرت دی اور میں نے اس کو دھکا دیا، پھر میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں، تاکہ تم سارے صبح

(۱۰۴۰۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۳۳۷۷ (انظر: ۶۶۴۴)

(۱۰۴۰۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۶۱، ۳۴۲۳، ومسلم: ۵۴۱ (انظر: ۷۹۶۹)

حَتّٰی تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ اَجْمَعُوْنَ۔)) قَالَ: ((فَذَکَرْتُ دَعْوَةَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ، قَالَ: فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔)) (مسند احمد: ٧٩٥٦)

کے وقت اس کو دیکھ سکو، لیکن پھر مجھے اپنی بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی: اے میرے ربّ! مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو، پس اس کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔''

فوائد: ......سلیمان علیہ السلام کو اپنے باپ داود علیہ السلام سے نبوت اور بادشاہت وراثت میں ملی، سلیمان علیہ السلام انفرادی خصوصیت وفضیلت کے مالک تھے، وہ پوری تاریخ انسانیت میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ ان کی حکمرانی صرف انسانوں پر ہی نہیں تھی، بلکہ جنات، حیوانات اور چرند پرندحتی کہ ہوا تک ان کے ماتحت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل میں (۱۶ تا ۴۴) اور سورۂ ص میں (۳۰ تا ۴۰) میں بہت خوبصورت انداز میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شَیْءٍ مِنْ حِکْمَةٍ فِی الْقَضَایَا
فیصلوں میں سلیمان علیہ السلام کی حکمت کا بیان

(١٠٤٠٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَیْنَمَا اِمْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَانِ لَهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَاَخَذَ اَحَدَ الْاِبْنَیْنِ فَتَحَاکَمَا اِلٰی دَاوُدَ، فَقَضٰی بِهِ لِلْکُبْرٰی، فَخَرَجَتَا فَدَعَاهُمَا سُلَیْمَانُ هَاتُوْا السِّکِّیْنَ اَشُقُّهُ بَیْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرٰی: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا لَا تَشُقُّهُ، فَقَضٰی بِهِ لِلصُّغْرٰی)) قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: وَاللّٰهِ! اِنْ عَلِمْنَا مَا السِّکِّیْنُ اِلَّا یَوْمَئِذٍ وَ مَا کُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْیَةَ۔)) (مسند احمد: ٨٢٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو عورتیں تھیں، دونوں کے ساتھ ایک ایک بیٹا تھا، ایک بھیڑیا آیا اور ایک بیٹا لے گیا، پس دونوں فیصلہ کر لے داود علیہ السلام کے پاس آئیں، انھوں نے بڑی کے حق میں اس بچے کا فیصلہ کر دیا، پھر وہ دونوں چلی گئیں، سلیمان علیہ السلام نے ان کو بلایا اور کہا: چھری لے آؤ، تاکہ میں اس بچے کو اِن دونوں خواتین میں تقسیم کر دوں، یہ بات سن کر چھوٹی خاتون نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، یہ اسی بڑی کا بیٹا ہے، اس کو چیرا مت دو، اس خاتون کی یہ بات سن کر سلیمان علیہ السلام نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس دن ہمیں پتہ چلا کہ چھری کو ''سِکِّیْن'' بھی کہتے ہیں، ہم تو اس کو ''مُدْیَة'' ہی کہتے تھے۔

فوائد: ...... سبحان اللہ! کیا دانائی تھی سلیمان علیہ السلام کی۔

(١٠٤٠٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٤٢٧، ٦٧٦٩، ومسلم: ١٧٢٠ (انظر: ٨٢٨٠)

اس مقام پر یہ سوال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ داود علیہ السلام نے بڑی خاتون کے حق میں فیصلہ کیوں کیا اور سلیمان علیہ السلام نے اس کو تبدیل کیوں کر دیا؟ کیونکہ داود علیہ السلام نے کچھ قرائن اور اسباب کی بنا پر بڑی خاتون کے حق میں فیصلہ کیا ہوگا اور اسی کو ظن غالب کی روشنی میں حق سمجھا ہوگا، لیکن ان کی شریعت کی روشنی میں سلیمان علیہ السلام کے لیے از سرِ نو فیصلہ کرنے کی گنجائش موجود ہوگی، اس لیے آپ علیہ السلام نے ایک عمدہ حیلہ استعمال کیا اور معاملے کی حقیقت واضح ہوگئی۔

درج ذیل حدیث پر غور کریں:

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کی آواز سنی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا۔)) ...... ''میں تو محض ایک انسان ہوں اور میرے پاس مقدمہ آتا ہے، ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے سے زیادہ بلیغ ہو اور میں یہ گمان کر کے فیصلہ کر دوں کہ وہ سچا ہے، پس جس شخص کے لئے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہوگا، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ اس کو لے لے، یا چھوڑ دے۔'' (صحیح بخاری: ۲۲۷۸، صحیح مسلم: ۳۲۳۱)

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ممکن ہے کہ اصل صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہ جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری شواہد و قرائن کا اعتبار کرنا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَثْرَةِ نِسَائِهِ وَ سَرَارِيْهِ

سلیمان کی بیویوں اور لونڈیوں کی کثرت کا بیان

(۱۰۴۰۵)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: وَ نَسِيَ اَنْ يَقُوْلَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَاَطَافَ بِهِنَّ قَالَ: فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ اِلَّا وَاحِدَةٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ قَالَ: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَ كَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ، (وَفِيْ لَفْظٍ) لَوْ اَنَّهُ كَانَ قَالَ: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَوَلَدَتْ كُلُّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلیمان بن داود علیہ السلام نے کہا: آج رات میں سو خواتین کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر ایک ایک لڑکا جنم دے گی اور وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا، وہ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، پس سب خواتین کے پاس گئے اور حق زوجیت ادا کیا، لیکن صرف ایک خاتون کا بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی ادھورا تھا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر انھوں نے ان شاء اللہ کہا ہوتا تو ان کی قسم بھی نہ ٹوٹتی اور ان کی حاجت بھی پوری ہو جاتی، ایک روایت میں ہے: اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ہر خاتون نے

(۱۰۴۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۲۴۲، ومسلم: ۱۶۵۴ (انظر: ۷۷۱۵)

امْرَاَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا یَضْرِبُ بِالسَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۷۰۱)

لڑکا پیدا کرتا تھا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سے جہاد کرتا۔''

فوائد: ...... سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت ہر اعتبار سے بے مثال تھی۔

بَابُ قِصَّةِ الْعُزَیْرِ وَمَا جَاءَ فِیْ ذٰلِكَ

عزیر علیہ السلام کے قصے اور اس معاملے کی روایت کا بیان

(۱۰۴۰۶)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَزَلَ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِجَهَازِهِ فَاُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَاُحْرِقَتْ بِالنَّارِ، فَاَوْحَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً۔)) (مسند احمد: ۹۸۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے، ایک چیونٹی نے ان کو ڈسا، پس انھوں نے سامان کو ہٹانے اور نیچے سے چیونٹیوں کو نکالنے اور ان کو جلانے کا حکم دیا، سو ان کو جلا دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ ایک چیونٹی کو کیوں نہیں جلایا تھا۔''

فوائد: ...... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور نبی سے مراد عزیر علیہ السلام ہیں، اسی وجہ سے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا گیا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کہا: عزیر علیہ السلام، بنی اسرائیل کے نبی تھے، داود، سلیمان، زکریا اور یحیی علیہم السلام کے زمانوں کے بیچ میں ان کا زمانہ بنتا ہے۔

ممکن ہے کہ اس نبی کی شریعت میں آگ کا عذاب دینا جائز ہو، تبھی اللہ تعالیٰ نے جلانے پر نہیں، دوسری چیونٹیاں جلانے پر تنبیہ کی، نبی کریم ﷺ نے آگ کا عذاب دینے سے منع فرما دیا ہے۔

اَبْوَابُ ذِکْرِ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ زَکَرِیَّا وَ یَحْیٰ وَ عِیْسٰی وَ اُمِّهِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ

اللہ تعالیٰ کے نبیوں زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ اور اس کی ماں سیدہ مریم علیہم السلام کے ذکر کے ابواب

(۱۰۴۰۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((کَانَ زَکَرِیَّا عَلَیْهِ السَّلَامُ نَجَّارًا۔)) (مسند احمد: ۹۲۴۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔''

فوائد: ...... زکریا علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کمائی کرتے تھے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد بڑھئی کا پیشہ اختیار کرنے کی یا مطلق کمائی کرنے کی ترغیب دلانا ہو۔

(۱۰۴۰۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۱۹، ومسلم: ۲۲۴۱ (انظر: ۹۸۰۱)

(۱۰۴۰۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۷۹ (انظر: ۹۲۵۷)

(۱۰٤۰۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ وُلْدِ آدَمَ اِلَّا قَدْ اَخْطَاَ اَوْ هَمَّ بِخَطِيْئَةٍ لَيْسَ يَحْيَ بْنُ زَكَرِيَّا، وَمَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۹٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولادِ آدم میں سے کوئی بھی نہیں ہے، مگر اس نے خطا کی ہے، یا پھر خطا کا ارادہ کیا ہے، ما سوائے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ کہے: میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان خوبصورت الفاظ کے ساتھ یحییٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا: .
يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا۔ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا۔ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ ......'' اے یحییٰ! کتاب کو قوت سے پکڑ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں فیصلہ کرنا عطا فرمایا۔ اور اپنی طرف سے شفقت اور پاکیزگی (عطا کی) اور وہ بہت بچنے والا تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا اور وہ سرکش، نافرمان نہ تھا۔ اور سلام اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوگا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھایا جائے گا۔ (سورۂ مریم: ۱۲ تا ۱۵)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا: بمطابق بشارت الٰہی زکریا علیہ السلام کے ہاں یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تورات سکھا دی جو ان میں پڑھی جاتی تھی اور جس کے احکام نیک لوگ اور انبیاء دوسروں کو بتلاتے تھے، اس وقت ان کی عمر بچپن کی ہی تھی، اسی لئے اپنی اس انوکھی نعمت کا بھی ذکر کیا کہ بچہ بھی دیا اور اسے آسمانی کتاب کا عالم بھی بچپن سے ہی کر دیا اور حکم دے دیا کہ حرص اجتہاد، کوشش اور قوت کے ساتھ کتاب اللہ سیکھ لے۔ ساتھ ہی ہم نے اسے اسی کم عمری میں فہم و علم، قوت و عزم، دانائی اور حلم عطا کر دیا، نیکیوں کی طرف بچپن سے ہی جھک گئے اور کوشش و خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں لگ گئے، بچے آپ سے کھیلنے کو کہتے تھے، مگر یہ جواب دیتے تھے کہ ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ یحییٰ علیہ السلام کا وجود زکریا علیہ السلام کے لئے ہماری رحمت کا کرشمہ تھا، جس پر بجز ہمارے اور کوئی قادر نہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، انھوں نے کہا: واللہ! میں نہیں جانتا کہ حنان کا مطلب کیا ہے۔ لغت میں محبت، شفقت، رحمت وغیرہ کے معنی میں یہ آتا ہے، بظاہر یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے اسے بچپن سے ہی حکم دیا اور اسے شفقت و محبت اور پاکیزگی عطا فرمائی۔ یحییٰ علیہ السلام ہر میل کچیل، ہر گناہ اور معصیت سے بچے ہوئے تھے۔ صرف نیک اعمال آپ کی عمر کا خلاصہ تھا، آپ گناہوں سے اور اللہ کی نافرمانیوں سے یکسو تھے، ساتھ ہی ماں باپ کے فرمابردار اطاعت گزار اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے، کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی، کبھی

(۱۰٤۰۸) تخريج: اسناده ضعيف، علي بن زيد بن جدعان ضعيف، ويوسف بن مهران لين الحديث، أخرجه ابن ابي شيبة: ۱۱/ ۵٦۲، وابويعلي: ۲۵٤٤، والحاكم: ۲/ ۵۹۱ (انظر: ۲۲۹٤)

ان کے فرمان سے باہر نہیں ہوئے، کبھی ان کی روک کے بعد کسی کام کو نہیں کیا، کوئی سرکشی کوئی نافرمانی کی خو آپ میں نہ تھی۔ ان اوصاف جمیلہ اور خصائل حمیدہ کے بدلے تینوں حالتوں میں آپ کو اللہ کی طرف سے امن وامان اور سلامتی ملی، یعنی پیدائش والے دن موت والے دن اور حشر والے دن۔ یہی تینوں مقامات گھبراہٹ کے ہیں اور انجان ہیں۔ انسان ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی ایک نئی دنیا دیکھتا ہے، جو اس کی آج تک کی دنیا سے عظیم الشان اور بالکل مختلف ہوتی ہے، موت والے دن اس مخلوق سے واسطہ پڑتا ہے، جس سے حیات میں کبھی بھی واسطہ نہیں پڑا، انھیں کبھی نہ دیکھا۔ محشر والے دن بھی علی ہذا القیاس اپنے تئیں ایک بہت بڑے مجمع میں جو بالکل نئی چیز ہے، دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ پس ان تینوں وقتوں میں اللہ کی طرف سے یحییٰ علیہ السلام کو سلامتی ملی۔ امام قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ نے گناہ بھی کبھی نہیں کیا۔

بَـابُ وَصِيَّةِ نَبِيِّ اللّٰهِ يَحْيٰى لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو کی گئی وصیت کا بیان

(۱۰۴۰۹)۔ عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَ يَحْيَي بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ يَعْمَلَ بِهِنَّ، وَ اَنْ يَاْمُرَ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ اَنْ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ فَكَادَ اَنْ يُبْطِيءَ، فَقَالَ لَهُ عِيْسٰى: اِنَّكَ قَدْ اُمِرْتَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ تَعْمَلَ بِهِنَّ وَ اَنْ تَاْمُرَ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ اَنْ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ، فَاِمَّا اَنْ تُبَلِّغَهُنَّ وَ اِمَّا اُبَلِّغَهُنَّ؟ فَقَالَ لَهُ: يَا اَخِيْ! اِنِّيْ اَخْشٰى اِنْ سَبَقْتَنِيْ اَنْ اُعَذَّبَ اَوْ يُخْسَفَ بِيْ، قَالَ: فَجَمَعَ يَحْيٰى بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ حَتَّى امْتَلَا الْمَسْجِدُ وَ قَعَدَ عَلَى الشُّرَفِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ اَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ اَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ، اَوَّلُهُنَّ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، انھوں نے لوگوں کو بتانے میں دیر کی، عیسی علیہ السلام نے ان سے کہا: آپ کو پانچ کلمات کے بارے میں حکم دیا گیا تھا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، اب آپ ان کو بتلائیں یا میں بتلا دیتا ہوں، انھوں نے کہا: اے میرے بھائی! اگر آپ مجھ سے پہلے بتلا دیں تو مجھے یہ ڈر ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے عذاب دیا جائے یا مجھے دھنسا دیا جائے۔ پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا، یہاں تک کہ مسجد بھر گئی، پھر وہ اونچی جگہ پر بیٹھے، پس انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کلمات کا حکم دیا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں، پہلا حکم یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، پس بیشک مشرک کی مثال اس آدمی کی

(۱۰۴۰۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۲۸۶۳، ۲۸۶۴ (انظر: ۱۷۱۷۰)

اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِوَرَقٍ أَوْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَ يُؤَدِّي عَمَلَهُ إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ فَأَيُّكُمْ يَسُرُّهُ أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذٰلِكَ؟ وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ فَاعْبُدُوهُ وَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَ آمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْصِبُ وَجْهَهُ بِوَجْهِ عَبْدِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا، وَ آمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ مَعَهُ صُرَّةٌ مِنْ مِسْكٍ فِي عِصَابَةٍ كُلُّهُمْ يَجِدُ رِيحَ الْمِسْكِ، وَ إِنَّ خَلُوفَ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَ آمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَشَدُّوا يَدَيْهِ إِلَى عُنُقِهِ وَ قَرَّبُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَقَالَ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أَفْتَدِيَ نَفْسِي مِنْكُمْ؟ فَجَعَلَ يَفْتَدِي نَفْسَهُ مِنْهُمْ بِالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ حَتّٰى فَكَّ نَفْسَهُ، وَ آمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَثِيرًا وَ إِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِي أَثَرِهَا فَأَتَى حِصْنًا حَصِينًا فَتَحَصَّنَ فِيهِ، وَ إِنَّ الْعَبْدَ أَحْصَنُ مَا يَكُونُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِذَا كَانَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ: و قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ، اَللّٰهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ، بِالْجَمَاعَةِ وَ السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ، وَ الْهِجْرَةِ، وَ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ

طرح ہے، جس نے اپنے خالص مال چاندی یا سونے کے عوض غلام خریدا، لیکن ہوا یوں کہ وہ غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے لیے کام کرنے لگا، اب تم میں سے کس کو یہ بات خوش کرے گی کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تم کو رزق دیا ہے، پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور میں تم کو نماز کا حکم دیتا ہوں، پس بیشک اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کے چہرے کی خاطر اس وقت تک متوجہ کیے رکھتے ہیں، جب تک وہ اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو، اس لیے جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہوا کرو، اور میں تمہیں روزوں کا حکم دیتا ہوں، ان کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو اور سارے لوگ کستوری کی خوشبو محسوس کر رہے ہوں، روزے دار کے منہ کی بدلی ہوئی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے، اور میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس کو اس کے دشمن نے قید کر کے اس کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ دیا ہو اور اس کی گردن کاٹنے کے لیے اس کو قریب کرے اور وہ آگے سے کہے: اگر میں اپنے نفس کے عوض اتنا فدیہ دے دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟ پھر اس نے کم مقدار اور زیادہ مقدار فدیہ دینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو بچا لیا، اور میں تم کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جس کا دشمن جلدی کرتے ہوئے اس کا تعاقب کر رہا ہو، لیکن وہ مضبوط قلعے میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا، اور بیشک بندہ شیطان سے سب سے زیادہ حفاظت میں اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا

اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ، وَ مَنْ دَعَا بِدَعْوَةِ الْجَاهِلِیَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰی؟ قَالَ: وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰی وَ زَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ، فَادْعُوْا الْمُسْلِمِیْنَ بِمَا سَمَّاهُمُ الْمُسْلِمِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عِبَادَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۰۲)

ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے، (وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:) جماعت، امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا، ہجرت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، پس جو آدمی ایک بالشت کے بقدر جماعت سے نکل گیا، اس نے واپس پلٹنے تک اپنی گردن سے اسلام کا معاہدہ اتار پھینکا اور جس نے جاہلیت کی پکار پکاری، وہ جہنم کی جماعت میں سے ہوگا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر چہ وہ روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور یہ گمان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہے، پس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام سے پکارو، یعنی مسلمان، مؤمن، اللہ تعالیٰ کے بندے۔''

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَبْدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ وَ اُمِّهِ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

اللہ کے نبی، بندے اور رسول عیسی بن مریم علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام کا ذکر

(۱۰۴۱۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا نَخَسَهُ الشَّیْطَانُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّیْطَانِ اِلَّا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهُ۔)) قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔﴾ (مسند احمد: ۷۱۸۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی بچہ جو پیدا ہوتا ہے، مگر شیطان اس کو چوکا لگاتا ہے، وہ شیطان کے اس چوکے کی وجہ سے چیختا ہے، ما سوائے ابن مریم اور اس کی ماں کے۔'' سیدنا ابو ہریرہ علیہ السلام نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کا یہ حصہ پڑھ لو: ''بیشک میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں، شیطان مردود سے۔''

فوائد:...... حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں مزید تفصیل اگلے ابواب میں آ رہی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ

سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام کی فضیلت کا بیان

(۱۰۴۱۱)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۰۴۱۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۳۱، ومسلم: ۲۳۶۶ (انظر: ۷۱۸۲)
(۱۰۴۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۳۲، ومسلم: ۲۴۳۰ (انظر: ۶۴۰)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((خَیْرُ نِسَائِهَا بِنْتُ عِـمْـرَانَ وَخَیْـرُ نِسَائِهَا خَدِیْجَةُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠)

''سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے عہد کی خواتین میں سب سے بہتر تھیں۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ایسی خصوصیات عطا کیں کہ جو دوسری خواتین کا مقدر نہ بن سکیں، سیدہ مریم علیہا السلام کو طاہر بنایا، مخصوص امور کے لیے ان کا انتخاب کیا، جبریل علیہ السلام نے ان سے کلام کیا، ان کے اندر روح پھونکی، وہ خاوند کے بغیر ایک عظیم پیغمبر کی ماں بن گئیں، ان کے بچے نے بچپنے میں کلام کیا اور اپنی ماں کی پاکدامنی کی شہادت دی، سیدہ مریم نے اپنے ربّ کے کلمات اور کتب کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزاروں میں تھی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون ہے سیدہ خدیجہ، جب لوگ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس وقت سیدہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، جب تکبر کرنے والے آپ ﷺ سے رک رہے تھے، تب سیدہ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، جب لوگ آپ ﷺ پر بخل کر رہے تھے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ پر سخاوت کی، جب آپ ﷺ پر اجنبیت طاری تھی، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ سے انس کیا، جب آپ ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام کی پہلی آمد پر پریشان ہوئے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ کے خصائل حمیدہ کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی اور آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(١٠٤١٢)۔ عَـنِ ابْــنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: خَـطَّ رَسُـوْلُ الـلّٰــهِ ﷺ فِــیْ الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ خُـطُـوْطٍ، قَـالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ؟)) فَقَالُوْا: الـلّٰـهُ وَرَسُـوْلُهُ اَعْلَمُ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْـضَـلُ نِسَــاءِ اَهْـلِ الْـجَـنَّةِ خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُـوَیْـلِـدٍ، وَفَـاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَآسِیَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٦٦٨)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والی خواتین میں سب سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران۔''

فوائد: ......موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے محل میں دفاع کرنے والی سیدہ آسیہ علیہا السلام ہی تھیں، اس خاتون کی عظمت کو سلام، جس نے فرعون کے گھر میں رہ کر اپنے آپ کو جنت کا مستحق ثابت کر لیا، مندرجہ ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ فِـرْعَـوْنَ اَوْتَـدَ لِامْرَاَتِهِ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ فِيْ یَدَیْهَا وَرِجْلَیْهَا، فَكَانُوْا اِذَا تَفَرَّقُوْا عَنْهَا ظَلَّلَتْهَا الْمَلَائِكَةُ، فَقَالَتْ: ﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ

(١٠٤١٢) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الطیالسی: ٢٧١٠، والطبرانی: ٢١٦٨ (انظر: ٢٦٦٨)

وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾، فَكَشَفَ لَهَا عَنْ بَيْتِهَا فِي الْجَنَّةِ۔ ......فرعون نے اپنی بیوی کے دو ہاتھوں اور دو پاؤں میں چار میخیں گاڑ دیں۔ جب وہ (فرعونی) اس سے جدا ہوتے تھے تو فرشتے اس پر سایہ کر لیتے تھے، اس بیوی نے کہا: ''اے میرے ربّ! اپنے ہاں میرے لیے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی چھٹکارا نصیب فرما۔'' سو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے گھر سے پردہ ہٹا کر (اسے اس کا گھر دکھا دیا)۔'' (مسند ابو یعلی: ۴/۱۵۲۱۱۵۲۱، صحیحہ: ۲۵۰۸)

اللہ کے بندوں پر آزمائشیں ضرور آتی ہیں، لیکن ان آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے انہیں جو رحمتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے، وہ ان مصائب سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔

سیدہ خدیجہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب معروف ہیں اور سیدہ مریم علیہا السلام کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

(۱۰۴۱۳)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۴۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہانوں کی عورتوں میں یہ خواتین تجھے کافی ہیں: مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ) اور فرعون کی بیوی آسیہ۔''

(۱۰۴۱۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَائِهِمْ إِلَّا مَا كَانَ لِمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۶۴۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار اور فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہوں گی، ماسوائے مریم بنت عمران کے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ نَبِيِّ اللّٰهِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللہ کے نبی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی فضیلت کا بیان

(۱۰۴۱۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَنْبِهِ حِينَ يُولَدُ إِلَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کے ہر بچے کو پیدائش کے وقت شیطان اپنی انگلی سے چوکا لگاتا ہے، ماسوائے عیسیٰ بن مریم کے، شیطان چوکا

(۱۰۴۱۳) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ۳۸۷۸ (انظر: ۱۲۳۹۱)

(۱۰۴۱۴) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۱۱۶۹، والنسائي في "الكبرى": ۸۵۱۴ (انظر: ۱۱۶۱۸)

(۱۰۴۱۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۸۶ (انظر: ۱۰۷۷۳)

عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِيْ الْحِجَابِ۔)) (مسند احمد: ١٠٧٨٣)

لگانے کے لیے گیا تو تھا، لیکن پردے میں چوکا لگا کر واپس آ گیا۔''

فوائد: ...... پردے سے مراد وہ جھلی ہے، جس میں بچہ رحمِ مادر میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور بوقتِ ولادت بچہ کے ساتھ نکلتی ہے۔

شیطان یہ چوکا لگا کر بچے پر اپنے تسلّط کا آغاز کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے عیسی علیہ السلام اور ان کی ماں کی اس سے حفاظت کی، یہ ان کی ماں کی دعا کی برکت تھی، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، دیکھیں حدیث نمبر (١٠٤١٠)

(١٠٤١٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِيْ الْاُوْلٰى وَ الْآخِرَةِ۔)) قَالُوْا: كَيْفَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى، وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ۔)) (مسند احمد: ٨٢٣١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دنیا و آخرت میں عیسی بن مریم علیہ السلام کا سب سے زیادہ قریبی ہوں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے، پس میرے اور عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔''

فوائد: ......علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں، جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں، آپ ﷺ نے دین کے اصول کو باپ سے اور دین کی فروعات کو ماؤں سے تشبیہ دی، یعنی انبیاء و رسل کے ادیان کے اصول یکساں تھے، البتہ شریعت کی فروعات مختلف ہوتی تھیں۔

اگرچہ عیسی علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مابین تقریباً چھ صدیوں کا فاصلہ ہے، لیکن ان دو ہستیوں کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آیا، اس اعتبار سے آپ ﷺ عیسی علیہ السلام کے قریب تر ہیں۔

(١٠٤١٧)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اِنْ طَالَ بِيْ عُمَرٌ اَنْ اَلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنْ عَجِلَ لِيْ مَوْتٌ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّى السَّلَامَ۔)) (مسند احمد: ٧٩٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں، اگر میری عمر لمبی ہوئی تو میں عیسی بن مریم علیہ السلام سے ملاقات کر لوں گا اور اگر میری موت جلدی آ گئی تو تم میں سے جو آدمی ان کو ملے، ان کو میرا سلام کہہ دے۔''

فوائد: ......تمام مسلمان یہ حدیث ذہن نشین کریں اور اپنی نسل کو اس کی تعلیم دیں، تا کہ جس کے زمانے میں حضرت عیسی علیہ السلام کا ظہور ہو وہ ان کو آپ ﷺ کا سلام پہنچائے۔

(١٠٤١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٦٥ (انظر: ٨٢٤٨)

(١٠٤١٧) تخريج: اسناده صحيح على شرطهما (انظر: ٧٩٧٠)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَتِهِ وَ شَمَائِلِهِ وَ نُزُوْلِهِ آخِرَ الزَّمَانِ وَ حُكْمِهِ وَ مُدَّةِ مَكْثِهِ فِي الْأَرْضِ وَ حَجِّهِ وَ فَنَاءِ كُلِّ مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ وَ وَفَاتِهِ

عیسی کی تخلیقی صفات، عادات، آخری زمانے میں ان کے نازل ہونے، انصاف کرنے، زمین میں ٹھہرنے کی مدت، حج کرنے، اسلام کے علاوہ ہر مذہب کے فنا ہو جانے اور ان کی وفات کا بیان

(۱۰۴۱۸)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ، وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَاِنَّهُ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلًا مَرْبُوْعًا اِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ كَاَنَّ رَاْسَهُ يَقْطُرُ وَ اِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ، وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَ يَدْعُو النَّاسَ اِلَى الْاِسْلَامِ، فَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَنِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ، وَ يُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ، وَ تَقَعُ الْاَمَنَةُ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى تَرْتَعَ الْاَسْوَدُ مَعَ الْاِبِلِ، وَ النِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ، وَ الذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَ يَلْعَبَ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ لَا تَضُرُّهُمْ، فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) وَ يَدْفِنُوْنَهُ۔)) (مسند احمد: ۹۲۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے، میں دنیا و آخرت میں عیسی بن مریم علیہ السلام کا سب سے زیادہ قریبی ہوں، میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، بیشک وہ نازل ہونے والے ہیں، پس ان کو پہچان لینا، وہ معتدل قد کے آدمی ہیں، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل ہے، ان پر ہلکی زردی کے دو کپڑے ہوں گے، ایسے محسوس ہو گا جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو، حالانکہ نمی (پانی) لگا نہیں ہو گا، (یعنی وہ انتہائی نظیف اور چمک دار رنگ کے نظر آ رہے ہوں گے)، پس وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کے اُس عہد میں اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کو ختم کر دے گا، اللہ تعالیٰ ان کے ہی زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کرے گا، زمین پر اتنا امن و امان واقع ہو گا کہ سانپ اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہیں دیں گے، عیسی علیہ السلام زمین میں چالیس سال قیام کریں گے، پھر وہ فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کر کے ان کو دفن کریں گے۔''

فوائد: ...... عیسی علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے پہلے آنے والے آخری پیغمبر تھے، اہل سنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے، قیامت کے قریب وہ آسمان سے اتریں گے، اس کے بعد وفات پائیں

(۱۰۴۱۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۴۳۲۴ (انظر: ۹۲۷۰)

گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔ حضرت عیسی علیہ السلام امام مہدی کے زمانے میں نازل ہوں گے اور سات سال تک ٹھہریں گے، ان کے دور میں امن وامان اور مال و دولت کی فراوانی ہوگی، جہاں تک انسانیت ہوگی، وہاں تک اسلام ہو گا، دوسرے تمام ادیان ختم ہو جائیں گے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا. وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا.﴾ ......"حالانکہ نہ انھوں نے (عیسی علیہ السلام) کوقتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کے لیے اس (مسیح) کا شبیہ بنا دیا گیا اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے، یقیناً اس کے متعلق بڑے شک میں ہیں، انھیں اس کے متعلق گمان کی پیروی کے سوا کچھ علم نہیں اور انھوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں کوئی نہیں مگر اس کی موت سے پہلے اس پر ضرور ایمان لائے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔ (سورۂ نساء: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹)

اس روایت میں ان کے چالیس سال ٹھہرنے کا ذکر ہے، شارح ابوداود نے حافظ ابن کثیر کے حوالے یہ تطبیق پیش کی ہے کہ اس سے مراد عیسی علیہ السلام کی کل عمر ہے، اور مشہور بھی یہی ہے کہ جب ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر تینتیس برس تھی۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۹۸۷) واللہ اعلم

جزیہ ختم کر دینے کا معنی یہ ہے کہ دنیا پر ایک دین ہوگا، کوئی غیر مسلم بچے گا ہی نہیں کہ جو ذمی ہونے کی صورت میں جزیہ دے۔

ان کے زمانے میں امن اتنا عام ہو جائے گا کہ نقصان پہنچانے والے جانور بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(۱۰۴۱۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((يُوْشِكُ اَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا (وَ فِي لَفْظٍ حَكَمًا عَادِلًا وَ اِمَامًا مُقْسِطًا) يَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَ يَفِيضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ۔)) (مسند احمد: ۷۲۶۷)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قریب ہے کہ عیسی بن مریم علیہ السلام منصف فیصل بن کر تمہارے اندر نازل ہوں، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال اس قدر پھیل جائے گا کہ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرے گا۔"

کتبِ احادیث میں عیسی علیہ السلام کے نزول، نزول کے وقت اور ان کے عہد کی خصوصیات کی کافی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۱۰۴۱۹) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۴۲۰)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَ يَمْحُو الصَّلِيْبَ، وَ تُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ، وَ يُعْطِي الْمَالَ حَتّٰى لَا يُقْبَلَ، وَ يَضَعُ الْخَرَاجَ، وَ يَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ فَيَحُجُّ مِنْهَا اَوْ يَعْتَمِرُ اَوْ يَجْمَعُهُمَا۔)) قَالَ: وَتَلَا اَبُوْهُرَيْرَةَ: ﴿وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ فَزَعَمَ حَنْظَلَةُ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ: يُؤْمِنُ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى فَلَا اَدْرِيْ هٰذَا كُلُّهُ حَدِيْثُ النَّبِيِّ ﷺ اَوْ شَيْءٌ قَالَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۷۸۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹا دیں گے، نماز کو باجماعت ادا کیا جائے گا، لوگوں کو اس قدر مال دیں گے کہ کوئی بھی کسی سے قبول نہ کرے گا، وہ خراج کو ختم کر دیں گے اور عیسی علیہ السلام روحاء پر اتریں گے اور وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے۔“ پھر سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے یہ آیات تلاوت کیں: ”اور نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی بھی، مگر وہ اس کی موت سے قبل اس پر ایمان لائے گا۔“ ”اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔“

(۱۰۴۲۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ حَنْظَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لَيُثَنِّيَنَّهُمَا۔)) (مسند احمد: ۷۲۷۱)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ابن مریم ضرور روحاء کے راستے سے تلبیہ پکاریں گے، وہ حج یا عمرہ یا دونوں کی ادائیگی کے لیے آ رہے ہوں گے۔“

فوائد:...... عیسی علیہ السلام کے بارے میں مزید ایک حدیث:

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِيُّ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا، فَيَقُوْلُ: لَا، اِنَّ بَعْضَهُمْ اَمِيْرُ بَعْضٍ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔)) ...... ”جب عیسی بن مریم (علیہ السلام) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی انھیں کہیں گے: آئیں اور نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امام و امیر ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت و تکریم ہے۔“ (أخرجه الحارث بن أبي أسامة في "مسنده"، واصل الحديث في "صحيح مسلم": ۱/ ۹۵، الصحيحة: ۲۲۳۶)

(۱۰۴۲۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۷۹۰۳)

(۱۰۴۲۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۲۵۲ (انظر: ۷۲۷۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اصل حدیث صحیح مسلم میں ہے، جو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری سند کے ساتھ مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔)) قَالَ: ((فَیَنْزِلُ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ ﷺ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَیَقُوْلُ: لَا، اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اَمِیْرٌ، تَکْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔))...... ''میری امت کا ایک گروہ روزِ قیامت تک حق پر غالب رہے گا۔'' پھر فرمایا: ''عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کے امیر ان کو کہیں گے: آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ جواب دیں گے: نہیں، تم خود ایک دوسرے کے امام ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت ہوگی۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ امیر امام مہدی ہوں گے۔ وباللہ التوفیق۔ (صحیحہ: ۲۲۳۶)

كِتَابُ قِصَصِ الْمَاضِيْنَ مِنْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ وَ غَيْرِهِمْ اِلَى آخِرِ الْفَتْرَةِ وَ ذِكْرِ اَيَّامِ الْعَرَبِ وَ جَاهِلِيَّتِهِمْ

گزر جانے والے بنی اسرائیل وغیرہ کے فترہ کے آخر تک کے قصوں اور عربوں اور ان کی جاہلیت کے زمانے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصَّاصِيْنَ
قصہ گو لوگوں کا بیان

(۱۰٤۲۲)۔ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا كَعْبٌ يَقُصُّ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: كَعْبٌ يَقُصُّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ، اَوْ مَأْمُوْرٌ، اَوْ مُخْتَالٌ۔)) قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ كَعْبًا فَمَا رُؤِيَ يَقُصُّ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۸۲۱٤)

عبد الجبار خولانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک صحابی مسجد میں داخل ہوا، جبکہ سیدنا کعب وعظ کر رہے تھے، اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: سیدنا کعب رضی اللہ عنہ وعظ کر رہے ہیں، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قصے بیان نہیں کرتا مگر امیر، یا مامور، یا متکبر۔'' جب یہ بات سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو اس کے بعد ان کو وعظ کرتے ہوئے نہیں پایا گیا۔

(۱۰٤۲۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَأْمُوْرٌ اَوْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو قصے بیان نہیں کرے گا، مگر امیر، یا مامور، یا ریاکار۔''

(۱۰٤۲۲) تخريج: حسن لغيره (انظر: ۱۸۰۵۰)

(۱۰٤۲۳) تخريج: صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۳۷۵۳ (انظر: ٦٦٦۱)

مُرَاءٍ۔)) (مسند احمد: ٦٦٦١)

(١٠٤٢٤)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَاْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ (وَ فِيْ لَفْظٍ) لَايَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَاْمُوْرٌ اَوْ مُتَكَلِّفٌ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٩٤)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے قصہ گوئی نہیں کرتا، مگر امیر یا مامور یا متکبر، ایک روایت میں ہے: وعظ نہیں کرتا مگر امیر یا مامور یا تکلف کرنے والا۔''

اس جگہ قصہ گوئی سے مراد وعظ و نصیحت کرنا ہے۔ اسی لیے وعظ و نصیحت کرنے والے کو ''قاصٌ'' کہتے ہیں۔

فوائد: ...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مذہب، حکومت کی ذمہ داری ہے، جیسے نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں دیکھا گیا، ان زمانوں میں خطیب، امام، مفتی، قاضی اور والی کا تقرر یا اس کی معزولی حاکم وقت کی طرف سے ہوتی تھی۔ جہاں حکومت یہ ذمہ داری ادا نہیں کرے گی، وہاں متعصب فرقہ وارانہ ماحول ہوگا اور اسلام کے محاسن منظرِ عام پر نہیں آسکیں گے۔

تکبر اور تکلف کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو امیر کے حکم کے بغیر تقاریر شروع کر دیتا ہے، اس کا مقصد ریا کاری یا تکبر یا ریاست کا حصول ہوتا ہے، اگر اس کا مقصد اسلام کی تبلیغ ہو تو وہ حاکم سے اجازت لے۔

(١٠٤٢٥)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُقَصُّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا اَبِيْ بَكْرٍ، وَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ قَصَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ، اِسْتَاْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ، اَنْ يَقُصَّ عَلَى النَّاسِ قَائِمًا فَاَذِنَ لَهُ عُمَرُ۔ (مسند احمد: ١٥٨٠٦)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں قصے بیان نہیں کیے جاتے تھے، سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے یہ کام کیا، انھوں نے پہلے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے لوگوں پر کھڑے ہو کر قصے بیان کرنے کے لیے اجازت طلب کی، پس انھوں نے ان کو اجازت دے دی۔

(١٠٤٢٦)۔ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ كُرْدُوْسَ بْنَ قَيْسٍ، وَ كَانَ قَاصَّ الْعَامَّةِ

کردوس بن قیس، جو کہ کوفہ میں عام لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے والے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اصحاب بدر میں سے ایک صحابی نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١٠٤٢٤) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٣٨٨٤)

(١٠٤٢٥) تخريج: اسناده ضعيف من اجل بقية بن الوليد الحمصى، فهو مدلس تدليس التسوية، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٦٦٥٦ (انظر: ١٥٧١٥)

(١٠٤٢٦) تخريج: اسناده ضعيف، لجهالة كردوس بن قيس، أخرجه الدارمى: ٢/ ٣١٩ (انظر: ١٥٩٠٠)

بِالْكُوْفَةِ قَالَ: اَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاَنْ اَقْعُدَ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ: اَيُّ مَجْلِسٍ تَعْنِيْ؟ قَالَ: كَانَ قَاصًّا۔ (مسند احمد: ١٥٩٩٥)

فرمایا: ''اس قسم کی مجلس میں بیٹھنا مجھے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔'' امام شعبہ کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ ﷺ کی مراد کون سی مجلس ہے؟ اس نے کہا: وعظ ونصیحت والی مجلس۔

(١٠٤٢٧)۔ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ، سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِيَّ قَالَ: جَاءَ اَبُوْ طَلْحَةَ الْقَاصُّ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! اِنَّ قَوْمًا قَدْ نَهَوْنِيْ اَنْ اَقُصَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَ عَلٰى اَزْوَاجِهِ فَقَالَ مَالِكٌ: حَدِّثْ بِهِ وَ قُصَّ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٦٧٠٥)

مصعب زبیری کہتے ہیں: قصہ گو ابو طلحہ نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! بعض لوگوں نے مجھے یہ حدیث بیان کرنے سے منع کیا ہے: اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت بھیجے، بیشک تو تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے اور محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر اور آپ ﷺ کی بیویوں پر؟ امام مالک نے کہا: تو اس حدیث کو بیان کر۔

فوائد: ...... مؤطا امام مالک (١/ ١٦٥) میں مرفوع حدیث یوں ہے:

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) ...... ''تم اس طرح کہو: اے اللہ! تو رحمت بھیج محمد ﷺ پر، آپ کی بیویوں اور اولاد پر، جیسا کہ تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، اور تو برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی بیویوں اور اولاد پر، جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے۔'' (صحیح بخاری: ٣٣٦٩، صحیح مسلم: ٤٠٧، واللفظ للامام مالك)

(١٠٤٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَاصٍّ يَقُصُّ فَاَمْسَكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُصَّ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے، وہ قصہ گوئی کر رہا تھا، لیکن آپ ﷺ کو دیکھ کر رک گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قصہ

(١٠٤٢٧) تخريج: هذا الاثر مقطوع (انظر: ١٦٥٨٨

(١٠٤٢٨) تخريج: اسناده ضعيف من اجل ابى الجعد، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٨٠١٣ (انظر: ٢٢٢٥٤)

فَلَأَنْ أَقْعُدَ غُدْوَةً إِلَى أَنْ تُشْرِقَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ، وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٠٩)

گوئی کرو، اگر میں نماز فجر سے طلوع آفتاب تک ایسی مجلس میں بیٹھوں تو یہ مجھے چار گردنیں آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہو گا، اگر میں عصر سے غروبِ آفتاب تک بیٹھوں تو یہ عمل بھی مجھے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہو گا۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي الرِّوَايَةِ وَ التَّحْدِيثِ عَنْ أَخْبَارِ بَنِي إِسْرَائِيلَ
بنی اسرائیل کی روایات بیان کرنے کا بیان

(١٠٤٢٩)۔ عَنْ أَبِي نَمْلَةَ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوْهُمْ، وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ، وَ قُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوْهُمْ، وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٥٧)

سیدنا ابو نملہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب تم سے بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب، بلکہ کہو: ہم اللہ تعالی، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، پس اگر ان کی بات حق ہو گی تو تم نے اس کی تکذیب نہیں کی اور اگر وہ باطل ہو گی تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی۔''

فوائد: ...... چونکہ تورات اور انجیل میں تحریف ہو چکی ہے اور یہود و نصاری کے مذہبی ادب میں کوئی ایسا ضابطہ باقی نہیں رہا، جس کے ذریعے یہ معلوم کیا جا سکے کہ ان آسمانی کتابوں کا فلاں حصہ حقیقت کے مطابق ہے اور فلاں حصہ مخالف، تحقیق کے وقت اصل متن (ٹیکسٹ) کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور ان کتابوں کی زبان ہی سرے سے مفقود ہو گئی ہے، اس لیے بنی اسرائیل کی روایات سن لینے پر اکتفا کرنا چاہیے، نہ ان کی تصدیق کی جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ جھوٹ ہوں اور نہ ان کی تکذیب کی جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ صحیح ہوں۔

ہاں اسلام میں تورات اور انجیل کی جس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ وہ حقیقت کے مطابق ہے یا وہ تحریف شدہ ہے، اس کا معاملہ اور ہے۔

(١٠٤٣٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُوْكُمْ وَ قَدْ ضَلُّوْا، فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوْا بِبَاطِلٍ أَوْ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو، کیونکہ وہ تمہاری رہنمائی نہیں کریں گے، وہ تو خود گمراہ ہو چکے ہیں، اس طرح تم یا تو باطل کی تصدیق کرو گے یا حق کی

(١٠٤٢٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٣٦٤٤ (انظر: ١٧٢٢٥)

(١٠٤٣٠) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف مجالد بن سعيد، أخرجه البزار: ١٢٤، وابويعلى: ٢١٣٥، والبيهقى: ٢/ ١٠ (انظر: ١٤٦٣١)

تُكَذِّبُوْا بِحَقٍّ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا اَنْ يَتَّبِعَنِيْ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٨٥)

تکذیب، پس بیشک شان یہ ہے کہ اگر موسی علیہ السلام بھی تمہارے ما بین زندہ ہو جائیں تو ان کے لیے کوئی چیز حلال نہیں ہو گی، مگر یہ کہ وہ میری پیروی کریں۔''

(١٠٤٣١)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُنَا عَامَّةَ لَيْلِهِ عَنْ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ حَتّٰى يُصْبِحَ) لَا يَقُوْمُ إِلَّا إِلَى عُظْمِ صَلَاةٍ۔ (مسند احمد: ٢٠١٦٣)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں رات کا اکثر حصہ بنو اسرائیل کے بارے میں (روایات) بیان کرتے رہتے، صرف فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

فوائد: ...... بنو اسرائیل کی تاریخ میں کئی سبق آموز واقعات کا تذکرہ ملتا ہے، جیسا کہ ایک مثال ذیل میں دی گئی ہے، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق بھی بنتے رہے اور اس کے عذابوں کے حقدار بھی ٹھہرتے رہے، ان کے بعض احکام امتِ مسلمہ کے حق میں باقی ہیں اور بعض ختم ہو چکے ہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حَدِّثُوْا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، فَإِنَّهُ كَانَتْ فِيهِمُ الْأَعَاجِيْبُ۔)) ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، قَالَ: ((خَرَجَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ حَتّٰى أَتَوْا مَقْبَرَةً لَهُمْ مِنْ مَقَابِرِهِمْ، فَقَالُوْا: لَوْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، وَدَعَوْنَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُخْرِجَ لَنَا رَجُلًا مِمَّنْ قَدْ مَاتَ نَسْأَلُهُ عَنِ الْمَوْتِ، قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ أَطْلَعَ رَجُلٌ رَأْسَهُ مِنْ قَبْرٍ مِنْ تِلْكَ الْمَقَابِرِ، خِلَاسِيٌّ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُوْدِ فَقَالَ: يَا هٰؤُلَاءِ مَا أَرَدْتُمْ إِلَيَّ؟ فَقَدْ مُتُّ مُنْذُ مِئَةِ سَنَةٍ، فَمَا سَكَنَتْ عَنِّي حَرَارَةُ الْمَوْتِ حَتّٰى كَانَ الْآنَ، فَادْعُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لِي يُعِيْدُنِي كَمَا كُنْتُ۔)) ...... ''بنی اسرائیل سے (ان کی روایات) بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان میں کچھ انوکھے امور بھی پائے جاتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''بنی اسرائیل کا ایک گروہ نکلا، وہ اپنے ایک قبرستان کے پاس سے گزرا، وہ کہنے لگے: اگر ہم دو رکعت نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے کسی مردہ کو (زندہ کر کے اسے اس کی قبر) سے نکالے، تاکہ ہم اس سے موت کے بارے میں دریافت کر سکیں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا، وہ اس طرح کر رہے تھے کہ ایک گندمی رنگ کے آدمی نے قبر سے اپنا سر نکالا، اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا، اس نے کہا: اوئے! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں آج سے سو سال پہلے مرا تھا، لیکن ابھی تک موت کی حرارت ختم نہیں ہوئی، اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اسی حالت میں لوٹا دے، جس میں میں تھا۔''

(ابن ابی شیبۃ: ٩/ ٦٢، مسند بزار: ١/ ١٠٨/ ١٩٢، صحیحہ: ٢٩٢٦)

(١٠٤٣١) تخريج: حديث صحيح لكن من حديث عبد الله بن عمرو، أخرجه البزار: ٣٥٩٦، والطبراني في "الكبير": ١٨/ ٥١٠ (انظر: ١٩٩٢١)

اس حدیث کا اصل موضوع فکرِ آخرت ہے، کہ سو سال تک موت کی حرارت ختم نہیں ہوئی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو اسرائیل سے ان کی روایات لی جا سکتی ہے، لیکن نہ ان کی تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب۔

بَابُ ذِكْرِ مَاشِطَةَ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ وَ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ

ماشطہ بنت فرعون اور گہوارے میں کلام کرنے والوں کا بیان

(١٠٤٣٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أُسْرِيَ بِي فِيْهَا اَتَتْ عَلَيَّ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ فَقُلْتُ: يَاجِبْرِيْلُ! مَاهٰذِهِ الرَّائِحَةُ الطَّيِّبَةُ؟)) فَقَالَ: هٰذِهِ رَائِحَةُ مَاشِطَةَ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ وَ اَوْلَادِهَا، قَالَ: قُلْتُ: ((وَ مَا شَأْنُهَا؟)) قَالَ: بَيْنَا هِيَ تُمَشِّطُ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ سَقَطَتِ الْمِدْرٰى مِنْ يَدَيْهَا فَقَالَتْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَقَالَتْ لَهَا ابْنَةُ فِرْعَوْنَ: اَبِيْ؟ قَالَتْ: لَا وَلٰكِنْ رَبِّيْ وَ رَبُّ اَبِيْكِ اللّٰهُ، قَالَتْ: أُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَاَخْبَرَتْهُ فَدَعَاهَا فَقَالَ: يَافُلَانَةُ! وَ اِنَّ لَكِ رَبًّا غَيْرِيْ، قَالَتْ: نَعَمْ، رَبِّيْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ، (وَ فِيْ رِوَايَةٍ: رَبِّيْ وَ رَبُّكَ مَنْ فِي السَّمَاءِ) فَاَمَرَ بِبَقَرَةٍ مِنْ نُحَاسٍ فَأُحْمِيَتْ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا اَنْ تُلْقٰى هِيَ وَ اَوْلَادُهَا فِيْهَا، قَالَتْ لَهُ: اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً، قَالَ: وَ مَا حَاجَتُكِ؟ قَالَتْ: أُحِبُّ اَنْ تَجْمَعَ عِظَامِيْ وَ عِظَامَ وَلَدِيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَ تَدْفِنَنَا، قَالَ: ذٰلِكَ لَكِ عَلَيْنَا مِنَ الْحَقِّ، قَالَ: فَاَمَرَ بِاَوْلَادِهَا فَاُلْقُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاحِدًا وَاحِدًا اِلٰى اَنِ انْتَهٰى ذٰلِكَ اِلٰى

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات کی بات ہے، مجھے بڑی پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی، میں نے کہا: اے جبریل! یہ پاکیزہ خوشبو کیسی ہے؟ اس نے کہا: یہ ماشطہ بنت فرعون اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے، میں نے کہا: اس کا واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک دن وہ فرعون کی کسی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی، اچانک ہی جب کنگھی اس کے ہاتھ سے گری تو نے کہا: بسم اللہ، فرعون کی بیٹی نے کہا: بسم اللہ میں اللہ سے مراد میرا باپ ہے؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ اس سے مراد میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے، ایک روایت میں ہے: اس سے مراد میرا اور تیرا وہ ربّ ہے، جو آسمانوں میں ہے۔ اس نے کہا: کیا میں اپنے باپ فرعون کو یہ بات بتا دوں؟ اس نے کہا: جی بالکل، پس اس نے اس کو بتا دی، اس نے اپنی اس مسلمان بیٹی کو بلایا اور کہا: اے فلانہ! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، بلکہ میرا ربّ بھی ہے اور تیرا بھی اور وہ اللہ ہے، ایک روایت میں ہے: میرا اور تیرا ربّ وہ جو آسمانوں میں ہے، پس فرعون نے تانبے کی گائے کی شبیہ تیار کروائی، اس کو گرم کیا گیا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس کو اور اس کی اولاد کو اس گائے میں ڈال دیا جائے۔ ماشطہ نے کہا: تیرے ذمے میری ایک ضرورت ہے، اس نے کہا: تیری ضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: میں پسند کرتی ہوں کہ تو میری ہڈیاں اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک کپڑے میں جمع کروا کر

(١٠٤٣٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبرانی: ١٢٢٨٠، وابن حبان: ٢٩٠٣ (انظر: ٢٨٢١)

صَبِیٌّ لَهَا مُرْضَعٍ وَكَأَنَّهَا تَقَاعَسَتْ مِنْ أَجْلِهِ، فَقَالَ: فَقَالَ: يَا أُمَّهْ! اِقْتَحِمِيْ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَاقْتَحَمَتْ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَكَلَّمَ أَرْبَعَةٌ صِغَارٍ، عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ، وَشَاهِدُ يُوْسُفَ، وَابْنُ مَاشِطَةَ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ۔ (مسند احمد: ۲۸۲۱)

ہمیں دفنا دے۔ اس نے کہا: یہ تیرا ہم پر حق ہے، پس فرعون نے حکم دیا اور ماشطہ کی اولاد کو ماں کے سامنے ایک ایک کر کے گائے میں ڈالا گیا، یہاں تک کہ شیر خوار بچے کی باری آ گئی، اب کی بار وہ اس بچے کی وجہ سے پیچھے ہٹی، لیکن اس بچے نے کہا: اے میری ماں! تو گھس جا، پس بیشک دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے، پس وہ گھس گئی۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: چار چھوٹے بچوں نے کلام کیا ہے: عیسی بن مریم علیہ السلام، صاحبِ جریج، یوسف علیہ السلام کا گواہ اور ماشطہ بنت فرعون کا بیٹا۔

فوائد: ......عیسی بن مریم علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کے بعد جب لوگوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کے بارے تہمت زدہ باتیں کیں، اس وقت عیسی علیہ السلام نے کلام کیا تھا، سورۂ مریم کے اوائل میں یہ واقعہ موجود ہے۔

صاحبِ جریج کا ذکر حدیث نمبر (۱۰۴۳۴) میں آ رہا ہے۔

یوسف علیہ السلام کے گواہ کا واقعہ یہ ہے:

یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو برائی کی دعوت دی تھی، یوسف علیہ السلام پاکدامن رہنے کے لیے باہر دوڑے اور کیا دیکھا کہ دروازے پر عزیز مصر موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَه مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْءً ا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُه قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔﴾ ......''اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے اس کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور دونوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا، اس عورت نے کہا کیا جزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، سوائے اس کے کہ اسے قید کیا جائے، یا دردناک سزا ہو۔ اس (یوسف) نے کہا اسی نے مجھے میرے نفس سے پھسلایا ہے اور اس عورت کے گھر والوں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر اس کی قمیص آگے سے پھاڑی گئی ہو تو عورت نے سچ کہا اور یہ جھوٹوں سے ہے۔'' (سورۂ یوسف: ۲۵،۲۶)

حافظ ابن کثیر نے کہا: یوسف اپنے آپ کو بچانے کے لیے وہاں سے دروازے کی طرف دوڑے اور یہ عورت آپ کو پکڑنے کے ارادے سے آپ کے پیچھے بھاگی، پیچھے سے کرتا اس کے ہاتھ میں آ گیا، اس نے زور سے اپنی طرف گھسیٹا، جس سے یوسف علیہ السلام پیچھے کی طرف گر جانے کے قریب ہو گئے، لیکن پھر آپ نے آگے کو زور لگا کر دوڑ جاری رکھی، اس میں کرتا پیچھے سے بالکل بری طرح پھٹ گیا اور دونوں دروازے پر پہنچ گئے، دیکھتے ہیں کہ عورت کا خاوند موجود

ہے، اسے دیکھتے ہی اس نے چال چلی اور فوراً ہی سارا الزام یوسف علیہ السلام کے سر تھوپ دیا اور اپنی پاک دامنی بلکہ عصمت اور مظلومیت جتانے لگی، سوکھا سامنہ بنا کر اپنے خاوند سے اپنی بپتا اور پھر پاکیزگی بیان کرتے ہوئے کہتی ہے: فرمایئے حضور جو آپ کی بیوی سے بدکاری کا ارادہ رکھے اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ قید سخت یا بری مار سے کم تو ہرگز کوئی سزا اس جرم کی نہیں ہوسکتی۔ اب جب کہ یوسف علیہ السلام نے اپنی آبرو کو خطرے میں دیکھا اور خیانت کی بدترین تہمت لگتی دیکھی تو اپنے اوپر سے الزام ہٹانے اور صاف اور سچی حقیقت کے ظاہر کر دینے کے لیے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہی میرے پیچھے پڑی تھیں، میرے بھاگنے پر مجھے پکڑ رہی تھی، یہاں تک کہ میرا کرتا بھی پھاڑ دیا۔ اس عورت کے قبیلے سے ایک گواہ نے گواہی دی اور مع ثبوت و دلیل ان سے کہا کہ پھٹے ہوئے پیرہن کو دکھلو، اگر وہ سامنے کے رخ سے پھٹا ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا ہے، اس نے اسے اپنی طرف لانا چاہا اس نے اسے دھکے دیئے، روکا منع کیا ہٹایا، اس میں سامنے سے کرتا پھٹ گیا تو واقع قصوروار مرد ہے اور عورت جو اپنی بے گناہی بیان کرتی ہے وہ سچی ہے، فی الواقع اس صورت میں وہ سچی ہے۔ اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا پاؤ تو عورت کے جھوٹ اور مرد کے سچ ہونے میں شبہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ عورت اس پر مائل تھی، یہ اس سے بھاگا، وہ دوڑی، پکڑا، کرتا ہاتھ میں آ گیا، اس نے اپنی طرف گھسیٹا، اس نے اپنی جانب کھینچا، وہ پیچھے کی طرف سے پھٹ گیا۔ کہتے ہیں یہ گواہ بڑا آدمی تھا، جس کے منہ پر داڑھی تھی، یہ عزیز مصر کا خاص آدمی تھا اور پوری عمر کا مرد تھا۔ اور زلیخا کے چچا کا لڑکا تھا، زلیخا بادشاہ وقت ریان بن ولید کی بھانجی تھی۔ لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا دودھ پیتا گہوارے میں جھولتا بچہ تھا۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ شیر خوار بچہ تھا۔

بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ وَ فِيْهَا مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ الْمَهْدِ اَيْضًا

کھائی والوں کے قصے اور بیچ میں گہوارے میں کلام کرنے والے کا بیان

(۱۰۴۳۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی، عَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَ كَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ السَّاحِرُ، قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنِّیْ قَدْ كَبِرَتْ سِنِّیْ وَ حَضَرَ اَجَلِیْ فَادْفَعْ اِلَیَّ خَادِمًا فَلَاُعَلِّمُهُ السِّحْرَ، فَدَفَعَ اِلَيْهِ غُلَامًا فَكَانَ يُعَلِّمُهُ السِّحْرَ، وَ كَانَ بَيْنَ السَّاحِرِ وَ بَيْنَ الْمَلِكِ رَاهِبٌ فَاَتَى الْغُلَامُ عَلَى

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت آ چکا ہے، لہٰذا مجھے کوئی خادم دو، تاکہ میں اس کو جادو کا علم سکھا سکوں، پس اس نے اس کو ایک لڑکا دے دیا اور وہ اس کو جادو کی تعلیم دینے لگا، جادوگر اور بادشاہ کے درمیان ایک پادری تھا، ایک دن وہ بچہ اس پادری کے پاس چلا گیا اور اس کا کلام سنا، اس کا طرز و طریقہ اور کلام

(۱۰۴۳۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۰۰۵ (انظر: ۲۳۹۳۱)

الرَّاهِبِ، فَسَمِعَ مِنْ كَلَامِهِ فَأَعْجَبَهُ نَحْوُهُ وَ كَلَامُهُ، فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ وَ قَالَ: مَا حَبَسَكَ؟ وَ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ضَرَبُوهُ وَ قَالُوا: مَا حَبَسَكَ؟ فَشَكَى ذٰلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ: إِذَا أَرَادَ السَّاحِرُ أَنْ يَضْرِبَكَ فَقُلْ حَبَسَنِيْ أَهْلِيْ، وَ إِذَا أَرَادَ أَهْلُكَ أَنْ يَضْرِبُوْكَ فَقُلْ: حَبَسَنِيْ السَّاحِرُ، وَ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَتَى ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى دَابَّةٍ فَظِيْعَةٍ عَظِيْمَةٍ، وَ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يَجُوْزُوْا، فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ أَمْرَ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ أَمْ أَمْرَ السَّاحِرِ، فَأَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ وَ أَرْضٰى لَكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَجُوْزَ النَّاسُ، وَ رَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَ مَشَى النَّاسُ، فَأَخْبَرَ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! أَنْتَ أَفْضَلُ مِنِّيْ وَ إِنَّكَ سَتُبْتَلٰى، فَإِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، فَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَ سَائِرَ الْأَدْوَاءِ، وَ يَشْفِيْهِمْ، وَ كَانَ يَجْلِسُ لِلْمَلِكِ جَلِيْسٌ فَعَمِيَ فَسَمِعَ بِهِ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ، فَقَالَ: اشْفِنِيْ وَ لَكَ مَا هَاهُنَا أَجْمَعُ، فَقَالَ: مَا أَشْفِيْ أَنَا أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِهِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهُ فَشَفَاهُ، ثُمَّ أَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ مِنْهُ نَحْوَ مَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ

اس کو پسند آیا، جب وہ پادری کی وجہ سے لیٹ ہو جاتا اور پھر جادوگر کے پاس پہنچتا تو وہ اس کی پٹائی کرتا اور کہتا: کس چیز نے تجھے روکے رکھا؟ اسی طرح جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچتا تو وہ بھی اس کی پٹائی کرتے اور کہتے: کس چیز نے تجھے روکے رکھا؟ جب اس نے پادری سے یہ شکایت کی تو اس نے کہا: جب جادوگر تجھے سزا دینا چاہے تو یہ کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والے سزا دینے لگیں تو کہنا کہ جادوگر نے روک لیا تھا، پس یہی روٹین جاری رہی، ایک دن اس کا گزر ایک بہت بڑے جانور کے پاس سے ہوا، اس جانور نے لوگوں کو روک رکھا تھا، وہ اس سے آگے گزر جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، اس لڑکے نے کہا: آج مجھے پتہ چل جائے گا کہ پادری کا معاملہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا جادوگر کا معاملہ، پس اس نے پتھر لیا اور کہا: اے اللہ! اگر جادوگر کی بہ نسبت پادری کا معاملہ تیرے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے تو اس جانور کو اس پتھر سے قتل کر دے، تاکہ لوگ گزر سکیں، پھر اس نے وہ پتھر پھینکا اور اس نے تو واقعی جانور کو قتل کر دیا اور لوگ گزر گئے، پھر جب اس لڑکے نے پادری کو اس واقعہ کی خبر دی تو اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! تو تو مجھ سے افضل ہے اور عنقریب تجھے آزمایا جائے گا، لیکن اگر تجھ پر آزمائش آ پڑی تو میرا کسی کو نہ بتلانا، پس یہ لڑکا پیدائشی اندھوں اور باقی بیماریوں کا علاج کرنے لگا اور ان کو شفا ہونے لگی۔ ایک دن ہوا یوں کہ بادشاہ کا ایک ہم نشیں اندھا ہو گیا، جب اس نے اس لڑکے کے بارے میں سنا تو وہ بہت زیادہ تحائف لے کر آیا اور اس نے کہا: تو مجھے شفا دے دے اور یہ سب کچھ تیرا ہوگا، اس نے کہا: میں تو شفا نہیں دیتا، بلکہ اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے، اگر تو اس اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اس سے دعا کروں

الْمَلِكُ: يَا فُلَانُ! مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ فَقَالَ: رَبِّيْ، فَقَالَ: أَنَا؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ رَبِّيْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ، قَالَ: لَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّهُ عَلَى الْغُلَامِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ أَنْ تُبْرِيءَ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ وَ هٰذِهِ الْأَدْوَاءَ، قَالَ: مَا أَشْفِيْ أَنَا أَحَدًا، مَا يَشْفِيْ غَيْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: أَنَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَوَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ رَبِّيْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ، فَأَخَذَهُ أَيْضًا بِالْعَذَابِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَأُتِيَ بِالرَّاهِبِ فَقَالَ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى، فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ وَ قَالَ لِلْأَعْمٰى: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَ قَالَ لِلْغُلَامِ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَبَعَثَ بِهِ مَعَ نَفَرٍ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: إِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَ إِلَّا فَدَهْدِهُوْهُ مِنْ فَوْقِهِ فَذَهَبُوْا بِهِ فَلَمَّا عَلَوْا بِهِ الْجَبَلَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَدَهْدَهُوْا أَجْمَعُوْنَ، وَ جَاءَ الْغُلَامُ يَتَلَمَّسُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَبَعَثَهُ مَعَ نَفَرٍ فِيْ قُرْقُوْرٍ فَقَالَ: إِذَا لَجَجْتُمْ بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَ إِلَّا فَغَرِّقُوْهُ،

گا اور وہ تجھے شفا دے دے گا، پس وہ آدمی ایمان لے آئے اور اس لڑکے نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس نے اس کو شفا دے دی، پھر وہ ہم نشیں بادشاہ کے پاس آیا اور سابقہ روٹین کے مطابق بیٹھنے لگا، بادشاہ نے اس سے پوچھا: ''اے فلاں! کس نے تیری نظر لوٹائی ہے؟ اس نے کہا: میرے ربّ نے، بادشاہ نے کہا: میں نے؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ میرے اور تیرے ربّ اللہ نے، اس نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پس بادشاہ نے اس شخص کو سزا دینا شروع کر دی، یہاں تک کہ اس نے اس لڑکے کے بارے میں بتلا دیا، پس اس بادشاہ نے اس کو بلا بھیجا اور کہا: اے میرے بیٹے! تیرا جادو تو اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ تو اندھوں، پھل بہریوں اور ان بیماریوں کا علاج کرنے لگ گیا ہے، اس نے کہا: میں نے کسی کو شفا نہیں دی، صرف اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے، بادشاہ نے کہا: یعنی میں، اس لڑکے نے کہا: نہیں، بادشاہ نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ میرا ربّ بھی ہے اور تیرا بھی اور وہ اللہ ہے، بادشاہ نے اس کو سزا دینا شروع کر دی، یہاں تک کہ اس لڑکے نے پادری کے بارے میں بتلا دیا، پس اس پادری کو لایا گیا، بادشاہ نے اس سے کہا: اپنے دین سے پلٹ جا، لیکن اس نے انکار کیا، پس اس کے سر کی مانگ یعنی سر کے وسط میں آری رکھ کر چلائی گئی، یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے گر پڑے، پھر بادشاہ نے سابق اندھے سے کہا: تو اپنے دین سے مرتد ہو جا، لیکن اس نے بھی انکار کیا، پس اس کے سر کے وسط میں بھی آری رکھ کر چلائی گئی اور اس کے وجود کے دو ٹکڑے زمین پر گر پڑے، پھر بادشاہ نے لڑکے سے کہا: تو اپنے دین سے پلٹ جا، لیکن اس نے انکار کر دیا، پس بادشاہ نے اس کو چند افراد کے

فَلَجَّجُوْا بِهِ الْبَحْرَ فَقَالَ الْغُلَامُ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ! فَغَرِقُوْا اَجْمَعُوْنَ وَ جَاءَ الْغُلَامُ يَتَلَمَّسُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ، فَاِنْ اَنْتَ فَعَلْتَ مَا آمُرُكَ بِهِ قَتَلْتَنِيْ وَ اِلَّا فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ قَتْلِيْ، قَالَ: وَ مَا هُوْ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ ثُمَّ تَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِزْعٍ فَتَاْخُذُ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِيْ ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، فَاَنْتَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ، فَفَعَلَ وَ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ قَوْسِهِ ثُمَّ رَمٰى فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهِ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلٰى مَوْضِعِ السَّهْمِ، وَ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَقِيْلَ لِلْمَلِكِ: اَرَاَيْتَ مَاكُنْتَ تَحْذَرُ فَقَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَاَمَرَ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدِّدَتْ فِيْهَا الْاَخَادِيْدُ وَ اُضْرِمَتْ فِيْهَا النِّيْرَانُ، وَ قَالَ: مَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ فَدَعُوْهُ وَ اِلَّا فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا قَالَ: فَكَانُوْا يَتَعَادَوْنَ فِيْهَا، وَ يَتَدَافَعُوْنَ، فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا تُرْضِعُهُ فَكَاَنَّهَا تَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِي النَّارِ، فَقَالَ الصَّبِيُّ: يَا اُمَّهْ! اصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلٰى حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤۲۸)

ساتھ ایک مخصوص پہاڑ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم لوگ اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو اس سے پوچھنا، اگر یہ اپنے دین سے پلٹ آئے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو وہاں سے لڑھکا دینا، پس وہ اس کو لے گئے اور جب پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اس لڑکے نے یہ دعا کی: اے اللہ! تو جس چیز کے ساتھ چاہے، مجھے کفایت کر، پس پہاڑ پر زلزلہ طاری ہو گیا اور وہ سارے کے سارے لڑھک پڑے (اور مر گئے)، وہ لڑکا تلاش کرتے کرتے دوبارہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا بنا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے کفایت کیا ہے، پھر بادشاہ نے اس کو ایک جماعت کے ساتھ ایک بڑی کشتی میں بھیجا اور کہا: جب تم سمندر میں گھس جاؤ تو اس سے پوچھنا، اگر یہ اپنے دین سے باز آ جائے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو غرق کر دینا، پس جب وہ سمندر میں گھسے تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو جس چیز کے ساتھ چاہتا ہے، مجھے اس کے ساتھ ان سے کفایت کر، پس وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا تلاش کرتے کرتے بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا بنا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے کفایت کیا ہے، پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا: تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک میرے حکم پر عمل نہیں کرے گا، اگر تو نے میرے حکم پر عمل کیا تو تب مجھے قتل کر سکے گا، وگرنہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، بادشاہ نے کہا: وہ کون سا حکم ہے؟ اس نے کہا: تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر، پھر مجھے ایک تنے پر سولی چڑھا، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال اور کہہ: "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" (اللہ کے نام کے ساتھ، جو اس لڑکے کا ربّ ہے)، اگر تو یہ طریقہ اپنائے گا تو مجھے قتل کر لے گا، پس اس بادشاہ نے ایسے ہی کیا اور تیر کو کمان پر رکھا اور کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ"، پس وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی پر لگا، اس نے اپنا ہاتھ تیر والی جگہ پر رکھا اور فوت ہو گیا، لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر کہا: ہم اس لڑکے کے ربّ پر ایمان لائے ہیں، کسی نے بادشاہ سے کہا: کیا تجھے پتہ چل گیا ہے کہ جس چیز سے تو ڈرتا تھا، اللہ کی قسم! تو اسی چیز میں پھنس گیا ہے، سارے لوگ مؤمن ہو گئے ہیں، پس بادشاہ نے سزا دینے کے لیے حکم دیا کہ جہاں سے گلیاں شروع ہوتی ہیں، وہاں کھائیاں کھودی جائیں اور پھر ان میں آگ جلائی جائے، پھر اس نے کہا: جو آدمی اپنے اس دین سے مرتد ہو جائے، اس کو چھوڑ دو، وگرنہ اُس کو اِس آگ میں دھکیل دو، پس وہ دوڑ کر آتے اور دھکم دھکا ہو کر آگ میں گھس جاتے، یہاں تک ایک خاتون اپنے شیر خوار بچے کو لے کر آئی اور یوں لگ رہا تھا کہ وہ آگ میں گھسنے سے پیچھے ہٹنا چاہتی ہے، لیکن اس بچے نے کہا: اے میری ماں! صبر کر، بیشک تو حق پر ہے۔"

فوائد: ..... غور کریں کہ اہل حق پر کیسی کیسی آزمائشیں آسکتی ہیں، بسا اوقات اللہ تعالیٰ معجزاتی طور پر تائید و نصرت کرتا ہے اور بسا اوقات حق والوں کو تکلیفیں سہنا پڑتی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سورۂ بروج کی تفسیر میں ذکر ہے، اسی سورت کے شروع میں ان خندقوں اور کھائیوں والوں کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ جُرَيْجٍ اَحَدِ عُبَّادِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَ فِيْهِ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ اَيْضًا

بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار شخص جریج کے قصے کا ذکر اور اس میں میں گہوارے میں کلام کرنے والوں کا بھی بیان ہے

(۱۰۴۳۴)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، وَ كَانَ مِنْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ رَجُلٌ عَابِدٌ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ فَابْتَنٰى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گہوارے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے، (۱) عیسی بن مریم، (۲) بنو اسرائیل میں جریج نامی ایک عبادت گزار آدمی تھا، اس نے گرجا گھر بنایا اور اس میں عبادت کی،

(۱۰۴۳۴) تخریج: أخرجه البخاری ۳۴۳۶، ومسلم: ۲۵۵۰ (انظر: ۸۰۷۱)

صَوْمَعَةً وَتَعَبَّدَ فِيهَا، قَالَ: فَذَكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَوْمًا عِبَادَةَ جُرَيْجٍ فَقَالَتْ بَغِيٌّ مِنْهُمْ: لَئِنْ شِئْتُمْ لَأُصِيبَنَّهُ، قَالُوا: قَدْ شِئْنَا، قَالَ: فَأَتَتْهُ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْ نَفْسَهَا مِنْ رَاعٍ كَانَ يُؤْوِي غَنَمَهُ إِلَى أَصْلِ صَوْمَعَةِ جُرَيْجٍ فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالُوا: مِمَّنْ؟ قَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ فَشَتَمُوهُ وَضَرَبُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: إِنَّكَ زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالُوا: هَا هُوَ ذَا؟ قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْغُلَامِ فَطَعَنَهُ بِإِصْبَعِهِ وَقَالَ: بِاللَّهِ يَا غُلَامُ! مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: أَنَا ابْنُ الرَّاعِي، فَوَثَبُوا إِلَى جُرَيْجٍ فَجَعَلُوا يُقَبِّلُونَهُ وَقَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ، ابْنُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ، قَالَ: وَبَيْنَمَا امْرَأَةٌ فِي حِجْرِهَا ابْنٌ تُرْضِعُهُ إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذَا، قَالَ: فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، قَالَ: ثُمَّ عَادَ إِلَى ثَدْيِهَا يَمُصُّهُ، (قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحْكِي عَلَى صَنِيعِ الصَّبِيِّ وَوَضَعَ إِصْبَعَهُ فِي فَمِهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا) ثُمَّ مَرَّ بِأَمَةٍ تُضْرَبُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا، قَالَ:

ایک دن بنو اسرائیل نے جریج کی عبادت کا ذکر کیا، لیکن ان کی ایک زانیہ عورت نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں اس کو آزمائش میں ڈالتی ہوں؟ انھوں نے کہا: ہم یہ چاہتے ہیں، پس وہ خاتون آئی، اس کے درپے ہوئی، لیکن جب اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، تو اس نے اس چرواہے کو اپنے ساتھ زنا کرنے کا موقع دیا، جو اپنی بکریوں کو جریج کے گرجا گھر کے ساتھ بٹھاتا تھا، پس وہ حاملہ ہو گئی، پھر جب اس نے بچہ جنم دیا اور لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ بچہ کس سے ہے تو اس بدکار خاتون نے کہا: یہ جریج کا ہے، (یعنی جریج نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا)، پس لوگ جریج کے پاس آئے، اس کو نیچے اتار کر برا بھلا کہا، اس کی پٹائی کی اور اس کا گرجا گھر گرا دیا، اس نے پوچھا: تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: تو نے فلاں زانیہ عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور اب اس نے بچہ بھی جنم دیا ہے، جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: وہ یہ ہے، پس جریج کھڑے ہوئے، نماز پڑھی اور دعا کی، پھر اس بچے کی طرف آئے، اس کو اپنی انگلی ماری اور کہا: اللہ کی قسم! اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: میں چرواہے کا بیٹا ہوں، یہ سن کر لوگ جریج پر ٹوٹ پڑے اور اس کے بوسے لینے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سونے سے تیرا گرجا گھر بنائیں گے، لیکن اس نے کہا: مجھے سونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تم اس کو پہلے کی طرح مٹی سے بنا دو۔ (۳) ایک خاتون اپنی گودی میں ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے پاس سے حسن و جمال والا ایک سوار گزرا، اس خاتون نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا بنا دے، بچے نے ماں کا پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح کا نہ بنانا، پھر وہ پستان کو چوسنے لگ گیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَ أَقْبَلَ عَلَى الْأَمَةِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا، قَالَ: فَذٰلِكَ حِيْنَ تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ فَقَالَتْ: حَلْقَى مَرَّ الرَّاكِبُ ذُوْ الشَّارَةِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَهُ فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ وَ مَرَّ بِهٰذِهِ الْأَمَةِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا، قَالَ: يَا أَمَّتَاهُ! اِنَّ الرَّاكِبَ ذُوْالشَّارَةِ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَ اِنَّ هٰذِهِ الْأَمَةَ يَقُوْلُوْنَ زَنَتْ وَ لَمْ تَزْنِ وَ سَرَقَتْ وَ لَمْ تَسْرِقْ وَ هِيَ تَقُوْلُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۸۰۵۷)

کہا: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ ﷺ نے بچے کے کیے کو بیان کیا اور اپنی انگلی کو منہ میں ڈال کر چوسا۔ اتنے میں اسی خاتون کے پاس سے ایک ایسی لونڈی کو گزارا گیا، جس کی پٹائی کی جا رہی تھی، اس خاتون نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا نہ بنانا، بچے نے اس کا پستان چھوڑا اور لونڈی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ! مجھے اسی کی طرح کا بنانا، پھر جب انھوں نے بات کو دوہرایا تو اس خاتون نے اپنے بیٹے سے کہا: میں سر منڈی، حسن و جمال والا سوار گزرا اور میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا بنا دے تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح کا نہ بنانا، پھر جب اس لونڈی کو گزارا گیا اور میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا نہ بنانا تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح کا بنانا، اب کی بار اس بچے نے کہا: اے میری ماں! وہ حسن و جمال والا سوار سرکشوں میں سے ایک سرکش تھا اور یہ لونڈی، لوگ کہتے تھے: اس نے زنا کیا ہے، جبکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا، لوگ کہتے تھے کہ اس نے چوری کی ہے، جبکہ اس نے چوری نہیں کی تھی، اور وہ کہہ رہی تھی: اللہ مجھے کافی ہے۔''

(۱۰۴۳۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ صَبِيٌّ كَانَ فِيْ زَمَانِ جُرَيْجٍ وَ صَبِيٌّ آخَرُ، ...... فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: ((وَ اَمَّا جُرَيْجٌ فَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ وَ كَانَتْ لَهُ أُمٌّ وَ كَانَ يَوْمًا يُصَلِّيْ اِذَا اشْتَاقَتْ اِلَيْهِ أُمُّهُ فَقَالَتْ: يَاجُرَيْجُ! فَقَالَ: يَا رَبِّ!

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گہوارے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے: (۱) عیسی بن مریم علیہ السلام، (۲) جریج کے زمانے کا ایک بچہ اور (۳) ایک اور بچہ، ....، پھر باقی حدیث ذکر کی، اس میں کچھ تفصیل یوں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جریج بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار آدمی تھا، اس کی ماں بھی حیات تھی، ایک دن وہ نماز پڑھ رہا تھا، جبکہ اُدھر ماں کو اپنے بیٹے کا اشتیاق پیدا ہوا اور اس نے کہا: اے جریج! اس نے نماز کے اندر ہی کہا: اے میرے ربّ! اب نماز بہتر ہے

(۱۰۴۳۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

الصَّلَاةُ خَيْرٌ اَمْ اُمِّي آتِيهَا، ثُمَّ صَلّٰى؟ وَ دَعَتْهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ دَعَتْهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ صَلّٰى، فَاشْتَدَّ عَلٰى أُمِّهِ و قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اَرِجُرَيْجًا الْمُوْمِسَاتِ! ثُمَّ صَعِدَ صَوْمَعَةً لَهُ وَ كَانَتْ زَانِيَةٌ مِنْ بَنِي اسرائيل......)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۸۰۵۸)

یا اپنی ماں کے پاس چلا جاؤں؟ پھر اس نے نماز جاری رکھی، ماں نے دوبارہ آواز دی، اس نے پھر اسی طرح کیا، ماں نے سہ بارہ آواز دی، اس نے پھر اسی طرح کیا اور نماز جاری رکھی، یہ چیز ماں پر بڑی گراں گزری، چنانچہ اس نے کہا: اے اللہ! زانی عورتوں سے جریج کا واسطہ پڑے، پھر وہ اپنے گرجا گھر کی طرف چڑھا اور بنی اسرائیل کی زانی عورت، ....'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح کی روایت ذکر کی۔

(۱۰۴۳۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي اِسْرَئِيْلَ تَاجِرًا، وَ كَانَ يَنْقُصُ مَرَّةً و يَزِيْدُ أُخْرٰى قَالَ: مَا فِيْ هٰذِهِ التِّجَارَةِ خَيْرٌ اَلْتَمِسُ تِجَارَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ هٰذِهِ، فَبَنٰى صَوْمَعَةً وَ تَرَهَّبَ فِيْهَا، وَ كَانَ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ......)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ (مسند احمد: ۹۶۰۱)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کا ایک آدمی تاجر تھا، کبھی اس کا مال کم ہو جاتا اور کبھی زیادہ، بالآخر اس نے کہا: اس تجارت میں کوئی خیر نہیں ہے، میں اس سے بہتر کوئی اور تجارت تلاش کرتا ہوں، پس اس نے ایک گرجا گھر بنایا اور رہبانیت اختیار کر کے اس میں بیٹھ گیا، اس کو جریج کہا جاتا تھا، ....''

بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ آوَوْ اِلَى الْغَارِ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ
ان تین افراد کا قصہ، جنھوں نے غار میں پناہ لی اور وہ غار ان پر بند ہو گئی

(۱۰۴۳۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَكُوْنَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرَقِ الْاَرُزِّ فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا صَاحِبُ فَرَقِ الْاَرُزِّ؟ قَالَ: ((خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فَغَيَّمَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ فَدَخَلُوْا غَارًا فَجَائَتْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی ایک فرق چاول والے آدمی کی طرح ہونے کی طاقت رکھتا ہے، پس چاہیے کہ وہ اس کی طرح ہو جائے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک فرق چاول والے آدمی کا کیا قصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد سفر پر نکلے، آسمان ابر آلود ہو گیا، اس لیے وہ ایک غار میں داخل

(۱۰۴۳۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۴۳۷) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "من استطاع منكم ان يكون مثل صاحب فرق الارز فليكن مثله"، وهذا اسناد ضعيف، لضعف عمر بن حمزة العمري، أخرجه بنحوه البخاري: ۲۲۱۵، ۲۳۳۳، ۳۴۶۵، ۵۹۷۴، ومسلم: ۲۷۴۳، وليس في روايات الشيخين ذكر الجملة الضعيفة ولا في اسانيدهما عمر بن حمزة العمري (انظر: ۵۹۷۳)

صَخْرَةٌ مِنْ اَعْلَى الْجَبَلِ حَتّٰى طَبَّقَتِ الْبَابَ عَلَيْهِمْ فَعَالَجُوْهَا فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَقَدْ وَقَعْتُمْ فِيْ أَمْرٍ عَظِيْمٍ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ بِأَحْسَنِ مَا عَمِلَ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يُّنْجِيَنَا مِنْ هٰذَا(فَقَالَ أَحَدُهُمْ:) اَللّٰهُمَّ أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ أَحْلُبُ حِلَابَهُمَا فَأَجِيْئُهُمَا وَقَدْ نَامَا، فَكُنْتُ أَبِيْتُ قَائِمًا وَحِلَابُهُمَا عَلٰى يَدِيْ أَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِأَحَدٍ قَبْلَهُمَا أَوْ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَصِبْيَتِيْ يَتَضَاغَوْنَ حَوْلِيْ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ إِنَّمَا فَعَلْتُهُ مِنْ خَشْيَتِكَ فَافْرُجْ عَنَّا، قَالَ: فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، قَالَ: وَقَالَ الثَّانِيْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَتْ لِيْ اِبْنَةُ عَمٍّ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِمَّا خَلَقْتَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهَا، فَسُمْتُهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا، وَاللّٰهِ! دُوْنَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَجَمَعْتُهَا وَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا حَتّٰى إِذَا جَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ، فَقَالَتْ: اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ عَنْهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّمَا فَعَلْتُهُ مِنْ خَشْيَتِكَ فَافْرُجْ عَنَّا، قَالَ: فَزَالَتِ الصَّخْرَةُ حَتّٰى بَدَتِ السَّمَاءُ، وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِنْ أَرُزٍّ، فَلَمَّا أَمْسٰى عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَأَبٰى أَنْ يَّأْخُذَهُ وَذَهَبَ وَتَرَكَنِيْ، فَتَحَرَّجْتُ مِنْهُ وَثَمَّرْتُهُ لَهُ

ہو گئے، لیکن ہوا یوں کہ پہاڑ کے اوپر والے حصے سے ایک چٹان گری اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا، انھوں نے اس کو ہٹانے کی کوشش تو کی، لیکن یہ ان کے بس کا کام نہیں تھا، پھر بعض افراد نے بعض سے کہا: تم بڑی مصیبت میں پڑ گئے ہو، اب ہر آدمی سب سے بہترین عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس مصیبت سے نجات دے، پس ان میں ایک نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے والدین بڑی عمر کے ہو گئے تھے، میں ان کے لیے دودھ دوہ کر ان کو پلاتا تھا، ایک دن جب میں ان کا دودھ لے کر آیا تو وہ سو چکے تھے، میں نے ان کے انتظار میں کھڑے ہو کر رات گزار دی، جبکہ ان کا دودھ اٹھایا ہوا تھا، میں اس چیز کو ناپسند کرتا تھا کہ ان سے پہلے کسی کو پلاؤں یا ان کو جگاؤں اور حال یہ تھا کہ میرے بچے بھوک کی وجہ سے میرے ارد گرد چلاتے رہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری خشیت کی وجہ سے کیا تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دے، پس اس کا یہ کہنا تھا کہ چٹان کچھ حد تک سرک گئی، دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی، وہ تیری مخلوق میں مجھے سب سے پیاری لگتی تھی، میں نے اس سے اس کے نفس کا سودا کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! سو دیناروں سے کم پر کچھ نہیں ہو گا، پس جب میں نے یہ مقدار جمع کر کے اس کو دی اور اس سے برائی کرنے کے لیے خاوند کی طرح بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر جا اور اس مہر کو حق کے بغیر نہ توڑ، پس یہ سننا تھا کہ میں اس سے کھڑا ہو گیا، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری خشیت کی وجہ سے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے، پس چٹان تھوڑی سی مزید سرک گئی اور ان کو آسمان نظر آنے لگا، اب تیسرے فرد

وَأَصْلَحْتُهُ حَتَّى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَلَقِيَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهِ وَأَعْطِنِيْ أَجْرِيْ وَلَا تَظْلِمْنِيْ، فَقُلْتُ: انْطَلِقْ اِلَى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَخُذْهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَاتَسْخَرْ بِيْ، فَقُلْتُ: اِنِّيْ لَسْتُ أَسْخَرُ بِكَ، فَانْطَلَقَ فَاسْتَاقَ ذٰلِكَ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ إِنَّمَا فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ خَشْيَةً مِنْكَ فَافْرُجْ عَنَّا، فَتَدَحْرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۵۹۷۳)

نے کہا: اے اللہ! بیشک تو جانتا ہے کہ میں ایک فرق چاول کے عوض ایک مزدور رکھا، جب شام ہوئی تو میں نے اس پر اس کا حق پیش کیا، لیکن اس نے کسی وجہ سے اپنا حق وصول کرنے سے انکار کر دیا اور مجھے چھوڑ کر چل دیا، پس میں نے اس سے حرج محسوس کیا اور اس کے اس سرمائے کو ثمر آور بنایا اور اس کی اصلاح کی، یہاں تک کہ میں نے اس سے گائیں اور ان کا چرواہا خرید لیا، جب وہ کچھ عرصے کے بعد ملا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر جا اور میری مزدوری مجھے دے دے اور مجھ پر ظلم نہ کر، میں نے کہا: ان گائیوں اور چرواہے کی طرف جا اور ان کو لے جا، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق تو نہ کر، میں نے کہا: بیشک میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، پس وہ چلا اور ان کو ہانک کر لے گیا، پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری خوشنودی تلاش کرنے کے لیے یہ کام کیا تھا تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دے، پس چٹان لڑھک گئی اور وہ باہر نکل کر چلنے لگے۔''

(۱۰۴۳۸)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الرَّقِيْمَ فَقَالَ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً كَانُوْا فِيْ كَهْفٍ فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلَى بَابِ الْكَهْفِ فَأَوْصَدَ عَلَيْهِمْ، قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: تَذَاكَرُوْا، أَيُّكُمْ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِرَحْمَتِهِ يَرْحَمُنَا! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً، كَانَ لِيْ أُجَرَاءُ يَعْمَلُوْنَ، فَجَاءَ عُمَّالٌ لِيْ، فَاسْتَأْجَرْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِأَجْرٍ مَعْلُوْمٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلٌ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَطَ النَّهَارِ فَاسْتَأْجَرْتُهُ بِشَطْرِ أَصْحَابِهِ، فَعَمِلَ فِيْ

سیدنا نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غار والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک غار میں تین آدمیوں نے پناہ لی، پہاڑ کا کچھ حصہ غار کے دروازہ پر گرا اور اس کا راستہ بند کر دیا۔ ایک نے کہا: یاد کرو، تم میں سے کس نے نیک عمل کیا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سبب ہم پر رحم کر دے۔ ایک آدمی نے کہا: میں نے ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے کچھ مزدور کام کرتے تھے، میرے عمال میرے پاس آئے، میں نے ہر ایک کو معین مزدوری دی۔ ایک دن ایک آدمی نصف النہار کے وقت میرے پاس آیا، میں نے اسے مزدوری پر تو لگا دیا، لیکن (نصف دن) کی وجہ سے دوسرے مزدوروں کی مزدوری کے نصف کے

(۱۰۴۳۸) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البزار: ۳۱۷۸، والطبرانی فی ''الدعاء'': ۱۹۱ (انظر: ۱۸۴۱۷)

بَقِيَّةِ نَهَارِهِ كَمَا عَمِلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فِي نَهَارِهِ كُلِّهِ فَرَأَيْتُ عَلَيَّ فِي الذِّمَامِ أَنْ لَا أُنْقِصَهُ مِمَّا اسْتَأْجَرْتُ بِهِ أَصْحَابَهُ، لِمَا جَهِدَ فِي عَمَلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَتُعْطِي هٰذَا مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَنِي، وَلَمْ يَعْمَلْ إِلَّا نِصْفَ نَهَارٍ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لَمْ أَبْخَسْكَ شَيْئًا مِنْ شَرْطِكَ وَإِنَّمَا هُوَ مَالِي، أَحْكُمُ فِيهِ مَا شِئْتُ۔ قَالَ: فَغَضِبَ وَذَهَبَ وَتَرَكَ أَجْرَهُ۔ قَالَ: فَوَضَعْتُ حَقَّهُ فِي جَانِبٍ مِنَ الْبَيْتِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ مَرَّتْ بِي بَعْدَ ذٰلِكَ بَقَرٌ، فَاشْتَرَيْتُ بِهِ فَصِيْلَةً مِنَ الْبَقَرِ فَبَلَغَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَمَرَّ بِي بَعْدَ حِيْنٍ شَيْخًا ضَعِيْفًا لَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِي عِنْدَكَ حَقًّا، فَذَكَّرَنِيْهِ حَتّٰى عَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: إِيَّاكَ أَبْغِي، هٰذَا حَقُّكَ فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ جَمِيْعَهَا! فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْخَرْ بِي! إِنْ لَمْ تَصَدَّقْ عَلَيَّ فَأَعْطِنِيْ حَقِّي، قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَسْخَرُ بِكَ، إِنَّهَا لَحَقُّكَ، مَا لِيْ مِنْهَا شَيْءٌ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ جَمِيْعًا۔ اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا! قَالَ: فَانْصَدَعَ الْجَبَلُ حَتّٰى رَأَوْا مِنْهُ وَأَبْصَرُوْا۔ قَالَ الْآخَرُ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي فَضْلٌ، فَأَصَابَتِ النَّاسَ شِدَّةٌ، فَجَاءَتْنِي امْرَأَةٌ تَطْلُبُ مِنِّي مَعْرُوْفًا، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَأَبَتْ عَلَيَّ فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ

بقدر دینے کا طے کیا، لیکن اس نے اس نصف دن میں اتنا کام کیا، جو دوسروں نے پورے دن میں کیا تھا، اس لیے میں نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ اسے اس کے ساتھیوں کی طرح پوری اجرت دوں، کیونکہ اس نے اپنا کام کرنے میں پوری محنت کی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے (اعتراض کرتے ہوئے) کہا: کیا تو اس کو وہی اجرت دے رہا ہے جو مجھے دی، حالانکہ اس نے نصف دن کام کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کے بندے! جو کچھ تجھ سے تیرے بارے میں طے ہوا تھا، اس میں میں نے کوئی کمی نہیں کی، یہ میرا مال ہے، میں جیسے چاہوں اس کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہوں۔ (میری اس بات سے) اسے غصہ آیا اور وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے گھر کے ایک کونے میں اس کا حق رکھ دیا، پھر ایک دن میرے پاس سے گائے گزری، میں نے اس کی اجرت والے مال سے دودھ چھڑایا ہوا گائے کا بچہ خرید لیا، (اس کی نسل بڑھتی رہی اور) گائیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک دن وہی مزدور میرے پاس سے گزرا، وہ بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا، اس لئے میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا: میرا حق تیرے پاس ہے، جب اس نے مجھے یاد کرایا تو بات میری سمجھ میں آ گئی۔ میں نے کہا: میں تو تیری ہی تلاش میں تھا، میں نے اس پر (ساری گائیں) پیش کرتے ہوئے کہا: یہ تیرا حق ہے۔ اس نے کہا: او اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق تو نہ کر، اگر میرے ساتھ ہمدردی نہیں کر سکتا تو میرا حق تو مجھے دے دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا، یہ تیرا ہی حق ہے، اس میں کوئی چیز میری نہیں ہے، سو میں نے وہ سارا مال اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی ہے تو اس سے ہمارے لئے گنجائش پیدا کر۔ (اس دعا کی وجہ سے)

فَذَكَّرَتْنِي بِاللّٰهِ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَأَبَتْ عَلَيَّ وَذَهَبَتْ، وَذَكَرَتْ لِزَوْجِهَا، فَقَالَ لَهَا: أَعْطِيْهِ نَفْسَكِ! وَاَغْنِيْ عِيَالَكِ فَرَجَعَتْ اِلَيَّ فَنَاشَدَتْنِيْ بِاللّٰهِ فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ. وَاللّٰهِ! مَا هُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَلَمَّا رَأَتْ ذَالِكَ أَسْلَمَتْ إِلَيَّ نَفْسَهَا، فَلَمَّا تَكَشَّفْتُهَا وَهَمَمْتُ بِهَا، اِرْتَعَدَتْ مِنْ تَحْتِي فَقُلْتُ: مَاشَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ! فَقُلْتُ لَهَا: خِفْتِهِ فِي الشِّدَّةِ، وَلَمْ أَخَفْهُ فِي الرَّخَاءِ! فَتَرَكْتُهَا وَأَعْطَيْتُهَا مَا يَحُقُّ عَلَيَّ بِمَا تَكَشَّفْتُهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ، فَافْرُجْ عَنَّا قَالَ: فَانْصَدَعَ حَتّٰى عَرَفُوْا وَتَبَيَّنَ لَهُمْ۔ قَالَ الآخَرُ: عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَكَانَ لِي غَنَمٌ فَكُنْتُ أُطْعِمُ أَبَوَيَّ وَأَسْقِيْهِمَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى غَنَمِيْ قَالَ: فَأَصَابَنِي يَوْمُ غَيْثٍ حَبَسَنِيْ فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ أَهْلِيْ، وَأَخَذْتُ مَحْلَبِيْ، فَحَلَبْتُ غَنَمِي قَائِمَةً فَمَضَيْتُ إِلٰى أَبَوَيَّ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَشَقَّ عَلَيَّ أَنْ أُوْقِظَهُمَا، وَشَقَّ أَنْ أَتْرُكَ غَنَمِيْ، فَمَا بَرِحْتُ جَالِسًا، وَمَحْلَبِي عَلٰى يَدِي حَتّٰى أَيْقَظَهُمَا الصُّبْحُ، فَسَقَيْتُهُمَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا! قَالَ النُّعْمَانُ: لَكَأَنِّي أَسْمَعُ هٰذِهِ مِنْ رَسُوْلِ

پتھر اتنا ہٹ (یا پھٹ) گیا کہ باہر کا ماحول انھیں نظر آنے لگ گیا۔ دوسرے نے کہا: میں نے بھی ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی۔ (تفصیل یہ ہے کہ) میرے پاس زائد از ضرورت مال تھا، لوگ شدت میں مبتلا ہو گئے، ایک عورت میرے پاس کچھ مال طلب کرنے کے لئے آئی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس نے (ایسا کرنے سے) انکار کر دیا اور وہ چلی گئی، پھر وہ لوٹ آئی اور مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا، لیکن میں انکار پر تلا رہا اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس نے میرے مطالبے کا انکار دیا اور چلی گئی۔ اس نے یہ بات اپنے خاوند کو بتلائی تو اس نے کہا: تو اسے اپنا نفس دے دے (یعنی اسے زنا کرنے دے) اور (کچھ لے کر) اپنے بچوں کی ضرورت پورا کر۔ وہ آئی اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی، لیکن میں نے (پہلے کی طرح) انکار ہی کیا اور کہا: پہلے اپنا نفس فروخت کرنا ہوگا (یعنی اپنی عزت لٹانی ہوگی)۔ جب اس نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ جب میں نے اسے ننگا کیا اور بدکاری کا ارادہ کر لیا تو اس پر میرے نیچے کپکپی طاری ہوگئی۔ میں نے اسے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں جہانوں کے پالنہار اللہ سے ڈر رہی ہوں۔ میں نے اسے کہا: تو تنگدستی کے باوجود اس سے ڈرتی ہے اور میں تو خوشحالی میں بھی نہیں ڈرتا۔ پس میں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ننگا کرنے کے جرم میں جو کچھ مجھ پر عائد ہوتا تھا، میں نے اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی تھی تو آج اس (چٹان) کو ہٹا دے۔ (اس دعا کی وجہ سے) وہ مزید ہٹ گئی، حتی کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے لگ گئے۔ تیسرے نے کہا: میں نے بھی ایک نیکی کی

اللّٰهِ ﷺ ـ قَالَ الْجَبَلُ: طَاقٌ، فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا .)) (مسند احمد: ١٨٦٠٧)

تھی۔ (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے پاس بکریاں تھیں۔ میں اپنے والدین کو کھانا کھلاتا اور دودھ پلاتا تھا اور پھر اپنی بکریوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن بارش نے مجھے (وقت پر) لوٹنے سے روک لیا، وہیں شام ہوگئی۔ جب میں گھر پہنچا، برتن لیا، بکریوں کا دودھ دوہا اور اپنے والدین کے پاس لے کر گیا، لیکن وہ (میرے پہنچنے سے پہلے) سو چکے تھے۔ ایک طرف ان کو بیدار کرنا مجھ پر گراں گزر رہا تھا اور دوسری طرف بکریوں کو (یوں ہی بے حفاظت چھوڑ آنا) پریشان کر رہا تھا۔ بہرحال میں برتن تھامے ان کے انتظار میں بیٹھا رہا، حتی کہ وہ صبح کو بیدار ہوئے اور میں نے ان کو دودھ پلایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیرے لئے کی تھی تو (اس چٹان کو) ہٹا دے۔ سیدنا نعمان کہتے ہیں: گویا کہ میں یہ الفاظ اب بھی رسول اللہ ﷺ سے سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس (پتھر کو غار کے دہانے سے) ہٹا دیئے اور وہ نکل گئے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے، تاہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا ایک بدعی عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور یہ خیر القرون کے تعامل کے خلاف ہے۔

جائز وسیلہ کی تین صورتیں ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اور صفاتِ علیا کا وسیلہ پکڑنا، (۲) اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا اور (۳) نیک لوگوں سے دعا کروانا۔

ان تین کے علاوہ وسیلہ کی مزید صورتیں بدعت کے زمرے میں آتی ہیں۔

یہ حدیثِ مبارکہ کئی فوائد پر مشتمل ہے، مثلا: والدین کی خدمت کو ہر دوسرے رشتہ دار اور دوستوں پر ترجیح دینا، اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گناہ سے رک جانے کا فضیلت والا عمل ہونا، مزدوروں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا اور کسی کا حق رہ جانے کی صورت میں اسے بہترین طریقے سے ادا کرنا، انبیائے کرام کے معجزات کی طرح اولیاء کی کرامات کا برحق ہونا، اخلاص اور خشوع وخضوع اور الحاح وزاری سے کی گئی دعا کا قبول ہونا، مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا۔

بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الْكِفْلِ وَذِي الْكِفْلِ

کفل اور ذی الکفل کے قصے کا بیان

(۱۰۴۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مِرَارٍ وَلٰكِنْ قَدْ سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى أَنْ يَطَأَهَا، فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ أَرْعَدَتْ وَبَكَتْ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكِ أَ أَكْرَهْتُكِ؟ قَالَتْ: لَا وَلٰكِنْ هٰذَا عَمَلٌ لَمْ أَعْمَلْهُ قَطُّ، وَإِنَّمَا حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ الْحَاجَةُ، قَالَ: فَتَفْعَلِيْنَ هٰذَا وَلَمْ تَفْعَلِيْهِ قَطُّ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: اذْهَبِيْ فَالدَّنَانِيْرُ لَكِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَعْصِي اللّٰهَ الْكِفْلُ أَبَدًا، فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لِلْكِفْلِ۔)) (مسند احمد: ۴۷۴۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی، اگر میں نے آپ ﷺ سے ایک بار، یا دو بار، یہاں تک کہ انھوں سات بار کا ذکر کیا، بلکہ میں نے اس سے بھی زیادہ دفعہ سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کفل کا تعلق بنواسرائیل سے تھا، وہ کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا، ایک دن ایک خاتون اس کے پاس آئی، اس نے اس کو اس شرط پر ساٹھ دینار دیئے کہ وہ اس سے زنا کرے گا، پس جب وہ اس خاتون سے خاوند کی طرح بیٹھ گیا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور وہ رونے لگ گئی، اس نے کہا: تو کیوں رو رہی ہے، کیا میں نے تجھے مجبور کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، دراصل بات یہ ہے کہ میں نے یہ جرم کبھی بھی نہیں کیا تھا، بس آج حاجت نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے، اس نے کہا: تو اب یہ جرم کر رہی ہے، جبکہ اس سے پہلے تو نے کبھی ایسے نہیں کیا، پھر وہ اس سے ہٹ گیا اور کہا: تو چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں، پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! اب کفل کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا، پھر وہ اسی رات کو مر گیا، صبح کے وقت اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا ہے۔''

فوائد:...... کفل اور ذوالکفل دو الگ الگ نام ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ انبیاء اور سورۂ ص میں انبیائے کرام کے ساتھ ذوالکفل کا ذکر کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی نبی تھا، بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ذوالکفل کوئی نیک اور انصاف پرست حکمران تھا، نبی نہیں تھا۔

کفل کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ یہ کوئی گنہگار آدمی تھا، پھر اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی، مذکورہ بالا ضعیف حدیث میں اسی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱۰۴۳۹) تخريج: اسناده ضعيف، سعد مولى طلحة، لايعرف الا بحديث واحد، وهو حديث الكفل، قاله ابو حاتم، أخرجه الترمذي: ۲۴۹۶ (انظر: ۴۷۴۷)

بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الْمَلِكَيْنِ اللَّذَيْنَ تَخَلَّيَا عَنِ الدُّنْيَا وَزُخْرُفِهَا

ان دو بادشاہوں کا قصہ، جو دنیا اور اس کی سجاوٹ سے کنارہ کش ہو گئے

(۱۰٤٤٠)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانَ فِيْ مَمْلَكَتِهِ فَتَفَكَّرَ فَعَلِمَ أَنَّ ذٰلِكَ مُنْقَطِعٌ عَنْهُ وَأَنَّ مَا هُوَ فِيْهِ قَدْ شَغَلَهُ عَنْ عِبَادَةِ رَبِّهِ فَتَسَرَّبَ فَانْسَابَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ قَصْرِهِ فَأَصْبَحَ فِيْ مَمْلَكَةِ غَيْرِهِ، وَأَتَى سَاحِلَ الْبَحْرِ وَكَانَ بِهِ يَضْرِبُ اللَّبِنَ بِالْأَجْرِ فَيَأْكُلُ وَيَتَصَدَّقُ بِالْفَضْلِ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى رَقِيَ أَمْرُهُ إِلٰى مَلِكِهِمْ وَعِبَادَتُهُ وَفَضْلُهُ، فَأَرْسَلَ مَلِكُهُمْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَأْتِيَهُ، فَأَعَادَ ثُمَّ أَعَادَ إِلَيْهِ فَأَبٰى أَنْ يَأْتِيَهُ وَقَالَ: مَا لَهُ وَمَا لِيْ؟ قَالَ: فَرَكِبَ الْمَلَكُ فَلَمَّا رَآهُ الرَّجُلُ وَلّٰى هَارِبًا، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ الْمَلِكُ رَكَضَ فِيْ أَثَرِهِ فَلَمْ يُدْرِكْهُ، قَالَ: فَنَادَاهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنِّيْ بَأْسٌ، فَأَقَامَ حَتّٰى أَدْرَكَهُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ أَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: أَنَا فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ صَاحِبُ مُلْكِ كَذَا وَكَذَا، تَفَكَّرْتُ فِيْ أَمْرِيْ فَعَلِمْتُ أَنَّ مَا أَنَا فِيْهِ مُنْقَطِعٌ، فَإِنَّهُ شَغَلَنِيْ عَنْ عِبَادَةِ رَبِّيْ فَتَرَكْتُهُ وَجِئْتُ هٰهُنَا أَعْبُدُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: مَا أَنْتَ بِأَحْوَجَ إِلٰى مَا صَنَعْتَ مِنِّيْ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ فَسَيَّبَهَا ثُمَّ نَزَلَ عَنْ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تم سے پہلے ایک آدمی اپنی مملکت میں موجود تھا، اس نے سوچا اور پھر جان لیا کہ یہ سارا کچھ اس سے منقطع ہونے والا ہے اور اس مملکت نے مجھے اپنے ربّ کی عبادت سے روک رکھا ہے، پھر وہ گھسا (یعنی گھر میں الگ تھلک ہو گیا) اور ایک رات کو اپنے محل سے نکلا اور بے روک چلتا رہا، یہاں تک کہ صبح کے وقت کسی اور کی سلطنت میں پہنچ گیا، پھر وہ سمندر کے ساحل پر آیا، وہاں اجرت پر اینٹیں بناتا، اس طرح رزق حاصل کرتا اور زائد مال کا صدقہ کر دیتا، اس کا معاملہ اسی طرح رہا، یہاں تک کہ بادشاہ کو اس کے معاملے، عبادت اور فضیلت کا پتہ چل گیا، بادشاہ نے اس کو اپنے پاس آنے کا پیغام بھیجا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا، اس نے دوبارہ پیغام بھیجا، لیکن اس نے اس بار بھی انکار کر دیا اور اس نے کہا: اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟ پھر ایک دن بادشاہ سوار ہوا اور اس کے پاس پہنچ گیا، لیکن جب اس نے بادشاہ کو دیکھا تو اس نے بھاگنا شروع کر دیا، جب بادشاہ نے اس کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی سواری کو ایڑ لگائی، لیکن وہ اس کو نہ پا سکا، بالآخر بادشاہ نے کہا: او اللہ کے بندے! میری طرف سے تجھ پر کوئی حرج نہیں ہوگا، پس وہ کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اس نے اس کو پا لیا اور کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے، تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں اور فلاں بادشاہت والا ہوں، میں نے اپنے معاملے میں غور کیا اور یہ جان لیا کہ جو کچھ میرے آس پاس ہے، یہ ختم ہونے والا ہے، لیکن

(۱۰٤٤٠) تخریج: اسناده ضعیف، یزید بن هارون سمع من المسعودی بعد الاختلاط، وعبد الرحمن بن عبد الله لم یسمع من ابیه الا شیئا یسیرا، أخرجه ابویعلی: ٥٠٥١ (انظر: ٤٣١٢)

دَابَّتِهِ فَسَيَّبَهَا ثُمَّ تَبِعَهُ فَكَانَا جَمِيْعًا يَعْبُدَانِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَدَعَوَا اللّٰهَ أَنْ يُمِيْتَهُمَا جَمِيْعًا، قَالَ: فَمَاتَا، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَوْ كُنْتُ بِرُمَيْلَةِ مِصْرَ لَأَرَيْتُكُمْ قُبُوْرَهُمَا بِالنَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٣١٢)

اس نے مجھے اپنے ربّ کی عبادت سے مشغول کر رکھا ہے، اس لیے میں اُس چیز کو چھوڑ کر یہاں آ گیا اور اب اپنے ربّ کی عبادت کر رہا ہوں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا: جو کچھ تو نے کیا ہے، اس معاملے میں تو مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہے، پھر وہ آدمی اپنی سواری سے اترا اور اس کو چھوڑ دیا اور وہ بادشاہ بھی اپنی سواری سے اترا اور اس کو چھوڑ دیا اور اس آدمی کی پیروی کرنے لگا، پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور ان دونوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ان کو اکٹھا فوت کرے، پس پھر وہ وفات پا گئے۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں مصر کے رُمیلہ میدان میں ہوتا تو تم کو ان دونوں کی قبریں ان صفات سے پہچان کر دکھاتا، جو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بیان کی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَرَبِ الْعَارِبَةِ وَالْمُسْتَعْرِبَةِ وَإِلٰى مَنْ يَنْتَسِبُوْنَ وَذِكْرِ قَحْطَانَ وَقِصَّةِ سَبَا

عاربہ اور مستعربہ عربوں اور ان کے منسوب الیہ کا بیان اور قحطان کا ذکر اور سبا کا قصہ

عاربہ: خالص عرب

مستعربہ: وہ غیر عرب جو عربوں میں شامل ہو کر خود کو عرب سمجھنے لگے۔

(١٠٤٤١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سَبَأٍ مَا هُوَ أَرَجُلٌ أَمْ اِمْرَأَةٌ أَمْ أَرْضٌ؟ فَقَالَ: ((بَلْ هُوَ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً فَسَكَنَ الْيَمَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ، وَبِالشَّامِ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ، فَأَمَّا الْيَمَانِيُّوْنَ فَمَذْحِجٌ وَكِنْدَةُ وَالْأَزْدُ، وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ وَأَنْمَارٌ، وَحِمْيَرُ عَرَبًا كُلُّهَا، وَأَمَّا الشَّامِيَّةُ فَلَخْمٌ وَجُذَامٌ وَعَامِلَةُ وَغَسَّانُ۔)) (مسند احمد: ٢٨٩٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سبا کے بارے میں سوال کیا کہ وہ مرد تھا یا عورت یا زمین کا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مرد تھا، اس کے دس بچے تھے، ان میں چھ یمن میں اور چار شام میں آباد ہوئے، پس یمنی یہ ہیں: مذحج، کندہ، ازد، اشعری، انمار اور حمیر، یہ سارے کے سارے عرب تھے اور شامی یہ ہیں: لخم، جذام، عاملہ اور غسان۔''

فوائد: ......دس بچے ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ دس آدمی سبا کی نسل میں سے ہیں، کوئی اس کا بیٹا ہے، کوئی پوتا اور پڑپوتا وغیرہ۔

(١٠٤٤١) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٢٣ (انظر: ٢٨٩٨)

(١٠٤٤٢)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُ بِمُقْبِلِ قَوْمِيْ مُدْبِرَهُمْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ، فَقَاتِلْ بِمُقْبِلِ قَوْمِكَ مُدْبِرَهُمْ۔)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِيْ فَقَالَ: ((لَا تُقَاتِلْهُمْ حَتّٰى تَدْعُوَهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ۔)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ سَبَأً، أَوَادٍ هُوَ أَوْ جَبَلٌ، مَا هُوَ؟ قَالَ ﷺ: ((لَا بَلْ هُوَ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ وُلِدَ لَهُ عَشَرَةٌ، فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ، تَيَامَنَ الْأَزْدُ وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ وَحِمْيَرُ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَأَنْمَارٌ الَّذِيْنَ يُقَالُ لَهُمْ بَجِيْلَةُ وَخَثْعَمُ، وَتَشَاءَمَ لَخْمٌ وَجُذَامٌ وَعَامِلَةُ وَغَسَّانُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٣٠٦)

سیدنا عروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم کے مسلمان ہونے والے افراد کو لے کر اس کے اسلام قبول نہ کرنے والے افراد سے جہاد کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل، تو اپنی قوم کے مسلمانوں کو لے کر اپنی قوم کے کافروں سے لڑائی کر۔'' پھر جب میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''تو نے اس وقت تک ان سے قتال نہیں کرنا، جب تک ان کو اسلام کی دعوت نہ دے دے۔'' پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبأ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، یہ وادی کا نام ہے یا کوئی پہاڑ ہے؟ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ تو ایک آدمی تھا، اس کے دس بچے پیدا ہوئے، ان میں سے چھ یمن میں اور چار شام میں بسے، یمن میں آباد ہونے والے ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں، مؤخر الذکر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بجیلہ اور خثعم بھی ان میں سے ہیں، اور شام میں آباد ہونے والے لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں۔''

(١٠٤٤٣)۔ عَنْ ذِيْ مِخْمَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ حِمْيَرَ فَنَزَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ فَجَعَلَهُ فِيْ قُرَيْشٍ وَ س ى ع و د إ ل ى هـ م۔)) وَكَذَا كَانَ فِيْ كِتَابِ أَبِيْ مُقَطَّعٌ وَحَيْثُ حَدَّثَنَا بِهِ تَكَلَّمَ عَلَى الْإِسْتَوَاءِ۔ (مسند احمد: ١٦٩٥٢)

سیدنا ذو مخمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (خلافت وملوکیت والا) معاملہ حمیر قبیلے میں تھا، اللہ تعالیٰ نے ان سے سلب کر کے قریش کے سپرد کر دیا، عنقریب یہ معاملہ ان ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔'' عبد اللہ راوی کہتے ہیں: میرے باپ کی کتاب میں آخری الفاظ مقطّعات شکل میں تھے، البتہ انھوں نے ہم کو بیان کرتے وقت ان کو برابر ہی پڑھا تھا، (جیسے باقی حدیث پڑھی)۔

فوائد:...... حدیث میں مذکورہ حروفِ مقطعات (وَ س ی ع و د إ ل ی هم) سے مراد ''وَسَيَعُوْدُ إِلَيْهِمْ'' ہے۔

(١٠٤٤٢) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٨٣٤ (انظر: ٨٨/٠٠٠)

(١٠٤٤٣) تخريج: اسناده جيّد، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٢٢٧ (انظر: ١٦٨٢٧)

حمیر یمن میں آباد ہونے والے عرب تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے پتہ چل رہا ہے، مشہور یہ ہے کہ یہ قحطان سے ہیں، ارطاۃ بن منذر تابعی نے کہا: قحطانی لوگ امام مہدی کے بعد نمودار ہوں گے اور امام مہدی کی سیرت اختیار کریں گے، درج ذیل حدیث میں مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔)) ..... ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہ ہو کہ ایک قحطانی آدمی نکلے اور اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے (یعنی حکومت کرے گا)۔'' (صحیح بخاری: ۳۲۵۶، صحیح مسلم: ۵۱۸۲)

قریشی تقریبا ابتدائی چھ صدیوں تک حکومت کرتے رہے، بالآخر دین سے انحراف کرنے کی وجہ سے تاتاریوں نے ان کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ تُبَّعٍ مَلِكِ الْيَمَنِ وَقِصَّتُهُ مَعَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

یمن کے بادشاہ تبع کا ذکر اور اہل مدینہ کے ساتھ اس کے قصے کا بیان

(۱۰٤٤٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ أَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲٦۸)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تبع کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔''

فوائد: ......اس تبع کا نام تبان اسعد ابو کرب تھا، یمن کے بادشاہ کو تبع کہتے تھے، جیسے حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی اور مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے تھے۔

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ وَخُرُوْجِ وَلَايَةِ الْبَيْتِ مِنْهُمْ إِلٰى قُصَّيِّ بْنِ كِلَابٍ وَخَبَرِ عُمَرِو بْنِ لُحَيٍّ وَعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ

خزاعہ کا قصہ، بیت اللہ کی ولایت کا ان سے نکل کر قصی بن کلاب کو ملنا، عمرو بن لحیی کی خبر اور بتوں کی عبادت کا بیان

(۱۰٤٤٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَعَبَدَ الْأَصْنَامَ أَبُوْخُزَاعَةَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ وَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَجُرُّ أَمْعَائَهُ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٥٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے اونٹنیوں کو غیر اللہ کی منت ماننے کی وجہ سے آزاد چھوڑنے والا اور بتوں کی عبادت کرنے والا عمرو بن عامر ہے، یہ خزاعہ قبیلے کا باپ ہے، میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔''

(۱۰٤٤٤) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۲۸۸۰)

(۱۰٤٤٥) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ٤٢٥٨)

(١٠٤٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ (اَلْخُزَاعِيَّ) يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّائِبَةَ وَبَحَرَ الْبَحِيْرَةَ۔)) (مسند احمد: ٨٧٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا، وہ آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا، وہ پہلا شخص ہے، جس نے اونٹنیوں کو غیر اللہ کی منت ماننے کی وجہ سے آزاد چھوڑا اور اونٹنیوں کے کان کاٹ کر ان کو چھوڑا۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔﴾ ...... ''اللہ نے نہ کوئی کان پھٹی اونٹنی مقرر فرمائی ہے اور نہ کوئی سانڈ چھٹی ہوئی اور نہ کوئی اوپر تلے بچے دینے والی مادہ اور نہ کوئی بچوں کا باپ اونٹ اور لیکن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان کے اکثر نہیں سمجھتے۔'' (سورۂ مائدہ: ١٠٣)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صحیح بخاری میں ہے: سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بحیرہ اس جانور کو کہتے ہیں، جس کے بطن کا دودھ وہ لوگ اپنے بتوں کے نام کر دیتے تھے، اسے کوئی دوہتا نہ تھا، سائبہ ان جانوروں کو کہتے تھے، جنہیں وہ اپنے معبود باطل کے نام پر چھوڑ دیتے تھے، سواری اور بوجھ سے آزاد کر دیتے تھے، وصیلہ وہ اونٹنی ہے، جس کے پلوٹھے دو بچے اوپر تلے کے مادہ ہوں، ان دونوں کے درمیان کوئی نر اونٹ پیدا نہ ہوا ہو، اسے بھی وہ اپنے بتوں کے نام وقف کر دیتے تھے۔ حام اس نر اونٹ کو کہتے تھے جس کی نسل سے کئی بچے ہو گئے ہوں، پھر اسے بھی اپنے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور کسی کام میں نہ لیتے تھے۔

اَبْوَابُ ذِكْرِ جَمَاعَةٍ مَشْهُوْرِيْنَ كَانُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
دورِ جاہلیت کے مشہور لوگوں کے ذکر کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَاتِمِ نِ الطَّائِيِّ
حاتم طائی کا ذکر

(١٠٤٧)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِيْ كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيَفْعَلُ كَذَا، قَالَ: ((إِنَّ أَبَاكَ أَرَادَ شَيْئًا

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا، مہمان نوازی کرتا تھا اور دیگر کوئی امور سرانجام دیتا تھا، آپ ﷺ

(١٠٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٢١، ٤٦٢٣، ومسلم: ٢٨٥٦ (انظر: ٨٧٨٧)

(١٠٤٧) تخريج: حسن، أخرجه ابوداود الطيالسي: ١٠٣٣، وابن حبان: ٣٣٢، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٢٤٧ (انظر: ١٩٣٧٤)

فَأَدْرَكَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۹۱) نے فرمایا: ''تیرے باپ نے جس چیز کا ارادہ کیا، اس کو پا لیا۔''

فوائد: ...... حاتم کی سخاوت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہیں تھا، بلکہ شہرت طلبی تھا، اور وہ پورا ہو چکا ہے، ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رائیگاں اور قابل مذمت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ
عبداللہ بن جدعان کا ذکر

(۱۰۴۴۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمَسَاكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لَا، يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۱۲۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دورِ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مساکین کو کھانا کھلاتا تھا، آیا یہ نیکیاں اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، عائشہ! اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو بخش دینا۔''

فوائد: ...... ابن جدعان کی صلہ رحمی اور سخاوت وغیرہ اس کو فائدہ نہیں دے گی، کیونکہ وہ کافر تھا، اس کے یہ دعا نہ کرنے سے مقصود یہ ہے کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تھا، اس لیے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمْرَؤُ الْقَيْسِ بْنِ حَجْرٍ اَلشَّاعِرِ الْمَشْهُوْرِ
مشہور شاعر امرؤ القیس بن حجر کا ذکر

(۱۰۴۴۹)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِمْرَؤُ الْقَيْسِ صَاحِبُ لِوَاءِ الشُّعَرَاءِ إِلَى النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۷۱۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امرؤ القیس جہنم کی طرف شعراء کا جھنڈا اٹھانے والا ہو گا۔''

فوائد: ...... امرؤ القیس بن حُجر بن حارث کندی دورِ جاہلیت کا مشہور شاعر تھا، یہ وہ پہلا شخص تھا، جس نے قصیدے ترتیب دیئے۔

اس نے قابل مذمت امور پر مشتمل اشعار ایجاد کیے، بعد والے شعراء اور مشرکین نے اس کی پیروی کی، لہٰذا جیسے وہ دنیا میں ان لوگوں کا قائد تھا، اسی طرح آخرت میں قائد ہو گا، لیکن قیادت جہنم کی طرف کرے گا۔

(۱۰۴۴۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۴ (انظر: ۲۴۶۲۱)

(۱۰۴۴۹) تخریج: اسناده ضعیف، ابو الجهم الواسطی لایعرف الا بهذا الحدیث، وقال ابوزرعة: واهی الحدیث، أخرجه (انظر:)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ وَشَيْءٍ مِنْ شِعْرِهِ

امیہ بن ابی صلت اور اس کے چند اشعار کا

(۱۰٤٥٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اَشْعَرُ بَيْتٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَصْدَقُ بَيْتٍ) قَالَتْهُ الْعَرَبُ: (أَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ) وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔)) (مسند احمد: ۹۰۷۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''عربوں کا کہا ہوا سب سے سچا شعر یہ ہے: أَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ (خبردار! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے) اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔''

(۱۰٤٥۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَنْشَدَهُ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، قَالَ: فَأَنْشَدَهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ، قَالَ: فَلَمْ أُنْشِدْهُ شَيْئًا اِلَّا قَالَ: ((اِيْهِ، اِيْهِ۔)) حَتّٰى إِذَا اسْتَفْرَغْتُ مِنْ مِائَةِ قَافِيَةٍ قَالَ: ((كَادَ أَنْ يُسْلِمَ۔)) (مسند احمد: ۱۹٦۹۳)

سیدنا شرید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ امیہ بن ابی صلت کے شعر پڑھے، پس میں نے سو قافیے پڑھ دیئے، میں جب بھی آپ ﷺ کو اس کا کوئی کلام سناتا تو آپ ﷺ فرماتے: ''اور سناؤ، اور سناؤ۔'' یہاں تک کہ جب میں سو قافیوں سے فارغ ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ امیہ مسلمان ہو جاتا۔''

فوائد: ......امیہ بن ابی صلت نے اتنے عمدہ اشعار کہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی اشعار پسند کیے، لیکن اس شخص کو اسلام نصیب نہ ہو سکا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

زید بن عمرو بن نفیل کا ذکر

(۱۰٤٥۲)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، و ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدَّمَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُفْرَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، زید بن عمرو بن نفیل کو بلدح کے زیریں مقام پر ملے، یہ آپ ﷺ پر نزولِ وحی سے پہلے کی بات ہے، آپ ﷺ نے اس کو ایک تھیلا پیش کیا، اس میں گوشت تھا، لیکن اس نے اس سے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا: بیشک میں وہ چیز نہیں کھاتا جو تم اپنے تھانوں پر ذبح کرتے ہو، میں صرف وہ چیز

(۱۰٤٥۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲٥٦ (انظر: ۹۰۸۳)

(۱۰٤٥۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲٥٥ (انظر: ۱۹٤٦٤)

(۱۰٤٥۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۲٦، ٥٤۹۹ (انظر: ٦۱۱۰)

مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّيْ لَا آكُلُ مَا تَذْبَحُوْنَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَ لَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَ حَدَّثَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٦١١٠)

کھاتا ہوں، جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

فوائد: ...... زید بن عمرو بن نفیل، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد تھے، انھوں نے نے بتوں کی عبادت کو ترک کر دیا تھا اور مشرکوں کے دین سے الگ تھلگ ہو گئے تھے اور صرف اس جانور کا گوشت کھاتے تھے، جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں: میں زید بن عمرو کو ملی، وہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے: اے قریشیو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید کی جان ہے! تم میں سے کوئی آدمی دین ابراہیمی کا پیروکار نہیں ہے، ما سوائے میرے، پھر وہ کہتے: اے اللہ! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ کون سا چہرہ تجھے سب سے پسند ہے تو میں اس کے ذریعے تیری عبادت کرتا۔ ...... یہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور کہتے: ابراہیم علیہ السلام کا معبود میرا معبود ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا دین میرا دین ہے، یہ بچیوں کو زندہ درگور نہیں کرتے تھے، بلکہ جب کوئی آدمی اپنی بچی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ اس کو کہتے: اس کو قتل نہ کر، بلکہ مجھے دے دے، میں اس کی کفالت کروں گا، پھر جب یہ بالغ ہو جائے گی تو مجھ سے لے لینا یا میرے پاس چھوڑ دینا، جیسے تیری مرضی ہو گی۔

ایک بار یہ اہل کتاب میں دینِ ابراہیمی تلاش کرنے کے لیے شام کی طرف نکلے، مختلف لوگوں سے سوال کرنے کے لیے موصل اور جزیرہ کا گشت کیا، پھر شام کی طرف واپس پلٹے اور بلقاء کی سرزمین میں ایک گرجا گھر میں ایک پادری کے پاس آئے، لوگوں کا خیال تھا کہ یہ پادری نصرانیت کا مکمل علم رکھتا تھا، انھوں نے اُس سے ابراہیم علیہ السلام کے دینِ حنیف کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا: تو ایسے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے کہ آج کوئی بھی اس پر پابند نہیں ہے، اس دین کا علم مٹ چکا ہے اور اس کی معرفت رکھنے والے فوت ہو چکے ہیں، ہاں اب ایک نبی کے ظہور کا وقت ہو چکا ہے، زید بن عمرو یہودیت اور نصرانت کی طلب میں نکلے تھے، لیکن ان دو ادیان کی کوئی چیز ان کو پسند نہ آئی، پھر وہ وہاں سے نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچنے کے لیے جلدی کی، لیکن جو لخم کے علاقے سے گزرے تو ان لوگوں نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا، ورقہ بن نوفل نے ان کا مرثیہ پڑھتے ہوئے کہا:

رَشَدْتَ وَ اَنْعَمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَإِنَّمَا تَجَنَّبْتَ ۔۔۔ تَنُّوْرًا مِّنَ النَّارِ حَامِيَا

بِدِيْنِكَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهِ ۔۔۔ وَتَرْكِكَ أَوْثَانَ الطَّوَاغِيْ كَمَا هِيَا

''اے ابن عمرو! تو ہدایت پا گیا اور تو نے بہت اچھا کیا اور تو بچ گیا دہکتی ہوئی آگ کے تنور سے ایسے رب کو

لائقِ عبادت سمجھ کر کہ جس کی طرح کا کوئی ربّ نہیں ہے اور بتوں کو ان کی حالت پر چھوڑ کر۔''

(ملخص از البداية والنهاية لا بن كثير)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَرْقَةَ بْنِ نَوفَلٍ بْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

زوجۂ رسول سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد ورقہ بن نوفل کا ذکر

(١٠٤٥٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ خَدِيْجَةَ سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرْقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَقَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ ثِيَابُ بَيَاضٍ فَأَحْسِبُهُ لَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثِيَابُ بَيَاضٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٧١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کو خواب میں دیکھا ہے، اس نے سفید کپڑے زیبِ تن کیے ہوئے تھے، میرا خیال ہے کہ اگر وہ جہنمی ہوتا تو اس پر سفید کپڑے نہ ہوتے۔''

فوائد: ...... ورقہ بن نوفل، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے، یہ بھی زید بن عمرو کی طرح فطرت پر برقرار تھے، لیکن انھوں نے نصرانیت کو پسند کر کے قبول کر لیا اور مختلف پادریوں کو ملے، انھوں نے اسی مذہب کی روشنی میں نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کی۔

❁❁❁❁

(١٠٤٥٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه عبد الرزاق: ٩٧٠٩ (انظر: ٢٤٣٦٧)

كِتَابُ سِيْرَةِ أَوَّلِ النَّبِيِّيْنَ وَخَاتَمِ الْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ ﷺ

اول النبیین اور خاتم المرسلین ہمارے نبی محمد بن عبداللہ ﷺ کی سیرت کی کتاب

ذِكْرُ أَيَّامِهِ وَغَزَوَاتِهِ وَسَرَايَاهُ وَالْوُفُوْدِ إِلَيْهِ وَفَضَائِلِهِ إِلٰى أَنْ لَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى۔

آپ کے زمانے، غزوات، سرایا، آپ ﷺ کی طرف آنے والے وفود اور آپ ﷺ کے فضائل کا ذکر، یہاں تک کہ آپ ﷺ رفیق اعلی سے جا ملے

وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ اَلْقِسْمُ الْأَوَّلُ مِنْ إِبْتِدَاءِ نَسَبِهِ الشَّرِيْفِ وَمَوْلِدِهِ إِلٰى هِجْرَتِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

اس کی کل تین اقسام ہیں، قسم اول: آپ ﷺ کے نسب شریف اور ولادت باسعادت سے لے کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت تک۔

بَابُ ذِكْرِ نَسَبِهِ الشَّرِيْفِ وَطَيِّبِ أَصْلِهِ الْمُنِيْفِ

آپ ﷺ کے نسب شریف اور آپ ﷺ کی عظیم اصل کے پاکیزہ ہونے کا ذکر

(١٠٤٥٤)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيْمَ إِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ كِنَانَةَ وَ اصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اولادِ ابراہیم سے اسماعیل کو، بنواسماعیل سے کنانہ کو، بنوکنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا۔''

(١٠٤٥٤) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل"، أخرجه مسلم: ٢٢٧٦ دون لفظة: "اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل" (انظر: ١٦٩٨٧)

كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ۔))
(مسند احمد: ١٧١١٢)

فوائد: ...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب بلحاظ جنس عجمیوں سے افضل ہیں، پھر عربوں میں قریشی، قریشیوں میں بنی ہاشم اور بنو ہاشم میں سب سے زیادہ فضیلت محمد ﷺ ہیں، بلکہ آپ ﷺ پوری انسانیت میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے آپ ﷺ کو برتری اور فضیلت عطا کی، اس حدیث میں آپ ﷺ کے نسب کی فضیلت کا بیان ہے۔

(١٠٤٥٥)۔ عَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ: أَتَى نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّا لَنَسْمَعُ مِنْ قَوْمِكَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ: إِنَّمَا مِثْلُ مُحَمَّدٍ مِثْلُ نَخْلَةٍ نَبَتَتْ فِيْ كِبَاءٍ، قَالَ حُسَيْنٌ: اَلْكِبَاءُ الْكِنَاسَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَنَا؟)) قَالُوْا: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔)) قَالَ: فَمَا سَمِعْنَاهُ قَطُّ يَنْتَمِيْ قَبْلَهَا ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ خَلْقِهِ، ثُمَّ فَرَّقَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَأَنَا خَيْرُكُمْ بَيْتًا وَخَيْرُكُمْ نَفْسًا))۔ (مسند احمد: ١٧٦٥٨)

سیدنا عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ انصاری لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہم آپ کی قوم کی باتیں سنتے ہیں، وہ تو آپ کے بارے میں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے، جو جھاڑو سے اکٹھا ہونے والے کوڑے سے پیدا ہوتی ہے، حسین راوی نے کہا: ''کِبَاء'' سے مراد جھاڑو سے اکٹھا ہونے والا کوڑا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میں کون ہوں؟'' انھوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔'' اس سے پہلے ہم نے آپ ﷺ کو اپنا نسب بیان کرتے ہوئے نہیں سنا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن وانس) کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق (یعنی انسانوں) میں سے بنایا، پھر انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین حصے میں رکھا، پھر اس کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اس کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر والا قرار دیا، پس میں تم میں گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔''

(١٠٤٥٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٦٥٧، وابن ابي شيبة: ١١/ ٤٣٠ (انظر: ١٧٥١٧)

فوائد: …… جب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے حسب ونسب پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ ''محمد (ﷺ) کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے……۔'' تو جوابا آپ ﷺ نے فخریہ انداز میں اپنا نسب بیان کیا کہ بنی آدم میں سب سے زیادہ شرف وعظمت والا نسب آپ ﷺ کے نصیبے میں آیا۔

آپ ﷺ نے جن احادیث میں آباء واجداد کی وجہ سے فخر کرنے سے منع فرمایا، اس سے مراد وہ انداز ہے، جو ضرورت کے بغیر ہو اور جس کا نتیجہ تکبر اور دوسرے مسلمان کی تحقیر ہو۔

(١٠٤٥٦)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْضَمٍ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَفْدٍ لَا يَرَوْنَ أَنِّيْ أَفْضَلُهُمْ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَزْعُمُ أَنَّكُمْ مِنَّا، قَالَ: ((نَحْنُ بَنُوْ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُوْا أُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِيْ مِنْ أَبِيْنَا۔)) قَالَ: فَكَانَ الْأَشْعَثُ يَقُوْلُ: لَا أُوْتٰى بِرَجُلٍ نَفٰى قُرَيْشًا مِنَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ۔ (مسند احمد: ٢٢١٨٢)

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس وفد کے لوگوں کا خیال نہ تھا کہ میں ان میں افضل ہوں، اس لیے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا یہ خیال ہے کہ آپ لوگ ہم میں سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بنونضر بن کنانہ ہیں، ہم نہ اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ کی نفی کرتے ہے۔'' اشعث کہتے تھے: اگر میرے پاس کوئی ایسا بندہ لایا گیا جس نے قریش کی نضر بن کنانہ سے نفی کی تو میں اس کو حد لگانے کے لیے کوڑے لگاؤں گا۔

فوائد: ……اس باب کی پہلی حدیث کو سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ کے نسب پر غور کریں:

محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نضر بن کِنانہ بن خزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معَد بن عدنان۔ عدنان بالاتفاق حضرت اسماعل علیہ السلام کی نسل سے ہیں، لیکن اِن دونوں کے درمیان کتنی پشتیں ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں، اس بارے بڑا اختلاف ہے۔

آپ قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتے تھے، جو پورے عرب میں سب سے معزز قبیلہ تھا، قریش دراصل فہر بن مالک یا نضر بن کنانہ کا لقب تھا، بعد میں اس کی اولاد اسی نسبت سے مشہور ہوئی۔

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنے قبیلے کی ایک صفت بیان کی ہے۔

(١٠٤٥٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ٢٦١٢ (انظر: ٢١٨٣٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَعْضِ فَضَائِلِهِ ﷺ وَأَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

نبی کریم کے بعض فضائل اور اس چیز کا بیان کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں

(١٠٤٥٧)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((اِنِّيْ عِبْدُ اللّٰهِ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِ ذٰلِكَ، دَعْوَةِ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةِ عِيْسٰى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّيْ الَّتِيْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ، وَكَذٰلِكَ تَرٰى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٢٩٥)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ ہوں، جس کو ام الکتاب میں اس وقت خاتم النّبیین لکھ دیا گیا تھا، جب آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے، اور میں عنقریب تم کو اس کی تأویل کے بارے میں بتلاؤں گا، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں، میری ماں نے خواب دیکھا تھا کہ اس سے ایک ایسا نور نکلا، جس نے اس کے لیے شام کے محلات روشن کر دیئے اور نبیوں کی مائیں اسی طرح کے خواب دیکھتی رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں۔''

فوائد: ...... حدیثِ مبارکہ کے شروع والے حصے میں تقدیر کا مسئلہ بیان کیا گیا کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل آپ ﷺ کی ان صفات کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے حق میں ان الفاظ میں دعا کی: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾...... ''اے ہمارے رب! اور ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب و حکمت سکھائے اور انھیں پاک کرے، بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ١٢٩)

عیسی علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو بشارت دی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾...... ''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔'' (سورۂ صف: ٦)

(١٠٤٥٧) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "وكذالك ترى امهات النبيين صلوات الله عليهم"، وهذا اسناد ضعيف، بين سعيد بن سويد و العرباض بن سارية عبدُ الاعلى بن هلال السلمى ضعيف، أخرجه الحاكم: ٢/ ٦٠٠، والبزار: ٢٣٦٥ (انظر: ١٧١٦٣)

(۱۰٤٥۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتّٰى كُنْتَ (وَفِيْ لَفْظٍ: جُعِلْتَ) نَبِيًّا؟ قَالَ: ((وَآدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۸۷۲)

سیدنا میسرہ فجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس وقت نبی بنا دیا گیا تھا کہ ابھی تک آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

فوائد:...... یہ تقدیر کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے آپ ﷺ کی نبوت کا فیصلہ لکھا جا چکا تھا۔

(۱۰٤٥۹)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَاِنِّيْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۷۵۰)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ستائیس کذاب اور جھوٹے ہوں گے، ان میں سے چار خواتین ہوں گی، جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

فوائد:...... بعض روایات میں تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر ہے۔

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا اور ایسا دعوی کرنے والا جھوٹا، کذاب اور دجال قرار پائے گا۔

ذہن نشین رہے کہ اس حدیث سے وہ مدعیانِ نبوت مراد نہیں جنھوں نے مطلق طور پر نبوت کا دعوی کیا، کیونکہ ایسے لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔ احادیث میں جن ستائیس یا تیس کذابوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ کم بخت ہیں، جن کو اس دعوی کی وجہ سے شان و شوکت ملی اور ان کو اپنی نبوت پر واقعی شبہ ہونے لگا، پھر لوگوں کی معقول تعداد بھی ان کے ساتھ ہوگئی۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن دجالوں نے نبوت کا دعوت کیا، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہندی ہے، جس نے ہند پر برطانوی استعمار کے عہد میں یہ دعوی کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے، پھر اس نے اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام باور کرایا اور بالآخر نبوت کا دعوی کر دیا، قرآن و سنت کا علم نہ رکھنے والے کئی جاہلوں نے اس کی پیروی کی۔ ہند اور شام کے ایسے باشندوں سے میری ملاقات ہوئی، جو اس کی نبوت کے قائل تھے۔ میرے اور ان کے مابین کئی مناظرے اور بحث مباحثے ہوئے، ان میں سے ایک تحریری مناظرہ بھی تھا۔ ان مناظروں میں ان کا دعوی تھا کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

(۱۰٤٥۸) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/ ۸۳٤، والحاكم: ۲/ ٦۰۸ (انظر: ۲۰٥۹٦)

(۱۰٤٥۹) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۳۰۲٦، والبزار: ۲۸۸۸ (انظر: ۲۳۳٥۸)

نبی کریم ﷺ کے بعد کئی انبیاء آئیں گے، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ شروع شروع میں انھوں نے ورغلانا اور پھسلانا چاہا اور مناظرہ کے اصل موضوع سے صرف نظر کرنا چاہا۔ لیکن میں نے ان کے حیلوں بہانوں کا انکار کیا اور اصل موضوع پر ڈٹا رہا۔ پس وہ بری ہزیمت سے دوچار ہوئے اور حاضرین مجلس کو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔

ان کے کچھ دوسرے عقائد بھی باطل اور اجماعِ امت کے مخالف ہیں، بطورِ مثال: جسمانی بعث کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ جنت وجہنم کا تعلق روح سے ہے، نہ کہ جسم سے۔ کافروں کو دیا جائے والا عذاب بالآخر منقطع ہو جائے گا۔ جنوں کا کوئی وجود نہیں ہے اور جن جنوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے، وہ حقیقت میں انسانوں کی ایک جماعت ہے۔

جب یہ لوگ قرآن کی کوئی آیت اپنے عقائد کے مخالف پاتے ہیں تو باطنیہ اور قرامطہ جیسے باطل فرقوں کی طرح اس کی غیر مقبول اور قابل انکار تاویل کرتے ہیں۔ اسی لیے انگریز مسلمانوں کے خلاف ان کی تائید ونصرت کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ کرنا حرام ہے۔ میں نے ان پر ردّ کرنے کے لیے کئی کتابیں تالیف کیں اور ان میں یہ وضاحت کی کہ یہ فرقہ جماعۃ المسلمین سے خارج ہے۔ ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ۱۶۸۳)

(۱۰٤٦۰)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۰۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے، میں وہ پہلا شخص ہوں گا کہ جس سے قیامت کے روز زمین پھٹے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے اور میں بروز قیامت سب سے پہلا سفارشی ہوں گا اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں ہے۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اپنی امت کو بتلاتے ہوئے اپنے خصائلِ حمیدہ کا ذکر کیا، تواضع کا اظہار کرنے کے لیے الفاظ میں بھی فخر کی نفی کر دی۔

شفاعتِ عظمی، نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، یہ وہ سفارش ہے کہ جس کی بنا پر اللہ کی مخلوق میں حساب کتاب شروع ہوگا۔

(۱۰٤٦۱)۔ عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ کُنْتُ إِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۵۷٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میں انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا اور میں سفارش کرنے والا ہوں گا، جبکہ مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔''

فوائد: ...... جب انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے، تو آپ ﷺ ان کی طرف سے بات کریں گے،

(۱۰٤٦۰) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ٤۳۰۸ (انظر: ۱۰۹۸۷)

(۱۰٤٦۱) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الترمذی باثر الحدیث: ۲٦۱۳ (انظر: ۲۱۲۵٦)

حدیث نمبر (۱۰۳۲۲) سے اس حدیث کی وضاحت ہوگی۔

بَابُ ذِكْرِ بَعْضِ أَسْمَائِهِ الشَّرِيفَةِ وَأَنَّهُ أَوَّلُ النَّبِيِّينَ وَآخِرُهُمْ وَأَفْضَلُهُمْ

آپ ﷺ کے بعض اسمائے شریفہ اور آپ ﷺ کے انبیاء کے اول، آخر اور افضل ہونے کا بیان

(۱۰٤٦٢)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٥٤)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میرے کچھ نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں، لوگوں کا میرے قدم پر حشر ہوگا، میں ماحی ہوں، یعنی میرے ذریعے کفر کو مٹایا جائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... مُحَمَّد: وہ شخصیت جس کی تعریف کی گئی ہو۔

اَحْمَد: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ حمد و ثنا بیان کرنے والا۔

اَلْحَاشِر: جس کے قدم پر لوگوں کا حشر ہوگا، یعنی آپ ﷺ کی نبوت کے بعد لوگ حشر میں جائیں گے، کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، یعنی آپ ﷺ کی نبوت کے بعد قیامت آئے گی، پہلے نہیں آسکتی۔

اَلْمَاحِی: اس کا لفظی معنی مٹانے والا اور اثر زائل کرنے والا ہے، مراد وہ ہستی جس کے ذریعے زمین کے ان خطوں سے کفر کو مٹا دیا جائے گا، جہاں تک آپ ﷺ کا دین پہنچے گا اور بالآخر عیسی علیہ السلام کے نزول کے وقت سارا کفر مٹ جائے گا۔

اَلْعَاقِب: لفظی معنی سب کے اخیر میں آنے والا ہے، مراد آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ہے۔

(۱۰٤٦٣)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ أَسْمَاءً، مِنْهَا مَا حَفِظْنَا، فَقَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (وَقَالَ يَزِيدُ: وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ)۔)) (مسند احمد: ١٩٨٥٠)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اپنے کچھ نام بیان کیے، ان میں سے بعض ہم نے یاد کر لیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد، احمد، مقفّی، حاشر اور نبی رحمت ہوں، یزید راوی نے کہا: اور میں نبی توبہ اور نبی ملحمہ ہوں۔''

(۱۰٤٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٨٩٦، ومسلم: ٢٣٥٤ (انظر: ١٦٧٣٤)

(۱۰٤٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٥٥ (انظر: ١٩٦٢١)

فوائد: ...... اَلْمُقَفِّي: لفظی معنی یہ ہے: جس کو کسی کے پیچھے چلایا گیا ہو، مراد وہ ہستی جس کو انبیاء ورسل کے آخر میں لا کر آئندہ کے لیے نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ یہ نامِ مبارک ''اَلْعَاقِب'' کے ہم معنی ہے۔

نَبِيُّ الرَّحْمَة: وہ نبی جو رحمت سے متصف ہو کر اور رحمت کو پھیلانے کے لیے تشریف لایا۔

نَبِيُّ التَّوْبَةِ: وہ نبی جو اس پیغام کے ساتھ آیا کہ ہر نادم کی توبہ قبول ہوگی۔

نَبِيُّ الْمَلْحَمَة: وہ نبی جس کو قتال کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔

(١٠٤٦٤)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِيْ فِيْ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقَفِّى وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٣٨)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ کے کسی راستے پر چل رہا تھا، اتفاق سے نبی کریم ﷺ بھی وہاں چل رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت، نبی توبہ، حاشر، مُقَفِّی اور نبی ملاحم ہوں۔''

فوائد: ...... مزید بھی نبی کریم ﷺ کے صفاتی نام ثابت ہیں، جیسے رحیم، رسول اللہ، نبی اللہ، مدثر، مزمل، خلیل۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنی کی طرح آپ ﷺ کے ننانوے اسمائے گرامی مرتّب کر دینا بے حقیقت بات ہے، آپ ﷺ کی شان میں غلو کرتے ہوئے بعض نام ترتیب دیئے گئے، جیسے طٰہٰ، یٰسٓ، حٰمٓ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ایسے الفاظ ہیں کہ ہم جن کے معانی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن وحدیث میں نبی کریم ﷺ کے جن اسمائے گرامی قدر کا ذکر ہے، ان ہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ ﷺ

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا بیان

(١٠٤٦٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَاسْتُنْبِىءَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَتُوُفِّيَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَخَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَرَفَعَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے، سوموار کے دن نبوت ملی اور سوموار کو ہی وفات پائی، آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے سوموار کو نکلے اور سوموار کو ہی مدینہ منورہ پہنچے اور آپ ﷺ نے سوموار کے دن ہی حجرِ اسود کو اٹھایا تھا۔''

(١٠٤٦٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ٣٦٠، والبزار: ٢٨٨٧ (انظر: ٢٣٤٤٥)

(١٠٤٦٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه الطبرانی ١٢٨٩٤، والبيهقی فی "دلائل النبوة": ٧/ ٢٣٣ (انظر: ٢٥٠٦)

فوائد:…… نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کو ہوئی، یہ متفق علیہ حقیقت ہے، البتہ قمری مہینے کی تاریخ کے بارے میں اختلاف ہے، کئی اقوال مذکور ہیں، ان میں دو اقوال درج ذیل ہیں:

۱…… ربیع الاول کی (۹) تاریخ

ابن عبدالبر نے نقل کیا کہ مؤرخین نے اسی قول کو صحیح قرار دیا، محمد بن موسی خوارزمی کے نزدیک یہی قطعی اور یقینی قول ہے، ابن حزم نے اسی کو ترجیح دی اور ابوخطاب بن دحیہ نے اپنی کتاب "التنویر فی مولد البشیر النذیر" میں اسی رائے کو اختیار کیا۔

۲…… ربیع الاول کی (۱۲) تاریخ

یہ ابن اسحاق کی رائے ہے۔

پہلا قول ہی راجح ہے اور یہ وہی سال تھا، جس میں ابرہہ نے مکے پر حملہ کیا تھا، جس کو "عام الفیل" کہتے ہیں، اس روز اپریل (571ء) کی (22) تاریخ تھی۔

(١٠٤٦٦)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! مَا كَانَ أَوَّلُ بَدْءِ أَمْرِكَ؟ قَالَ: ((دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبُشْرٰى عِيْسٰى، وَرَأَتْ أُمِّي نُورًا أَضَاءَتْ مِنْهَا قُصُوْرُ الشَّامِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦١٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کے معاملے کی ابتدا کیا تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور میری ماں نے ایک نور دیکھا، جس نے شام کے محلات روشن کر دیئے۔

فوائد:…… ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۴۵۷)

(١٠٤٦٧)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، قَالَ: وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ فَنَحْنُ لِدَانِ وُلِدْنَا مَوْلِدًا وَاحِدًا۔ (مسند احمد: ١٨٠٥٠)

سیدنا قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے، ہماری ولادت کا زمانہ ایک ہی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ رَضَاعِهِ ﷺ وَمَرَاضِعِهِ وَحَوَاضِنِهِ

نبی کریم ﷺ کی رضاعت اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے والیوں اور دائیوں کا ذکر

(١٠٤٦٨)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

(١٠٤٦٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطيالسي: ١١٤٠، والطبراني في "الكبير": ٧٧٢٩ (انظر: ٢٢٢٦١)

(١٠٤٦٧) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٨٧٢، والحاكم: ٢/ ٦٠٣ (انظر: ١٧٨٩١)

(١٠٤٦٨) تخريج: صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٠٥٦ (انظر: ٢٦٤٩٣)

أُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ: جَاءَ تْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِيْ أُخْتِيْ؟ قَالَ: ((فَأَصْنَعُ بِهَا مَاذَا؟)) قَالَتْ: تَزَوَّجْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَقُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ)) فَقَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَتْ تَحِلُّ لِيْ لَمَا تَزَوَّجْتُهَا قَدْ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةُ بَنِيْ هَاشِمٍ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ أَخَوَاتِكُنَّ وَلَا بَنَاتِكُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٢٦)

آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری بہن کی رغبت رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کو کیا کروں؟'' انھوں نے کہا: آپ ان سے شادی کر لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، پہلے میں کون سی اکیلی ہوں اور اس خیر میں میرے ساتھ شریک ہونے کی سب سے زیادہ حقدار میری بہن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے درّہ بنت ام سلمہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے لیے حلال ہوتی تو پھر بھی میں نے اس سے شادی نہیں کرنی تھی، کیونکہ مجھے اور اس کو بنو ہاشم کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے، لہٰذا اپنی بہنیں اور بیٹیاں مجھ پر پیش نہ کرو۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کی والدہ کے بعد سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

بَابُ ذِكْرِ رَضَاعِهِ ﷺ مِنْ حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةِ وَمَا ظَهَرَ عَلَيْهِ مِنْ آيَاتِ النُّبُوَّةِ

نبی کریم کا حلیمہ سعدیہ کا دودھ پینے اور آپ ﷺ پر نبوت کی نشانیاں ظاہر ہونے کا بیان

(١٠٤٦٩)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ نِ السُّلَمِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ كَانَ أَوَّلُ شَأْنِكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((كَانَتْ حَاضِنَتِيْ مِنْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ كَعْبٍ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَابْنٌ لَهَا فِيْ بَهْمٍ لَنَا وَلَمْ نَأْخُذْ مَعَنَا زَادًا، فَقُلْتُ: يَا أَخِيْ! اذْهَبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِنْ عِنْدِ أُمِّنَا، فَانْطَلَقَ أَخِيْ

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے معاملے کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری دائی کا تعلق بنو سعد بن کعب سے تھا، میں اور اس کا بیٹا بکریاں چرانے کے لیے باہر گئے اور اپنے ساتھ زاد لے کر نہیں گئے، میں نے کہا: اے میرے بھائی! تو جا اور ہماری ماں سے زاد لے آ، پس وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہر گیا،

(١٠٤٦٩) تخريج: اسناده ضعيف، بقية بن الوليد يدلس تدليس التسوية، وقد عنعن، أخرجه الدارمي: ١٣، والحاكم: ٢/ ٦١٦ (انظر: ١٧٦٤٨)

وَمَكَثْتُ عِنْدَ الْبُهْمِ فَأَقْبَلَ طَيْرَانِ أَبْيَضَانِ كَأَنَّهُمَا نَسْرَانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: فَأَقْبَلَا يَبْتَدِرَانِي فَأَخَذَانِي فَبَطَحَانِي إِلَى الْقَفَا فَشَقَّا بَطْنِي ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي، فَشَقَّاهُ، فَأَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَتَيْنِ سَوْدَاوَيْنِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِئْتِنِي بِمَاءِ ثَلْجٍ فَغَسَلَا بِهِ جَوْفِي، ثُمَّ قَالَ: اِئْتِنِي بِمَاءِ بَرَدٍ فَغَسَلَا بِهِ قَلْبِي، ثُمَّ قَالَ: ائْتِنِي بِالسَّكِينَةِ فَذَرَّاهَا فِي قَلْبِي، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: حُصْهُ، فَحَاصَهُ وَخَتَمَ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، (وَقَالَ حَيْوَةُ فِي حَدِيثِهِ: حِصْهُ، فَحَاصَهُ وَاخْتِمْ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ) فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ وَاجْعَلْ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِهِ فِي كِفَّةٍ، فَإِذَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْأَلْفِ فَوْقِي أُشْفِقُ أَنْ يَخِرَّ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ أُمَّتَهُ وُزِنَتْ بِهِ لَمَالَ بِهِمْ، ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي، وَفَرِقْتُ فَرَقًا شَدِيدًا، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى أُمِّي أَخْبَرْتُهَا بِالَّذِي لَقِيتُهُ فَأَشْفَقَتْ عَلَيَّ أَنْ يَكُونَ أُلْبِسَ بِي قَالَتْ: أُعِيذُكَ بِاللَّهِ فَرَحَلَتْ بَعِيرًا لَهَا فَجَعَلَتْنِي (وَقَالَ يَزِيدُ: فَحَمَلَتْنِي) عَلَى الرَّحْلِ وَرَكِبَتْ خَلْفِي حَتَّى بَلَغْنَا إِلَى أُمِّي، فَقَالَتْ: أَوَ أَدَّيْتُ أَمَانَتِي وَذِمَّتِي؟ وَحَدَّثْتُهَا بِالَّذِي لَقِيتُ فَلَمْ يَرُعْهَا ذَلِكَ فَقَالَتْ: إِنِّي رَأَيْتُ خَرَجَ مِنِّي نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ

میں نے دیکھا کہ گدھ کی طرح کے سفید رنگ کے دو پرندے آئے، (دراصل وہ دو فرشتے تھے)، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے؟ پھر وہ میری طرف لپکے، مجھے پکڑا اور گدی کے بل مجھ کو لٹا دیا، پھر انھوں نے میرا پیٹ چاک کیا، اس میں سے میرا دل نکالا، پھر اس کو چیرا دیا اور اس میں سے کالے رنگ کے خون کے دو لوتھڑے نکال دیئے، پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: برف کا پانی لے آ، پس انھوں نے میرا پیٹ دھویا، پھر ایک نے کہا: اولوں کا پانی لے آ، پس انھوں نے میرا دل دھویا، پھر ایک نے کہا: اب سکینت لے آ، پس انھوں نے اس کو میرے دل میں چھڑک دیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اب اس کو سلائی کر دے، پس اس نے اس کو سلائی کر دیا اور اس پر نبوت کی مہر لگا دی، ایک روایت میں ہے: ایک فرشتے نے کہا: تو اس کو سلائی کر دے، پس اس نے سلائی کر دیا، پھر اس نے کہا: اب اس پر نبوت کی مہر لگا دے، اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو ایک پلڑے میں رکھ اور دوسرے پلڑے اس کی امت کے ایک ہزار آدمی رکھ، (میں اتنا بھاری ثابت ہوا کہ) میں نے ان ہزار افراد کو اپنے اوپر اس طرح دیکھا کہ مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ کوئی مجھ پر گر نہ جائے، پھر ایک فرشتے نے کہا: اگر اس ہستی کا اس کی پوری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یہ بھاری ثابت ہو گی، پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے، میں بہت زیادہ ڈرا اور گھبرا گیا، پھر میں اپنی ماں کی طرف گیا اور جو کچھ دیکھا، اس کو بتلایا، وہ بھی میرے بارے میں ڈرنے لگی کہ مجھ پر کوئی معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے، اس نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں، پھر اس نے اونٹ تیار کیا، مجھے پالان پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے سوار ہو گئی، یہاں کہ ہم میری ماں کے پاس

الشَّامِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۹۸)

پہنچ گئے، اس دائی نے کہا: میں نے اپنی امانت اور ذمہ داری ادا کر دی ہے، پھر جب میری ماں کو سارا واقعہ بیان کیا تو ان کو کوئی گھبراہٹ نہیں ہوئی، بلکہ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا، جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔''

فوائد: ......حلیمہ خود بنتِ ابی ذویب عبداللہ بن حارث تھیں، ان کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزی تھا، یہ دونوں قبیلہ سعد بن بکر بن ہوازن سے تعلق رکھتے تھے۔ جب تک آپ ﷺ ان کے گھر موجود رہے، ان کا گھر برکتوں سے مالا مال رہا، آپ ﷺ کو تقریباً چار سال تک ان کے گھر رکھا گیا تھا۔

(۱۰۴۷۰)۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَأَتَاهُ آتٍ فَأَخَذَهُ فَشَقَّ بَطْنَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَرَمٰى بِهَا وَقَالَ: هٰذِهِ نَصِيْبُ الشَّيْطَانِ مِنْكَ، ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَشْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ، فَأَقْبَلَ الصِّبْيَانُ إِلٰى ظِئْرِهِ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ قُتِلَ مُحَمَّدٌ، فَاسْتَقْبَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدِ انْتَقَعَ لَوْنُهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ كُنَّا نَرٰى أَثَرَ الْمَخِيْطِ فِيْ صَدْرِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۴۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا، اس نے آپ ﷺ کا پیٹ مبارک چاک کیا اور اس سے خون کا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا اور کہا: یہ آپ سے شیطان کا حصہ تھا، پھر اس نے اس کو سونے کے تھال میں موجود زمزم کے پانی سے دھویا، بچے آپ ﷺ کی دایہ کے پاس گئے اور کہا: محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے، محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے، پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کو لینے آئی تو آپ ﷺ کا رنگ بدلا ہوا تھا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم آپ ﷺ کے سینے میں سلائی کا نشان دیکھتے تھے۔

فوائد: ......خون کا یہ لوتھڑا من جملہ ان اجزاء میں سے تھا، جن کے ذریعے انسانی تخلیق کی تکمیل ہوتی ہے، پھر آپ ﷺ کے جسدِ اطہر سے اس لوتھڑے کو نکال دینا، یہ آپ ﷺ کی رفعت کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو کسی بڑے منصب کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔

اگر آپ ﷺ اس لوتھڑے کے بغیر پیدا ہوتے اور پیدائشی طور پر اس سے سالم ہوتے تو اس سے لوگوں کو آپ ﷺ کی حقیقت کا اندازہ نہ ہو سکتا، سو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اس کرامت کا اظہار کیا، تاکہ آپ ﷺ کے ظاہر کی طرح آپ ﷺ کے باطن کا کمال بھی ثابت ہو جائے۔

(۱۰۴۷۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۵۱۷، ومسلم: ۱۶۲ (انظر: ۱۲۲۲۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ فِيْ صِغْرِهِ وَحِفْظِ اللّٰهِ لَهُ وَحِيَاطَتِهِ وَصِيَانَتِهِ مِنْ أَقْذَارِ الْجَاهِلِيَّةِ

نبی کریم کا بچپنے میں بکریاں چرانا، اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی حفاظت کرنا اور آپ کو جاہلیت کی گندگیوں سے بچانا

(۱۰٤۷۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَجْتَنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ)) قَالَ: قُلْنَا: وَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَاهَا۔)) (مسند احمد: ۱٤٥٥١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اراک پودے کا پھل چن رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کالے رنگ والا چنو، پس بیشک وہ بڑا اچھا ہوتا ہے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، بلکہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔''

(۱۰٤۷۲)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِفْتَخَرَ أَهْلُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَهْلِ الْإِبِلِ، وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَرْعٰى غَنَمًا عَلٰى أَهْلِهِ، وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا أَرْعٰى غَنَمًا لِأَهْلِيْ بِجَيَادِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹٤۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اونٹوں اور بکریوں کے مالکوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دوسرے پر فخر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فخر اور تکبر اونٹوں کے مالکوں میں ہے اور سکینت اور وقار بکریوں کے مالکوں میں ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تو وہ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور جب مجھے مبعوث کیا گیا تو جیاد مقام پر اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا۔''

فوائد: ......اس حدیث میں انبیائے کرام کی سادگی و بے ریائی کا بیان ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''ائمۂ دین کا خیال ہے کہ انبیائے کرام کے بکریاں چرانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عاجزی و انکساری پیدا ہو جائے اور ان کے دل خلوت کے عادی بن جائیں اور ان کے لیے بکریوں کی تدبیر وانتظام سے لوگوں کی باگ ڈور سنبھالنا آسان ہو جائے، جبکہ امام کرمانی، امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام بخاری یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیے دنیا کے پجاریوں اور عیش وعشرت میں مست لوگوں کا انتخاب نہیں کیا، بلکہ ایسے لوگوں کو اس نعمت سے نوازا جو تواضع کرنے والے ہوں، جیسے بکریوں کے چرواہے اور پیشہ ور لوگ۔ (فتح الباری)

(۱۰٤۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٤۰٦، ومسلم: ۲۰٥۰ (انظر: ۱٤٤۹۷)

(۱۰٤۷۲) تخریج: حدیث صحیح لغیره، أخرجه البزار: ۲۳۷۰ (انظر: ۱۱۹۱۸)

بَابُ شَقِّ صَدْرِهِ الشَّرِيفِ لِلْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ وَهُوَ ابْنُ عَشَرَ سِنِيْنَ وَاَشْهُرٍ

دس برس اور چند ماہ کی عمر میں آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کا دوبارہ چاک کیا جانا

(١٠٤٧٣)۔ عَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ كَانَ جَرِيْئًا عَلَى أَنْ يَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَشْيَاءٍ لَا يَسْأَلُهُ عَنْهَا غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَوَّلُ مَا رَأَيْتَ فِي أَمْرِ النُّبُوَّةِ؟ فَاسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَقَالَ: ((لَقَدْ سَأَلْتَ، أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنِّيْ لَفِيْ صَحْرَاءَ ابْنُ عَشَرَ سِنِيْنَ وَأَشْهُرٍ وَإِذَا بِكَلَامٍ فَوْقَ رَأْسِيْ وَإِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَقْبَلَانِيْ بِوُجُوْهٍ لَمْ أَرَهَا لِخَلْقٍ قَطُّ وَأَرْوَاحٍ لَمْ أَجِدْهَا مِنْ خَلْقٍ قَطُّ، وَثِيَابٍ لَمْ أَرَهَا عَلٰى أَحَدٍ قَطُّ، فَأَقْبَلَا إِلَيَّ يَمْشِيَانِ حَتّٰى أَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِعَضُدِيْ لَا أَجِدُ لِأَحَدِهِمَا مَسًّا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَضْجِعْهُ فَأَضْجَعَانِيْ بِلَا قَصْرٍ وَلَا هَصْرٍ وَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: افْلِقْ صَدْرَهُ فَهَوٰى أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِيْ فَفَلَقَهَا فِيْمَا أَرٰى بِلَا دَمٍ وَلَا وَجْعٍ، فَقَالَ لَهُ: وَأَخْرِجِ الْغِلَّ وَالْحَسَدَ، فَأَخْرَجَ شَيْئًا كَهَيْئَةِ الْعَلَقَةِ ثُمَّ نَبَذَهَا فَطَرَحَهَا، فَقَالَ لَهُ: أَدْخِلِ الرَّأْفَةَ وَالرَّحْمَةَ، فَإِذَا مِثْلُ الَّذِيْ أَخْرَجَ يُشْبِهُ الْفِضَّةَ، ثُمَّ هَزَّ إِبْهَامَ رِجْلِي الْيُمْنٰى،

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے امور کے بارے میں سوالات کرنے میں دلیر تھے، کہ کوئی اور اتنے سوالات نہیں کرتا تھا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نبوت کے معاملے میں سب سے پہلی کون سی چیز دیکھی؟ آپ ﷺ برابر ہو کر بیٹھے اور پھر فرمایا: ''ابو ہریرہ! تو نے سوال کیا ہے، میں صحراء میں تھا، میری عمر دس برس اور کچھ ماہ تھی، میں نے اپنے سر کے اوپر سے کلام سنا، پس وہ ایک آدمی تھا، جو دوسرے آدمی سے یہ کہہ رہا تھا؟ کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں، پھر وہ اپنے چہروں کے ساتھ میرے سامنے آئے، میں نے اس قسم کی مخلوق نہیں دیکھی تھی، وہ ایسی روحیں تھیں کہ میں نے کبھی بھی ایسی روحیں نہیں دیکھی تھیں، ان پر ایسے کپڑے تھے کہ میں نے ان کی طرح کے کپڑے نہیں دیکھے، وہ چل کر میری طرف متوجہ ہوئے، یہاں تک کہ ہر ایک نے میرا بازو پکڑ لیا، میں نے ان کا چھونا تک محسوس نہیں کیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو لٹا دے، پس انھوں نے کسی قسم کے قہر اور زبردستی کے بغیر مجھے لٹا دیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کے سینے کو چاک کرو، پس ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور میرے خیال کے مطابق اس کو چاک کر دیا، نہ خون نکلا اور نہ کوئی تکلیف ہوئی، پھر دوسرے فرشتے نے کہا: کینہ اور حسد نکال دے، پس اس نے خون کا لوتھڑا سا نکالا اور اس کو پھینک دیا، پھر اس نے کہا: دل میں رأفت و رحمت ڈال دے، جو چیز انھوں نے نکالی تھی،

(١٠٤٧٣) تخریج: اسناده ضعیف، محمد بن معاذ مجهول، وكذالك ابو معاذ، وأما ابنه معاذ بن محمد فقد روى عنه جمع، وذكره ابن حبان في "الثقات"، أخرجه ابن حبان:٧١٥٥، والحاكم: ٣/ ٥١٠ (انظر: ٢١٢٦١)

فَقَالَ: أَغْدُ وَاسْلَمْ، فَرَجَعْتُ بِهِمَا أَغْدُوْ رِقَّةً عَلَى الصَّغِيْرِ وَرَحْمَةً لِلْكَبِيْرِ.)) (مسند احمد: ٢١٥٨١)

وہ چاندی کے مشابہ تھی، پھر اس نے میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلایا اور کہا: چلو اور سلامت رہو، پس میں ان دونوں کے ساتھ اس حال میں لوٹا کہ چھوٹے پر نرمی کر رہا تھا اور بڑے پر رحمت۔‘‘

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۴۷۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ زَوَاجِهِ ﷺ بِالسَّيِّدَةِ الْمَصُوْنَةِ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رضی اللہ عنہا

پاک دامن سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی شادی کا بیان

(١٠٤٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ خَدِيْجَةَ وَكَانَ أَبُوْهَا يَرْغَبُ عَنْ أَنْ يُزَوِّجَهُ فَصَنَعَتْ طَعَامًا وَشَرَابًا فَدَعَتْ أَبَاهَا وَزُمَرًا مِنْ قُرَيْشٍ فَطَعِمُوْا وَشَرِبُوْا حَتّٰى ثَمِلُوْا، فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ لِأَبِيْهَا: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَخْطُبُنِيْ فَزَوِّجْنِيْ إِيَّاهُ، فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ، فَخَلَّقَتْهُ وَأَلْبَسَتْهُ حُلَّةً وَكَذٰلِكَ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ بِالْآبَاءِ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ سُكْرُهُ نَظَرَ فَإِذَا هُوَ مُخَلَّقٌ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، فَقَالَ: مَا شَأْنِيْ! مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: زَوَّجْتَنِيْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أُزَوِّجُ يَتِيْمَ أَبِيْ طَالِبٍ! لَا، لَعَمْرِيْ! فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: أَمَا تَسْتَحِيْ؟ تُرِيْدُ أَنْ تُسَفِّهَ نَفْسَكَ عِنْدَ قُرَيْشٍ! تُخْبِرُ النَّاسَ أَنَّكَ كُنْتَ سَكْرَانَ؟ فَلَمْ تَزَلْ بِهِ حَتّٰى رَضِيَ۔ (مسند احمد: ٢٨٥٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا، ان کا باپ ان کی آپ ﷺ سے شادی کرنے کی رغبت نہیں کرتا تھا، پس سیدہ نے کھانا پینا تیار کیا اور اپنے باپ اور قریشیوں کے ایک گروہ کو دعوت دی، پس انھوں نے کھانا کھایا اور مشروب پیا، یہاں تک کہ ان کو نشہ آ گیا، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا: بیشک محمد بن عبداللہ ﷺ نے مجھے منگنی کا پیغام بھیجا ہے، لہٰذا آپ ان سے میری شادی کر دیں، پس اس نے نشے کی حالت میں شادی کر دی، سیدہ نے اپنے باپ کو خلوق خوشبو لگائی اور اس کو ایک پوشاک بھی پہنا دی، وہ لوگ جاہلیت میں دلہن کے باپ کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے، جب اس کا نشہ ختم ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس نے خلوق خوشبو لگائی ہوئی ہے اور ایک پوشاک زیب تن کی ہوئی ہے، اس نے کہا: میری کیا صورتحال ہے، یہ کیا ہے؟ سیدہ نے کہا: آپ نے محمد بن عبد اللہ ﷺ سے میری شادی کر دی ہے، اس نے کہا: میں ابو طالب کے یتیم سے شادی کروں، نہیں، میری عمر کی قسم! نہیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ کو شرم نہیں آتی؟ اب قریشیوں کے ہاں اپنے

(١٠٤٧٤) تخريج: اسناده ضعيف، فقد شكّ حماد بن سلمة في وصله، ثم ان حماد بن سلمة قد دلسه، أخرجه الطبراني: ١٢٨٣٨ (انظر: ٢٨٥٠)

آپ کو بیوقوف ثابت کرنا چاہتے ہو، تم لوگوں کو یہ بتلانا چاہتے ہو کہ تم نشے کی حالت میں تھے؟ پس وہ اس کے ساتھ چمٹی رہیں، یہاں تک کہ وہ راضی ہو گیا۔

فوائد: ...... آپ ﷺ کی سب سے پہلی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، یہ نسب کے لحاظ سے قُصَی میں آپ ﷺ کے ساتھ مل جاتی ہیں، ذیل میں مذکورہ دونوں ناموں پر غور کریں اور محمد ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نسبی رشتے کا اندازہ لگائیں۔

محمد ﷺ بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

خديجة رضی اللہ عنہا بنت خويلد بن اسد بن عبد العزى بن قصی بن کلاب

اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر (۲۵) برس اور سیدہ کی عمر (۴۰) برس تھی، شادی کی پیش کش سیدہ کی طرف سے کی گئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ ﷺ کے شرفِ زوجیت سے نوازا اور ایسی سعادت عطا فرمائی کہ پہلوں اور پچھلوں سب کے لیے باعث رشک ٹھہریں۔

بَابٌ فِيْ ذِكْرِ تَجْدِيْدِ قُرَيْشٍ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ قَبْلَ الْبَعْثِ بِخَمْسِ سِنِيْنَ وَاخْتِلَافِهِمْ فِيْ رَفْعِ الْحَجَرِ وَتَحْكِيْمِهِ ﷺ فِيْ رَفْعِهِ وَتَسْمِيَتِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْأَمِيْنِ

قریشیوں کا نبوت سے پانچ سال قبل کعبہ کی عمارت کی تجدید کرنا، حجرِ اسود کو اٹھانے میں ان کا اختلاف کرنا اور پھر آپ ﷺ کو اس معاملے کا حاکم بنانا اور دورِ جاہلیت میں آپ ﷺ کو امین کا لقب ملنا

(۱۰٤۷۵)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ وَذَكَرَ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: فَهَدَمَتْهَا قُرَيْشٌ وَجَعَلُوْا يَبْنُوْنَهَا بِحِجَارَةِ الْوَادِي تَحْمِلُهَا قُرَيْشٌ عَلٰى رِقَابِهَا فَرَفَعُوْهَا فِي السَّمَاءِ عِشْرِيْنَ ذِرَاعًا، فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَحْمِلُ حِجَارَةً مِنْ أَجْيَادٍ وَعَلَيْهِ نَمِرَةٌ فَضَاقَتْ عَلَيْهِ النَّمِرَةُ فَذَهَبَ يَضَعُ النَّمِرَةَ عَلٰى عَاتِقِهِ فَيُرٰى عَوْرَتُهُ مِنْ صِغَرِ النَّمِرَةِ، فَنُوْدِيَ يَا مُحَمَّدُ! خَمِّرْ عَوْرَتَكَ، (وَفِيْ

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ جاہلیت میں کعبہ کی تعمیر کا ذکر کر رہے تھے، انھوں نے کہا: قریش نے کعبہ کو گرایا اور پھر اس کو وادی کے پتھروں سے بنانا شروع کیا، وہ اپنی گردنوں پر پتھر اٹھا کر لاتے، انھوں نے عمارت کو بیس ہاتھ بلند کیا، نبی کریم ﷺ بھی اجیاد سے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے، آپ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر باندھی ہوئی تھی، وہ چادر تنگ تھی، جب آپ ﷺ نے اس کو اپنے کندھے پر رکھنا چاہا تو اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے پردے کے مقامات نظر آنے لگے، کسی نے آواز دی: اے محمد! اپنی شرمگاہ پر

(۱۰٤۷۵) تخريج: اسناده قوی، أخرجه عبد الرزاق: ۹۱۰٦ (انظر: ۲۱۸۰۰)

رِوَايَةٍ: فَنُوْدِيَ لَا تَكْشِفْ عَوْرَتَكَ فَأَلْقَى الْحَجَرَ وَلَبِسَ ثَوْبَهُ) فَلَمْ يُرَ عُرْيَانًا بَعْدَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۴۲۱۰)

پردہ کرو، ایک روایت میں ہے: پس آپ کو آواز دی گئی: اپنی شرمگاہ کو ننگا نہ کرو، پس آپ ﷺ نے پتھر پھینک دیا اور چادر باندھ لی، اس کے بعد آپ ﷺ کو ننگی حالت میں نہیں دیکھا گیا۔

(۱۰۴۷۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرًا يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمْ حِجَارَةَ الْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ: يَا ابْنَ أَخِيْ لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ، قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُؤِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا۔ (مسند احمد: ۱۴۳۸۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ کعبہ کے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے، آپ ﷺ نے تہبند باندھا ہوا تھا، آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بھتیجے! اگر تم اپنا ازار کھول کر اس کو اپنے کندھے پر پتھروں کے نیچے رکھ لو تو اچھا ہوگا، پس آپ ﷺ نے جونہی ازار کھول کر اپنے کندھے پر رکھا تو آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس کے بعد آپ ﷺ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کے مزاج میں نبوت سے پہلے پائی جانے والی شرّ کے خلاف فطرت تھی۔

(۱۰۴۷۷)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مَوْلَاهُ يَعْنِي السَّائِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ يَبْنِي الْكَعْبَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: وَلِيْ حَجَرٌ أَنَا نَحَتُّهُ بِيَدَيَّ أَعْبُدُهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَأَجِيْءُ بِاللَّبَنِ الْخَاثِرِ الَّذِيْ أَنْفَسُهُ عَلٰى نَفْسِيْ فَأَصُبُّهُ عَلَيْهِ فَيَجِيْءُ الْكَلْبُ فَيَلْحَسُهُ ثُمَّ يَشْغَرُ فَيَبُوْلُ، فَبَنَيْنَا حَتّٰى بَلَغْنَا مَوْضِعَ الْحَجَرِ وَمَا يَرَى الْحَجَرَ أَحَدٌ، فَإِذَا هُوَ وَسْطَ حِجَارَتِنَا مِثْلَ رَأْسِ الرَّجُلِ يَكَادُ يَتَرَاءٰى مِنْهُ وَجْهُ الرَّجُلِ فَقَالَ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ: نَحْنُ نَضَعُهُ، وَقَالَ آخَرُوْنَ: نَحْنُ نَضَعُهُ، فَقَالُوْا: اجْعَلُوْا

سیدنا سائب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی دورِ جاہلیت میں کعبہ کو تعمیر کرنے والوں میں تھے، وہ کہتے ہیں: میرا ایک پتھر تھا، میں اپنے ہاتھوں سے اس کو تراشتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتا تھا، میں اپنے نفس پر جس جمے ہوئے دودھ کا بخل کرتا تھا، وہ لا کر اس بت پر بہا دیتا تھا، پھر کتا آ کر اس کو چاٹتا اور پھر ایک ٹانگ اٹھا کر اس پر پیشاب کر دیتا۔ پس جب ہم بیت اللہ کی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کے مقام تک پہنچے اور کوئی آدمی حجرِ اسود کو نہیں دیکھ رہا تھا، جبکہ وہ پتھروں کے درمیان میں آدمی کے سر کی طرح پڑا ہوا تھا اور (اتنا چمکدار تھا کہ) اس میں آدمی کا چہرہ نظر آ جاتا تھا، قریش کے ایک بطن (چھوٹے قبیلے) نے کہا: ہم اس پتھر کو اپنی جگہ پر نصب کریں گے، دوسرے لوگوں نے کہا: ہم رکھیں گے،

(۱۰۴۷۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۶۴، ومسلم: ۳۴۰ (انظر: ۱۴۳۳۲)
(۱۰۴۷۷) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۱۵۵۰۴)

بَيْنَكُمْ حَكَمًا ، فَقَالُوْا: اَوَّلُ رَجُلٍ يَطْلُعُ مِنَ الْفَجِّ ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوْا: أَتَاكُمُ الْأَمِيْنُ ، فَقَالُوْا لَهُ: فَوَضَعَهُ فِيْ ثَوْبٍ ثُمَّ دَعَا بُطُوْنَهُمْ فَأَخَذُوْا بِنَوَاحِيْهِ مَعَهُ فَوَضَعَهُ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۸۹)

پھر انھوں نے کہا: تم آپس میں ایک آدمی کو بطورِ فیصل منتخب کر لو، پھر انھوں نے کہا: جو پہلا اس کھلے راستے کی طرف سے آئے گا، وہ فیصلہ کرے گا، اتنے میں وہاں سے نبی کریم ﷺ نمودار ہوئے، سب نے کہا: امین آ گیا، لوگوں نے آپ ﷺ کو تفصیل بتائی، آپ ﷺ نے اس پتھر کو ایک کپڑے میں رکھا اور پھر ان کے قبیلوں کو بلایا، انھوں نے اس کپڑے کے کونے پکڑ کر اس کو اٹھایا اور پھر آپ ﷺ نے اس کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

فوائد: ......بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے ہر قبیلہ کے سردار کو طلب کیا اور پھر ہر سردار کو کپڑا تھمایا۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر قبیلہ کپڑے کو ایک طرف سے پکڑ لے اور پھر سب مل کر اٹھا لو۔'' پس انھوں نے ایسے ہی کیا، پھر جب انھوں نے پتھر کو اس کی جگہ کے قریب پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

یہ آپ ﷺ کی امانت و دیانت اور حکمت و دانائی تھی۔

(۱۰٤۷۸)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مِيْنَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ ؓ يَقُوْلُ: حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ عَائِشَةُ (أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ؓ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِشِرْكٍ أَوْ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ ، بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا ، وَزِدْتُ فِيْهَا مِنَ الْحَجَرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ ، فَإِنَّ قُرَيْشًا اِقْتَصَرَتْهَا حِيْنَ بَنَتِ الْكَعْبَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۹۷۷)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری خالہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ ؓ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تمہاری قوم کا شرک یا جاہلیت کا زمانہ قریب قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا دیتا، دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے بناتا، ایک مشرقی اور ایک مغربی اور حطیم کی طرف سے چھ ہاتھ اس میں اضافہ کر دیتا، کیونکہ قریش نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو انھوں نے اس کو کم کر دیا تھا۔''

فوائد: ......قریشیوں نے صرف مشرقی دروازہ نصب کیا تھا اور وہ بھی زمین کی سطح سے اونچا تھا، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہر کوئی بیت اللہ میں داخل نہ ہو سکے، بلکہ وہ خود جس کو چاہتے داخل کرتے اور جس کو چاہتے روک لیتے۔

(۱۰٤۷۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳۳۳ (انظر: ۲٥٤٦۳)

جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ پر کنٹرول حاصل کر لیا تو انھوں نے آپ ﷺ کی اس خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے حطیم کو عمارت میں شامل کر کے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کی اور دو دروازے نصب کیے، ایک مشرقی اور دوسرا مغربی، ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکل جاتے۔

پھر جب حجاج بن یوسف نے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو اس نے بنو امیہ کے موجودہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کی طرف لکھا کہ ابن زبیر نے یہ تبدیلی اپنی رائے کی روشنی میں کی تھی، اس لیے عبدالملک نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی عمارت کو سابق شکل میں تبدیل کر دیا جائے اور ایسے ہی ہوا۔

پھر خلیفہ مہدی یا اس کے باپ خلیفہ منصور نے اپنی عہد خلافت میں امام مالک رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ ہم کعبہ کی عمارت کو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر نو کی شکل دینا چاہتے ہیں، لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے حکیمانہ جواب دیتے ہوئے کہا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اس عمارت کو کھلونا بنالیں، پس انھوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور آج تک خانہ کعبہ کا وہی ڈیزائن موجود ہے۔

مزید دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۳۴۶)

(۱۰٤۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ ثُمَّ جَعَلْتُهَا عَلٰى أُسِّ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ قُرَيْشًا يَوْمَ بَنَتْهَا اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا، وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: خِلْفًا۔)) (مسند احمد: ۲٤۸۰۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری قوم کا کفر کا زمانہ قریب قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا کر اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر تعمیر کرتا، قریش نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو انھوں نے اس کو کم کر دیا تھا اور میں اس کا پیچھے سے بھی ایک دروازہ رکھ دیتا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ وَالتَّبْشِيْرِ بِمَبْعَثِهِ ﷺ وَصِفَتِهِ فِي التَّوْرَاةِ

نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والی علامتیں اور آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت اور تورات میں آپ ﷺ کی بیان کردہ صفات

(محمد رسول اللہ ﷺ سابقہ کتب میں)

(۱۰٤۸۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ (وَفِي

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں، وہ بعثت سے پہلے یا بعثت والی راتوں کو مجھ کو سلام کہتا تھا، میں اب بھی

(۱۰٤۷۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۵۸۵، ومسلم: ۱۳۳۳ (انظر: ۲٤۲۹۷)

(۱۰٤۸۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۷۷ (انظر: ۲۰۸۲۸)

رِوَايَةٍ: لَيَالِيَ بُعِثْتُ) إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔)) اس کو پہچانتا ہوں۔''

(مسند احمد: ۲۱۱۱۳)

فوائد: ......اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزہ کا بیان ہے، نیز معلوم ہوا کہ جمادات میں بھی تمیز اور شناخت کا شعور موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ ......''اور بے شک ان سے کچھ پتھر یقیناً وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں'' (سورۂ بقرہ: ۷۴)

(۱۰۴۸۱)۔ عَنْ أَبِي صَخْرٍ الْعُقَيْلِيِّ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ قَالَ: جَلَبْتُ جَلُوبَةً إِلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ بَيْعَتِي قُلْتُ: لَأَلْقَيَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَأَسْمَعَنَّ مِنْهُ، قَالَ: فَتَلَقَّانِي بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُوْنَ فَتَبِعْتُهُمْ فِي أَقْفَائِهِمْ حَتّٰى أَتَوْا عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ نَاشِرًا التَّوْرَاةَ يَقْرَؤُهَا، يُعَزِّيْ بِهَا نَفْسَهُ عَلٰى ابْنٍ لَهُ فِي الْمَوْتِ كَأَحْسَنِ الْفِتْيَانِ وَأَجْمَلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُنْشِدُكَ بِالَّذِيْ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ هَلْ تَجِدُ فِيْ كِتَابِكَ ذَا صِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ؟)) فَقَالَ بِرَأْسِهِ هٰكَذَا أَيْ لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِنِّيْ وَالَّذِيْ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ أَنَّا لَنَجِدُ فِيْ كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوا الْيَهُوْدَ عَنْ أَخِيْكُمْ۔)) ثُمَّ وَلِيَ كَفْنَهُ وَحَنَّطَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۸۸)

ایک بدّو سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: میں نبی کریم ﷺ حیاتِ مبارکہ میں کچھ سامانِ تجارت مدینہ منورہ میں لے کر آیا، جب میں اپنی تجارت سے فارغ ہوا تو میں نے کہا: میں اس آدمی کو ضرور ملوں گا اور اس کی باتیں سنوں گا، پس جب وہ (نبی ﷺ) مجھے ملے تو وہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان چل رہے تھے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ وہ ایک یہودی آدمی کے پاس پہنچ گئے، وہ تورات کھول کر پڑھ رہا تھا اور اپنے نفس کو تسلی دے رہا تھا، کیونکہ اس کا انتہائی خوبصورت نوجوان بیٹا قریب المرگ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی سے فرمایا: ''میں تجھ کو تورات کو نازل کرنے والی ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا تو اپنی کتاب میں میری صفات اور جائے خروج کا ذکر پاتا ہے؟'' اس نے سر سے نہیں کا اشارہ کیا، لیکن اس کے نوجوان بیٹے نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے تورات کو نازل کیا، ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفات اور جائے خروج کا ذکر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب ان یہودیوں کو اپنے بھائی کے پاس سے کھڑا کر دو۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے کفن کا انتظام و انصرام کیا اور اس کو خوشبو لگائی اور اس نماز جنازہ ادا کی۔

(۱۰۴۸۱) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ابی صخر العقيلی (انظر: ۲۳۴۹۲)

فوائد: ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: ((أَسْلِمْ۔)) فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ۔)) ......''ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا ہے، وہ بیمار ہوگیا، آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا: ''تو مسلمان ہو جا۔'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، جو کہ اس کے پاس موجود تھا، اُس نے کہا: تو ابو القاسم ﷺ کی اطاعت کر، پس وہ مسلمان ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے نکلے اور فرمایا: ''ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے اس کو آگ سے نجات دلائی ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۳۶۸)

(۱۰۴۸۲)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِصِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ وَأَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَسْتَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ، قَالَ يُونُسُ: وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا، قَالَ يُونُسُ: غُلْفِي۔ (مسند احمد: ٦٦٢٢)

عطاء بن یسار کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے کہا: تم مجھے تورات میں بیان شدہ رسول اللہ ﷺ کی صفات بتلاؤ، انھوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، اللہ کی قسم! جیسے آپ ﷺ کی صفات قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، ایسے ہی تورات میں بیان کی گئیں ہیں، جیسا کہ تورات میں ہے: اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اُمی لوگوں کے لیے ذریعۂ حفاظت بنا کر بھیجا، تو میرا بندہ اور رسول ہے، میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے، نہ تو بدخلق ہے، نہ سخت مزاج ہے، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والا ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں دیتا ہے، بلکہ معاف کر دیتا ہے اور بخش دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نبی کو اس وقت تک فوت نہیں کرے گا، جب تک اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہیں کر دے گا اور وہ اس طرح کہ لوگ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ دیں، پس وہ اس کے ذریعے اندھی آنکھوں کو، بہرے کانوں کو اور بند دلوں کو کھول دے گا۔''

فوائد: ......رسول اللہ ﷺ ان تمام صفات سے بدرجۂ اتم و اکمل متصف تھے۔

(۱۰۴۸۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۲۵ (انظر: ٦٦٢٢)

(۱۰۴۸۳)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَنَحْنُ فِيْ غَزْوَةِ رُوْدِسَ يُقَالُ لَهُ:اِبْنُ عَبْسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَسُوْقُ لِآلٍ لَنَا بَقَرَةً، قَالَ: فَسَمِعْتُ مِنْ جَوْفِهَا يَا آلَ ذَرِيْحٍ، قَوْلٌ فَصِيْحٌ، رَجُلٌ يَصِيْحُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۱۶۸۱۵)

مجاہد کہتے ہیں: جاہلیت کو پانے والے ایک شیخ نے ہم کو بیان کیا، جبکہ ہم غزوۂ رودِس میں تھے، اس شیخ کو ابن عبس کہتے تھے،اس نے کہا: میں اپنی آل کی ایک گائے کو ہانک رہا تھا کہ میں نے اس کے پیٹ یہ آواز سنی: اے آل ذریح! فصاحت والا کلام ہے،ایک آدمی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز لگا رہا ہے، پھر جب ہم مکہ میں آئے تو نبی کریم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ مکہ میں نبوت کا اعلان کر چکے تھے۔

(۱۰۴۸۴)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ فَأَخَذَهَا فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَأَقْعَى الذِّئْبُ عَلٰى ذَنَبِهِ قَالَ: أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ! تَنْزِعُ عَنِّيْ رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيَّ؟ فَقَالَ: يَا عَجَبِيْ! ذِئْبٌ مُقْعٍ عَلٰى ذَنَبِهِ يُكَلِّمُنِيْ كَلَامَ الْإِنْسِ، فَقَالَ الذِّئْبُ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْرِبَ يُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الرَّاعِيْ يَسُوْقُ غَنَمَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَزَوَاهَا إِلٰى زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، ثُمَّ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِيَ اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لِلرَّاعِيْ: ((أَخْبِرْهُمْ)) فَأَخْبَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ لیا، لیکن چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھین لی، وہ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا: کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے، جو اللہ تعالیٰ مجھے عطا کیا ہے؟ اس نے کہا: بڑا تعجب ہے، اپنی دم پر بیٹھا ہوا یہ بھیڑیا انسان کی طرح مجھ سے کلام کرتا ہے، اتنے میں بھیڑیے نے پھر کہا: کیا میں تجھے اس سے زیادہ تعجب والی بات بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں ظاہر ہو چکے ہیں اور لوگوں کو ماضی کی خبریں بتلاتے ہیں، چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانکنا شروع کیا، یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوا اور مدینہ کے ایک کونے میں ان کو جمع کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سارے ماجرے کی آپ ﷺ کو خبر دی، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور ''اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ'' کی آواز لگائی گئی، جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور چرواہے سے فرمایا: ''ان لوگوں کو وہ بات بتلاؤ۔'' پس اس نے ان کو یہ بات بتلائی، پھر

(۱۰۴۸۳) تخريج: هذا الاثر اسناده ضعيف، تفرد به عبيدالله بن ابى زياد وهو ممن لا يحتمل تفرده (انظر: ۱۶۶۹۵)

(۱۰۴۸۴) تخريج: رجاله ثقات رجال الصحيح، أخرجه الترمذى: ۲۱۸۱ (انظر: ۱۱۷۹۲)

وَيُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَيُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ۔)) (مسند احمد: ١١٨١٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سچ کہہ رہا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہیں ہوگا کہ درندے لوگوں سے باتیں کریں گے، آدمی کے کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا اور بندے کی ران اس کو وہ کچھ بتلائے گی، جو اس کے اہل نے اس کے بعد کیا ہوگا۔''

(١٠٤٨٥)۔ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا اَعْرَابِيٌّ فِيْ بَعْضِ نَوَاحِي الْمَدِيْنَةِ فِيْ غَنَمٍ لَهُ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَاَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ (فَذَكَرَ نَحْوَ الطَّرِيْقِ الْأُوْلٰى وَفِيْهِ: أَنَّ الذِّئْبَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ) رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّخْلَتَيْنِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُحَدِّثُ النَّاسَ عَنْ نَبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَمَا يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ: فَنَعَقَ الْأَعْرَابِيُّ بِغَنَمِهِ حَتّٰى اَلْجَأَهَا إِلٰى بَعْضِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى ضَرَبَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((أَيْنَ الْأَعْرَابِيُّ صَاحِبُ الْغَنَمِ؟)) فَقَامَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَدِّثِ النَّاسَ بِمَا سَمِعْتَ وَمَا رَأَيْتَ ......" الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١١٨٦٣)

(دوسری سند) ایک بدّو مدینہ منورہ کے کسی کونے میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ایک بکری پکڑ کر لے گیا، ....، اس بھیڑیے نے اس بدّو سے کہا: کھجوروں کے مابین اور دو حرّوں کے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے، وہ لوگوں کو گزر جانے والی اور اگلے زمانے کی باتیں بتلاتا ہے، پس بدّو نے اپنی بکریوں کو آواز دی اور مدینہ میں کسی مقام پر ان کو چھوڑا اور خود نبی کریم ﷺ کی طرف چلا گیا اور آپ ﷺ کے دروازے پر دستک دی، جب آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''وہ بکریوں والا بدّو کہاں ہے؟'' وہ بدّو کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جو کچھ تو نے سنا ہے اور دیکھا ہے، وہ لوگوں کو بیان کر، ....۔''

(١٠٤٨٦)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَهُ يَهُشُّ عَلَيْهَا فِيْ بَيْدَاءِ ذِي الْحُلَيْفَةِ إِذْ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَانْتَزَعَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَجَهْجَأَهُ

(تیسری سند) بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی ذو الحلیفہ میں بیداء مقام پر اپنی بکریوں کو ہانک رہا تھا، اچانک ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری لے گیا، لیکن اس بندے نے اس کو ڈانٹا، چلّایا اور اس کو پتھر مارا اور اس سے اپنی بکری بچا لی، پھر وہ

(١٠٤٨٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ١١٨٤١)

(١٠٤٨٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الثانى

الرَّجُلُ فَرَمَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى اسْتَنْقَذَ مِنْهُ شَاتَهُ، ثُمَّ إِنَّ الذِّئْبَ أَقْبَلَ حَتَّى أَقْعَى مُسْتَذْفِرًا بِذَنَبِهِ مُقَابِلَ الرَّجُلِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ۔ (مسند احمد: ١١٨٦٦)

بھیڑیا اپنی دم کو ٹانگوں کے درمیان کر کے اس آدمی کے سامنے بیٹھ گیا، ....آگے وہی روایت ذکر کی۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے سابقہ مذہبی ادب میں آپ ﷺ کا واضح تذکرہ ملتا ہے۔ اس ضمن میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ کا بڑا خوبصورت تذکرہ موجود ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۱۷۴۳)، نیز درج ذیل مضمون کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں:

محمد رسول اللہ ﷺ سابقہ کتب میں:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! انبیا کی تعداد کتنی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے، ان میں رسولوں کی تعداد (۳۱۵) تھی، جم غفیر ہے۔'' (مسند احمد: ۵/ ۲۶۵)

ان (۳۱۵) رسولوں میں درج ذیل پانچ اولوا العزم پیغمبر تھے:

نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد علیہم السلام۔

پھر محمد ﷺ کو سید الاولین والآخرین قرار دیا گیا، آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے پہلے اور آخری رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے پیغام رساؤں اور قاصدوں کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا، وہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گیا۔

یہودیوں کی تورات، عیسائیوں کی انجیل اور ہندوؤں کی ویدوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں پیشین گوئیاں کی گئی ہیں، ان کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ پیشین گوئیاں واضح، دوٹوک اور اظہر من الشمس ہیں۔ بہرحال دنیا نے ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج دریافت نہیں کیا۔

قرآن مجید کی شہادت:

اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مذہبی معاملات میں ہمارا سارا اعتماد قرآن و حدیث پر ہے، ہماری شریعت میں جن اسرائیلی روایات کے صدق یا کذب پر مشتمل ہونے کا پتہ نہ چل رہا ہو، سرے سے ان کی تصدیق یا تکذیب کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما دیا ہے کہ تورات و انجیل میں نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشینگوئیاں اور آپ اور آپ کے صحابہ کی صفات کا تذکرہ موجود ہے، اس لیے یہ تسلیم کرنا ضروری ہوگا کہ ان دو کتب میں یہ تذکرے موجود تھے، لیکن تورات یا انجیل کے کسی نسخے کو دیکھ کر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ وہی جملے یا الفاظ ہیں جو موسیٰ علیہ السلام یا

عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ اس بحث سے ہمارے دو مقاصد ہیں:

۱۔ اہل کتاب پر ان کی الہامی کتب کے ذریعے ان پر حق واضح کیا جائے۔

۲۔ اگرچہ اہل اسلام کے لیے قرآنِ وحدیث ہی کافی ہیں، لیکن طبعی طور پر اس امر سے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اغیار کا مذہبی ادب بھی ہمارے نبی اور دین کو برحق تسلیم کر رہا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ﴾ (سورۂ اعراف: ۱۵۶) یعنی: ''جولوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔''

قرآن مجید کی اس شہادت سے معلوم ہوا کہ تورات وانجیل میں آپ ﷺ کا تذکرہ موجود تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ. ﴾ (سورۂ صف: ۵)

یعنی: ''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے (میری قوم)، بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جنکا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ انکے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ میں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشخبری سنائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۲۸)

یعنی: ''اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو غلبے والا اور حکمت والا ہے۔''

ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے کعبہ کی تعمیر کرتے وقت یہ دعا کی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں چھبیس صدیوں کے بعد پوری کی۔

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ ہوں، جس کو ام الکتاب میں اس وقت خاتم النبین لکھ دیا گیا تھا، جب آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے، اور میں

عنقریب تم کو اس کی تأویل کے بارے میں بتلاؤں گا، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت۔“
ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۴۵۷)۔

سابقہ مذہبی کتب میں تذکرۂ محمدی

سابقہ کتب میں آپ ﷺ کے نام اور ان کے معانی:

نراشنس: محمد مامح: محمد متر پیا: رحم والا، ہمدردی والا، استوت اریتا: م ددگار، تمام قوموں کو یکجا کرنے والا
فارقلیط: احمد یا محمد۔

حیران کن بات یہ ہے کہ عیسائی، یہودی اور ہندو نبی آخر الزمان، اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں، انھوں نے جان بوجھ کر اپنی اپنی کتابوں میں تحریفیں کیں، لیکن اس کے باوجود ان کی کتب میں ایسی عبارات موجود ہیں، جن کا واضح طور پر مصداق محمد ﷺ ٹھہرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ورقہ بن نوفل، نجاشی اور ہرقل جیسے عظیم لوگوں نے ان حقائق کا اعتراف کر لیا تھا۔

صحف آدم میں:

آدم علیہ السلام کو صحیفے عطا کیے گئے، ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر کہا: اے آدم! جو شخص میرے اس گو (خانہ کعبہ) کی زیارت سے مشرف ہو گا، اسے میری زیارت ہو گی .... حتی کہ سلسلہ تیرے فرزند ار جمند تک پہنچے گا، جو تیری اولاد میں افضل ہو گا، اس کا نام نامی محمد ہو گا، حسن و جمال میں بدر کامل ہو گا۔ (نقوش: رسول نمبر، محمد طفیل، ج 9، ش 130، ص: 33، ایڈیشن: 1984ء، ادارہ فروغ اردو لاہور)

تورات میں

تورات تاریخ یہودیت کے پہلے تین ادوار میں ہی ضیاع اور آتش زنی کا شکار ہو چکی تھی، .... بہر حال یہ ایک الہامی کتاب ہے، ہم اپنے موضوع سے متعلقہ چند ایک اقتباسات نقل کریں گے، تاکہ آپ ﷺ کی شان میں اضافہ ہو جائے۔

تورات سِفر التثنیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام سے کہا: آپ بنی اسرائیل سے کہہ دیجئے کہ میں ان کے لیے آخری زمانہ میں آپ کی ہی طرح کا ایک نبی بھیجوں گا، جو ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے ہو گا اور میں اپنے کلام کو اس کی زبان پر جاری کروں گا۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی نے کہا: اور یہ بات معلوم ہے کہ موسی علیہ السلام کے بعد ہر نبی بنی اسرائیل میں سے ہوا اور ان میں آخری نبی عیسی علیہ السلام ہوئے اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے محمد ﷺ نبی ہوئے، اس لیے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے تھے اور اسماعیل، اسحاق کے بھائی تھے۔ اگر یہ بشارت بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کسی نبی کے بارے میں ہوتی تو ان کے بھائیوں کا ذکر بے معنی ہوتا۔ (الصادق الامین: ص ۹۲)

سِفر التثنیہ میں ہے: اور رب سینا سے آیا، اور ان کے لیے ساعیر سے چمکا اور جبل فاران سے آتا ہوا جلوہ افروز ہوا اور اس کے ساتھ دس ہزار پاکباز لوگ آئے اور اس کے دائیں ہاتھ سے ان کے لیے شریعت کی آگ ظاہر ہوئی۔ (سفر التثنیہ: باب ۳۲، عربی ترجمہ، مطبوعہ: ۱۸۴۴)

ہندو کتابوں میں

ہندو دھرم، جس کی بنیاد ۱۵۰۰ ق م رکھی گئی، ہمارے برصغیر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کا مشہور اور قدیم مذہب ہے۔ ہندوستان میں اسی دھرم کو ماننے والوں کی اکثریت ہے۔

ہندو دھرم کی سب سے مشہور اور اولین کتاب وید ہے، وید چار ہیں، جو بالترتیب یہ ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھر وید۔

نراشنس کا ذکر چاروں ویدوں میں ہے، لیکن سب سے تفصیلی ذکر اتھر وید میں ہے، لہٰذا سب سے پہلے اسی کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب میں اس موضوع پر کل چودہ منتر ہیں، جو اتھر وید، کانڈ (۲۰)، سوکت (۱۲۷)، منتر (۱) تا (۱۴) پر مشتمل ہیں۔ (ہم بعض منتروں کا ذکر کریں گے)

منتر (۱): لوگو! احترام سے سنو، نراشنس کی تعریف کی جائے گی، ہم اس مہاجر یا امن کے علمبردار کو ساٹھ ہزار نوے دشمنوں کے درمیان محفوظ رکھیں گے۔

ابن اکبر اعظمی نے کہا: "نر اشنس" سنسکرت زبان کا لفظ ہے، یہ دو الفاظ سے مرکب ہے، ایک لفظ ''نر'' ہے، جس کے معانی انسان کے ہیں اور دوسرا لفظ ''اشنس'' ہے، جس کے معانی ہیں: وہ شخص جس کی کثرت سے تعریف کی جائے۔ اس طرح "نر اشنس" کا بعینہ وہی معنی ہوا جو عربی میں لفظ ''محمد'' کا ہے۔

ساٹھ ہزار نوے دشمن، اس تعداد کا تعین نہایت باریکی کے ساتھ کیا گیا، یہ نہایت عظیم اور حیرتناک پیشین گوئی ہے، شارحین اس کا مصداق ڈھونڈنے اور محمد ﷺ پر اس کو چسپاں کرنے کے سلسلے میں حیران و پریشان ہیں۔ ....ان دشمنوں سے مراد مردان جنگی ہیں، جو تلوار لے کر آپ ﷺ کے مقابل آئے، یا جنھوں نے خفیہ طور پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ تفصیل یہ ہے: قریش اور ان کے حلفا بنو غطفان اور ان کے شرکاء کی کل تعداد دس ہزار تھی، جو جنگ خندق میں اکٹھے تھے اور دوسری جنگوں میں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں، یہود کے مختلف قبائل کے مردان جنگی کی تعداد دس ہزار تھی، جو خیبر میں تقریباً یکجائی طور سے لڑے اور باقی جنگوں میں متفرق طور پر۔ رومی جنھوں نے مدینہ پر دھاوا بول کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہی اور جن سے مقابلہ کے لیے آپ ﷺ تبوک تشریف لے گئے، ان کی کل تعداد چالیس ہزار تھی۔ منافقین، جنھوں نے تبوک میں ساتھ دینے سے معذرت کر لی، (۸۰) تھے، اور تبوک میں جانے والے (۱۲) یا (۱۳) تھے، انھوں نے واپسی پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کا اقدام کیا، لیکن ناکام رہے اور ان میں

سے دو تین متذبذب تھے اور انھوں نے توبہ کر لی تھی۔ اس طرح سے یہ کل ساٹھ ہزار نوے دشمن تھے۔

منتر (۲) اس کی سواری اونٹ ہو گا اور اس کی بارہ بیویاں ہوں گی، اس کا درجہ اتنا بلند اور اس کی سواری اتنی تیز ہو گی کہ وہ آسمان کو چھوئے گی اور پھر اتر آئے گی۔

منتر (۴) تبلیغ کر اے احمد، تبلیغ کر جیسے چڑیاں پکے ہوئے پھل والے درخت پر چہچہاتی ہیں۔ تیری زبان اور تیرے دونوں ہونٹ قینچی کے دونوں پھلوں کی طرح چلتے ہیں۔

اس منتر میں ریبھ نام کا انسان مخاطب ہے، یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے، جس کا بعینہ وہی معنی ہے جو عربی میں احمد ہے، یعنی کثرت سے یا سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے والا۔

منتر (۵) حمد کرنے والے اپنی حمدوں کے ساتھ یا نمازی اپنی نمازوں کے ساتھ طاقتور سانڈ کی طرح جنگ میں جاتے ہیں اور ان کی اولاد اپنے گھروں میں یوں مامون رہتی ہے، جیسے گائے اپنے ٹھکانوں میں۔

منتر (٦) اے احمد! اس کلام کو مضبوطی سے پکڑ کہ یہ گایوں اور مالوں کی اساس ہے اور اسے متقیوں تک پہنچا، جیسے بہادر نشانے پر تیر مارتا ہے۔ (ملاحظ ہو: محمد ﷺ ہندو کتابوں میں، اعداد وترتیب: امیر حمزہ)

انجیل میں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں انجیل میں یہ لکھا ہوا تھا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ فِي الْإِنْجِيْلِ: لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ وَلَا سَخَّابٌ بِالْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، بَلْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ۔

یعنی: آپ بدخلق تھے نہ سخت دل' آپ بازاروں میں شور کرنے والے تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے' بلکہ آپ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے۔

انجیل میں درج ذیل مقامات میں محمد ﷺ کی آمد کے متعلق صاف اشارات موجود ہیں۔

متی: باب ۲۱، آیت ۳۳ تا ۴٦۔ یوحنا: باب ۱، آیت ۱۹ تا ۲۱۔ یوحنا: باب ۱۴، آیت ۱۵ تا ۱۷، و آیت ۲۵ تا ۳۰۔ یوحنا: باب ۱۵، آیت ۲۵، ۲٦۔ یوحنا: باب ۱٦، آیت ۷ تا ۱۵۔

اب تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

وہ پیشن گوئیاں درج ذیل ہیں جو ''انجیل یوحنا'' میں مسلسل باب ۱۴ سے ۱٦ تک منقول ہوئی ہیں:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے، یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کو سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے۔'' (۱۴:۱٦، ۱۷)

''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا،

وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ تم سب تمہیں یاد دلائے گا۔'' (۱۴:۲۵،۲۶)
''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔'' (۱۴:۳۰)
''لیکن جب وہ مددگار آئے جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے، تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (۱۵:۲۶)
''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجوں گا۔'' (۱۶:۷)

ابو الاعلی مودودی انجیل کے تغیرات اور تحریفات کی چند وجوہات بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: انجیل یوحنا کی مذکورہ بالا عبارات میں عیسی علیہ السلام اپنے بعد ایک آنے والے کی خبر دے رہے ہیں، جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ وہ'' دنیا کا سردار'' (سرورِ عالم) ہوگا۔ ''ابد تک رہے گا''، ''سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا'' اور خود ان کی یعنی عیسی علیہ السلام کی ''گواہی دے گا''۔ یوحنا کی ان عبارتوں میں ''روح القدس'' اور ''سچائی کی روح'' وغیرہ کے الفاظ شامل کر کے مدّعا کو خبط کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، مگر اس کے باوجود ان سب عبارتوں کو اگر غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس آنے والے کی خبر دی گئی ہے، وہ کوئی روح نہیں، بلکہ کوئی انسان اور خاص شخص ہے، جس کی تعلیم عالمگیر، ہمہ گیر اور قیامت تک باقی رہنے والی ہوگی۔ اس شخص خاص کے لیے اردو ترجمے میں مددگار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔
(تفہیم القرآن: ۵/۴۶۲ تا ۴۶۴)

سیدہ آمنہ بی بی کو (محمد ﷺ کا احمد) نام رکھنے کی بشارت فرشتے کی معرفت ایسے ہی ملی تھی، جیسے کہ فرشتے کی بشارت سے ہاجرہ بی بی نے اسماعیل کا نام (پیدائش: ۱۱/ ۱۶) اور مریم نے یسوع کا نام (لوقا: 1 باب، ۳۰ درس) رکھا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِخْبَارِ الْكُهَّانِ بِظُهُوْرِ بِعْثَتِهِ ﷺ
کاہنوں کا آپ ﷺ کی بعثت کے ظہور کے بارے میں خبر دینا

(١٠٤٨٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اِنَّ أَوَّلَ خَبَرٍ قَدِمَ عَلَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً كَانَ لَهَا تَابِعٌ قَالَ: فَأَتَاهَا فِيْ صُوْرَةِ طَيْرٍ فَوَقَعَ عَلَى جِذْعٍ لَّهُمْ، قَالَ: فَقَالَتْ: أَلَا تَنْزِلُ فَنُخْبِرَكَ وَتُخْبِرُنَا؟ قَالَ: اِنَّهُ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ بِمَكَّةَ حَرَّمَ عَلَيْنَا الزِّنَا وَمَنَعَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک پہلی خبر جو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں موصول ہوئی، وہ یہ تھی کہ ایک عورت کا پیروکار جن تھا، ایک دن وہ پرندے کی صورت میں آیا اور ان کے تنے پر بیٹھ گیا، اس خاتون نے کہا: کیا تو نیچے نہیں آتا، تاکہ ہم تجھے باتیں بتلائیں اور تو ہمیں بتلائے؟ لیکن اس نے کہا: مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہو چکا

(١٠٤٨٧) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر، وهو يعتبر به في المتابعات والشواهد، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٧٦٩ (انظر: ١٤٨٣٥)

مِنَ الْفِرَارِ۔ (مسند احمد: ١٤٨٩٦)

ہے، اس نے ہم پر زنا کو حرام قرار دیا ہے اور جہاد میں لڑائی کے وقت بھاگ جانے سے بھی روک دیا ہے۔

فوائد: ......لیکن یہ بات درست ہے کہ جن، بندوں کے تابع ہو جاتے ہیں اور پھر ان کو مختلف واقعات سے باخبر رکھتے ہیں۔ نجومیوں اور کاہنوں کا بھی اس قسم کا سلسلہ ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي بَدْأِ الْوَحْيِ وَ كَيْفَ كَانَ يَأْتِيهِ وَرُؤْيَتِهِ ﷺ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وحی کی ابتداء، آپ ﷺ کی طرف نزولِ وحی کی کیفیت اور آپ ﷺ کا جبریل علیہ السلام کو دیکھنا

(١٠٤٨٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِخَدِيْجَةَ: إِنِّي أَرٰى ضَوْءًا وَأَسْمَعُ صَوْتًا وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ بِيْ جُنُنٌ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ يَاابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ! ثُمَّ أَتَتْ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنْ يَكُ صَادِقًا فَإِنَّ هٰذَا نَامُوْسٌ مِثْلُ نَامُوْسِ مُوْسٰى، فَإِنْ بُعِثَ وَأَنَا حَيٌّ فَسَأُعَزِّزُهُ وَأَنْصُرُهُ وَأُوْمِنُ بِهِ۔ (مسند احمد: ٢٨٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''بیشک میں روشنی دیکھتا ہوں، آواز سنتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی جنون لاحق ہو گیا ہے۔'' آگے سے سیدہ نے کہا: اے عبد اللہ کے بیٹے! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اس طرح نہیں کرے گا، پھر وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور اس کو ساری بات بتلائی، اس نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو یہ موسیٰ علیہ السلام کے ناموس کی طرح کا ناموس ہے، اگر آپ کو میری زندگی میں مبعوث کیا گیا تو میں آپ کو تقویت پہنچاؤں گا اور آپ ﷺ کی تائید کروں گا اور آپ ﷺ پر ایمان لاؤں گا۔''

(١٠٤٨٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَأْتِيْ غَارَ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ لِخَدِيْجَةَ فَتُزَوِّدُهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی ابتداء نیند میں سچے خوابوں کی صورت میں ہوئی، آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے، وہ صبح کے پھٹنے کی طرح پورا ہو جاتا، پھر آپ ﷺ خلوت کو پسند کرنے لگے اور غارِ حرا میں جا کر چند راتیں عبادت کرتے اور ان دنوں کا توشہ لے جاتے، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور اتنے دنوں کے لیے پھر زاد لے جاتے، یہاں تک کہ ایک دن اچانک

(١٠٤٨٨) تخریج: اسنادہ علی شرط مسلم الا انہ اختلف فی وصلہ وارسالہ (انظر: ٢٨٤٦)

(١٠٤٨٩) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٩٥٦، ٦٩٨٢، ومسلم: ١٦٠، وقوله: "حتی حزن رسول الله ﷺ فیما بلغنا حزنا، ...... الخ۔" انما هو من بلاغات الزهری (انظر: ٢٥٩٥٩)

لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجَاْءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَائَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِیءٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِیءٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: اِقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِیءٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْد، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ قَالَ: فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ، حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ: زَمِّلُوْنِي، فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ: يَا خَدِيْجَةُ! مَا لِيْ؟ فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ، قَالَ: وَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ، فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا أَبْشِرْ، فَوَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ، ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخِيْ أَبِيْهَا وَكَانَ اِمْرَءً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ، فَكَتَبَ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: أَيِ ابْنَ عَمِّ! اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ، فَقَالَ

آپ ﷺ کے پاس حق آ گیا اور آپ ﷺ غارِ حرا میں ہی تھے، فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: پڑھئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں، چنانچہ اس نے مجھے پکڑ کر اس قدر دبایا کہ مجھے مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑا اور کہا: پڑھو، میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہے، اس نے پھر مجھے پکڑ لیا اور دبایا، حتی کہ مجھے مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑا اور پھر کہا: پڑھیں، میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں، اس نے مجھے پکڑ کر تیسری دفعہ دبایا اور مجھے مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ...... مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ پھر آپ ﷺ گھر کو لوٹے، جبکہ آپ ﷺ کے کندھوں کا گوشت کانپ رہا تھا، آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور فرمایا: ''مجھے کپڑا اوڑھاؤ۔'' پس انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا، یہاں تک آپ ﷺ کی گھبراہٹ ختم ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟'' پھر آپ ﷺ نے سیدہ کو سارا واقعہ سنا دیا اور فرمایا: ''میں اپنے بارے میں ڈر رہا ہوں۔'' لیکن سیدہ نے کہا: ہرگز نہیں، آپ خوش رہیں، پس اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور امورِ حق میں مدد کرتے ہیں، پھر سیدہ آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی، وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچے کا بیٹا تھا، جاہلیت میں عیسائیت کو اختیار کر چکا تھا، چونکہ یہ عربی زبان لکھ سکتا تھا، اس لیے انجیل کو عربی زبان میں لکھتا تھا، یہ بزرگ آدمی تھا اور اب نابینا ہو چکا تھا، سیدہ نے اس سے کہا: اے میرے چچے کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے کہا: بھتیجے! تو کیا دیکھ رہا ہے؟ رسول

وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِي مَا تَرٰى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا رَأٰى، فَقَالَ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنَ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ ذٰلِكَ جَأْشُهُ وَتَقَرُّ نَفْسُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَيَرْجِعُ، فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ وَفَتَرَ الْوَحْيُ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٨٦)

اللہ ﷺ نے ساری تفصیل بیان کی، ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا، کاش میں اس وقت مضبوط ہوتا، جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے کہا: جی ہاں، جو چیز آپ لائے ہیں، جو آدمی بھی ایسی لے کر آیا ہے، اس سے دشمنی کی گئی ہے اور اگر آپ کے اُس وقت نے مجھے پالیا تو میں آپ کی خوب مدد کروں گا، لیکن جلد ہی ورقہ وفات پا گیا اور وحی رک گئی، اب آپ ﷺ غمگین تھے، بلکہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ کا غم اس قدر بڑھ گیا تھا کہ آپ ﷺ نے کئی بار چاہا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر پڑیں، جب بھی آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تا کہ اپنے آپ کو وہاں سے گرا دیں تو جبریل علیہ السلام سامنے آتے اور کہتے: اے محمد! بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اس سے آپ ﷺ کے دل کا اضطراب کم ہو جاتا اور نفس مطمئن ہو جاتا، پس آپ ﷺ لوٹ آتے، جب پھر مدت طول پکڑتی اور وحی رکی رہتی تو آپ ﷺ پھر اسی طرح کرتے اور جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے لیے ظاہر ہوتا اور پہلے والی بات دوہراتا۔

فوائد:...... صبح کے پھٹنے سے مراد یہ ہے وہ خواب آپ ﷺ کو بیداری میں واضح طور پر پورا ہوتا ہوا نظر آتا، خوابوں کا سلسلہ فرشتے اور وحی کے لیے تمہید ہوتا ہے، اس سلسلے کی وجہ سے بشری قوتیں وحی کا بار برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے مکارم اور خصائل کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دینا، اس سے معلوم ہوا کہ مکارمِ اخلاق اور خصائل خیریہ برے انجام سے سلامتی کا سبب ہوتے ہیں۔

وحی کا نزول نبی کریم ﷺ کو انسانیت میں سب سے بڑا منصب عطا کرنے کے لیے تھا، لیکن آپ ﷺ کے کندھوں کے گوشت کا کانپنا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے مطالبے پر آپ ﷺ کو کپڑا اوڑھا دینا، پھر

آپ ﷺ کا فرمانا کہ ''خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟ میں اپنے بارے میں ڈر رہا ہوں۔'' پھر جب کچھ عرصہ تک وحی رکی رہی تو آپ ﷺ کا حدیث کے آخری حصے میں بیان کی گئی کیفیت میں مبتلا ہو جانا۔

ان امور میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے، جس کی وجہ سے احادیثِ مبارکہ یا ان کے ثقہ راویوں پر اعتراض کیا جا سکے، اسی قسم کی کیفیتوں کو ہلکا کرنے کے لیے آپ ﷺ کو غارِ حراء میں جانے کی توفیق بخشی گئی اور آپ ﷺ کے لیے خوابوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ دراصل ابتداء میں بارِ نبوت کو برداشت کرنا بشری قوتوں کے لیے خاصا مشکل مرحلہ ہوتا ہے، بعد میں تو آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کی تاخیر کی وجہ سے پریشان ہو جاتے تھے، جبکہ یہ ہمارا اندازہ ہے، حقیقت میں انبیاء و رسل ہی بہتر جانتے ہیں کہ وصولِ نبوت کا بوجھ کیسا ہوتا ہے، سخت سردی میں نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگتا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ جب وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے تو اس وقت آپ ﷺ کو بڑی سختی اور شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ صحابۂ کرام نے آپ ﷺ سے اس شدت کی کیفیت کا سوال نہیں کیا، دیکھیں جب موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تجلی کی وجہ سے پہاڑ کو ریزہ ریزہ ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑے، جبکہ چند لمحے پہلے وہی اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اصرار کر رہے تھے۔

آخر میں آپ ﷺ کا جو اضطراب بیان کیا گیا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب کچھ عرصہ وحی کا سلسلہ رکا رہا تو آپ ﷺ کو یہ خدشہ ہونے لگا کہ کہیں ایسے تو نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کوئی ایسا فعل یا سبب سرزد ہو گیا ہو، جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو سزا مل رہی ہو، یا یہ کیفیت اس غم کی وجہ سے تھی، جو وحی کی تاخیر کی وجہ سے آپ ﷺ پر طاری ہو گیا، جبکہ آپ ﷺ کو یہ اطلاع تو نہیں دی گئی تھی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو بندوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

غور کریں کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں ورقہ بن نوفل کی حیثیت کیا تھی، لیکن وہ آپ ﷺ کو تسلی دلا رہا ہے، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انبیاء کے ساتھ ایسے ہی ہوتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے جو احساسات بیان کیے گئے ہیں، ان کو آپ ﷺ کا طبعی تقاضا سمجھا جائے، جب آپ ﷺ نے بارِ نبوت اٹھا لیا اور اپنے منصب تک پوری رسائی حاصل کر لی تو پھر آپ ﷺ اس قابل ہو گئے کہ وحی کی مختلف مجلسوں میں پورا قرآن مجید وصول کر سکیں، قرآن مجید کے علاوہ وحی کی دوسری اقسام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغامات موصول کر سکیں، جنت و جہنم کے مناظر دیکھ سکیں، اسراء و معراج کی صورت میں آسمانوں کی سیر کر سکیں، جہنم میں پتھر گرنے اور آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز سن سکیں، قبروں میں عذاب میں مبتلا لوگوں کے عذاب کی کیفیت دیکھ سکیں، کثرتِ عبادت میں اپنی جسمانی غذا کو محسوس کر سکیں، علی ہذا القیاس۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۰۴۹۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، وَكَانَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا، فَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ۔ (مسند احمد: ۲۲۴۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تی، پھر مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اور مدینہ منورہ میں دس برس ٹھہرے اور آپ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۰۴۹۱)۔ عَنْهُ اَیْضًا قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، سَبْعَ سِنِينَ يَرَى الضَّوْءَ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ، وَثَمَانِيَ سِنِينَ يُوْحٰى اِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشَرَ سِنِينَ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں پندرہ برس ٹھہرے، ان میں سات سال تک تو روشنی دیکھتے اور آواز سنتے تھے اور آٹھ سالوں میں وحی نازل ہوتی رہی اور آپ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال تک مقیم رہے۔

فوائد: ...... مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ نے تیرہ برس گزارے، لیکن اس روایت میں پندرہ سالوں کا ذکر ہے، دراصل اس میں نبوت کے مقدّمات کو بھی شامل کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا روشنی کو دیکھنا اور آواز کو سننے کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۰۴۹۲)۔ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمْ اَتٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ أُرٰى مِثْلَكَ فِيْ قَوْمِهِ يَخْفٰى عَلَيْكَ ذٰلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: اِنِّي سَأَلْتُ فَاخْتُلِفَ عَلَيَّ، فَاَحْبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيْهِ، قَالَ: اَتَحْسِبُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمْسِكْ أَرْبَعِيْنَ بُعِثَ لَهَا، وَخَمْسَ عَشْرَةَ، أَقَامَ بِمَكَّةَ يَأْمَنُ وَيَخَافُ، وَعَشْرًا مُهَاجِرًا بِالْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ۲۶۴۰)

مولائے بنی ہاشم عمار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کتنی عمر تھی؟ انھوں نے کہا: میرا خیال نہیں تھا کہ تیرے جیسا آدمی، جو آپ ﷺ کی قوم میں رہا اور تجھ پر یہ چیز مخفی ہے، میں نے کہا: میں نے پوچھا تو ہے، لیکن مجھ پر اختلاف کیا گیا ہے، اس لیے میں نے چاہا کہ اس بارے میں تیرے قول کا علم ہو جائے، انھوں نے کہا: کیا تو شمار کر سکتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: جمع کر، چالیس برس کی عمر میں آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا، پھر آپ مکہ مکرمہ میں پندرہ سال رہے، اس دور میں امن بھی تھا اور خوف بھی، پھر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تو وہاں دس سال قیام کیا۔

(۱۰۴۹۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه الترمذي: ۳۶۲۲ (انظر: ۲۲۴۲)

(۱۰۴۹۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۵۳ (انظر: ۲۵۲۳)

(۱۰۴۹۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۵۳ (انظر: ۲۶۴۰)

(١٠٤٩٣)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ سِنَّ أَيِّ الرِّجَالِ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذْ بُعِثَ؟ قَالَ: ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ كَانَ مَاذَا؟ قَالَ: كَانَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، فَتَمَّتْ لَهُ سِتُّونَ سَنَةً ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ، قَالَ: سِنُّ أَيِّ الرِّجَالِ هُوَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: كَأَشَبِّ الرِّجَالِ وَأَحْسَنِهِ وَأَجْمَلِهِ وَأَلْحَمِهِ، قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! هَلْ غَزَوْتَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، غَزَوْتُ مَعَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ۔ (مسند احمد: ١٢٥٥٧)

علاء بن زیاد عدوی سے مروی ہے کہ اس نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوحمزہ! جب آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ انھوں نے کہا: چالیس برس، اس نے کہا: پھر کیا ہوا؟ انھوں نے کہا: پھر آپ ﷺ مکہ میں بھی دس برس ٹھہرے اور مدینہ میں بھی دس سال، اس طرح آپ ﷺ کی ساٹھ برس عمر پوری ہو گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی، اس نے کہا: ان دنوں میں آپ ﷺ کیسی عمر کے آدمی لگتے تھے؟ انھوں نے کہا: جیسے سب سے بھرپور نوجوان ہوں، سب سے زیادہ حسین و جمیل اور پر گوشت۔ اس نے کہا: اے ابوحمزہ! کیا تم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں غزوۂ حنین کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔

فوائد: ......مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے قیام کی مدت میں اختلاف ہے، اس مدت کی وجہ سے آپ ﷺ کی عمر میں بھی اختلاف پڑ جاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مسلم نے اس باب میں کل تین روایات ذکر کی ہیں:

۱۔ آپ ﷺ ساٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے (اور مکہ میں دس برس قیام کیا)۔

۲۔ آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ برس تھی (اور مکہ میں پندرہ سال قیام کیا)۔

۳۔ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی (اور مکہ میں تیرہ سال قیام کیا)۔

آخری روایت زیادہ صحیح اور مشہور ہے، امام مسلم نے اس روایت کو سیدہ عائشہ، سیدنا انس اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بیان کیا۔ علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ صحیح ترین روایت تریسٹھ برس عمر والی ہے، انھوں نے باقی روایات کی توجیہ کی ہے، ساٹھ برس والی روایت کے بارے میں کہا کہ اس میں دہائیوں کا اعتبار کیا اور اکائیوں کو چھوڑ دیا (اور عرب ایسا کرتے رہتے ہیں)، اسی طرح پینسٹھ برس والی روایت کی بھی توجیہ کی جائے گی۔

یہ بات بھی اتفاقی ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی، اختلاف صرف مکہ میں قیام کی مدت میں ہے، راجح اور صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ برس قیام کیا، اس طرح آپ ﷺ کی عمر مبارک (۶۳) برس بنتی ہے۔

(١٠٤٩٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٣١٩٤ (انظر: ١٢٥٢٩)

(١٠٤٩٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِيْ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِيْ وَخَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِذَا هُوَ قَاعِدٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ) فَأَخَذَتْنِيْ وَجْفَةٌ شَدِيْدَةٌ فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُوْنِيْ، فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً ا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ (مسند احمد: ١٤٣٣٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے غارِ حراء میں ایک ماہ تک مجاورت اختیار کی، جب میں نے یہ مدت پوری کی اور وہاں سے اتر کر وادی کی ہموار جگہ پر آیا تو مجھے آواز دی گئی، میں نے اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا، لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی، اتنے میں پھر مجھے آواز دی گئی، میں نے پھر اسی طرح دیکھا، لیکن کسی کو نہ دیکھ سکا، پھر مجھے آواز دی گئی، پس اب کی بار جب میں نے سر اٹھایا تو وہ فرشتہ فضا میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا، ایک روایت میں ہے: وہ آسمان اور زمین کے مابین تخت پر بیٹھا ہوا تھا، اس سے مجھ پر شدید کپکپی طاری ہوگئی، میں خدیجہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے کمبل اوڑھاؤ، پس انھوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا اور مجھ پر پانی ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ''اے کمبل اوڑھنے والے، کھڑا ہو جا، پس ڈرا اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر۔''

فوائد: ...... جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ والی آیات ہی ہیں، سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے مراد دوسری وحی ہے، جو فترۂ وحی کے بعد نازل ہوئی تھی، اس حدیث کے درج ذیل سیاق پر غور کریں:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فترۂ وحی کے بارے میں بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ .... إِلَى قَوْلِهِ .... وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔ ...... ''ایک مرتبہ میں چلا جا رہا تھا کہ ناگہاں آسمان کی طرف سے مجھے آواز سنائی دی، میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ جو فرشتہ میرے پاس غار حراء میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے، میں گھبرا گیا اور گھر آتے ہی کہا کہ مجھے کپڑوں سے لپیٹ دو، چنانچہ گھر والوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ اس کے بعد وحی پے در پے اور کثرت سے

(١٠٤٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٩٢٢، ومسلم: ١٦١ (انظر: ١٤٢٨٧)

نازل ہونے لگی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) حافظ ابن کثیر نے کہا کہ یہی سیاق محفوظ ہے، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی وحی آئی تھی۔

(۱۰۴۹۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ طَرَفُهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((رَأَيْتِهِ؟ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۶۶۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر نبی کریم کے پاس آئے، انھوں نے پگڑی باندھی ہوئی تھی اور اس کا کنارہ ان کے کندھوں کے درمیان تھا، جب میں نے ان کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے دیکھ لیا ہے اس کو؟ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔''

(۱۰۴۹۶)۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُنَاجِيْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَزَعَمَ اَبُوْسَلَمَةَ أَنَّهُ تَجَنَّبَ أَنْ يَدْنُوَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَخَوُّفًا أَنْ يَسْمَعَ حَدِيْثَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُسَلِّمَ إِذْ مَرَرْتَ بِي الْبَارِحَةَ؟)) قَالَ: رَأَيْتُكَ تُنَاجِيْ رَجُلًا فَخَشِيْتُ أَنْ تَكْرَهَ اَنْ أَدْنُوَ مِنْكُمَا، قَالَ: ((وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلَوْ سَلَّمْتَ لَرَدَّ السَّلَامَ)) وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ غَيْرِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ۔ (مسند احمد: ۱۶۳۲۰)

سیدنا ابوسلمہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ جبریل علیہ السلام سے سرگوشی کر رہے تھے، اس آدمی نے آپ ﷺ کے قریب ہونے سے اجتناب کیا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ ﷺ کی بات سن لے، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا: ''جب تو گزشتہ رات ہمارے پاس سے گزرا تھا تو تجھے کس چیز نے سلام کرنے سے روک دیا تھا؟'' اس نے کہا: جی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے، اس لیے میں اس چیز سے ڈر گیا کہ ممکن ہے کہ آپ میرے قریب آنے کو ناپسند کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ وہ آدمی کون تھا؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے، اگر تو ان کو سلام کہتا تو وہ تیرے سلام کا جواب دیتے۔'' راوی کہتا ہے: میں نے غیر ابوسلمہ سے سنا کہ وہ سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تھا۔

(۱۰۴۹۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن عمر العمری، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ ۸۵ (انظر: ۲۵۱۵۴)

(۱۰۴۹۶) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۱۶۲۱۹)

(۱۰۴۹۷)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ تُحِسُّ بِالْوَحْيِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ، أَسْمَعُ صَلَاصِلَ، ثُمَّ اَسْكُتُ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَمَا مِنْ مَرَّةٍ يُوْحٰى اِلَيَّ اِلَّا ظَنَنْتُ أَنَّ نَفْسِيْ تَفِيْضُ۔)) (مسند احمد: ۷۰۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وحی کو محسوس کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جب میں گونج دار آوازیں سنتا ہوں، تو اسی وقت خاموش ہو جاتا ہوں، جب بھی میری طرف وحی کی جاتی ہے تو مجھے یوں لگتا ہے کہ میرا نفس نکلنے والا ہے۔''

(۱۰۴۹۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ أَوْ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا فَيُذَكِّرُنَا بِأَيَّامِ اللّٰهِ حَتّٰى نَعْرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ وَكَأَنَّهُ نَذِيْرُ قَوْمٍ يُصَبِّحُهُمُ الْأَمْرُ غُدْوَةً، وَكَانَ إِذَا كَانَ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِجِبْرِيْلَ لَمْ يَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا حَتّٰى يَرْتَفِعَ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۷)

سیدنا علی یا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم سے مخاطب ہوتے اور (سابقہ امتوں پر) اللہ تعالیٰ کے انعامات اور واقعات کے ساتھ نصیحت کرتے، تو ہم اس چیز کو آپ ﷺ کے (خوف سے بدلے ہوئے) چہرے سے پہچان لیتے تھے، ایسے لگتا تھا کہ آپ اپنی قوم کو ڈرا رہے ہیں اور بس اگلے روز کی صبح کو عذاب آ جائے گا، اور جب آپ ﷺ جبریل علیہ السلام سے نئی نئی ملاقات کرتے تھے تو اس وقت تک نہیں مسکراتے تھے، جب تک وہ چلے نہیں جاتے تھے۔

فوائد: ......فرشتے کا ادب کرتے ہوئے اور وحی کی شدت محسوس کرتے ہوئے آپ ﷺ اس وقت مسکراتے نہیں تھے۔

(۱۰۴۹۹)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ إِذَا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ الْوَحْيُ يُسْمَعُ عِنْدَ وَجْهِهِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ۔ (مسند احمد: ۲۲۳)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ کے چہرے کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔

(۱۰۵۰۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِنْ كَانَ لَيَنْزِلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيْضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا۔ (مسند احمد: ۲۴۸۱۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سردی والی صبح کو رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی، لیکن پھر بھی آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا۔

(۱۰۴۹۷) تخریج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وعمرو بن الوليد مجهول (انظر: ۷۰۷۱)
(۱۰۴۹۸) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ۶۷۷، والطبرانى فى "الاوسط": ۲۶۵۵ (انظر: ۱۴۳۷)
(۱۰۴۹۹) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة يونس بن سليم، أخرجه الترمذى: ۳۱۷۳ (انظر: ۲۲۳)
(۱۰۵۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۳۳(انظر: ۲۴۳۰۹)

فوائد: ......نزول وحی کے وقت آپ ﷺ پر دباؤ پڑتا تھا، جیسا کہ اگلی حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے، مزید دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۴۸۹)

(۱۰۵۰۱)۔ عَنْهَا اَيْضًا اَنَّهَا قَالَتْ: اِنْ كَانَ لَيُوْحَى اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَتَضْرِبُ بِجِرَانِهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۳۸۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ اپنی سواری پر ہوتے تو وہ اپنی گردن کو زمین پر پھیلا دیتی تھی۔

فوائد: ...... جب آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو نزولِ وحی کی وجہ سے اس پر بھی بوجھ پڑتا، وہ اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اپنی گردن کو زمین پر پھیلا دیتی۔

(۱۰۵۰۲)۔ عَنْهَا اَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا كَانَ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِجِبْرِيْلَ يُدَارِسُهُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (مسند احمد: ۲۵۴۹۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی جبریل علیہ السلام سے نئی نئی ملاقات ہوتی اور وہ آپ سے قرآن مجید کا دور کرتے تو آپ چھوڑی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ مال کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔

(۱۰۵۰۳)۔ عَنْهَا اَيْضًا اَنَّ الْحٰرِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ قَالَ: ((أَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مَلَكٌ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ، ثُمَّ يُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ، وَأَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مَلَكٌ فِيْ مِثْلِ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۶۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی کبھی تو فرشتہ اس طرح آتا ہے کہ گھنٹی کی گونج کی سی آواز آتی ہے، یہ کیفیت مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہے، لیکن جب وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے تو میں اس وحی کو یاد کر چکا ہوتا ہوں اور بسا اوقات فرشتہ مرد کی صورت میں آتا ہے، پھر جو کچھ وہ کہتا ہے، میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔''

بَابُ ذِكْرِ أَوَّلِ مَنْ آمَنَ بِهِ ﷺ قَبْلَ إِظْهَارِ الدَّعْوَةِ
دعوت کے ظہور سے پہلے پہل نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ذکر

(۱۰۵۰۴)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ، أَنَا شُعْبَةُ

سیدنا یزید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: سب

(۱۰۵۰۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ۲/ ۵۰۵، والبيهقى فى "دلائل النبوة": ۷/ ۵۳ (انظر: ۲۴۸۶۸)

(۱۰۵۰۲) تخريج: حديث ضعيف بهذه السياقة، النعمان بن راشد ضعيف سيىء الحفظ، أخرجه النسائى: ۴/ ۱۲۵ (انظر: ۲۴۹۸۵)

(۱۰۵۰۳) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۲۱۵، ومسلم: ۲۳۳۳ (انظر: ۲۵۲۵۲)

(۱۰۵۰۴) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه الطيالسى: ۶۷۸، والنسائى فى "الكبرى": ۸۳۹۱م، والطبرانى فى "الكبير": ۵۰۰۲ (انظر: ۱۹۲۸۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى (وَفِي لَفْظٍ) أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ، قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ وَقَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَقَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٤٩٩)

سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی یا اسلام قبول کیا، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، عمرو راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ بات ابراہیم راوی کو بتلائی تو انھوں نے اس بات کا انکار کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے مسلمان ہونے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(١٠٥٠٥)۔ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَيَاسِ بْنِ عَفِيْفِ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ اِمْرَءًا تَاجِرًا فَقَدِمْتُ الْحَجَّ فَأَتَيْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لِأَبْتَاعَ مِنْهُ بَعْضَ التِّجَارَةِ، وَكَانَ اِمْرَءًا تَاجِرًا، فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَعِنْدَهُ بِمِنًى اِذْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ خِبَاءٍ قَرِيْبٍ مِنْهُ فَنَظَرَ اِلَى الشَّمْسِ فَلَمَّا رَآهَا مَالَتْ يَعْنِيْ قَامَ يُصَلِّيْ۔ قَالَ: ثُمَّ خَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنْ ذٰلِكَ الْخِبَاءِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَامَتْ خَلْفَهُ تُصَلِّيْ، ثُمَّ خَرَجَ غُلَامٌ حِيْنَ رَاهَقَ الْحُلُمَ مِنْ ذٰلِكَ الْخِبَاءِ فَقَامَ مَعَهُ يُصَلِّيْ، قَالَ: فَقُلْتُ لِلْعَبَّاسِ: مَنْ هٰذَا يَا عَبَّاسُ؟ قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ أَخِيْ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: هٰذَا اِمْرَأَتُهُ

سیدنا عفیف کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں تاجر تھا، میں حج کے موقع پر آیا اور کچھ سامانِ تجارت خریدنے کے لیے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ملا، وہ بھی تاجر تھے، اللہ کی قسم ہے، میں اس کے پاس منٰی میں تھا کہ ایک آدمی قریبی خیمہ سے نکلا اور اس نے سورج کو دیکھا، جب اس نے خیال کیا کہ سورج ڈھل چکا ہے تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک خاتون نکلی اور وہ اس مرد کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر اسی خیمہ سے قریب البلوغت ایک لڑکا نکلا اور نماز ادا کرنے کے لیے اس مرد کے ساتھ کھڑا ہو گیا، میں نے عباس سے کہا: اے عباس! یہ کون آدمی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ہے، میں نے کہا: یہ خاتون کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے، میں نے کہا: یہ لڑکا کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا چچا زاد علی بن ابی طالب ہے۔ میں نے کہا: یہ کر کیا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ نماز پڑھ کر رہا ہے اور اس کا دعوی ہے کہ یہ نبی ہے،

(١٠٥٠٥) تخريج: اسناده ضعيف جدا، يحيىٰ بن الاشعث فى عداد المجهولين، واسماعيل بن اياس، قال البخارى: فى حديثه نظر، وابوه اياس بن عفيف، قال البخارى: فيه نظر، أخرجه الحاكم: ٣/ ١٨٣، والطبرانى: ١٨/ ١٨١، والحاكم: ٣/ ١٨٣ (انظر: ١٧٨٧)

خَدِيْجَةُ ابْنَةُ خُوَيْلِدٍ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا الْفَتٰى؟ قَالَ: هٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَمِّهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا هٰذَا الَّذِيْ يَصْنَعُ؟ قَالَ: يُصَلِّيْ وَهُوَ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَمْ يَتْبَعْهُ عَلٰى أَمْرِهِ إِلَّا امْرَأَتُهُ وَابْنُ عَمِّهِ هٰذَا الْفَتٰى، وَهُوَ يَزْعَمُ أَنَّهُ يُفْتَحُ عَلَيْهِ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ، قَالَ: فَكَانَ عَفِيْفٌ (وَهُوَ ابْنُ عَمِّ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ) يَقُوْلُ: (وَأَسْلَمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ) لَوْ كَانَ اللّٰهُ رَزَقَنِيَ الْإِسْلَامَ يَوْمَئِذٍ فَأَكُوْنُ ثَالِثًا مَعَ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۷)

لیکن ابھی تک اس معاملے میں اس کی پیروی کرنے والے اس کی بیوی اور اس کا یہ چچا زاد لڑکا ہے، اس کا خیال ہے کہ وہ کسری اور قیصر کے خزانوں کو فتح کرے گا۔ یہ عفیف، اشعث بن قیس کا چچا زاد تھا، بعد ازاں یہ مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے اسلام میں حسن پیدا ہو گیا تھا، بعد میں وہ کہا کرتے تھے: کاش اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اسلام عنایت کیا ہوتا اور میں ابن ابی طالب کے ساتھ تیسرا بندہ مسلمان ہوتا۔

(۱۰۵۰۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ خَدِيْجَةَ عَلِيٌّ، وَقَالَ مَرَّةً: أَسْلَمَ۔ (مسند احمد: ۳۵۴۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی یا اسلام قبول کیا۔

(۱۰۵۰۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ وَالْمِقْدَادُ، فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِعَمِّهِ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَمَّا أَبُوْبَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهِ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَلْبَسُوْهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيْدِ وَصَهَرُوْهُمْ فِي الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ إِنْسَانٌ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلٰى مَا أَرَادُوْا إِلَّا بِلَالٌ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سب سے پہلے سات افراد نے اسلام کا اظہار کیا، رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمار بن یاسر، ان کی ماں سیدہ سمیہ، سیدنا صہیب، سیدنا بلال اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کے ذریعے تحفظ دیا، باقی سارے افراد کو مشرکوں نے پکڑ لیا اور ان کو آہنی لباس پہنا دیے اور دھوپ میں کھڑا کر کے ان کو عذاب دیا، ہر آدمی ان کے ارادے کے مطابق ان کی موافقت کر جاتا، ما سوائے

(۱۰۵۰۷) تخريج: اسناده ضعيف، ابو بلج يقبل حديثه فيما لا ينفرد به، أخرجه الطيالسي في "مسنده": ۲۷۵۳ (انظر: ۳۵۴۲)

(۱۰۵۰۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۵۰ (انظر: ۳۸۳۲)

فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللّٰهِ، وَهَانَ عَلٰى قَوْمِهِ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ، وَأَخَذُوا يَطُوفُونَ بِهٖ شِعَابَ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُولُ: أَحَدٌ أَحَدٌ۔ (مسند احمد: ۳۸۳۲)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے نفس کو حقیر سمجھ لیا تھا، اُدھر ان کی قوم نے بھی ان کو کم اہمیت سمجھ کر بچوں کو پکڑا یا وہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر مکہ کی گھاٹیوں میں چکر لگاتے، لیکن سیدنا بلال یہ کہہ رہے ہوتے: اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔

(۱۰۵۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) وَمَعَهُ أَبُوبَكْرٍ وَبِلَالٌ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((اِرْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ حَتّٰى يُمَكِّنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُولِهِ۔)) قَالَ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَرُبُعُ الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۵۳)

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس دین پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آزاد اور ایک غلام۔'' اس وقت سیدنا ابو بکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پھر آپ ﷺ نے عمرو بن عبسہ سے فرمایا: ''تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو قوی کر دے۔'' سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے اپنے آپ کو اسلام کا چوتھائی حصہ دیکھا تھا۔

(۱۰۵۱۰)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ وَهُوَ يُصَلِّي نَحْوَ الرُّكْنِ قَبْلَ أَنْ يَصْدَعَ بِمَا يُؤْمَرُ وَالْمُشْرِكُونَ يَسْتَمِعُونَ: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (مسند احمد: ۲۷۴۹۵)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ تلاوت کر رہے ہوتے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، ابھی تک آپ ﷺ نے اس چیز کا اعلان نہیں کیا تھا، جس کا آپ کو حکم دیا جاتا تھا، اور مشرک یہ آیت سنتے تھے: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾۔

فوائد: ...... جب نبی کریم ﷺ نے دعوت و تبلیغ شروع کی تو کئی خوش قسمت لوگوں نے اسے لبیک کر قبول کیا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ ان میں سب سے پہلا نام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے، وہ آپ ﷺ کی بیوی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کو سب سے اچھی طرح جانتی تھیں۔

اِدھر سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات اترتے ہی آپ ﷺ نے اپنے جگر دوست سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

(۱۰۵۰۹) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۱۷۰۲۸)

(۱۰۵۱۰) تخريج: اسناده ضعيف، يحيى بن اسحاق وان كان من قدماء اصحاب ابن لهيعة، الا ابن لهيعة انفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرده، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۴/ ۲۳۱ (انظر: ۲۶۹۵۵)

اور انھیں اپنی نبوت و رسالت سے آگاہ کرتے ہوئے ایمان لانے کی دعوت دی، انھوں نے بے کھٹک ایمان قبول کیا اور فوراً تصدیق کرتے ہوئے حق کی شہادت دی۔ پہلے پہل ایمان لانے والوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے زیر کفالت تھے، اسی طرح پہلے سعادت مندوں میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جن کو آپ ﷺ نے متبنی بنا رکھا تھا۔

اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تبلیغ میں سرگرم ہو گئے اور حق رسالت ادا کرنے میں نبی کریم ﷺ کا دایاں بازو بن گئے اور ان کے ذریعے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے لوگ مشرف باسلام ہونے لگے۔

بَابُ فِي أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِإِظْهَارِ الدَّعْوَةِ وَالصَّدْعِ بِهَا وَمَا لَاقَاهُ مِنْ إِيْذَاءِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ لَهُ وَتَعْذِيْبِهِمِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِمَّنْ أَسْلَمُوْا مَعَهُ

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو دعوت کا اظہار و اعلان کرنے کا حکم دینا اور کفارِ قریش کا آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان ہونے والے کمزوروں کو ایذا دینا

(۱۰۵۱۱)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَعَمَّ وَخَصَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: جَعَلَ يَدْعُوْ بُطُوْنَ قُرَيْشٍ بَطْنًا بَطْنًا) فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا مَعْشَرَ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا مَعْشَرَ بَنِيْ هَاشِمٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّيْ وَاللّٰهِ! مَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا۔)) (مسند احمد: ۸۷۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا، عام آواز بھی دی اور خاص ندا بھی، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو خاص کر کے پکارا اور فرمایا: ''اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو کعب بن لوی کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو عبد مناف کی جماعت! اپنے نفسوں کو آگ سے بچا لو، اے بنو ہاشم کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو عبد المطلب! اپنے نفسوں کو آگ سے بچا لو، اے فاطمہ بنت محمد! اپنے نفس کو آگ سے بچا لے، پس اللہ کی قسم! بیشک میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، ما سوائے اس کے کہ تمہاری قرابتداری ہے، اس کو میں تر رکھوں گا۔''

(۱۰۵۱۱) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۷۵۳، ۴۷۷۱، ومسلم: ۲۰۴، ۲۰۶ (انظر: ۸۷۲۶)

فوائد: ......آپ ﷺ کا اپنے قرابتداروں کو اسلام کی دعوت دینا، یہ معاملہ تو واضح ہے اور آپ ﷺ نے ایک ایک قبیلے کو متوجہ کر کے یہ دعوت پیش کی، لیکن اس نقطے پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو رشتہ دار آپ ﷺ پر ایمان نہیں لا رہے تھے، آپ ﷺ نے صلہ رحمی کرتے ہوئے ان کی رشتہ داری کا حق ادا کیا، لیکن آج ہم سب مسلمان ہونے کے باوجود صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۰۵۱۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا، فَصَعِدَ عَلَيْهِ ثُمَّ نَادٰى يَا صَبَاحَاهْ! فَاجْتَمَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ بَيْنَ رَجُلٍ يَجِيْءُ وَبَيْنَ رَجُلٍ يَبْعَثُ رَسُوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَابَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! يَابَنِيْ فِهْرٍ!، يَابَنِيْ لُؤَيٍّ! أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ صَدَّقْتُمُوْنِيْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ، فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ! أَمَا دَعَوْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ﴾۔ (مسند احمد: ۲۸۰۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' تو نبی کریم ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف لائے اور اس پر چڑھ کر یہ آواز دی: ''یَا صَبَاحَاهْ!'' پس لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، کوئی خود آ گیا اور کسی نے اپنا قاصد بھیج دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنو عبدالمطلب! اے بنو فہر! اے بنو لؤی! اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر ہے، وہ تم پر شبخون مارنا چاہتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میں تم کو سخت عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔'' یہ سن کر ابولہب نے کہا: بقیہ دن تجھ پر ہلاکت پڑتی رہے، کیا تو نے ہمیں اس مقصد کے لیے بلایا تھا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی سچائی مجرب تھی، لیکن جب آپ ﷺ نے ان بھلے کی بات کی تو ان کی ہٹ دھرمی ان پر غالب آ گئی۔

ابولہب اور اس کی بیوی، دونوں بدنصیب تھے، سورۂ لہب میں ان کی ہلاکت بیان کی گئی ہے۔

ابولہب، نبی کریم ﷺ کا بدترین دشمن تھا، ہر وقت ایذاء دہی تکلیف رسائی اور نقصان پہنچانے کے درپے رہا کرتا تھا، اگلا باب ملاحظہ فرمائیں۔

دنیا میں اس بد بخت کی ہلاکت یوں ہوئی کہ جنگ بدر کے چند روز بعد یہ عدسیہ بیماری میں مبتلا ہوا، جس میں طاعون کی طرح گلٹی سی نکلتی ہے، اسی میں اس کو موت واقع ہو گئی، تین دن تک اس کی لاش یوں ہی پڑی رہی، حتی کہ سخت

(۱۰۵۱۲) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ٤٩٧١، ومسلم: ۲۰۸ (انظر: ۲۸۰۱)

بدبودار ہوگئی، بالآخر اس کے لڑکوں نے بیماری کے پھیلنے اور عار کے خوف سے اس کے جسم پر دور سے ہی پتھر اور مٹی ڈال کر اسے دفنا دیا۔

(۱۰۵۱۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَابَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ، يَاصَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! وَ يَافَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰه! اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ، لَاأُغْنِي عَنْكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، سَلَانِي مِنْ مَالِي مَاشِئْتُمَا۔)) (مسند احمد: ۹۷۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو، اے صفیہ! اللہ کے رسول کی پھوپھی! اے فاطمہ بنتِ محمد! اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ سے آزاد کروا لو، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تم سے کچھ بھی کفایت نہیں کر سکوں گا، البتہ میرے مال سے جو چاہو سوال کر سکتی ہو۔“

فوائد: ...... آپ ﷺ سیدہ صفیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کی دنیوی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن آخرت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

أَبْوَابُ ذِكْرِ مَنْ تَوَلَّوْا اِيْذَائَهُ ﷺ بَعْدَ اِظْهَارِ الدَّعْوَةِ

دعوت کے اظہار کے بعد نبی کریم ﷺ کی تکلیف کے درپے ہونے والوں کا ذکر

بَابُ أَنَّ مَنْ تَوَلّٰى كِبْرَ اِيْذَائِهِ عَمُّهُ أَبُوْ لَهَبٍ

اس چیز کا بیان کہ آپ ﷺ کو بڑی ایذا پہنچانے والا آپ ﷺ کا چچا ابولہب تھا

(۱۰۵۱۴)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبَّادٍ الدِّيْلِيِّ وَكَانَ جَاهِلِيًّا أَسْلَمَ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَصُرَ عَيْنِي بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ يَقُوْلُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔)) وَيَدْخُلُ فِي فِجَاجِهَا وَالنَّاسُ مُتَقَصِّفُوْنَ عَلَيْهِ، فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَقُوْلُ شَيْئًا وَهُوَ لَايَسْكُتُ، يَقُوْلُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔)) اِلَّا أَنَّ

سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ، ان کا تعلق دورِ جاہلیت سے تھا، پھر یہ مسلمان ہو گئے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، میری آنکھ نے آپ ﷺ کو ذو مجاز کے بازار میں دیکھا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔“ پھر آپ اس بازار کی گلیوں میں داخل ہو جاتے، جبکہ لوگوں نے آپ ﷺ پر ہجوم کیا ہوا تھا، میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کچھ کہہ رہا ہو، لیکن آپ ﷺ خاموش نہیں ہو رہے تھے، آپ ﷺ کہتے جا رہے تھے: ”اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(۱۰۵۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵۲۷، ومسلم: ۲۰٦ (انظر: ۹۷۹۳)

(۱۰۵۱٤) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ۱٦۰۲۳)

وَرَائَـهُ رَجُلًا أَحْوَلَ وَضِـيءَ الْـوَجْـهِ ذَا غَـدِيـرَتَيْـنِ يَـقُـوْلُ: أَنَّـهُ صَابِيءٌ كَاذِبٌ، فَـقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُـوَ يَـذْكُـرُ الـنُّبُوَّةَ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يُـكَـذِّبُهُ؟ قَالُوْا: عَمُّهُ أَبُوْ لَهَبٍ، قُلْتُ: إِنَّكَ كُـنْـتَ يَوْمَئِذٍ صَغِيْرًا؟ قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! إِنِّيْ يَوْمَئِذٍ لَأَعْقِلُ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۱۹)

کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔'' البتہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی تھا، وہ بھینگی آنکھ والا، خوبصورت چہرے والا اور دو چٹیوں والا تھا، وہ یہ کہہ رہا تھا: یہ بے دین اور جھوٹا شخص ہے، میں نے کہا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ہیں اور یہ نبوت کا اعلان کر رہے ہیں، میں نے کہا: یہ ان کو جھٹلانے والا کون ہے؟ میں نے کہا: یہ ان کا چچا ابولہب ہے، مین نے کہا: تو ان دنوں کم سن تھا؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! بیشک میں اس دن عقل والا تھا۔

(۱۰۵۱۵)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: إِنِّيْ لَـمَـعَ أَبِـيْ رَجُـلٌ شَـابٌّ أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتْبَعُ الْقَبَائِلَ، وَوَرَائَهُ رَجُلٌ أَحْوَلُ وَضِيْـءٌ ذُوْجُـمَّةٍ، يَـقِفُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى الْـقَبِيْلَةِ وَيَقُوْلُ: ((يَا بَنِيْ فُلَانٍ! إِنِّيْ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ إِلَيْكُمْ آمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْـرِكُـوْا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تُصَدِّقُوْنِيْ حَتّٰى أُنْـفِـذَ عَـنِ الـلّٰـهِ مَا بَعَثَنِيْ بِهِ۔)) فَإِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ مَقَالَتِهِ قَالَ الْآخَرُ مِنْ خَـلْـفِـهِ: يَـا بَـنِـيْ فُلَانٍ! إِنَّ هٰذَا يُرِيْدُكُمْ أَنْ تَسْـلُـخُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَحُلَفَاءَ كُمْ مِنَ الْـحَـيِّ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ أُقَيْشٍ إِلٰى مَا جَاءَ بِهِ مِـنَ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالَةِ فَـلَا تَسْمَعُوْا لَهُ وَلَا تَتَّبِـعُـوْهُ، فَقُلْتُ لِأَبِيْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عَمُّهُ أَبُوْ لَهَبٍ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۲۱)

(دوسری سند) سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نوجوان آدمی تھا اور اپنے باپ کے ساتھ چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا، آپ ﷺ قبیلوں کے پاس جاتے، جبکہ آپ ﷺ کے پیچھے بھینگی آنکھ والا خوبصورت آدمی تھا، اس کی مونڈھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں تھیں، اللہ کے رسول ہر قبیلہ کے پاس رک کر فرماتے: ''اے بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میری تصدیق کرو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام پہنچا دوں، جس کے ساتھ اس نے مجھے مبعوث کیا ہے۔'' جب رسول اللہ ﷺ اپنی بات سے فارغ ہوتے تو آپ ﷺ کے پیچھے والا بندہ یہ کہنا شروع کر دیتا: اے بنو فلاں! اس شخص کا ارادہ یہ ہے کہ تم لات وعزی اور اپنے حلیفوں بنو مالک بن اُقیش کو چھوڑ کر اس بدعت وضلالت کو اپنا لو، جو یہ لے کر آیا ہے، لہٰذا نہ اس کی بات سنو اور نہ اس کی پیروی کرو، میں نے اپنے باپ سے کہا: یہ شخص کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔

(۱۰۵۱۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۵۱۶)۔ (عَنْـهُ اَیْضًا مِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ بِمِنًی فِیْ مَنَازِلِهِمْ قَبْلَ أَنْ یُهَاجِرَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ یَقُوْلُ: یَاَیُّهَا النَّاسُ۔ الخ الحدیث، کَمَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۲۰)

(تیسری سند) سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے منٰی میں لوگوں کے پاس ان کی رہائش گاہوں میں جاتے اور کہتے: اے لوگو!............ پھر سابقہ روایت ذکر کی۔

(۱۰۵۱۷)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ رَابِعٍ) أَنَّهُ قَالَ: رَأَیْتُ أَبَا لَهَبٍ بِعُکَاظٍ وَهُوَ یَتْبَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ: یَا أَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ هٰذَا قَدْ غَوٰی، فَلَا یُغْوِیَنَّکُمْ عَنْ آلِهَةِ آبَائِکُمْ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ عَلٰی أَثَرِهِ وَنَحْنُ نَتْبَعُهُ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ کَأَنِّیْ أَنْظُرُ اِلَیْهِ أَحْوَلَ ذَا غَدِیْرَتَیْنِ أَبْیَضَ النَّاسِ وَأَجْمَلَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۱۶)

(چوتھی سند) سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ابولہب کو عکاظ میں دیکھا، جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا پیچھا کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے لوگو! یہ شخص خود بھی گمراہ ہو گیا ہے اور تم کو بھی اپنے آباء کے معبودوں سے گمراہ کرنا چاہتا ہے، رسول اللہ ﷺ اس سے آگے کو بھاگ جاتے، لیکن وہ آپ ﷺ کے پیچھے پہنچ جاتا، ہم لڑکے بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتے، گویا کہ میں اب بھی ابولہب کی طرف دیکھ رہا ہوں، وہ بھینگی آنکھ اور دو چٹیوں والا تھا اور لوگوں سے سب سے زیادہ سفید رنگ والا اور سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔

فوائد: ......ابولہب نبی کریم ﷺ کا چچا تھا، اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اور کنیت ابوعتبہ تھی، اس کے چہرے کی خوبصورتی اور چمک دمک کی وجہ سے اسے ابولہب یعنی شعلے والا کہا جاتا تھا۔

وَمِنْهُمْ اَبُوْ جَهْلٍ

اور ان میں ایک ابوجہل تھا

(۱۰۵۱۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْکَعْبَةِ لَآتِیَنَّهُ حَتّٰی أَطَأَ عَلٰی عُنُقِهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْ فَعَلَ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِکَةُ عِیَانًا، وَلَوْأَنَّ الْیَهُوْدَ تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَمَاتُوْا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن کو روند دوں گا، آپ ﷺ نے اس کی اس بات پر فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اس کو لوگوں کے سامنے پکڑ لیتے، اگر یہودیوں نے موت کی تمنا کی ہوتی تو وہ

(۱۰۵۱۶) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۵۱۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۵۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۹۵۸ (انظر: ۲۲۲۵)

وَرَأَوْا مَقَاعِدَهُمْ فِي النَّارِ وَلَوْ خَرَجَ الَّذِيْنَ يُبَاهِلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَرَجَعُوْا لَا يَجِدُوْنَ مَالًا وَلَا أَهْلًا۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۵)

واقعی مر جاتے اور جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتے اور اگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مباہلہ کرنے والے نکلتے تو وہ اس حال میں لوٹتے کہ ان کا مال ہوتا اور نہ اہل وعیال۔‘‘

فوائد: ......ابوجہل کا مزید ذکر اگلی حدیث میں ہے۔

یہودیوں کا موت کی تمنا کرنا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ۔﴾ ...... ’’کہہ دے اگر آخرت کا گھر اللہ کے ہاں سب لوگوں کو چھوڑ کر خاص تمھارے ہی لیے ہے تو موت کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو۔ اور وہ ہرگز اس کی آرزو کبھی نہیں کریں گے، اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔‘‘ (سورۂ بقرہ: ۹۴، ۹۵)

اور مباہلہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔﴾ ...... ’’پھر جو شخص تجھ سے اس کے بارے میں جھگڑا کرے، اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آ چکا تو کہہ دے آؤ! ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلا لیں اور اپنی عورتوں اور تمھاری عورتوں کو بھی اور اپنے آپ کو اور تمھیں بھی، پھر گڑ گڑا کر دعا کریں، پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔‘‘ (سورۂ آل عمران: ۶۱)

یہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے، مباہلہ کا معنی یہ ہے: دو فریق کا ایک دوسرے پر لعنت یعنی بددعا کرنا، مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں سے کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف ونزاع ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اس پر لعنت فرما۔

(۱۰۵۱۹)۔ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ: فَقِيْلَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى يَمِيْنًا يَحْلِفُ بِهَا لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهِ أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ: فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَأَ عَلٰى رَقَبَتِهِ، قَالَ: فَمَا فَجَأَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا تمہارے مابین محمد (ﷺ) سجدہ کرتا ہے؟ کسی نے کہا: ہاں، اس نے کہا: لات اور عزی کی قسم! اب اگر میں نے اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن روند دوں گا یا اس کے چہرے کو مٹی میں لت پت کر دوں گا، پس اُدھر رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے آئے، اِدھر سے آپ ﷺ کی گردن کو روندنے کے لیے ابوجہل بھی چل پڑا، لیکن اچانک اس نے ایڑھیوں کے بل ہٹنا شروع کر دیا اور اپنے ہاتھوں کے

(۱۰۵۱۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۹۷ (انظر: ۸۸۳۱)

يَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ دَنَا مِنِّي لَخَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا۔)) قَالَ فَأُنْزِلَ لَا أَدْرِي فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ شَيْءٍ بَلَغَهُ ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى﴾ ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى﴾ يَعْنِي أَبَا جَهْلٍ ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ﴾ قَالَ يَدْعُو قَوْمَهُ ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ قَالَ يَعْنِي الْمَلَائِكَةَ ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾(مسند احمد: ٨٨١٧)

ذریعے اپنا بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میرے اور آپ (ﷺ) کے درمیان آگ کی ایک خندق اور ہولناکی اور پَر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ایک ایک عضو کو اچک لیتے۔'' پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ''سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔'' ''بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جو بندے کو روکتا ہے، جبکہ وہ نماز ادا کرتا ہے، بھلا بتلا تو سہی اگر وہ ہدایت پر ہو، یا پرہیز گاری کا حکم دیتا ہو، بھلا دیکھو اگر یہ جھٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہو تو۔'' اس سے ابو جہل مراد ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھ رہا ہے، یقیناً اگر یہ باز نہ رہا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے، یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔'' یعنی وہ اپنی قوم کو بلائے، ''ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلا لیں گے۔'' یعنی فرشتوں کو، ''خبردار! اس کا کہنا نہ مان اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔'' راوی کہتا ہے: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ ان آیات کا ذکر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تھا، یا کسی اور سند سے اس کا علم ہوا تھا۔

(١٠٥٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

فوائد:......ابو جہل کا نام عمرو بن ہشام تھا۔

وَمِنْهُمْ عُقْبَةُ بْنُ اَبِي مُعَيْطٍ

اور ان میں ایک عقبہ بن ابی معیط تھا

(١٠٥٢١)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں تھے، جبکہ آپ ﷺ کے ارد گرد قریشی لوگ

(١٠٥٢٠) تخريج: انظر الحديث رقم: (١٠٥١٨)

(١٠٥٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٥٤، ومسلم: ١٧٩٤ (انظر: ٣٧٢٢)

قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ، أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ (أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلْفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ) قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أَنَّ أُمَيَّةَ (أَوْ أُبَيًّا) اِنْقَطَعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ۔ (مسند احمد: ٣٧٢٢)

بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں عقبہ بن ابی معیط ذبح شدہ اونٹنی کی بچہ دانی لے کر آیا اور رسول اللہ ﷺ کی کمر پر پھینک دی، آپ ﷺ نے اپنا سر نہ اٹھایا، اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ان کو آپ ﷺ کی کمر سے ہٹایا اور یہ کام کرنے والوں کے لیے بد دعا کی، اُدھر آپ ﷺ نے ان الفاظ میں اِن پر دعا کی: ''اے اللہ! قریشیوں کے سرداروں ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابومعیط اور امیہ بن خلف (یا ابی بن خلف) کی گرفت فرما۔'' پس میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ بدر والے دن ان کو قتل کیا گیا اور پھر کنویں میں ڈال دیا گیا، ما سوائے امیہ یا ابی کے، اس کے جوڑ اکھڑ گئے تھے، اس لیے اس کو کنویں میں نہیں ڈالا گیا۔''

حدیث میں اس جگہ ''سَلَا جزور'' کے الفاظ ہیں ''نسلا'' کا معنی وہ جھلی (بچہ دانی) ہے جس کے اندر بچہ لیٹا ہوتا ہے اور مادہ کے رحم سے بچے کی ولادت کے بعد باہر آتی ہے۔ جزور: مادہ اور نر دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ بلکہ ہر ذبح کیے جانے والے جانور پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ بخاری کی ایک روایت (٥٢٠) میں یہ الفاظ ہیں یعمد الی فرثها ودمها وسلاها یعنی اس کے گوبر، خون اور بچہ دانی کو لائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی بھی ساتھ لا کر آپ پر پھینکی گئی۔ (عبداللہ رفیق)

فوائد: ...... صحیح بخاری کی بعض روایات (٥٢٠) میں ہے: جب انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ یہ کاروائی کی تو وہ ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، ...... جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس مواد کو آپ ﷺ سے ہٹایا تو وہ ان پر متوجہ ہوئیں اور ان کو برا بھلا کہا اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر بد دعا کی، جب انھوں نے آپ ﷺ کی بد دعا سنی تو وہ خاموش ہو گئے اور وہ ڈر گئے۔

''امیہ بن خلف (یا ابی بن خلف)'' یہ امیہ بن خلف ہی تھا، جو غزوۂ بدر میں قتل ہوا، اس کا بھائی ابی بن خلف تو غزوۂ احد میں قتل ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی بد دعا پوری ہوئی اور ان سب سرداروں کو غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہونا پڑا۔

(١٠٥٢٢)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: ثَنَا خَلَفٌ ثَنَا إِسْرَائِيْلُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَمْرُو بْنَ هِشَامٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَزَادَ: وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ۔ (مسند احمد: ٣٧٢٣)

(دوسری سند) اس طریق میں راوی نے کہا: عمرو بن ہشام اور امیہ بن خلف اور عمارہ بن ولید کا نام زائد ذکر کیا۔

(١٠٥٢٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فوائد: ......اس روایت کو اکثر پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ عقبہ بن ابی معیط کو قید کر کے عرق الظبیہ مقام پر قتل کیا گیا اور امیہ بن خلف کو کنویں میں نہیں پھینکا گیا، جیسا کہ پچھلی روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔

(١٠٥٢٣)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: اسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَبْعَةٍ فِيهِمْ أَبُوجَهْلٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ اَبِى مُعَيْطٍ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى عَلٰى بَدْرٍ وَقَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا۔ (مسند احمد: ٣٧٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریش کے سات افراد پر بد دعا کی، ان میں ابو جہل، امیہ بن خلف، شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط شامل تھے، پس تحقیق میں نے ان سب افراد کو دیکھا کہ ان کو بدر کے کنویں میں پچھاڑ دیا گیا، چونکہ وہ سخت گرمی والا دن تھا، اس لیے سورج کی وجہ سے بھی ان میں کچھ تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔

(١٠٥٢٤)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِى بِاَشَدِّ شَيْئًا صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّى بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِى مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَوٰى ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا، فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَ كُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [غافر: ٢٨] (مسند احمد: ٦٩٠٨)

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: تم مجھے یہ بتلاؤ کہ سب سے بڑی ایذا کون سی ہے، جو مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز ادا کر رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط وہاں آیا، اس نے آپ ﷺ کے کندھے کو پکڑا اور آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اس کو بل دیئے اور سختی سے آپ ﷺ کا گلا دبایا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے، انھوں نے اس بد بخت کا کندھا پکڑا اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے ہٹایا اور کہا: ''کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ اس کا ربّ اللہ ہے اور وہ تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے پاس واضح نشانیاں لایا ہے۔''

(١٠٥٢٥)۔ عَنْ ((يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ کون سی سخت تکلیف

(١٠٥٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩٦٠، ومسلم: ١٧٩٤ (انظر: ٣٧٧٥)
(١٠٥٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٨١٥ (انظر: ٦٩٠٨)
(١٠٥٢٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار، واشار البخاري الى رواية ابن اسحاق هذه عقب الحديث ٣٨٥٦ (انظر: ٧٠٣٦)

بْـنِ الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا اَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُـرَيْشًا أَصَابَتْ مِنْ رَسُوْلِ ﷺ فِيْمَا كَانَتْ تُـظْهِـرُ مِـنْ عَـدَاوَتِـهِ؟ قَالَ حَضَرْتُهُمْ وَقَدِ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ ، فَذَكَرُوْا رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالُـوْا: مَـارَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَـرْنَـا عَـلَـيْـهِ مِـنْ هٰذَا الرَّجُلِ قَطُّ ، سَفَّهَ أَحْلَامَـنَـا وَشَتَـمَ آبَائَنَا وَعَابَ دِيْنَنَا وَفَرَّقَ جَـمَـاعَـتَـنَـا وَسَبَّ آلِهَتَنَا ، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَـلَـى أَمْرٍ عَظِيْمٍ أَوْ كَمَا قَالُوْا ، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُـمْ كَـذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ يَمْشِيْ حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ طَـائِـفًـا بِـالْبَيْتِ ، فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوْهُ بِبَـعْـضِ مَـا يَقُوْلُ ، قَالَ: فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ ثُمَّ مَضٰى فَلَمَّا مَرَّ بِهِمُ الثَّانِيَةَ غَمَزُوْهُ بِمِثْلِهَا فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ ، ثُمَّ مَضٰى ثُـمَّ مَـرَّ بِهِـمُ الثَّالِثَةَ فَغَمَزُوْهُ بِمِثْلِهَا ، فَقَالَ: ((تَسْـمَـعُـوْنَ يَـا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَمَا وَالَّذِيْ نَـفْـسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ)) فَـاَخَـذَتِ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَـأَنَّمَا عَلٰى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ ، حَتّٰى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيْهِ وَصَاةً قَبْلَ ذٰلِكَ لَيَرْفَؤُهُ بِأَحْسَنِ مَـايَجِدُ مِنَ الْقَوْلِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَقُوْلُ: انْصَرِفْ يَـا أَبَـا الْقَاسِمِ! انْصَرِفْ رَاشِدًا ، فَوَاللّٰهِ! مَا كُـنْـتَ جَهُـوْلًا ، قَـالَ: فَـانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَـانَ الْـغَدُ اجْتَمَعُوْا فِي الْـحِـجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ:

ہے، جو قریشیوں نے اپنی دشمنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی ہو؟ انھوں نے کہا: میں خود ایک دفعہ موجود تھا، اشرافِ قریش حطیم میں جمع تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور کہا: ہم نے اس شخص (محمد ﷺ) پر جتنا صبر کرلیا ہے، اتنا صبر تو کبھی بھی نہیں کیا تھا، اس نے ہمارے عقلاء کو بیوقوف بنادیا ہے، ہمارے آباء کو گالیاں دی ہیں، ہمارے دین کو معیوب قرار دیا ہے، ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے، بس ہم نے بہت بڑی چیز پر صبر کیا ہوا ہے، وہ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے، آپ ﷺ چلتے ہوئے آگے بڑھے، حجرِ اسود کا استلام کیا اور پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے، جب آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انھوں آپ ﷺ کی بعض باتوں کی وجہ سے (آپ ﷺ کا استہزاء کرتے ہوئے) آپس میں آنکھوں اور ابروؤں سے اشارے کیے، میں نے اس چیز کو آپ ﷺ کے چہرے میں محسوس کیا (یعنی آپ ﷺ ان کی ان باتوں کو بھانپ گئے اور آپ ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آنے لگے)، بہرحال آپ ﷺ آگے چلے گئے، جب دوسری بار گزرے تو پھر انھوں نے آنکھوں سے اشارے کیے، میں نے آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر اس چیز کو پہنچان لیا، پھر جب آپ ﷺ تیسری دفعہ گزرے اور انھوں نے آنکھوں سے اشارے کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریشیوں کی جماعت! سن لو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں ہلاکت کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔'' اس کلمے نے ان لوگوں پر اس قدر اثر کیا کہ ان میں سے ہر بندہ یوں خاموش ہو گیا، جیسے کے اس کے سر پر پرندہ بیٹھ گیا ہو،

ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتّٰى إِذَا بَادَءَكُمْ بِمَا تَكْرَهُوْنَ تَرَكْتُمُوْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ فِيْ ذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَثَبُوْا إِلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَأَحَاطُوْا بِهِ يَقُوْلُوْنَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا كَمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِيْنِهِمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ أَنَا الَّذِيْ أَقُوْلُ ذٰلِكَ۔)) قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ، قَالَ: وَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ دُوْنَهُ، يَقُوْلُ وَهُوَ يَبْكِيْ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ ثُمَّ انْصَرَفُوْا عَنْهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَأَشَدُّ مَارَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ۔ (مسند احمد: ۷۰۳۶)

یہاں تک کہ ان میں جو آدمی اس سے پہلے وصیت کرنے میں سب سے سخت تھا، وہ بہترین الفاظ میں آپ ﷺ کی مدح کرنے لگا اور کہنے لگا: اے ابو القاسم! آپ آگے چلیں، آپ، آگے چلیں، اس حال میں کہ آپ ہدایت یافتہ ہیں، اللہ کی قسم! آپ جاہل نہیں ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے آگے چل دیے، جب اگلا دن آیا اور یہ لوگ حطیم میں جمع ہوئے، جبکہ میں بھی ان کے ساتھ تھا، تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: تم نے پہلے تو ان امور کا ذکر کیا جو تم کو اس (محمد ﷺ) سے اور اس کو تم سے پہنچے ہیں، پھر جب اس نے تمہارے سامنے آکر ان ہی چیزوں کا تذکرہ کیا، جن کو تم ناپسند کر رہے تھے تو تم نے اس کو چھوڑ دیا، پس وہ اسی قسم کی باتوں میں مگن تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں پہنچ گئے، اب کی بار تو وہ یک مشت ہو کر آپ ﷺ کی طرف کود پڑے اور آپ ﷺ کو گھیر لیا اور کہا: تو وہی ہے جو ہمارے معبودوں اور دین کے معیوب ہونے کی اس قسم کی باتیں کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، میں ہی ہوں ایسی باتیں کرنے والا۔'' پھر میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور انھوں نے کہا: ''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ اس کا ربّ اللہ ہے۔'' پھر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے، یہ سب سے سخت ایذا تھی، جو قریشیوں نے آپ ﷺ کو پہنچائی، میں نے اس قسم کی تکلیف کبھی نہیں دیکھی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَعْذِيْبِهِمِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَضَرْبِهِمْ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَسَبِّهِ

مشرکوں کا کمزور مسلمانوں کو تکلیف دینا اور نبی کریم ﷺ کو مارنا اور برا بھلا کہنا

(۱۰۵۲۶)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: سالم بن ابی جعد سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

(۱۰۵۲۶) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، سلم بن ابى الجعد لم يدرك عثمان بن عفان، وفى الباب ما يشهد لقوله "اصبر اللهم اغفر لآل ياسر"، أخرجه ابن سعد: ۳/ ۲۴۸ (انظر: ۴۳۹)

دَعَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ) ثُمَّ قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمَا عَنْهُ يَعْنِي عَمَّارًا، أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِيْ نَتَمَشّٰى فِي الْبَطْحَاءِ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى أَبِيْهِ وَأُمِّهِ وَعَلَيْهِ يُعَذَّبُوْنَ، فَقَالَ أَبُوْ عَمَّارٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلدَّهْرُ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْبِرْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اِغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ وَقَدْ فَعَلْتُ۔)) (مسند احمد: ٤٣٩)

نے رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کو بلایا، ان میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے، ....، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تم کو عمار کے بارے میں بتلاؤں، میں آپ ﷺ کے ساتھ وادیٔ بطحاء میں چلتے ہوئے آ رہا تھا، جبکہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا جب آپ ﷺ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے باپ (سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ) اور ماں (سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا) کے پاس سے گزرے، جبکہ ان کو عذاب دیا جا رہا تھا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے والد نے کہا: اے اللہ کے رسول! زمانہ اس طرح بھی ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''صبر کر۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آلِ یاسر کو بخش دے اور تحقیق میں نے کر دیا ہے۔''

فوائد: ......آخری جملے ''اور تحقیق میں نے کر دیا ہے۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور ان کو بخش دیا۔

سیدنا عمار کے والد مکرم کا نام یاسر اور والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت خیاط تھا، دنیا کی یہ اذیتیں جس قدر تکلیف دہ تھیں، اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے بہترین صلہ دیا اور چند دنوں کی آزمائشوں کے عوض ہمیشہ کی زندگی کو پرسکون بنا دیا۔

(١٠٥٢٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يُصْرَفُ عَنْهُ شَتْمُ قُرَيْشٍ، كَيْفَ يَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَشْتُمُوْنَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ۔)) (مسند احمد: ٧٣٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا کہ قریش کے گالی گلوچ کو مجھ سے کیسے دفع کر دیا جاتا ہے، وہ مُذَمَّم پر لعنت کرتے ہیں، وہ تو مُذَمَّم کو برا بھلا کہتے ہیں، میں تو محمد ہوں۔''

فوائد: ......قریشی کفار چونکہ نبی کریم ﷺ کو سخت ناپسند کرتے تھے، اس لیے وہ لوگ آپ ﷺ کا وہ نام ہی ذکر نہیں کرتے تھے، جس سے آپ ﷺ کی مدح لازم آتی تھی، لیکن جب اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے دوسرا نام لیتے تھے، تو وہ سرے سے آپ کا نام ہی نہیں ہوتا تھا۔

(١٠٥٢٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک

(١٠٥٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٣٣ (انظر: ٧٣٣١)

(١٠٥٢٨) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم، أخرجه ابن ماجه: ٤٠٢٨ (انظر: ١٢١١٣)

جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنًا قَدْ خُضِبَ بِالدِّمَاءِ ضَرَبَهُ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: مَا لَكَ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُ: ((فَعَلَ بِيْ هٰؤُلَاءِ وَفَعَلُوْا)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: أَتُحِبُّ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْوَادِيْ فَقَالَ: ادْعُ بِتِلْكَ الشَّجَرَةِ، فَدَعَاهَا فَجَاءَتْ تَمْشِيْ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ، فَأَمَرَهَا فَرَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبِيْ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۳۶)

دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ غمزدہ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ پر خون لگا ہوا تھا، کیونکہ بعض اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مارا تھا، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ کاروائی کی ہے۔'' جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے وادی سے پرے ایک درخت کو دیکھا اور آپ ﷺ سے کہا: اس درخت کو بلاؤ، پس آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور وہ چلتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: اب اس کو حکم دیں کہ یہ لوٹ جائے، پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا اور وہ اپنی جگہ لوٹ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کافی ہے۔''

فوائد: ……سیدنا جبریل علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ اس معجزہ کے ذریعے آپ ﷺ کو حوصلہ ہو جائے گا اور آپ ﷺ کا غم کم ہو جائے گا، اسی لیے آپ ﷺ نے یہ معجزہ دیکھنے کے بعد فرمایا: ''مجھے کافی ہے۔''

(۱۰۵۲۹)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحٰرِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ وَصَاحِبٌ لَهُ بِأَيْمَنَ وَفِئَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ حَلُّوْا أُزُرَهُمْ فَجَعَلُوْهَا مَخَارِيْقَ يَجْتَلِدُوْنَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوْا إِنَّ هٰؤُلَاءِ قِسِّيْسُوْنَ فَدَعُوْهُمْ، ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَبْصَرُوْهُ تَبَدَّدُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا حَتّٰى دَخَلَ، وَكُنْتُ أَنَا

سیدنا عبد اللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا ایک دوست سیدنا ایمن رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہاں قریشیوں کے چند لوگوں نے اپنے ازار اتارے ہوئے تھے اور ان کو بٹ کر وہ ایک دوسرے کو مار رہے تھے، جبکہ وہ ننگے تھے، جب ہم لوگ اُن کے پاس سے گزرے تو انھوں نے ہمارے بارے میں کہا: یہ پادری لوگ ہیں، چھوڑو ان کو، پھر اچانک رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے، جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ تتر بتر ہو گئے، آپ ﷺ غصے کی حالت میں واپس آ گئے اور گھر میں داخل ہو کر فرمایا، جبکہ میں

(۱۰۵۲۹) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابويعلى: ۱۵٤۰، والبيهقى فى "شعب الايمان": ۷۷٦۳ (انظر: ۱۷۷۱۱)

وَرَاءَ الْحُجْرَةِ، فَسَمِعْتُهُ فَيَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَا مِنَ اللّٰهِ اسْتَحْيَوْا وَلَا مِنْ رَسُوْلِهِ اسْتَتَرُوْا۔)) وَأُمُّ أَيْمَنَ عِنْدَهُ تَقُوْلُ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبِلَأْيٍ مَا اسْتَغْفَرَ لَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۶۳)

حجرے کے پیچھے سے سن رہا تھا: ''سبحان اللہ! نہ ان لوگوں کو اللہ سے شرم آئی اور نہ ان لوگوں نے اس کے رسول سے پردہ کیا۔'' سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس تھیں، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کے لیے بخشش طلب کرو، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس آپ ﷺ نے مشقت اور تاخیر کے بعد ان کے لیے مغفرت طلب کی۔

فوائد: ......سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکت تھا، یہ حبشن تھیں اور آپ ﷺ کے والد کی لونڈی تھیں، یہ آپ ﷺ کو گود کھلایا کرتی تھیں، انھوں نے آپ ﷺ کا دورِ نبوت پایا، آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں، سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے شادی کی تھی، ان ہی سے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے، سیدہ ام ایمن آپ ﷺ کی وفات کے پانچ چھ ماہ بعد فوت ہو گئیں، روایت میں مذکور صحابی سیدنا ایمن رضی اللہ عنہ ان ہی کا بیٹا تھا، یہ غزوۂ حنین میں شہید ہو گئے تھے۔

(۱۰۵۳۰)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قَالَ خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَعْمَلُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، فَاجْتَمَعَتْ لِيْ عَلَيْهِ دَرَاهِمُ، فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لَا أَقْضِيَنَّكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، قَالَ: فَإِذَا بُعِثْتُ كَانَ لِيْ مَالٌ وَوَلَدٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنِّيْ إِذَا مِتُّ ثُمَّ بُعِثْتُ وَلِيَ ثَمَّ مَالٌ وَ وَلَدٌ فَأُعْطِيْكَ) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَ وَلَدًا﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿فَرْدًا﴾ [مریم: ۷۷۔ ۸۰] (مسند احمد: ۲۱۳۸۲)

مسروق سے مروی ہے کہ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مکہ میں لوہار تھا، میں نے عاص بن وائل کا کام کیا اور میرے کچھ درہم اس پر جمع ہو گئے، ایک دن میں ان کا تقاضا کرنے کے لیے اس کے پاس آیا، لیکن اس نے کہا: میں تجھے اس وقت تک یہ درہم نہیں دوں گا، جب تک تو محمد (ﷺ) کے ساتھ کفر نہیں کرے گا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ ایسا نہیں ہو جاتا کہ تو مر جائے اور پھر تجھے اٹھا دیا جائے، اس نے آگے سے کہا: جب مجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا تو میرے لیے مال اور اولاد ہو گی، ایک روایت میں ہے: اس نے کہا: پس بیشک جب میں مر جاؤں گا اور پھر مجھے اٹھایا جائے گا تو وہاں میرا مال ہوگا اور میری اولاد ہوگی، اُس وقت میں تجھے یہ قرض چکا دوں گا، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''کیا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے ہماری

(۱۰۵۳۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۹۱، ۲۲۷۵، ٤٧٣٣، ومسلم: ۲۷۹٥ (انظر: ۲۱۰٦۸)

آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے تو مال و اولاد ضرور ہی دی جائے گی، کیا وہ غیب پر مطلع ہے یا اللہ کا کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ہرگز نہیں، یہ جو بھی کہہ رہا ہے ہم اسے ضرور لکھ لیں گے اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے، یہ جن چیزوں کو کہہ رہا ہے، اسے ہم اس کے بعد لے لیں گے اور یہ تو بالکل اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔'' (سورۂ مریم: ۷۷تا۸۰)

فوائد: ...... عمرو بن عاص کا یہ جواب طنز اور استہزاء پر مشتمل تھا۔

ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ عمرو بن عاص یہ جو دعوی کر رہا ہے، کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہاں بھی اس کے پاس مال اور اولاد ہوگی؟ یا اللہ سے اس کا کوئی عہد ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے، یہ صرف آیاتِ الٰہی کا استہزاء و تمسخر ہے، یہ جس مال و اولاد کی بات کر رہا ہے، اس کے وارث تو ہم ہیں، یعنی مرنے کے ساتھ ان سے اس کا تعلق ختم ہو جائے گا اور ہماری بارگاہ میں یہ اکیلا آئے گا، نہ مال ساتھ ہوگا نہ اولاد اور نہ کوئی جتھہ، البتہ عذاب ہوگا، جو اس کے لیے اور ان جیسے لوگوں کے لیے ہم بڑھاتے رہیں گے۔

(۱۰۵۳۱)۔ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ مُتَوَسِّدًا بُرْدَةً لَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَنَا وَاسْتَنْصِرْهُ، قَالَ: فَاحْمَرَّ لَوْنُهُ أَوْتَغَيَّرَ، فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ حُفْرَةٌ وَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ عَظْمٍ مِنْ لَحْمٍ أَوْعَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مَا بَيْنَ صُنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخْشٰى إِلَّا اللّٰهَ تَعَالٰى وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَعْجَلُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۳۷۱)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کو تکیہ بنا کر تشریف فرما تھے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اس سے مدد طلب کریں، یہ بات سن کر آپ ﷺ کا رنگ سرخ ہوگیا یا بدل گیا (راوی کو الفاظ کے متعلق شک ہے) اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ تم سے پہلے تھے، ان کو گڑھے میں دبایا جاتا، پھر آری لا کر ان کے سر کو چیر دیا جاتا تھا، لیکن یہ تکلیف بھی ان کو اللہ تعالیٰ کے دین سے دور نہ کر سکی اور اسی طرح لوہے کی کنگھیوں سے لوگوں کی ہڈیوں سے گوشت اور پٹھوں کو نوچ لیا جاتا تھا، لیکن یہ آزمائش بھی ان کو دین سے نہ پھیر سکی، سنو، اللہ تعالیٰ ضرور ضرور اس دین کو اس طرح مکمل کرے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک چلے گا اور وہ

(۱۰۵۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۵۲ (انظر: ۲۱۰۵۷)

صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اور اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیئے سے ڈرے گا، لیکن تم جلدی کرتے ہو۔''

فوائد: ...... اللہ اکبر! کتنی قابل غور بات ہے کہ اتنی تکالیف اور آزمائشوں کے باوجود آپ ﷺ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تم لوگ جلد بازی سے کام لے رہے ہو، تمہیں چاہیے کہ تم صبر کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَعَنُّتِ قُرَيْشٍ فِيْ طَلَبِ الْآيَاتِ وَإِصْرَارِهِمْ عَلَى الْعِنَادِ وَتَأَمُّرِهِمْ عَلَى قَتْلِ سَيِّدِ الْعِبَادِ ﷺ

نشانیاں طلب کرنے پر قریشیوں کا حد سے زیادہ مطالبہ کرنا، ہٹ دھرمی پر اصرار کرنا اور لوگوں کے سردار کو قتل کرنے کے لیے ان کا مشورہ کرنا

(۱۰۵۳۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ (مسند احمد:۱۲۷۱۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک نشانی کا سوال کیا، جواباً چاند پھٹ گیا، یہ واقعہ مکہ میں دو بار پیش آیا، پس اللہ تعالیٰ نے کہا: ''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آ رہا جادو ہے۔'' (سورۂ قمر:۱، ۲)

فوائد: ...... کئی آیات میں یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ قیامت قریب ہے اور دنیا ختم ہونے والی ہے، جیسے سورۂ قمر کی پہلی آیت میں کہا جا رہا ہے۔

اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا جس پر دو مرتبہ چاند شق ہو گیا جس کا ذکر ان دونوں آیتوں میں ہے، لیکن ایمان لانے کے بجائے ان کا جواب یہ تھا کہ ان آنکھوں پر جادو ہو گیا ہے، یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور کافی احادیث میں اس واقعہ کا ذکر اور تفصیل موجود ہے۔

(۱۰۵۳۳)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ وَفِرْقَةً عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ، فَقَالُوْا: سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ،

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آ رہا تھا، کافروں نے کہا: محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا، لیکن بعض لوگوں نے کہا: اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو

(۱۰۵۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۶۳۷، ۴۸۶۷، ومسلم: ۲۸۰۲ (انظر: ۱۲۶۸۸)

(۱۰۵۳۳) تخریج: اسناده ضعیف، حصین بن عبد الرحمن لم یسمع هذا الحدیث من محمد بن جبیر بن مطعم، بینهما جبیر بن محمد بن جبیر وهو مجهول، أخرجه الترمذی: ۳۲۸۹ (انظر: ۱۶۷۵۰)

فَقَالُوْا: إِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَإِنَّهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ۔ (مسند احمد: ١٦٨٧١)

اس کو اتنی طاقت تو نہیں ہے کہ سب لوگوں پر جادو کر دے۔

(١٠٥٣٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أُدْعُ لَنَا رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا وَنُؤْمِنُ بِكَ، قَالَ: ((وَتَفْعَلُوْنَ)) قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ: فَدَعَا فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ، وَإِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ أَبْوَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ، قَالَ: ((بَلِ التَّوْبَةُ وَالرَّحْمَةُ۔)) (مسند احمد: ٢١٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریشیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ اپنے ربّ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونا بنا دے، ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم واقعی ایسے کرو گے؟'' انھوں نے کہا: ہاں، پس جب آپ ﷺ نے دعا کی تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بیشک آپ کے ربّ نے آپ کو سلام کہا اور فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو صفا پہاڑی ان کے لیے سونا بن جائے گی، لیکن جس نے اس علامت کے بعد کفر کیا، اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب جہانوں میں کسی کو نہیں دیا اور اگر تم چاہتے ہو تو ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''توبہ اور رحمت کا دروازہ ٹھیک ہے۔''

فوائد: ......توبہ اور رحمت میں زیادہ وسعت اور گنجائش ہے۔

(١٠٥٣٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوْا فِي الْحِجْرِ فَتَعَاقَدُوْا بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرٰى وَنَائِلَةَ وَإِسَافٍ، لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا لَقَدْ قُمْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتّٰى نَقْتُلَهُ، فَأَقْبَلَتِ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ تَبْكِيْ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هٰؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ تَعَاقَدُوْا عَلَيْكَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریشی سردار حطیم میں جمع ہوئے اور اپنے بتوں لات، عزی، مناۃ، نائلہ اور اساف کی قسمیں اٹھا کر آپس میں معاہدہ کیا کہ اگر انھوں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو وہ آپ پر یکبارگی حملہ کر دیں گے اور آپ کو قتل کیے بغیر آپ سے جدا نہیں ہوں گے، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس چیز کا علم ہوا تو وہ روتی ہوئی آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا: یہ سردارانِ قریش یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ اگر انھوں نے آپ کو دیکھا تو آپ پر حملہ کر دیں

(١٠٥٣٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطبراني: ١٢٧٣٦، والبيهقي: ٢/ ٢٧٢ (انظر: ٢١٦٦)

(١٠٥٣٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٣، وابن حبان: ٦٥٠٢ (انظر: ٢٧٦٢)

لَوْ قَدْ رَأَوْكَ لَقَدْ قَامُوْا اِلَيْكَ فَقَتَلُوْكَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَمِكَ، فَقَالَ: ((يَا بُنَيَّةُ! أَرِيْنِي وَضُوْءً)) فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا: هَا هُوَ ذَا، وَخَفَضُوْا أَبْصَارَهُمْ وَسَقَطَتْ أَذْقَانُهُمْ فِي صُدُوْرِهِمْ، وَعَقَرُوْا فِي مَجَالِسِهِمْ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اِلَيْهِ بَصَرًا، وَلَمْ يَقُمْ اِلَيْهِ رَجُلٌ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوْهُ)) ثُمَّ حَصَبَهُمْ بِهَا فَمَا أَصَابَ رَجُلًا مِنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْحَصٰى حَصَاةٌ اِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا۔ (مسند احمد: ٢٧٦٢)

گے اور آپ کو قتل کر دیں گے، ان میں سے ہر آدمی آپ کے خون میں سے اپنے حصے کو پہچان چکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری پیاری بیٹی! وضو کا پانی لاؤ۔'' پس آپ ﷺ نے وضو کیا، پھر مسجدِ حرام میں ان کے پاس گئے، جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہا: اوہ، یہ وہ آ گیا ہے، پھر انھوں نے اپنی نگاہیں پست کر لیں، ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے جا لگیں اور وہ دہشت زدہ ہو کر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے، نہ ان کو آپ ﷺ کی طرف دیکھنے کی جرأت ہوئی اور نہ کوئی آپ ﷺ کی طرف اٹھ سکا، پس رسول اللہ ﷺ ان کی طرف آئے، یہاں تک کہ ان کے سروں پر کھڑے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے مٹی کی مٹھی بھری اور فرمایا: ''چہرے قبیح ہو گئے۔'' پھر آپ ﷺ نے وہ مٹھی ان کی طرف پھینک دی، پس جس آدمی کو ان کنکریوں میں سے کوئی کنکری لگی، وہ بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل ہو گیا۔

بَابٌ فِيْ تَخْصِيْصِهِ ﷺ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِدَعْوَةٍ لِيُرِيَهُمْ بَعْضَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ رَحْمَةً بِهِمْ لِأَنَّهُمْ أَقْرَبُ النَّاسِ اِلَيْهِ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُ

نبی کریم ﷺ کا بنو عبد المطلب کو خاص طور پر دعوت دینا، تاکہ آپ ﷺ ان کو اپنی نبوت پر دلالت کرنے والی کوئی نشانی دکھا سکیں، یہ دراصل آپ ﷺ کی ان کے ساتھ رحمت تھی، کیونکہ وہ آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار تھے، لیکن انھوں نے آپ ﷺ کی بات قبول نہیں کی

(١٠٥٣٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فِيْهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذَعَةَ وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ، قَالَ: فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، قَالَ: وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، ثُمَّ دَعَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا یا ان کو دعوت دی، ان میں ایسے افراد بھی تھے کہ وہ (بسیار خوری کی وجہ سے) اچھا خاصہ جانور کھا جاتے تھے اور ایک فَرَق پانی پی جاتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے ان کے لیے صرف ایک مُد کا کھانا تیار کیا، پس انھوں نے کھایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، لیکن کھانا اُسی طرح باقی بچا پڑا تھا، یوں

(١٠٥٣٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ربيعة بن ناجذ (انظر: ١٣٧١)

بِغُمَرٍ فَشَرِبُوْا حَتّٰى رَوُوْا وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْ لَمْ يُشْرَبْ، فَقَالَ: ((يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنِّيْ بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً، وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ مَا رَأَيْتُمْ فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِيْ عَلٰى أَنْ يَكُوْنَ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ؟)) قَالَ: فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِجْلِسْ)) قَالَ: ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ أَقُوْمُ إِلَيْهِ، فَيَقُوْلُ لِيْ: ((اِجْلِسْ)) حَتّٰى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى يَدِيْ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۱)

لگتا تھا کہ کسی نے اس کو چھوا تک نہیں ہے، پھر آپ ﷺ نے ایک چھوٹا پیالہ منگوایا اور سب نے اتنا مشروب پیا کہ وہ سیراب ہو گئے، لیکن وہ مشروب اس طرح باقی بچا پڑا تھا کہ گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد المطلب! مجھے تمہاری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر مبعوث کیا گیا ہے اور تم نے یہ نشانی بھی دیکھ لی ہے، اب تم میں سے کون ہے جو میرا بھائی اور ساتھی بننے کے لیے میری بیعت کرے؟'' جواباً کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، صرف میں (علی) کھڑا ہوا، جبکہ میں لوگوں سے سب سے کم سن تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ دعوت پیش کی، لیکن صرف میں ہی کھڑا ہوتا اور آپ ﷺ فرما دیتے کہ ''تو بیٹھ جا۔'' تیسری بار آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کر مجھ سے بیعت لی۔

فوائد: ...... ''فَرَق'' ایک پیمانہ ہے، جس میں سولہ رطل چیز آ جاتی ہے، یعنی یہ تین حجازی صاع کے برابر ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے قرابتداروں کو تبلیغ کرنے کا مخصوص اہتمام کیا تھا، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۵۱۱) والا باب۔
موجودہ وزن کے حساب سے تقریباً ساڑھے چھ کلو۔

بَابُ فِيْ تَكْسِيْرِهِ ﷺ الْأَصْنَامَ الَّتِيْ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ عَلَى الْكَعْبَةِ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اِنْتِصَارًا لِلْحَقِّ وَإِزْهَاقًا لِلْبَاطِلِ

نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لے کر کعبہ کے اوپر موجود قریشیوں کے بت توڑنا تا کہ حق کی تائید و نصرف ہو جائے اور باطل نیست و نابود ہو جائے

(۱۰۵۳۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِجْلِسْ)) وَصَعِدَ عَلٰى

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور نبی کریم ﷺ چلے، یہاں تک کہ ہم کعبہ کے پاس پہنچے، پس آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' آپ ﷺ میرے کندھے پر

(۱۰۵۳۷) تخريج: اسناده ضعيف، نعيم بن حكيم وثقه العجلي وابن حبان، وقال النسائي: ليس بالقوي، وقال ابن سعد: لم يكن بذاك، واختلف قول ابن معين فيه، وابو مريم الثقفي مجهول، أخرجه ابن ابي شيبة: ۱۴/ ۴۸۸، والبزار: ۷۶۹، وابويعلي: ۲۹۲، والحاكم: ۲/ ۳۶۶ (انظر: ۶۴۴)

مَنْكِبَيَّ فَذَهَبْتُ لِأَنْهَضَ بِهِ فَرَأَى مِنِّي ضَعْفًا فَنَزَلَ وَجَلَسَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اِصْعَدْ عَلٰى مَنْكِبَيَّ)) قَالَ: فَصَعِدْتُ عَلٰى مَنْكِبِهِ، قَالَ: فَنَهَضَ بِيْ، قَالَ: فَإِنَّهُ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّي لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدْتُ عَلَى الْبَيْتِ وَعَلَيْهِ تِمْثَالُ صُفْرٍ أَوْنُحَاسٍ، فَجَعَلْتُ أُزَاوِلُهُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ حَتّٰى إِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْذِفْ بِهِ.)) فَقَذَفْتُ بِهِ، فَتَكَسَّرَ كَمَا تَتَكَسَّرُ الْقَوَارِيْرُ، ثُمَّ نَزَلْتُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَبِقُ حَتّٰى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوْتِ خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ٦٤٤)

چڑھے، پھر میں نے اٹھنا چاہا، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں کمزور ہوں تو آپ ﷺ میرے کندھے سے نیچے اتر گئے اور خود بیٹھ کر فرمانے لگے: ''علی! میرے کندھے پر چڑھ جا۔'' پس میں آپ ﷺ کے کندھے پر چڑھا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، مجھے یوں لگا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کے افق کو چھو لیتا، پس میں بیت اللہ کی عمارت پر چڑھ گیا، اس پر پیتل یا تانبے کا بنا ہوا مجسمہ تھا، میں نے اس کے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے سے کوشش کی، یہاں تک کہ میں نے اس کو گرانے کی قدرت پالی، اُدھر سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھینک دے اس کو۔'' پس میں نے اس کو پھینکا اور وہ اس طرح ٹوٹا جیسے شیشے ٹوٹتے ہیں، پھر میں وہاں سے اترا اور میں اور رسول اللہ ﷺ تیز تیز چلنے لگے، یہاں تک کہ ہم گھروں کے ساتھ چھپ گئے، ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بندے سے ملاقات ہو جائے (اور ہمارا یہ راز فاش ہو جائے)۔

(١٠٥٣٨)۔ عَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ عَلَى الْكَعْبَةِ أَصْنَامٌ فَذَهَبْتُ لِأَحْمِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أَسْتَطِعْ، فَحَمَلَنِيْ فَجَعَلْتُ أَقْطَعُهَا وَلَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ السَّمَاءَ۔ (مسند احمد: ١٣٠٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کعبہ پر بت تھے، پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اٹھانا چاہا تو مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی، پھر آپ ﷺ نے مجھے اٹھایا اور میں نے ان کو توڑ دیا، اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔

فوائد: ...... بتوں کو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر گرایا تھا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ...... رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، جبکہ بیت اللہ کے آس پاس تین سو ساٹھ بت تھے، آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی سے انھیں کچوکے دے رہے تھے اور یہی آیت پڑھتے تھے: ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾.... اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا تھا۔'' [سورۂ اسراء: ۸۱] (صحیح بخاری: ۲۲۹۸)

(١٠٥٣٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى مريم الثقفى، وضعف نعيم بن حكيم، وانظر الحديث السابق (انظر: ١٣٠٢)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ هِجْرَةِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْحَبْشَةِ فِرَارًا بِدِيْنِهِمْ مِنَ الْفِتْنَةِ وَهِيَ أَوَّلُ هِجْرَةٍ فِي الْإِسْلَامِ

بعض صحابہ کا اپنے دین کو فتنے سے بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جانا اور اس سفر کا اسلام کی پہلی ہجرت ہونا

(۱۰۵۳۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى النَّجَاشِيِّ وَنَحْنُ نَحْوٌ مِنْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا، فِيْهِمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَجَعْفَرٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْفُطَةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، وَأَبُوْ مُوْسٰى فَأَتَوُا النَّجَاشِيَّ، وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِهَدِيَّةٍ، فَلَمَّا دَخَلَا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَجَدَا لَهُ، ثُمَّ ابْتَدَرَاهُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَا لَهُ: اِنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِيْ عَمِّنَا نَزَلُوْا أَرْضَكَ وَرَغِبُوا عَنَّا وَعَنْ مِلَّتِنَا، قَالَ: فَأَيْنَ هُمْ؟ قَالُوْا: هُمْ فِيْ أَرْضِكَ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا خَطِيْبُكُمُ الْيَوْمَ، فَاتَّبَعُوْهُ، فَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْجُدْ، فَقَالُوْا لَهُ: مَا لَكَ؟ لَا تَسْجُدُ لِلْمَلِكِ! قَالَ: اِنَّا لَا نَسْجُدُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: وَمَا ذٰلِكَ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ اِلَيْنَا رَسُوْلَهُ ﷺ وَأَمَرَنَا أَنْ لَا نَسْجُدَ لِأَحَدٍ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَمَرَنَا

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نجاشی کی طرف بھیج دیا، ہم تقریباً اسی افراد تھے، ان میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا جعفر، سیدنا عبد اللہ بن عرفطہ، سیدنا عثمان بن مظعون اور سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہم اجمعین شامل تھے، پس یہ لوگ نجاشی کی مملکت میں پہنچ گئے، اُدھر قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو تحائف کے ساتھ روانہ کر دیا، جب یہ دو افراد نجاشی کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کو سجدہ کیا اور پھر جلدی جلدی ایک اس کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھ گیا، پھر ان دونوں نے کہا: ہمارے چچے کے بیٹوں کا ایک گروہ آپ کے علاقے میں آیا ہوا ہے، انھوں نے ہم سے اور ہمارے دین سے بے رغبتی اختیار کر رکھی ہے۔ بادشاہ نے کہا: وہ اس وقت کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا: وہ آپ کے علاقے میں ہیں، آپ ان کو پیغام بھیجیں، پس اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آج میں تمہاری طرف سے خطاب کروں گا، سب نے ان کی بات مان لی، پس انھوں نے نجاشی کو سلام کہا اور سجدہ نہیں کیا، لوگوں نے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے، تو بادشاہ کو سجدہ نہیں کر رہا؟ انھوں نے کہا: ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں، اس نے کہا: کیا معاملہ ہے؟ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ

(۱۰۵۳۹) تخریج: اسناده ضعیف، حدیج بن معاویة، قال ابن معین: لیس بشیء، وقال ابو حاتم: محله الصدق، ولیس مثل اخویه، فی بعض حدیثه ضعف، وقال ابن حبان: منکر الحدیث کثیر الوهم علی قلة روایته، أخرجه الطیالسی: ۳۴۶، والبیهقی فی "الدلائل": ۲/ ۲۹۸ (انظر: ۴۴۰۰)

بِـالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: فَـاِنَّهُـمْ يُـخَـالِفُوْنَكَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ، قَـالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَأُمِّهِ؟ قَـالُـوْا: نَـقُوْلُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ كَـلِـمَةُ الـلّٰـهِ وَرُوْحُهُ، اَلْقَاهَا اِلَى الْعَذْرَاءِ الْبَتُـوْلِ الَّتِـيْ لَـمْ يَمَسَّهَا بَشَرٌ وَلَمْ يَفْرِضْهَا وَلَـدٌ، قَـالَ: فَـرَفَعَ عُوْدًا مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ قَـالَ: يَـا مَـعْشَـرَ الْـحَبَشَةِ وَالْـقِسِّيْسِيْـنَ وَالـرُّهْبَـانِ، وَاللّٰهِ! مَا يَزِيْدُوْنَ عَلَى الَّذِيْ نَـقُـوْلُ فِيْـهِ مَـا يَسْـوِيْ هٰـذَا، مَرْحَبًا بِكُمْ وَبِـمَـنْ جِـئْتُمْ مِنْ عِنْدِهِ، اَشْهَدُ اَنَّهُ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ، فَاِنَّهُ الَّذِيْ نَجِدُ فِي الْاِنْجِيْلِ، وَاِنَّهُ الـرَّسُـوْلُ الَّـذِيْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، اَنْـزِلُـوْا حَيْثُ شِئْتُمْ، وَاللّٰهِ! لَوْ لَا مَا أَنَا فِيْهِ مِـنَ الْـمُـلْكِ لَأَتَيْتُـهُ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أَحْمِلُ نَـعْـلَـيْـهِ وَأُوَضِّـئُـهُ، وَأَمَرَ بِهَدِيَّةِ الْآخَرِيْنَ فَـرُدَّتْ اِلَيْهِـمَـا، ثُـمَّ تَـعَـجَّلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْـعُـوْدٍ حَتّٰـى أَدْرَكَ بَـدْرًا، وَزَعَـمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَـغْـفَـرَ لَـهُ حِيْنَ بَلَغَهُ مَوْتُهُ۔

(مسند احمد: ٤٤٠٠)

نے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں، نیز ہمیں نماز اور زکوۃ کا بھی حکم دیا ہے، عمرو بن عاص نے کہا: بادشاہ سلامت! یہ لوگ عیسی بن مریم کے معاملے میں آپ کے مخالف ہیں، پس بادشاہ نے کہا: تم لوگ عیسی بن مریم اور ان کی ماں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہو؟ صحابہ نے کہا: ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، اس نے ان کو کنواری بتول کی طرف ڈالا، جس کنواری کو نہ کسی بشر نے چھوا اور جس پر (عیسی علیہ السلام سے پہلے) کسی بچے کا نشان نہیں تھا۔ یہ تبصرہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا: اے حبشیو! پادریو اور راہبو! اللہ کی قسم ہے، جو کچھ ہم کہتے ہیں، ان مسلمانوں نے اس سے اس لکڑی کے برابر بھی ہمارے نظریے سے زیادہ بات نہیں کی ہے، اے مسلمانو! خوش آمدید تم کو اور اس کو جس کے پاس سے تم آئے ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ واقعی اللہ کا رسول ہے، بلکہ یہ وہی ہے، جس کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور یہ وہی رسول ہے کہ جس کی بشارت عیسی بن مریم علیہ السلام نے دی تھی، میرے ملک میں جہاں چاہو، رہ سکتے ہو، اللہ کی قسم! اگر میں اس بادشاہت میں مبتلا نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کے پاس پہنچتا اور آپ ﷺ کے جوتے اٹھاتا اور آپ ﷺ کو وضو کرواتا، پھر نجاشی نے حکم دیا کہ قریشیوں کے تحائف ان کو واپس کر دیئے جائیں، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، نیز انھوں نے کہا کہ جب آپ ﷺ کو نجاشی کی وفات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بخشش طلب کی۔

فوائد: ...... بتول ایسی خاتون کو کہتے ہیں جو مردوں سے الگ تھلگ رہنے والی ہو اور جس کو مردوں کے ساتھ

کوئی رغبت اور شہوت نہ ہو۔

بالآخر نبی کریم ﷺ نے ۵ نبوی میں مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی تھی، حبشہ کا انتخاب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی انصاف پسند حکمران تھا، اس ہدایت کے مطابق بارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، ان کے سردار سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ بھی شریکِ ہجرت تھیں، یہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد پہلا گھرانہ تھا، جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی تھی۔

جب مسلمانوں پر قریش کی سختیاں اور بڑھ گئیں اور نجاشی نے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک والا رویہ اختیار کیا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا، چنانچہ اب کی بار (۸۲ یا ۸۳) مردوں اور (۱۸) عورتوں نے ہجرت کی، قریشیوں نے اس دفعہ بھی اپنی چالیں چلیں، جیسا کہ اگلی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، لیکن ناکام رہے۔

(۱۰۵٤۰)۔ عَنْ أَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامِ الْمَخْزُوْمِیِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ابْنَةِ أَبِیْ أُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلْنَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ جَاوَرْنَا بِهَا خَیْرَ جَارِ النَّجَاشِیِّ، أَمِنَّا عَلٰی دِیْنِنَا وَعَبَدْنَا اللّٰهَ لَا نُؤْذٰی وَلَا نَسْمَعُ شَیْئًا نَکْرَهُهُ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ قُرَیْشًا، اِئْتَمَرُوْا أَنْ یَبْعَثُوْا اِلَی النَّجَاشِیِّ فِیْنَا رَجُلَیْنِ جَلْدَیْنِ، وَاَنْ یُهْدُوْا لِلنَّجَاشِیِّ هَدَایَا مِمَّا یُسْتَطْرَفُ مِنْ مَتَاعِ مَکَّةَ، وَکَانَ مِنْ أَعْجَبِ مَا یَأْتِیْهِ مِنْهَا اِلَیْهِ الْأَدَمُ، فَجَمَعُوْا لَهُ اَدَمًا کَثِیْرًا، وَلَمْ یَتْرُکُوْا مِنْ بَطَارِقَتِهِ بِطْرِیْقًا اِلَّا أَهْدَوْا لَهُ هَدِیَّةً، ثُمَّ بَعَثُوْا بِذٰلِكَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ رَبِیْعَةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ الْمَخْزُوْمِیِّ وَعَمْرِو بْنَ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السَّهْمِیِّ، وَاَمَرُوْهُمَا أَمْرَهُمْ، وَقَالُوْا لَهُمَا: اِدْفَعُوْا اِلٰی کُلِّ

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم حبشہ کی سرزمین میں اترے اور نجاشی کو بہترین پڑوسی پایا، ہم اپنے دین پر پرامن ہو گئے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، ہمیں نہ کوئی تکلیف دی جاتی تھی اور نہ ہم کوئی ناپسند بات سنتے تھے، جب قریشیوں کو اس چیز کا علم ہوا تو انھوں نے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ دو قوی افراد کو نجاشی کے پاس بھیجا جائے اور نجاشی کے لیے ایسے تحائف کا انتخاب کیا جائے، جن کو مکہ کا عمدہ مال سمجھا جاتا ہے اور مکہ سے سب سے پسندیدہ چیز سالن تھی، لہٰذا انھوں بڑی مقدار میں سالن جمع کیا اور انھوں نے حبشہ کے ہر بڑے پادری کے لیے تحفہ ارسال کرنے کا فیصلہ کیا، پھر انھوں عبد اللہ بن ابی ربیعہ مخزومی اور عمرو بن عاص بن وائل سہمی کو تحائف دے کر بھیجا اور ان کو ساری باتیں سمجھا دیں، انھوں نے اِن دو افراد سے کہا: نجاشی سے بات کرنے سے پہلے ہر بڑے پادری کو اس کا حصہ دو اور پھر نجاشی کے سامنے اس کے تحائف پیش کر دو اور اس سے مطالبہ کرو کہ وہ ان افراد کو تمہارے سپرد کر دے اور اس کو پہلے بات کرنے کا موقع ہی

(۱۰۵٤۰) تخریج: اسناده حسن، أخرجه البیهقی فی "دلائل النبوة": ۲/ ۳۰۱ (انظر: ۱۷٤۰)

بِطْرِيْقٍ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمُوْا النَّجَاشِيَّ فِيْهِمْ، ثُمَّ قَدِّمُوْا لِلنَّجَاشِيِّ هَدَايَاهُ، ثُمَّ سَلُوْهُ أَنْ يُسْلِمَهُمْ اِلَيْكُمْ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ، قَالَتْ: فَخَرَجْنَا فَقَدِمْنَا عَلَى النَّجَاشِيِّ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ وَعِنْدَ خَيْرِ جَارٍ، فَلَمْ يَبْقَ مِنْ بَطَارِقَتِهِ بِطْرِيْقٌ اِلَّا دَفَعَا اِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَا النَّجَاشِيَّ، ثُمَّ قَالَا لِكُلِّ بِطْرِيْقٍ مِنْهُمْ: إِنَّهُ قَدْ صَبَأَ اِلَى بَلَدِ الْمَلِكِ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ، وَفَارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَجَاؤُوْا بِدِيْنٍ مُبْتَدَعٍ لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ، وَقَدْ بَعَثَنَا اِلَى الْمَلِكِ فِيْهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ لِيَرُدَّهُمْ اِلَيْهِمْ، فَاِذَا كَلَّمْنَا الْمَلِكَ فِيْهِمْ فَتُشِيْرُوْا عَلَيْهِ بِأَنْ يُسْلِمَهُمْ اِلَيْنَا وَلَا يُكَلِّمُهُمْ، فَاِنَّ قَوْمَهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا لَهُمَا: نَعَمْ، ثُمَّ اِنَّهُمَا قَرَّبَا هَدَايَاهُمْ اِلَى النَّجَاشِيِّ فَقَبِلَهَا مِنْهُمَا، ثُمَّ كَلَّمَاهُ فَقَالَا لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! اِنَّهُ قَدْ صَبَأَ اِلٰى بَلَدِكَ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ، فَارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِكَ وَجَاءُوْا بِدِيْنٍ مُبْتَدَعٍ لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ، وَقَدْ بَعَثَنَا اِلَيْكَ فِيْهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ حَتّٰى آبَاؤُهُمْ وَأَعْمَامِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ لِتَرُدَّهُمْ اِلَيْهِمْ فَهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَاَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ وَعَاتَبُوْهُمْ فِيْهِ، قَالَتْ: وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ

نہ دو۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم لوگ نکلے، نجاشی کے پاس پہنچے اور ہم اس کے پاس بہترین گھر میں اور بہترین پڑوسی کے پڑوس میں تھے۔ اتنے میں اِدھر سے قریشیوں کا وفد پہنچ گیا، انھوں نے نجاشی سے بات کرنے سے پہلے کوئی بڑا پادری نہیں چھوڑا، مگر اس کو اس کا تحفہ پیش کیا، پھر انھوں نے ہر بڑے پادری سے کہا: ہماری قوم کے کچھ بیوقوف لڑکے بے دین ہو کر نجاشی بادشاہ کے ملک میں پہنچ گئے ہیں، انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور وہ تمہارے دین میں داخل نہیں ہوئے، بلکہ انھوں نے ایک نیا دین گھڑ لیا ہے، اس دین کو ہم جانتے ہیں نہ تم جانتے ہو، ہماری قوم کے اشراف نے ہمیں اس بادشاہ کی طرف بھیجا ہے، تاکہ وہ ان کو واپس کر دے، لہٰذا جب ہم بادشاہ سے بات کریں تو تم نے یہی مشورہ دینا ہے کہ وہ ان کو ہمارے سپرد کر دیں اور بادشاہ کو پہلے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دینا، پس بیشک ان لوگوں کی قوم کے لوگ ہی بہترین انداز میں اس چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ وہ ان کی کس چیز کو معیوب سمجھتے ہیں، پادریوں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے، بعد ازاں قریشیوں کے ان دو قاصدوں نے نجاشی کو تحائف پیش کیے اور اس نے ان سے قبول کیے، پھر انھوں نے بات کی اور کہا: اے بادشاہ! ہمارے کچھ بیوقوف لڑکے بے دین ہو کر آپ کے ملک میں پہنچ گئے ہیں، انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور انھوں نے تم لوگوں کا دین بھی اختیار نہیں کیا، بلکہ انھوں نے ایک نیا دین ایجاد کر لیا ہے، نہ ہم اس کو جانتے ہیں اور نہ تم، ان کی قوم کے اشراف، یہاں تک کہ ان کے آباء، چچوں اور قبیلوں کے دوسرے افراد نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے، تاکہ آپ ان کو ہماری طرف لوٹا دیں، ہم ہی بہترین انداز میں اس چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ وہ ان کی کس

أَبْغَضَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مِنْ أَنْ يَسْمَعَ النَّجَاشِيُّ كَلَامَهُمْ، فَقَالَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ: صَدَقُوْا أَيُّهَا الْمَلِكُ! قَوْمُهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ، فَأَسْلِمْهُمْ إِلَيْهِمَا فَلْيَرُدَّاهُمْ إِلٰى بِلَادِهِمْ وَقَوْمِهِمْ، قَالَ: فَغَضِبَ النَّجَاشِيُّ، ثُمَّ قَالَ: لَاهَا اللّٰهِ! أَيْمُ اللّٰهِ! إِذًا لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْهِمَا وَلَا أَكَادُ قَوْمًا جَاوَرُوْنِيْ وَنَزَلُوْا بِلَادِيْ، اِخْتَارُوْنِيْ عَلٰى مَنْ سِوَايَ حَتّٰى أَدْعُوَهُمْ فَأَسْأَلَهُمْ مَايَقُوْلُ هٰذَانِ فِيْ أَمْرِهِمْ، فَإِنْ كَانُوْا كَمَا يَقُوْلُوْنَ أَسْلَمْتُهُمْ إِلَيْهِمَا وَرَدَدْتُهُمْ إِلٰى قَوْمِهِمْ، وَإِنْ كَانُوْا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مَنَعْتُهُمْ مِنْهُمَا وَأَحْسَنْتُ جِوَارَهُمْ مَا جَاوَرُوْنِيْ، قَالَتْ: ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَاهُمْ، فَلَمَّا جَاءَ هُمْ رَسُوْلُهُ اجْتَمَعُوْا، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاتَقُوْلُوْنَ لِلرَّجُلِ إِذَا جِئْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا، وَمَا أَمَرَنَا بِهِ نَبِيُّنَا ﷺ كَائِنٌ فِيْ ذٰلِكَ مَاهُوَ كَائِنٌ، فَلَمَّا جَاءُوْهُ وَقَدْ دَعَا النَّجَاشِيُّ أَسَاقِفَتَهُ فَنَشَرُوْا مَصَاحِفَهُمْ حَوْلَهُ سَأَلَهُمْ فَقَالَ: مَا هٰذَا الدِّيْنُ الَّذِيْ فَارَقْتُمْ فِيْهِ قَوْمَكُمْ وَلَمْ تَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِيْ وَلَا فِيْ دِيْنِ أَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَمِ؟ قَالَتْ: فَكَانَ الَّذِيْ كَلَّمَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ، نَعْبُدُ

چیز کو معیوب سمجھتے ہیں اور کس چیز کی وجہ سے ان کی ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات یہ تھی کہ نجاشی اُن صحابہ کی بات سنے، اتنے میں اس کے اردگرد والے پادریوں نے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں، ان کی ہی بہتر انداز میں اس چیز کو دیکھ سکتی ہے اور جان سکتی ہے کہ یہ ان کی کس چیز کو معیوب سمجھتے ہیں، لہٰذا آپ اِن لوگوں کو ان کے سپرد کر دیں تا کہ یہ دو افراد اِن کو اپنے وطن اور قوم کی طرف واپس لے جائیں، یہ بات سن کر نجاشی غضبناک ہو گیا اور اس نے کہا: مخلوق کے خالق کی قسم! اللہ کی قسم! میں اِن کو اُن کے سپرد نہیں کروں گا اور قریب نہیں ہے کہ اس معاملے میں میرے ساتھ کوئی مکر کیا جائے، اِن لوگوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے، میرے ملک میں آئے ہیں اور مجھے دوسرے بادشاہوں پر ترجیح دی ہے، لہٰذا میں ان کو بلا کر اس بارے میں ان سے پوچھوں گا کہ یہ دو آدمی کیا کہتے ہیں، اگر تو معاملہ ایسے ہی ہوا، جیسے یہ کہہ رہے ہیں تو میں اِن کے سپرد کر دوں گا اور اُن کو اُن کی قوم کی طرف لوٹا دوں گا، لیکن اگر کوئی اور معاملہ ہوا تو اُن کو روک لوں گا اور انھوں نے جو پڑوس اختیار کیا ہے، میں اس کو اچھا ثابت کروں گا۔ پھر نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی طرف پیغام بھیجا اور ان کو بلایا، جب اس کا قاصد آیا تو وہ جمع ہو گئے، پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: جب تم اس آدمی کے پاس جاؤ گے تو کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کہیں گے جو ہمیں علم ہے اور جو کچھ ہمارے نبی نے ہمیں حکم دیا ہے، اس کی وجہ سے جو کچھ ہونا ہے، وہ ہو جائے (ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں)، جب وہ صحابہ اس کے پاس پہنچ گئے اور اس نجاشی نے پادریوں کو بلایا، وہ اس کے اردگرد مصاحف

الْأَصْنَامَ، وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ، وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ، وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِيءُ الْجِوَارَ، يَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيفَ، فَكُنَّا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا، نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ، وَأَمَانَتَهُ وَعِفَافَهُ، فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ لِنُوَحِّدَهُ وَنَعْبُدَهُ وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَحْنُ نَعْبُدُ وَآبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ، وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ، قَالَ: فَعَدَّدَ عَلَيْهِ أُمُوْرَ الْإِسْلَامِ، فَصَدَّقْنَاهُ وَآمَنَّا بِهِ وَاتَّبَعْنَاهُ عَلَى مَا جَاءَ بِهِ وَعَبَدْنَا اللّٰهَ وَحْدَهُ فَلَمْ نُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَحَرَّمْنَا مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا وَأَحْلَلْنَا مَا أَحَلَّ لَنَا، فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَعَذَّبُوْنَا وَفَتَنُوْنَا عَنْ دِيْنِنَا لِيَرُدُّوْنَا إِلَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَأَنْ نَسْتَحِلَّ مَا كُنَّا نَسْتَحِلُّ مِنَ الْخَبَائِثِ، فَلَمَّا قَهَرُوْنَا وَظَلَمُوْنَا وَشَقُّوْا عَلَيْنَا وَحَالُوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ دِيْنِنَا خَرَجْنَا إِلَى بَلَدِكَ وَاخْتَرْنَاكَ عَلَى مَنْ سِوَاكَ وَرَغِبْنَا فِيْ جِوَارِكَ وَرَجَوْنَا أَنْ لَا نُظْلَمَ عِنْدَكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ!، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: هَلْ مَعَكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ عَنِ اللّٰهِ

کھول کر بیٹھ گئے، نجاشی نے کہا: اس دین کی کیا حقیقت ہے کہ جس کی بنا پر تم اپنی قوم سے الگ ہو گئے ہو اور میرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے، بلکہ تم نے موجودہ امتوں میں سے کسی امت کے دین کو نہیں اپنایا؟ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بات کی اور کہا: اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، برے کام کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے اور ہمارا قوی آدمی ضعیف کو کھا رہا تھا، ہمارے یہی حالات تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول مبعوث فرمایا، ہم اس کے نسب، صدق، امانت اور پاکدامنی کو جانتے تھے، اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی کہ اس کو ایک تسلیم کریں، اس کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور بتوں سے باز آ جائیں کہ جن کی ہم اور ہمارے آباء عبادت کرتے تھے، نیز اس نبی نے ہمیں سچی بات، ادائے امانت، صلہ رحمی اور بہترین پڑوس اختیار کرنے کا اور حرام کاموں سے اور قتل سے رکنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے ہمیں برے امور، جھوٹ بات، یتیم کا مال کھانے سے اور پاکدامن خاتون پر تہمت لگانے سے منع کیا، نیز آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، جو کہ یکتا و یگانہ ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نماز اور زکاۃ ادا کریں اور روزے رکھیں، اس طرح سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے امورِ اسلام کا ذکر کیا اور پھر کہا: پس ہم نے اس رسول کی تصدیق کی، اس کے ساتھ ایمان لائے، آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، جس چیز کو آپ ﷺ نے ہم پر حرام قرار دیا، ہم نے اس کو حرام سمجھا اور جس چیز کو آپ ﷺ نے ہمارے لیے حلال

شَيْءٌ؟ قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ: جَعْفَرٌ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: فَاقْرَأْهُ عَلَيَّ! فَقَرَأَ عَلَيْهِ صَدْرًا مِنْ ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾ قَالَتْ: فَبَكَى وَاللّٰهِ! النَّجَاشِيُّ حَتّٰى أَخْضَلَ لِحْيَتَهُ، وَبَكَتْ أَسَاقِفَتُهُ حَتّٰى أَخْضَلُوْا مَصَاحِفَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا مَا تَلَاهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّجَاشِيُّ: إِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ! وَالَّذِيْ جَاءَ بِهِ مُوْسٰى لَيَخْرُجُ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ، اِنْطَلِقَا فَوَاللّٰهِ! لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْكُمْ أَبَدًا وَلَا أُكَادُ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: وَاللّٰهِ! لَأُنَبِّئَنَّهُمْ غَدًا عَيْبَهُمْ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ أَسْتَأْصِلُ بِهِ خَضْرَاءَهُمْ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَبِيْعَةَ: وَكَانَ أَتْقَى الرَّجُلَيْنِ فِيْنَا: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَامًا وَإِنْ كَانُوْا قَدْ خَالَفُوْنَا، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَأُخْبِرَنَّهُ أَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَبْدٌ، قَالَتْ: غَدَا عَلَيْهِ الْغَدَ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَلِكُ: إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيْمًا فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، قَالَتْ: وَلَمْ يَنْزِلْ بِنَا مِثْلُهُ، فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاذَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسٰى إِذَا سَأَلَكُمْ عَنْهُ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ وَاللّٰهِ! فِيْهِ مَا قَالَ اللّٰهُ وَمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّنَا ﷺ كَائِنًا فِيْ ذٰلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ، فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ؟

قرار دیا، ہم نے اس کو حلال سمجھا۔ ان وجوہات کی بنا پر ہماری قوم نے ہم پر زیادتی کی، ہمیں ایذا پہنچائی، ہمارے دین کے بارے میں ہمیں فتنے میں ڈالا تا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجائے بتوں کی عبادت کی طرف لے جائیں اور ان خبیث چیزوں کو حلال سمجھیں، جن کو ہم جاہلیت میں حلال سمجھتے تھے، پھر جب ان لوگوں نے ہم پر سختی کی، ہم پر ظلم کیا، ہمیں مشقت میں ڈالا اور ہمارے اور ہمارے دین کے مابین حائل ہونا چاہا تو ہم آپ کے ملک کی طرف آ گئے، آپ کو دوسروں پر ترجیح دی، ہمیں آپ کے پڑوس میں رہنے کی ترغیب ہوئی اور ہمیں امید تھی کہ اے بادشاہ سلامت! آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا، نجاشی نے یہ تقریر سن کر کہا: تمہارے نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیز لائے ہیں، کیا اس کا کوئی حصہ تیرے پاس ہے؟ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، نجاشی نے کہا: تو پھر اس کی تلاوت کر کے مجھے سناؤ، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کے ابتدائی حصے کی تلاوت کی، اللہ کی قسم! نجاشی نے رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور پادریوں نے بھی یہ تلاوت سن کر رونا شروع کر دیا، حتی کہ ان کے سامنے پڑے ہوئے مصاحف تر ہو گئے، پھر نجاشی نے کہا: اللہ کی قسم! بیشک اس کلام کا اور موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے کلام کا سرچشمہ ایک ہے، تم دونوں چلے جاؤ یہاں سے، اللہ کی قسم! میں ان لوگوں کو کبھی بھی تمہارے سپرد نہیں کروں گا اور یہ نہیں ہوسکتا کہ اس معاملے میں میرے ساتھ کوئی مکر کیا جائے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب ہم اس کے پاس سے نکلے تو عمرو بن عاص نے کہا: اللہ کی قسم! کل میں نجاشی اور اس کے ماتحت لوگوں کو ان کا ایک عیب بتاؤں گا اور اس کے ذریعے ان کی اصل کو جڑ سے مٹا دوں گا۔ عبد اللہ بن ابی ربیعہ، جو کہ ان دو

فَقَالَ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَقُوْلُ فِيْهِ الَّذِيْ جَاءَ بِهِ نَبِيُّنَا ﷺ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَرُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلَى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ، قَالَتْ: فَضَرَبَ النَّجَاشِيُّ بِيَدِهِ اِلَى الْأَرْضِ فَاَخَذَ مِنْهَا عُوْدًا ثُمَّ قَالَ: مَا عَدَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ مَا قُلْتَ هٰذَا الْعُوْدَ، فَتَنَاخَرَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ حِيْنَ قَالَ مَا قَالَ، فَقَالَ: وَاِنْ نَخَرْتُمْ وَاللّٰهِ! اذْهَبُوْا فَأَنْتُمْ سُيُوْمٌ بِاَرْضِي وَالسُّيُوْمُ الْآمِنُوْنَ) مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ ثُمَّ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ دَبْرًا ذَهَبًا وَاَنِّيْ أَذَيْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ، (وَالدَّبَرُ بِلِسَانِ الْحَبْشَةِ: اَلْجَبَلُ) رُدُّوْا عَلَيْهِمَا هَدَايَاهُمَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِهَا، فَوَاللّٰهِ! مَا أَخَذَ اللّٰهُ مِنِّي الرِّشْوَةَ حِيْنَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِيْ فَآخُذُ الرِّشْوَةَ فِيْهِ، وَمَا أَطَاعَ النَّاسَ فِيَّ فَأُطِيْعَهُمْ فِيْهِ، قَالَتْ: فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ مَقْبُوْحَيْنِ مَرْدُوْدًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَ ا بِهِ، وَأَقَمْنَا عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ مَعَ خَيْرِ جَارٍ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! اَنَا عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ نَزَلَ بِهِ يَعْنِيْ مَنْ يُنَازِعُهُ فِيْ مُلْكِهِ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا حُزْنًا قَطُّ كَانَ أَشَدَّ مِنْ حُزْنٍ حَزِنَّاهُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَخَوُّفًا أَنْ يَظْهَرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَيَأْتِيَ رَجُلٌ لَا يَعْرِفُ مِنْ حَقِّنَا مَا كَانَ النَّجَاشِيُّ يَعْرِفُ مِنْهُ، قَالَتْ: وَسَارَ النَّجَاشِيُّ وَبَيْنَهُمَا عُرْضُ النِّيْلِ، قَالَتْ: فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَجُلٌ

افراد میں اچھا تھا، نے اس سے کہا: اس طرح نہ کر، آخر یہ ہمارے ہی رشتہ دار ہیں، اگرچہ ہماری مخالفت کر رہے ہیں، لیکن عمرو بن عاص نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان کو ضرور ضرور بتاؤں گا کہ یہ لوگ عیسی بن مریم کو بندہ کہتے ہیں، پس وہ دوسرے دن بادشاہ کے پاس گیا اور کہا: اے بادشاہ سلامت! یہ لوگ عیسی بن مریم کے بارے میں بڑی عجیب بات کرتے ہیں، پس آپ ان کو دوبارہ بلائیں اور اس بارے میں ان سے پوچھیں، پس اس نے اس بات کی تحقیق کرنے کے لیے ان کو بلا بھیجا، یہ ہمارے حق میں سب سے بڑی مصیبت تھی، پس صحابہ جمع ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: جب وہ تم سے سوال کرے گا تو تم حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہو گے؟ بعض نے جواب دیتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کہیں گے، جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اور ہمارے نبی کی لائی ہوئی شریعت نے کہا ہے، جس چیز نے ہونا ہے، وہ ہوجائے، جب وہ داخل ہوئے تو نجاشی نے کہا: تم لوگ عیسی بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں، جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے، ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے، رسول، روح اور کلمہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کنواری مریم بتول کی طرف ڈالا، یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا، وہاں سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا: تو نے عیسی بن مریم کے بارے میں جو کچھ کہا، ان کی حیثیت اس لکڑی کے بقدر بھی اس سے زیادہ نہیں ہے، نجاشی کا یہ تبصرہ سن کر پادریوں نے (غصے کے ساتھ) باتیں کی، لیکن نجاشی نے کہا: بیشک تم غصے سے باتیں کرو، اللہ کی قسم! صحابہ! تم جاؤ، تم میری زمین میں امن والے ہو، جس نے تم کو برا بھلا کہا، اس کو چٹی پڑے گی، پھر جس نے

يَخْرُجُ حَتّٰى يَحْضُرَ وَقْعَةَ الْقَوْمِ، يَأْتِينَا بِالْخَبَرِ؟ قَالَتْ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَنَا، قَالَتْ: وَكَانَ مِنْ أَحْدَثِ الْقَوْمِ سِنًّا، قَالَتْ: فَنَفَخُوْا لَهُ قِرْبَةً فَجَعَلَهَا فِيْ صَدْرِهِ ثُمَّ سَبَحَ عَلَيْهَا حَتّٰى خَرَجَ إِلٰى نَاحِيَةِ النِّيْلِ الَّتِيْ بِهَا مُلْتَقَى الْقَوْمِ، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى حَضَرَهُمْ، قَالَتْ: وَدَعَوْنَا اللّٰهَ لِلنَّجَاشِيِّ بِالظُّهُوْرِ عَلٰى عَدُوِّهِ وَالتَّمْكِيْنِ لَهُ فِيْ بِلَادِهِ، وَاسْتَوْسَقَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْحَبَشَةِ، فَكُنَّا عِنْدَهُ فِيْ خَيْرِ مَنْزِلٍ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ۔(مسند احمد: ۱۷٤۰)

تم کو گالی گلوچ کیا، اس کو چٹی پڑے گی، مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم میں سے کسی بندے کو تکلیف دوں اور مجھے پہاڑ کے برابر سونا دیا جائے، حبشہ کی زبان میں پہاڑ کو دَبَر کہتے ہیں، پھر نجاشی نے کہا: قریش کے ان دو افراد کے تحائف ان کو واپس کر دو، ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ کی قسم! جب اللہ تعالیٰ نے میری بادشاہت مجھے عطا کی تھی تو اس نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی، تو پھر میں اس معاملے میں رشوت کیوں لوں، لوگوں نے جب تک میری اطاعت کی، میں بھی ان کی اطاعت کروں گا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اب یہ دو قریشی بدنما اور معیوب ہو کر وہاں سے نکلے، ان کے لائے ہوئے ہدیے ان کو واپس کر دیئے گئے اور ہم نجاشی کے علاقے میں اس طرح رہے، جیسے ہم بہترین پڑوسی کے پاس بہترین گھر میں ہیں۔ سیدہ کہتی ہیں: ہم وہیں مقیم تھے کہ نجاشی سے ایسے لوگوں نے مقابلہ کرنا شروع کر دیا جو اس سے یہ بادشاہت چھیننا چاہتے تھے، اللہ کی قسم! اس وقت جو شدید غم ہمیں لاحق ہوا تھا، ہم نہیں جانتے کہ اس سے بڑا بھی غم ہوتا ہے، ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نجاشی پر ایسا بادشاہ غالب آ جائے کہ جس کو ہمارے حق کی اس طرح معرفت نہ ہو، جیسے نجاشی کو تھی، نجاشی بھی مقابلے کے لیے چل پڑا، جبکہ دونوں کے درمیان نیل حائل تھا، یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا: کون آدمی ہے، جو لوگوں کے میدان جنگ کی طرف جائے اور ہمیں صورتحال سے آگاہ کرے؟ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جاتا ہوں، اس جماعت میں نئی عمر والے یہی تھے، بہرحال لوگوں نے ایک مشکیزے میں ہوا بھر کر اس کو ان کے سینے میں ڈالا اور انھوں نے اس پر تیرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ نیل کی اس طرف نکل گئے، جہاں دونوں لشکروں کا مقابلہ

ہونا تھا، پس وہ چلتے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے۔
سیدہ کہتی ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ نجاشی اپنے دشمن پر غالب آ جائے اور اللہ تعالیٰ اسی کو اس کے علاقے میں برقرار رکھے اور یوں ہی ہوا کہ حبشیوں کا معاملہ نجاشی سے متفق ہو گیا، اس طرح ہم اس کے پاس بہترین انداز میں رہے، یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آ گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رضی اللہ عنہ وَسَبَبِهِ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام اور اس کے سبب کا بیان

(۱۰۵٤۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔)) فَكَانَ أَحَبُّهُمَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ (مسند احمد: ٥٦٩٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ابو جہل اور عمر بن خطاب میں جو آدمی تجھے زیادہ محبوب ہے، اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔“ پس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب تھے۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی یہ دعا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی اور پھر واقعی ان کے ذریعے اسلام کو غلبہ ملا۔

(۱۰۵٤۲)۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: خَرَجْتُ أَتَعَرَّضُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أُسْلِمَ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِيْ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْحَاقَّةِ فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ مِنْ تَأْلِيْفِ الْقُرْآنِ قَالَ: فَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ! شَاعِرٌ كَمَا قَالَتْ قُرَيْشٌ، قَالَ: فَقَرَأَ ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ﴾ قَالَ: قُلْتُ: كَاهِنٌ، قَالَ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں قبولیتِ اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ کے درپے ہوتا تھا، ایک دن میں نے آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گئے، میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے سورۂ حاقہ کی تلاوت شروع کی، مجھے قرآن مجید کی تالیف و ترتیب سے بڑا تعجب ہونے لگا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو قریش کے کہنے کے مطابق شاعر لگتا ہے، میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کر دی: ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

(۱۰۵٤۱) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ٣٦٨١ (انظر: ٥٦٩٦)
(۱۰۵٤۲) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، شريح بن عبيد لم يُدرك عمر (انظر: ١٠٧)

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ، تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ، فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ الخ السورة، قَالَ: فَوَقَعَ الْإِسْلَامُ فِيْ قَلْبِيْ كُلَّ مَوْقِعٍ۔ (مسند احمد: ۱۰۷)

قَلِيْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ﴾ ...... ''بیشک یہ عزت والے قاصد کی بات ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے، مگر کم ہی تم ایمان لاتے ہو۔'' میں نے کہا: یہ نبی تو نجومی ہے، پھر آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی: ﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ، تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ، فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾...... ''اور نہ یہ قرآن کسی کاہن اور نجومی کا قول ہے، افسوس بہت کم نصیحت لے رہے ہو، یہ تو رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنا لیتا تو البتہ ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والے نہ ہوتے، یقیناً یہ قرآن پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے، ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے ہیں، بیشک یہ جھٹلانا کافروں پر حسرت ہے، اور بے شک وشبہ یہ یقینی حق ہے، پس تو اپنے ربّ عظیم کی پاکی بیان کر۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: (پس قرآن کا یہ حصہ سننا تھا کہ) اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

فوائد: ......سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تین ہی دن بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے، یہ اسلام لانے سے پہلے جس قدر مسلمانوں کے خلاف سخت گیر تھے، اتنا ہی ان کی وجہ سے عزتِ اسلام میں اضافہ ہوا، تقریبا ۶ یا ۷ سنہ نبوت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو قبولیتِ اسلام کا شرف حاصل ہوا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحَالُفِ كِنَانَةَ وَقُرَيْشٍ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ وَحَصْرِهِمْ إِيَّاهُمْ فِيْ شِعْبِ أَبِيْ طَالِبٍ

بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کی مخالفت میں بنو کنانہ اور قریش کا ان امور پر باہمی معاہدہ کہ وہ ان سے نکاح کا معاملہ کریں گے نہ خرید و فروخت کا، نیز اُن کا اِن کو شعبِ ابی طالب میں محصور کر دینا

(۱۰۵۴۳)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۰۵۴۳) تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۳۰۵۸، ومسلم: ۱۳۵۱، ۴۴۰ (انظر: ۲۱۷۶۶)

اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ يَعْنِيْ الْمُحَصَّبَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ، وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِيْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ وَلَا يُؤْوُوْهُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِيْ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۰۹)

نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر فرمایا: ''ہم کل ان شاء اللہ بنوکنانہ کی وادی یعنی وادیٔ محصب میں اتریں گے، یہاں قریش نے کفر پر قسم اٹھائی تھی اور اس مقام پر بنوکنانہ نے قریش کے ساتھ مل کر بنو ہاشم کی مخالفت میں یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ ان سے نکاح والا معاملہ کریں گے نہ خرید وفروخت والا اور نہ ان کو جگہ دیں گے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا۔'' امام زہری کہتے ہیں: خیف وادی کو کہتے ہیں۔

فوائد: …… جب آپ ﷺ نے تیرہ ذوالحجہ کو جمروں کو کنکریاں مارنے سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس پلٹنا تھا تو خیف وادی میں پڑاؤ ڈالنے کا عزم کیا، اس وادی کو مُحَصّب، ابطح اور بطحاء بھی کہتے ہیں۔

فوائد: ……وادیٔ خیف میں نبی کریم ﷺ کا پڑاؤ ڈالنا محض اتفاقاً نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ نے بالارادہ یہ قیام کیا، جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے (زاد المعاد) میں کہا: نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اس مقام پر اسلام کے شعائر کا اظہار کیا جائے، جہاں کافروں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے کفر کے شعائر کا اظہار کیا تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ کفر وشرک کے مقامات پر توحید کے شعائر کا قیام عمل میں لاتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسجدِ طائف، لات وعزی کے مقام پر تعمیر کی جائے۔

رہا مسئلہ صحیح مسلم کی اس روایت کا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وادیٔ ابطح (وادیٔ محصب) میں اترنا سنت نہیں ہے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پڑاؤ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

محققین نے ان روایات کے دو جوابات دیے ہیں: (۱) مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، (۲) سرے سے ان دو میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں ہے، کیونکہ نفی کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ اس مقام پر اترنا حج کے مناسک میں سے نہیں ہے کہ اس کو ترک کرنے کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم آئے اور ثابت کرنے والوں نے چاہا ہے کہ تمام افعال میں آپ ﷺ کی پیروی کی جائے، وہ بھی اس چیز کو لازم نہیں قرار دیتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَرَضِ أَبِيْ طَالِبٍ وَوَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ وَمَا وَرَدَ فِيْهِ

ابو طالب کی بیماری، وفات، دفن اور اس سے متعلقہ روایات کا بیان

(۱۰۵۴۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرِضَ أَبُوْ طَالِبٍ فَأَتَتْهُ قُرَيْشٌ وَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب بیمار ہو گیا اور قریشی اس کے پاس آئے اور نبی کریم ﷺ بھی اس

(۱۰۵۴٤) تخریج: اسناده ضعیف، یحیٰی بن عماره فی عداد المجهولین، أخرجه الترمذی: ۳۲۳۲ (انظر: ۲۰۰۸)

يَعُوْدُهُ وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَقْعَدُ رَجُلٍ، فَقَامَ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَعَدَ فِيْهِ فَقَالُوْا: إِنَّ ابْنَ أَخِيْكَ يَقَعُ فِيْ آلِهَتِنَا، قَالَ: مَا شَأْنُ قَوْمِكَ يَشْكُوْنَكَ! قَالَ: ((يَاعَمِّ! أُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي الْعَجَمُ إِلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ۔)) قَالَ: مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) فَقَامُوْا فَقَالُوْا: أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا، قَالَ وَنَزَلَ ﴿صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ﴾ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِيْ: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ وَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا عِبَادٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ أَبِيْ: قَالَ الْأَشْجَعِيُّ: يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۸)

کی تیمار داری کرنے کے لیے پہنچ گئے، اس کے سر کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش تھی، اتنے میں ابوجہل کھڑا ہوا اور اس جگہ پر بیٹھ گیا، لوگوں نے آپ ﷺ کا شکوہ کرتے ہوئے کہا: ابو طالب! تیرا یہ بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، ابو طالب نے کہا: آپ کی قوم آپ کی شکایت کر رہی ہے، کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا جان! میں ان سے ایسا کلمہ پڑھوانا چاہتا ہوں کہ جس کے ذریعے عرب ان کے ماتحت ہو جائیں گے اور عجم ان کو جزیہ ادا کریں گے۔'' اس نے کہا: وہ کلمہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' یہ سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: کیا اس نے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے؟ پھر یہ قرآن نازل ہوا: ''ص! اس نصیحت والے قرآن کی قسم! بلکہ کفار غرور و مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں، ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کر ڈالا، انھوں نے ہر چند چیخ و پکار کی، لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا، اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر بہت جھوٹا ہے، کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا ہے، واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔'' (سورۂ ص: ۱ تا ۵)

فوائد:...... ابو طالب کی وفات رجب یا رمضان ۱۰ نبوت میں ہوئی تھی۔

(۱۰۵۴)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهِ: ((قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ، لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہہ دو، میں قیامت کے روز اس کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دوں گا۔'' انھوں نے کہا: اگر قریشی مجھے عار دلاتے ہوئے یہ نہ کہتے کہ بے صبری نے ابو طالب کو یہ کلمہ پڑھنے پر آمادہ کیا ہے تو میں یہ کلمہ ادا کر کے تیری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیتا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی اتاری:

(۱۰۵٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵ (انظر: ۹۶۱۰)

اَحْبَبْتَ﴾ اَلْآیَةَ۔ (مسند احمد: ٩٦٠٨)

''بیشک تو اس کو ہدایت نہیں دیتا، جس کو تو پسند کرتا ہے۔''

(١٠٥٤٦)۔ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ طَالِبٍ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ((اذْهَبْ فَوَارِهِ، ثُمَّ لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنِيْ۔)) قَالَ: فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قَالَ: ((اذْهَبْ فَاغْتَسِلْ، ثُمَّ لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنِيْ۔)) قَالَ: فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قَالَ: فَدَعَا لِيْ بِدَعْوَاتٍ مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ لِيْ بِهَا حُمْرَ النَّعَمِ وَسُوْدَهَا، قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ إِذَا اغْتَسَلَ مَيِّتًا اغْتَسَلَ۔ (مسند احمد: ١٠٧٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: جب ابو طالب فوت ہوا تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ کا بوڑھا چچا مر گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جا کر اس کو دفنا دے اور پھر کوئی کام کیے بغیر میرے پاس آجانا۔'' پس میں نے اس کو دفن کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جا اور غسل کر اور پھر کوئی کام کیے بغیر میرے پاس پہنچ جا۔'' پس میں غسل کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، پھر آپ ﷺ نے میرے حق میں ایسی ایسی دعائیں کیں کہ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ ان کی بجائے مجھے سرخ اور سیاہ اونٹ مل جائیں، اس کے بعد جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ میت کو غسل دیتے تو اس سے خود غسل کرتے تھے۔

(١٠٥٤٧)۔ (مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا طَالِبٍ مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبْ فَوَارِهِ۔)) فَقَالَ: إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَوَارِهِ۔)) فَلَمَّا وَارَيْتُهُ رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((اغْتَسِلْ۔)) (مسند احمد: ٧٥٩)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ابو طالب مر گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دفن کرو۔'' انھوں نے کہا: وہ تو شرک کی حالت میں مرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دفن کرو۔'' پس میں نے اس کو دفن کیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کرلو۔''

(١٠٥٤٨)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ بروز قیامت ابو طالب کو میری سفارش سے فائدہ ہو اور اس کو جہنم کی ٹخنوں تک آنے والی

(١٠٥٤٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه النسائي: ١/ ١١٠ (انظر: ١٠٧٤)

(١٠٥٤٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٨٥، ٦٥٦٤، ومسلم: ٢١٠ (انظر: ١١٤٧٠)

يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ۔)) (مسند احمد: ١١٤٩٠)

آگ میں ڈالا جائے، جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔''

(١٠٥٤٩)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَمُّكَ أَبُوْطَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَنْفَعُكَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ لَوْلَا أَنَا كَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٣)

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا چچا ابو طالب آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کو فائدہ پہنچاتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی وجہ سے وہ ٹخنوں تک پہنچنے والی آگ میں ہوگا، اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔''

فوائد: ......شریعت کا عام قانون یہی ہے کہ روزِ قیامت کسی کافر کے حق میں کوئی سفارش قبول نہیں ہوگی، یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے کہ ابو طالب کے حق میں ان کی سفارش قبول ہوگی، جس کی وجہ سے سخت عذاب کی بجائے ہلکا عذاب ہو جائے گا۔

(١٠٥٥٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ نَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمی لوگوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، اس کو آگ کے دو جوتے پہنا دیئے جائیں گے، جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔''

فوائد: ...... جب نبی کریم ﷺ کی عمر آٹھ برس، دو مہینے اور دس دن ہوئی، آپ کے دادا عبد المطلب انتقال کر گئے، ان کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کی کفالت کا بیڑا اٹھا لیا، یہ آپ ﷺ کے والد کے سگے بھائی تھے، انھوں نے آپ ﷺ سے خاص اور عرصۂ دراز کے لیے رحمت و شفقت برتی، آپ ﷺ زمانۂ اعلانِ نبوت یعنی چالیس سال کی عمر تک ان کے زیرِ سایہ رہے، پھر جب آپ ﷺ نے نبوت و رسالت کا اعلان کیا تو ابو طالب آپ ﷺ کے ایسے محافظ، بازو اور قلعہ ثابت ہوئے کہ مکہ کے بڑوں اور بیوقوفوں کے حملوں سے بچاؤ کے لیے اسلامی دعوت نے اس کے ہاں پناہ لیے رکھی، لیکن وہ خود اپنے باپ دادا کی ملت پر قائم رہے، اس لیے پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکے، نبوت کے ابتدائی دس برسوں تک آپ ﷺ کو اپنے چچا کا تعاون حاصل رہا، ابو طالب کی وفات ۱۰ نبوی میں ہوئی۔

ابو طالب کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اسی سال میں وفات پا گئیں تھیں، اس طرح یہ آپ ﷺ کے لیے عام الحزن (غم کا سال) ثابت ہوا اور ان کے بعد آپ ﷺ پر مصائب کا تانتا بندھ گیا۔

(١٠٥٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٠٨، ٦٥٧٢، ومسلم: ٢٠٩، ٣٥٩ (انظر: ١٧٦٣)
(١٠٥٥٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٢ (انظر: ٢٦٣٦)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَارِيْخِ وَفَاةِ خَدِيْجَةَ وَزَوَاجِهِ ﷺ بِعَائِشَةَ وَسَوْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وفات اور آپ ﷺ کا سیدہ عائشہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنا

(۱۰۵۵۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَفّٰى خَدِيْجَةَ، قَبْلَ مَخْرَجِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بِسَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ۔ (مسند احمد: ۲۶۹۲۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے دو یا تین سال پہلے مجھ سے نکاح کیا تھا، اس وقت میری عمر سات برس تھی، یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے دنوں کی بات ہے۔

فوائد:......سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دورِ جاہلیت میں طاہرہ کہا جاتا تھا، راجح قول کے مطابق سیدہ نے ماہِ رمضان ۱۰ نبوی میں وفات پائی، انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ پچیس برس گزارے اور اس طرح عرصۂ دراز تک یہ عظیم خاتون نبی کریم ﷺ کا سہارا بنی رہی۔

(۱۰۵۵۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ وَيَحْيٰى قَالَ: لَمَّا هَلَكَتْ خَدِيْجَةُ جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ، اِمْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ: ((مَنْ؟)) قَالَتْ: اِنْ شِئْتَ بِكْرًا وَاِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا، قَالَ: ((فَمَنِ الْبِكْرُ؟)) قَالَتْ: اِبْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: ((وَمَنْ ثَيِّبٌ؟)) قَالَتْ: سَوْدَةُ ابْنَةُ زَمْعَةَ، قَدْ آمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ عَلٰى مَا تَقُوْلُ، قَالَ: ((اذْهَبِيْ فَاذْكُرِيْهِمَا عَلَيَّ۔)) فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ: يَا أُمَّ رُوْمَانَ! مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، قَالَتْ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ،

ابوسلمہ اور یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کس سے؟'' انھوں نے کہا: اگر آپ کنواری کو چاہتے ہیں تو وہ بھی مل سکتی ہے اور اگر بیوہ چاہتے ہے تو وہ بھی مل سکتی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کنواری کون ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے محبوب ترین شخص کی بیٹی ہے، عائشہ بنت ابی بکر ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''بیوہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: سودہ بنت زمعہ، وہ آپ کے ساتھ ایمان لائی ہے اور آپ کے فرمان کے مطابق آپ کی پیروی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، تم جاؤ اور دونوں کو میرے بارے میں یہ پیغام دو۔'' پس سیدہ خولہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئی

(۱۰۵۵۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البخارى: ۳۸۹٤، ۵۱۳۳، ۵۱۳٤، ومسلم: ۱٤۲۲ (انظر: ۲٦۳۹۷)

(۱۰۵۵۲) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۲۳/ ۵۷، وأخرجه مختصرا ابوداود: ٤۹۳۷ (انظر: ۲۵۷٦۹)

قَالَتِ: انْتَظِرِیْ أَبَابَكْرٍ حَتّٰی یَأْتِیَ فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَتْ: یَا أَبَابَكْرٍ مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ مِنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَیْهِ عَائِشَةَ، قَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ إِنَّمَا هِیَ ابْنَةُ أَخِیْهِ، فَرَجَعْتُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: ((ارْجِعِیْ إِلَیْهِ فَقُوْلِیْ لَهُ: أَنَا أَخُوْكَ وَأَنْتَ أَخِیْ فِی الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِیْ۔)) فَرَجَعَتْ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: انْتَظِرِیْ وَخَرَجَ، قَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ: إِنَّ مُطْعِمَ بْنَ عَدِیٍّ قَدْ كَانَ ذَكَرَهَا عَلَی ابْنِهِ فَوَاللّٰهِ! مَا وَعَدَ وَعْدًا قَطُّ فَأَخْلَفَهُ لِأَبِیْ بَكْرٍ، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلٰی مُطْعِمِ بْنِ عَدِیٍّ وَعِنْدَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ الْفَتٰی، فَقَالَتْ: یَا ابْنَ أَبِیْ قُحَافَةَ! لَعَلَّكَ مُصْبٍ صَاحِبَنَا مُدْخِلُهُ فِیْ دِیْنِكَ الَّذِیْ أَنْتَ عَلَیْهِ إِنْ تَزَوَّجَ إِلَیْكَ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِیٍّ: أَقَوْلَ هٰذِهِ تَقُوْلُ، قَالَ: إِنَّهَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ فِیْ نَفْسِهِ مِنْ عِدَتِهِ الَّتِیْ وَعَدَهُ فَرَجَعَ، فَقَالَ: اُدْعِیْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَتْهُ فَزَوَّجَهَا إِیَّاهُ، وَعَائِشَةُ یَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِیْنَ، ثُمَّ خَرَجَتْ فَدَخَلَتْ عَلٰی سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ فَقَالَتْ: مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْكَ مِنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ! قَالَتْ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ:

اور کہا: اے ام رومان! اللہ تعالیٰ نے کیا خیر و برکت تمہارے گھر میں داخل کر دی ہے! اس نے کہا: وہ کیا، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، میں عائشہ کے لیے آپ ﷺ کی منگنی کا پیغام لے کر آئی ہوں، اس نے کہا: ابو بکر کے آنے کا انتظار کر، اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، سیدہ خولہ نے کہا: اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر کیا خیر و برکت نازل کر دی ہے! انھوں نے کہا: وہ کیا، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، میں عائشہ کے لیے آپ ﷺ کی منگنی کا پیغام لے کر آئی ہوں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عائشہ آپ ﷺ کے لیے جائز ہے، یہ آپ ﷺ کی بھتیجی ہے، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹیں اور آپ ﷺ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو لوٹ جا اور ان کو کہہ: میں تیرا اور تو میرا اسلامی بھائی ہے اور تیری بیٹی میرے لیے جائز ہے۔'' پس وہ لوٹی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتلائی، اب کی بار انھوں نے کہا: تو پھر تو انتظار کر، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل پڑے، اُدھر سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے یہ تفصیل بتائی کہ مطعم بن عدی نے عائشہ کے لیے اپنے بیٹے کا ذکر کیا تھا، پس اللہ کی قسم ہے کہ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ وہ وعدہ کرے اور پھر ابو بکر کے لیے اس کی پاسداری نہ کرے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مطعم بن عدی کے پاس پہنچ گئے، اس کی بیوی ام الفتی اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی، اس کی بیوی نے کہا: اے ابن ابی قحافہ! اگر ہمارا بندہ تیری طرف شادی کر لے تو ممکن ہو گا کہ تو اس کو بے دین بنا کر اپنے دین میں داخل کر دے، یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے کہا: کیا یہی بات ہے جو یہ کر رہی ہے؟ اس نے کہا: بس یہ تو یہی بات کہتی ہے، (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مطعم اپنی بیوی

أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْطُبُكَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: وَدِدْتُ، ادْخُلِيْ اِلٰى أَبِيْ فَاذْكُرِيْ ذَاكِ لَهُ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ اَدْرَكَهُ السِّنُّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ الْحَجِّ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَحَيَّتْهُ بِتَحِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ فَقَالَتْ: خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ، قَالَ: فَمَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَخْطُبُ عَلَيْهِ سَوْدَةَ، قَالَ: كُفْءٌ كَرِيْمٌ، مَاذَا تَقُوْلُ صَاحِبَتُكِ؟ قَالَتْ: تُحِبُّ ذَاكَ، قَالَ: ادْعُهَا اِلَيَّ فَدَعَيْتُهَا قَالَ: أَيْ بُنَيَّةُ! اِنَّ هٰذِهِ تَزْعَمُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَرْسَلَ يَخْطُبُكِ، وَهُوَ كُفْءٌ كَرِيْمٌ، أَ تُحِبِّيْنَ أَنْ أُزَوِّجَكِ بِهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ادْعِيْهِ لِيْ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ فَزَوَّجَهَا اِيَّاهُ، فَجَاءَهَا أَخُوْهَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنَ الْحَجِّ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ رَأْسِهِ التُّرَابَ، فَقَالَ بَعْدَ أَنْ أَسْلَمَ: لَعَمْرُكَ! اِنِّيْ لَسَفِيْهٌ يَوْمَ أَحْثِيْ فِيْ رَأْسِي التُّرَابَ اَنْ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فِي السُّنْحِ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ بَيْتَنَا وَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَنِسَاءٌ، فَجَاءَتْنِيْ أُمِّيْ وَاِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ بَيْنَ عَذْقَيْنِ تَرْجَحُ بِيْ، فَاَنْزَلَتْنِيْ مِنَ الْأُرْجُوْحَةِ وَلِيَ جُمَيْمَةٌ

سے اتفاق کر رہا ہے) لہٰذا وہ اس کے پاس سے نکل پڑے اور ان کے دل میں اس شخص کے وعدے کے بارے میں جو بات تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو ختم کر دیا، پس ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے اور خولہ سے کہا: تو رسول اللہ ﷺ کو بلا، پس اس نے آپ ﷺ کو بلایا اور انھوں نے آپ ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا، اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی، پھر سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا وہاں سے نکلی اور سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا خیر و برکت نازل کر دی ہے! اس نے کہا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تجھے منگنی کا پیغام دینے کے لیے مجھے بھیجا ہے، انھوں نے کہا: میں تو یہ چاہتی ہوں، لیکن تو میرے ابو کے پاس جا اور ان سے اس چیز کا ذکر کر وہ عمر رسیدہ بزرگ تھے اور ادھیڑ عمری کی وجہ سے حج سے پیچھے رہ گئے تھے، پس وہ ان کے پاس گئی اور ان کو جاہلیت والا سلام کہا، اس نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں خولہ بنت حکیم ہوں، اس نے کہا: تو کیسے آئی ہے؟ اس نے کہا: محمد بن عبد اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، میں سودہ کے لیے آپ ﷺ کی منگنی کا پیغام لے کر آئی ہوں، اس نے کہا: یہ تو بڑا بہترین کفو ہے، لیکن تیری سہیلی سودہ خود کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا: وہ تو اس چیز کو پسند کر رہی ہے، اس نے کہا: اس کو میری طرف بلا، پس میں اس کو بلا لائی، اس نے کہا: اے میری پیاری بیٹی! یہ خولہ بتا رہی ہے کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ نے منگنی کے لیے تجھے پیغام بھیجا ہے، یہ بڑا بہترین کفو ہے، تو کیا تو یہ پسند کرے گی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تیری شادی کر دوں؟ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: خولہ رسول اللہ ﷺ کو بلا کر لے آ، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور اس نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی

فَفَرَقَتْهَا وَمَسَحَتْ وَجْهِي بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ أَقْبَلَتْ تَقُودُنِي حَتَّى وَقَفَتْ بِي عِنْدَ الْبَابِ وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ مِنْ نَفْسِي، ثُمَّ دَخَلَتْ بِي فَإِذَا رَسُولُ اللهِ جَالِسٌ عِنْدَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِنَا، وَعِنْدَهُ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَجْلَسَتْنِي فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ قَالَتْ: هٰؤُلَاءِ أَهْلُكَ فَبَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهِمْ وَبَارَكَ لَهُمْ فِيكَ، فَوَثَبَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَخَرَجُوا، وَبَنَى بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِنَا مَا نُحِرَتْ عَلَيَّ جَزُورٌ وَلَا ذُبِحَتْ عَلَيَّ شَاةٌ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ بِجَفْنَةٍ كَانَ يُرْسِلُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ إِذَا دَارَ إِلَى نِسَائِهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔ (مسند احمد: ۲٦۲۸۸)

آپ ﷺ سے شادی کر دی، جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آیا اور اسے اس شادی کا علم ہوا تو اس نے اپنے سر پر مٹی پھینکنا شروع کر دی، لیکن اس نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد کہا تھا: تیری عمر کی قسم! جس دن میں نے رسول اللہ ﷺ اور سودہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی وجہ سے اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی، اس دن میں بیوقوف تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس ہم لوگ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور سُنح مقام پر بنو حارث بن خزرج کے ہاں اترے، پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ ہمارے گھر میں داخل ہوئے اور انصاریوں کے خواتین و حضرات آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، میری ماں میرے پاس آئی، جبکہ میں کھجور کے دو درختوں کے درمیان بندھے ہوئے پنگھوڑے میں تھی، انھوں نے مجھے پنگھوڑے سے اتارا، میرے سر کے بال کندھوں تک تھے، انھوں نے ان میں کنگھی کی اور میرے چہرے کو پانی سے دھویا اور پھر وہ مجھے چلاتی ہوئی آگے بڑھیں، یہاں تک کہ دروازے پر کھڑی ہو گئیں، مجھے سانس چڑھا ہوا تھا، پھر جب میرا سانس تھما تو وہ مجھے لے کر گھر میں داخل ہوئیں وہاں رسول اللہ ﷺ چارپائی پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس انصاری خواتین و حضرات بھی موجود تھے، میری ماں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بٹھا کر کہا: یہ تیرے اہل ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں تیری لیے اور تجھ میں ان کے لیے برکت نازل فرمائے، پھر خواتین و حضرات اٹھے اور گھر سے باہر چلے گئے، وہیں ہمارے گھر رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ خلوت اختیار کی، میری شادی پر نہ اونٹ ذبح کیے گئے اور نہ بکریاں، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف کھانے کا ایک برتن بھیجا تھا، عام طور پر جب آپ ﷺ

شادی کے موقع پر اپنی بیوی سے خلوت اختیار کرتے تھے تو وہ یہ کھانا بھیجا کرتے تھے، اس وقت میری عمر نو برس تھی۔

فوائد: ...... حکمت و دانائی والے لوگوں کی کتنی خوبصورت باتوں کا تذکرہ ہے۔

بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَهِيَ أَوَّلُ نَفْسٍ آمَنَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَتْهُ

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کی

(۱۰۵۵۳)۔ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ مَعَهَا فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔ (مسند احمد: ۷۱۵٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ ایک برتن میں سالن یا کھانا یا مشروب لے کر آ رہی ہیں، جب وہ آپ کے پاس پہنچیں تو ان کو ان کے ربّ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو جنت میں یاقوت والے موتیوں کے ایسے گھر کی خوشخبری سنانا کہ اس میں شور و غل ہو گا نہ تعب و تکان۔''

(۱۰۵۵٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۸)

سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو ایسے گھر کی خوشخبری سناؤں جو یاقوت والے موتیوں سے بنا ہوا ہے اور اس میں شور و غل ہے نہ تعب و تکان۔''

(۱۰۵۵۵)۔ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ يَعْنِيْ اِبْنَ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَكَانَ رَسُوْلُ

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے صحابیٔ رسول سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی تھی؟ انھوں

(۱۰۵۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۲۰، ۷٤۹۷، ومسلم: ۲٤۳۲(انظر: ۷۱۵٦)

(۱۰۵۵٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱۸۵، وابويعلى: ٦۷۹۷، وابن حبان: ۷۰۰۵ (انظر: ۱۷۵۸)

(۱۰۵۵۵) تخريج:أخرجه البخاري: ۱۷۹۲، ومسلم: ۲٤۳۳ (انظر: ۱۹۱٤۳)

اللّٰهِ ﷺ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ ، قَالَ يَعْلٰى: وَقَالَ مَرَّةً: لَاصَخَبَ أَوْ لَالَغْوَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔ (مسند احمد: ١٩٣٥٦)

نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے ان کو جنت میں یاقوت کے موتیوں سے بنے ہوئے ایک گھر کی خوشخبری دی تھی، اس گھر میں شور ہوگا نہ تھکاوٹ، ایک روایت میں ہے: اس میں شور یا لغو بات نہیں ہوگی اور نہ تھکاوٹ۔

فوائد:......سیدہ خدیجہ کے جنت والے گھر کی صفات بھی بیان کر دی گئی ہیں۔

(١٠٥٥٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى اِمْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ ، وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ ، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ، ثُمَّ يُهْدِيْ فِيْ خُلَّتِهَا مِنْهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٨١٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں کی، جتنی مجھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی، حالانکہ وہ آپ ﷺ کی میرے ساتھ شادی کرنے سے تین سال پہلے وفات پا گئی تھیں، اس غیرت کی وجہ یہ تھی کہ میں آپ ﷺ کو کثرت سے ان کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور ربّ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ ان کو جنت میں یاقوت والے موتیوں کے گھر کی خوشخبری دیں اور آپ ﷺ جب بکری ذبح کرتے تھے تو اس میں کچھ حصہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ارسال کرتے تھے۔

فوائد: ...... نبی کریم کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی، گھبراہٹوں میں آپ ﷺ کا سہارا بننے والی اور آپ ﷺ پر اپنا سرمایا لٹا دینے والی آپ کی وفادار بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کی قدر کی اور انھیں جنت میں گھر کی بشارت سنوادی۔

(١٠٥٥٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوْطٍ ، قَالَ: تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والی خواتین میں سب سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ

(١٠٥٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٠٤، ٧٤٨٤، ومسلم: ٢٤٣٥ (انظر: ٢٤٣١٠)

(١٠٥٥٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابويعلى: ٢٧٢٢، والحاكم: ٣/ ١٨٥، وابن حبان: ٧٠١٠، والطبراني: ١١٩٢٨ (انظر: ٢٦٦٨)

خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ؓ۔)) (مسند احمد: ٢٦٦٨)

بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران۔''

فوائد: ......سیدہ خدیجہ ؓ، کون ہے سیدہ خدیجہ، جب لوگ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس وقت سیدہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، جب تکبر کرنے والے آپ ﷺ سے رک رہے تھے، تب سیدہ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، جب لوگ آپ ﷺ پر بخل کر رہے تھے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ پر سخاوت کی، جب آپ ﷺ پر اجنبیت طاری تھی، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ سے انس کیا، جب آپ ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام کی پہلی آمد پر پریشان ہوئے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ کے خصائل حمیدہ کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی اور آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(١٠٥٥٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ١٢٤١٨)

سیدنا انس ؓ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی۔

فوائد: ......اس حدیث کا متن یہ ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔)) ......''جہانوں کی خواتین میں چار عورتیں تجھے کافی ہیں: مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ اور آسیہ، جو کہ فرعون کی بیوی تھیں۔''

کیا عظمت ہے ان چار عظیم خواتین کی، سیدنا ابو موسی اشعری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) ......''مردوں میں تو بہت زیادہ نے کمال حاصل کیا، لیکن خواتین میں صرف سیدہ مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ علیہما السلام درجۂ کمال تک پہنچ سکیں، اور سیدہ عائشہ ؓ کی فضیلت باقی خواتین پر اس طرح ہے، جیسے ثرید کی باقی کھانوں پر ہے۔'' (صحیح بخاری: ۴۹۹۸، صحیح مسلم: ۴۴۵۹)

(١٠٥٥٩)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی اور سیدہ خدیجہ ؓ اپنے عہد کی خواتین میں سب سے بہتر تھیں۔''

(١٠٥٥٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ٣٨٧٨ (انظر: ١٢٣٩١)
(١٠٥٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٣٢، ٣٨١٥، ومسلم: ٢٤٣٠ (انظر: ٦٤٠)

(۱۰۵۶۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا ذَكَرَ خَدِيْجَةَ أَثْنٰى عَلَيْهَا بِأَحْسَنِ الثَّنَاءِ، قَالَتْ: فَغِرْتُ يَوْمًا فَقُلْتُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَذْكُرُهَا حَمْرَاءَ الشِّدْقِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا، قَالَ: ((مَا أَبْدَلَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنَتْ بِيْ إِذْ كَفَرَ بِيَ النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِيْ إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِيْ بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ، وَرَزَقَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِيْ أَوْلَادَ النِّسَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۳۷٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تو ان کی تعریف کرتے اور بہت اچھی تعریف کرتے، ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی اور میں نے کہا: آپ اس سرخ باچھ والی بڑھیا کا اس قدر زیادہ تذکرہ کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا بہترین متبادل عطا کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر متبادل نہیں دیا، خدیجہ تو وہ تھی جو اس وقت ایمان لائی، جو لوگ میرے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس نے اس وقت میری تصدیق کی، جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے، اس نے اپنے مال کے ساتھ اس وقت میری ہمدردی کی، جب لوگ مجھے محروم کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اس وقت اولاد عطا کی، جب وہ مجھے عورتوں کی اولاد سے محروم کر رہا تھا۔''

(۱۰۵٦۱)۔ (عَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا خَدِيْجَةَ فَأَطْنَبَ فِي الثَّنَاءِ عَلَيْهَا، فَأَدْرَكَنِيْ مَا يُدْرِكُ النِّسَاءَ مِنَ الْغَيْرَةِ، فَقُلْتُ: لَقَدْ أَعْقَبَكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حمراءَ الشِّدْقَيْنِ، قَالَتْ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَغَيُّرًا لَمْ أَرَهُ تَغَيَّرَ عِنْدَ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عِنْدَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ وَعِنْدَ الْمَخِيْلَةِ حَتّٰى يَعْلَمَ رَحْمَةٌ أَوْ عَذَابٌ۔ (مسند احمد: ۲۵۷۲۵)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا اور کافی دیر تک ان کی تعریف کی، مجھ پر وہی غیرت غالب آ گئی، جو عورتوں پر غالب آ جاتی ہے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو قریش کی اس سرخ باچھوں والی بڑھیا کا متبادل تو دے دیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ اس قدر بدلا کہ میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اس انداز میں نہیں دیکھا تھا، ما سوائے نزولِ وحی کے وقت یا بادل کے نمودار ہوتے وقت، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا کہ وہ رحمت ہے یا عذاب۔

فوائد: ......سیدہ عائشہ کی ''سرخ باچھوں'' سے مراد یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئی تھیں، یہاں تک کہ ان کے دانت گر گئے تھے اور اس وجہ سے منہ میں سفیدی ختم ہو گئی تھی اور بس مسوڑھوں کی سرخی باقی رہ گئی تھی، جواباً نبی مہربان ﷺ نے سیدہ خدیجہ کو بے مثال ام المؤمنین قرار دیتے ہوئے ان کے خصائلِ حمیدہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ کا

(۱۰۵٦۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٤۳۷ (انظر: ۲٤۸٦٤)

(۱۰۵٦۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

معیار سیدہ کے عظیم کارنامے تھے۔

علمائے کرام نے اس موقع پر ایک بڑی خوبصورت بات کی ہے اور وہ یہ کہ خواتین کے ساتھ ان کی جلن اور غیرت کے معاملے میں نرمی برتی گئی ہے، کیونکہ عام خواتین کی یہ فطرت ہے، ان کی برداشت اور عدم برداشت کا کوئی کلیہ ضابطہ نہیں ہے، ان کا مزاج بڑی سے بڑی نیکیوں کو نظر انداز کر دیتا اور بڑی سے بڑی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے، صبح کو ایک خاتون کی تعریف کر رہی ہوں گی اور شام کو اسی کے خلاف محاذ آرا ہوں گی، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں ڈانٹا۔

بادل کے نمودار ہوتے وقت آپ ﷺ کی پریشانی کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں عذاب ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ۔﴾ ''پھر جب انھوں نے عذاب کو بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے، یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے، (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ (عذاب) ہے، جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ وہ اپنے ربّ کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گا، پس وہ اس طرح ہو گئے کہ صرف ان کے گھر نظر آ رہے تھے، ہم مجرم قوم کو ایسا ہی بدلہ چکھاتے ہیں۔'' (سورۂ احقاف: ۲۴، ۲۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذَهَابِهِ ﷺ اِلَى الطَّائِفِ لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهِ اِيْذَاءُ قُرَيْشٍ بَعْدَ مَوْتِ عَمِّهِ أَبِيْ طَالِبٍ مُسْتَنْجِدًا وَرَدِّهِمْ عَلَيْهِ أَسْوَأَ رَدٍّ

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد قریش کا آپ کو سخت ایذا پہنچانا اور آپ ﷺ کا مدد طلب کرنے کے لیے طائف کی طرف جانا، لیکن ان کا بہت بری طرح آپ ﷺ کو ردّ کر دیا

(۱۰۵٦۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدٍ الْعَدْوَانِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَشْرِقِ ثَقِيْفٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَوْسٍ أَوْ عَصًا حِيْنَ أَتَاهُمْ يَبْتَغِيْ عِنْدَهُمُ النَّصْرَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ حَتّٰى خَتَمَهَا، قَالَ: فَوَعَيْتُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ

سیدنا خالد عدوانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بنو ثقیف کی مشرقی جانب میں دیکھا، جبکہ آپ ﷺ کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے تھے اور ان سے مدد طلب کرنے کے لیے آئے تھے، میں نے آپ ﷺ کو ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ والی سورت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس سورت کو مکمل کیا، میں

(۱۰۵٦۲) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن خالد العدوانی، وتفرد به عبد الله بن عبد الرحمن الطائفی، وهو ضعيف يعتبر به فی الشواهد والمتابعات، ولم يتابعه احد هنا، أخرجه البخاری فی "التاريخ الكبير": ۳/ ۱۳۸، وابن خزيمة: ۱۷۷۸، والطبرانی فی "الكبير": ٤١٢٦ (انظر: ۱۸۹۵۸)

وَأَنَا مُشْرِكٌ، ثُمَّ قَرَأْتُهَا فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَدَعَتْنِي ثَقِيفٌ فَقَالُوْا: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَقَرَأْتُهَا عَلَيْهِمْ، فَقَالَ مَنْ مَعَهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِصَاحِبِنَا، لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ مَا يَقُوْلُ حَقًّا لَتَبِعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ١٩١٦٦)

نے دورِ جاہلیت میں شرک کی حالت میں بھی یہ سورت یاد کی تھی، اور پھر مشرف باسلام ہو کر بھی اس کی تعلیم حاصل کی تھی، بنوثقیف نے مجھے بلایا اور کہا: تو نے اس آدمی کو کیا پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ میں نے جواباً ان کو سورۂ طارق سنائی، لیکن ان کے پاس موجود قریشی لوگوں نے کہا: ہم اپنے صاحب (محمد ﷺ) کو زیادہ جانتے ہیں، اگر ہمیں یہ علم ہو جاتا کہ اس کی بات حق ہے تو ہم ضرور اس کی پیروی کرتے۔

فوائد: ......ثقیف کا تعلق ہوازن قبیلہ سے تھا اور یہ بنوثقیف قبیلے کا بڑا باپ تھا، اس قبیلے کا مسکن طائف تھا، جب قریشیوں نے ابو طالب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو سخت اذیتیں پہنچائیں تو آپ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں جا کر آپ ﷺ ایک ایک سردار کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک سے گفتگو کی اور اس کام میں دس دن گزار دیے، لیکن کسی نے آپ ﷺ کی بات نہ مانی، بلکہ یہ کہا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور اپنے بچوں، اوباشوں اور غلاموں کو شہ دے دی، چنانچہ جب آپ ﷺ نے واپسی کا قصد فرمایا تو انھوں نے آپ ﷺ کے دونوں جانب لائن لگا کر گالیاں دینی اور بدزبانی کرنی شروع کی، پھر پتھر برسانے لگے، جس سے آپ ﷺ کی ایڑیاں اور پاؤں زخمی ہو گئے اور جوتے خون سے تر ہو گئے، اس سفر میں آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ آپ کو بچاتے رہے اور ان کے سر پر بھی کئی زخم آ گئے اور سفاکی کا یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہا کہ آپ ﷺ کو عتبہ اور شیبہ فرزندانِ ربیعہ کے ایک باغ میں پناہ لینا پڑی، باقی اگلی حدیث کے فوائد میں۔

(١٠٥٦٣)۔ عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ: أَصَابَ إِصْبَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَيْءٍ (وَقَالَ جَعْفَرٌ أَحَدُ الرُّوَاةِ: حَجَرٌ) فَدَمِيَتْ فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ۔)) (مسند احمد: ١٩٠٠٤)

سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگلی کسی چیز اور ایک راوی کی روایت کے مطابق پتھر لگنے سے خون آلود ہو گئی، آپ ﷺ نے اس انگلی سے فرمایا: ''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کے راستے میں اس تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔''

فوائد: ......درج ذیل حدیث میں سفرِ طائف کا ذکر ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا

(١٠٥٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٠٢، ومسلم: ١٧٩٦ (انظر: ١٨٧٩٧)

مَهْمُومٌ عَلٰى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ۔)) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔)) ...... کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپ پر آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یا لیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا، پھر میں رنجیدہ ہو کر سیدھا چلا ابھی میں ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب میں پہنچا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا، میں نے جو دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے، اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کہا، پھر کہا: اے محمد! یہ سب کچھ آپ کی مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں أَخْشَبَیْن کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں۔'' لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔'' (صحیح بخاری: ۳۲۳۱، صحیح مسلم: ۴۶۵۳)

أَخْشَبَیْن سے مراد مکہ کے دو پہاڑ ہیں: ابا قبیس اور اس کے سامنے والا قعیقعان۔

اَبْوَابُ قِصَّةِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی اسراء اور معراج کے قصے کے ابواب

اسراء و معراج نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، اہل ایمان کو یہی زیب دیتا ہے کہ اس معجزہ سے متعلقہ جتنی احادیثِ صحیحہ منقول ہیں، وہ ان کو تسلیم کریں، یہ معجزہ مکی دور میں آپ ﷺ کے جسدِ اطہر اور روحِ مقدس سمیت پیش آیا، اسرا سے مراد راتوں رات نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور معراج سے مراد بیت المقدس سے عالم بالا میں تشریف لے جانا ہے، مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک چالیس دنوں کا سفر ہے۔اسراء و معراج کا واقعہ پانچ سن نبوی یا ستائیس رجب دس سن نبوی یا سترہ رمضان بارہ سن نبوی یا محرم یا سترہ ربیع الأول تیرہ سن نبوی کو پیش آیا۔

ہمارے ہاں واقعۂ اسرا و معراج کی مناسبت سے ہر سال ستائیس رجب کی رات کو مخصوص انداز میں گزارا جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی حتمی بات نہیں کہ یہ معجزہ ستائیس رجب کو ہی عطا کیا گیا تھا، جیسا کہ مذکورہ بالا تاریخوں سے پتہ چل رہا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس مناسبت سے کوئی مخصوص عمل کرنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ جس

پاک ہستی نے یہ معجزہ وصول کیا، اس نے اس دن کوئی مخصوص عمل پیش نہیں کیا، اب اس واقعہ سے متعلقہ طویل احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا

اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک اور سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما کی روایات کا بیان

(١٠٥٦٤)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَالِكَ بْنَ صَعْصَعَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ (وَرُبَّمَا قَالَ قَتَادَةُ: فِي الْحِجْرِ) مُضْطَجِعٌ إِذْ أَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: الْأَوْسَطُ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ، قَالَ: فَأَتَانِيْ فَقَدَّ (وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ: فَشَقَّ) مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ، (قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِيْ: مَا يَعْنِيْ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلٰى شِعْرَتِهِ، وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مِنْ قُصَّتِهِ إِلٰى شِعْرَتِهِ) قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِيْ فَأُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْئَةٍ إِيْمَانًا وَحِكْمَةً فَغُسِلَ قَلْبِيْ، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيْدَ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ (قَالَ: فَقَالَ الْجَارُوْدُ: هُوَ الْبُرَاقُ؟ يَا أَبَا حَمْزَةَ! قَالَ: نَعَمْ) يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهِ، قَالَ: فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى أَتٰى بِيَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ان کو اسراء والی رات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا، میرے پاس ایک آنے والا یعنی جبریل رضی اللہ عنہ آیا اور اس نے اپنے ساتھی سے کہا: ان تینوں میں درمیان میں لیٹے ہوئے (محمد ﷺ) ہیں، پس وہ میرے پاس آیا اور اس جگہ سے اس جگہ تک لمبائی میں چاک کر دیا، قتادہ کہتے ہیں: میں نے اپنے پہلو میں بیٹھنے والے جارود سے پوچھا: اس سے آپ ﷺ کی مراد کیا تھی؟ انھوں نے کہا: ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان والی پست جگہ سے لے کر شرمگاہ کے بال اگنے والی جگہ تک پیٹ کو چاک کر دیا، پھر میرا دل نکالا گیا، ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال میرے پاس لایا گیا، پھر میرے دل کو دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر اصل حالت میں لوٹا دیا گیا، بعد ازاں میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا، وہ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا لگ رہا تھا۔ جارود راوی نے کہا: اے ابوحمزہ! یہ جانور براق تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں، اس جانور کا قدم اس کی منتہائے نگاہ تک جاتا تھا، میں (محمد ﷺ) کو اس پر سوار کر لیا گیا اور حضرت جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چل پڑے، یہاں تک کہ مجھے آسمانِ دنیا تک لے آئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ

(١٠٥٦٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٠٧، ٣٣٩٣، ٣٤٣٠، ٣٨٨٧، ومسلم: ١٦٤ (انظر: ١٧٨٣٥)

قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَقَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتٰى إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ، فَقَالَ: هٰذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، قَالَ: فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ وَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:

ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: آپ کو مرحبا، آپ ﷺ کا آنا بہترین آمد ہے، پس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل نے کہا: یہ آپ کے باپ آدم ہیں، ان کو سلام کہو، میں نے ان پر سلام کہا، انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا، پھر جبریل آگے بڑھے اور دوسرے آسمان تک پہنچ گئے، وہاں دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: اور تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: مرحبا، یہ بہترین آمد ہے، پھر دروازہ کھول دیا گیا اور جب میں اس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو خالہ زاد یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تشریف فرما ہیں، جبریل نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں، ان کو سلام کہو، پس میں سلام کہا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر وہ مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس کہا گیا: آپ کو مرحبا، آپ کا آنا بہترین آمد ہے، پھر دروازہ کھول دیا گیا اور جب میں اس سے گزرا تو کیا دیکھا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے، جبریل نے کہا: یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، آپ ان کو سلام کریں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر وہ آگے کو بڑھے، یہاں

مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ قَالَ: فَإِذَا إِدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هٰرُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا هٰرُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا مُوسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ

تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچ گئے اور کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا گیا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس کہا گیا: مرحبا، ان کا آنا بہترین آمد ہے، پس دروازہ کھول دیا گیا، پھر جب میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ ادریس علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس ہیں، آپ ان کو سلام کریں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا۔ بعد ازاں جبریل علیہ السلام پانچویں آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے، اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: خوش آمدید، ان کا آنا بہترین آمد ہے، پس دروازہ کھول دیا، جب میں اس سے آگے گزرا تو دیکھا کہ ہارون علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل نے کہا: یہ ہارون ہیں، آپ ان کو سلام کہیں، پس میں نے سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا، پھر انھوں نے کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا، پھر انھوں نے چڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: خوش آمدید، ان کا آنا بہترین آمد ہے، پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اس سے داخل ہوا تو دیکھا موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ ہیں، آپ ان کو سلام کہیں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں

أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي، قَالَ: ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، فَقَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، قَالَ: وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ، نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ، قَالَ: ثُمَّ رُفِعَ إِلَى الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ، (قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيْثِ أَنَسٍ) قَالَ: ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، قَالَ: فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، قَالَ: هٰذِهِ الْفِطْرَةُ، أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ، قَالَ: ثُمَّ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: فَرَجَعْتُ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ،

نے میرے سلام کا جواب دیا اور پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا، جب میں ان سے آگے بڑھا تو انھوں نے رونا شروع کر دیا، ان سے کہا گیا: تم کیوں رو رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ ایک آدمی میرے بعد مبعوث کیا گیا، لیکن میری امت کی بہ نسبت اس کی امت کی اکثریت جنت میں داخل ہوگی، پھر وہ آگے کو بڑھے اور ساتویں آسمان تک پہنچ گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل، کہا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: مرحبا، یہ بہترین آنا آئے، پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اس سے آگے گزرا تو دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، آپ ان کو سلام کہیں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا، پھر میرے لیے سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھوں کے کانوں کی طرح تھے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہی ہے، وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں مخفی تھیں اور دو ظاہری، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ دو باطنی نہریں جنت میں جا رہی ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر میرے لیے بیتِ معمور کو بلند کیا گیا۔ امام حسن بصری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیتِ معمور کو دیکھا، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ دوبارہ نہیں آ سکتے، پھر راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف لوٹے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا، ایک دودھ کا اور

فَقَالَ: بِمَاذَا أُمِرْتَ؟ قِيلَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً، وَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: بِأَرْبَعِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَرْبَعِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا أُخَرَ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ لِي: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِثَلَاثِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ لِثَلَاثِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا أُخَرَ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ لِي: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: بِعِشْرِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ الْعِشْرِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ

ایک برتن شہد کا لایا گیا، میں نے دودھ پکڑ لیا، اس نے کہا: یہ فطرت ہے، آپ اور آپ کی امت فطرت پر ہیں، پھر مجھ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، لیکن جب میں لوٹا اور موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ایک دن میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انھوں نے کہا: بیشک تیری امت پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکتی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نی بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی سخت مشق کی ہے، لہٰذا آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، پس میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں، پھر جب میں لوٹا اور موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ایک دن میں چالیس نمازیں ادا کرنے کا حکم ملا ہے، انھوں نے کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں چالیس نمازیں ادا نہیں کر سکتی، جبکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنی اسرائیل کے ساتھ معاملات کو بڑی سختی سے نمٹایا ہے، لہٰذا آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، سو میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے مزید دس نمازیں کم کر دیں، پھر میں موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف لوٹا اور انھوں نے کہا: آپ کو کس عمل کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ایک دن میں تیس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انھوں نے کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں تیس نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو پرکھ چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ بڑی سختی سے معاملات انجام دیئے ہیں، لہٰذا آپ لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، پس میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے

التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ لِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: قُلْتُ: قَدْ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَلٰكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، فَلَمَّا نَفَذْتُ نَادَى مُنَادٍ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي.))

(مسند احمد: ١٧٩٨٩)

مزید دس نمازیں کم کر دیں، لیکن پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا تو انھوں نے وہی سوال کیا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے، میں نے کہا: جی ایک دن میں بیس نمازوں کا، انھوں نے پھر وہی بات کہی کہ آپ کی امت ایک دن میں بیس نمازیں ادا نہیں کر سکتی، جبکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی سخت مشق کی ہے، لہٰذا اپنے ربّ کی طرف لو جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو، پس میں لوٹ گیا اور مجھے ایک دن میں دس نمازوں کا حکم دیا گیا، لیکن جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے تو میں نے کہا: جی ایک دن میں دس نمازوں کا، انھوں نے اب کی بار پھر کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں دس نمازیں ادا نہیں کر سکتی، جبکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کی جانچ پڑتال کر چکا ہوں اور میں نے بنو اسرائیل بڑی سختی کے ساتھ آزمایا ہے، لہٰذا تو اپنے ربّ کی طرف لوٹ جا اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کر، پس میں پھر لوٹ گیا اور مجھے ایک دن میں پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا، میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا؟ میں نے کہا: مجھے ایک دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، انھوں نے پھر کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں پانچ نمازیں ادا نہیں کر سکتی اور میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ مشق کی ہے، لہٰذا آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، اب کی بار میں نے کہا: میں نے اپنے ربّ سے اتنی بار سوال کر لیا ہے کہ میں اس سے شرماتا ہوں، اب میں اسی پر راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں، پس جب میں آگے کو گزرا

تو آواز دینے والے نے آواز لگائی: تحقیق میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کی ہے۔‘‘

(١٠٥٦٥)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ: (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔) قَالَ: ثُمَّ رُفِعَ لَنَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوْا مِنْهُ لَمْ يَعُوْدُوْا فِيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَى سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ) قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدِ اخْتَلَفْتُ إِلٰى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ، لَا، وَلٰكِنْ أَرْضٰى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ نُوْدِيْتُ: أَنِّي قَدْ خَفَّفْتُ عَلٰى عِبَادِي وَأَمْضَيْتُ فَرَائِضِي وَجَعَلْتُ لِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٩٩٠)

(دوسری سند) سیدنا مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میں کعبہ کے پاس سونے اور بیدار ہونے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ کسی بات کرنے والے کی یہ آواز سنی: ان تینوں میں سے ایک ہے، ....، پھر میرے لیے بیتِ معمور کو بلند کیا گیا، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب وہ نکل جاتے ہیں تو آخر تک دوبارہ نہیں آ سکتے، پھر میرے لیے سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے، ....، میں نے کہا: میں اپنے ربّ کے پاس اتنی بار جا چکا ہوں کہ اب مجھے شرم آتی ہے، اب میں نہیں جاؤں گا، بلکہ میں راضی ہوتا ہے اور تسلیم کرتا ہوں، پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام سے آگے کو گزرا تو مجھے یہ آواز دی گئی: بیشک میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی ہے اور اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور ہر نیکی کا دس گناہ اجر وثواب کر دیا ہے۔‘‘

(١٠٥٦٦)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، قَالَ: ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ

(تیسری سند) سیدنا مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میں بیت اللہ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ تین میں ایک آدمی دو افراد کے درمیان متوجہ ہوا، پھر میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا، وہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، پس اس فرشتے نے میرے

(١٠٥٦٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ اَقْبَلَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ ، فَأُتِيْتُ بِطِسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلَأُهُ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا ، فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلَى مَرَاقِي الْبَطْنِ ، فَغُسِلَ الْقَلْبُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ مُلِيءَ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا ، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ))
(مسند احمد: ۱۷۹۸۷)

گلے سے پیٹ کے نیچے والے نرم مقام تک کے حصے کو چاک کر دیا، میرے دل کو زمزم کے پانی کے ساتھ دھو کر اس میں حکمت اور ایمان کو بھر دیا گیا، پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا، وہ خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے بڑا تھا، پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چل پڑے، ہم آسمانِ دنیا تک جا پہنچے، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیری ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید، ان کا آنا بہترین آمد ہے، ....۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذٰلِكَ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہما

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث کا بیان

(۱۰۵۶۷) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيءٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا ، فَأَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ ، فَلَمَّا جَاءَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَافْتَتَحَ ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ ، مَعِيَ مُحَمَّدٌ ، قَالَ: أُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ ، فَفُتِحَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر کی چھت کو کھولا گیا، جبکہ میں مکہ میں تھا، جبریل اترے، انھوں نے میرا سینہ چاک کیا، اس کو زمزم کے پانی سے دھویا، پھر سونے کا ایک تھال لے کر آئے، وہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس کو میرے سینے میں بہا دیا اور پھر اس کو بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے، جب آسمانِ دنیا کے پاس پہنچے تو دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پہرے دار نے کہا: یہ کون آیا ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، اس نے کہا: کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، اس نے کہا: کیا ان کو پیغام

(۱۰۵٦۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۹، ومسلم: ۱٦۳ (انظر: ۲۱۲۸۸)

فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ تَبَسَّمَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى، قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قَالَ: قُلْتُ لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ هُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، قَالَ: ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى جَاوَزَ السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ لَهُ، (قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَلَمْ يَثْبُتْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ:) فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ، قَالَ: ثُمَّ مررت بموسى، فقال: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ

بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، جب ہم آسمان دنیا سے اوپر کو چڑھے تو دیکھا کہ ایک آدمی ہے، اس کے دائیں طرف بھی کچھ وجود ہیں اور بائیں طرف بھی، وہ دائیں طرف دیکھ کر مسکراتا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے، اس نے مجھے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو مرحبا، میں نے جبریل سے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہ ان کے دائیں بائیں جو وجود نظر آ رہے ہیں، یہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں، اسی وجہ سے یہ دائیں طرف والوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں اور بائیں طرف والوں کو دیکھ کر روتے ہیں، پھر جبریل مجھے لے کر آگے کو بڑھے اور دوسرے آسمان تک جا پہنچے اور پہرے دار سے کہا: دروازہ کھولو، اس نے آگے سے وہی باتیں کیں، جو آسمان دنیا والے پہرے دار نے کہی تھیں۔'' انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر انھوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا، لیکن یہ بات مجھے یاد نہ رہ سکی کہ ان کی منزلیں کیسی تھیں، (یعنی کون کس آسمان میں تھا) البتہ اتنا یاد ہے کہ آپ ﷺ نے آدم علیہ السلام کو آسمانِ دنیا میں اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں پایا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جب جبریل علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ، حضرت ادریس کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو مرحبا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جبریل نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انھوں نے مجھے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا،

الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، قَالَ: ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، (قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ إِبْنُ حَزْمٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُوْلَان: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ عَرَجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ بِمُسْتَوًى أَسْمَعُ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ، قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَرَضَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، قَالَ: فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، فَقَالَ لِيْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَاجِعْ رَبَّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى أَتٰى بِيْ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى، قَالَ: فَغَشَّاهَا

انھوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو مرحبا، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ عیسی بن مریم علیہ السلام ہیں، پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انھوں ے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔'' ابن حزم نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابو حبہ انصاری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ مجھے لے کر آگے کو بڑھے، یہاں تک کہ میں ایسی سطح پر چڑھ گیا کہ مجھے قلمیں چلنے کی آواز سنائی دی۔'' سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، پس میں ان کے ساتھ واپس آیا اور موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انھوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کے ربّ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، موسی علیہ السلام نے مجھ سے کہا: آپ اپنے ربّ سے رجوع کریں، کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھی، پس میں نے اپنے ربّ سے مراجعہ کیا اور اس نے نصف نمازیں کم کر دیں، میں دوبارہ موسی علیہ السلام کی طرف لوٹا اور ان کو صورتحال سے آگاہ کیا، انھوں نے کہا: آپ اپنے ربّ کے پاس واپس جائیں، آپ کی امت یہ عمل نہیں کر سکتی، پس میں پھر اپنے ربّ کے پاس گیا، اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس ہیں، میرے ہاں قول تبدیل نہیں ہوتا، پس میں موسی علیہ السلام کے طرف لوٹا، انھوں نے پھر کہا کہ آپ ابھی تک اپنے ربّ سے مراجعہ کریں، لیکن میں نے کہا: اب تو میں اپنے ربّ تعالیٰ سے شرماتا ہوں، پھر جبریل مجھے لے کر سدرۃ المنتہی کی طرف گیا، اس پر کئی رنگ تھے اور میں نہیں جانتا کہ وہ کون کون سے تھے، پھر مجھے جنت میں داخل

اَلْوَانٌ مَا أَدْرِيْ مَاهِيَ، قَالَ: ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۶۱۲)

کیا گیا، اس میں دیکھا کہ لولو موتیوں کے قبے تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ مِنْ مُسْنَدِهِ

اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اپنی مُسنَد کا بیان

(۱۰۵٦۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُعَلَيْهِ السَّلَامُ: اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ۔ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس براق لایا گیا، وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا لمبا جانور تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی۔ میں اُس پر سوار ہوا، (اور چل پڑا) حتیٰ کہ بیت المقدس میں پہنچ گیا، میں نے اُس کو اُس کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ دوسرے انبیاء بھی باندھتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب میں وہاں سے نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام شراب کا اور دودھ کا ایک ایک برتن لائے، میں نے دودھ کا انتخاب کیا۔ جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ پھر ہمیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ (جب ہم وہاں پہنچے تو) جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: (جی ہاں) انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔

(۱۰۵٦۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦۲ (انظر: ۱۲۵۰۵)

عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا ، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ- ثُمَّ عُرِجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ- قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ-قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ- فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ- قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ- قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ- قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ- فَفُتِحَ لَنَا ، فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ- فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ- قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيْلُ- قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ- قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ- فَفُتِحَ لَنَا ، فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ- قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ- قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ ، فَاسْتَفْتَحَ

فرشتوں نے کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: (جی ہاں!ان کو بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو دیکھا، اُن دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھرہمیں تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔فرشتوں نے پوچھا: کون؟اس نے کہا: جبریل۔ فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ۔ کہا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟جبریل نے کہا :جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔سو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا،(ان کی خوبصورتی سے معلوم ہوتا تھا کہ) نصف حسن ان کو عطا کیا گیا ہے۔اُنہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔پھرہمیں چوتھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں! اُن کو بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے ادریس کا مقام و مرتبہ بلند کیا۔پھرہمیں پانچویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا: کون؟اس نے کہا: میں جبریل ہوں۔کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا: جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ہارون ﷺ کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی

جِبْرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِداً ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَيَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ۔ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً۔ قَالَ: اِرْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ۔ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي۔ فَقُلْتُ: يَارَبِّ! خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْساً فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْساً۔ قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ۔ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ

دعا کی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چھٹے آسمان پر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے وہاں موسیٰ ﷺ کو دیکھا۔ اُنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا گیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں! ان کو بلایا گیا ہے۔ سو دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے ابراہیم ﷺ کو دیکھا۔ وہ بیتِ معمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (بیتِ معمور کی کیفیت یہ ہے کہ) ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔ پھر جبریل مجھے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کے پاس لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے اور اُس کا پھل مٹکوں کی مانند۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی چیز سے اسے ڈھانکا گیا تو (اس کی کیفیت یوں) بدل گئی کہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی اس کا حسن بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی اور ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُتر کر موسیٰ ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: تیرے رب نے تیری امت پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے ربّ کے پاس جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو، تیری امت (کے افراد) میں اتنی استطاعت نہیں ہے، میں نے بنی اسرائیل کو آزمالیا ہے اور اُن کا تجربہ کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے کہا: پس میں اپنے

يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْراً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئاً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.)) (مسند احمد: ١٢٥٣٣)

پروردگار کی طرف واپس چلا گیا اور کہا: اے میرے رب! میری امت کے لیے (نمازوں والے حکم میں) تخفیف کیجیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردی۔ پھر میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور ان کو بتلایا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کردی گئی ہیں، انہوں نے کہا: تیری امت کو اتنی طاقت بھی نہیں ہوگی، اس لیے اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس سے (مزید) کمی کا سوال کرو۔ آپ نے فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، ہر نماز (کے عوض) دس نمازوں کا ثواب ہے، (اس طریقے سے یہ) پچاس نمازیں ہوں گئیں اور (مزید سنو کہ) جس نے نیکی کا قصد کیا اور (عملاً) نہیں کی تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر اُس نے وہ نیکی عملاً کر لی تو اُس کے لیے دس گنا ثواب لکھ دیا جائے گا اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور عملاً اُس کا ارتکاب نہیں کیا، تو اُس (کے حق میں کوئی گناہ) نہیں لکھا جائے گا، اور اگر اُس نے عملاً برائی کا ارتکاب کر لیا تو (پھر) اُس کے لیے ایک برائی لکھ دی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نیچے اترا اور موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور اُن کو (ساری صورتحال کی) خبر دی۔ انہوں نے پھر کہا: اپنے پرودگار کی طرف لوٹ جاؤ اور اُس سے مزید تخفیف کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف (بار بار) لوٹ چکا ہوں۔ اب تو میں اپنے ربّ سے شرماتا ہوں۔''

بَابُ اِنْكَارِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا اس چیز کا انکار کرنا کہ نبی کریم ﷺ نے اسراء والی رات کو بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے

(١٠٥٦٩)۔ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ

سیدنا زِرّ بن حبیش سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(١٠٥٦٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ٣١٤٧ (انظر: ٢٣٢٨٥)

عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((فَانْطَلَقْتُ أَوِ انْطَلَقْنَا فَلَقِيْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ.)) فَلَمْ يَدْخُلَاهُ، قَالَ: قُلْتُ: بَلْ دَخَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ وَصَلَّى فِيْهِ، قَالَ: مَا اسْمُكَ؟ يَا اَصْلَعُ! فَإِنِّي أَعْرِفُ وَجْهَكَ وَلَا أَدْرِيْ مَا اسْمُكَ، قَالَ: قُلْتُ: أَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ، قَالَ: فَمَا عِلْمُكَ بِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ لَيْلَتَئِذٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَلْقُرْآنُ يُخْبِرُنِيْ بِذٰلِكَ، قَالَ: مَنْ تَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فَلَجَ اقْرَأْ! قَالَ: فَقَرَأْتُ ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ قَالَ: فَلَمْ أَجِدْهُ صَلّٰى فِيْهِ، قَالَ: يَا اَصْلَعُ! هَلْ تَجِدُ صَلّٰى فِيْهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ، لَوْ صَلّٰى فِيْهِ لَكُتِبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةٌ فِيْهِ كَمَا كُتِبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةٌ فِي الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ، وَاللّٰهِ! مَا زَايَلَا الْبُرَاقَ حَتّٰى فُتِحَتْ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَرَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْآخِرَةِ اَجْمَعَ، ثُمَّ عَادَا عَوْدَهُمَا عَلٰى بَدْئِهِمَا، قَالَ: ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ، قَالَ: وَيُحَدِّثُوْنَ أَنَّهُ رَبَطَهُ لِئَلَّا يَفِرَّ مِنْهُ، وَإِنَّمَا سَخَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، قَالَ: قُلْتُ: اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! أَيُّ دَابَّةٍ الْبُرَاقُ؟ قَالَ: دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ هٰكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ الْبَصَرِ۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جبکہ وہ اسراء والی رات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پس میں چلا یا ہم چلے، اور اسی طرح چلنے پر برقرار رہے، یہاں تک کہ ہم بیت المقدس کے پاس پہنچ گئے۔“ پھر نبی کریم ﷺ اور جبریل علیہ السلام اس میں داخل نہیں ہوئے، میں (زرّ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس رات بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے اور اس میں نماز بھی پڑھی تھی، انھوں نے کہا: او گنجے! تیرا نام کیا ہے؟ میں تجھے چہرے سے تو پہچانتا ہوں، لیکن تیرے نام کو نہیں جانتا۔ میں نے کہا: میں زرّ بن حبیش ہوں، انھوں نے کہا: تجھے کیسے علم ہوا کہ آپ ﷺ نے اس رات کو وہاں نماز پڑھی تھی؟ میں نے کہا: قرآن مجید نے مجھے یہ خبر دی ہے، انھوں نے کہا: جس نے قرآن کے ساتھ بات کرے وہ تو غالب آ جاتا ہے، اچھا دلیل کی تلاوت کرو، میں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ....﴾ انھوں نے کہا: اس آیت میں تو اس قسم کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہے، او گنجے! کیا اس آیت میں تجھے ایسی کوئی چیز نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہو؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ دونوں ہستیاں براق سے ہٹی ہی نہیں کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ان دونوں نے جنت، جہنم اور آخرت کے تمام وعدے دیکھے، اور پھر وہ وہاں لوٹ آئے، جہاں سے انھوں نے سفر شروع کیا تھا، پھر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اتنے ہنسے کہ میں نے ان کی داڑھیں دیکھ لیں۔ پھر انھوں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے براق کو اس لیے باندھا تھا کہ وہ بھاگ نہ جائے، حالانکہ مخفی اور ظاہری چیزوں کو جاننے والی ذات نے

(مسند احمد: ٢٣٦٧٤)

آپ ﷺ کے لیے اس براق کو مسخر کیا تھا۔ میں نے کہا: اے ابوعبد اللہ! کون سا جانور براق ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اس طرح کا سفید رنگ کا لمبا سا جانور ہوتا ہے اور اس کا قدم منتہائے نگاہ تک جاتا ہے۔

فوائد: ......ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ابتدائی الفاظ "فَلَقِینَا" کی درست صورت یہ ہے "فَبَقِینَا"، کیونکہ دوسرے طریق میں "فَلَمْ نُزَايِلْ ظَهْرَه" کے الفاظ ہیں، ہم نے درست الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

(١٠٥٧٠)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ يَضَعُ حَافِرَهُ مُنْتَهٰى طَرَفِهِ، فَلَمْ نُزَايِلْ ظَهْرَهُ أَنَا وَجِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَفُتِحَتْ لَنَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَرَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، (قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: وَلَمْ يُصَلِّ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ، قَالَ زِرٌّ: فَقُلْتُ لَهُ: بَلٰى قَدْ صَلّٰى، قَالَ حُذَيْفَةُ: مَااسْمُكَ؟ يَا أَصْلَعُ! فَإِنِّيْ أَعْرِفُ وَجْهَكَ وَلَا أَعْرِفُ اِسْمَكَ، فَقُلْتُ: أَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ، قَالَ: وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهُ قَدْ صَلّٰى؟ قَالَ: فَقَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ قَالَ: فَهَلْ تَجِدُهُ صَلّٰى؟ لَوْ صَلّٰى لَصَلَّيْتُمْ فِيْهِ كَمَا تُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ زِرٌّ:

(دوسری سند) سیدنا زِرّ بن حبیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس براق کو لایا گیا، یہ سفید رنگ کا لمبا سا جانور تھا، اپنے منتہائے نگاہ تک اپنا قدم رکھتا تھا، میں اور جبریل اس کی کمر سے جدا نہ ہوئے، یہاں تک کہ میں بیت المقدس آیا اور پھر ہمارے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ہم نے جنت اور جہنم کو دیکھا۔'' سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اور آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی، جبکہ سیدنا زِرّ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: او گنجے! تیرا نام کیا ہے، میں تجھے چہرے سے تو پہچانتا ہوں، البتہ تیرے نام کی پہچان نہیں ہے، میں نے کہا: میں زِرّ بن حبیش ہوں، انھوں نے کہا: تجھے کیسے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ انھوں نے کہا: تو اس آیت میں کوئی ایسی چیز پاتا ہے، جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے؟ اگر آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہوتی تو تم کو بھی وہاں نماز

(١٠٥٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

وَرَبَطَ الدَّابَّةَ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ، قَالَ حُذَيْفَةُ: أَوَكَانَ يَخَافُ أَنْ تَذْهَبَ مِنْهُ وَقَدْ آتَاهُ اللّٰهُ بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٣٧٧١)

ادا کرنا پڑتی، جیسا کہ تم مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہو، سیدنا زِرّ نے کہا: اور آپ ﷺ نے اپنی سواری کو اس کنڈے کے ساتھ باندھا تھا، جس کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام باندھتے تھے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ ﷺ کو یہ ڈر تھا کہ وہ بھاگ جائے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو دیا تھا۔

فوائد: ...... چونکہ دوسرے صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھائی تھی، اس لیے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نفی کو ان کے علم نہ ہونے پر محمول کریں گے، فقہی قانون یہ ہے کہ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جائے۔

بَابُ مَنْ رَوٰى أَنَّهُ ﷺ صَلّٰى فِيْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ لَيْلَةَ الْأَسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ بِالنَّبِيِّيْنَ أَجْمَعِيْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَأَتَمُّ التَّسْلِيْمِ

اسراء ومعراج والی رات کو نبی کریم ﷺ کا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو نماز بیت المقدس میں نماز پڑھانا، یہ روایت کرنے والوں کا بیان

(١٠٥٧١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِنَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَسَمِعَ مِنْ جَانِبِهَا وَجْسًا قَالَ: ((يَاجِبْرِيْلُ! مَاهٰذَا؟)) قَالَ: هٰذَا بِلَالٌ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ جَاءَ إِلَى النَّاسِ: ((قَدْ أَفْلَحَ بِلَالٌ، رَأَيْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا۔)) قَالَ: فَلَقِيَهُ مُوسٰى ﷺ فَرَحَّبَ بِهِ وَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، قَالَ: فَقَالَ: وَهُوَ رَجُلٌ آدَمُ طَوِيْلٌ سَبْطٌ شَعَرُهُ مَعَ أُذُنَيْهِ أَوْ فَوْقَهُمَا ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟ يَاجِبْرِيْلُ!)) قَالَ: هٰذَا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قَالَ: فَمَضٰى فَلَقِيَهُ عِيْسٰى فَرَحَّبَ بِهِ وَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟ يَاجِبْرِيْلُ!)) قَالَ: هٰذَا عِيْسٰى ، قَالَ: فَمَضٰى

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس رات کو نبی کریم ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے اس کی ایک طرف سے ہلکی سی آواز سنی، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ آواز کون سی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ بلال مؤذن ہے، پھر جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق بلال کامیاب ہو گیا ہے، میں نے اس کے لیے یہ کچھ دیکھا ہے۔'' اُدھر سفرِ معراج میں موسی علیہ السلام آپ کو ملے اور اُمّی نبی کو مرحبا کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ان کے بال سیدھے تھے اور کانوں تک یا کانوں سے اوپر تک آ رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جبریل! یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ حضرت موسی علیہ السلام ہیں، پھر آپ آگے چلے اور عیسی علیہ السلام آپ کو ملے اور مرحبا کہا، آپ ﷺ

(١٠٥٧١) تخريج: اسناده ضعيف، قابوس مختلف فيه، وقد ورد في معنى هذا الحديث احاديث عن انس وغيره من الصحابة (انظر: ٢٣٢٤)

فَلَقِيَهُ شَيْخٌ جَلِيلٌ مَهِيبٌ فَرَحَّبَ بِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَكُلُّهُمْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، قَالَ: ((مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟)) قَالَ: هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: فَنَظَرَ فِي النَّارِ فَإِذَا قَوْمٌ يَأْكُلُونَ الْجِيَفَ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟)) قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَرَأَى رَجُلًا أَحْمَرَ أَزْرَقَ جَعْدًا شَعِثًا إِذَا رَأَيْتَهُ، قَالَ: ((مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟)) قَالَ: هٰذَا عَاقِرُ النَّاقَةِ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى قَامَ يُصَلِّي، فَالْتَفَتَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّونَ أَجْمَعُونَ يُصَلُّونَ مَعَهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ جِيءَ بِقَدَحَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ الْيَمِينِ وَالْآخَرُ عَنِ الشِّمَالِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ عَسَلٌ، فَأَخَذَ اللَّبَنَ فَشَرِبَ مِنْهُ، فَقَالَ الَّذِي كَانَ مَعَهُ الْقَدَحُ: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٤)

نے فرمایا: ''اے جبریل! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر آگے چلے اور ایک بزرگ آپ ﷺ کو ملے، وہ بڑے جلال اور ہیبت والے تھے، انھوں نے بھی آپ ﷺ کو مرحبا کہا اور آپ کو سلام کہا، بلکہ تمام نے آپ ﷺ کو سلام کہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر جب آپ ﷺ نے آگ میں دیکھا تو کچھ لوگوں کو مردہ لاشیں کھاتے ہوئے پایا اور پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا: یہ وہ لو ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے، یعنی ان کی غیبت کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے ایک اور شخص دیکھا، وہ سرخ رنگ کا تھا، اس کی آنکھیں نیلی تھیں، وہ کوتاہ قد تھا اور اس کے بال پراگندہ تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''جبریل! یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا ہے۔ جب آپ ﷺ مسجد اقصی میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے، پس جب متوجہ ہوئے اور پھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ سارے کے سارے انبیائے کرام آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس دو پیالے لائے گئے، ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا، پس آپ ﷺ نے دودھ لے کر اس کو پی لیا، جس فرشتے کے پاس پیالہ تھا، اس نے کہا: تو نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔

فوائد:...... لیکن اس معنی میں دوسری احادیثِ صحیحہ ثابت ہیں۔

بَابُ فِيْ ذِكْرِ مَنْ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآخَرِيْنَ مِنَ الْكُفَّارِ وَالْمُذْنِبِيْنَ وَصِفَةِ بَعْضِهِمْ

ان فرشتوں، نبیوں، کافروں، گنہگاروں اور بعض کی صفات کا بیان، جن کو نبی کریم ﷺ نے اسراء و معراج والی رات کو دیکھا

(۱۰۵۷۲)۔ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ حَجَّاجٌ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ (يَعْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى۔)) وَنَسَبَهُ إِلٰى أَبِيْهِ قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ وَأَنَّهُ رَأٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ آدَمَ طُوَالًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَذَكَرَ أَنَّهُ رَأٰى عِيْسٰى مَرْبُوْعًا إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ جَعْدًا وَذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى الدَّجَّالَ وَمَالِكًا خَازِنَ النَّارِ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۹)

ابو عالیہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کے چچا زاد (سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ وہ یونس بن متی سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس چیز کا ذکر کیا کہ آپ ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوء ہ قبیلے کے فرد تھے، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا کہ وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کا جسم بھرا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے دجال اور جہنم کے داروغے مالک کو دیکھا۔

فوائد: ...... مشابہت والی یہ روایات پہلے گزر چکی ہے، اطراف الحدیث سے مدد لے کر تلاش کر لیں۔

(۱۰۵۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسَى بْنَ عِمْرَانَ رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبْطَ الرَّأْسِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرایا گیا، میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ان کے بال ہلکے گھنگریالے تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوء ہ قبیلے کے فرد تھے، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کے بال سیدھے تھے۔

(۱۰۵۷۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۳۹۵، ۳۳۹۶، ومسلم: ۱۶۵، ۲۳۷۷ (انظر: ۳۱۷۹)
(۱۰۵۷۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۲۳۹، ومسلم: ۱۶۵ (انظر: ۲۱۹۷)

(۱۰۵۷٤)۔ عَنْـهُ أَيْـضًـا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ وَمُوْسٰى وَإِبْرَاهِيْمَ، فَأَمَّا عِيْسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوْسٰى فَإِنَّهُ جَسِيْمٌ)) قَالُوْا لَهُ: فَإِبْرَاهِيْمُ؟ قَالَ: ((اُنْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ)) يَعْنِي نَفْسَهُ۔ (مسند احمد: ۲٦۹۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عیسی علیہ السلام، موسی علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، عیسی علیہ السلام کا رنگ سرخ اور بال گھنگریالے تھے اور وہ چوڑے سینے والے تھے، موسی علیہ السلام دراز قد تھے۔'' لوگوں نے کہا: اور ابراہیم علیہ السلام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ساتھی کو دیکھ لو۔'' آپ ﷺ کی مراد آپ کا اپنا نفس تھا۔

(۱۰۵۷٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ وَضَعَدْتُ قَدَمِيْ (وَفِيْ نُسْخَةٍ: وَضَعْتُ قَدَمِيْ) حَيْثُ تُوْضَعُ أَقْدَامُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ فَعُرِضَ عَلَيَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، قَالَ: فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَعُرِضَ عَلَيَّ مُوْسٰى، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ أَقْرَبُ النَّاسِ شَبَهًا بِصَاحِبِكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸٤۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرایا گیا، میں نے بیت المقدس میں اپنا قدم وہاں رکھا، جہاں انبیاء کے قدم رکھے جاتے تھے، پس مجھ پر عیسی علیہ السلام کو پیش کیا گیا، وہ عروہ بن مسعود کے زیادہ مشابہ لگتے تھے، پھر مجھ پر موسی علیہ السلام کو پیش کیا گیا، وہ معتدل وجود کے آدمی تھے اور وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگتے تھے، بعد ازاں ابراہیم علیہ السلام کو مجھ پر پیش کیا گیا، وہ لوگوں میں تمہارے اپنے ساتھی (محمد ﷺ) سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔''

(۱۰۵۷٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا أُسْرِيَ بِيْ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ۔)) (مسند احمد: ۱۲٥۳۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرائی گئی، اس رات کو میں موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے، یہ قبر سرخ ٹیلے کے پاس تھی۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں موسی علیہ السلام کی عالم برزخ کی ایک کیفیت کا بیان ہے۔

(۱۰۵۷۷)۔ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوْسٰى

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، موسی علیہ السلام معتدل وجود کے آدمی

(۱۰۵۷٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۳۸ (انظر: ۲٦۹۷)
(۱۰۵۷٥) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ۱۷۲ (انظر: ۱۰۸۳۰)
(۱۰۵۷٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۷٥ (انظر: ۱۲٥۰٤)
(۱۰۵۷۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٦۷ (انظر: ۱٤٥۸۹)، أخرجه (انظر:)

رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، فَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ (يَعْنِي نَفْسَهُ ﷺ) وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٤٣)

تھے، وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگتے تھے، میں نے عیسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ عروہ بن مسعود کے زیادہ مشابہ لگتے تھے، میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ تمہارے اپنے ساتھی سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، اس سے آپ ﷺ اپنی ذات مراد لے رہے تھے، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، وہ دحیہ کے مشابہ لگتے تھے۔''

(١٠٥٧٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَنَظَرْتُ فَوْقَ، (قَالَ عُثْمَانُ: فَوْقِي) فَإِذَا أَنَا بِرَعْدٍ وَبَرْقٍ وَصَوَاعِقَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلَى قَوْمٍ، بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا، فَلَمَّا نَزَلْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا نَظَرْتُ أَسْفَلَ فَإِذَا أَنَا بِرَهْجٍ وَدُخَانٍ وَأَصْوَاتٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰذِهِ الشَّيَاطِيْنُ يَحُوْمُوْنَ عَلَى أَعْيُنِ بَنِيْ آدَمَ أَنْ لَا يَتَفَكَّرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ لَا ذٰلِكَ لَرَأَوُا الْعَجَائِبَ۔)) (مسند احمد: ٨٦٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات کو جب ہم ساتویں آسمان تک پہنچے تو میں نے اپنے اوپر والی سمت میں دیکھا، وہاں مجھے گرج، کڑک، چمک، کڑک دار بجلی نظر آئی، پھر میں کچھ لوگوں کے پاس آیا، ان کے پیٹ گھروں کی مانند بڑے بڑے تھے، ان میں ایسے سانپ تھے، جو پیٹوں کے باہر سے نظر آ رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سودخور ہیں، پھر جب میں آسمان دنیا کی طرف اترا تو دیکھا کہ میری نچلی طرف غبار، دھواں اور آوازیں تھیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ شیطان ہیں، جو بنو آدم کی آنکھوں کے سامنے منڈلا رہے ہیں، تاکہ وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہیوں میں غور وفکر نہ کر سکیں، اگر یہ نہ ہوتے تو وہ عجیب عجیب چیزیں دیکھتے۔''

(١٠٥٧٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات کو میں ایسے لوگوں کے پاس سے

(١٠٥٧٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، أخرجه ابن ماجه: ٢٢٧٣ (انظر: ٨٦٤٠)

(١٠٥٧٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٤٠٦٩، والبيهقى فى "الشعب": ٤٩٦٥ (انظر: ١٢٢١١)

عَلٰی قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، كَانُوْا يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ؟)) (مسند احمد: ١٢٢٣٥)

گزرا کہ جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ دنیا والوں کے خطیب ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہیں، جبکہ وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں، کیا پس یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔''

(١٠٥٨٠)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا عَرَجَ بِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ يَاجِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٧٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے ربّ نے مجھے معراج کرائی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے تانبے کے ناخن تھے اور وہ ان کے ذریعے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو متأثر کرتے تھے (یعنی چغلی اور غیبت کرتے ہیں)۔''

فوائد:...... آخری دو احادیث میں متعلقہ لوگوں کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ أُمُوْرٍ مُتَفَرِّقَةٍ تَتَعَلَّقُ بِالْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ

اسراء ومعراج سے متعلقہ متفرق امور کا بیان

(١٠٥٨١)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُسْرَجًا مُلْجَمًا لِيَرْكَبَهُ فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، وَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: مَا يَحْمِلُكَ عَلٰی هٰذَا؟ فَوَاللّٰهِ! مَا رَكِبَكَ أَحَدٌ قَطُّ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا۔ (مسند احمد: ١٢٧٠١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسراء والی رات کو نبی کریم ﷺ کے لیے ایسا براق لایا گیا، جس پر زین کسی ہوئی تھی اور اس کو لگام ڈالی ہوئی تھی، جب آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو وہ براق آپ ﷺ کے لیے مشکل ہو گیا، جبریل علیہ السلام نے اس سے کہا: کون سی چیز تجھے ایسا بننے پر آمادہ کر رہی ہے؟ اللہ کی قسم ہے، تجھ پر کبھی بھی ایسی ہستی سوار نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس (محمد ﷺ) سے زیادہ عزت والی ہو، پھر شرمندگی کی وجہ سے اس کا پسینہ بہہ پڑا۔

(١٠٥٨٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٤٨٧٨، ٤٨٧٩ (انظر: ١٣٣٤٠)

(١٠٥٨١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذى: ٣١٣١، وانظر الحديث رقم (١٠٣٢١) (انظر: ١٢٦٧٢)

فوائد: ......معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ، انبیائے کرام میں سب سے زیادہ افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

(۱۰۵۸۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِمَا فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۶۵۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات میرے پاس دودھ کا پیالہ اور شراب کا پیالہ لایا گیا، میں نے ان دونوں کو دیکھا اور پھر دودھ کو پکڑ لیا، جبریل علیہ السلام نے کہا: ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی، اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔''

(۱۰۵۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى﴾ قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا، أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ۔ (مسند احمد: ۴۰۱۱)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو اسراء پر لے جایا گیا تو سدرۃ المنتہی پر آپ ﷺ کے سفر کی انتہا ہوگئی، یہ سدرۃ چھٹے آسمان میں ہے، جو کچھ زمین کی طرف سے چڑھتا ہے، اسی بیری پر اس کی انتہاء ہوتی ہے اور جو کچھ اوپر سے اترتا ہے، اس کی انتہاء بھی اسی درخت پر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔'' (سورۂ نجم: ۱۶) اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں، وہاں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کا آخری حصہ اور آپ ﷺ کی امت میں سے اس شخص کے کبیرہ گناہ بخش دیئے گئے، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

(۱۰۵۸۴)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَوَرَقُهَا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے

(۱۰۵۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۳۷، ومسلم: ۱۶۸ (انظر: ۱۰۶۴۷)

(۱۰۵۸۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۳ (انظر: ۴۰۱۱)

(۱۰۵۸۴) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الحاکم: ۱/ ۸۱، وابو عوانة: ۵/ ۳۲۳، وانظر الحدیث رقم: (۱۰۳۲۱) (انظر: ۱۲۶۷۳)

مِثْـلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ ، يَخْرُجُ مِنْ سَاقِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ ، فَقُلْتُ: يَاجِبْرِيْلُ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ))۔ (مسند احمد: ۱۲۷۰۲)

ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے، اس کے تنے سے دو نہریں ظاہری اور دو نہریں مخفی نکل رہی تھیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ دو چیزیں کیا ہیں؟ اس نے کہا: دو باطنی نہریں جنت میں جا رہی ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔''

فوائد: ......ممکن ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑوں اور تنے کا آغاز چھٹے آسمان سے ہوتا ہو اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں ہوں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: جس طرح انسان کی اصل جنت سے ہے، اسی طرح ممکن ہے کہ دریائے نیل اور دریائے فرات کی اصل جنت سے ہو۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دریا معروف چشموں سے پھوٹ رہے ہیں۔ اس تعارض کو یوں دور کیا جائے گا کہ حدیث کا تعلق غیبی امور سے ہے، جس پر ایمان لانا اور اس کی اطلاع دینے والے کے سامنے سر تسلیمِ خم کرنا واجب ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾ (سورۂ نسا: ٦٥) ......''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں، اس سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

(۱۰۵۸۵)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَهَيْتُ اِلَى السِّدْرَةِ فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ الْجِرَارِ ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ ، فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَهَا تَحَوَّلَتْ يَاقُوْتًا أَوْ زُمُرُّدًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۲٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں سدرہ تک پہنچا تو دیکھا کہ اس کا پھل مٹکوں کی طرح کا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح کے تھے، جب اللہ تعالیٰ کے حکم نے اس کو ڈھانپا تو وہ یاقوت یا زمرد یا اس قسم کے موتیوں میں تبدیل ہو گئی۔''

(۱۰۵۸۵) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر الحديث رقم (۱۰۳۲۱)(انظر: ۱۲۳۰۱)

بَابُ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا وَهَلْ رَآى رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ اَمْ لَا؟

نبی کریم ﷺ کا جبریل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنا اور کیا آپ ﷺ نے معراج والی رات کو اپنے ربّ کو دیکھا ہے یا نہیں؟

(۱۰۵۸٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى)) (قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ اَحْمَدَ) وَقَدْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ أَبِيْ، اَمْلٰى عَلَيَّ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے ربّ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔“ عبد اللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی تھی، انھوں نے کسی اور مقام پر یہ حدیث مجھے لکھوائی تھی۔

فوائد: …… یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:
عکرمہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: رَأٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ، قُلْتُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾؟ قَالَ: وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهُ، وَقَالَ أُرِيَهُ مَرَّتَيْنِ۔ …… محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے، میں عکرمہ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں فرمایا: ”آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، جبکہ وہ آنکھوں کا ادرک کرتا ہے۔“ انھوں نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، اس آیت کا تعلق اس صورت سے ہے جب وہ اپنے نور سمیت تجلّی فرمائے، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دو بار دیدار ہوا ہے۔
(ترمذی: ۳۲۹، شیخ البانی نے اس موقوف روایت کو ضعیف قرار دیا ہے)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا: رَأٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَلْبِهِ مَرَّتَيْنِ۔ …… محمد ﷺ نے اپنے دل سے ربّ تعالیٰ کو دو بار دیکھا ہے۔
(صحیح مسلم: ۱۷٦، واللفظ لاحمد ۱۹۵٦)

لیکن حدیث نمبر (۱۰۵۹۰) سے معلوم ہوا کہ سورۂ نجم کی آیات میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھنے کا ذکر ہے۔

البتہ حدیث نمبر (۸۹۷۸، ۸۹۷۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

(۱۰۵۸۷)۔ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ

سیدنا عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے

(۱۰۵۸٦) تخریج: ضعیف، حماد بن سلمة، الاحتیاط ان لا یحتج به فیما یخالف الثقات، أخرجه البیهقی فی "الاسماء والصفات": ص ٤٤٤، وعبد الله بن احمد فی "السنة": ٥٦٣ (انظر: ۲۵۸۰)

(۱۰۵۸۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۸ (انظر: ۲۱۳۱۳)

بْـنِ شَـقِيْـقٍ قَـالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ ذَرٍّ: لَوْ رَأَيْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَـأَلْتُـهُ، قَـالَ: وَمَا كُنْتَ تَسْـأَلُـهُ؟ قَالَ: كُنْتُ اَسْأَلُهُ هَلْ رَأٰى رَبَّهُ عَزَّ وَجَـلَّ؟ قَـالَ: فَـإِنِّيْ قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُـهُ نَـوْرًا، أَنَّـىْ أَرَاهُ۔)) (مسـند احمد: ۲۱٦۳۸)

کہا: اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ ﷺ سے ایک سوال کرتا، انھوں نے کہا: تو کون سا سوال کرتا؟ میں نے کہا: میں نے یہ سوال کرنا تھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا، جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کو نور پایا ہے، میں اس کو کیسے دیکھوں۔''

(۱۰۵۸۸)۔ مِـنْ طَـرِيْـقٍ ثَـانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْـعٌ وَبَهْـزٌ قَالَا: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ بَهْزٌ: ثَنَا قَتَادَةُ (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَـقِيْـقٍ) قَـالَ: قُـلْتُ لِأَبِيْ ذَرٍّ: لَوْ اَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَسَأَلْتُهُ، قَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قُلْتُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((نُـوْرٌ، أَنّٰـى اَرَاهُ۔)) يَـعْـنِـيْ: عَـلٰى طَرِيْقِ الْأَيْجَابِ۔ (مسند احمد: ۲۱۷۲۰)

(دوسری سند) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہوتا تو میں نے آپ ﷺ سے ایک سوال کرنا تھا، انھوں نے کہا: کس چیز کے بارے میں؟ میں نے کہا: یہ سوال کرنا تھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا اور آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''وہ نور ہے، میں اس کو کیسے دیکھوں۔'' یعنی مثبت جواب دیا۔

فوائد: ......حدیث کے آخر میں موجود الفاظ ''عَـلٰـى طَـرِيْقِ الْأَيْجَابِ'' امام احمد کے ہیں یا ان کے بیٹے کے۔ ان الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ ''نُـوْرٌ أَنّٰى اَرَاه'' کو اس طرح پڑھا جائے: ''نُـوْر اِنِّيْ اَرَاه'' (میں اس اللہ کو نورانی دیکھتا ہوں)۔

قاضی عیاض نے کہا: لیکن یہ الفاظ نہ ہم تک پہنچے ہیں اور نہ میں نے ان کو اصول میں دیکھا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: یہ تصحیف ہیں۔

راجح بات یہ ہے کہ یہ حدیث دو جملوں پر مشتمل ہے، ایک ''نُوْرٌ'' اور دوسرا ''أَنّٰـى اَرَاه''، امام نووی نے (شرح صحیح مسلم: ۳/۱۲) میں کہا: تمام رواۃ نے تمام اصول اور روایات میں اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ اس کا پردہ نور ہے، میں اس کو کیسے دیکھوں۔

یہ معنی درج ذیل حدیث کی روشنی میں کیا گیا ہے:

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حِـجَـابُـهُ الـنُّورُ لَوْ كَشَفَـهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ۔)) ...... ''اس اللہ کا پردہ نور ہے، اگر وہ اس پردے کو ہٹا دے تو

(۱۰۵۸۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

اس کے چہرے کے انوار وتجلیات ساری مخلوقات کو جلا دیں، جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۷۹)
مازری نے کہا: ''اَرَاہُ'' میں ''ہٗ'' ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ نور نے مجھے اللہ کی رؤیت سے روک دیا، جیسا کہ عام عادت بھی یہی ہے کہ نور آنکھوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور دیکھنے والے اور دوسری چیز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

ابن قیم نے ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہوئے کہا: ''نُـوْرٌ أَنّٰـی اَرَاہ'' کا معنی یہ ہے کہ وہاں نور تھا، جو رؤیت کے سامنے حائل ہو گیا، پس میں اس کو کیسے دیکھ سکتا، اس معنی پر دلالت کرنے والے بعض روایات کے الفاظ بھی موجود ہیں، مثلا ایک روایت میں ہے: ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: هَـلْ رَاَیْـتَ رَبَّكَ؟ (کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟) تو آپ ﷺ نے جوابا فرمایا: ((رَاَیْـتُ نُوْرًا)) ...... ''میں نے تو نور دیکھا ہے۔'' اس حدیث کے الفاظ نے بہت سارے لوگوں کو پریشان کر دیا، اس لیے انھوں نے ان الفاظ کی تصحیف کرتے ہوئے ان کو ''نُـوْرانِّـی اَرَاہ'' پڑھ دیا اور اس حدیث کی عبارت کو ایک جملہ بنا دیا، جبکہ یہ لفظی طور پر بھی غلطی ہے اور معنوی طور پر بھی۔ مزید آپ ''زاد المعاد: ۳/ ۳۷'' اور ''مجموع الفتاوی'': ۳/ ۳۸۶۔ ۳۸۹'' کا مطالعہ کریں۔

(۱۰۵۸۹)۔ حَـدَّثَـنَا یَحْیَی عَنْ اِسْمَاعِیْلَ ثَـنَّا عَامِرٌ قَالَ: اَتٰی مَسْرُوْقٌ عَائِشَةَ فَقَالَ: یَا أُمَّ الْـمُـؤْمِنِیْنَ! هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟ قَالَتْ: سُبْـحَـانَ اللّٰهِ! لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ لِمَا قُلْتَ، أَیْـنَ أَنْـتَ مِـنْ ثَلَاثٍ مَـنْ حَـدَّثَـكَهُنَّ فَقَدْ كَـذَبَ، مَـنْ حَـدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاٰی رَبَّـــهُ فَـقَـدْ كَـذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُـهُ الْأَبْـصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَـرٍ أَنْ یُّـكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِـجَـابٍ﴾ وَمَـنْ أَخْبَـرَكَ بِمَا فِیْ غَدٍ فَقَدْ كَـذَبَ ثُـمَّ قَـرَأَتْ ﴿إِنَّ الـلّٰـــهَ عِـنْدَهُ عِلْمُ السَّـــاعَةِ وَیُـنَـزِّلُ الْـغَیْـثَ وَیَـعْلَمُ مَـا فِیْ الْأَرْحَامِ﴾ وَمَنْ اَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ

عامر بیان کرتے ہیں کہ مسروق، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: اے ام المؤمنین! کیا محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! بڑا تعجب ہے، تیری بات سے میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، تجھے کوئی پتہ نہیں ان تین چیزوں کا کہ جو آدمی ان کو بیان کرے گا، وہ جھوٹا ہوگا، (۱) جو آدمی تجھے یہ بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا، پس اس نے جھوٹ بولا، پھر سیدہ نے یہ آیات پڑھیں: ''اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی، اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔'' (سورہ انعام: ۱۰۳) نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔'' (سورۂ زخرف: ۵۱) (۲) جو آدمی تجھے کل کی بات بتلائے،

(۱۰۵۸۹) تخریج: أخرجه بتمامه ومختصرا البخاری: ٤٦١٢، ٤٨٥٥، ٧٣٨٠، ٧٥٣١، ومسلم: ١٧٧، ٢٨٩ (انظر: ٢٤٢٢٧)

فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ وَلٰكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهِ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٣١)

وہ بھی جھوٹا ہے، پھر سیدہ نے یہ آیت پڑھی: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ بارش نازل کرتا ہے اور اس چیز کو جانتا ہے، جو رحموں کے اندر ہوتی ہے۔ اور (۳) جو آدمی تجھے یہ بات بتلائے کہ محمد ﷺ نے شریعت کا کوئی حصہ چھپا لیا ہے، وہ بھی جھوٹا ہے، پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی: ''اے رسول! جو کچھ تیرے ربّ کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے، اس کو آگے پہنچا دے۔'' دراصل آپ ﷺ نے جبریل کو اس کی اصل صورت میں دو بار دیکھا تھا۔

فوائد: ...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: مسروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوا: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنٰى۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى۔﴾ ...... ''پھر وہ نزدیک ہوا، پس اتر آیا۔ پھر وہ دو کمانوں کے فاصلے پر ہو گیا، بلکہ زیادہ قریب۔ پھر اس نے وحی کی اس (اللہ) کے بندے کی طرف جو وحی کی۔ (سورۂ نجم: ۸، ۹، ۱۰)؟ سیدہ نے کہا: اس میں تو جبریل علیہ السلام کا ذکر ہے، وہ مردوں کی صورت میں آتے رہتے تھے، اس بار وہ اپنی اصل شکل میں آئے اور آسمان کے افق کو بھر دیا۔

(١٠٥٩٠)۔ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَيْضًا قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ! أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ، قَالَ: ((ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ لَمْ أَرَهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ فِيْهَا إِلَّا مَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)) (مسند احمد: ٢٦٥٢١)

(دوسری سند) مسروق کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا، سیدہ نے کہا: اے ابو عائشہ! میں وہ پہلا فرد ہوں، جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے، میں نے صرف دو بار اس کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا ہے، جب میں نے اس کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا تو اس کے بڑے وجود نے آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو بھر رکھا تھا۔

فوائد: ...... یہ روایت اس اعتبار سے واضح ہے کہ سورۂ نجم کی آیات کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے نہیں ہے، ان آیات کے مصداق جبریل علیہ السلام ہیں۔

(١٠٥٩١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَأَلَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(١٠٥٩٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥٩١) تخريج: اسناده ضعيف، ادريس بن منبه، وهو ادريس بن سنان اليمانى، قال ابن عدى: هو من الضعفاء الذين يكتب حديثهم، وقال الدار قطنى: متروك، أخرجه الطبرانى: ١١٠٣٣ (انظر: ٢٩٦٥)

النَّبِيُّ ﷺ جِبْرِيلَ أَنْ يَرَاهُ فِي صُورَتِهِ، فَقَالَ: أُدْعُ رَبَّكَ، قَالَ: فَدَعَا رَبَّهُ فَطَلَعَ عَلَيْهِ سَوَادٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَرْتَفِعُ وَيَنْتَشِرُ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ صَعِقَ، فَأَتَاهُ فَنَعَشَهُ وَمَسَحَ الْبُزَاقَ عَنْ شِدْقَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٩٦٥)

نے جبریل علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ ان کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا: اپنے ربّ سے دعا کرو، آپ ﷺ نے اپنے ربّ سے دعا کی، پس مشرق کی طرف سے سیاہ رنگ کا ایک وجود اٹھا، پھر وہ بلند ہونے اور پھیلنے لگا، جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ ﷺ بیہوش ہو گئے، جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ کو کھڑا کیا اور آپ ﷺ کے گوشۂ دہن سے لعاب کو صاف کیا۔

(١٠٥٩٢)۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى (يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، حِجَابُهُ النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ، ثُمَّ قَرَأَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ﴿نُوْدِيَ أَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (مسند احمد: ١٩٨١٦)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نہ اللہ تعالیٰ سوتا ہے اور نہ سونا اس کے شایانِ شان ہے، وہ کسی کے حق میں ترازوں کو جھکاتا ہے اور کسی کے حق میں اٹھا دیتا ہے، اس کا پردہ آگ کا ہے، اگر وہ اس پردے کو چاک کر دے تو اس کے چہرے کے انوار و تجلیات ہر اس چیز کو جلا دیں گے، جہاں تک اس کی نگاہ کا ادراک ہے۔'' پھر ابو عبیدہ راوی نے اس آیت کی تلاوت کی: ''جب موسی وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے، وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' (سورۂ نمل: ۸)

فوائد: ...... یہ حدیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن نہیں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی احادیث بھی عدم رؤیت پر دلالت کرتی ہیں۔

ابو عبیدہ راوی نے جو آیت تلاوت کی، وہ پورا مضمون یوں ہے:

﴿إِذْ قَالَ مُوْسٰى لِأَهْلِهٖٓ إِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ أَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ يٰمُوْسٰٓى إِنَّهٗٓ أَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔﴾ ...... ''جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا بلا شبہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے، میں عنقریب تمھارے پاس اس سے کوئی خبر لاؤں گا، یا تمھارے پاس اس سے سلگایا ہوا انگارا لے کر آؤں گا، تا کہ تم تاپ لو۔ تو جب وہ اُس کے پاس آیا تو اسے آواز دی گئی کہ برکت دی گئی ہے اسے جو آگ میں ہے اور جو اس کے

(١٠٥٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٩ (انظر: ١٩٥٨٧)

اردگرد ہے اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔اے موسیٰ! بے شک حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔(سورۂ نمل: ۷، ۸، ۹)

یہ اس وقت کا واقعہ ہے، جب موسی علیہ السلام مدین سے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر واپس آ رہے تھے، رات کو اندھیرے میں راستے کا علم نہیں تھا اور سردی سے بچاؤ کے لیے آگ کی بھی ضرورت تھی، جس چیز کو موسی علیہ السلام نے آگ محسوس کیا، یہ کوہ طور کا مقام تھا، جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ سرسبز درخت سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے، یہ حقیقت میں آگ نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کا نور تھا، جس کی تجلّی آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی۔

''جو آگ میں ہے، اس کو برکت دی گئی'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ تھا، آگ سے مراد اس کا نور تھا اور ''اس کے ارد گرد'' سے مراد موسی علیہ السلام خود اور فرشتے تھے۔

ابوعبیدہ راوی نے یہ آیت پڑھ کر حدیثِ مبارکہ کے مضمون کو واضح کیا، کیونکہ آیت مقدسہ کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ اور موسی علیہ السلام کے درمیان نور حائل تھا۔

بَابُ رَجُوْعِهِ ﷺ بَعْدَ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ إِلٰى مَكَّةَ وَإِخْبَارِ قُرَيْشٍ بِمَا رَآى وَتَكْذِيْبِهِمْ إِيَّاهُ

اسراء و معراج کے بعد نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹنا، قریش کو اس چیز کی خبر دینا اور ان کا آپ ﷺ کو جھٹلا دینا

(۱۰۵۹۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِيَ بِيْ، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ.)) فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيْناً قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللّٰهِ أَبُوْ جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ كَالْمُسْتَهْزِئِ۔ هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((نَعَمْ))قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ.)) قَالَ: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: ((إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ.)) قَالَ: ثُمَّ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے اسرا کرایا گیا اور میں صبح کو مکہ میں پہنچ گیا، میں گھبرا گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے، سو آپ خلوت میں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔'' اللہ کا دشمن ابوجہل آپ ﷺ کے پاس سے گزرا، وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور مذاق کرتے ہوئے کہا: کیا کچھ ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسرا کرایا گیا ہے۔'' اس نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' اس نے کہا: پھر صبح کو آپ ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟

(۱۰۵۹۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه البزار: ٥٦، والنسائی فی "الکبری": ١١٢٨٥، وابن ابی شیبة: ١١/ ٤٦١ (انظر: ٢٨١٩)

أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) فَلَمْ يَرَ أَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مَخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَاحَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَبَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُوْا حَتّٰى جَلَسُوْا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ.)) قَالُوْا: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: ((إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ.)) قَالُوْا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَمِنْ بَيْنَ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًا لِلْكِذْبِ۔ زَعَمَ! قَالُوْا: وَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ، وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَازِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ۔ قَالَ: فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارِ عِقَالٍ۔ أَوْ عَقِيْلٍ۔ فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.)) قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ۔ قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللهِ! لَقَدْ أَصَابَ۔ (مسند احمد: ۲۸۱۹)

آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' ابوجہل نے سوچا کہ ابھی اس کو نہیں جھٹلاتا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوم کو بلاؤں اور یہ (محمد ﷺ) اپنی بات بیان کرنے سے انکار کردے۔ اس لئے ابوجہل نے کہا: اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو تو ان کے سامنے یہی گفتگو بیان کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: بنوکعب بن لوی کی جماعت ادھر آؤ۔ ساری کی ساری مجلسیں اس کی طرف ٹوٹ پڑیں، وہ سب کے سب آ گئے اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے کہا: (اے محمد!) جو بات مجھے بیان کی تھی، ان کو بھی بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسراء کرایا گیا۔'' انھوں نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' انھوں نے کہا: پھر صبح کو یہاں بھی پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (یہ سن کر) کوئی تالی بجانے لگ گیا اور کوئی (بزعم خود) اس جھوٹ پر متعجب ہو کر اپنے سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پھر انھوں نے کہا: کیا مسجد اقصی کی علامات بیان کر سکتے ہو؟ ان میں سے بعض لوگوں نے اس علاقے کا سفر بھی کیا ہوا تھا اور مسجد اقصی دیکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کی علامتیں بیان کرنا شروع کر دیں، لیکن بعض نشانیوں کے بارے میں اشتباہ والتباس سا ہونے لگا۔'' آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصی کی (تمثیل کو) کو لایا گیا اور عقال یا عقیل کے گھر سے بھی قریب رکھ دیا گیا، میں نے اسے دیکھ کر نشانیاں بیان کر دیں، اس کے باوجود مجھے کچھ نشانیاں یاد نہ رہیں۔'' لوگوں نے کہا: رہا مسئلہ علامات کا، تو وہ تو اللہ کی قسم! آپ نے درست بیان کر دیں ہیں۔

فوائد: ......اللہ تعالیٰ نے اسراء ومعراج کے بعد آپ ﷺ کو ایک معجزہ عطا کر دیا کہ بیت المقدس کی تمثیل آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دی اور آپ ﷺ نے یوں علامتیں بیان کیں کہ تعجب کرنے والوں اور استہزاء کرنے

والوں کی بولتی بند ہوگئی۔

(۱۰۵۹٤)ـ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ ثُمَّ جَاءَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَحَدَّثَهُمْ بِمَسِيرِهِ وَبِعَلَامَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَبِعِيرِهِمْ، فَقَالَ نَاسٌ: نَحْنُ نُصَدِّقُ مُحَمَّدًا بِمَا يَقُوْلُ فَارْتَدُّوْا كُفَّارًا، فَضَرَبَ اللّٰهُ أَعْنَاقَهُمْ مَعَ أَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ: يُخَوِّفُنَا مُحَمَّدٌ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ هَاتُوْا تَمْرًا وَزُبْدًا فَتَزَقَّمُوْا، وَرَأَى الدَّجَّالَ فِيْ صُوْرَتِهِ رُؤْيَا عَيْنٍ لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ، وَعِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ فقَالَ: اَقْمَرُ هِجَانًا، قَالَ حَسَنٌ: قَالَ: رَأَيْتُهُ فَيْلَمَانِيًّا اَقْمَرُ هِجَانًا اِحْدَى عَيْنَيْهِ قَائِمَةٌ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، كَأَنَّ شَعْرَ رَأْسِهِ أَغْصَانُ شَجَرَةٍ، وَرَأَيْتُ عِيْسٰى شَابًّا أَبْيَضَ، جَعْدَ الرَّأْسِ، حَدِيْدَ الْبَصَرِ، مُبَطَّنَ الْخَلْقِ، وَرَأَيْتُ مُوْسٰى أَسْحَمَ آدَمَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ، (قَالَ حَسَنٌ: اَلشَّعَرَةِ) شَدِيْدَ الْخَلْقِ، وَنَظَرْتُ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَلَا أَنْظُرُ اِلَى اِرْبٍ مِنْ آرَابِهِ اِلَّا نَظَرْتُ اِلَيْهِ مِنِّيْ كَأَنَّهُ صَاحِبُكُمْ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: سَلِّمْ عَلٰى مَالِكٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٣٥٤٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس کی طرف اسراء کرایا گیا، پھر آپ ﷺ اسی رات کو ہی واپس آ گئے اور لوگوں کو اپنے سفر، بیت المقدس کی علامت اور ان کے قافلے کے بارے میں بتایا، لوگوں نے کہا: کیا ہم محمد (ﷺ) کی باتوں کی تصدیق کریں؟ پھر وہ کفر پر ڈٹ گئے، پس اللہ تعالیٰ (غزوۂ بدر کے موقع پر) ان کی گردنوں کو ابو جہل کے ساتھ ٹکرا دیا، ابو جہل نے (استہزاء کرتے ہوئے) کہا: محمد (ﷺ) ہمیں زقوم کے درخت سے ڈراتا ہے، لے آؤ اور کھجور اور مکھن اور کھاؤ (افریقی زبان میں کھجور اور مکھن کو زقوم کہتے تھے)، آپ ﷺ نے خواب میں نہیں، بلکہ اپنی آنکھوں سے دجال کو اس کی اصلی شکل میں دیکھا، نیز آپ ﷺ نے عیسی، موسی اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پھر جب آپ ﷺ سے دجال کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بڑے جسم والا اور انتہائی سفید رنگ کا تھا، اس کی ایک آنکھ اس طرح ابھری ہوئی تھی کہ گویا کہ وہ روشن ستارہ تھی، اس کے سر کے بال (اس قدر زیادہ تھے کہ) وہ درخت کی شاخوں کی طرح لگ رہا تھا، میں نے عیسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ سفید رنگ کے نوجوان تھے، سر کے بال گھنگریالے تھے، وہ تیز نگاہ والے اور پتلے دبلے پیٹ والے تھے، میں نے موسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ سیاہی مائل گندمی رنگ کے اور گھنے بالوں والے تھے۔'' حسن راوی نے کہا: ان کے بال سخت تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، پس میں نے ان کا جو عضو دیکھا، ایسے لگا کہ میں اپنا عضو دیکھ رہا ہوں، گویا کہ وہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کی طرح ہی ہیں،

(۱۰۵۹٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابويعلى: ٢٧٢٠ (انظر: ٣٥٤٦)

پھر جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: (جہنم کے داروغے) مالک کو سلام کہو، پس میں نے اس کو سلام کہا۔"

(۱۰۵۹۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِيَ بِيْ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قُمْتُ فِيْ الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۰۹۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب قریش نے بیت المقدس کی طرف اسراء کے سلسلے میں مجھے جھٹلا دیا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو واضح کر دیا، پس میں نے اس کو دیکھ کر قریشیوں کو اس کی نشانیوں کے بارے میں بتلانا شروع کر دیا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَرْضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ الْكَرِيْمَةَ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ بِمِنًى فِيْ مَنَازِلِهِمْ عَلَى أَنْ يَأْوُوْهُ وَيَنْصُرُوْهُ وَيَمْنَعُوْهُ مِمَّنْ كَذَّبَهُ وَخَالَفَهُ

نبی کریم ﷺ کا مواسمِ حج کے موقع پر منیٰ میں اپنے آپ کو عرب کے قبائل پر پیش کرنا

(۱۰۵۹۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ عِبَادٍ الدِّيْلِيَّ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ بِمِنًى فِيْ مَنَازِلِهِمْ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا)) قَالَ: وَوَرَاءَهُ رَجُلٌ يَقُوْلُ: هٰذَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدَعُوْا دِيْنَ آبَائِكُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقِيْلَ: هٰذَا أَبُوْ لَهَبٍ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۲۰)

سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حج کے موسم میں منیٰ میں لوگوں کی رہائش گاہوں میں ان کے پاس جاتے اور فرماتے: ''لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' آپ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی ہوتا، وہ کہتا: یہ شخص تم کو حکم دے رہا ہے کہ تم اپنے آباء کا دین چھوڑ دو، میں نے پوچھا کہ پیچھے والا آدمی کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ ابولہب ہے۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی فکر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام عام کیا جائے اور لوگوں کی راہِ ہدایت کی طرف رہنمائی کی، اس مقصد کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے، ایک منصوبے کا بیان اس حدیث میں ہے کہ حج کے موقع پر دور دراز کے علاقوں سے لوگ آتے تھے، ان کو آپ تبلیغ کرتے تھے، ممکن تھا کہ وہ خود اسلام قبول کر لیتے یا ان کے ذریعے آپ ﷺ کا پیغام عام ہو جاتا۔

(۱۰۵۹۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۸۶، ومسلم: ۱۷۰ (انظر: ۱۵۰۳۴)

(۱۰۵۹۶) تخریج: صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۴۵۸۷ (انظر: ۱۶۰۲۴)

(١٠٥٩٧)۔ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنَ عَبَّادٍ أَيْضًا قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَذْكُرُهُ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) يَطُوْفُ عَلَى الْمَنَازِلِ بِمِنًى، وَأَنَا مَعَ أَبِيْ غُلَامٌ شَابٌّ، وَوَرَاءَهُ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ أَحْوَلُ ذُوْ غَدِيْرَتَيْنِ، فَلَمَّا وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَاتُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا۔)) وَيَقُوْلُ الَّذِيْ خَلْفَهُ: إِنَّ هٰذَا يَدْعُوْكُمْ إِلٰى أَنْ تُفَارِقُوْا دِيْنَ آبَائِكُمْ وَأَنْ تَسْلُخُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَحُلَفَائَكُمْ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ أُقَيْشٍ إِلٰى مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالِ قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِيْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عَمُّهُ أَبُوْلَهَبٍ عَبْدُ الْعُزّٰى بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ (مسند احمد: ١٦١٢٣)

(دوسری سند) سیدنا ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم مجھے نبی کریم ﷺ اچھی طرح یاد ہیں کہ آپ منٰی میں لوگوں کے پاس جاتے، جبکہ میں اس وقت جوان تھا اور اپنے باپ کے ساتھ ہوتا، آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی تھا، وہ خوبصورت چہرے والا، بھینگی آنکھ والا اور دو چٹیوں والا تھا، جب آپ ﷺ کسی قوم کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: ''میں اللہ کا رسول ہوں، وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' اور پیچھے والا آدمی کہتا: یہ تمہیں اس چیز کی دعوت دیتا ہے کہ تم اپنے آباء کے دین سے باز آ جاؤ، لات وعزی کو اور بنو مالک بن اُقیش میں سے اپنے حلیفوں کو چھوڑ دو اور اس کی لائی ہوئی بدعت وضلالت کو اختیار کر لو۔ میں نے اپنے باپ سے کہا: یہ شخص کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب عبد العزی بن عبد المطلب ہے۔

(١٠٥٩٨)۔ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ شَيْخٌ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ يَتَخَلَّلُهَا يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا)) قَالَ: وَأَبُوْجَهْلٍ يَحْثِيْ عَلَيْهِ التُّرَابَ وَيَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا يَغُرَّنَّكُمْ هٰذَا عَنْ دِيْنِكُمْ، فَإِنَّمَا يُرِيْدُ لِتَتْرُكُوْا آلِهَتَكُمْ وَتَتْرُكُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى، قَالَ: وَمَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْنَا: انْعَتْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: بَيْنَ بُرْدَيْنِ

اشعث کہتے ہیں: بنو مالک بن کنانہ کے ایک بزرگ نے مجھے بیان کیا کہ اس نے ذو مجاز بازار میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس میں گھستے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''اے لوگو! لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔'' اُدھر ابوجہل اپنے آپ پر مٹی ڈالتے ہوئے کہہ رہا تھا، لوگو! یہ تم کو تمہارے دین کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے، یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے معبودوں اور لات وعزی کو چھوڑ دو، لیکن رسول اللہ ﷺ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے تھے، ہم نے اس بزرگ سے کہا: تم ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو، اس نے کہا: آپ ﷺ نے سرخ رنگ

(١٠٥٩٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥٩٨) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٦٦٠٣)

اَحْمَرَيْنِ مَرْبُوْعٌ كَثِيْرُ اللَّحْمِ حَسَنُ الْوَجْهِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ اَبْيَضُ شَدِيْدُ الْبَيَاضِ سَابِغُ الشَّعْرِ۔ (مسند احمد: ۱۶۷۲۰)

کی دو چادریں زیب تن کر رکھی تھیں، آپ ﷺ کا قد معتدل تھا، آپ ﷺ پر گوشت تھے، خوبصورت چہرے والے تھے، آپ ﷺ کے بال سخت سیاہ تھے، آپ ﷺ کا رنگ بہت سفید تھا اور آپ ﷺ کے بال بھرپور تھے۔

فوائد: ......ابولہب اور ابوجہل، اسلام اور اہل اسلام کے سخت دشمن تھے، انھوں نے اپنی بدنصیبی میں اضافہ کرنے کے لیے آپ ﷺ کی مخالفت برقرار رکھی، بالآخر یہ دونوں سردار بری طرح ناکام ہوئے، ایک غزوۂ بدر میں مارا گیا اور دوسرا اس سے چند دن بعد طبعی لیکن بری موت مرا، جبکہ دن بدن نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت میں اضافہ ہوتا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَرْضِهِ الْإِسْلَامَ عَلٰى فِتْيَةِ بَنِي الْأَشْهَلِ حِيْنَمَا جَاءُوْا يَلْتَمِسُوْنَ الْحَلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ وَمَنْقَبَةٍ لِإِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ وَذِكْرِ وَقْعَةِ بُعَاثٍ

نبی کریم ﷺ کا بنو اشہل کے نوجوانوں پر اس وقت اسلام پیش کرنا، جب وہ قریش کو اپنی قوم خزرج کی مخالفت میں اپنا حلیف بنانا چاہتے تھے، بیچ میں سیدنا ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور واقعۂ بعاث کا بیان

(۱۰۵۹۹)۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُو الْحُلَيْسِ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ مَكَّةَ وَمَعَهُ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فِيْهِمْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ يَلْتَمِسُوْنَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ، سَمِعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُمْ فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ: ((هَلْ لَكُمْ إِلٰى خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ؟)) قَالُوْا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ إِلَى الْعِبَادِ، أَدْعُوْهُمْ إِلٰى أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ لَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا۔)) ثُمَّ ذَكَرَ الْإِسْلَامَ وَتَلَا عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ

بنو عبد الاشہل کے بھائی سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوحلیس انس بن رافع مکہ مکرمہ میں آیا، اس کے ساتھ سیدنا ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ اپنی قوم خزرج کی مخالفت میں قریش کو اپنا حلیف بنانا چاہتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کو ان کا پتہ چلا تو آپ ﷺ ان کے پاس آکر بیٹھے اور ان سے فرمایا: ''جس مقصد کے لیے تم آئے ہو، کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی رغبت ہے؟'' انھوں نے کہا: وہ کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی طرف بھیجا ہے، میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس نے مجھ پر کتاب بھی نازل کی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کا ذکر کیا اور قرآن مجید

(۱۰۵۹۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱۸۰، والبيهقي في "الدلائل": ۲/ ۴۲۰ (انظر: ۲۳۶۱۹)

اِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ وَكَانَ غُلَامًا حَدَثًا: أَيْ قَوْمِ! هٰذَا وَاللّٰهِ! خَيْرٌ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُوْ جُلَيْسٍ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ حَفْنَةً مِنَ الْبَطْحَاءِ فَضَرَبَ بِهَا فِيْ وَجْهِ إِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ، وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ وَانْصَرَفُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَانَتْ وَقْعَةُ بُعَاثٍ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ اَنْ هَلَكَ، قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ لَبِيْدٍ: فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ قَوْمِيْ عِنْدَ مَوْتِهِ أَنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا يَسْمَعُوْنَهُ يُهَلِّلُ اللّٰهَ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيُسَبِّحُهُ حَتّٰى مَاتَ فَمَا كَانُوْا يَشُكُّوْنَ اَنْ قَدْ مَاتَ مُسْلِمًا، لَقَدْ كَانَ اسْتَشْعَرَ الْإِسْلَامَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ حِيْنَ سَمِعَ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا سَمِعَ۔ (مسند احمد: ٢٤٠١٨)

کی تلاوت بھی کی۔ یہ سن کر نوعمر لڑکے ایاس بن معاذ نے کہا: اے میری قوم! جس مقصد کے لیے تم آئے ہو، اللہ کی قسم ہے، یہ چیز اس سے بہتر ہے، یہ تبصرہ سن کر ابوجلیس انس نے وادیٔ بطحاء سے ایک چلو بھرا اور ایاس بن معاذ کے چہرے پر دے مارا، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ مدینہ کو واپس چلے گئے، جب اوس اور خزرج میں بعاث کی لڑائی واقع ہوئی تو سیدنا ایاس رضی اللہ عنہ جلد ہی اس میں فوت ہو گئے۔ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری قوم کے جو لوگ ایاس کی موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے، انھوں نے مجھے بتلایا کہ وہ ایاس کو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ، اَللّٰـهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے ہوئے سنتے رہے، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے، ان لوگوں کو یقین تھا کہ وہ اسلام کی حالت میں فوت ہوئے ہیں، انھوں نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے ہی اسلام کو سمجھ لیا تھا۔

فوائد: ...... مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام بعاث ہے، زمانۂ جاہلیت میں اسی مقام پر اوس اور خزرج کے درمیان ایک لڑائی ہوئی تھی، جس میں دونوں قبیلوں کے سرداروں سمیت بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔

(١٠٦٠٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَرَفَقُوْا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهِ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٢٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اللہ تعالیٰ نے واقعۂ بعاث کے دن کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے بنا دیا تھا، اس لیے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی جماعت تتر بتر ہو چکی تھی، اس کے سردار قتل ہو چکے تھے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے نرمی برتی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

فوائد: ...... ان وجوہات کی بنا پر ان کے لیے نبی کریم ﷺ کی اطاعت آسان ہو گئی۔

(١٠٦٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٧٧، ٣٨٤٦، ٣٩٣٠ (انظر: ٢٤٣٢٠)

(۱۰۶۰۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْقِفِ فَيَقُوْلُ: ((هَلْ مِنْ رَجُلٍ يَحْمِلُنِيْ اِلٰى قَوْمِهِ فَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ هَمْدَانَ، فَقَالَ: ((مِمَّنْ أَنْتَ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: مِنْ هَمْدَانَ، قَالَ: ((فَهَلْ عِنْدَ قَوْمِكَ مِنْ مَنَعَةٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ خَشِيَ أَنْ يَحْقِرَهُ قَوْمُهُ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: آتِيْهِمْ فَأُخْبِرُهُمْ ثُمَّ آتِيْكَ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَانْطَلَقَ وَجَاءَ وَفْدُ الْأَنْصَارِ فِيْ رَجَبٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۲٦۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (عرفات کے) موقف میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتے اور فرماتے: ''کیا کوئی ایسا آدمی ہے، جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں تک پہنچا سکوں، کیونکہ قریش نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ہے؟'' ہمدان سے ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کس قبیلے سے ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہمدان سے ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیری قوم کے پاس طاقت وعزت ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، لیکن پھر وہ آدمی ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی قوم اس کو حقیر قرار دے، پس وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں اپنی قوم کے پاس جا رہا ہوں، ان کو یہ تفصیل بتاؤں گا اور پھر اگلے سال آپ کے پاس آؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' پس وہ چلا گیا اور پھر رجب میں انصاریوں کا وفد آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا۔

فوائد: ...... ہمدان، یمن کا ایک قبیلہ تھا۔

بَابُ قُدُوْمِ اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الْأُوْلٰى

مدینہ منورہ سے بارہ انصاریوں کے آنے اور بیعت ِ عقبہ اولی کا بیان

(۱۰٦۰۲)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ حَضَرَ الْعَقَبَةَ الْأُوْلٰى وَكُنَّا اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَبَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَيْعَةِ النِّسَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ الْحَرْبُ، عَلٰى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا،

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیعت ِ عقبہ اولی میں موجود تھا، ہم کل بارہ مرد تھے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ان امور پر بیعت کی، جن امور کا ذکر عورتوں کی بیعت میں ہے، یہ بیعت لڑائی اور جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی، ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ

(۱۰٦۰۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه ابوداود: ٤٧٣٤، وابن ماجه: ٢٠١، والترمذي: ٢٩٢٥ (انظر: ١٥١٩٢)

(۱۰٦۰۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخاري: ٣٨٩٣، ٦٨٧٣، ومسلم: ١٧٠٩ (انظر: ٢٢٧٥٤)

وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَهُ فِي مَعْرُوفٍ فَإِنْ وَفَيْتُمْ فَلَكُمُ الْجَنَّةُ، وَإِنْ غَشِيتُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأَمْرُكُمْ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَكُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٣١٣٤)

کے ساتھ شرک نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، بہتان گھڑ کر نہیں لگائیں گے اور نیکی کے سلسلے میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے، اگر تم نے یہ بیعت پوری کر دی تو تمہارے لیے جنت ہوگی اور اگر تم نے کسی چیز میں مخالفت کر دی تو تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگا، وہ چاہے تو تم کو عذاب دے اور چاہے تو تم کو بخش دے۔''

(١٠٦٠٣)۔ (مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيهِ الْوَلِيدِ عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ أَحَدَ النُّقَبَاءِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ بَيْعَةَ الْحَرْبِ، وَكَانَ عُبَادَةُ مِنَ الْاِثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ بَايَعُوا فِي الْعَقَبَةِ الْأُولَى عَلَى بَيْعَةِ النِّسَاءِ فِي السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَلَا نُنَازِعُ فِي الْأَمْرِ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُولَ الْحَقَّ حَيْثُمَا كَانَ لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٧٦)

(دوسری سند) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، جو نقباء میں سے ایک تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کرنے پر بیعت کی، سیدنا عبادہ بن صامت بارہ افراد میں سے تھے، جنہوں نے عقبۂ اولی میں ان امور پر بیعت کی تھی، جن امور پر عورتوں کی بیعت ہوتی تھی، بیعت یہ تھی کہ بدحالی میں، خوشحالی میں، خوشی میں اور ناخوشی میں خلیفہ کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے، امارت کے اہل لوگوں سے امارت نہیں چھینیں گے، حق کہیں گے، وہ جہاں بھی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فوائد:...... بیرون مکہ جن ابتدائی سعادت مندوں نے اسلام قبول کیا، ان میں قبیلہ خزرج کے درج ذیل افراد تھے: سیدنا اسعد بن زرارہ، سیدنا قطبہ بن عامر، سیدنا عوف بن حارث، سیدنا عقبہ بن عامر، سیدنا رافع بن مالک اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم۔

یہ لوگ ۱۱ نبوت میں حج کے لیے آنے والوں کے ساتھ آئے اور منیٰ کی گھاٹی میں رات کے وقت باتیں کر رہے تھے کہ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ کی ان کے ساتھ بیٹھک ہوئی اور یہ مسلمان ہو گئے اور اگلے سال حج کے موقع پر آپ ﷺ سے ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔

پس وعدے کے مطابق اگلے سال ۱۲ نبوت کے موسم حج میں بارہ آدمی حاضر ہوئے، دس خزرج سے اور دو اوس سے، یہ لوگ منی کی گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی تعلیم دی۔

(١٠٦٠٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

پانچ افراد تو مذکورہ بالا ہی تھی، باقی لوگ یہ تھے:

سیدنا معاذ بن حارث (معاذ بن عفراء)، سیدنا ذکوان بن عبد القیس، سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا یزید بن ثعلبہ ورسیدنا عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہم۔

قبیلہ اوس کے دو آدمی یہ تھے: سیدنا ابوالہیثم بن التیہان اور سیدنا عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما۔

اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے اور نبی کریم ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ کیا، تاکہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور دین کی تعلیم دیں۔

بعد ازاں اگلے سال دوسری بیعت عقبہ پیش آئی، جس کا ذکر اگلے باب میں ہے۔

بَابُ قُدُوْمِ سَبْعِيْنَ رَجُلًا وَامْرَأَتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ بَعْدَ الْعَقَبَةِ الْأُوْلٰى بِعَامٍ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ

بیعتِ عقبہ اولی کے ایک سال بعد انصاریوں کے ستر مردوں اور دو عورتوں کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا اور بیعتِ عقبہ ثانیہ کرنا

(۱۰۶۰۴)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ يَتْبَعُ النَّاسَ فِيْ مَنَازِلِهِمْ بِعُكَاظٍ وَمَجَنَّةَ، وَفِي الْمَوَاسِمِ بِمِنًى يَقُوْلُ: ((مَنْ يُؤْوِيْنِيْ؟ مَنْ يَنْصُرُنِيْ؟ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ۔)) حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مِنْ مُضَرَ فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ فَيَقُوْلُوْنَ: احْذَرْ مِنْ غُلَامِ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنُكَ، وَيَمْشِيْ بَيْنَ رِحَالِهِمْ وَهُمْ يُشِيْرُوْنَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ حَتّٰى بَعَثَنَا اللّٰهُ إِلَيْهِ مِنْ يَثْرِبَ فَآوَيْنَاهُ وَصَدَّقْنَاهُ، فَيَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنَّا فَيُؤْمِنُ بِهِ يُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ فَيُسْلِمُوْنَ بِإِسْلَامِهِ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ إِلَّا وَفِيْهَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مکہ میں رہے، عکاظ اور مجنہ میں لوگوں کے ڈیروں پر جاتے اور مواسم حج کے موقع پر منیٰ میں جاتے اور فرماتے: ”کون مجھے جگہ فراہم کرے گا؟ کون میری مدد کرے گا؟ تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچاؤں اور اس شخص کو جنت ملے گی۔“ حتی کہ ایک آدمی یمن سے یا مضر سے مکہ کے لیے نکلتا اور اس کی قوم اس کے پاس آتی اور کہتی: قریشی آدمی سے بچ کر رہنا، کہیں وہ تجھے فتنے میں نہ ڈال دے، آپ ﷺ ان کے گھروں کے درمیان چلتے اور وہ انگلیوں سے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یثرت سے بھیجا، پس ہم نے آپ ﷺ کو جگہ دی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی، پس ہم میں سے آدمی نکلتا، آپ ﷺ پر ایمان لاتا، آپ ﷺ اس کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے، پھر وہ

(۱۰۶۰۴) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البزار: ۱۷۵٦، وابن حبان: ٦۲۷٤، والبيهقي: ۸/ ۱٤٦ (انظر: ۱٤٤٥٦)

رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُظْهِرُوْنَ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ ائْتَمَرُوْا جَمِيْعًا، فَقُلْنَا حَتّٰى مَتٰى نَتْرُكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُطْرَدُ فِيْ جِبَالِ مَكَّةَ وَيَخَافُ؟ فَرَحَلَ اِلَيْهِ مِنَّا سَبْعُوْنَ رَجُلًا حَتّٰى قَدِمُوْا عَلَيْهِ فِي الْمَوْسِمِ فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ فَاجْتَمَعْنَا عَلَيْهِ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ حَتّٰى تَوَافَيْنَا، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: ((تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسْلِ وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ لَا تَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَعَلٰى أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ فَتَمْنَعُوْنِيْ إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ وَلَكُمُ الْجَنَّةُ۔)) قَالَ: فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَبَايَعْنَاهُ وَأَخَذَ بِيَدِهِ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَهُوَ مِنْ أَصْغَرِهِمْ، فَقَالَ: رُوَيْدًا يَا أَهْلَ يَثْرِبَ! فَإِنَّا لَمْ نَضْرِبْ أَكْبَادَ الْإِبِلِ إِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَأَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوْفُ، فَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُوْنَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ جَبِيْنَةً فَبَيِّنُوْا ذٰلِكَ فَهُوَ عُذْرٌ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ، قَالُوْا: أَمِطْ عَنَّا يَا أَسْعَدُ، فَوَاللّٰهِ! لَا نَدَعُ هٰذِهِ الْبَيْعَةَ أَبَدًا وَلَا نَسْلُبُهَا أَبَدًا،

اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتا اور وہ بھی اس کے اسلام کی وجہ سے مسلمان ہو جاتے، یہاں تک کہ انصاری محلوں میں سے کوئی محلّہ نہ بچا، مگر اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے وجود پکڑ لیا، جو اسلام کا اظہار کرتے تھے، پھر اِن سب لوگوں نے اکٹھا ہو کر مشورہ کیا اور ہم نے کہا: ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو چھوڑے رکھیں گے کہ آپ ﷺ کو مکہ کے پہاڑوں میں جگہ نہ دی جائے اور آپ ﷺ وہاں ڈرتے رہیں، پس ہم میں سے ستر افراد روانہ ہوئے، یہاں تک کہ حج کے موسم کے موقع پر آپ ﷺ کے پاس پہنچے، پہلے ہی ہم نے آپ ﷺ سے عقبہ گھاٹی میں ملاقات کرنے کا طے کر لیا تھا، پس ہم ایک دو دو افراد کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچتے گئے، یہاں تک کہ ہم سارے آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہو گئے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری بات کرو، اس بات پر کہ سنو گے اور اطاعت کرو گے، مستعدی میں اور سستی میں (یعنی ہر حال میں)، بدحالی اور خوشحالی میں خرچ کرو گے، نیکی کا حکم کرو گے اور برائی سے منع کرو گے، اللہ تعالیٰ کے حق میں بات کرو گے اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرو گے اور اس چیز پر بیعت کرو کہ تم میری مدد کرو گے اور جب میں تمہارے پاس آ جاؤں تو مجھے بھی ان (مکروہات سے) بچاؤ گے، جن سے تم اپنے آپ کو، اپنی بیویوں کو اور اپنے بیٹوں کو بچاتے ہو، ان امور کے عوض تم کو جنت ملے گی۔'' پس ہم کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی اور سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، جو کہ سب سے کم سن تھے، نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے یثرب والو! ذرا ٹھہرو، ہم اسی لیے دور دراز کا سفر کر کے آئے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے

قَالَ: فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَبَايَعْنَاهُ فَأَخَذَ عَلَيْنَا وَشَرَطَ يُعْطِيْنَا عَلَى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤٥١٠)

رسول ہیں، لیکن یاد رکھو کہ آج آپ ﷺ کو یہاں سے لے جانا سارے عربوں کی دشمنی مول لینے کے، اپنے پسندیدہ افراد کو قتل کروانے اور تلواروں سے کٹنے کے مترادف ہے، اب یا تو تم ان آزمائشوں پر صبر کرو اور تمہارا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا اور اگر تمہیں بزدلی کا ڈر ہو تو ابھی وضاحت کر دو، یہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر ہوگا۔ باقی انصاریوں نے سیدنا اسعد رضی اللہ عنہ سے کہا: اے اسعد! ہٹ جا ہمارے سامنے سے، اللہ کی قسم ہے، ہم کبھی بھی اس بیعت کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ اس کو واپس لیں گے، پھر ہم آپ ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ نے ہم سے بیعت لی اور ہم پر شرطیں لگائیں اور اس عمل کے عوض اللہ تعالیٰ ہم کو جنت دے گا، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو جائے۔

(١٠٦٠٥)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ وَعَفَّانُ قَالَا: ثَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ كَلْثُوْمٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا غَادِيَةَ يَقُوْلُ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَقُلْتُ: بِيَمِيْنِكَ؟، قَالَ: نَعَمْ) قَالَا جَمِيْعًا فِي الْحَدِيْثِ: وَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْعَقَبَةِ فقَالَ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ اِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٤٢)

سیدنا ابو غادیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، ابو سعید نے کہا: دائیں ہاتھ سے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے عقبہ والے دن ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ سے ملاقات والے دن تک تمہارے خون اور اموال تم پر اس طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے، کیا میں نے اپنے ربّ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟'' سب سے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ گواہ رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دو۔''

(١٠٦٠٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني مطولا: ٢٢/ ٩١٢ (انظر: ٢٠٦٦٦)

(١٠٦٠٦)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ: ثَنَا أَبِيْ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: فَحَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ كَعْبِ بْنِ الْقَيْنِ أَخُوْ بَنِيْ سَلِمَةَ اَنَّ أَخَاهُ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ مِنْ أَعْلَمِ الْأَنْصَارِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ كَعْبٌ مِمَّنْ شَهِدَ الْعَقَبَةَ وَبَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِهَا ، قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ حُجَّاجِ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ صَلَّيْنَا وَفَقِهْنَا وَمَعَنَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ كَبِيْرُنَا وَسَيِّدُنَا ، فَلَمَّا تَوَاجَهْنَا لِسَفَرِنَا وَخَرَجْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ الْبَرَاءُ لَنَا: يَاهٰؤُلَاءِ اِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ وَاللّٰهِ! رَأْيًا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِيْ تُوَافِقُوْنِيْ عَلَيْهِ اَمْ لَا؟ قَالَ: قُلْنَالَهُ: وَمَاذَاكَ؟ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ اَنْ لَا أَدَعَ هٰذِهِ الْبَنِيَّةَ مِنِّيْ بِظَهْرٍ ، يَعْنِي الْكَعْبَةَ وَاَنْ أُصَلِّيَ اِلَيْهَا ، قَالَ: فَقُلْنَا: وَاللّٰهِ! مَا بَلَغَنَا أَنَّ نَبِيَّنَا يُصَلِّيْ اِلَّا اِلَى الشَّامِ وَمَا نُرِيْدُ أَنْ نُخَالِفَهُ ، فَقَالَ: اِنِّيْ أُصَلِّيْ اِلَيْهَا ، قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: لٰكِنَّا لَانَفْعَلُ ، فَكُنَّا اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ صَلَّيْنَا اِلَى الشَّامِ وَصَلّٰى اِلَى الْكَعْبَةِ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ أَخِيْ: وَقَدْ كُنَّا عِبْنَا عَلَيْهِ مَا صَنَعَ وَأَبِيْ اِلَّا الْاِقَامَةَ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! اِنْطَلِقْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْأَلْهُ عَمَّا صَنَعْتُ فِيْ سَفَرِيْ هٰذَا فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ! قَدْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ

عبید اللہ بن کعب، جو کہ انصاریوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنی قوم کے مشرک لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے، ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور ہمیں دین کی سمجھ بھی تھی، ہمارے ساتھ ہمارے بڑے اور ہمارے سردار سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے، جب ہم نے رختِ سفر باندھا اور مدینہ منورہ سے نکل پڑے تو سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! اللہ کی قسم! میں نے ایک خواب دیکھا ہے، لیکن یہ میں نہیں جانتا کہ تم میری موافقت کرو گے یا نہیں؟ ہم نے کہا: وہ ہے کون سا؟ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ میں کعبہ کی عمارت کی طرف پیٹھ نہیں کروں گا اور میں اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھوں گا، ہم نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں تو یہی بات پہنچی ہے کہ ہمارے نبی شام کی طرف نماز پڑھتے ہیں، لہٰذا ہم آپ ﷺ کی مخالفت تو نہیں کر سکتے، لیکن انھوں نے کہا: میں تو کعبہ کی طرف منہ کر کے ہی نماز پڑھوں گا، ہم نے کہا: لیکن ہم اس طرح نہیں کریں گے، اب صورتحال یہ تھی کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو ہم شام کی طرف رخ کر کے اور سیدنا براء کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے، یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے، میرے بھائی نے کہا: ہم نے اس کے کیے کو معیوب تو سمجھا ہے، میرے باپ کی قسم! البتہ اس سے مخالفت نہیں کی، جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو انھوں نے کہا: اے بھتیجے! چلو رسول اللہ ﷺ کی طرف اور آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کر کے لاؤ، جو میں نے اس سفر میں کی ہے، جب سے میں نے دیکھا کہ تم

(١٠٦٠٦) تخريج: حديث قوي، أخرجه ابن حبان: ٧٠١١، والحاكم: ٣/ ٤٤١ (انظر: ١٥٧٩٨)

مِنْهُ شَيْءٌ لَمَّا رَأَيْتُ مِنْ خِلَافِكُمْ إِيَّايَ فِيْهِ، قَالَ: فَخَرَجْنَا نَسْأَلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكُنَّا لَا نَعْرِفُهُ لَمْ نَرَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفَانِهِ؟ قَالَ: قُلْنَا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَعْرِفَانِ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّهُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: وَكُنَّا نَعْرِفُ الْعَبَّاسَ، كَانَ لَا يَزَالُ يَقْدِمُ عَلَيْنَا تَاجِرًا، قَالَ: فَإِذَا دَخَلْتُمَا الْمَسْجِدَ فَهُوَ الرَّجُلُ الْجَالِسُ مَعَ الْعَبَّاسِ، قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَسْجِدَ فَإِذَا الْعَبَّاسُ جَالِسٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ جَالِسٌ فَسَلَّمْنَا ثُمَّ جَلَسْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا أَبَا الْفَضْلِ!)) قَالَ: نَعَمْ، هٰذَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ سَيِّدُ قَوْمِهِ وَهٰذَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا أَنْسٰى قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّاعِرُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ خَرَجْتُ مِنْ سَفَرِيْ هٰذَا وَهَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ فَرَأَيْتُ أَنْ لَا أَجْعَلَ الْبَنِيَّةَ مِنِّيْ بِظَهْرٍ فَصَلَّيْتُ إِلَيْهَا وَقَدْ خَالَفَنِيْ أَصْحَابِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَمَاذَا تَرٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَقَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا)) فَقَالَ: فَرَجَعَ الْبَرَاءُ إِلٰى قِبْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى مَعَنَا إِلَى الشَّامِ، قَالَ: وَأَهْلُهُ

لوگ میری مخالفت کر رہے ہو تو میرے نفس میں اس کے بارے میں شبہ پڑ گیا ہے، وہ کہتے ہیں: پس ہم رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کے لیے نکلے، لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے، کیونکہ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا، جب مکہ مکرمہ کے ایک باشندے سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم نے اس سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، اس نے کہا: کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: جی نہیں، اس نے کہا: کیا تم آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں، چونکہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بطور تاجر ہمارے پاس آتے رہتے تھے، اس لیے ہم ان کو پہچانتے تھے، بہرحال اس نے کہا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو جو آدمی عباس کے ساتھ بیٹھا ہوگا، وہی (محمد ﷺ) ہوں گے، پس ہم مسجد میں داخل ہوئے، وہاں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ہم نے ان کو سلام کہا اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابو الفضل! کیا آپ ان دو افراد کو جانتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ اپنی قوم کا سردار براء بن معرور ہے اور یہ کعب بن مالک، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کی یہ بات نہیں بھولا کہ آپ ﷺ نے پوچھا: ''جو شاعر ہے، وہ؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اب سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اس سفر میں نکلا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کے لیے ہدایت دی ہوئی ہے، میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں کعبہ کی عمارت کو پشت پر نہیں رکھوں گا، بلکہ میں اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں گا، لیکن میرے ساتھیوں نے میرے ساتھ اتفاق نہیں کیا، یہاں تک کہ

يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ صَلّٰى إِلَى الْكَعْبَةِ حَتّٰى مَاتَ وَلَيْسَ ذٰلِكَ كَمَا قَالُوْا، نَحْنُ أَعْلَمُ بِهٖ مِنْهُمْ، قَالَ: وَخَرَجْنَا إِلَى الْحَجِّ فَوَاعَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْعَقَبَةَ مِنْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ الْحَجِّ وَكَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ وَعَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ أَبُوْ جَابِرٍ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا وَكُنَّا نَكْتُمُ مَنْ مَعَنَا مِنْ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَمْرَنَا فَكَلَّمْنَاهُ وَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا جَابِرٍ! إِنَّكَ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا وَشَرِيْفٌ مِنْ أَشْرَافِنَا، وَإِنَّا نَرْغَبُ بِكَ عَمَّا أَنْتَ فِيْهِ أَنْ تَكُوْنَ حَطَبًا لِلنَّارِ غَدًا، ثُمَّ دَعَوْتُهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبَرْتُهُ بِمِيْعَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمَ وَشَهِدَ مَعَنَا الْعَقَبَةَ وَكَانَ نَقِيْبًا، قَالَ: فَنِمْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَعَ قَوْمِنَا فِيْ رِحَالِنَا حَتّٰى إِذَا مَضٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ خَرَجْنَا مِنْ رِحَالِنَا لِمِيْعَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَتَسَلَّلُ مُسْتَخْفِيْنَ تَسَلُّلَ الْقَطَا حَتّٰى اجْتَمَعْنَا فِي الشِّعْبِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ وَنَحْنُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَمَعَنَا امْرَأَتَانِ مِنْ نِسَائِهِمْ، نَسِيْبَةُ بِنْتُ كَعْبٍ أُمُّ عُمَارَةَ إِحْدٰى نِسَاءِ بَنِيْ مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ إِحْدٰى نِسَاءِ بَنِيْ سَلِمَةَ وَهِيَ أُمُّ مَنِيْعٍ، قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا بِالشِّعْبِ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَاءَنَا وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ

میرے نفس میں تردّد پیدا ہو گیا۔ اے اللہ کے رسول! اب آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو صبر کرتا تو تو قبلے پر ہی تھا۔'' پس سیدنا براء نے فوراً رسول اللہ ﷺ کا قبلہ اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ سیدنا براء کے گھر والے تو یہ گمان کرتے تھے کہ وہ مرتے دم تک کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے، لیکن یہ دعوی درست نہیں ہے، ہم اس کے اہل کی بہ نسبت اس کو زیادہ جانتے ہیں، پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ایام تشریق کے وسط میں عقبہ کے مقام پر ملنے کا وعدہ کیا، پس جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آ گئی، جس کا آپ ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا تھا، اُدھر ہمارے ساتھ ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ تھے، ہم اپنی قوم کے مشرک افراد سے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کو چھپانا چاہتے تھے، ہم نے کہا: اے ابو جابر! تم سرداروں اور اشراف میں سے ایک سردار اور شریف ہو، لیکن جس دین پر تم ہو، ہم اس سے بے رغبت ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کل آگ کا ایندھن بن جاؤ، پھر میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ ﷺ سے کیے گئے وعدے کی خبر دی، پس وہ بھی مسلمان ہو گئے اور ہمارے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے، بلکہ ان کا نقیب بھی بنایا گیا، پس ہم اس رات کو اپنی قوم کے ساتھ اپنی رہائش گاہوں میں سو گئے، جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا تو ہم رسول اللہ ﷺ سے کیے گئے وعدے کے مطابق اپنی رہائش گاہوں سے نکل پڑے اور چھپتے ہوئے قطا پرندے کی طرح سرکنے لگے، یہاں تک کہ ہم عقبہ کے پاس گھاٹی میں جمع ہو گئے، ہم کل ستر مرد تھے اور ہمارے ساتھ دو عورتیں تھیں، ایک خاتون

عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ اَحَبَّ اَنْ يَحْضُرَ اَمْرَ ابْنِ أَخِيْهِ وَيَتَوَثَّقَ لَهٗ، فَلَمَّا جَلَسْنَا كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ، فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْخَزْرَجِ! قَالَ: وَكَانَتِ الْعَرَبُ مِمَّا يُسَمُّوْنَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ الْخَزْرَجَ أَوْسَهَا وَخَزْرَجَهَا، اِنَّ مُحَمَّدًا مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَوْمِنَا مِمَّنْ هُوَ عَلٰى مِثْلِ رَأْيِنَا فِيْهِ وَهُوَ فِيْ عِزٍّ مِنْ قَوْمِهٖ وَمَنَعَةٍ فِيْ بَلَدِهٖ، قَالَ: فَقُلْنَا: قَدْ سَمِعْنَا مَا قُلْتَ فَتَكَلَّمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتَ، قَالَ: فَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَا وَدَعَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَغَّبَ فِي الْاِسْلَامِ، قَالَ: ((أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَائَكُمْ وَأَبْنَائَكُمْ)) قَالَ: فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَنَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا فَبَايِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ أَهْلُ الْحُرُوْبِ وَأَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، قَالَ: فَاعْتَرَضَ الْقَوْلَ وَالْبَرَاءُ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ حَلِيْفُ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الرِّجَالِ حِبَالًا وَاِنَّا قَاطِعُوْهَا يَعْنِي الْعُهُوْدَ، فَهَلْ عَسَيْتَ اِنْ نَحْنُ فَعَلْنَا ذٰلِكَ ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللّٰهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى قَوْمِكَ وَتَدَعَنَا؟ قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ

ام عمارہ نسیبہ بنت کعب تھیں، ان کا تعلق بنو مازن بن نجار سے تھا اور دوسری خاتون ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی تھیں، ان کا تعلق بنو سلمہ سے تھا، ہم لوگ گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگ گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے، آپ کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے، البتہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کا معاملہ دیکھیں اور اعتماد حاصل کر لیں، جب وہاں بیٹھ گئے تو سب سے پہلے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بات کی اور کہا: اے خزرج کی جماعت! بیشک تم جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہم میں سے ہیں، ہم نے اپنی قوم سے ان کی حفاظت کی ہوئی ہے، یہاں محمد (ﷺ) اپنے قوم میں عزت کے ساتھ اور اپنے شہر میں قوت کے ساتھ ہیں۔ عرب لوگ انصاریوں کے اس قبیلے کو خزرج کہتے تھے، ہم نے کہا: ہم نے تمہاری بات سن لی ہے، اے اللہ کے رسول! اب آپ بات کریں اور اپنی پسند کے مطابق اپنی ذات کے لیے اور اپنے ربّ کے لیے جو معاہدے لینے ہیں، وہ لے لیں، پس رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کی، قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت کیا، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، ان کو اسلام کی رغبت دلائی اور فرمایا: ''میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم ہر اس چیز سے مجھے تحفظ فراہم کرو گے، جس سے اپنی عورتوں اور بیٹوں کی حفاظت کرتے ہو۔'' سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! ہم آپ کو اس چیز سے بچائیں گے، جس سے اپنی خواتین کو بچاتے ہیں، پس ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، ہم لڑائیوں والے اور اسلحہ والے تھے، یہ چیز ہم کو

قَالَ: ((بَلِ الدَّمَ الدَّمَ وَالْهَدَمَ الْهَدَمَ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّيْ، أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ۔)) وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَخْرِجُوْا إِلَيَّ مِنْكُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا يَكُوْنُوْنَ عَلٰى قَوْمِهِمْ۔)) فَأَخْرَجُوْا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا، مِنْهُمْ تِسْعَةٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْسِ، وَأَمَّا مَعْبَدُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنِيْ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلٰى يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ ثُمَّ تَتَابَعَ الْقَوْمُ، فَلَمَّا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَرَخَ الشَّيْطَانُ مِنْ رَأْسِ الْعَقَبَةِ بِأَبْعَدِ صَوْتٍ سَمِعْتُهُ قَطُّ، يَا أَهْلَ الْجُبَاجِبِ! وَالْجُبَاجِبُ الْمَنَازِلُ، هَلْ لَكُمْ فِيْ مُذَمَّمٍ وَالصُّبَاةُ مَعَهُ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى حَرْبِكُمْ، قَالَ عَلِيٌّ يَعْنِيْ ابْنَ إِسْحَاقَ مَا يَقُوْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا أَزَبُّ الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ اسْمَعْ أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ! لَأَفْرُغَنَّ لَكَ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعُوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عُبَادَةَ بْنِ نَضْلَةَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَئِنْ شِئْتَ لَنَمِيْلَنَّ عَلٰى أَهْلِ مِنًى غَدًا بِأَسْيَافِنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ أُوْمَرْ بِذٰلِكَ)) قَالَ: فَرَجَعْنَا فَنِمْنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا غَدَتْ عَلَيْنَا جُلَّةُ قُرَيْشٍ حَتّٰى

نسل در نسل ورثے میں ملی تھی، ابھی تک سیدنا براء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ہم کلام تھے کہ بیچ میں بنوعبد الاشہل کے حلیف سیدنا ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ بول پڑے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ہمارے اور یہودیوں کے مابین معاہدے ہیں اور آپ کی وجہ سے ہم ان کو توڑ دینے والے ہیں، لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم یہ سب کچھ کر دیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا کر دے تو آپ اپنی قوم کی طرف واپس آ جائیں اور ہمیں چھوڑ دیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''نہیں، بلکہ اب تو جہاں تمہارا خون طلب کیا جائے گا، وہاں میرا خون بھی طلب کیا جائے گا اور جہاں تمہارے خون کو رائیگاں قرار دیا جائے گا، وہاں میرے خون کو بھی رائیگاں قرار دیا جائے گا، اب میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، جن سے تم لڑو گے، میں بھی ان سے لڑوں گا اور جن سے تم صلح کرو گے، میں بھی ان سے صلح کروں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اپنے بارہ نقیب میری طرف نکالو، جو اپنی قوم کے ذمہ دار ہوں گے۔'' پس انھوں نے بارہ نقیب منتخب کیے، نو خزرج سے تھے اور تین اوس سے، معبد بن کعب کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا وہ سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے، پھر باقی لوگ پے در پے بیعت کرنے لگے، جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی تو گھاٹی کی چوٹی سے شیطان بہت بلند آواز میں بولا، میں نے ایسی اونچی آواز کبھی نہیں سنی تھی، اور اس نے کہا: اے ان رہائش گاہوں والو! کیا تمہیں مذمّم کی فکر ہے، بے دین لوگ تمہارے ساتھ لڑنے کے لیے اس کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں۔ اس اللہ کے دشمن شیطان نے محمد نہیں کہا، بلکہ مذمّم کہا، یہ آواز سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جَاءُ وْنَا فِيْ مَنَازِلِنَا فَقَالُوْا: يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ! إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ إِلَى صَاحِبِنَا هٰذَا تَسْتَخْرِجُوْنَهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا وَتُبَايِعُوْنَهُ عَلٰى حَرْبِنَا، وَاللّٰهِ! إِنَّهُ مَا مِنَ الْعَرَبِ أَحَدٌ أَبْغَضَ إِلَيْنَا أَنْ تَنْشَبَ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ مِنْكُمْ، قَالَ فَانْبَعَثَ مِنْ هُنَالِكَ مِنْ مُشْرِكِيْ قَوْمِنَا يَحْلِفُوْنَ لَهُمْ بِاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ هٰذَا شَيْءٌ وَمَا عَلِمْنَاهُ، وَقَدْ صَدَقُوْا لَمْ يَعْلَمُوْا مَا كَانَ مِنَّا، قَالَ: فَبَعْضُنَا يَنْظُرُ إِلٰى بَعْضٍ، قَالَ: وَقَامَ الْقَوْمُ فِيْهِمُ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَعَلَيْهِ نَعْلَان جَدِيْدَان قَالَ: فَقُلْتُ: كَلِمَةً كَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُشْرِكَ الْقَوْمَ بِهَا فِيْمَا قَالُوْا، مَاتَسْتَطِيْعُ يَا أَبَا جَابِرٍ وَأَنْتَ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا أَنْ تَتَّخِذَ نَعْلَيْنِ مِثْلَ نَعْلَيْ هٰذَا، هٰذَا الْفَتٰى مِنْ قُرَيْشٍ؟ فَسَمِعَهَا الْحَارِثُ فَخَلَعَهُمَا ثُمَّ رَمٰى بِهِمَا إِلَيَّ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتَنْتَعِلَنَّهُمَا، قَالَ: يَقُوْلُ أَبُوْ جَابِرٍ: أَحْفَظْتَ وَاللّٰهِ! الْفَتٰى فَارْدُدْ عَلَيْهِ نَعْلَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَرُدُّهُمَا، قَالَ وَاللّٰهِ! صَالِحٌ لَئِنْ صَدَقَ الْفَأْلُ لَأَسْلُبَنَّهُ، فَهٰذَا حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مِنَ الْعَقَبَةِ وَمَا حَضَرَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۱۵۸۹۱)

''یہ اس گھاٹی کا اَزَبّ شیطان ہے، یہ ابن اَزْیَب ہے، سن اے اللہ کے دشمن! خبردار! اللہ کی قسم ہے، میں تیرے لیے ضرور ضرور فارغ ہونے والا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹ جاؤ۔'' سیدنا عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم کل اپنی تلواریں لے کر اہلِ منٰی پر حملہ کر دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی تک مجھے اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا۔'' پس ہم لوٹ آئے اور اپنے اپنے مقام پر سو گئے، جب صبح ہوئی تو سردارانِ قریش ہمارے پاس ہماری رہائش گاہوں میں پہنچ گئے اور انھوں نے کہا: اے خزرج کی جماعت! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تم ہمارے اس صاحب کے پاس گئے ہو اور اب اس کو ہمارے درمیان سے نکالنا چاہتے ہو اور ہمارے ساتھ لڑائی کرنے پر اس کی بیعت کر رہے ہو، اللہ کی قسم! ہر عرب کو یہ بات انتہائی ناپسند ہے کہ ہمارے اور تمہارے مابین لڑائی بھڑک اٹھے، اب بتاؤ کہ کیا معاملہ ایسے ہی ہے؟ ہماری قوم کے مشرک لوگ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ان کے لیے اللہ کی قسمیں اٹھائیں کہ اس قسم کی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی، بلکہ ہمیں تو ایسے معاملے کا علم ہی نہیں ہے، وہ لوگ سچ بول رہے تھے، کیونکہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہم (ستر افراد) رات کو کیا کر کے آئے ہیں، البتہ ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر وہ لوگ اٹھ پڑے، ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھے، (یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے) انھوں نے دو نئے جوتے پہنے ہوئے تھے، سیدنا ابو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی ایک بات کہی ہے، گویا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں بھی لوگوں کے منفی جواب میں شریک ہو جاؤں، ہم نے کہا: اے ابو جابر! کیا

آپ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آپ کے بھی اس قریشی نوجوان کے جوتوں کی طرح جوتے ہوں، جبکہ آپ ہمارے سردار ہیں؟ جب حارث نے یہ بات سنی تو اس نے وہ جوتے اتار دیئے اور ان کو میری طرف پھینک دیا اور کہا: اللہ کی قسم! تو ضرور ضرور ان کو پہنے گا، اس نے کہا: تو نے نوجوان کو ناراض کر دیا ہے، اب یہ جوتے اس کو واپس کر دے، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ واپس نہیں کروں گا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ٹھیک ہیں، اگر یہ فال سچی ہے تو میں اس سے بطورِ سلب لوں گا۔ یہ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی عقبہ کے بارے میں اور جو کچھ انھوں نے وہاں دیکھا تھا، اس کے بارے میں حدیث ہے۔

فوائد: ......نقیب سے مراد قبیلے کا ذمہ دار سردار ہے

(۱۰۶۰۷)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ إِلَى السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ: ((لِيَتَكَلَّمْ مُتَكَلِّمُكُمْ وَلَا يُطِيلُ الْخُطْبَةَ فَإِنَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَيْنًا، وَإِنْ يَعْلَمُوا بِكُمْ يَفْضَحُوكُمْ۔)) فَقَالَ قَائِلُهُمْ وَهُوَ أَبُو أُمَامَةَ: سَلْ يَا مُحَمَّدُ! لِرَبِّكَ مَاشِئْتَ، ثُمَّ سَلْ لِنَفْسِكَ وَلِأَصْحَابِكَ مَا شِئْتَ، ثُمَّ أَخْبِرْنَا مَالَنَا مِنَ الثَّوَابِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَيْكُمْ إِذَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ: ((أَسْأَلُكُمْ لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَسْأَلُكُمْ لِنَفْسِي وَلِأَصْحَابِي أَنْ تُؤْوُونَا

سیدنا عامر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقبہ کے پاس درخت کے نیچے ستر انصاریوں کے پاس تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں جس بندے نے بات کرنی ہے، وہ بات کرے اور خطاب کو لمبا نہ کرے، کیونکہ مشرکوں کا جاسوس تمہاری تاڑ میں ہے اور اگر ان کو تمہاری اس کاروائی کا پتہ چل گیا تو وہ تمہیں رسوا کر دیں گے۔'' پس ان کے بات کرنے والے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے محمد! اپنے ربّ کے لیے جو مطالبہ کرنا ہے کرو، اور پھر اپنے نفس اور اپنے صحابہ کے لیے جو چاہتے ہو، ہم سے سوال کرو، پھر ہمیں بتاؤ کہ اگر ہم یہ ذمہ داریاں نبھا دیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارا اجر وثواب کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے اپنے ربّ کے لیے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ

(۱۰۶۰۷) تخريج: مرسل صحيح، عامر الشعبي لم يدرك النبي ﷺ، قال العجلي: مرسل الشعبي صحيح، لايكاد يرسل الا صحيحا، أخرجه البيهقي في "الدلائل": ٢/ ٤٥٠ (انظر: ١٧٠٧٨)

وَتَنْصُرُوْنَا وَتَمْنَعُوْنَا مِمَّا مَنَعْتُمْ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ)) قَالُوْا: فَمَا لَنَا إِذَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((لَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالُوْا: فَلَكَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۰۶)

ٹھہراؤ اور اپنے اور اپنے صحابہ کے لیے تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لوگ ہمیں جگہ فراہم کرو، ہماری مدد کرو اور ان امور سے ہماری بھی حفاظت کرو، جن سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو۔'' انھوں نے کہا: اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو جنت ملے گی۔'' انھوں نے کہا: تو پھر جو آپ نے مطالبہ کیا ہے، وہ پورا کیا جائے گا۔

(۱۰۶۰۸)۔ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ نَحْوُ هٰذَا قَالَ: وَكَانَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ أَصْغَرَهُمْ سِنًّا۔ (مسند احمد: ۱۷۲۰۷)

(دوسری سند) سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے اور وہ ابو مسعود عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔

فوائد: ...... یثرب میں دین کی تعلیم اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور کئی لوگ مسلمان ہو گئے، ۱۳ نبوت کے موسم حج میں یثرب سے بہت سے مسلمان اور مشرکین حج کے لیے آئے، مسلمانوں نے طے کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، ٹھوکریں کھاتے اور خوف و ہراس کے عالم میں نہیں چھوڑیں گے، چنانچہ انھوں نے در پردہ رابطہ کیا اور ایام تشریق کے درمیانے روز، رات کے وقت جمرۂ عقبہ کے پاس گھاٹی میں اجتماع منعقد کرنے پر اتفاق کیا، مقررہ دن یہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ اپنے ڈیروں میں سو گئے اور جب رات کا پہلا تہائی گزر چکا تو چپکے چپکے ایک دو دو آدمی نکل کر عقبہ کے پاس پہنچ گئے، یہ کل تہتر آدمی تھے، باسٹھ خزرج کے اور گیارہ اوس کے، ان کے ساتھ یہ دو عورتیں بھی تھیں: سیدہ نسیبہ بنت کعب اور سیدہ اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہما۔ پھر اس مجلس میں جو امور طے پائے، ان کا بیان اسی باب میں کیا جا چکا ہے۔

عقبہ کی اس دوسری بیعت کے بعد عام مسلمانوں نے مدینے کے لیے ہجرت شروع کر دی، جبکہ بعض صحابہ اس سے پہلے ہی ہجرت کر چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی مسلمانوں کا دار الہجرت دکھلایا جا چکا تھا، جس کی علامتوں کا مصداق یثرب بن رہا تھا۔

هِجْرَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

نبی کریم اور آپ ﷺ کے صحابہ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا

إِذْنُهُ ﷺ لِأَصْحَابِهِ بِالْهِجْرَةِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

آپ ﷺ کا اپنے صحابہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دینا

(۱۰۶۰۹)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سب

(۱۰۶۰۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۶۰۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۲۴، ۴۹۴۱، ۴۹۹۵، ومسلم: ۴/ ۲۳۰۹ (انظر: ۱۸۵۱۲)

أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ قَالَ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ قَطُّ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُولُونَ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَ قَالَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ۔

(مسند احمد: ١٨٧٠٦)

سے پہلے ہمارے پاس آنے والے صحابہ یہ تھے: سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما، یہ دونوں لوگوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، پھر سیدنا عمار، سیدنا بلال اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین بھی پہنچ گئے، ان کے بعد بیس افراد سمیت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، بعد ازاں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی اہل مدینہ اتنے خوش ہوئے ہوں، جتنے آپ ﷺ کی آمد سے خوش ہوئے، یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے: یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں، آپ ﷺ ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے سورۂ اعلی سمیت بعض مفصل سورتوں کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔

فوائد: ......ایک قول کے مطابق سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک، اس حصے کو مفصل کہتے ہیں۔

بَابُ تَآمُرِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ عَلٰى قَتْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِالْهِجْرَةِ

قریشیوں کا نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو ہجرت کا حکم دے دینا

(١٠٦١٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ﴾ قَالَ: تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ فَأَثْبِتُوهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيدُونَ النَّبِيَّ ﷺ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلِ اقْتُلُوهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَخْرِجُوهُ، فَأَطْلَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ، وَبَاتَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: قریشیوں نے مکہ میں ایک رات کو آپ ﷺ کے بارے میں آپس میں مشورہ کیا، کسی نے کہا: جب صبح ہو تو اس (محمد ﷺ) کو بیڑیوں سے باندھ دو، کسی نے کہا: نہیں، بلکہ اس کو قتل کردو، کسی نے کہا: بلکہ اس کو نکال دو، اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان باتوں پر مطلع کر دیا، پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بستر پر وہ رات گزاری اور نبی کریم ﷺ وہاں سے نکل کر غارِ ثور میں پناہ گزیں ہوگئے، مشرکوں نے

(١٠٦١٠) تخريج: اسناده ضعف، عثمان الجزري، قال احمد: روى احاديث مناكير زعموا انه ذهب كتابه، أخرجه عبد الرزاق: ٩٧٤٣، والطبراني: ١٢١٥٥ (انظر: ٣٢٥١)

الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسِبُوْنَهُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحُوْا ثَارُوْا إِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ، فَقَالُوْا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ، فَاقْتَصُّوْا أَثَرَهُ، فَلَمَّا بَلَغُوْا الْجَبَلَ خَلَطَ عَلَيْهِمْ، فَصَعَدُوْا فِي الْجَبَلِ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ، فَقَالُوْا: لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهِ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ٣٢٥١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری، ان کا خیال تھا کہ وہ نبی ﷺ پر پہرہ دے رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو وہ ٹوٹ پڑے، لیکن انھوں نے دیکھا کہ یہ تو علی ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا مکر ردّ کر دیا، انھوں نے کہا: علی! تیرا ساتھی کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: میں تو نہیں جانتا، پس وہ آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات کی تلاش میں چل پڑے، جب اُس پہاڑ تک پہنچے تو معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا، پس یہ پہاڑ پر چڑھے اور غارِ ثور کے پاس سے گزرے، لیکن جب انھوں نے اس کے دروازے پر مکڑی کا جالہ دیکھا تو انھوں نے کہا: اگر وہ (محمد ﷺ) اس غار میں داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا یہ جالہ تو نہ ہوتا، پھر آپ ﷺ اسی غار میں تین دنوں تک ٹھہرے رہے۔

(١٠٦١١)۔ عَنْهُ أَيْضًا قَالَ: لَبِسَ عَلِيٌّ ثَوْبَ النَّبِيِّ ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَرْمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَلِيٌّ نَائِمٌ، قَالَ: وَأَبُوْ بَكْرٍ يَحْسَبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُوْنٍ فَأَدْرِكْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُوْ بَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمٰى نَبِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَضَوَّرُ، قَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالُوْا: إِنَّكَ لَلَئِيْمٌ، كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيْهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ وَأَنْتَ تَتَضَوَّرُ وَقَدِ اسْتَنْكَرْنَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے کپڑے پہنے اور آپ ﷺ کی جگہ پر سو گئے، مشرک لوگ آپ ﷺ کو پتھر مارا کرتے تھے، اُدھر سے جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے، جبکہ ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگے سے کہا: نبی ﷺ تو بئر میمون کی طرف نکل گئے ہیں، تم ان کو جا ملو، پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اُدھر چل پڑے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کو پتھر مارے جاتے تھے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پتھر مارے جانے لگے، لیکن وہ تکلیف سے تڑپ اٹھتے تھے اور انھوں نے اپنے سر پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا، انھوں نے سر کو باہر نہ نکالا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پھر جب انھوں نے سر سے کپڑا اتارا تو مشرکوں نے کہا:

(١٠٦١١) تخريج: وهو حديث طويل واسناده ضعيف بهذه السياقة، ابو بلج، وان وثقه غير واحد، قد قال فيه البخاري: فيه نظر، واعدل الاقوال فيه انه يقبل حديثه فيما لا ينفرد به (انظر: ٣٠٦١)

ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۳۰۶۱)

بیشک تو گھٹیا درجے کا ہے، جب ہم تیرے ساتھی کو مارتے تھے تو وہ نہیں تڑپتے تھے اور تو تڑپ اٹھتا تھا، ہم پہلے سے اس چیز کا انکار کر چکے ہیں (یعنی ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ یہ سونے والا آدمی محمد نہیں ہے)۔

(۱۰۶۱۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، وَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا﴾ (مسند احمد: ۱۹۴۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور یہ آیت آپ پر اتاری گئی: ''اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرما۔'' (سورۂ بنو اسرائیل: ۸۰)

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَاخْتِيَارِهِ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه لِيَكُوْنَ رَفِيْقَهُ فِي الْهِجْرَةِ وَتَجْهِيْزِهِمَا لِذٰلِكَ وَخُرُوْجِهِمَا مِنْ مَكَّةَ اِلٰى أَنْ دَخَلَا غَارَ ثَوْرٍ

نبی کریم ﷺ کا ہجرت کرنا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بطورِ رفیقِ ہجرت منتخب کرنا، پھر دونوں کی ہجرت کے لیے تیاری کرنا اور مکہ مکرمہ سے نکل پڑنا، یہاں تک کہ غارِ ثور میں داخل ہو جانا

(۱۰۶۱۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَايَ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: أَيْنَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَذَكَرَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب سے میں نے ہوش سنبھالی، اس وقت سے میں نے اپنے والدین کو دینِ اسلام پر پایا، کوئی دن نہیں گزرتا تھا، مگر اس کے صبح و شام کو آپ ﷺ ہمارے پاس آتے تھے، جب اسلام کی وجہ سے مسلمانوں پر مصائب ڈھائے گئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکل پڑے، جب (مکہ سے پانچ دنوں کی مسافت پر واقع) برک الغماد مقام پر پہنچے تو ابن دَغِنَہ ان کو ملے، جو کہ قارہ قبیلے کے سردار تھے، ابن دغنہ نے کہا: ابوبکر! کہاں جا رہے ہو، انھوں نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، .... باقی حدیث ذکر کی، اُدھر رسول اللہ ﷺ

(۱۰۶۱۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف قابوس، أخرجه الترمذی: ۳۱۳۹ (انظر: ۱۹۴۸)
(۱۰۶۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۶، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵، ۶۰۷۹ (انظر: ۲۵۶۲۷)

الْحَدِيْثَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِيْنَ: ((قَدْ رَأَيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَا بَتَيْنِ وَهُمَا حَرَّتَانِ۔)) فَخَرَجَ مَنْ كَانَ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى اللّٰهِ أَرْضِ الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَتَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِصُحْبَةٍ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ مِنْ وَرَقِ السَّمَرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ: عَائِشَةُ: فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسًا فِيْ بَيْتِنَا فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ، إِنْ جَاءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ؟ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دَخَلَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَالصَّحَابَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ

نے مسلمانوں سے فرمایا: ''تمہاری ہجرت گاہ مجھے دکھائی جا چکی ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کھجوروں والی شور والی زمین ہے اور دو حرّوں کے درمیان واقع ہے۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے لوگ نکل پڑے، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کر گئے تھے، وہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تیاری شروع کر دی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ذرا ٹھیر جاؤ، مجھے امید ہے کہ مجھے بھی اجازت دے دی جائے گی۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ بھی اس چیز کی امید رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' سو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو روک لیا اور چار ماہ تک اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے درخت کے پتوں کا چارہ دیتے رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن ہم ابتدائے زوال کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ آ رہے ہیں، آپ ﷺ نے سر ڈھانپا ہوا ہے اور ایسے گھڑی میں تشریف لا رہے کہ پہلے اس وقت میں آپ ﷺ نہیں آیا کرتے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ کسی خاص معاملے کی وجہ سے اس وقت میں تشریف لا رہے ہیں، اتنے میں آپ ﷺ پہنچ گئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، پس آپ ﷺ کو اجازت دے دی گئی اور آپ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے اور آپ ﷺ نے داخل ہوتے ہی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنے پاس والے افراد کو باہر نکال دو۔'' انھوں نے کہا: حضور! میرے ماں

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِالثَّمَنِ)) قَالَتْ: فَجَهَّزْنَا هُمَا أَحَبَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَتِ الْجِرَابَ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ، ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: ثَوْرٌ، فَمَكَثَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ٢٦١٤٤)

باپ آپ پر قربان ہوں، یہ آپ کے اہل ہی ہیں، (ایک آپ کی بیوی عائشہ ہے اور ایک آپ کی سالی اسماء ہے)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں بھی آپ کی صحبت کا ارادہ رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں، ان دو اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیمت سے لوں گا۔'' سیدہ کہتی ہیں: ہم نے بہت خوبصورت انداز میں ان دو اونٹنیوں کو تیار کیا، چمڑے کے تھیلے میں زادِ راہ رکھا، پھر سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے اپنی پٹی سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس تھیلے کو باندھا، اسی وجہ سے ان کو ''ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ'' کہتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ثور پہاڑ کی ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دنوں تک ٹھہرے رہے۔

فوائد: ...... ''ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پٹی کو دو حصوں میں پھاڑ دیا، ایک سے زادِ راہ والا تھیلا باندھا اور ایک سے مشکیزے کا منہ باندھا، اس وجہ انکا یہ لقب پڑ گیا۔

صحیح بخاری میں اس حدیث کا بقیہ حصہ یہ ہے:

يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا وَالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ۔

...... عبداللہ بن ابی بکر جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے آپ ﷺ حضرات کے پاس رات گزارتے اور علی الصبح اندھیرے منہ ان کے پاس سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے جیسے انہوں نے یہیں رات گزاری ہے اور قریش کی ہر وہ بات جس میں ان دونوں حضرات کے متعلق کوئی مکر و تدبیر ہوتی یہ اسے یاد کر کے جب اندھیرا ہو جاتا تو ان دونوں حضرات کو آ کر بتا دیتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس ہی دن کے وقت بکریاں چراتے اور تھوڑی رات گئے وہ ان دونوں کے پاس بکریاں لے جاتے اور یہ دونوں حضرات ان بکریوں کا دودھ پی کر اطمینان سے رات گزارتے حتیٰ کہ عامر بن فہیرہ صبح اندھیرے منہ ان بکریوں کو ہانک لے جاتے اور ان تین راتوں میں ایسا ہی کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر نے (قبیلہ) بنو دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا مزدور رکھا وہ بڑا واقف کار رہبر تھا اور آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اسے امین بنا کر اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد صبح کو ان دونوں سواریوں کو غار ثور پر لانے کا وعدہ لے لیا (چنانچہ وہ حسب وعدہ آ گیا) اور ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور رہبر ان کو ساحل کے راستہ پر ڈال کر لے چلا۔

(۱۰۶۱۴)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الْغَارِ وَقَالَ مَرَّةً: وَنَحْنُ فِي الْغَارِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلٰى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟))۔ (مسند احمد: ۱۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا، جبکہ ہم غار میں تھے، کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وہ اپنے پاؤں کے نیچے سے ہم کو دیکھ لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو بکر! ان دو ہستیوں کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے، جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔''

فوائد: ...... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسی اعزاز کو درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ...... ''اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو بلاشبہ اللہ نے اس کی مدد کی، جب اسے ان لوگوں نے نکال دیا جنھوں نے کفر کیا، جب کہ وہ دو میں دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۴۰)

(۱۰۶۱۵)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

(۱۰۶۱۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ البخاری: ۳۶۵۳، ۳۹۲۲، ۴۶۶۳، ومسلم: ۲۳۸۱ (انظر: ۱۱)

(۱۰۶۱۵) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الطبرانی فی الکبیر: ۲۴/ ۲۳۵، الحاکم: ۳/ ۵ (انظر: ۲۶۹۵۷)

بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ جَدَّتِهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَرَجَ مَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ اِحْتَمَلَ أَبُوْ بَكْرٍ مَالَهُ كُلَّهُ، مَعَهُ خَمْسَةُ آلافِ دِرْهَمٍ أَوْ سِتَّةُ آلافِ دِرْهَمٍ، قَالَتْ: وَانْطَلَقَ بِهَا مَعَهُ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيْنَا جَدِّيٌّ أَبُوْ قُحَافَةَ وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَاهُ قَدْ فَجَعَكُمْ بِمَالِهِ مَعْ نَفْسِهِ، قَالَتْ: قُلْتُ: كَلَّا يَا أَبَتِ! إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيْرًا، قَالَتْ: فَأَخَذْتُ أَحْجَارًا فَتَرَكْتُهَا فَوَضَعْتُهَا فِي كَوَّةٍ بِبَيْتٍ كَانَ أَبِي يَضَعُ فِيْهَا مَالَهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ عَلَيْهَا ثَوْبًا ثُمَّ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ! ضَعْ يَدَكَ عَلٰى هٰذَا الْمَالِ، قَالَتْ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: لَا بَأْسَ إِنْ كَانَ قَدْ تَرَكَ لَكُمْ هٰذَا فَقَدْ أَحْسَنَ، وَفِيْ هٰذَا لَكُمْ بَلَاغٌ، قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! مَا تَرَكَ لَنَا شَيْئًا وَلٰكِنِّيْ قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُسْكِنَ الشَّيْخَ بِذٰلِكَ.

(مسند احمد: ٢٧٤٩٧).

اور آپ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل پڑے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اپنے ساتھ اٹھا لیا، وہ پانچ چھ ہزار درہم تھا، وہ اپنا سارا مال اپنے ساتھ لے گئے، اُدھر جب ہمارا دادا ابو قحافہ ہمارے پاس آیا، وہ نابینا ہو چکا تھا، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے تم کو اپنے مال و جان کے ذریعے تم کو تکلیف دی ہے، میں نے کہا: ہرگز نہیں، اے ابو جان! وہ ہمارے لیے بہت مال چھوڑ گئے ہیں، پھر میں نے پتھر پکڑے اور ان کو گھر کے اس روشندان میں رکھا، جہاں میرے باپ اپنا مال رکھتے تھے، پھر میں نے ان پر کپڑا رکھا اور پھر اپنے دادے کا ہاتھ پکڑا اور کہا: ابو جان! اس مال پر اپنا ہاتھ رکھو، پس انھوں نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: چلو کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ اتنا مال چھوڑ گئے ہیں تو انھوں نے بہت اچھا کیا ہے، اس سے تمہاری گزر بسر ہوتی رہے گی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نہیں، اللہ کی قسم! سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا، اس کاروائی سے میرا ارادہ یہ تھا کہ اس بزرگ کو اطمینان ہو جائے۔

فوائد: ......سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد اس وقت مسلمان نہیں تھے، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ یہ حکمتِ عملی اختیار کی۔

تین دن غارِ ثور میں قیام کیا، پھر سوموار کی رات ربیع الاول ۱ھ کی چاند رات، رہنما عبد اللہ بن اُرَیقط لیثی، وعدے کے مطابق سواریاں لے کر جبل ثور کے دامن میں آیا اور رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوچ فرمایا، راہنما پہلے جنوب کی جانب یمن کے رخ پر دور تک چلا، پھر پچھم (مغرب) کی طرف مڑا اور ساحل سمندر کا رخ کیا، ساحل کے قریب پہنچ کر شمال کی طرف مڑ گیا اور ایک ایسے راستے پر چلا، جس پر شاذ و نادر ہی کوئی چلتا تھا۔

بَابُ قِصَّتِهِمَا مَعَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَمَا جَرَى لَهُمَا فِي الطَّرِيْقِ

نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سراقہ بن مالک کے ساتھ قصہ اور راستے میں پیش آنے والے واقعات

(۱۰۶۱۶)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: اشْتَرٰى أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مِنْ عَازِبٍ سَرْجًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، قَالَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْهُ إِلَى مَنْزِلِيْ، فَقَالَ: لَا، حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ حِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتَ مَعَهُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: خَرَجْنَا فَأَدْلَجْنَا فَأَحْثَثْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَضَرَبْتُ بِبَصَرِيْ هَلْ أَرٰى ظِلًّا نَأْوِيْ إِلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِصَخْرَةٍ فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا بَقِيَّةُ ظِلِّهَا فَسَوَّيْتُهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفَرَشْتُ لَهُ فَرْوَةً وَقُلْتُ: اضْطَجِعْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاضْطَجَعَ ثُمَّ خَرَجْتُ أَنْظُرُ هَلْ أَرٰى أَحَدًا مِنَ الطَّلَبِ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ۔ فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ: هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْهَا ثُمَّ أَمَرْتُهُ فَنَفَضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ فَنَفَضَ كَفَّيْهِ مِنَ الْغُبَارِ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ، عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِنَ اللَّبَنِ فَصَبَبْتُ يَعْنِي الْمَاءَ عَلَى الْقَدَحِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَافَيْتُهُ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ سیدنا عازب سے تیرہ درہم کی ایک زین خریدی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ سے کہا: براء کو کہہ دینا کہ میرے گھر چھوڑ آئے، انھوں نے کہا: جی نہیں، جب تک تم مجھے یہ بیان نہیں کرو گے کہ تم نے اس وقت کیا کیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے تھے اور تم آپ ﷺ کے ساتھ تھے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم (غار سے) نکلے اور رات کے پہلے حصے میں چلتے رہے، ہم اس رات اور دن کو تیزی سے چلتے رہے، یہاں تک کہ دوپہر کا وقت ہو گیا، میں نے دور دور تک دیکھا کہ آیا کوئی سائے والی جگہ ہے، جس میں ستا سکیں، پس اچانک مجھے ایک چٹان نظر آئی، میں اس کی طرف جھکا، اس کا جو سایہ باقی تھا، اس جگہ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے برابر کیا اور اس پر چمڑا بچھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ لیٹ جائیں، پس آپ ﷺ لیٹ گئے اور میں وہاں سے نکل پڑا تا کہ دیکھ سکوں کہ آیا کوئی تلاش کرنے والا پہنچ تو نہیں گیا، اچانک میری نظر بکریوں کے ایک چرواہے پر پڑی، میں نے اس سے پوچھا: اولڑکے! تو کس کا چرواہا ہے؟ اس نے کہا: فلاں قریشی کا، اس نے اس کا نام لیا اور میں نے اس کو پہچان لیا، پھر میں نے کہا: کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: کیا تو مجھے دودھ کر دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس میں نے اس کو حکم دیا، اس نے بکری کی ٹانگوں کو باندھا، پھر میں نے اس کو حکم دیا کہ تھنوں سے گرد و غبار کو صاف کر دے، پھر میں نے اس کو حکم دیا کہ وہ

(۱۰۶۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۶۱۵، ۳۶۵۲، ومسلم: ٤/ ۲۳۱۰ (انظر: ۳)

وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قُلْتُ: أَنَى الرَّحِيْلُ؟ قَالَ: فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)) حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنَّا فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ قَدْرُ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا وَبَكَيْتُ، قَالَ: ((لِمَ تَبْكِي؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا عَلٰى نَفْسِي أَبْكِي وَلٰكِنْ أَبْكِي عَلَيْكَ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ)) فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهِ إِلٰى بَطْنِهَا فِي أَرْضٍ صَلْدٍ وَوَثَبَ عَنْهَا وَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ هٰذَا عَمَلُكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُنْجِيَنِي مِمَّا أَنَا فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ! لَأُعَمِّيَنَّ عَلٰى مَنْ وَرَائِي مِنَ الطَّلَبِ وَهٰذِهِ كِنَانَتِي فَخُذْ مِنْهَا سَهْمًا فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ بِإِبِلِي وَغَنَمِي فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا حَاجَةَ لِي فِيْهَا، قَالَ: وَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأُطْلِقَ فَرَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهِ وَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّاهُ النَّاسُ فَخَرَجُوْا فِي الطَّرِيْقِ وَعَلَى الْأَجَاجِيْرِ فَاشْتَدَّ الْخَدَمُ وَالصِّبْيَانُ فِي الطَّرِيْقِ

اپنے ہاتھوں سے بھی غبار کو صاف کر دے، میرے پاس ایک برتن تھا، اس پر منہ پر ایک چیتھڑا تھا، پس اس نے میرے لیے تھوڑی مقدار میں دودھ دوہا، پھر میں نے پیالے پر پانی بہایا، یہاں تک کہ اس کے نیچے والا حصہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ دودھ نوش فرمائیں، پس آپ ﷺ نے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا، پھر میں نے کہا: کوچ کرنے کا وقت ہو چکا ہے، پس ہم وہاں سے چل پڑے، اُدھر لوگوں نے ہم کو تلاش تو کیا، لیکن صرف سراقہ بن مالک بن جعشم ہم تک پہنچ سکا، وہ گھوڑے پر سوار تھا، جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تلاش کرنے والا ہم تک پہنچ چکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پریشان نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔'' جب وہ اس قدر ہمارے قریب ہو گیا کہ ایک یا دو یا تین نیزوں کے فاصلے پر تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ متلاشی بالکل ہمارے پاس پہنچ چکا ہے، ساتھ ہی میں رونے لگ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیوں روتے ہو؟'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنی ذات کے لیے نہیں، آپ کی ذات کے لیے رو رہا ہوں، پھر آپ ﷺ نے اس پر بددعا کرتے ہوئے کہا: ''اے اللہ! اپنی چاہت کے مطابق کسی چیز کے ساتھ اس سے کفایت کر۔'' پس اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک گھس گئیں اور وہ کود کر اس سے پرے ہٹ گیا اور اس نے کہا: اے محمد! میں جانتا ہوں کہ تمہاری کاروائی ہے، اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلا دے، اللہ کی قسم ہے، میں اپنے پیچھے آنے والے متلاشیوں کو تم لوگوں سے اندھا بنا دوں گا، یہ میرا ترکش ہے، اس میں سے

يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، جَاءَ مُحَمَّدٌ ﷺ، قَالَ: وَتَنَازَعَ الْقَوْمُ أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْزِلُ اللَّيْلَةَ عَلٰى بَنِي النَّجَّارِ اَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لِأُكْرِمَهُمْ بِذٰلِكَ۔)) فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا حَيْثُ أُمِرَ، قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: اَوَّلُ مَنْ كَانَ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ أَخُوْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمِ الْأَعْمٰى أَخُوْ بَنِيْ فِهْرٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ رَاكِبًا فَقُلْنَا مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: هُوَ عَلٰى أَثَرِيْ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ الْبَرَاءُ: وَلَمْ يَقْدَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَرَأْتُ سُوَرًا مِنَ الْمُفَصَّلِ، قَالَ إِسْرَائِيْلُ: وَكَانَ الْبَرَاءُ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ۔ (مسند احمد: ۳)

ایک تیر آپ لے لیں، کیونکہ آپ عنقریب فلاں جگہ سے گزرنے والے ہیں، وہاں میرے اونٹ اور بکریاں ہیں، (میرے چرواہے کو یہ تیر دکھا کر) وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق جو چاہیں لے لینا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی، پس اس کو آزاد کر دیا گیا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ آگے چل دیئے، جبکہ میں (ابوبکر) آپ ﷺ کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے، پس لوگ آپ ﷺ کو ملے اور لوگ راستوں پر اور چھتوں پر موجود تھے اور راستے میں خادموں اور بچوں نے ہجوم کیا ہوا تھا اور وہ کہہ رہے تھے: اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، محمد ﷺ پہنچ گئے ہیں، اب لوگوں میں یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کس کے گھر اتریں گے، اُدھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آج رات عبد المطلب کے ماموؤں بنو نجار کے پاس اتروں گا، میں ان کو یہ شرف دینا چاہتا ہوں۔'' جب صبح ہوئی تو جیسے آپ ﷺ کو حکم ہوا، اس کے مطابق چل پڑے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے پاس سب سے پہلے آنے والے مہاجر بنو عبد الدار کے بھائی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بعد بنو فہر کے بھائی سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ پہنچے، پھر بیس افراد سمیت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آ گئے، ہم نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے ہیں، انھوں نے کہا: وہ میرے پیچھے تشریف لا رہے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ آ گئے، جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابھی تک رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بعض مفصل سورتوں کی تعلیم حاصل کر لی تھی، اسرائیل راوی نے کہا:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ، بنو حارثہ کے انصار میں سے تھے۔

(۱۰٦۱۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ اَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ يَقُوْلُ جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ أَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُمَا أَوْ أَسَرَ هُمَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ! اِنِّيْ رَأَيْتُ آنِفًا اَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ اِنِّيْ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ: أَنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنْ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، اِنْطَلَقَ آنِفًا قَالَ: ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً حَتّٰى قُمْتُ فَدَخَلْتُ بَيْتِيْ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِيْ أَنْ تُخْرِجَ لِيْ فَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِرُمْحِي الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَةَ الرُّمْحِ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِيْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ بِيْ حَتّٰى رَأَيْتُ أَسْوِدَتَهُمَا فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُمْ حَيْثُ يُسْمِعُهُمُ الصَّوْتُ عَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ بِيَدَيَّ اِلَى

سراقہ بن مالک سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: (جب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے نکل گئے تو) کافروں کے قاصد ہمارے پاس آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ہر ایک کی دیت (سو اونٹ) کے بارے میں بتایا کہ جو ان کو قتل کر کے یا قید کر کے لائے گا، اس کو یہ دیت ملے گی، میں اپنی قوم بنو مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آ کر ہمارے پاس کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے پاس کچھ افراد دیکھے ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھ ہیں، سراقہ نے کہا: میں پہچان تو گیا کہ یہ وہی ہیں، لیکن میں نے ظاہر یہ کیا کہ یہ افراد وہ لوگ نہیں ہیں، تو نے تو فلاں فلاں کو دیکھا ہے، وہ تھوڑی دیر پہلے جا رہے تھے، میں کچھ دیر تک اسی مجلس میں بیٹھا رہا، پھر وہاں سے کھڑا ہوا، اپنے گھر میں داخل ہوا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرا گھوڑا نکالے، وہ ٹیلے کے پیچھے تھا، اور میرے آنے تک اس کو روک کر رکھے، اُدھر میں نے اپنے نیزے نکالے اور گھر کے پچھلی طرف سے نکل گیا، میں نے اپنے نیزے سے زمین پر لکیر لگائی اور ان کے اوپر والے حصے زمین کی طرف کر دیئے (تا کہ دور سے دیکھنے والا ان کی چمک کو دیکھ کر معاملے کو تاڑ نہ جائے)، پھر میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو دوڑایا، یہاں تک کہ مجھے وہ وجود نظر آنے لگے، جب میں ان کے اتنے قریب پہنچا کہ میری آواز ان تک پہنچ سکتی تھی تو میرا گھوڑا پھسلا اور میں گر پڑا، میں نے اپنے ہاتھ ترکش میں ڈالے، تیر نکالے اور قسمت آزمائی کی کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں، وہ تیر نکلا کہ جس کو میں ناپسند کرتا تھا، یعنی

(۱۰٦۱۷) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجہ البخاری: ۳۹۰٦ (انظر: ۱۷۵۹۱)

كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ أَنْ لَا أَضُرَّهُمْ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ بِي إِذَا دَنَوْتُ مِنْهُمْ عَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ بِيَدَيَّ إِلَى كِنَانَتِي فَأَخْرَجْتُ الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ أَنْ لَا أَضُرَّهُمْ، فَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ وَرَكِبْتُ فَرَسِي فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَائَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوبَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَزَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذْ لَا أَثَرَ بِهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، قُلْتُ لِأَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ مَا الْعُثَانُ؟ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: هُوَ الدُّخَانُ مِنْ غَيْرِ نَارٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ أَنْ لَا أَضُرَّهُمْ فَنَادَيْتُهُمَا بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَالَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ مِنْ أَخْبَارِ سَفَرِهِمْ وَمَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ

میں ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، لیکن میں گھوڑے پر سوار ہوا اور تیروں کی نافرمانی کی، میں نے پھر گھوڑے کو دوڑایا، جب میں ان کے قریب ہوا تو میرا گھوڑا پھر پھسل پڑا اور میں گر گیا، میں کھڑا ہوا، اپنا ہاتھ ترکش میں ڈالا اور تیر نکال کر قسمت آزمائی کی، پھر وہی تیر نکلا، جس کو میں ناپسند کرتا تھا کہ میں ان کو نقصان نہیں پہنچا سکوں گا، لیکن میں نے پھر تیروں کی نافرمانی کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو دوڑایا اور ان کے اتنے قریب ہو گیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی تلاوت کی آواز سننے لگا، آپ ﷺ نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی، البتہ ابو بکر بار بار میری طرف دیکھتے تھے، جب میں ان کے قریب ہوا تو میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں، یہاں تک کہ اس کے گھٹنوں تک پہنچ گئیں، میں پھر گر پڑا اور گھوڑے کو ڈانٹ ڈپٹ کی، پس وہ کھڑا ہو گیا، لیکن لگتا ایسے تھا وہ اپنی ٹانگیں نہیں نکال سکے گا، جب وہ کھڑا ہو گیا تو اس پر کوئی اثر نہیں تھا، لیکن آگ والے دھویں کی طرح آسمان میں بلند ہونے والا آگ کے بغیر دھواں تھا۔ میں نے ابوعمرو سے پوچھا: ''عُثَان'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد پھر کہا: اس سے مراد آگ کے بغیر دھواں ہے، امام زہری نے اپنی حدیث میں کہا: سراقہ نے کہا: پس جب میں نے تیروں کے ساتھ قسمت آزمائی کی تو وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا، یعنی میں ان کو نقصان نہیں پہنچا سکوں گا، پس میں نے ان کو امان کے ساتھ آواز دی، وہ رک گئے، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے پاس پہنچ گیا، جس انداز میں مجھے رکنا پڑا، اس سے میرے نفس میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ عنقریب رسول اللہ ﷺ کا معاملہ غالب آ جائے گا، میں نے آپ ﷺ سے کہا: بیشک آپ کی قوم نے آپ کی دیت مقرر

فَلَمْ يَرْزَءُ وْنِيْ شَيْئًا وَلَمْ يَسْأَلُوْنِيْ اِلَّا أَنْ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ اَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ مُوَادَعَةٍ آمَنُ بِهِ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَكَتَبَ لِيْ فِيْ رُقْعَةٍ مِنْ اَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى۔ (مسند احمد: ١٧٧٣٤)

کر رکھی ہے، پھر میں نے ان کو سفر کے سارے واقعات بیان کیے اور یہ بھی بتلایا کہ لوگ ان کے بارے میں کیا چاہتے ہیں، پھر میں نے ان پر زادِ راہ اور سامان پیش کیا، لیکن انھوں نے میری کسی چیز میں کمی نہیں کی اور مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا، البتہ اتنا کہا کہ تو نے ہمارے معاملے کو مخفی رکھنا ہے، پھر میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے مصالحت کا پیغام لکھ کر دیں، جس کے ذریعے مجھے امن ملے گا، پس آپ ﷺ نے سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے چمڑے کے ایک ٹکڑے میں یہ امان لکھ دیں، پھر آپ ﷺ آگے چل پڑے۔

(١٠٦١٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَابَكْرٍ وَأَبُوْبَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَابٌّ لَايُعْرَفُ، قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ: يَا أَبَابَكْرٍ! مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِيْ اِلَى السَّبِيْلِ فَيَحْسَبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ أَنَّمَا يَهْدِيْهِ اِلَى الطَّرِيْقِ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَاِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا قَالَ: فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ۔)) فَصَرَعَتْهُ فَرَسُهُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ، قَالَ: ((قِفْ مَكَانَكَ، لَاتَتْرُكَنَّ اَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا۔)) قَالَ: فَكَانَ أَوَّلُ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے، سیدنا ابو بکر بڑی عمر کے تھے، انکو پہنچان لیا جاتا تھا، جبکہ نبی کریم ﷺ نوجوان لگتے تھے اور آپ ﷺ کو نہیں پہچانا جاتا تھا، اس لیے لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ملتے اور کہتے: یہ آپ کے آگے بیٹھا ہوا آدمی کون ہے؟ وہ کہتے: یہ راستے کی طرف میری رہنمائی کرنے والا آدمی ہے، سائل یہ خیال کرتا کہ وہ ان کا راستہ بتلانے والا ہے، جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مراد خیر و بھلائی والا راستہ تھی، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے کو متوجہ ہوئے تو کیا دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار ان کو آملا ہے، پھر انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ ایک گھوڑ سوار ہم تک پہنچ گیا ہے، آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کو گرا دے۔'' پس اس کے گھوڑے نے اس کو گرا دیا، پھر وہ گھوڑا کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا، اس گھوڑ سوار نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہتے ہیں، مجھے حکم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہیں کھڑا ہو جا اور کسی کو نہ چھوڑ کہ وہ

(١٠٦١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩١١ (انظر: ١٣٢٠٥)

نَبِيُّ اللّٰهِ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاءُ وْا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطْمَئِنَّيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۳۷)

ہمیں پا سکے۔'' یہ شخص دن کے شروع میں تو آپ ﷺ سے لڑنے والا تھا، لیکن دن کے آخر میں آپ ﷺ کا دفاع کرنے والا بن گیا، پس نبی کریم ﷺ حرہ کی ایک جانب اترے اور انصاریوں کو بلا بھیجا، وہ آپ ﷺ کے پاس آئے، ان دونوں ہستیوں کو سلام کیا اور پھر کہا: امن اور اطمینان کے ساتھ سوار ہو جاؤ۔

فوائد:......سراقہ بن جعشم کا سارا قصہ متن سے ہی واضح ہو رہا ہے۔

بَابُ حَدِيْثِ سَعْدِ الدَّلِيْلِ فِيْ طَرِيْقِ الْهِجْرَةِ وَإِسْلَامِ اللِّصَّيْنِ مِنْ أَسْلَمَ وَنُزُوْلِهِ ﷺ بِقُبَاءَ عَلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ

ہجرت کے راستے میں سعد رہنما کی بات کا بیان، بنو اسلم کے دو چوروں کا مسلمان ہونا اور نبی کریم ﷺ کا قباء میں بنو عمرو بن عوف کے پاس اترنا

(۱۰۶۱۹)۔ عَنْ فَائِدٍ مَوْلٰى عَبَادِلَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ فَأَرْسَلَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى ابْنِ سَعْدٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ أَتَانَا ابْنُ سَعْدٍ وَسَعْدٌ الَّذِيْ دَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى طَرِيْقِ رَكُوْبَةَ فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: أَخْبِرْنِيْ مَا حَدَّثَكَ أَبُوْكَ؟ قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُمْ وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ عِنْدَنَا بِنْتٌ مُسْتَرْضَعَةٌ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ الْإِخْتِصَارَ فِي الطَّرِيْقِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: هٰذَا الْغَائِرُ مِنْ رَكُوْبَةَ وَبِهِ لِصَّانِ مِنْ

فائد کہتے ہیں: میں ابراہیم بن عبد الرحمن کے ساتھ نکلا، انھوں نے ابن سعد کی طرف پیغام بھیجا، جب ہم عرج مقام پر پہنچے تو ہمارے پاس ابن سعد آیا، یہ اس سعد کا بیٹا تھا کہ جس نے رکوبہ ٹیلے کے راستے سے رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی کی تھی، ابراہیم نے کہا: اے سعد کے بیٹے! ہمیں وہ چیز بتلا جو تجھے تیرے باپ نے بیان کی تھی، ابن سعد نے کہا: میرے باپ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی ہمارے ہاں دودھ پی رہی تھی، رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف مختصر راستے کے خواہاں تھے، اس لیے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: یہ رکوبہ ٹیلے سے ہوتا ہوا غائر پہاڑ کا راستہ ہے، لیکن اس راستے پر

(۱۰۶۱۹) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن مصعب، ضعفه ابن معين، وقال ابو حاتم: هو شيخ بابة عبد الرحمن بن ابى الزناد، أى: انه يكتب حديث للمتابعة ولا يحتج به، وابن سعد لم نقع له على ترجمة (انظر: ۱۶۶۹۱)

اَسْلَمَ يُقَالُ لَهُمَا: الْمُهَانَانِ فَإِنْ شِئْتَ أَخَذْنَا عَلَيْهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْبِنَا عَلَيْهِمَا)) قَالَ سَعْدٌ: فَخَرَجْنَا حَتّٰى أَشْرَفْنَا إِذَا أَحَدُهُمَا يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: هٰذَا الْيَمَانِيُّ فَدَعَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَضَ عَلَيْهِمَا الْإِسْلَامَ فَأَسْلَمَا ثُمَّ سَأَلَهُمَا عَنْ أَسْمَائِهِمَا فَقَالَا: نَحْنُ الْمُهَانَانِ، فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتُمَا الْمُكْرَمَانِ)) وَأَمَرَهُمَا أَنْ يَقْدَمَا عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا ظَاهِرَ قُبَاءَ فَتَلَقَّاهُ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيْنَ أَبُوْ أُسَامَةَ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ؟)) فَقَالَ سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ: أَنَّهُ أَصَابَ قَبْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُخْبِرُهُ ذٰلِكَ؟ ثُمَّ مَضَى حَتّٰى إِذَ اطَّلَعَ عَلَى النَّخْلِ فَإِذَا الشَّرْبُ مَمْلُوْءٌ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ هٰذَا الْمَنْزِلُ رَأَيْتُنِيْ أَنْزِلُ عَلَى حِيَاضٍ كَحِيَاضِ بَنِيْ مُدْلِجٍ))۔ (مسند احمد: ١٦٨١١)

بنواسلم قبیلے کے دو چور ہیں، لوگ ان کو "مُهَـانَان" کہتے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں تو یہی راستہ اختیار کر لیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم کو اسی راستے پر لے کر چل۔" پس ہم روانہ ہو گئے اور جب آگے بڑھے تو وہ دو چور آ گئے، ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا: یہ یمانی ہے، پھر آپ ﷺ نے دونوں کو بلایا اور ان پر اسلام پیش کیا، پس وہ مسلمان ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان سے ان کے نام دریافت کیے، انھوں نے کہا: ہم "مُهَـانَـان" ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "بلکہ تم مُکْرَمَان ہو۔" پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم مدینہ آ جانا، ہم وہاں سے آگے کو چل پڑے، یہاں تک کہ قبا کی پچھلی سائیڈ تک پہنچ گئے، بنوعمرو بن عوف آپ ﷺ کو آ کر ملے، آپ ﷺ نے پوچھا: "ابو اسامہ اسعد بن زرارہ کہاں ہے؟" سعد بن خیثمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قبلی طرف سے آ رہا تھا، کیا میں اس کو اس چیز کی خبر دے دوں؟ پھر آپ ﷺ آگے کو بڑھے، یہاں تک کہ کھجوروں کے پاس پہنچ گئے، وہاں کھجور کے پاس والا حوض بھرا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اے ابو بکر! یہ منزل ہے، میں نے اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ میں بنومدلج کے حوضوں کی طرح کے حوضوں پر اتر رہا ہوں۔"

مسند محقق میں علامہ سندھی کے حوالہ سے اس کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے "وہ مجھ سے پہلے خیر حاصل کر چکا (یعنی مسلمان ہو چکا ہے) سعد بن خیثمہ نے یہ بات اس سے تعجب کے طور پر کی کہ اسعد بن زرارہ نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے میں دیر کر دی ہے۔

(١٠٦٢٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ فِيْ عُلُوِّ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيْهِمْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس کے بالائی حصے میں ایک قبیلے کے پاس اترے، اس قبیلے کو بنوعمرو بن عوف کہا جاتا

(١٠٦٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٧٤، ٣٩٣٢، ومسلم: ٥٢٤ (انظر: ١٣٢٠٨)

أَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً۔ (مسند احمد: ۱۳۲۴۰) ہے، پھر آپ ﷺ نے وہاں چودہ دن قیام کیا۔

فوائد:...... یہ بالائی بستی قبا تھی، یہاں چند انصاریوں کے گھر تھے، یہاں پر آپ ﷺ نے ایک مسجد تعمیر کی، جو مسجدِ قبا کے نام سے مشہور ہوئی، آپ ﷺ نے یہاں چودہ دن قیام کیا، سیدنا کلثوم بن ہدم کو شرفِ میزبانی حاصل ہوا، پھر آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قُدُوْمِهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَخُرُوْجِ اَهْلِهَا بِهِ وَاِسْتِقْبَالِهِمْ اِيَّاهُ جَمِيْعًا رِجَالًا وَنِسَاءً وَنُزُوْلِهِ بِدَارِ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ

نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد، اہل مدینہ کا باہر نکلنا اور خواتین و حضرات کا آپ ﷺ کا استقبال کرنا اور آپ ﷺ کا سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں اترنا

(۱۰۶۲۱)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَبُ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَدِيْفُهُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُعْرَفُ فِي الطَّرِيْقِ لِاخْتِلَافِهِ اِلَى الشَّامِ وَكَانَ يَمُرُّ بِالْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَيَقُوْلُ: هَادٍ يَهْدِيْنِيْ فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعَثَ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا مِنَ الْأَنْصَارِ اِلَى أَبِيْ أُمَامَةَ وَأَصْحَابِهِ فَخَرَجُوْا اِلَيْهِمَا فَقَالُوْا: ادْخُلَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَدَخَلَا، قَالَ أَنَسٌ: فَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ أَنْوَرَ وَلَا اَحْسَنَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ الْمَدِيْنَةَ، وَشَهِدْتُ وَفَاتَهُ فَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ أَظْلَمَ وَلَا اَقْبَحَ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۵۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ ﷺ سوار تھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، راستے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا جاتا تھا، کیونکہ وہ شام آتے جاتے وقت اس راستے والے لوگوں کے پاس سے گزرتے رہتے تھے، اس لیے لوگوں نے پوچھا: اے ابو بکر! یہ آپ کے آگے والا آدمی کون ہے؟ وہ کہتے: یہ میری رہنمائی کرنے والا رہبر ہے، جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے انصاری قبیلے کے مسلمان ہونے والے لوگوں کو اور ابو امامہ اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا، وہ لوگ آ گئے اور انھوں نے کہا: آپ دونوں امن و اطمینان کے ساتھ داخل ہوں، پس وہ داخل ہوئے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کوئی دن نہیں دیکھا، جو زیادہ نور اور حسن والا ہو، اس دن کی بہ نسبت، جس دن رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے، اور چونکہ میں آپ ﷺ کی وفات کے موقع پر بھی مدینہ میں موجود تھا، اس لیے میں نے کوئی دن نہیں دیکھا، جو زیادہ اندھیرے اور قباحت والا ہو، اس دن سے جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تھی۔

(۱۰۶۲۱) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۹۱۱ (انظر: ۱۲۲۳٤)

(١٠٦٢٢)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعَبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهِ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٢٦٧٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے حبشی لوگ جنگی آلات کے ساتھ کھیلے۔

(١٠٦٢٣)۔ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرُوْا جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً وَقَالَ مَرَّةً: نَحَرْتُ جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً۔ (مسند احمد: ١٤٢٦٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔

(١٠٦٢٤)۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِنِّيْ لَاَسْعٰى فِي الْغِلْمَانِ يَقُوْلُوْنَ: جَاءَ مُحَمَّدٌ، فَأَسْعٰى فَلَا أَرٰى شَيْئًا، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ: جَاءَ مُحَمَّدٌ، فَأَسْعٰى فَلَا أَرٰى شَيْئًا، قَالَ: حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبُهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَكُنَّا فِيْ بَعْضِ حِرَارِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ بَعَثَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لِيُؤَذِّنَ بِهِمَا الْاَنْصَارَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا زُهَاءَ خَمْسِمِائَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى اِنْتَهَوْا اِلَيْهِمَا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: اِنْطَلِقَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبُهُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَخَرَجَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِنَّ الْعَوَاتِقَ لَفَوْقَ الْبُيُوْتِ يَتَرَاءَيْنَهُ يَقُلْنَ: اَيُّهُمْ هُوَ؟ اَيُّهُمْ هُوَ؟ قَالَ: رَأَيْنَا مَنْظَرًا مُشْبِهًا بِهِ يَوْمَئِذٍ، قَالَ أَنَسٌ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ دَخَلَ عَلَيْنَا وَيَوْمَ قُبِضَ فَلَمْ اَرَ يَوْمَيْنِ مُشْبِهًا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بچوں میں دوڑ کر آتا اور ہم یہ کہہ رہے ہوتے: محمد (ﷺ) آ گئے ہیں، پس میں دوڑ کر آتا، لیکن کوئی شخص نظر نہ آتا، پھر جب بچوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا: محمد (ﷺ) آ گئے ہیں تو میں دوڑ کر آتا، لیکن کوئی چیز نظر نہ آتی، بالآخر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، ہم اس وقت مدینہ کے بعض حرّوں میں تھے، پھر ایک آدمی نے ہمیں بھیجا تا کہ انصاریوں کو آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آمد کا بتایا جائے، پس تقریباً پانچ سو انصاری آئے اور ان دو ہستیوں کے پاس پہنچ گئے اور کہا: تم دونوں امن و اطمینان کے ساتھ آگے بڑھو، پس رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی دونوں مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے، اُدھر سے اہل مدینہ نکل پڑے، یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں گھروں کے چھتوں پر چڑھ گئیں اور کہنے لگیں: ان میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ ان میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ ہم نے اس دن ایسا منظر دیکھا کہ جس کی (مسرت و شادمانی میں) کسی سے مشابہت ہی نہیں دی

(١٠٦٢٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٤٩٢٣ (انظر: ١٢٦٤٩)
(١٠٦٢٣) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٠٨٩، ومسلم: ص ١٢٢٣ (انظر: ١٤٢١٣)
(١٠٦٢٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم وانظر حديث رقم (١٠٦٢١) (انظر: ١٣٣١٨)

بِهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۳۳۵۱)

جا سکتی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن آپ ﷺ تشریف لائے تھے، میں نے وہ دن بھی دیکھا تھا، اور جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی تھی، پس اس دن بھی میں نے ایسا منظر دیکھا کہ جس کی (غم وحزن میں) کسی سے مشابہت ہی نہیں دی جا سکتی۔

فوائد:......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے متعلقہ طویل حدیث بیان کی ہے، اس میں ہے: وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلٰى بُيُوتِهِمْ أَوْفٰى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلٰى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ۔ ......ادھر مدینہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے نکل آنے کی خبر سن لی تھی، وہ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک (آپ ﷺ کے استقبال کے لئے) آتے اور آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک دوپہر کی گرمی کی وجہ سے واپس چلے جاتے، ایک دن وہ طویل انتظار کے بعد واپس چلے گئے اور جب اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو اتفاق سے ایک یہودی اپنی کسی چیز کو دیکھنے کے لئے مدینہ کے کسی ٹیلہ پر چڑھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو سفید (کپڑوں میں ملبوس) دیکھا کہ سراب ان سے چھپ گیا تو اس یہودی نے بے اختیار بلند آواز سے کہا: اے عربوں کی جماعت! یہ ہے تمہارا نصیب ومقصود، جس کا تم انتظار کرتے تھے۔ یہ سنتے ہی مسلمان اپنے اپنے ہتھیار لے کر امنڈ آئے اور رسول اللہ ﷺ کا مقام حرہ کے پیچھے استقبال کیا، آپ ﷺ نے ان سب کے ساتھ دائیں طرف کا راستہ اختیار کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ماہ ربیع الاول پیر کے دن بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے، جن انصاریوں نے رسول

اللہ ﷺ کونہیں دیکھا تھا تو وہ آتے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوسلام کہتے (اور سمجھتے کہ یہی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اپنی چادر سے نبی کریم ﷺ پر سایہ کر دیا، اس وقت ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا۔ پھر آنحضرت ﷺ بنی عمرو بن عوف میں دس دن سے کچھ اوپر مقیم رہے اور یہیں اس مسجد کی بنیاد ڈالی گئی، جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے، لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، یہاں تک کہ وہ اونٹنی مدینہ میں (جہاں اب) مسجد نبوی (ہے اس) کے پاس بیٹھ گئی اور وہاں اس وقت کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے اور وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی، ......۔(صحیح بخاری:۳۶۱۶)

(۱۰۶۲۵)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِیْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اِقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ أَيُّهُمْ يَأْوِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَعَهُمْ أَبُوْ أَيُّوْبَ فَآوٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ اِذَا أُهْدِیَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ أُهْدِیَ لِأَبِیْ أَيُّوْبَ قَالَ: فَدَخَلَ أَبُوْ أَيُّوْبَ يَوْمًا فَإِذَا قَصْعَةٌ فِيْهَا بَصَلٌ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: أَرْسَلَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: فَاطَّلَعَ أَبُوْ أَيُّوْبَ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مَنَعَكَ مِنْ هٰذِهِ الْقَصْعَةِ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِيْهَا بَصَلًا۔)) قَالَ: وَلَا يَحِلُّ لَنَا الْبَصَلُ؟ قَالَ: ((بَلٰى فَكُلُوْهُ وَلٰكِنْ يَغْشَانِیْ مَا لَا يَغْشَاكُمْ)) وَقَالَ حَيْوَةُ: ((اِنَّهُ يَغْشَانِیْ مَا لَا يَغْشَاكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۰۳)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصاریوں نے آپس میں قرعہ اندازی کی کہ کون رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے جگہ دے گا، قرعہ میں سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا نام نکلا، پس انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں ٹھہرایا، پھر جب رسول اللہ ﷺ کو کھانے کا ہدیہ پیش کیا جاتا تھا تو سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو بھی ہدیہ دیا جاتا تھا، ایک دن جب سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو ایک پیالے میں پیاز ڈالا ہوا تھا، انھوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس پیالے سے کیوں نہیں کھایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس میں پیاز دیکھا ہے۔'' میں نے کہا: کیا یہ ہمارے لیے حلال نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، تم اس کو کھا سکتے ہو، بس میرے پاس (وحی اور فرشتوں کی صورت میں) وہ کچھ آتا ہے، جو تمہارے پاس نہیں آتا۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کی اونٹنی مدینہ میں جہاں اب مسجد نبوی ہے اس کے پاس بیٹھ گئی، وہاں سے آپ ﷺ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

(۱۰۶۲۵) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائی فی "الكبرى": ۶۶۲۹، والطبرانی فی "الكبير": ۴۰۹۱ (انظر: ۲۳۵۰۶)

(١٠٦٢٦)۔ عَنْ أَفْلَحَ مَوْلٰى أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَسْفَلَ وَأَبُوْ أَيُّوْبَ فِي الْعُلُوِّ، فَانْتَبَهَ أَبُوْ أَيُّوْبَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: نَمْشِيْ فَوْقَ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَحَوَّلَ فَبَاتُوْا فِيْ جَانِبٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلسُّفْلُ أَرْفَقُ بِيْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ: لَا أَعْلُوْ سَقِيْفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحَوَّلَ أَبُوْ أَيُّوْبَ فِي السُّفْلِ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الْعُلُوِّ، فَكَانَ يَصْنَعُ طَعَامَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِ فَاِذَا رُدَّ اِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَتْبَعُ أَثَرَ أَصَابِعِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَأْكُلُ مِنْ حَيْثُ أَثَرَ أَصَابِعُهُ، نَصْنَعُ ذَاتَ يَوْمٍ طَعَامًا فِيْهِ ثَوْمٌ فَأَرْسَلَ بِهِ اِلَيْهِ فَسَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَثَرِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ ﷺ فَقِيْلَ لَمْ يَأْكُلْ فَصَعِدَ اِلَيْهِ فَقَالَ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَكْرَهُهُ۔)) قَالَ: اِنِّيْ أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ أَوْ مَاكَرِهْتَهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتٰى۔

(مسند احمد: ٢٣٩١٤)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس اترے تو گھر کے زیریں مقام میں آپ ﷺ تھے اور بالائی مقام میں سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ خود، ایک رات کو جب سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے سر کے اوپر چل رہے ہیں، پس انھوں نے اپنی جگہ بدل لی اور کسی ایک جانب رات گزار دی، جب صبح ہوئی اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''زیریں منزل میرے لیے زیادہ سہولت آمیز ہے۔'' لیکن سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس چھت پر نہیں چڑھوں گا، جس کے نیچے اللہ کے رسول ہوں، پس سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نچلی منزل میں آ گئے اور نبی کریم ﷺ اوپر والی منزل میں تشریف لے گئے، چونکہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے، اس لیے جب وہ کھانا بھیجتے اور کھانا بچ کر واپس آ جاتا تو وہ کھانے کے اس مقام کے بارے میں سوال کرتے، جہاں آپ ﷺ کی انگلیاں لگی ہوتیں، پھر وہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشان کو تلاش کرتے اور وہاں سے کھاتے، روٹین کے مطابق ایک دن ہم نے کھانا تیار کیا، اس میں لہسن بھی تھا، لیکن آپ ﷺ نے کھائے بغیر وہ کھانا واپس بھیج دیا، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے مقام کے بارے میں سوال کیا، لیکن جب ان کو یہ بتلایا گیا کہ آپ ﷺ نے تو کھایا ہی نہیں ہے، تو وہ آپ ﷺ کی طرف چڑھے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: تو پھر جو چیز آپ ناپسند کرتے ہیں، میں بھی اس کو ناپسند کروں گا، دراصل آپ ﷺ کے

(١٠٦٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٥٣ (انظر: ٢٣٥١٧)

پاس (وحی اور فرشتے) آتے تھے، (اس لیے آپ ﷺ مکروہ بو والا کھانا نہیں کھاتے تھے، جیسے پیاز، لہسن وغیرہ)۔

فوائد: ......کیا بات ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جلد ہی آپ ﷺ کے بابرکت وجود کے احترام کے تقاضے سمجھ لیے۔

اَبْوَابُ اَحْكَامِ الْهِجْرَةِ

ہجرت کے احکام کے ابواب

بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَيِّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ

ہجرت کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ کون سی ہجرت افضل ہے

(١٠٦٢٧)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو ن الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِيْ حِصْنٍ حَصِيْنَةٍ وَمَنْعَةٍ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔)) فَأَبٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلَّذِيْ ذَخَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ اِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ، فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ مَنَامِهِ فَرَآهُ فِيْ هَيْئَةٍ حَسَنَةٍ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَهُ فَقَالَ لَهُ: مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: غَفَرَلِيْ بِهِجْرَتِيْ اِلٰى نَبِيِّهِ ﷺ قَالَ: فَمَالِيْ أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَكَ،

سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو مضبوط قلعے کی اور عزت و دفاع کی رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت میں دوس قبیلے کا ایک قلعہ تھا۔'' پس آپ ﷺ نے اس چیز کی خاطر اس کی اس پیشکش کا انکار کر دیا، جو اللہ تعالیٰ نے انصاریوں کے لیے ذخیرہ کر رکھی تھی، پھر جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور آدمی نے بھی ہجرت کی، انھوں نے مدینہ کی آب و فضا کو ناموافق پایا اور وہ آدمی بیمار ہو گئے، پھر اس نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے (نیزے والا) پھلکا پکڑا اور اپنی انگلی کے جوڑ کاٹ دیئے، اس کے ہاتھوں سے خون بہنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہے، البتہ اس نے اپنے ہاتھ کو ڈھانپا ہوا ہے، انھوں نے اس سے پوچھا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا

(١٠٦٢٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٦ (انظر: ١٤٩٨٢)

قَـالَ: قَـالَ لِيْ: لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ قَـالَ: فَـقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰـهُـمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ۔)) (مسند احمد: ١٥٠٤٥)

ہے؟ اس نے کہا: اس نے اپنے نبی کی طرف میرے ہجرت کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے، انھوں نے کہا: میں تجھے ہاتھ ڈھانپا ہوا کیوں دیکھ رہی ہوں؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: جو چیز تو نے خود خراب کی ہے، ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے، جب سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔''

(١٠٦٢٨)۔ عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْهِـجْـرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ هَجَرَ مَا كَرِهَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٨٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ امور کو چھوڑ دیا۔''

فوائد: ...... اصطلاح میں دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا ''ہجرت'' کہلاتا ہے' جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں صحابۂ کرام نے اپنے اپنے علاقوں کو چھوڑ کر، خاص طور پر مکہ کے مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ لیکن یاد رہے کہ مسلمان اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے اپنے وطن کو خیر آباد کہتا ہے اور ہجرت کا اصل مقصود برائیوں سے محفوظ رہنا ہے' جو انسان ہجرت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیت سے باز نہیں رہتا' اس کو اس کی ہجرت کا کوئی فائدہ نہیں' اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرنا اصل ہجرت ہے یا ہجرت کا بنیادی مقصد ہے۔

(١٠٦٢٩)۔ عَـنْ عَبْـدِاللّٰـهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْـضَـلُ؟ قَـالَ: ((أَنْ يَسْـلَـمَ الْـمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ، فَقَامَ ذٰلِكَ اَوْآخَـرُ فَـقَـالَ: يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْـضَـلُ؟ قَـالَ: ((أَنْ تَهْـجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ، وَالْهِـجْرَةُ هِـجْـرَتَانِ: هِـجْرَةُ الْـحَـاضِرِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی اٹھا اور اس نے یہ سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''افضل اسلام یہ ہے کہ تیرے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سالم رہیں۔'' وہی صحابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے پروردگار کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دینا، دراصل ہجرت کی

(١٠٦٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٦، وابن ماجه: ١٤٢١ (انظر: ١٥٢١٠)

(١٠٦٢٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ١/ ١١، وابن حبان: ٥١٧٦ (انظر: ٦٤٨٧)

وَالْبَادِیْ، فَهِجْرَةُ الْبَادِیْ أَنْ یُجِیْبَ إِذَا دُعِیَ وَیُطِیْعَ إِذَا أُمِرَ وَالْحَاضِرُ أَعْظَمُهَا بَلِیَّةً وَأَفْضَلُهَا أَجْرًا۔)) (مسند احمد: ٦٤٨٧)

دو قسمیں ہیں: (۱) دیہاتی لوگوں کی ہجرت (۲) شہری لوگوں کی ہجرت۔ دیہاتی کی ہجرت یہ کہ جب اسے امیر کی طرف سے حکم دیا جائے تو وہ اسے تسلیم کرے اور جب اسے بلایا جائے تو بلاوے کا جواب دے، رہا مسئلہ شہری کی ہجرت کا تو اس کی مصیبت وآزمائش زیادہ سخت اور اجر عظیم ہے۔''

فوائد: ......شہر میں رہنے کے تقاضے زیادہ ہیں، مثلا جب جہاد کی ضرورت پڑے تو فوراً لبیک کہنا، دشمنوں کا شہروں پر حملہ کرنے کو ترجیح دینا اور ان کو اذیت پہنچانے کی کوشش میں لگے رہنا، مزید بھی کئی وجوہات پائی جاتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ عَدَمِ انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ مَادَامَ الْعَدُوُّ یُقَاتَلُ

ہجرت کا اس وقت تک منقطع نہ ہونا، جب تلک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی

(١٠٦٣٠)۔ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ یَرُدُّهُ إِلٰی مَالِكِ بْنِ یَخَامِرَ عَنِ ابْنِ السَّعْدِیِّ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَادَامَ الْعَدُوُّ یُقَاتَلُ)) فَقَالَ مُعَاوِیَةُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْهِجْرَةَ خَصْلَتَانِ إِحْدَاهُمَا أَنْ تَهْجُرَ السَّیِّئَاتِ وَالْأُخْرٰی أَنْ تُهَاجِرَ إِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَاتُقُبِّلَتِ التَّوْبَةُ وَلَا تَزَالُ التَّوْبَةُ مَقْبُوْلَةً حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ، فَإِذَا طَلَعَتْ طُبِعَ عَلٰی كُلِّ قَلْبٍ بِمَا فِیْهِ، وَكَفَی النَّاسُ الْعَمَلَ))۔ (مسند احمد: ١٦٧١)

سیدنا ابن سعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی۔'' سیدنا معاویہ، سیدنا عبد الرحمن بن عوف اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہجرت کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ تو برائیوں کو چھوڑ دے اور دوسری یہ کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر جائے، ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی اور اس وقت تک توبہ کی قبولیت ہوتی رہے گی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، جب اُس سمت سے طلوع ہو جائے گا تو ہر دل کے اندر جو کچھ ہوگا، اس سمیت اس پر مہر لگا دی جائے گی اور لوگ عمل سے کافی ہو جائیں گے۔''

فوائد: ......''ہر دل کے اندر جو کچھ ہوگا، اس سمیت اس پر مہر لگا دی جائے گی......'' جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا تو اس کے بعد والا ایمان اور نیکی مقبول نہیں ہوگی، اس علامت کے ظہور سے پہلے دل کے اندر ایمان یا کفر کی جو صورت ہوگی، اسی کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

(١٠٦٣٠) تخریج: اسناده حسن (انظر: ١٦٧١)

(۱۰۶۳۱)۔ عَنْ أَبِي هِنْدٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى سَرِيْرِهِ وَقَدْ غَمَّضَ عَيْنَيْهِ فَتَذَاكَرْنَا الْهِجْرَةَ وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُوْلُ: قَدِ انْقَطَعَتْ، وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُوْلُ: لَمْ تَنْقَطِعْ فَاسْتَنْبَهَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ: مَا كُنْتُمْ فِيْهِ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ قَلِيْلَ الرَّدِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۰۳۰)

ابو ہند بَجَلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ اپنی چارپائی پر اونگھ کی وجہ سے آنکھوں کو بند کر کے تشریف فرما تھے، ہم نے وہاں ہجرت کا تذکرہ کیا، کسی نے کہا: ہجرت منقطع ہو چکی ہے اور کسی نے کہا کہ ابھی تک وہ منقطع نہیں ہوئی، اتنے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جاگ گئے اور کہا: تم لوگ کیا بات کر رہے تھے؟ ہم نے ان کو تفصیل بتائی، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف کم احادیث منسوب کرتے تھے، بہرحال اس بار انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گفتگو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک توبہ منقطع نہیں ہو جاتی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔''

(۱۰۶۳۲)۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّعْدِيِّ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالُوْا لَهُ: احْفَظْ رِحَالَنَا ثُمَّ تَدْخُلُ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَضٰى لَهُمْ حَاجَتَهُمْ ثُمَّ قَالُوْا لَهُ: ادْخُلْ فَدَخَلَ فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ قَالَ: حَاجَتِي تُحَدِّثُنِيْ أَنْقَضَتِ الْهِجْرَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَاجَتُكَ خَيْرٌ مِنْ حَوَائِجِهِمْ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوْتِلَ الْعَدُوُّ)) (مسند احمد: ۲۲۶۸۰)

بنو مالک بن حنبل کا ایک آدمی سیدنا عبد اللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، چونکہ وہ لوگوں میں سب سے چھوٹے تھے، اس لیے لوگوں نے اس سے کہا: تو ہمارے کجاووں اور سامانِ سفر کی حفاظت کر، پھر اندر آ جانا، پس اس نے ان کی ضرورت پوری کی، پھر انھوں نے اس سے کہا: اب تو اندر چلا جا، پس اندر داخل ہوا اور آپ ﷺ نے اس سے کہا: تیری ضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: میری ضرورت یہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا ہجرت منقطع ہو چکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ضرورت باقی لوگوں کی ضرورتوں سے بہتر ہے، جب تک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی، اس وقت تک ہجرت منقطع نہیں ہوگی۔''

(۱۰۶۳۱) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ۲۴۷۹ (انظر: ۱۶۹۰۶)
(۱۰۶۳۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ۷/ ۱۴۶ (انظر: ۲۲۳۲۴)

فوائد: ...... دشمن سے لڑائی جاری رہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ دار الکفر موجود ہے اور ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں پہنچے، اگر اس کو طاقت ہو تو۔

(۱۰٦۳۳)۔ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الرَّسُوْلِ الَّذِيْ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: ((لَا تَنْقَطِعُ مَا جُوْهِدَ الْعَدُوُّ۔)) (مسند احمد: ۲۳٤٦۷)

سیدنا حیوہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دشمن سے جہاد جاری رہے گا، اس وقت تک ہجرت منقطع نہیں ہوگی۔''

(۱۰٦۳٤)۔ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّ جُنَادَةَ بْنَ أَبِيْ أُمَيَّةَ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ أُنَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْهِجْرَةَ لَا تَنْقَطِعُ مَا كَانَ الْجِهَادُ)) (مسند احمد: ۲۳۵۷۳)

سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک بحث ہونے لگی، کسی نے کہا کہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے، بہرحال اس بارے میں ان کا اختلاف ہو گیا، میں رسول اللہ ﷺ کی طرف چلا گیا اور آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک جہاد جاری رہے گا۔''

(۱۰٦۳۵)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ قَالَ: هَاجَرْنَا عَلٰى عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ طَلَعَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۹۹)

سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی، ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پھر وہ منبر پر چڑھ گئے۔

فوائد: ...... جب تک دنیا میں دار الکفر موجود ہے، اس وقت تک ہجرت اور جہاد کا حکم باقی رہے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ يَعْنِيْ فَتْحَ مَكَّةَ

نبی کریم ﷺ کے فرمان ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے'' کا بیان

(۱۰٦۳٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۰٦۳۳) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۳۰۷۸)

(۱۰٦۳٤) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۲۳۱۸٦)

(۱۰٦۳۵) تخریج: اثر صحیح من روایة عقبة بن عامر (انظر: ۲۷۲۵۷)

(۱۰٦۳٦) تخریج: أخرجه مسلم: ص ۱٤۸۸ (انظر: ۳۳۳۵)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوْا۔)) (مسند احمد: ٣٣٣٥)

نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہیں اور جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم نکل پڑو۔''

(١٠٦٣٧)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ أَخٍ لَهُ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، بَلْ يُبَايِعُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَيَكُوْنُ مِنَ التَّابِعِيْنَ بِإِحْسَانٍ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٤١)

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنا بھتیجا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، تاکہ آپ ﷺ اس سے ہجرت پر بیعت لیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اب اسلام پر بیعت ہوگی، فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، اب یہ آدمی احسان کے ساتھ پیروی کرنے والوں میں سے ہوگا۔''

(١٠٦٣٨)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَدِمْتُ بِأَخِيْ مَعْبَدٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُكَ بِأَخِيْ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا (وَفِيْ لَفْظٍ: مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا)۔)) فَقُلْتُ: عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ؟ قَالَ: ((عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ، وَالْجِهَادِ)) قَالَ: فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا بَعْدُ وَكَانَ هُوَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ۔ (مسند احمد: ١٥٩٤٥)

(دوسری سند) سیدنا مجاشع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی معبد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے بھائی کو لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، تاکہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت والے تو ہجرت کا ثواب لے کر آگے نکل گئے ہیں، ایک روایت میں ہے: ہجرت اپنے اہل کے ساتھ سبقت لے جا چکی ہے۔'' میں نے کہا: تو پھر آپ ﷺ کس چیز پر اس کی بیعت لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام، ایمان اور جہاد پر۔'' یحیٰی بن اسحاق راوی کہتا ہے: میں بعد میں سیدنا معبد رضی اللہ عنہ کو ملا، جبکہ وہ سیدنا مجاشع رضی اللہ عنہ کا بڑا بھائی تھا اور اس سے یہی سوال کیا، انھوں نے کہا: مجاشع نے سچ کہا ہے۔

فوائد: ...... امام نووی نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مہاجرین کے لیے امتیازی صفت کا سبب بننے والی وہ ہجرت ہے، جو فتح مکہ سے پہلے تھی۔
وہ ہجرت، تعریف اور فضیلت والی ہجرت تھی۔

(١٠٦٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٠٧، ٤٣٠٨، ومسلم: ١٨٦٣ (انظر: ١٥٨٤٧)

(١٠٦٣٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰٦۳۹)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي أُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ فَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱۲۲)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ والے دن اپنے باپ امیہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے باپ سے ہجرت کی بیعت لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب میں جہاد پر بیعت لوں گا، ہجرت تو منقطع ہو چکی ہے۔''

(۱۰٦٤۰)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ قِيْلَ لَهُ: هَلَكَ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَا أَصِلُ إِلٰى أَهْلِيْ حَتّٰى آتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِيْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمُوْا أَنَّهُ هَلَكَ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ، قَالَ: ((كَلَّا أَبَا وَهْبٍ فَارْجِعْ إِلٰى أَبَاطِحِ مَكَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۸۹)

سیدنا صفوان بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے اس سے کہا: ہجرت نہ کرنے والے ہلاک ہو گئے ہیں، میں (صفوان) نے کہا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جا لوں، اس وقت اپنے اہل والوں کے پاس نہیں جاؤں گا، پس میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہجرت نہ کرنے والے ہلاک ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہیں ہے، اے ابو وہب، پس تو لوٹ جا مکہ کی وادیوں کی طرف۔''

(۱۰٦٤۱)۔ عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ هَاجَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا)) (مسند احمد: ۲۸۱۹۲)

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ صرف وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، جنھوں نے ہجرت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہیں اور جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم نکل پڑو۔''

(۱۰٦٤۲)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قُلْتُ:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(۱۰٦۳۹) تخريج: حديث حسن، أخرجه النسائى: ۷/ ۱٤٥ (انظر: ۱۷۹٥۸)

(۱۰٦٤۰) تخريج: اسناده ضعيف (انظر: ۲۷٦۳۷)

(۱۰٦٤۱) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه النسائى مختصرا: ۷/ ۱٤٥ (انظر: ۲۷٦٤۰)

(۱۰٦٤۲) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن جبير بن مطعم (انظر: ۱٦۷٦٤)

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ لَيْسَ لَنَا أَجْرٌ بِمَكَّةَ، قَالَ: ((لَتَأْتِيَنَّكُمْ أُجُوْرُكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ جُحْرِ ثَعْلَبٍ۔)) قَالَ: فَأَصْغٰى اِلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْسِهِ، فَقَالَ: ((اِنَّ فِيْ أَصْحَابِيْ مُنَافِقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٨٦)

کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں یہ خیال کر رہے ہیں کہ ہمارے لیے مکہ میں اجر نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اجر ضرور ضرور تمہارے پاس پہنچ جائیں گے، اگرچہ تم لومڑی کے بل میں ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک میری طرف جھکایا اور فرمایا: ''میرے ساتھیوں میں منافق بھی ہیں۔''

فوائد: ......مسلمان کو اس کے نیک عمل کا صلہ دیا جائے گا، اگر اس میں دار الکفر سے ہجرت کرنے کی طاقت نہ ہوئی تو وہ اپنے اعمالِ صالحہ کے کامل اجر کا مستحق ہو گا اور جو استطاعت کے باوجود ہجرت نہیں کرے گا، یہ اس کی نافرمانی ہوگی، ممکن ہے کہ وہ اس ایک نافرمانی کی وجہ سے کئی گناہوں میں مبتلا ہو جائے، بہر حال اس کو اس کے نیک اعمال کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔

(١٠٦٤٣)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ اِنَّ شَانَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تَحْلِبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ١١١١٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ہجرت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، اس کا معاملہ تو بڑا سخت ہے، اچھا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ان کی زکوۃ دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس میں سے عطیے بھی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو گھاٹ والے دن ان کا دودھ دوہ کر لوگوں کو دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر بیشک سمندروں کے اس پار عمل کرتا رہ، اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔''

فوائد: ......اس موقع پر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ آدمی ہجرت کے حقوق ادا نہیں کر سکے گا، تو اس کو اس معاملے میں نہ پڑنے کی اجازت دے دی، یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے تھے، تمام علمائے کرام اور مبلغین اسلام کو مصلحت و حکمت کا خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن عوام الناس سے گزارش ہو گی کہ وہ صرف رخصت والی نصوص کو سامنے رکھ کر سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں، عزیمت والی نصوص کا بھی خیال رکھیں، پھر اگر واقعی کوئی معذور ہو تو رخصت پر عمل کر لے۔

(١٠٦٤٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٥٢، ٣٩٢٣، ٦١٦٥، ومسلم: ١٨٦٥ (انظر: ١١١٠٥)

اس مقام پر عطیے سے مراد وہ جانور ہے، جو کسی کو واپسی کی شرط پر کسی ضرورت کے لیے دیا جائے کہ وہ ضرورت پوری ہونے کے بعد لوٹا دے۔

(١٠٦٤٤)۔ عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ﴾ قَالَ: قَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَتَمَهَا وَقَالَ: ((اَلنَّاسُ حَيِّزٌ، وَأَنَا وَأَصْحَابِي حَيِّزٌ)) وَقَالَ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ۔)) فَقَالَ لَهُ: مَرْوَانُ كَذَبْتَ وَعِنْدَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُمَا قَاعِدَانِ مَعَهُ عَلَى السَّرِيْرِ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: لَوْ شَاءَ هٰذَانِ لَحَدَّثَاكَ وَلٰكِنْ هٰذَا يَخَافُ أَنْ تَنْزِعَهُ عَنْ عِرَافَةِ قَوْمِهِ، وَهٰذَا يَخْشٰى أَنْ تَنْزِعَهُ عَنِ الصَّدَقَةِ، فَسَكَتَا فَرَفَعَ مَرْوَانُ عَلَيْهِ الدُّرَّةَ لِيَضْرِبَهُ فَلَمَّا رَأَيَا ذٰلِكَ قَالَا: صَدَقَ۔ (مسند احمد: ٢١٩٦٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ نصر ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ﴾ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کی مکمل تلاوت کی اور پھر فرمایا: ''لوگ ایک فریق ہیں اور میں اور میرے صحابہ ایک فریق ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، البتہ جہاد اور نیت باقی ہے۔'' مروان نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، جبکہ اس کے پاس سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور وہ اس کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: اگر یہ دو چاہیں تو یہ بھی تجھے یہ حدیث بیان کر سکتے ہیں، لیکن یہ اپنی قوم کی ریاست چھن جانے سے ڈرتا ہے اور اس کو زکوۃ و صدقات کی وصول کا عہدہ چھن جانے کا ڈر ہے، پس وہ دونوں خاموش رہے، لیکن جب مروان نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کو کوڑا مارنے کے لیے اٹھایا اور انھوں نے اس کاروائی کو دیکھا تو کہا: ابو سعید خدری سچ کہہ رہے ہیں۔

فوائد: ...... مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد اس شہر سے ہجرت کرنے کا حکم ختم ہو گیا ہے، اسی طرح جو علاقہ پہلے سے ہی دار الاسلام ہے، اس سے بھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں ہے۔ البتہ دار الکفر سے ہجرت کرنے کا حکم باقی ہے۔

(١٠٦٤٤) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "الناس حيز وانا واصحابي حيز" وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابو البختري الطائي لم يسمع من ابي سعيد، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٥٧، والطبراني في "الكبير": ٤٤٤٤، وابن ابي شيبة: ١٤/ ٤٩٨ (انظر: ٢١٦٢٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَقَاءِ ثَوَابِ الْهِجْرَةِ لِمَنْ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَبْلَ الْفَتْحِ وَإِنْ أَقَامَ فِيْ غَيْرِهَا بَعْدُ

فتح مکہ سے قبل مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے کے اجر وثواب کے باقی رہنے کا بیان، اگرچہ بعد میں وہ کسی اور علاقے میں اقامت اختیار کر لے

(١٠٦٤٥)۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَدْوِ فَأَذِنَ لَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٦٢٢)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دیہات میں رہنے کی اجازت طلب کی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

(١٠٦٤٦)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ آيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَهُ بُرَيْدَةُ بْنُ الْحَصِيْبِ فَقَالَ: اِرْتَدَدْتَ عَنْ هِجْرَتِكَ يَاسَلَمَةُ! فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ إِنِّيْ فِيْ إِذْنٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِبْدُوْا يَاأَسْلَمُ تَنَسَّمُوْا الرِّيَاحَ وَاسْكُنُوْا الشِّعَابَ۔)) فَقَالُوْا: إِنَّا نَخَافُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ يَضُرَّنَا ذٰلِكَ فِيْ هِجْرَتِنَا، فَقَالَ: ((أَنْتُمْ مُهَاجِرُوْنَ حَيْثُ كُنْتُمْ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٦٨)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مدینہ منورہ آئے اور سیدنا بریدہ بن حصیب کو ملے، انھوں نے کہا: اے سلمہ! کیا تم نے اپنی ہجرت کو چھوڑ دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ! میں تو رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر آیا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے بنو اسلم! تم دیہات میں رہو، ہواؤں کی بو سونگھ کر لطف اٹھاؤ اور گھاٹیوں میں رہو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ڈرتے ہیں کہ اس سے ہماری ہجرت کا نقصان نہ ہو جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم جہاں بھی ہو، مہاجر ہی رہو گے۔''

(١٠٦٤٧)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْهَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُوْلُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: مَنْ بَقِيَ مَعَكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَقِيَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

عمر بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کون کون سے افراد اب تمہارے ساتھ باقی ہیں؟ انھوں نے کہا: سیدنا انس بن مالک اور سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما، اس آدمی

(١٠٦٤٥) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٧٠٨٧، ومسلم: ١٨٦٢ (انظر: ١٦٥٠٨)

(١٠٦٤٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٢٦٥، والبخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ٢١ (انظر: ١٦٥٥٣)

(١٠٦٤٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ٦/ ١٦٦، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ١٧٣١ (انظر: ١٤٨٩٢)

وَسَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَمَّا سَلَمَةُ فَقَدْ اِرْتَدَّ عَنْ هِجْرَتِهِ، فَقَالَ جَابِرٌ: لَا تَقُلْ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ابْدُوْا يَاأَسْلَمُ!)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاِنَّا نَخَافُ أَنْ نَرْتَدَّ بَعْدَ هِجْرَتِنَا، فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ أَنْتُمْ مُهَاجِرُوْنَ حَيْثُ كُنْتُمْ.)) (مسند احمد: ١٤٩٥٣)

نے کہا: سلمہ تو اپنی ہجرت سے واپس پلٹ گیا ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس طرح نہ کہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اے بنواسلم! تم دیہات میں رہ سکتے ہو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی ہجرت کو چھوڑ بیٹھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم جہاں بھی ہو، مہاجر ہی رہو گے۔''

فوائد: ......یعنی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو ہجرت کا ثواب ملے گا، اگر چہ وہ اس شہر میں سکونت اختیار نہ کریں۔

(١٠٦٤٨)۔ عَنِ الْفَرَزْدَقِ بْنِ حَنَّانَ الْقَاصِّ، قَالَ: اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ لَمْ اَنْسَهُ بَعْدُ، خَرَجْتُ اَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ حِيْدَةَ فِيْ طَرِيْقِ الشَّامِ فَمَرَرْنَا بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِكُمَا اَعْرَابِيٌّ جَافٍ جَرِيْءٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيْنَ الْهِجْرَةُ اِلَيْكَ حَيْثُمَا كُنْتَ اَمْ اِلٰى أَرْضٍ مَعْلُوْمَةٍ أَوْ لِقَوْمٍ خَاصَّةً اَمْ اِذَا مِتَّ انْقَطَعَتْ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْهِجْرَةِ؟)) قَالَ: هَا أَنَا ذَا، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ وَآتَيْتَ الزَّكَاةَ فَأَنْتَ مُهَاجِرٌ وَاِنْ مِتَّ بِالْحَضْرَمَةِ.)) يَعْنِيْ أَرْضًا بِالْيَمَامَةِ۔ (مسند احمد: ٦٨٩٠)

فرزدق بن حنان قاص کہتے ہیں: کیا تم کو ایسی حدیث بیان کروں، جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے، میرے دل نے اس کو یاد کیا ہے اور میں ابھی تک اس کو نہیں بھولا، میں اور عبد اللہ بن حیدہ شام کے راستے پر نکلے اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، .... باقی حدیث ذکر کی، پھر کہا تمہاری قوم کا ایک سخت اور جری بدو آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہجرت آپ کی طرف ہو گی، آپ جہاں کہیں بھی ہوں، یا کسی خاص زمین کی طرف ہو گی، یا کسی خاص قوم کی طرف ہو گی اور جب آپ وفات پا جائیں گے تو کیا ہجرت منقطع ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا: ''ہجرت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' جی میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے تو تو مہاجر ہی ہوگا، اگر چہ تو حضرمہ میں فوت ہو جائے۔'' یہ مقام یمانیہ کے علاقے میں ہے۔

(١٠٦٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة شيخ العلاء بن رافع، أخرجه الطيالسى: ٢٢٧٧، والبزار: ١٧٥٠، ٣٥٢١ (انظر: ٦٨٩٠)

(۱۰۶۴۹)۔ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْبِلَادُ بِلَادُ اللّٰہِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰہِ فَحَیْثُمَا أَصَبْتَ خَیْرًا فَأَقِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۴۲۰)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام علاقے اللہ تعالیٰ کے علاقے ہیں اور تمام بندے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، لہٰذا جہاں بھی تجھے خیر ملے، تو وہیں اقامت اختیار کر۔''

فوائد: ...... جب انسان کی روزی کا کوئی نہ کوئی سلسلہ چل رہا ہو اور وہ اپنے دین اور جان کے معاملے میں امن میں ہو تو ٹھیک، وگرنہ وہ کسی ایسے شہر کی طرف ہجرت کر جائے، جہاں اس کی جان اور دین محفوظ ہو جائے۔

(۱۰۶۵۰)۔ عَنِ الْقَلُوْصِ اَنَّ شِہَابَ بْنَ مُدْلِجٍ نَزَلَ الْبَادِیَۃَ فَسَابَّ اِبْنُہُ رَجُلًا فَقَالَ: یَا ابْنَ الَّذِیْ تَعَرَّبَ بِہٰذِہِ الْھِجْرَۃِ، فَأَتٰی شِہَابٌ الْمَدِیْنَۃَ فَلَقِیَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَسَمِعَہُ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلَانِ، رَجُلٌ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَھْبِطَ مَوْضِعًا یَسُوْءُ الْعَدُوَّ، وَرَجُلٌ بِنَاحِیَۃِ الْبَادِیَۃِ یُقِیْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَیُؤَدِّیْ حَقَّ مَالِہِ وَیَعْبُدُ رَبَّہُ حَتّٰی یَأْتِیَہُ الْیَقِیْنُ۔)) فَجَثَا عَلٰی رُکْبَتَیْہِ قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَہُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَا أَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُہُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَتٰی بَادِیَتَہُ فَأَقَامَ بِھَا۔ (مسند احمد: ۱۰۷۷۶)

قلوص کہتے ہیں: سیدنا شہاب بن مدلج نے ایک دیہات میں اقامت اختیار کی، جب اس کے بیٹے نے ایک آدمی کو برا بھلا کہا تو اس آدمی نے آگے سے کہا: اے اس باپ کے بیٹے، جس نے ہجرتِ مدینہ کو باطل کر کے دیہات میں سکونت اختیار کر لی، یہ سن کر شہاب مدینہ میں آیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے افضل دو آدمی ہیں، ایک وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، یہاں تک کہ وہ ایسے مقام پر اترا کہ جس سے دشمن کو تکلیف ہوئی اور دوسرا وہ آدمی جو کسی دیہات کے کونے میں مقیم ہے، پانچ نمازیں ادا کرتا ہے، اپنے مال کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتا ہے۔'' یہ سن کر سیدنا شہاب رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور کہا: اے ابو ہریرہ! کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پس وہ اپنے دیہات کی طرف لوٹ آئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔

فوائد: ...... یعنی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ثواب کو دیہاتوں کی طرف نکل جانے نے ضائع نہیں کیا۔ حالات کو دیکھ کر حدیثِ مبارکہ کے دوسرے حصے پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا، یہ اجازت ہر آدمی کے لیے نہیں ہے۔

(۱۰۶۴۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، فیہ ثلاثۃ مجاھیل: جبیر بن عمرو القرشی، وابو سعید الانصاری، وابو یحیٰی مولی آل الزبیر، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۵۰ (انظر: ۱۴۲۰)

(۱۰۶۵۰) تخریج: صحیح، أخرجہ البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۴/ ۲۳۵ (انظر: ۱۰۷۶۶)